

# سُنَنِ نَسَائِي



تاليف

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائي رحمه الله

ترجمه و فوائد: فضيلة الشيخ حافظ محمد امين حفظه الله

تحقيق و تصحيح: حافظ ابوطاهر زبير علي زني حفظه الله

دارالعلم  
مبيني



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنہ ڈاٹ کام پر تمام ”پی ڈی ایف“ کتب  
قارئین کے مطالعے اور دعوتی و اصلاحی مقاصد کے  
لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

### تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر  
استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو  
تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی  
، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنہ النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم







© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت نمبر 135

نام کتاب :	مترجم سنن نسائی
نام مولف :	إمام أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن شعيب التيمي
نام مترجم :	فیضانِ حافظ محمد امین <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
جلد :	اول
طبع دوم :	اگست ۲۰۱۳ء
تعداد اشاعت :	ایک ہزار
طابع :	محمد اکرم مختار
ناشر :	دارالعلم، ممبئی



دارالعلم

**DARUL ILM**

**PUBLISHERS & DISTRIBUTORS**

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),

Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)

Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231

fax : (+91-22) 2302 0482

E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

# سُنن نسائی

جلد اول

کتاب الطہارۃ — کتاب المواقیب احادیث: 1 — 626

تالیف

امام ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن سعید النسائی

ترجمہ و تفسیر

فیضانِ حافظ محمد امین

ترجمہ و تفسیر

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی

ترجمہ و تفسیر

حافظ میر سلح الدین یوسف

دارالعلم



# فرمانِ باری

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ

وَمَا نَهَاكُمُ عَنْهُ فَانْتَهُوا

(الحشر: ۵۰)

اور اللہ کے رسول جو کچھ تمہیں دیں، وہ لے لو  
اور جس چیز سے تمہیں روک دیں، اس سے رک جاؤ۔

# فرمانِ رسول

كَلِمَاتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ الْأَمْرَ ابْنِي

قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَا ابْنِي قَالَ:

مَنْ اطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ

عَصَانِي فَقَدْ ابْنِي

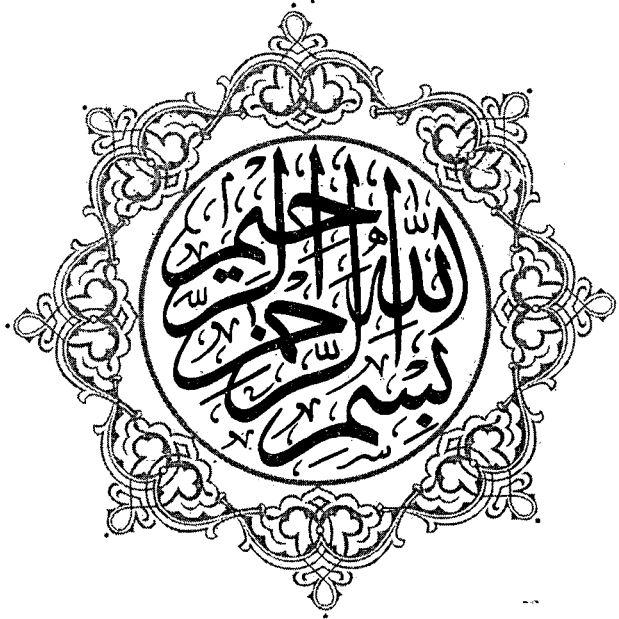
(صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ كِتَابُ الْأَعْتَصَامِ بِالْكِتَابِ السُّنَّةِ، حَدِيثُ ٤٣٠)

میری ساری امت جنت میں جائے گی مگر وہ شخص (نہیں جائے گا) جس نے (جنت میں جانے سے) انکار کر دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون (بد بخت) انکار کرے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

جس نے میری فرماں برداری کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی یقیناً اس نے (جنت میں جانے سے خود ہی) انکار کیا۔





## فہرست مضامین (جلداول)

27	عرض ناشر
32	عرض مترجم
35	مقدمہ
51	مؤلف سنن النسائی ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی <small>رحمہ اللہ</small>
58	سنن نسائی اور اس کی امتیازی خصوصیات
69	اصطلاحات محدثین
74	کتب احادیث کی اقسام
76	کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

79	طہارت سے متعلق احکام و مسائل	۱- کتاب الطہارۃ
	باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ۔“ کی تفسیر	۱- تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾
86	باب: جب رات کو نیند سے اٹھے تو مسواک کرے	۲- بَابُ السُّوَالِكِ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ
87	باب: مسواک کیسے کرے؟	۳- بَابُ كَيْفَ يَسْتَاكُ
87	باب: کیا حاکم اپنے ماتحتوں کے سامنے مسواک کر سکتا ہے؟	۴- بَابُ هَلْ يَسْتَاكُ الْإِمَامُ بِخَضْرَاءَ رَعِيَّتِهِ
88	باب: مسواک کرنے کی ترغیب	۵- التَّرغِيبُ فِي السُّوَالِكِ
89	باب: کثرت سے مسواک کرنے کی تاکید	۶- الْإِكْتِمَارُ فِي السُّوَالِكِ
90	باب: روزے دار کو پچھلے پہر مسواک کرنے کی اجازت ہے	۷- الرُّخْصَةُ فِي السُّوَالِكِ بِالْعَشِيِّ لِلصَّائِمِ
91	باب: مسواک ہر وقت کی جاسکتی ہے	۸- السُّوَالِكُ فِي كُلِّ جَبِينٍ



92	مذکورہ فطرت کا بیان	ذکر الفطر
92	باب: ختنہ کروانا	۹- الْأَخْتَانُ
93	باب: ناخن تراشنا	۱۰- تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ
94	باب: بغلوں کے بال اکھیڑنا	۱۱- نَتْفُ الْإِبْطِ
94	باب: زیر ناف کے بال موٹنا	۱۲- حَلْقُ الْعَانَةِ
95	باب: مونچھیں کاٹنا	۱۳- قَصُّ الشَّارِبِ
96	باب: ان کاموں کے لیے مدت کا تعین	۱۴- التَّوْقِيفُ فِي ذَلِكَ
96	باب: مونچھیں ختم کرنا اور ڈاڑھی رکھنا	۱۵- إِخْفَاءُ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللُّحَى
97	باب: قضائے حاجت کے لیے دور جانا	۱۶- الْإِبْعَادُ عِنْدَ إِزَادَةِ الْحَاجَةِ
98	باب: دور نہ جانے کی رخصت	۱۷- الرُّحْصَةُ فِي تَرْكِ ذَلِكَ
100	باب: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کی دعا	۱۸- الْقَوْلُ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ
101	باب: قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا منع ہے	۱۹- النَّهْيُ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ
101	باب: قضاے حاجت کے وقت قبلے کی طرف پیٹھ کرنا بھی منع ہے	۲۰- النَّهْيُ عَنِ اسْتِدْبَارِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ
102	باب: قضاے حاجت کے وقت مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرنے کا حکم	۲۱- الْأَمْرُ بِاسْتِقْبَالِ الْمَشْرِقِ أَوْ الْمَغْرِبِ عِنْدَ الْحَاجَةِ
102	باب: گھروں میں اس کی اجازت ہے	۲۲- الرُّحْصَةُ فِي ذَلِكَ فِي الْبُيُوتِ
103	باب: قضاے حاجت کے دوران میں شرم گاہ کو دایاں ہاتھ لگانا منع ہے	۲۳- بَابُ النَّهْيِ عَنِ مَسِّ الذَّكَرِ بِأَيْمَنِ عِنْدَ الْحَاجَةِ
104	باب: کھلی جگہ میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت	۲۴- الرُّحْصَةُ فِي الْبَوْلِ فِي الصَّخْرَاءِ فَإِنَّمَا
105	باب: گھر میں بیٹھ کر پیشاب کرنا	۲۵- الْبَوْلُ فِي الْبَيْتِ جَالِسًا
106	باب: ایسی اونٹ کی طرف پیشاب کرنا جس سے پردہ حاصل ہو	۲۶- الْبَوْلُ إِلَى سُرْتَرٍ يَسْتَبْرُ بِهَا

- ۲۷- التَّنْزُہُ عَنِ الْبُؤُولِ باب: پیشاب (کے چھینوں) سے بچنا 107
- ۲۸- بَابُ الْبُؤُولِ فِي الْإِنَاءِ باب: برتن میں پیشاب کرنا 109
- ۲۹- الْبُؤُولُ فِي الطَّنَسِتِ باب: تھال جیسے برتن میں پیشاب کرنا 109
- ۳۰- كَرَاهِيَةُ الْبُؤُولِ فِي الْجُحْرِ باب: بل میں پیشاب کرنا مکروہ (منع) ہے 110
- ۳۱- النَّهْيُ عَنِ الْبُؤُولِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ باب: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے 111
- ۳۲- كَرَاهِيَةُ الْبُؤُولِ فِي الْمُسْتَحَمِّ باب: غسل خانے میں پیشاب کرنا منع ہے 111
- ۳۳- السَّلَامُ عَلَى مَنْ يَبُولُ باب: پیشاب کرتے ہوئے شخص کو سلام کہنا 112
- ۳۴- رَدُّ السَّلَامِ بَعْدَ الْوُضُوءِ باب: وضو کرنے کے بعد سلام کا جواب دینا 113
- ۳۵- النَّهْيُ عَنِ الْأَسْتِطَابَةِ بِالْعَظْمِ باب: ہڈی سے صفائی کرنا منع ہے 113
- ۳۶- النَّهْيُ عَنِ الْأَسْتِطَابَةِ بِالرُّؤُثِ باب: لید کے ساتھ صفائی کرنا منع ہے 114
- ۳۷- النَّهْيُ عَنِ الْأَكْتِفَاءِ فِي الْأَسْتِطَابَةِ بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ باب: صفائی میں تین ڈھیلوں سے کم پر اکتفا کرنا منع ہے 115
- ۳۸- الرُّخْصَةُ فِي الْأَسْتِطَابَةِ بِحَجَرَيْنِ باب: (بحالت مجبوری) دو ڈھیلوں سے صفائی کرنے کی رخصت 115
- ۳۹- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْأَسْتِطَابَةِ بِحَجَرٍ وَاحِدٍ باب: ایک ڈھیلے سے صفائی کرنے کی رخصت 116
- ۴۰- الْأَجْزَاءُ فِي الْأَسْتِطَابَةِ بِالْحِجَارَةِ دُونَ غَيْرِهَا باب: صفائی کے لیے صرف ڈھیلے کافی ہیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں 117
- ۴۱- الْأَسْتِئْجَاءُ بِالْمَاءِ باب: پانی سے استنجا کرنا 118
- ۴۲- النَّهْيُ عَنِ الْأَسْتِئْجَاءِ بِالْيَمِينِ باب: دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت 119
- ۴۳- بَابُ ذَلِكَ الْيَدِ بِالْأَرْضِ بَعْدَ الْأَسْتِئْجَاءِ باب: استنجا کرنے کے بعد ہاتھ زمین پر ملانا 120
- ۴۴- بَابُ التَّوْقِيفِ فِي الْمَاءِ باب: (تلیل اور کثیر) پانی کی تحدید 122
- ۴۵- تَرْكُ التَّوْقِيفِ فِي الْمَاءِ باب: پانی میں کوئی حد بندی نہیں 123
- ۴۶- بَابُ الْمَاءِ الدَّائِمِ باب: کھڑے پانی کا حکم 126
- ۴۷- بَابُ فِي مَاءِ الْبَحْرِ باب: سمندری پانی کا حکم 127
- ۴۸- بَابُ الْوُضُوءِ بِالتَّلَجِ باب: برف سے وضو کرنے کا بیان 128



		سنن النسائي
129	باب: برف کے پانی سے وضو کرنے کا بیان	٤٩- الْوُضُوءُ بِمَاءِ التَّلْجِ
130	باب: اولوں کے پانی سے وضو کرنے کا بیان	٥٠- بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَرْدِ
130	باب: کتے کے جوٹھے کا بیان	٥١- سُورُ الْكَلْبِ
131	باب: جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو مشروب کو بہا دیئے کا حکم	٥٢- الْأَمْرُ بِإِرَاقَةِ مَا فِي الْإِنَاءِ إِذَا وَلَّغَ فِيهِ الْكَلْبُ
132	باب: جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اسے مٹی سے دھونے کا بیان	٥٣- بَابُ تَغْيِيرِ الْإِنَاءِ الَّذِي وَلَّغَ فِيهِ الْكَلْبُ بِالتُّرَابِ
133	باب: بلی کے جوٹھے کا حکم	٥٤- سُورُ الْهَيْرَةِ
134	باب: گدھے کے جوٹھے کا حکم	٥٥- بَابُ سُورِ الْحِمَارِ
135	باب: حائضہ عورت کے جوٹھے کا حکم	٥٦- بَابُ سُورِ الْحَائِضِ
136	باب: مردوں اور عورتوں کا اکٹھے وضو کرنا	٥٧- بَابُ وُضُوءِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ جَمِيعًا
136	باب: جنسی کے غسل سے بچے ہوئے پانی کا حکم	٥٨- بَابُ فَضْلِ الْجُنْبِ
137	باب: پانی کی کم از کم مقدار جو آدمی کو وضو کے لیے کافی ہے	٥٩- بَابُ الْقَدْرِ الَّذِي يَكْتَفِي بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ
138	باب: وضو میں نیت کا مسئلہ	٦٠- بَابُ النِّيَّةِ فِي الْوُضُوءِ
139	باب: برتن سے (پانی لے لے کر) وضو کرنا	٦١- الْوُضُوءُ مِنَ الْإِنَاءِ
140	باب: وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے	٦٢- بَابُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوءِ
141	باب: خادم وضو کے دوران میں اعضاء پر پانی ڈالے تو کوئی حرج نہیں	٦٣- بَابُ صَبِّ الْخَادِمِ الْمَاءَ عَلَى الرَّجُلِ لِلْوُضُوءِ
142	باب: اعضائے وضو کو ایک ایک دفعہ دھونا	٦٤- الْوُضُوءُ مَرَّةً مَرَّةً
143	باب: اعضائے وضو کو تین تین بار دھونا	٦٥- بَابُ الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا
143	باب: وضو کا طریقہ	٦٦- صِفَةُ الْوُضُوءِ
143	باب: ہتھیلیاں دھونا	٦٦- غَسْلُ الْكَفَّيْنِ
145	باب: ہتھیلیاں کتنی بار دھوئی جائیں؟	٦٧- كَمْ تُغْسَلَانِ
145	باب: کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا	٦٨- الْمَمْضُضَةُ وَالْإِسْتِشْقَاقُ

فہرست مضامین (جلد اول)

سنن النسائي

147	باب: کس ہاتھ سے کلی کرے؟	۶۹- بِأَيِّ يَدَيْنِ يَتَمَضَّمُ
147	باب: ناک میں اچھی طرح پانی ڈالنا	۷۰- [إِتِّخَاذُ] الْإِسْتِنْشَاقِ
148	باب: ناک میں خوب زور سے پانی کھینچنا	۷۱- الْمُبَالَغَةُ فِي الْإِسْتِنْشَاقِ
149	باب: ناک کو جھاڑنے کا حکم	۷۲- الْأَمْرُ بِالْإِسْتِنْتَارِ
150	باب: نیند سے جاگنے کے بعد ناک جھاڑنے کا حکم	۷۳- بَابُ الْأَمْرِ بِالْإِسْتِنْتَارِ عِنْدَ الْإِسْتِيقَاطِ مِنَ النَّوْمِ
151	باب: ناک کس ہاتھ سے جھاڑے؟	۷۴- بِأَيِّ يَدَيْنِ يَسْتَنْتِرُ
151	باب: چہرہ دھونا	۷۵- بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ
152	باب: چہرہ کتنی دفعہ دھویا جائے؟	۷۶- عَدَدُ غَسْلِ الْوَجْهِ
153	باب: بازوؤں کو دھونا	۷۷- غَسْلُ الْيَدَيْنِ
154	باب: وضو کا بیان	۷۸- بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ
154	باب: بازو کتنی دفعہ دھوئیں جائیں؟	۷۹- عَدَدُ غَسْلِ الْيَدَيْنِ
155	باب: ہاتھ کہاں تک دھوئے جائیں؟	۸۰- بَابُ حَدِّ الْعَسَلِ
156	باب: سر کے مسح کا طریقہ	۸۱- بَابُ صِفَةِ مَسْحِ الرَّأْسِ
157	باب: سر کے مسح کی تعداد	۸۲- عَدَدُ مَسْحِ الرَّأْسِ
158	باب: عورت بھی اپنے (پورے) سر کا مسح کرے	۸۳- بَابُ مَسْحِ الْمَرْأَةِ رَأْسَهَا
160	باب: کانوں کا مسح کرنا	۸۴- مَسْحُ الْأُذُنَيْنِ
160	باب: کانوں کا مسح سر کے ساتھ کرنا اور اس بات کی دلیل کہ کان سر کا حکم رکھتے ہیں	۸۵- بَابُ مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ مَعَ الرَّأْسِ وَمَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى أَنَّهُمَا مِنَ الرَّأْسِ
163	باب: گچڑی پر مسح کرنے کا بیان	۸۶- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ
164	باب: گچڑی پر پیشانی سمیت مسح کا ذکر	۸۷- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ مَعَ النَّاصِيَةِ
165	باب: عمامے (گچڑی) پر مسح کیسے کیا جائے؟	۸۸- بَابُ كَيْفِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ
167	باب: پاؤں کو دھونا واجب ہے	۸۹- بَابُ إِجَابِ غَسْلِ الرَّجْلَيْنِ
168	باب: کس پاؤں کو پہلے دھوئے؟	۹۰- بَابُ بِأَيِّ الرَّجْلَيْنِ يَبْدَأُ بِالْغَسْلِ
169	باب: پاؤں کو دونوں ہاتھوں سے دھونا	۹۱- غَسْلُ الرَّجْلَيْنِ بِالْيَدَيْنِ

		سنن النسائي
170	باب: انگلیوں کے خلال کا حکم	۹۲- الْأَمْرُ بِتَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ
170	باب: پاؤں کتنی بار دھوئے جائیں؟	۹۳- عَدَّدُ غَسَلِ الرَّجُلَيْنِ
171	باب: پاؤں کہاں تک دھوئے جائیں؟	۹۴- بَابُ حَدِّ الْغَسَلِ
172	باب: جوتوں سمیت وضو کرنا	۹۵- بَابُ الْوُضُوءِ فِي النَّعَالِ
173	باب: موزوں پر مسح کا بیان	۹۶- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ
176	باب: سفر میں موزوں پر مسح کرنا	۹۷- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ
	باب: مسافر کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدت	۹۸- بَابُ التَّوْقِيَةِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ
177		لِلْمَسَافِرِ
178	باب: مقیم شخص کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدت	۹۹- التَّوْقِيَةُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُقِيمِ
179	باب: وضو ٹوٹنے بغیر دوبارہ وضو کرنے کا طریقہ	۱۰۰- صِفَةُ الْوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ حَدِيثٍ
180	باب: ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا (مستحب ہے)	۱۰۱- الْوُضُوءُ لِكُلِّ صَلَاةٍ
182	باب: وضو کے بعد شرم گاہ پر پانی کے چھینے مارنا	۱۰۲- بَابُ النَّضْحِ
183	باب: وضو سے بچے ہوئے پانی سے فائدہ اٹھانا	۱۰۳- بَابُ الْإِتِّفَاعِ بِفَضْلِ الْوُضُوءِ
185	باب: وضو کی فرضیت	۱۰۴- بَابُ فَرَضِ الْوُضُوءِ
186	باب: وضو کرتے وقت مقررہ حد سے تجاوز کرنا (منع ہے)	۱۰۵- الْإِعْدَاءُ فِي الْوُضُوءِ
186	باب: وضو مکمل اور اچھی طرح کرنے کا حکم	۱۰۶- الْأَمْرُ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ
188	باب: اسباغ کی فضیلت	۱۰۷- بَابُ الْفَضْلِ فِي ذَلِكَ
189	باب: مسنون وضو کرنے کا ثواب	۱۰۸- ثَوَابٌ مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أَمَرَ
192	باب: وضو سے فارغ ہونے کے بعد کیا پڑھا جائے؟	۱۰۹- الْقَوْلُ بَعْدَ الْفَرَاعِ مِنَ الْوُضُوءِ
192	باب: وضو کا زیور	۱۱۰- حِلْيَةُ الْوُضُوءِ
	باب: اس شخص کا ثواب جس نے اچھی طرح وضو کیا	۱۱۱- بَابُ ثَوَابِ مَنْ أَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ
194	پھر دو رکعتیں پڑھیں	
	باب: کون سی چیزیں وضو توڑتی ہیں اور کون سی نہیں۔ ہڈی سے وضو کرنے کا بیان	۱۱۲- بَابُ مَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَمَا لَا يَنْقُضُ: الْوُضُوءُ مِنَ الْمَذْيِ
195		
199	باب: بول و براز کی وجہ سے وضو	۱۱۳- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْعَائِظِ وَالْبَوْلِ



فہرست مضامین (جلد اول)

سنن النسائي

باب: قضائے حاجت کی وجہ سے (بھی) وضو 200 (واجب ہوتا ہے)	۱۱۴- أَلْوَضُوءُ مِنَ الْعَائِطِ
باب: ہوا (خارج ہونے) کی وجہ سے وضو 200	۱۱۵- أَلْوَضُوءُ مِنَ الرِّيحِ
باب: نیند کی وجہ سے وضو 201	۱۱۶- أَلْوَضُوءُ مِنَ النَّوْمِ
باب: اونگھ کا بیان 202	۱۱۷- بَابُ التَّعَاسِ
باب: عضو مخصوص کو چھونے سے وضو (ٹوٹ جاتا ہے) 202	۱۱۸- أَلْوَضُوءُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ
باب: عضو مخصوص کو چھونے سے وضو نہ کرنا 204	۱۱۹- بَابُ تَرْكِ الوَضُوءِ مِنْ ذَلِكَ
باب: آدمی اپنی عورت کو بغیر شہوت کے ہاتھ لگائے 206 تو وضو واجب نہیں	۱۲۰- تَرْكُ الوَضُوءِ مِنْ مَسِّ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ مِنْ غَيْرِ شَهْوَةٍ
باب: بوسہ دینے کے بعد وضو نہ کرنا 208	۱۲۱- بَابُ تَرْكِ الوَضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ
باب: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو 209	۱۲۲- بَابُ الوَضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ
باب: آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو نہ کرنا 213	۱۲۳- بَابُ تَرْكِ الوَضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ
باب: ستو کھانے کے بعد کلی کرنا 215	۱۲۴- الْمَضْمَضَةُ مِنَ السَّوْبِقِ
باب: دودھ پینے کے بعد کلی کرنا 216	۱۲۵- الْمَضْمَضَةُ مِنَ اللَّبَنِ
کون سی چیزیں غسل واجب کرتی ہیں 217 اور کون سی نہیں؟	ذِكْرُ مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ وَمَا لَا يُوجِبُهُ
باب: جب کافر مسلمان ہو تو غسل کرے 217	۱۲۶- غُسْلُ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ
باب: کافر اسلام لانے کا ارادہ کرے تو پہلے غسل 218 کرے (پھر اسلام لائے۔)	۱۲۷- تَقْدِيمُ غُسْلِ الْكَافِرِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُسْلِمَ
باب: مشرک کی لاش دبانے کے بعد غسل کرنا چاہیے 219	۱۲۸- الْغُسْلُ مِنْ مَوَارَاةِ الْمُشْرِكِ
باب: جب مرد و عورت کی شرم گاہیں آپس میں مل 219 جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے	۱۲۹- بَابُ وَجُوبِ الْغُسْلِ إِذَا تَلَقَّى الْجُنَاتَانِ
باب: مٹی خارج ہونے سے غسل 221	۱۳۰- الْغُسْلُ مِنَ الْمِطْيِ
باب: عورت خواب میں وہی کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا 222 ہے تو اس پر غسل واجب ہے	۱۳۱- غُسْلُ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ

سنن النسائي	
فہرست مضامین (جلد اول)	
باب: (اس شخص کا حکم) جسے احتلام ہو جائے اور وہ	۱۳۲- بَابُ الَّذِي يَحْتَلِمُ وَلَا يَرَى الْمَاءَ
225 (جاگنے پر) پانی (منی) نہ دیکھے	
باب: مرد اور عورت کی منی میں فرق	۱۳۳- بَابُ الْفَصْلِ بَيْنَ مَاءِ الرَّجُلِ وَمَاءِ الْمَرْأَةِ
225	
باب: حیض (کے اختتام) سے غسل کا ذکر	۱۳۴- ذِكْرُ الْاِغْتِسَالِ مِنَ الْحَيْضِ
226	
باب: حیض کا بیان	۱۳۵- ذِكْرُ الْأَقْرَاءِ
23	
باب: استحاضہ والی عورت کے غسل کا ذکر	۱۳۶- ذِكْرُ اغْتِسَالِ الْمُسْتَحَاضَةِ
234	
باب: بچے کی پیدائش کے بعد آنے والے خون پر	۱۳۷- بَابُ الْاِغْتِسَالِ مِنَ النَّفَاسِ
235 غسل کرنا	
باب: حیض اور استحاضے کے خون کا فرق	۱۳۸- بَابُ الْفَرْقِ بَيْنَ دَمِ الْحَيْضِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ
235	
باب: جنبی کو ٹھہرے پانی میں غسل کرنے کی ممانعت	۱۳۹- بَابُ النَّهْيِ عَنِ اغْتِسَالِ الْجُنُبِ فِي الْمَاءِ
239	الدَّائِمِ
باب: ٹھہرے پانی میں پیشاب نہ پھر اس سے	۱۴۰- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُؤْلِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ
240 غسل کرنے کی ممانعت	وَالْاِغْتِسَالِ مِنْهُ
باب: رات کے شروع ہی میں غسل کر لینا	۱۴۱- بَابُ ذِكْرِ الْاِغْتِسَالِ اَوَّلَ اللَّيْلِ
240	
باب: غسل جنابت رات کے شروع میں بھی ہو سکتا	۱۴۲- اَلْاِغْتِسَالُ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَاٰخِرُهُ
241 ہے اور آخر میں بھی	
باب: غسل کرتے وقت لوگوں سے پردہ کرنے کا بیان	۱۴۳- بَابُ ذِكْرِ الْاِسْتِئْذَانِ عِنْدَ الْاِغْتِسَالِ
241	
باب: پانی کی وہ مقدار جس پر آدمی غسل کے لیے	۱۴۴- بَابُ ذِكْرِ الْقَدْرِ الَّذِي يَكْتَفِي بِهِ الرَّجُلُ
243 اکتفا کر سکتا ہے	مِنَ الْمَاءِ لِلْمَغْسِلِ
باب: اس بات کی دلیل کہ غسل کے لیے پانی کی کوئی	۱۴۵- بَابُ ذِكْرِ الدَّلَالَةِ عَلَى أَنَّهُ لَا وَقْتٌ فِي
245 مقدار مقرر نہیں	ذَلِكَ
باب: مرد اور اس کی بیوی کا (بیک وقت) ایک برتن	۱۴۶- بَابُ ذِكْرِ اغْتِسَالِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ
246 سے غسل کرنا	نِسَائِهِ مِنْ اِنَاءٍ وَاٰحِدٍ
باب: جنبی کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے غسل	۱۴۷- بَابُ ذِكْرِ النَّهْيِ عَنِ الْاِغْتِسَالِ بِفَضْلِ
248 کرنے کی ممانعت	الْجُنُبِ

فہرست مضامین (جلد اول)

سنن النسائي

- 249 باب: اس کی رخصت ۱۴۸- بَابُ الرُّمِّ فِي ذَلِكَ
- 250 باب: ایسے پیالے سے غسل کرنا جس میں آنا گوندھا جاتا ہو ۱۴۹- بَابُ ذِكْرِ الْإِغْتِسَالِ فِي الْقُصْعَةِ الَّتِي يُعَجَّنُ فِيهَا
- 251 باب: غسل جنابت کے وقت عورت کا اپنے سر کی مینڈھیاں نہ کھولنے کا ذکر ۱۵۰- بَابُ ذِكْرِ تَرْكِ الْمَرْأَةِ تَقْضَ ضَفْرَ رَأْسِهَا
- 252 باب: حائضہ عورت کو غسلِ احرام کے وقت مینڈھیاں کھولنے کا حکم ۱۵۱- بَابُ ذِكْرِ الْأَمْرِ بِذَلِكَ لِلْحَائِضِ عِنْدَ الْإِغْتِسَالِ لِلْإِحْرَامِ
- 253 باب: جنبی کو اپنے ہاتھ برتن میں ڈالنے سے پہلے دھو لینے کا بیان ۱۵۲- ذِكْرُ غَسْلِ الْجُنْبِ [يَدَيْهِ] قَبْلَ أَنْ [يُدْجِلَهُمَا] الْإِنَاءَ
- 254 باب: برتن میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے کتھی دفعہ دھونے چاہئیں؟ ۱۵۳- بَابُ ذِكْرِ عَدْوِ غَسْلِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ - يَهُمَا الْإِنَاءَ
- 254 باب: جنبی کو ہاتھ دھونے کے بعد اپنے جسم سے نجاست صاف کرنی چاہیے ۱۵۴- إِزَالَةُ الْجُنْبِ الْأَذَى عَنِ جَسَدِهِ بَعْدَ غَسْلِ يَدَيْهِ
- 255 باب: جنبی کو جسم سے نجاست دور کرنے کے بعد دوبارہ ہاتھ دھونے چاہئیں ۱۵۵- بَابُ إِعَادَةِ الْجُنْبِ غَسْلَ يَدَيْهِ بَعْدَ إِزَالَةِ الْأَذَى عَنِ جَسَدِهِ
- 256 باب: جنبی کو غسل سے پہلے وضو بھی کرنا چاہیے ۱۵۶- ذِكْرُ وَضُوءِ الْجُنْبِ قَبْلَ الْغُسْلِ
- 256 باب: جنبی کو (دورانِ غسل) اپنے سر کا خلال کرنا چاہیے ۱۵۷- بَابُ تَخْلِيلِ الْجُنْبِ رَأْسَهُ
- 257 باب: جنبی کے لیے سر پر کتنا پانی بہانا کافی ہے؟ ۱۵۸- بَابُ ذِكْرِ مَا يَكْفِي الْجُنْبَ مِنْ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَى رَأْسِهِ
- 258 باب: غسل حیض کا طریقہ ۱۵۹- بَابُ ذِكْرِ الْعَمَلِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْحَيْضِ
- 259 باب: (مسنون) غسل کے بعد کرنا ۱۶۰- بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ بَعْدِ الْغُسْلِ
- 260 باب: (غسل کے آخر میں) والی جگہ کے بجائے دوسری جگہ دھونے ۱۶۱- بَابُ غَسْلِ الرَّجُلَيْنِ فِي غَيْرِ الْمَكَانِ الَّذِي يَغْتَسِلُ فِيهِ
- 261 باب: غسل کے بعد رومال استعمال نہ کرنا ۱۶۲- بَابُ تَرْكِ الْمِنْدِيلِ بَعْدَ الْغُسْلِ

سنن النسائي

فہرست مضامین (جلد اول)

- 163- بَابُ وَضُوءِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ  
باب: جنبی کے لیے کھاتے وقت وضو کرنا مستحب ہے 261
- 164- بَابُ إِقْتِصَارِ الْجُنُبِ عَلَى غَسَلِ يَدَيْهِ إِذَا  
باب: کھانے کے وقت جنبی کا صرف ہاتھ دھونے پر  
اکتفا کرنا 262
- 165- بَابُ إِقْتِصَارِ الْجُنُبِ عَلَى غَسَلِ يَدَيْهِ إِذَا  
باب: کوئی چیز پینے سے پہلے جنبی کا صرف ہاتھ  
دھونے پر اکتفا کرنا 263
- 166- بَابُ وَضُوءِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَأَمَّ  
باب: جنبی سونے کا ارادہ کرے تو اسے وضو کر لینا چاہیے 263
- 167- بَابُ وَضُوءِ الْجُنُبِ وَغَسَلِ ذَكَرِهِ إِذَا أَرَادَ  
باب: جنبی سونے کا ارادہ کرے تو شرم گاہ دھو کر وضو  
کرنے 264
- 168- بَابُ فِي الْجُنُبِ إِذَا لَمْ يَتَوَضَّأْ  
باب: جنبی اگر وضو نہ کرے تو؟ 264
- 169- بَابُ فِي الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ  
باب: جنبی جب دوبارہ جماع کرنا چاہے تو؟ 266
- 170- بَابُ إِيْتَابِ الْبَيْتَاءِ قَبْلَ إِحْدَاثِ الْغُسْلِ  
باب: غسل کرنے سے پہلے کئی بیویوں کے پاس آنا 266
- 171- بَابُ حَجَبِ الْجُنُبِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ  
باب: جنبی کے لیے قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت 267
- 172- بَابُ مُمَاسَّةِ الْجُنُبِ وَمُجَالَسَتِهِ  
باب: جنبی کو ہاتھ لگانا اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا  
جانزہ 268
- 173- بَابُ اسْتِخْدَامِ الْحَائِضِ  
باب: حیض والی عورت سے کوئی کام کروانا 270
- 174- بَابُ بَسْطِ الْحَائِضِ الْخُمْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ  
باب: حیض والی عورت مسجد میں چٹائی بچھا سکتی ہے 271
- 175- بَابُ فِي الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِي  
باب: حائضہ بیوی کی گود میں سر رکھ کر قرآن مجید پڑھنا  
حِجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ  
272
- 176- بَابُ غَسَلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا  
باب: حیض والی عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے 272
- 177- بَابُ مُوَآكَلَةِ الْحَائِضِ وَالشُّرْبِ مِنْ  
باب: حیض والی عورت کے ساتھ کھانا پینا اور اس کا  
سُورِهَا  
274
- 178- بَابُ الْإِنْتِفَاعِ بِفَضْلِ الْحَائِضِ  
باب: حائضہ عورت کے جوٹھے سے فائدہ اٹھانا 275
- 179- بَابُ مُضَاجَعَةِ الْحَائِضِ  
باب: حالت حیض میں بیوی کے ساتھ لیٹنا 276
- 180- بَابُ مَبَاسَرَةِ الْحَائِضِ  
باب: حائضہ عورت (بیوی) کے ساتھ ننگے جسم لیٹنا 277
- 181- بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَسْتَأْذِنُكَ﴾  
باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”یہ لوگ آپ سے حیض



سنن النسائي

فہرست مضامین (جلد اول)

279 کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔“ کی تفسیر

باب: جو آدمی باوجود جاننے کے کہ اللہ تعالیٰ نے حیض کی حالت میں جماع سے روکا ہے، اپنی بیوی سے اس حال میں جماع کرے تو اس پر

280 کیا تاوان آئے گا؟

باب: عورت کو احرام کی حالت میں حیض آنے لگے تو

281 کیا کرے؟

282 باب: نفاس والی عورت احرام کے وقت کیا کرے؟

283 باب: حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو.....؟

284 باب: کپڑے کو مٹی لگ جائے تو؟

284 باب: کپڑے سے مٹی دھونا

285 باب: مٹی کو کپڑے سے کھرچ کر صاف کرنا .

باب: اس بچے کا پیشاب جس نے ابھی کھانا کھانا

287 شروع نہیں کیا

288 باب: لڑکی کا پیشاب

باب: جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے

289 پیشاب کا حکم

باب: ماکول اللحم جانور کا گوبر کپڑے کو لگ جائے

292 تو.....؟

293 باب: کپڑے کو تھوک لگ جائے تو.....؟

295 باب: تیمم کی ابتدا

296 باب: حضر (حالت اقامت) میں تیمم کرنا

297 باب: حضر (حالت اقامت) میں تیمم کرنا

299 باب: سفر میں تیمم کرنا

300 باب: تیمم کی کیفیت میں اختلاف کا بیان

عَنِ الْمَحِيضِ

۱۸۲- بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى مَنْ أُنِيَ حَلِيلَتُهُ فِي حَالِ حَيْضَتِهَا بَعْدَ عِلْمِهِ بِتَهْيِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ وَطْئِهَا

۱۸۳- بَابُ مَا تَفْعَلُ الْمُحْرِمَةُ إِذَا حَاضَتْ

۱۸۴- بَابُ مَا تَفْعَلُ النِّسَاءُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

۱۸۵- بَابُ دَمِ الْمَحِيضِ يُصِيبُ النَّوْبَ

۱۸۶- بَابُ الْمَنِيِّ يُصِيبُ النَّوْبَ

۱۸۷- بَابُ غَسْلِ الْمَنِيِّ مِنَ النَّوْبِ

۱۸۸- بَابُ فَرْكِ الْمَنِيِّ مِنَ النَّوْبِ

۱۸۹- بَابُ بَوْلِ الصَّبِيِّ الَّذِي لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ

۱۹۰- بَابُ بَوْلِ الْجَارِيَةِ

۱۹۱- بَابُ بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ

۱۹۲- بَابُ فَرْثِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ يُصِيبُ النَّوْبَ

۱۹۳- بَابُ الْبُرْاقِ يُصِيبُ النَّوْبَ

۱۹۴- بَابُ بَدَأِ التَّيْمُمِ

۱۹۵- بَابُ التَّيْمُمِ فِي الْحَضْرِ

-- التَّيْمُمِ فِي الْحَضْرِ

۱۹۶- بَابُ التَّيْمُمِ فِي السَّفَرِ

۱۹۷- الْأَخْتِلَافُ فِي كَيْفِيَةِ التَّيْمُمِ

سنن النسائي	
300	باب: تیمم کی ایک اور صورت اور ہاتھوں پر پھونک مارنا
301	باب: تیمم کی ایک اور صورت
302	باب: تیمم کی ایک اور صورت
303	باب: ایک اور صورت
304	باب: جنبی کا تیمم
305	باب: تیمم مٹی سے ہونا چاہیے
305	باب: ایک تیمم کے ساتھ کئی نمازیں
306	باب: جو آدمی پانی پائے نہ مٹی (تو کیا کرے؟)
309	پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام ومسائل
328	باب: بضعہ کے کنویں کا ذکر
329	باب: (قلیل اور کثیر) پانی کی تحدید
330	باب: ٹھہرے پانی میں جنبی کو غسل کرنے کی ممانعت
331	باب: سمندری پانی سے وضو
331	باب: برف اور اولوں کے پانی سے وضو کرنا
332	باب: کتے کا جوٹھا (پانی)
332	باب: کتا برتن میں منہ ڈال دے تو برتن کو مٹی کے ساتھ صاف کرنا
334	باب: بلی کا جوٹھا
335	باب: حیض والی عورت کا جوٹھا
335	باب: عورت (کے وضو یا غسل) سے بچا ہوا پانی استعمال کرنے کی رخصت
335	باب: عورت (کے وضو یا غسل) سے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے کی ممانعت
336	باب: جنبی (کے غسل اور وضو) سے بچا ہوا پانی استعمال کرنے کی رخصت
198	198- نَوْعٌ آخَرَ مِنَ التَّيْمِمْ وَالنَّفْحُ فِي الْيَدَيْنِ
199	199- نَوْعٌ آخَرَ مِنَ التَّيْمِمْ
--	-- نَوْعٌ آخَرَ مِنَ التَّيْمِمْ
200	200- نَوْعٌ آخَرَ
201	201- بَابُ تَيْمِمْ الْجُنْبِ
202	202- بَابُ التَّيْمِمْ بِالضَّعِيدِ
203	203- بَابُ الصَّلَوَاتِ بِتَيْمِمْ وَاحِدٍ
204	204- بَابُ: فَيَمَنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَلَا الضَّعِيدَ
<b>۲- كِتَابُ الْمِيَاهِ</b>	
328	1- بَابُ ذِكْرِ بئرٍ بضعَاءَ
329	2- بَابُ التَّوْقِيفِ فِي الْمَاءِ
330	3- الْتَهْيُ عَنْ اغْتِسَالِ الْجُنْبِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ
331	4- الْوُضُوءُ بِمَاءِ الْبَحْرِ
331	5- بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ التَّلْجِ وَالْبَرَدِ
332	6- بَابُ سُورِ الْكَلْبِ
332	7- بَابُ تَغْيِيرِ الْإِنَاءِ بِالْتَرَابِ مِنْ وُلُوحِ الْكَلْبِ فِيهِ
334	8- بَابُ سُورِ الْهَرَّةِ
335	9- بَابُ سُورِ الْحَائِضِ
335	10- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي فَضْلِ الْمَرْأَةِ
335	11- بَابُ التَّهْيِ عَنْ فَضْلِ وُضُوءِ الْمَرْأَةِ
335	12- الرُّخْصَةُ فِي فَضْلِ الْجُنْبِ

فہرست مضامین (جلد اول)

سنن النسائي	
336	۱۳- بَابُ الْقَدْرِ الَّذِي يَكْتَفِي بِهِ الْإِنْسَانُ مِنْ بَاب: وضو اور غسل کے لیے انسان کو کتنا پانی کافی ہے؟ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ
339	۳- كِتَابُ الْحَيْضِ وَالْإِسْتِحَاضَةِ حَيْض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل
362	۱- بَابُ بَدْءِ الْحَيْضِ، وَهَلْ يُسَمَّى الْحَيْضُ نِفَاسًا بَاب: حیض کی ابتدا (کایمان) اور کیا حیض کو نفاس کہا جاسکتا ہے؟
363	۲- ذِكْرُ الْأِسْتِحَاضَةِ وَإِقْبَالِ الدَّمِ وَإِدْبَارِهِ بَاب: استحاضے کا ذکر اور خون حیض کی ابتدا اور انتہا کا بیان
364	۳- الْمَرْأَةُ تَكُونُ لَهَا أَيَّامٌ مَعْلُومَةٌ تَحِيضُهَا كُلَّ شَهْرٍ بَاب: جس مستحاضہ عورت کو اپنے حیض کے دن معلوم ہوں وہ ہر مہینے انھی کو حیض سمجھے
365	۴- ذِكْرُ الْأَقْرَاءِ بَاب: حیض کے لیے لفظ قرء کا استعمال
367	۵- جَمْعُ الْمُسْتِحَاضَةِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَغُسْلُهَا إِذَا جَمَعَتْ بَاب: استحاضہ والی عورت دو نمازیں جمع کر سکتی ہے جمع کرے تو غسل بھی کرے
368	۶- بَابُ الْفَرْقِ بَيْنَ دَمِ الْحَيْضِ وَالْإِسْتِحَاضَةِ بَاب: حیض اور استحاضہ کے خون کے درمیان فرق
372	۷- بَابُ الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ بَاب: زرد اور نیلا پانی
372	۸- بَابُ مَا يَنَالُ مِنَ الْحَائِضِ وَتَأْوِيلِ قَوْلِهِ عَرَّ وَجَلَّ: ﴿رَبَّنَا سَلِّطْنَا لَكِ عَيْنَ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَى وَجَلَّ:﴾ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں..... کی تفسیر
373	۹- ذِكْرُ مَا يَجِبُ عَلَى مَنْ أُنِي حَلِيلَتُهُ فِي حَالِ حَيْضِهَا مَعَ عِلْمِهِ بِنَهْيِ اللَّهِ تَعَالَى بَاب: جو آدمی ممانعت کے حکم کو جاننے کے باوجود بیوی سے حالت حیض میں جماع کرے تو اس پر کیا واجب ہوتا ہے؟
374	۱۰- مُضَاجَعَةُ الْحَائِضِ فِي نِيَابِ حَيْضَتِهَا بَاب: حیض دالی عورت کے ساتھ حیض کے کپڑوں میں لینا
375	۱۱- بَابُ نَوْمِ الرَّجُلِ مَعَ حَلِيلَتِهِ فِي الشُّعَارِ الْوَاحِدِ وَهِيَ حَائِضٌ بَاب: حالت حیض میں خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ ایک کپڑے میں سونا
375	۱۲- مُبَاشَرَةُ الْحَائِضِ بَاب: حیض والی عورت کے ساتھ ننگے جسم لینا
	۱۳- ذِكْرُ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُهُ إِذَا

سنن النسائي

فہرست مضامین (جلد اول)

376	تو آپ کیا کرتے تھے؟	حَاَصَتْ إِحْدَى نِسَائِهِ
	باب: حائضہ عورت کے ساتھ مل کر کھانا اور اس کا	۱۴- بَابُ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَالشُّرْبِ مِنْ سُورِهَا
377	جوٹھاپینا	
378	باب: حائضہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے فائدہ اٹھانا	۱۵- أَلْتِنْفَاعِ بِفَضْلِ الْحَائِضِ
378	باب: آدمی اپنی حائضہ عورت کی گود میں سر رکھ کر	۱۶- بَابُ الرَّجُلِ يَتَرَأَّى الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ
378	قرآن پڑھ سکتا ہے	امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ
	باب: حائضہ عورت کو نماز معاف ہے (قضا دینے کی	۱۷- بَابُ سُقُوطِ الصَّلَاةِ عَنِ الْحَائِضِ
379	ضرورت نہیں)	
379	باب: حائضہ عورت سے کوئی خدمت لینا	۱۸- بَابُ اسْتِخْدَامِ الْحَائِضِ
380	باب: حائضہ عورت مسجد میں مصلیٰ بچھا سکتی ہے	۱۹- بَسَطُ الْحَائِضِ الْخُمْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ
381	باب: حائضہ عورت اپنے خاوند کے سر کو لگھی کر سکتی	۲۰- بَابُ تَرْجِيلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَهُوَ
381	ہے جب کہ وہ مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہو	مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ
381	باب: حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے	۲۱- غَسْلُ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا
382	باب: حیض والی خواتین کا عیدین میں جانا اور	۲۲- بَابُ شُهُودِ الْحَيْضِ الْعِيدَيْنِ وَدَعْوَةِ
382	مسلمانوں کی دعا میں شریک ہونا	الْمُسْلِمِينَ
	باب: عورت کو طواف افاضہ کے بعد حیض شروع ہو	۲۳- الْمَرْأَةُ تَحِيضُ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ
383	جائے تو؟	
384	باب: نفاس والی عورت احرام کے وقت کیا کرے؟	۲۴- مَا تَفْعَلُ النِّسَاءُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ
	باب: (عام عورت کی طرح) نفاس والی عورت کا	۲۵- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النِّسَاءِ
385	جنازہ پڑھا جائے گا	
385	باب: حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو؟	۲۶- بَابُ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ
387	غسل اور تیمم سے متعلق احکام و مسائل	۴- كِتَابُ الْغُسْلِ وَالتَّيْمُمِ
	باب: جنبی کو ٹھہرے پانی میں غسل کرنے کی ممانعت	۱- بَابُ ذِكْرِ نَهْيِ الْجُنْبِ عَنِ الْإِغْتِسَالِ فِي
404	کا ذکر	الْمَاءِ الدَّائِمِ
	باب: (غسل کے لیے) حمام میں داخل ہونے	۲- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي دُخُولِ الْحَمَّامِ



406	کی رخصت	۳- بَابُ الْإِغْتِسَالِ بِالْتَّلَجِ وَالْبَرْدِ
	باب: برف اور اولوں سے (پگھل جانے کے بعد)	
407	غسل کرنا	۴- بَابُ الْإِغْتِسَالِ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ
407	باب: ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا	
408	باب: نیند سے پہلے غسل جنابت کر لینا	۵- بَابُ الْإِغْتِسَالِ قَبْلَ النَّوْمِ
408	باب: شروع رات ہی میں غسل (جنابت) کر لینا	۶- بَابُ الْإِغْتِسَالِ أَوَّلَ اللَّيْلِ
409	باب: غسل کرتے وقت پردہ کرنا	۷- بَابُ الْإِسْتِئْذَانِ عِنْدَ الْغُسْلِ
	باب: اس بات کی دلیل کہ غسل کے لیے پانی کی کوئی	۸- بَابُ الدَّلَالَةِ عَلَى أَنْ لَا تَوْقِيتَ فِي الْمَاءِ
411	مقدار مقرر نہیں	الَّذِي يُغْتَسَلُ فِيهِ
	باب: خاوند بیوی کا ایک برتن سے نہانا	۹- بَابُ اغْتِسَالِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ نِسَائِهِ مِنْ
412		إِنَاءٍ وَوَاحِدٍ
413	باب: اس چیز کی رخصت	۱۰- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
	باب: ایسے پیالے (برتن) سے غسل کرنا جس میں	۱۱- بَابُ الْإِغْتِسَالِ فِي قِصْعَةٍ فِيهَا أَثَرُ الْعَجِينِ
414	گندھے ہوئے آلے کے نشان ہوں	
	باب: غسل جنابت کے وقت عورت کے لیے سر کی	۱۲- بَابُ تَرْكِ الْمَرْأَةِ نَقْضِ رَأْسِهَا عِنْدَ
415	میںڈھیاں کھولنا ضروری نہیں	الْإِغْتِسَالِ
	باب: جب کوئی خوشبو لگا کر غسل کرے اور خوشبو کے	۱۳- بَابُ إِذَا تَطَيَّبَ وَاعْتَسَلَ وَبَقِيَ أَثَرُ الطَّيِّبِ
415	اثرات باقی رہ جائیں تو؟	
	باب: جنبی کو جسم پر پانی بہانے سے پہلے نجاست	۱۴- بَابُ إِزَالَةِ الْجُنْبِ الْأَذَى عَنْهُ قَبْلَ إِفَاضَةِ
416	وغیرہ دھو لینی چاہیے	الْمَاءِ عَلَيْهِ
417	باب: شرم گاہ دھونے کے بعد ہاتھ زمین پر ملانا	۱۵- بَابُ مَسْحِ الْيَدِ بِالْأَرْضِ بَعْدَ غَسْلِ الْفَرْجِ
417	باب: غسل جنابت میں سب سے پہلے وضو کیا جائے	۱۶- بَابُ الْإِبْتِدَاءِ بِالْوُضُوءِ فِي غَسْلِ الْجَنَابَةِ
	باب: طہارت (وضو اور غسل) میں دائیں طرف کو	۱۷- بَابُ التَّمْيِثِ فِي الطُّهُورِ
418	ترجیح دینا	
	باب: غسل جنابت کے وضو میں سر کا مسح چھوڑ دینا	۱۸- بَابُ تَرْكِ مَسْحِ الرَّأْسِ فِي الْوُضُوءِ مِنْ

419

باب: غسل جنابت میں سارے جسم کا ظاہری

19- بَابُ إِسْتِبْرَاءِ الْبَشْرَةِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ

420

چھڑا کرنا

باب: جنبی کے لیے اپنے سر پر کتنا پانی بہانا کافی ہے

20- بَابُ مَا يَكْفِي الْجُنُبَ مِنْ إِفَاضَةِ الْمَاءِ

421

علیٰ رأسہ

422

باب: حیض کے بعد غسل کا طریقہ

21- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْحَيْضِ

423

باب: غسل میں ایک دفعہ پانی بہانا

22- بَابُ الْغُسْلِ مَرَّةً وَاحِدَةً

باب: احرام باندھتے وقت نفاس والی خواتین کا

23- بَابُ اغْتِسَالِ التُّفَسَاءِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

423

غسل کرنا

424

باب: غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں

24- بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ

باب: تمام بیویوں کے پاس جانے کے بعد ایک ہی

25- بَابُ الطَّوَافِ عَلَى النَّسَاءِ فِي غُسْلِ وَاحِدٍ

424

غسل کرنا

425

باب: مٹی سے تیمم کرنا

26- بَابُ التَّيْمُمِ بِالصَّعِيدِ

باب: تیمم کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کے بعد پانی مل

27- بَابُ التَّيْمُمِ لِمَنْ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ الصَّلَاةِ

426

جائے تو؟

427

باب: ندی آنے سے وضو کرنا

28- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَذْيِ

428

سلیمان پر اختلاف کا بیان

-- الْأَخْتِلَافُ عَلَى سُلَيْمَانَ

429

کبیر پر اختلاف کا بیان

-- الْأَخْتِلَافُ عَلَى كُبَيْرٍ

431

باب: نیند کی وجہ سے وضو کرنے کا حکم

29- بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ

432

باب: عضو مخصوص کو ہاتھ لگانے سے وضو کرنا

30- بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

435

نماز سے متعلق احکام و مسائل

5- كِتَابُ الصَّلَاةِ

باب: نماز کی فرضیت کا بیان اور حضرت انس بن

1- فَرَضُ الصَّلَاةِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ التَّائِيلِينَ فِي

مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند میں راویوں کے

إِسْتِنَادِ حَدِيثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [رَضِيَ اللَّهُ

اختلاف اور اس (کے متن) میں ان کے لفظی

عَنْهُ] وَاخْتِلَافِ أَلْفَاظِهِمْ فِيهِ

439

اختلاف کا ذکر

فہرست مضامین (جلد اول)

سنن النسائي

- 450 باب: نماز کہاں فرض ہوئی؟ ۲- بَابُ أَيِّنَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ
- 451 باب: نماز کیسے فرض ہوئی؟ ۳- بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ
- 454 باب: دن اور رات میں کتنی نمازیں فرض ہیں؟ ۴- بَابُ كَمْ فُرِضَتْ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ
- 456 باب: پانچ نمازوں کی ادائیگی پر بیعت (عہد) کرنا ۵- بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ
- 457 باب: پانچ نمازوں کی پابندی کرنا (ضروری ہے) ۶- بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ
- 458 باب: پانچ (فرض) نمازوں کی ادائیگی کی فضیلت ۷- بَابُ فَضْلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ
- 459 باب: نماز چھوڑنے والے کا حکم ۸- بَابُ الْحُكْمِ فِي تَارِكِ الصَّلَاةِ
- 460 باب: نماز کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی ۹- بَابُ الْمُحَاسَبَةِ عَلَى الصَّلَاةِ
- 463 باب: جو شخص نماز کی (صحیح) ادائیگی کرے اس کا ثواب ۱۰- بَابُ ثَوَابِ مَنْ أَقَامَ الصَّلَاةَ
- 463 باب: حضر میں ظہر کی نماز کتنی رکعت ہوگی؟ ۱۱- بَابُ عَدَدِ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي الْحَضَرِ
- 464 باب: سفر کے دوران میں ظہر کی نماز ۱۲- بَابُ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي السَّفَرِ
- 464 باب: عصر کی نماز کی فضیلت ۱۳- بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعَصْرِ
- 465 باب: نماز عصر کی پابندی ۱۴- بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ
- 466 باب: جس شخص نے عصر کی نماز چھوڑ دی ۱۵- بَابُ مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ
- 467 باب: حضر میں عصر کی نماز کی رکعات کتنی ہیں؟ ۱۶- بَابُ عَدَدِ صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي الْحَضَرِ
- 468 باب: سفر میں عصر کی نماز کتنی ہے؟ ۱۷- بَابُ صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي السَّفَرِ
- 471 باب: مغرب کی نماز ۱۸- بَابُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ
- 472 باب: نماز عشاء کی فضیلت ۱۹- بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ
- 473 باب: سفر میں عشاء کی نماز کتنی ہوگی؟ ۲۰- بَابُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ
- 473 باب: نماز باجماعت کی فضیلت ۲۱- بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ
- 475 باب: قبلہ کب مقرر ہوا؟ ۲۲- بَابُ فَرَضِ الْقِبْلَةِ
- 476 باب: وہ حالت جس میں قبلے کی بجائے کسی اور طرف نماز پڑھنا جائز ہے ۲۳- بَابُ الْحَالِ الَّتِي يَجُوزُ فِيهَا اسْتِقْبَالُ غَيْرِ الْقِبْلَةِ
- باب: پوری کوشش کے باوجود نماز کے بعد غلطی کا پتہ چلے (تو دہرانے کی ضرورت نہیں) ۲۴- بَابُ اسْتِثْنَاءِ الْخَطَا بَعْدَ الْاِجْتِهَادِ
- 478

481	اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل	۶- کتاب المواقیت
	باب: حضرت جبریل کی امامت اور ہجگانہ نماز کے	۱- إِمَامَةُ جِبْرِيلَ وَتَحْدِيدُ أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ
562	اوقات کی حد بندی	الْخَمْسِ
563	باب: ظہر کی نماز کا اول وقت	۲- أَوَّلُ وَقْتِ الظُّهْرِ
565	باب: سفر میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنا	۳- بَابُ تَعْجِيلِ الظُّهْرِ فِي السَّفَرِ
566	باب: سردیوں میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنا	۴- تَعْجِيلُ الظُّهْرِ فِي الْبَرْدِ
566	باب: گرمی زیادہ ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا	۵- أَلَّا يَبْرَأُ بِالظُّهْرِ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ
568	باب: نماز ظہر کا آخری وقت	۶- آخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ
570	باب: عصر کی نماز کا اول وقت	۷- أَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ
571	باب: عصر کو جلدی پڑھنا مسنون ہے	۸- بَابُ تَعْجِيلِ الْعَصْرِ
574	باب: عصر کو دیر سے پڑھنے پر سختی	۹- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ
576	باب: نماز عصر کا آخری وقت	۱۰- آخِرُ وَقْتِ الْعَصْرِ
	باب: جس نے عصر کی دو رکعات پالیں (اس نے	۱۱- مَنْ أَدْرَكَ رَكَعَتَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ
577	نماز پالی)	
580	باب: نماز مغرب کا اول وقت	۱۲- أَوَّلُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ
582	باب: مغرب کو جلدی پڑھنا	۱۳- تَعْجِيلُ الْمَغْرِبِ
582	باب: مغرب کو تاخیر سے پڑھنا	۱۴- تَأْخِيرُ الْمَغْرِبِ
583	باب: مغرب کا آخری وقت	۱۵- آخِرُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ
586	باب: مغرب کی نماز کے بعد سونے کی کراہت	۱۶- كَرَاهِيَةُ النَّوْمِ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ
587	باب: عشاء کی نماز کا اول وقت	۱۷- أَوَّلُ وَقْتِ الْعِشَاءِ
589	باب: عشاء کی نماز جلدی پڑھنا	۱۸- تَعْجِيلُ الْعِشَاءِ
589	باب: شفق (غروب آفتاب کے بعد کی سرخی) کا بیان	۱۹- بَابُ الشَّفَقِ
590	باب: عشاء کی نماز دیر سے پڑھنا مستحب ہے	۲۰- مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَأْخِيرِ الْعِشَاءِ
594	باب: عشاء کی نماز کا آخری وقت	۲۱- آخِرُ وَقْتِ الْعِشَاءِ
597	باب: عشاء کی نماز کو عتمہ (اندھیرے کی نماز) کہنا	۲۲- الرُّخْصَةُ فِي أَنْ يُقَالَ لِلْعِشَاءِ الْعَتَمَةُ



فہرست منامین (جلد اول)

سنن النسائي

598	باب: عشاء کی نماز کو عتمہ کہنا مکروہ ہے	۲۳- أَلَكْرَاهِيَةُ فِي ذَلِكَ
599	باب: صبح کی نماز کا اول وقت	۲۴- أَوَّلُ وَقْتِ الصُّبْحِ
600	باب: حضر میں نماز صبح اندھیرے میں پڑھنی چاہیے	۲۵- التَّغْلِيْسُ فِي الْحَضَرِ
601	باب: سفر میں بھی نماز صبح اندھیرے میں پڑھنی چاہیے	۲۶- التَّغْلِيْسُ فِي السَّفَرِ
602	باب: فجر کی نماز روشنی میں بھی پڑھی جاسکتی ہے	۲۷- بَابُ الْإِسْفَارِ
	باب: جس شخص نے صبح کی نماز سے ایک رکعت	۲۸- بَابُ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ
603	پالی.....؟	
604	باب: صبح کی نماز کا آخری وقت	۲۹- آخِرُ وَقْتِ الصُّبْحِ
605	باب: جس نے کسی نماز کی ایک رکعت پالی	۳۰- مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ
608	باب: وہ اوقات جن میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے	۳۱- السَّاعَاتُ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا
610	باب: صبح کی نماز کے بعد نفل پڑھنا منع ہے	۳۲- النَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ
611	باب: سورج کے طلوع ہوتے وقت نماز پڑھنا منع ہے	۳۳- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ
612	باب: عین نصف النہار کے وقت نماز کی ممانعت	۳۴- النَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ بِنِصْفِ النَّهَارِ
612	باب: عصر کی نماز کے بعد (نفل) نماز منع ہے	۳۵- النَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ
616	باب: عصر کے بعد نماز کی رخصت	۳۶- الرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ
620	باب: غروب شمس سے قبل نماز کی رخصت	۳۷- الرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ
621	باب: (نماز) مغرب سے پہلے نماز پڑھنے کی رخصت	۳۸- الرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ
622	باب: صبح طلوع ہونے کے بعد نماز (سنت فجر)	۳۹- الصَّلَاةُ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ
623	باب: صبح کی نماز تک نفل نماز پڑھی جاسکتی ہے	۴۰- إِبَاحَةُ الصَّلَاةِ إِلَى أَنْ يُصَلِّيَ الصُّبْحُ
624	باب: مکہ مکرمہ میں تمام اوقات میں نماز پڑھنا جائز ہے	۴۱- إِبَاحَةُ الصَّلَاةِ فِي السَّاعَاتِ كُلِّهَا بِمَكَّةَ
	باب: مسافر ظہر اور عصر کی نمازیں کس وقت	۴۲- الْوَقْتُ الَّذِي يَجْمَعُ فِيهِ الْمَسَافِرُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
625	اکٹھی کرے؟	
627	باب: جمع کرنے کے طریقے کی وضاحت	۴۳- بَيَانُ ذَلِكَ
628	باب: جس وقت مقیم بھی دو نمازیں اکٹھی پڑھ سکتا ہے	۴۴- الْوَقْتُ الَّذِي يَجْمَعُ فِيهِ الْمُقِيمُ
	باب: مسافر مغرب و عشاء کی نمازوں کو کس وقت	۴۵- الْوَقْتُ الَّذِي يَجْمَعُ فِيهِ الْمَسَافِرُ بَيْنَ

سنن النسائي

فہرست مضامین (جلد اول)

630	جمع کرے؟	الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ
634	باب: کس حالت میں دو نمازیں اکٹھی پڑھ سکتا ہے؟	٤٦- اَلْحَالُ الَّتِي يُجْمَعُ فِيهَا بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ
635	باب: حضر میں دو نمازوں کو جمع کرنا	٤٧- اَلْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضْرِ
637	باب: عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کرنا	٤٨- اَلْجَمْعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ
637	باب: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرنا	٤٩- اَلْجَمْعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ
639	باب: (مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو) کیسے جمع کیا جائے؟	٥٠- كَيْفَ الْجَمْعُ
640	باب: نمازوں کو ان کے اصل اوقات پر پڑھنے کی فضیلت	٥١- فَضْلُ الصَّلَاةِ لِمَوَاقِيتِهَا
642	باب: جو آدمی نماز بھول جائے تو.....؟	٥٢- فِيمَنْ نَسِيَ صَلَاةً
642	باب: جو آدمی نماز سے سویا رہے تو.....؟	٥٣- فِيمَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ
644	باب: جس نماز سے سویا رہا، اگلے دن اس نماز کے وقت دوبارہ پڑھنا	٥٤- إِعَادَةُ مَا نَامَ عَنْهُ مِنَ الصَّلَاةِ لِيُؤْتِيَهَا مِنَ الْعَدِ
646	باب: فوت شدہ نماز کی قضا کیسے ادا کی جائے؟	٥٥- بَابُ كَيْفَ يَقْضِي الْفَائِثُ مِنَ الصَّلَاةِ



## عرض ناشر

اصحاب الحدیث کا یہ شرف و امتیاز ہے کہ برصغیر پاک و ہند (متحدہ ہندوستان) میں جہاں تقلیدی مذہب کا دور دورہ تھا اور احادیث سے یکسر بے اعتنائی تھی، انھوں نے عمل بالحدیث کے جذبے کو فروغ دیا، اس کے لیے علمائے حق، داعیان و مبلغین اور دیگر عوام و خواص کو بڑی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں، جان جوکھوں سے گزرنا اور ابتلا و آزمائش کی پر خار وادیوں کو طے کرنا پڑا لیکن اللہ کی رضا کی خاطر اسلام کے عہد اول کی طرح انھوں نے ان تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور ہر میدان میں عمل بالحدیث کی تحریک کو پوری جدوجہد سے جاری رکھا۔

قدم قدم پر رکاوٹیں تھیں لیکن شیع رسالت کے ان پروانوں نے ان کی قطعاً پروا نہیں کی اور تدریس کے ذریعے سے، تحریر و تصنیف کے ذریعے سے، وعظ و تبلیغ کے ذریعے سے، مساجد و مدارس اور مراکز دینیہ کے قیام کے ذریعے دعوت حق کے مشن کو آگے ہی بڑھاتے رہے۔ الغرض انھوں نے دعوت و تبلیغ کے ہر ذریعے کو اختیار کیا اور اس راہ حق میں جو بھی آزمائش آئی اسے برداشت کیا۔ جائیدادیں ضبط ہوئیں تو جبینیں شکن آلود نہ ہوئیں، مقدمات کا سامنا کرنا پڑا تو ہمتیں پست نہ ہوئیں، معاشرتی بائیکاٹ ہوئے تو حوصلے نہ ہارے اور طعن و تشنیع کے تیروں سے سینے چھلنی اور دل و فگار کیے گئے تو اس پر بھی اُف نہ کی بلکہ یہ رکاوٹیں اور آزمائشیں مہمیز کا کام دیتی رہیں کیونکہ ان کا عزم و حوصلہ بلند تھا۔

ان مساعیٰ حسنہ کا جو نتیجہ نکلا، گلشنِ اسلام میں جو برگ و بار نکلے اور پاک و ہند کے خوابیدہ مسلمانوں میں بیداری کی جواہر پیدا ہوئی، اس کی ایک مختصر سی جھلک مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مقدمے میں دیکھی جا سکتی ہے جو ”تراجم حدیث ہند“ کے آغاز میں انھوں نے تحریر کیا ہے جس میں انھوں نے فرمایا ہے:

”اس تحریک کے جو اثرات پیدا ہوئے اور اس زمانے سے آج تک ہمارے دور امدار کی ساکن سطح میں اس سے جو جنبش ہوئی، وہ بھی ہمارے لیے بجائے خود مفید اور لائقِ شکر یہ ہے۔ بہت سی بدعتوں کا

سنن النسائي عرض ناشر

استیصال ہوا۔ توحید کی حقیقت دکھاری گئی، قرآن پاک کی تعلیم و تفہیم کا آغاز ہوا۔ قرآن پاک سے براہ راست ہمارا رشتہ دوبارہ جوڑا گیا، حدیث نبوی کی تعلیم و تدریس اور تالیف و اشاعت کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ ساری دنیائے اسلام میں ہندوستان ہی کو صرف اس تحریک کی بدولت یہ دولت نصیب ہوئی، نیز فقہ کے بہت سے مسلوں کی چھان بین ہوئی (یہ اور بات ہے کہ کچھ لوگوں سے غلطیاں بھی ہوئی ہوں) لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دلوں سے اتباع نبوی کا جو جذبہ کم ہو گیا تھا وہ سالہا سال تک کے لیے دوبارہ پیدا ہو گیا، مگر افسوس ہے کہ اب وہ بھی جا رہا ہے۔ اس تحریک کی ہمہ گیر تاثیر یہ بھی تھی کہ وہ ”جہاد“ جس کی آگ اسلام کے حجر میں ٹھنڈی پڑ گئی تھی وہ پھر بھڑک اٹھی، یہاں تک کہ ایک زمانہ گزرا کہ وہابی اور باغی مترادف لفظ سمجھے گئے اور کتنوں کے سر قلم ہو گئے، کتنوں کو سویلوں پر لٹکانا پڑا اور کتنے پابجولاں دریائے شور عبور کر دیئے گئے یا تنگ کوٹھڑیوں میں انھیں بند ہونا پڑا۔

اس تحریک کی بنیاد تین چیزوں پر تھی ① نصب امارت ② زکاۃ کی مرکزیت ③ اسلام سے تمام بیرونی اثرات کو مٹا کر اس کو پھر اپنی اصلی حالت پر لوٹانا۔

علمائے اہل حدیث کی تدریسی و تصنیفی خدمت بھی قدر کے قابل ہے۔ پچھلے عہد میں نواب صدیق حسن خان مرحوم کے قلم اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تدریس سے بڑا فیض پہنچا۔ بھوپال ایک زمانے تک علمائے حدیث کا مرکز رہا۔ قنوج، سہوان اور اعظم گڑھ کے بہت سے نامور اہل قلم اس ادارے میں کام کر رہے تھے۔ شیخ حسین عرب یعنی ان سب کے سرخیل تھے۔ اور دہلی میں مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کی مسند درس پچھی تھی اور جوق در جوق طالبین حدیث مشرق و مغرب سے ان کی درس گاہ کا رخ کر رہے تھے۔ ان کی درس گاہ سے جو نامور اٹھے ان میں سے ایک مولانا ابراہیم صاحب آروی تھے جنھوں نے سب سے پہلے عربی تعلیم اور عربی مدارس میں اصلاح کا خیال قائم کیا اور مدرسہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اس درس گاہ کے دوسرے نامور مولانا شمس الحق صاحب مرحوم (صاحب عون المعبود) ہیں جنھوں نے کتب حدیث کی جمع و اشاعت کو دولت اور زندگی کا مقصد قرار دیا اور اس میں وہ کامیاب ہوئے۔ اس درس گاہ کے ایک اور نامور تربیت یافتہ ہمارے ضلع (اعظم گڑھ) میں مولانا عبدالرحمن صاحب مبارک پوری تھے جنھوں نے تدریس و تحدیث کے ساتھ ساتھ جامع ترمذی کی شرح ”تحفۃ الاحوذی“ (عربی) لکھی۔

اس تحریک کا ایک اور فائدہ یہ ہوا کہ مدت کا زنگ طبیعتوں سے دُور ہوا اور یہ جو خیال پیدا ہو گیا تھا

سنن النسائي عرض ناشر

کہ اب تحقیق کا دروازہ بند اور نئے اجتہاد کا راستہ مسدود ہو چکا ہے رُفَع ہو گیا اور لوگ از سر نو تحقیق و کاوش کے عادی ہونے لگے، قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے دلائل کی خریداری ہوئی اور قیل و قال کے مکرر گڑھوں کی بجائے حدیث کے اصلی چشمہ مصفی کی طرف واپسی ہوئی۔“ (مقدمہ تراجم علمائے حدیث ”ہند“ مؤلفہ امام خاں نوشہروی، مرحوم، ص: ۳۱-۳۳)

علمائے اصحاب الحدیث کی ان مساعیٰ حسنہ کی ایک صورت احادیث کی کتابوں کی شرح و توضیح بھی تھی جیسے سنن ابوداؤد کی شرح ”عون المعبود“، ”غایۃ المقصود“ جامع ترمذی کی شرح ”تحفۃ الاحوذی“، سنن دارقطنی کی شرح ”التعلیق المعنی“، سنن نسائی کی شرح ”التعلیقات السلفیہ“ ابن ماجہ کی شرح ”انجاز الحاجہ“ اور دیگر بعض شروحات و حواشی ہیں جیسا کہ مولانا ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ اقتباس میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔

یہ سارا کام عربی زبان میں ہے جس کا فیض عرب تک بھی پہنچا۔ اس کے علاوہ مقامی زبان اُردو میں بھی عمل بالحدیث پر بہت سارے لکچر شائع ہوا۔ ان میں ایک نمایاں کام کتب ستہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم اور سنن اربعہ) کے اردو تراجم اور ان کے فوائد بھی تھے۔ اور یہ اسلام کے چودہ سو سالہ عہد میں مجموعہ ہائے احادیث کے پہلے تراجم تھے جو دنیا کی کسی بھی زبان میں ہوئے جس کا شرف اہل حدیث کو حاصل ہوا۔ ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء۔

مذکورہ چھ کتابوں میں سے پانچ کے ترجمے مولانا وحید الزمان حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ والی بھوپال کے ایما اور تعاون سے کیے نیز موطا امام مالک کا ترجمہ کیا۔ جامع ترمذی کا ترجمہ ان کے بھائی مولانا بدیع الزمان نے کیا۔

ان تراجم سے اردو داں طبقے کو بہت فائدہ ہوا، عوام و خواص نے فیض اٹھایا اور عمل بالحدیث کی تحریک کو بڑا فروغ ملا۔ جزاہم اللہ أحسن الجزاء۔

تقریباً ایک صدی سے یہ تراجم متداول ہیں اور عوام و خواص کا مرجع ہیں۔ لیکن اب ایک تو ان کی زبان کافی پرانی ہو گئی ہے اس لیے ایک عرصے سے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اردو زبان کے جدید اسلوب میں نئے سرے سے یہ ترجمے کیے جائیں۔ دوسرے شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ کی سعی سے تحقیق حدیث کا جو ذوق پورے عالم اسلام میں عام ہوا ہے اس کے پیش نظر بجا طور پر لوگوں کے اندر یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ کاش سنن اربعہ (ابوداؤد نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی) میں جو ضعیف روایات ہیں ان کی نشاندہی بھی کر دی جائے۔ تیسرے ضعیف روایات کی بنیاد پر جو احکام و مسائل مسلمان بھائیوں اور بہنوں میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی تردید و وضاحت



سنن النسائي ..... عرض ناشر

بھی ہو جائے کیونکہ ضعیف احادیث کی نسبت ہی رسول اللہ ﷺ کی طرف مشکوک ہے تو اس سے احکام و مسائل کا استنباط کیوں صحیح ہوگا؟ اسی لیے علمائے محققین و کبار محدثین کا یہی فیصلہ ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں، نہ فضائل اعمال میں اور نہ کسی اور مسئلے میں۔

اس عظیم خدمت پر جس کی سعادت اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے، میرا سر بارگاہِ الہی میں سجدہ ریز ہے، میری جبینِ نیاز اس کے فضل و کرم کی محراب میں جھکی ہوئی ہے اور میرا ہر موئے تن بدن پہ زبانِ سپاس ہے۔

ناشر

## عرض مترجم

جون 1999ء میں جناب گرامی قدر محترم حافظ صلاح الدین یوسف صاحب اور ان

کے رفقاء نے مجھ ناچیز کو سنن نسائی کے ترجمہ و فوائد پر کام کرنے کی رغبت دلائی، میں نے بھی ان کی حوصلہ افزائی سے کام کرنے کی ہامی بھری میں علمی طور پر اپنے آپ کو اس کا اہل نہ سمجھتا تھا مگر ان کی حوصلہ افزائی سے میں نے یہ کام کرنے کی ہامی بھری۔ ان کی ہدایات یہ تھیں کہ یہ کام اُردو خواں تعلیم یافتہ طبقے اور عوام الناس کی ضروریات کے پیش نظر کیا جائے جس میں مغلق عبارات اور پیچیدہ مباحث سے اجتناب کیا جائے۔ واضح اور مطلب خیز ترجمہ ہو اور پیش آمدہ مسئلے کی مختصر تفہیم بھی۔ سادہ دلائل ہوں تاکہ ایک عام قاری بغیر کسی مشکل کے رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو ان کی اصلی حالت میں سمجھ سکے۔ میں نے اسی انداز میں اس کام کو سرانجام دینے کی کوشش کی ہے۔ میں اپنی اس کوشش میں کس حد تک کامیاب رہا ہوں؟ اس کا فیصلہ قارئین کے سپرد ہے۔ میں نے اس سلسلے میں جو طریق کار اختیار کیا ہے اس کے بنیادی خطوط یہ ہیں:

① چونکہ یہ ترجمہ و فوائد عام قارئین کے لیے ہیں لہذا ان میں عربیت کے نکات یا لغوی مباحث سے قصداً پرہیز کیا گیا ہے۔ دلائل عام فہم انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ اصول حدیث یا اصول فقہ کے فنی مباحث سے زیادہ اعتنا نہیں کیا گیا تاکہ قاری پریشان نہ ہو۔

② احادیث کی صحت و ضعف کی بابت بحث نہیں کی گئی الا یہ کہ کسی حدیث کو ترجیح دینا مقصود ہو۔ ہاں البتہ احادیث کی تحقیق و تخریج ادارے نے الگ طور پر فاضل محقق حضرت مولانا حافظ ابوطاہر زبیر علیہ السلام سے کروائی ہے جو حاشیے میں درج ہے وہاں سے استفادہ کیا جائے۔

③ احادیث میں اختلاف کی صورت میں معمولی ضعف کی وجہ سے کسی حدیث کو ترک کرنے کی بجائے تطبیق کی کوشش کی گئی ہے۔ محدثین کرام کا طریقہ یہی رہا ہے کہ معمولی ضعف کا انبجار اگر کثرت طرق یا شواہد

سنن النسائي عرض مترجم

توابع کی وجہ سے ہو جائے یا تطبیق ممکن ہو تو وہ کسی حدیث کو ترک نہیں کرتے۔

④ اجماعی مسائل میں اجماع صحابہ و تابعین کی سختی سے پابندی کی گئی ہے اور کسی اختلاف کرنے والے کے اختلاف کو معتبر نہیں سمجھا گیا۔ غیر اجماعی مسائل میں عمومی طور پر جمہور اہل علم (صحابہ و تابعین) کی رائے کو ترجیح دی گئی ہے کیونکہ اہل علم کی کثرت بھی ایک بڑی قوت ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اصول حدیث میں بھی کثیر ثقہ راویوں یا اوثق کے مقابلے میں ایک ثقہ راوی کی بات کو بوجہ مخالفت و منافات کے شاذ کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے۔

⑤ استدلال و استنباط میں ظواہر نصوص کے ساتھ ساتھ مقاصد شرع کو مد نظر رکھا گیا ہے اور ایسی تاویلات و توجیہات سے گریز کیا گیا ہے جو نصوص کے ظاہری مفہیم یا مقاصد شرع سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

⑥ اہل ظاہر کے لفظی جمود اور اہل رائے کی موشگافیوں کو، خصوصاً جب اس طریق سے جمہور اہل علم کی مخالفت کی گئی ہو، لائق اعتنا نہیں سمجھا گیا بلکہ فقہائے محدثین کا انداز اختیار کیا گیا ہے۔

⑦ جن مسائل میں دونوں طرف دلائل ہوں وہاں کوشش کی گئی ہے کہ جو موقف اقرب الی الصواب یا نصوص کے ظاہری مفہوم کے مطابق ہے، اسے ہی اختیار کیا جائے، نیز ایک جانب کو اختیار کرنے میں تشدد سے کام نہ لیا جائے، مثلاً: وہ مسائل جو صحابہ و تابعین میں مختلف فیہ رہے ہیں اور جن میں دونوں طرف اکابر صحابہ و تابعین ہیں، ایسے مسائل میں کسی ایک رائے پر تشدد کے بجائے نرم انداز اختیار کیا گیا ہے۔ دوسرے فریق پر طعن و تشنیع نہیں کی گئی۔ فقہائے محدثین کا یہی انداز ہے جسے ان کی تصانیف میں صاف دیکھا جاسکتا ہے، مثلاً: صحیح بخاری یا جامع ترمذی وغیرہ۔ اس سلسلے میں امام ہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات انتہائی قابل قدر ہیں۔ ان کی بلند پایہ کتاب حجتہ اللہ البالغہ اختلافی مسائل کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے انتہائی مفید ہے۔ ماضی قریب میں حضرت الاستاذ شیخ الشیوخ محدث العصر حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی فکر کے علم بردار رہے ہیں اور یہی حق و صواب کی راہ ہے جو جوہر و تعصب سے پاک ہے۔ جزاہم اللہ عنا و عن سائر المسلمین جزاء حسنا۔

⑧ اجتہاد و استنباط کے اختلاف میں تمام اہل علم و تقویٰ کا احترام قائم رہنا چاہیے۔ اس کی وجہ سے کسی کو سب و شتم کا نشانہ نہیں بنانا چاہیے کیونکہ ہر رائے اور استنباط میں غلطی اور خطا کا امکان ہوتا ہے۔ ان

سنن النسائي . . . . . عرض مترجم

اختلافات کی بنا پر کسی اہل علم پر طعن و تشنیع یا طنز کرنا سوء ادب ہے جو علم کی برکت اور ہدایت سے محرومی کا سبب ہے۔ العیاذ باللہ۔

⑨ بعض اہل علم و تقویٰ اپنی جلالت قدر کے باوجود بعض مسائل میں تفرد کا شکار ہو گئے اور ان کی رائے جمع اہل علم سے مخالف ہو گئی اور اس کی بنیاد محض لفظی استدلال یا قیاس عقلی پر ہے۔ ایسی رائے کو ان کا احترام و ادب قائم رکھتے ہوئے لائق توجہ نہیں سمجھا جائے گا چہ جائیکہ وہ عمل میں آئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تفرد اور شذوذ سے منع فرمایا ہے اور جماعت کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے۔ ایسی لغزشوں کو کسی کی علمی وجاہت کے زور پر قابل عمل و تسلیم قرار نہیں دیا جاسکتا۔ لکل جواد کبوة۔

⑩ کسی ایک فقہی مسلک کی تنگ نائے میں پھنسنے کے بجائے فقہیات میں [أخذ ما صفا ودع ما كدرا] کے اصول پر عمل کیا گیا ہے جو کہ محدثین کا طرہ امتیاز ہے۔

اہل علم سے امید ہے کہ اس فقیر کو اس کی غلطیوں پر متنبہ فرمایا جائے گا اور اصلاح کی خیر خواہانہ کوشش کی جائے گی۔ والجزاء عند اللہ۔

اللهم انفعني بما علمتني و علمني ما ينفعني و زدني علما.

فقیر پر تقصیر

محمد امین عفا اللہ عنہ

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ

18 دسمبر 2000ء



## مؤلف سنن النسائي

ابوعبدالرحمن احمد بن شعيب النسائي رحمته الله

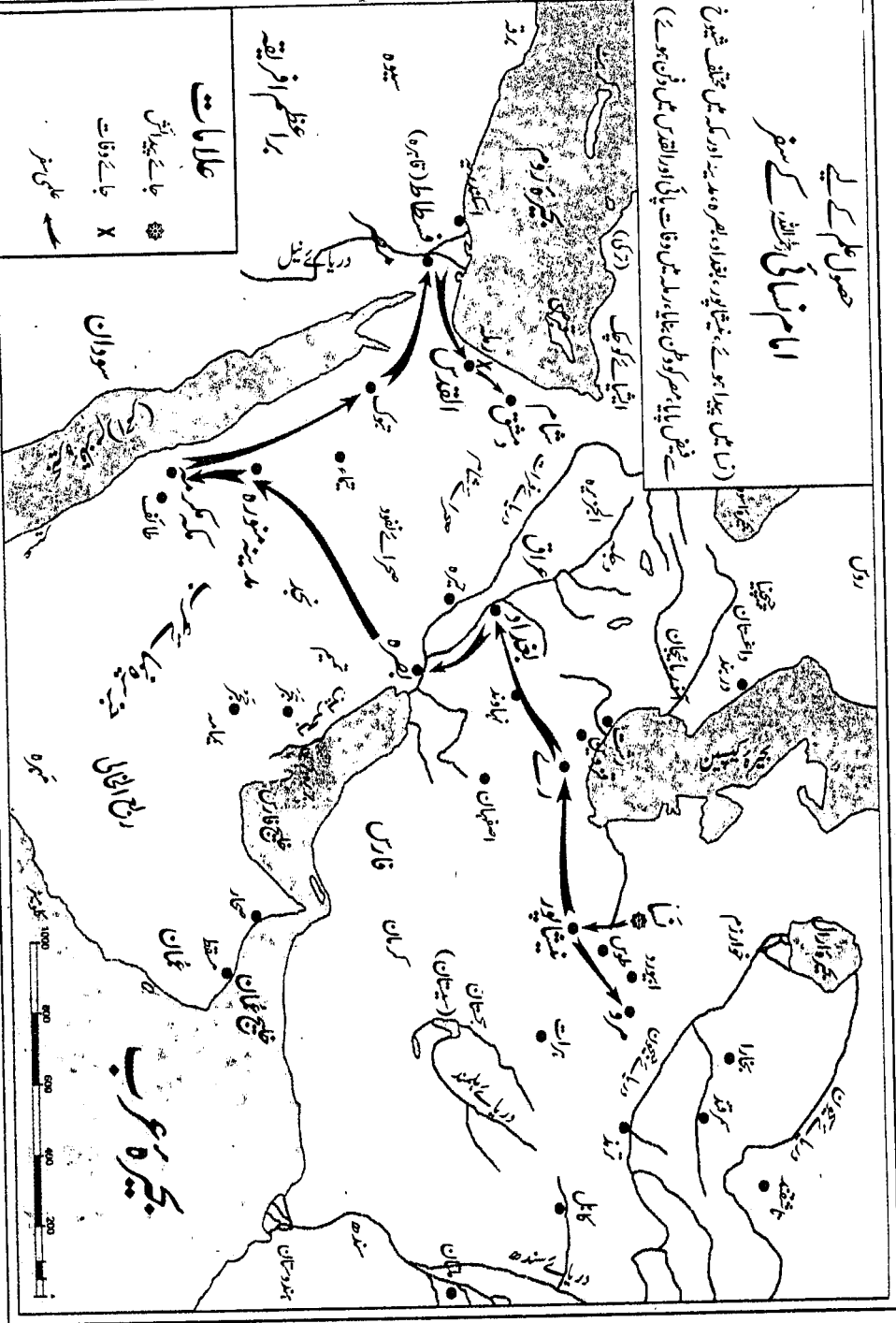
\* نام و نسب: ابو عبدالرحمن احمد بن شعيب بن علي بن بنان بن بحر بن دينار النسائي، الحراساني۔  
\* نسبت نسائي کی وجہ تسمیہ: نسائي ”نساء“ کی طرف نسبت ہے۔ اہل عرب بعض اوقات ہمزہ کو واؤ سے بدل کر نسوي بھی پڑھتے ہیں جو کہ قیاس کے مطابق راجح ہے لیکن مشہور نسائي ہی ہے۔ ابن خلکان رحمته الله کے نزدیک ”ن“ اور ”سین“ دونوں پر فتح ہے اور ”ہمزہ“ مکسور ہے۔ یہ سرخس کے قریب خراسان کا ایک مشہور شہر ہے جسے فیروز بن یزدگرد نے آباد کیا تھا۔

\* ولادت: آپ 214 یا 215 ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام نسائي رحمته الله سے سوال کیا گیا کہ آپ کا سن ولادت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: [يُسْبِهُ أَنْ يَكُونَ مَوْلِدِي فِي سَنَةِ ٢١٥ هـ] ”غالبا میری تاریخ پیدائش 215 ہجری ہے۔“ (تہذیب التہذیب: 1/33) آپ کے سن ولادت کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ آپ 225 ہجری میں پیدا ہوئے۔ (الوافي بالوفيات للصفدي: 6/216) لیکن اس قول کو امام سخاوی نے قطعی طور پر غلط قرار دیا ہے۔  
\* رحلت علمی: امام نسائي رحمته الله نے ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟ اس کی تفصیل نہیں ملتی۔ خراسان اور ماوراء النہر کا علاقہ ہمیشہ سے علم و فن اور ارباب کمال کا مرکز رہا ہے۔ تاریخ اسلام کے سیکڑوں نامور علماء و فضلا اسی خاک سے اٹھے ہیں۔ امام نسائي رحمته الله بھی اسی زر خیر خاکِ پاک کے مایہ ناز فرزند تھے۔ اندازہ ہے کہ ابتدائی تعلیم آپ نے یہیں سے حاصل کی ہوگی۔



## حصول علم کے لیے امام سنائی کے سفر

(سنائی میں پیدا ہوئے، نیشاپور، بغداد، مصر، مدینہ اور مکہ میں مختلف شیخ سے فیض پایا، مصر کو وطن بنایا، مدینہ میں وفات پائی اور القوس میں دفن ہوئے)



سنن النسائي \_\_\_\_\_ ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائي رَضِيَ اللهُ

امام نسائي رَضِيَ اللهُ عنه جس دور میں پیدا ہوئے اس دور میں طلب حدیث اور تحصیل علم کے لیے دور دراز کے علاقوں کا سفر کرنا مسلمان اہل علم کا ایک شعار بن چکا تھا۔ سیکڑوں ہزاروں میل سفر پایادہ طے کرنا براعظموں اور سمندروں کو پار کرنا ان کے ہاں معمولی بات تھی۔ اسی طرز عمل کو اختیار کرتے ہوئے آپ بھی بقول علامہ ذہبی رَضِيَ اللهُ عنه سب سے پہلے 230 ہجری میں سماع حدیث کے لیے قتیبہ بن سعید رَضِيَ اللهُ عنه کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ کی عمر 15 سال تھی ان کے پاس ایک سال دو ماہ قیام رہا۔ پھر آپ نیشاپور تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے اسحاق بن ابراہیم حنظلی (ابن راہویہ) ابوالحسن بن منصور محمد بن رافع وغیرہ اور ان کے ہم عصر شیوخ سے استفادہ کیا۔ طلب حدیث کے لیے آپ نے بہت سے شہروں کا سفر کیا۔ خراسان، عراق، حجاز، جزیرہ، شام، ثغور اور مصر وغیرہ بہت سے شہروں کے اکابر شیوخ اور اساتذہ سے استفادہ کیا، پھر مستقل طور پر مصر کو اپنی علمی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور یہیں سکونت اختیار کر لی۔ پھر بالآخر ذی قعد 302 ہجری میں مصر سے دمشق آ گئے۔

\* اساتذہ کرام: امام نسائي رَضِيَ اللهُ عنه کے اساتذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ آپ نے بڑے بڑے اساتذہ فن اور اساطین علم سے استفادہ کیا۔ آپ کے اساتذہ کے بارے میں حافظ ابن حجر رَضِيَ اللهُ عنه رقمطراز ہیں: [سَمِعَ مِنْ خَلَاتِقَ لَا يُحْصَوْنَ] ”آپ نے ان گنت لوگوں سے سماع حدیث کیا ہے۔“ (تہذیب التہذیب: ۳۲/۱) چند ایک اساتذہ و شیوخ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

⊗ علی بن حجر ⊗ ہشام بن عمار ⊗ عیسیٰ بن زغبہ ⊗ محمد بن نصر مروزی ⊗ اسحاق بن موسیٰ انصاری ⊗ ابراہیم بن سعد جوہری ⊗ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی ⊗ احمد بن بکار ⊗ حسن بن محمد ابن زعفرانی ⊗ عمرو بن زرارہ ⊗ ابو یزید جرمی ⊗ یونس بن عبدالاعلیٰ ⊗ محمد بن عبدالاعلیٰ ⊗ حارث بن مسکین ⊗ ہناد بن سری ⊗ محمد بن بشار ⊗ ابوداؤد جستانی ⊗ یحییٰ بن درست ⊗ نصر بن علی جھضمی ⊗ یعقوب دورتی ⊗ یوسف بن واضح المؤدب ⊗ اور محمد بن ثنیٰ رَضِيَ اللهُ عنه نیز حجاز، عراق، شام، مصر، ثغور، خراسان، جزیرہ اور دیگر علاقوں کے بے شمار محدثین سے آپ نے استفادہ کیا۔ حافظ ابن حجر رَضِيَ اللهُ عنه نے امام بخاری رَضِيَ اللهُ عنه کو بھی آپ کے شیوخ و اساتذہ میں شمار کیا ہے۔

\* تلامذہ: آپ کے شاگردوں میں عالم اسلام اور دنیا کے علم حدیث کے مختلف گوشوں کے لوگ ملتے ہیں۔ تہذیب الکمال میں علامہ مزنی رَضِيَ اللهُ عنه نے ان کے شاگردوں اور تلامذہ کی ایک طویل فہرست دی ہے۔ ابن حجر رَضِيَ اللهُ عنه نے بھی چند ایک کے اسمائے گرامی درج کرنے کے بعد فرمایا: [أُمَّمٌ لَا يُحْصَوْنَ] ”ان سے سماع حدیث کرنے

سنن النسائي ..... ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائي رحمه الله

والے بہت زیادہ لوگ ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔“ (تہذیب التہذیب: ۳۲/۱) چند تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

① ابو بشر دولابی ② ابو جعفر طحاوی ③ ابو علی نیشاپوری ④ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق الدینوری (ابن السنی)  
 ⑤ ابوبکر محمد بن احمد بن الحداد ⑥ عبدالکریم بن ابو عبد الرحمن نسائی ⑦ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی ⑧ ابو جعفر احمد بن  
 محمد بن اسماعیل نحاس نحوی ⑨ حسن بن خضر الاسیوطی ⑩ حسن بن رشیق ⑪ امیض بن محمد بن امیض ⑫ اور محمد بن  
 معاویہ بن الاحمر الاندلسی وغیرہم رحمہم اللہ۔

\* سنن نسائی کے راوی: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بقول آپ سے سنن نسائی روایت کرنے والے بہت زیادہ لوگ  
 ہیں ان میں سے مشہور ترین مندرجہ ذیل دس افراد ہیں:

① عبدالکریم بن ابو عبد الرحمن نسائی ② ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق (ابن السنی) ③ ابو علی حسن بن خضر الاسیوطی  
 ④ حسن بن رشیق عسکری ⑤ ابوالقاسم حمزہ بن محمد بن علی الکنانی ⑥ محمد بن عبداللہ بن زکریا بن حیویہ ⑦ محمد بن  
 معاویہ بن احمر ⑧ محمد بن قاسم الاندلسی ⑨ علی بن ابو جعفر طحاوی ⑩ ابوبکر احمد بن محمد بن المہندس ..... رحمہم اللہ۔

\* حلیہ مبارک: اللہ تعالیٰ نے جس طرح امام نسائی رحمہ اللہ کو معنوی اور باطنی محاسن سے حصہ وافر عطا کیا تھا اسی  
 طرح حسن ظاہری کی نعمت بھی بھرپور انداز میں عطا فرمائی تھی۔ انتہائی وجیہ و شکیل تھے۔ چہرہ بڑا بارعب نہایت  
 پر شکوہ اور روشن تھا۔ رنگ نہایت سرخ و سفید تھا یہاں تک کہ بڑھاپے کے باوجود بھی حسن و تروتازگی میں فرق نہیں  
 آیا تھا۔ آپ اس شعر کے مصداق تھے۔

أَنْتَ نَجْمٌ فِي رِفْعَةٍ وَ ضِيَاءٌ  
 تَجْتَلِيكَ الْعُيُونُ شَرْقًا وَ غَرْبًا

\* زہد و تقویٰ: امام نسائی رحمہ اللہ یکتائے روزگار اور شب زندہ دار تھے۔ اکثر صوم داودی پر عمل پیرا رہے، یعنی ایک  
 دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن ترک کرتے۔ کثرت سے حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ حافظ محمد  
 بن مظفر رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے مصر میں اپنے مشائخ کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ آپ کے دن کا بہت  
 زیادہ حصہ عبادت میں گزرتا تھا۔

\* عام حالات: امام صاحب رحمہ اللہ سنت رسول کے شیدائی تھے۔ تادم واپس آپ نے نبی اکرم ﷺ کی سنتوں

سنن النسائي ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائي رضى الله

کو قائم کیے رکھا۔ بادشاہوں اور فرماں رواؤں کی محافل سے گریز کرتے تھے، گویا کہ ان کا یہ طرہ امتیاز تھا۔

میں خاک نشیں ہوں میری جاگیر مصلیٰ

شاہوں کو سلامی میرے مسلک میں نہیں

حافظ ابن کثیر رضى الله فرماتے ہیں کہ عامل بالسنہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ بہت زیادہ خوش خوراک تھے۔ اکثر مرغ تناول فرماتے اور نبیذ (کھجور کا شربت) پیتے تھے۔ امام نسائی رضى الله کے گھر چار عورتیں اور دو لونڈیاں تھیں لیکن انتہائی عدل و انصاف سے کام لیتے ہوئے آپ نے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے مابین باری مقرر کر رکھی تھی۔ چار بیویاں اور لونڈیاں ہونے کے باوجود آپ کی اولاد میں سے صرف صاحبزادہ عبدالکریم کا نام معلوم ہو سکا ہے۔ بہت قوی شجاع، نڈر اور بہادر تھے۔ آپ کی جرأت و دلیری پر آپ کی شہادت کا واقعہ بہت واضح ہے۔ (تہذیب الکمال: ۱۵۶/۱۵۷)

\* ائمہ جرح و تعدیل کی نظر میں امام نسائی رضى الله کا مقام و مرتبہ: امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب نسائي رضى الله کا ائمہ فن کی نظر میں بہت بلند مقام ہے۔

☞ امام دارقطنی رضى الله فرماتے ہیں: ”امام نسائی رضى الله اپنے دور کے تمام محدثین سے (شیخین کے بعد) بلند مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔“

☞ حافظ ابو علی نیشاپوری کہتے ہیں: [هُوَ الْإِمَامُ فِي الْحَدِيثِ بِالْمُدَافَعَةِ] ”بغیر کسی تقابل اور مقابلے کے امام صاحب رضى الله حدیث میں امام ہونے کا درجہ رکھتے ہیں۔“

☞ حافظ شمس الدین ذہبی رضى الله رقمطراز ہیں: ”آپ حدیث، علل حدیث اور علم الرجال میں امام مسلم، ترمذی اور ابوداؤد سے زیادہ ماہر ہیں اور ابوزرعہ و امام بخاری رضى الله کے ہمسر اور برابر ہیں۔ مزید فرماتے ہیں: ”تیسری

صدی کے اواخر میں امام نسائی رضى الله سے زیادہ حافظ الحدیث کوئی نہیں تھا۔“ (سیر اعلام النبلاء: ۱۳۳/۱۳۴)

☞ ابو بکر بن الحداد شافعی رضى الله کہتے ہیں: ”میں نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین امام نسائی رضى الله کو حجت بنا لیا ہے۔“

☞ حافظ ابن حجر رضى الله فرماتے ہیں: ”فن رجال میں ماہرین کی ایک جماعت نے آپ کو امام مسلم بن حجاج رضى الله پر فوقیت دی ہے یہاں تک کہ امام دارقطنی رضى الله وغیرہ نے آپ کو امام الائمہ ابو بکر بن خزیمہ صاحب صحیح سے

سنن النسائي ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائي رضى الله

بھی مقدم رکھا ہے۔“

اگرچہ جمہور کے نزدیک یہ قول مرجوح ہے اور قابل التفات نہیں بہر حال اس سے امام نسائی کا مقام و مرتبہ بہت اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے۔

\* مسلک امام نسائی اور تشیع کا الزام: دیگر ائمہ حدیث اور محدثین عظام کی طرح امام نسائی رضى الله بھی خالصتاً تبع قرآن وحدیث تھے۔ کسی خاص فقہی کتب فکر کے حامل نہ تھے اس کے باوجود ان کے فقہی مسلک کے بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں کہ ائمہ مجتہدین میں سے کس کی طرف ان کا انتساب ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رضى الله فرماتے ہیں: [او شافعی المذہب بود، چنانچہ مناسک او بر آن دلالت می کند] ”آپ شافعی مذہب سے تعلق رکھتے تھے جیسا کہ آپ کے مناسک سے پتہ چلتا ہے۔“

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضى الله انھیں شوافع میں شمار کرتے ہیں، اسی طرح نواب صدیق الحسن خان رضى الله بھی۔ فیض الباری میں انور شاہ کشمیری رضى الله کا قول ہے کہ کچھ لوگوں نے امام نسائی اور ابو داؤد رضى الله کو شافعی کہا ہے لیکن حق یہ ہے کہ وہ حنبلی تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رضى الله نے بھی اس کی تصریح کی ہے جبکہ قرین صواب راجح اور درست بات یہ ہے کہ آپ کا مسلک کتاب وسنت ہی تھا۔ امام موصوف رضى الله قرآن وحدیث پر کسی کی بات اور ذاتی رائے کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ سنن نسائی کے متعدد مقامات پر تراجم الابواب سے اس بات کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ ہاں واقعاتی صورت میں برہنائے دلیل کبھی ان کی موافقت شافعی علیہ الرحمہ سے اور کبھی امام السنہ احمد بن حنبل رضى الله کے مسلک ومذہب سے ہو جاتی اور یہ بعید نہیں بہر حال آپ رضى الله تقلیدی جمود سے یقیناً مبرا تھے۔

جہاں تک الزام تشیع کا تعلق ہے تو وہ سراسر بے بنیاد ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب آپ ملک شام تشریف لے گئے تو وہاں خارجیت کا زور تھا۔ حضرت علی رضى الله کے مخالف بھاری اکثریت میں موجود تھے۔ آپ نے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے کتاب ”خصائص علی“ تصنیف کی جس کی پاداش میں آپ پر شیعیت کا الزام لگ گیا جو بالکل جھوٹ پر مبنی تھا کیونکہ بعد میں آپ نے فضائل صحابہ پر ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی۔ (تہذیب الکمال 1/157)

\* وفات: جب مصر میں آپ کے علم وادب کا چرچا خوب ہوا تو حاسدین نے حسد کرنا شروع کر دیا۔ آپ وہاں سے فلسطین کے شہر رملہ آ گئے۔ یہاں چونکہ بنو امیہ کی طویل حکومت کے سبب خارجیت اور ناصیت کا زور تھا لوگ حضرت علی رضى الله کے بارے میں بدگمان تھے لہذا آپ دمشق تشریف لے گئے منبر پر براجمان ہو کر کتاب

سنن النسائي ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائي رضى الله عنه

”خصائص علی“ کی قراءت شروع کی، ابھی تھوڑی سی ہی پڑھی تھی کہ لوگوں نے استفسار کرنا شروع کر دیا کہ امیر معاویہ کے بارے میں بھی کچھ لکھا ہے؟ امام صاحب رضى الله عنه نے ان کی منشا کے خلاف جواب دیا، عوام مشتعل ہو گئے اور آپ کو مارا، پیٹا۔ نازک جگہوں پر سخت چوٹیں آئیں، بے ہوشی کی حالت میں لوگ اٹھا کر گھرا لائے۔ ہوش آنے پر آپ کو محسوس ہوا کہ شاید میں زندہ نہ رہ سکوں تو بطور وصیت آپ نے فرمایا کہ مجھے مکہ معظمہ لے چلو۔ میرا مدفن اور جائے وفات وہی ہونا چاہیے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی وفات مکہ معظمہ میں ہوئی اور آپ کو صفا و مروہ کے درمیان دفن کیا گیا۔

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے

اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

دوسری روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ کو مکہ معظمہ لے جانے کے لیے اٹھایا گیا تو آپ کا انتقال راستے میں فلسطین کے شہر رملہ میں ہو گیا۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نعش مکہ مکرمہ پہنچائی گئی۔ آپ کی وفات 13 صفر 303 ہجری پیر کے دن ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر 88 سال تھی۔ آپ کی وفات کے بارے میں اگرچہ اور بھی اقوال ہیں لیکن امام ذہبی رضى الله عنه نے 13 صفر 303 ہجری ہی کو صحیح قرار دیا ہے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

\* تصنیفی و تالیفی خدمات: امام نسائی رضى الله عنه نے مختلف موضوعات پر مایہ ناز گرانقدر کتب تصنیف فرمائی ہیں؛ چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

⊗ السنن الكبرى ⊗ خصائص علي ⊗ فضائل الصحابة ⊗ عمل اليوم و الليلة ⊗ کتاب التفسیر ⊗ الجمعة ⊗ مناسك الحج ⊗ الكنى ⊗ الضعفاء والمتروكون ⊗ التمييز ⊗ معجم شیوخہ ⊗ کتاب الطبقات ⊗ التصنیف فی معرفة الإخوة و الأخوات ⊗ مسند مالك بن أنس ⊗ مسند حدیث الزهري بعلمه ⊗ مسند حدیث شعبة بن الحجاج ⊗ کتاب الإغراب ⊗ الجرح والتعديل ⊗ فضائل القرآن ⊗ وفاة النبي و إملآته الحديثية ⊗ اور شیوخ الزهري.

علاوہ ازیں اور بھی بہت سی کتب ہیں جو شیخ کے رسوخ فی العلم امامت اور جلالت شان پر دلالت کرتی ہیں۔





## سنن نسائی اور اس کی امتیازی خصوصیات

\* سنن کی تعریف: علمائے حدیث کی اصطلاح میں ”سنن“ وہ کتاب ہے جس میں کتاب الطہارۃ سے لے کر کتاب الوصایا تک کے احکام کی احادیث، فقہی انداز اور ترتیب سے جمع کی گئی ہوں۔

\* سنن نسائی: سنن نسائی کو متعدد علماء نے دیگر صحاح کی طرح الصحیح کے نام سے موسوم کیا ہے جن میں ابن مندہ، ابن سکن، دارقطنی، ابوعلی نیشاپوری، خطیب بغدادی، ابن عدی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جیسے محدثین شامل ہیں۔ اسے السنن الصغریٰ بھی کہتے ہیں تاکہ السنن الکبریٰ اور اس کے درمیان تمیز ہو سکے۔ اسے المجتبیٰ کا نام بھی دیا جاتا ہے جو کہ فرمان الہی: ﴿فَاجْتَبَاهُ رَبِّيَ.....﴾ سے ماخوذ ہے کیونکہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اسے السنن الکبریٰ سے منتخب اور پسند کیا ہے۔ اسے المجتبیٰ بھی کہتے ہیں جو [جَنَى الثَّمَرَةِ وَاقْتَطَفَهَا] ”اس نے پھل چنا اور کھا“ سے ماخوذ ہے۔ چونکہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے گلستان حدیث (السنن الکبریٰ) سے اسے چنا اور اخذ کیا ہے اس لیے اس پر المجتبیٰ کے نام کا اطلاق بھی درست ہے۔

\* سنن نسائی کی قدر و منزلت اور علماء کی شان خوانی: امام سلفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”سنن نسائی ان پانچ کتابوں میں شامل ہے جن کی صحت پر علمائے مشرق و مغرب کا اتفاق ہے۔“

✪ ابن رشید کہتے ہیں: ”سنن پر جتنی کتب تصنیف ہوئی ہیں امام نسائی کی کتاب حسن ترتیب و تصنیف میں

سب سے انوکھی اور نرالی شان والی ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ اس کا اکثر حصہ صحیحین کے طریقہ تصنیف کو شامل ہے کیونکہ ان کی بیان کردہ علل ایسی نادر اور محکم ہیں گویا اطلاعات غیب سے ہیں۔“

✪ سنن نسائی کی قدر و منزلت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ امام تجیبی رحمہ اللہ ابن الاخضر

اسیوطی کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ ابوعلی نے خواب میں اللہ کے رسول ﷺ کی زیارت کی اور دیکھا کہ آپ ﷺ کے سامنے بہت زیادہ کتابیں تھیں اور ان میں سنن نسائی (المجتبیٰ) بھی موجود تھی۔

⊗ امام حاکم رقمطراز ہیں: ”امام نسائی کی فقہت حدیث بہت زیادہ مسلم ہے۔ جو بھی ان کی سنن کا مطالعہ کرتا ہے ان کے حسن کلام سے حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔“

\* سنن نسائی (مجتبیٰ) امام نسائی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے یا ابن سنی رضی اللہ عنہ کی: اس بارے میں دورائے ہیں: ① یہ ابن سنی رضی اللہ عنہ کی تالیف ہے۔ اس کے قائل علامہ ذہبی اور ابن ناصر الدین دمشقی وغیرہ ہیں۔ امام ذہبی رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام میں لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں متداول و معروف جو سنن نسائی ہے یہ ابن سنی کی تصنیف ہے۔ ② یہ امام نسائی کی اپنی تصنیف ہے۔ اکثر علماء کی یہی رائے ہے اور یہی درست ہے۔ اس کے قائلین میں ابن کثیر، ابن اثیر، عراقی، سخاوی اور دیگر محدثین رضی اللہ عنہم شامل ہیں اور اسے امام نسائی کی تصنیف ثابت کرنے پر درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

⊗ امیر رملہ والی حکایت کہ سنن کبریٰ دیکھنے کے بعد اس نے اس کے اختصار کا تقاضا کیا..... الخ۔

یہ واقعہ اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس نے محض صحیح روایات کے استخراج کا کہا تھا لیکن سنن صغریٰ میں ایسی روایات بھی ہیں جنہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ نے خود معلول کہا ہے۔ اگر یہ ابن سنی کی تصنیف ہوتی تو وہ ان روایات کو خود ہی معلول قرار دیتے نہ کہ امام نسائی۔

⊗ ابن خیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوعلی غسانی رضی اللہ عنہ نے کہا: کتاب الایمان اور کتاب الصلح مصنف کی الگ تصانیف نہیں ہیں بلکہ یہ سنن صغریٰ ہی کا حصہ ہیں جس کا آپ نے سنن کبریٰ سے اختصار کیا ہے۔

⊗ قدیم قلمی نسخے سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ امام نسائی رضی اللہ عنہ ہی کی تصنیف ہے ابن سنی محض اس کے ایک راوی ہیں۔

⊗ ابن اثیر رضی اللہ عنہ نے جب سنن صغریٰ کو جامع الاصول میں شامل کیا تو اس کی سند ابن سنی کے واسطے سے امام نسائی رضی اللہ عنہ تک بیان کی ہے۔ اگر یہ ابن سنی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہوتی تو ابن اثیر کا امام نسائی رضی اللہ عنہ تک سند بیان کرنا ”چہ معنی دارد۔“

⊗ ابن سنی کا سنن صغریٰ کے متعدد مقامات پر بیان ہے کہ میں نے اس کا امام صاحب سے سماع کیا ہے۔ اگر یہ ان کی اپنی ہی تصنیف ہوتی تو امام صاحب سے سماع کے کیا معنی؟

سنن النسائي سنن نسائی اور اس کی امتیازی خصوصیات

السنن الکبریٰ بھی امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیف ہے۔ موجودہ متداول سنن نسائی جسے السنن الصغریٰ نیز المجتبیٰ یا المجتبیٰ بھی کہا جاتا ہے، اسی السنن الکبریٰ سے منتخب ہے، چنانچہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [قَدْ جَمَعَ السُّنَنَ الْكُبْرَى، وَانْتَحَبَ مِنْهُ مَا هُوَ أَقْلُ حُجْمًا مِنْهُ بِمَرَاتٍ]

مطلب یہ کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے سنن الکبریٰ تالیف کی اور پھر اسی میں سے سنن الصغریٰ منتخب کی جو حجم میں سنن کبریٰ سے کئی حصے کم ہے۔ (البدایة: ۱۱/۱۲۳)

جب ان دونوں کتابوں، یعنی السنن الکبریٰ اور السنن الصغریٰ کا موازنہ اور مقابلہ کیا جائے تو سنن الکبریٰ چند امور میں سنن الصغریٰ سے ممتاز معلوم ہوتی ہے، مثلاً:

① السنن الکبریٰ میں چند کتب زیادہ ہیں جو کہ السنن الصغریٰ میں نہیں ہیں، مثلاً: کتاب السير، المناقب، النعوت، الطب، الفرائض، الولیمة، التعبير، فضائل القرآن اور العلم وغیرہ۔

② امام نسائی نے سنن الکبریٰ میں اپنی بعض وہ کتابیں بھی ضم کر دی ہیں جو کہ الگ اور مستقل تالیفات تھیں، مثلاً: کتاب فضائل القرآن۔ اس کی بابت زرکشی نے اپنی کتاب ”البرهان فی علوم القرآن“ میں دعویٰ کیا ہے کہ یہ امام نسائی کی مستقل الگ تالیف ہے۔ اسی طرح ”خصائص علی“ کو بھی سنن الکبریٰ میں ”فضائل الصحابة“ میں ضم کر دیا ہے۔ یہ بھی امام صاحب کی الگ مستقل تالیف تھی۔ اسی طرح اپنی ایک اور مستقل تالیف ”کتاب التفسیر“ کو بھی ”الکبریٰ“ میں شامل کر دیا ہے۔ اس کی بابت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا دعویٰ ہے کہ یہ بھی مستقل تالیف تھی۔

③ السنن الکبریٰ میں الصغریٰ کی نسبت جس طرح بعض کتب زیادہ ہیں اسی طرح کچھ ابواب اور احادیث بھی زیادہ ہیں، مثلاً سنن الکبریٰ میں بیان کردہ ”کتاب الصوم“ بہت سے ایسے ابواب ہیں جو ”المجتبیٰ“ میں نہیں ہیں، مثلاً: ”صیام یوم الأربعاء، تحريم صیام یوم الفطر و یوم النحر، صیام یوم عرفه، الفضل فی ذلك، إفتار یوم عرفه بعرفة، التأكيد فی صوم یوم عاشوراء، صیام ستة أيام من شوال، صیام الحسي عن الميت، صیام المحرم، صیام شعبان، اغتسال الصائم، السواك للصائم، السعوط للصائم، القبلة فی شهر رمضان اور ما یجب علی من یجامع امرأته“ وغیرہ اس طرح السنن الکبریٰ میں السنن الصغریٰ کی نسبت کئی ابواب زیادہ ہیں۔

سنن النسائي ..... سنن نسائي اور اس کی امتیازی خصوصیات

④ سنن الکبریٰ میں کبھی کبھی امام صاحب ”بلاغات“ بھی بیان کرتے ہیں، مثلاً: ”بَلَّغْنِي عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بِنِ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَّارٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْحَكَمَ الزُّرْقِيَّ..... الخ“

⑤ جس طرح سنن الکبریٰ میں کچھ ابواب و احادیث اور کتب الجتبیٰ کی نسبت زیادہ ہیں اسی طرح السنن الصغریٰ یعنی الجتبیٰ میں بھی بعض مقامات پر الکبریٰ کی نسبت کچھ تراجم و ابواب، نیز احادیث و استنباطات زیادہ ہیں، مثلاً: امام صاحب سنن الکبریٰ کے ” کتاب الطهارة“ میں ایک ترجمہ الباب لائے ہیں ”النهي عن استقبال القبلة و استدبارها عند الحاجة، والأمر باستقبال المشرق والمغرب“ اور اس ترجمہ الباب کے تحت حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ و احادیث لائے ہیں، لیکن امام صاحب نے جب ”الجتبیٰ“ میں یہی مسئلہ بیان فرمایا ہے تو وہاں تین تراجم لائے ہیں ایک ”النهي عن استقبال القبلة عند الحاجة“، دوسرا ”النهي عن استدبار القبلة عند الحاجة“ اور تیسرا ”الأمر باستقبال المشرق والمغرب عند الحاجة“ ایسی مثالیں ”الجتبیٰ“ میں کئی مقامات پر بکھری پڑی ہیں بالخصوص السنن الصغریٰ کی ابتدائی کتب مثلاً: ”الطهارة، الصلاة، الحج اور الصوم“ وغیرہ میں۔

⑥ السنن الصغریٰ میں صحت احادیث کا اہتمام الکبریٰ کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے آئمہ حدیث اہل علم نے فرمایا ہے کہ صحت و قبولیت احادیث کے اعتبار سے صحیح بخاری و صحیح مسلم کے بعد سنن نسائی (الصغریٰ) ہی کا درجہ ہے۔ مذکورہ بالا تفصیل سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ ”السنن الصغریٰ“ کا انتخاب صرف ”السنن الکبریٰ“ سے نہیں بلکہ اس کے علاوہ بہت سا انتخاب دوسری کتب سے بھی ہے۔ واللہ اعلم۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام نسائی رضی اللہ عنہ نے السنن الکبریٰ کے ہوتے ہوئے السنن الصغریٰ کا انتخاب کیوں کیا؟

شاید۔ واللہ اعلم۔ اس کا سبب یہ ہو کہ امام نسائی اور دیگر مؤلفین کتب ستہ رضی اللہ عنہم تقریباً ہم عصر ہیں، تاہم امام نسائی رضی اللہ عنہ کی وفات باقی آئمہ خمسہ کے بعد ہوئی، اس لیے انھیں اپنے ہم عصر دیگر مؤلفین کی تالیفات دیکھنے کا موقع میسر آ گیا۔ انھوں نے ان تصانیف کی خوبیاں اور ان کے محاسن اپنی تالیف میں جمع کرنے کے لیے ”السنن الصغریٰ“ تالیف کی۔ بالخصوص امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کی مایہ ناز الہامی تصنیف ”الجامع

سنن النسائي سنن نسائی اور اس کی امتیاز کی خصوصیات

الصحيح“ (صحیح بخاری) کی خوبیاں اپنی کتاب میں سمیٹنے کی کوشش ضروری۔

رسول اللہ ﷺ منصب رسالت کے اعتبار سے احکام شریعت کی بابت دیے گئے مجمل احکام قرآن کے مُبین اور شارح ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۱۶) اس لیے امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں تراجم الکتب والابواب کی ابتدا ممکن حد تک آیات قرآنی سے کی ہے؛ بعد ازاں ان آیات کی تفسیر و تشریح اور ان کے معانی و مفہم کے بیان کے لیے ان آیات کے متعلقہ احادیث لائے ہیں اور یہ ان کے فہم اور تفقہ فی الدین کی انتہا ہے۔ لگتا ہے کہ امام نسائی رضی اللہ عنہ نے اس راز کو پالیا تھا؛ چنانچہ انھوں نے اپنی دوسری تالیف ”الجتبی“ میں اس کا التزام کیا جبکہ یہ چیز ”السنن الکبریٰ“ کی تالیف میں مفقود ہے۔

اس سبب اور وجہ تالیف کی واضح مثال ”السنن الکبریٰ“ اور ”السنن الصغریٰ“ کا پہلا ترجمہ الباب ہے۔ اور وہ اس طرح کہ امام صاحب ”السنن الکبریٰ“ کی ابتدا کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

كتاب الطهارة - وضوء النائم إذا قام إلى الصلاة

لیکن جب انھوں نے ”السنن الصغریٰ“ کا انتخاب فرمایا تو اس کی ابتدا اس طرح سے کی [كتاب الطهارة] تأویل قوله عز وجل: ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾ (المائدة: ۶) اس سے فرق واضح ہو جاتا ہے اور ہماری بات کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

\* امام نسائی رضی اللہ عنہ کا فن جرح و تعدیل میں تشدد: حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام نسائی رضی اللہ عنہ جرح و تعدیل میں بہت سخت تھے۔ یہ ان کا تشدد ہی تھا کہ بہت سے ایسے کبار محدثین جن کی روایات شیخین (امام بخاری و مسلم بن حجاج) نے بیان کی ہیں لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ مجروح تھے اس لیے ان سے روایات ترک کر دیں۔ امام دارقطنی رضی اللہ عنہ نے ایسے اشخاص کی ایک فہرست مرتب کی ہے جن سے شیخین نے تو روایات لی اور بیان کی ہیں جبکہ امام نسائی نے انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔ حافظ ابن طاہر کہتے ہیں کہ میں نے سعد بن علی زنجانی سے ایسے راوی کے متعلق دریافت کیا جسے انھوں نے ثقہ لیکن امام نسائی رضی اللہ عنہ نے ضعیف قرار دیا تھا تو زنجانی رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: [يَابُنَيَّ! إِنَّ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ شَرْطًا فِي الرِّجَالِ أَشَدَّ مِنْ شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَ مُسْلِمٍ] ”میرے بیٹے! رجال حدیث کے بارے میں امام نسائی کی شرطیں بخاری و مسلم سے بھی کڑی ہیں (اس لیے فلاں

سنن النسائي سنن نسائی اور اس کی امتیازی خصوصیات

راوی کو انھوں نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

\* کتب میں ضعیف روایات کا اندراج؟: یہ ایک سوال ہے اور اس کا جواب مختلف انداز سے دیا گیا ہے، جس کی تفصیل آپ سنن ابوداؤد اور طبع دارالسلام: (۱/۷۰۷ء) میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ یہاں سنن النسائی ہی کے حوالے سے چند جوابات دینے کی کوشش کی جائے گی:

⊗ چند لوگوں نے ضعیف روایات پر اپنے مسلک کی بنیاد رکھ کر اپنے مدعا کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرمادیا کہ یہ روایات کمزور اور ضعیف ہیں، لہذا یہ قابل عمل و استدلال نہیں۔

⊗ جب کسی مسئلے میں انھیں صحیح حدیث نہیں ملی تو بقول بعض: انھوں نے لوگوں کی آراء کی بجائے ضعیف روایات کو ترجیح دی۔

⊗ اگر امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے انتہا درجے کی ضعیف حدیث بیان کی ہے تو اس سے ان کا مقصود طلبہ کو متنبہ کرنا ہے کہ یہ روایت قطعی طور پر قابل حجت نہیں، اس لیے اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

⊗ دیگر محدثین کی طرح امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن پر صحیح کا اطلاق نہیں کیا، لہذا کلی صحت آپ کی کتاب کی شرط قرار نہیں پاتی، اس لیے انھوں نے ضعیف روایات مع علل بیان کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کیا۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا ضعیف روایات پر عمل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں راجح موقف یہی ہے کہ ضعیف روایت، خواہ اس کا تعلق احکام سے ہو یا فضائل اعمال سے، ناقابل عمل اور ناقابل حجت ہے کیونکہ جب اس کی نسبت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہوئی تو خواہ مخواہ ظن مرجوح کی بنا پر اس کو عقیدہ و عمل میں لانا درست نہیں۔ ﴿إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾ [النجم ۵۳: ۲۸]

مذکورہ بالا یہی موقف امام ابن حزم، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر متقدمین و متاخرین محققین کا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (مقدمة صحيح مسلم، ص: ۱۹، طبع دارالسلام، و قواعد التحديث للقاسمي، ص: ۱۱۳، والقاعدة الجلييلة، ص: ۸۳، وصحيح الجامع للالباني: ۳۶/۱، وسنن ابوداود (اردو) طبع دارالسلام: ۷۱/۱، ۷۲)

\* سنن نسائی کی امتیازی خصوصیات: امام صاحب کی سنن نسائی (مجتبیٰ) مندرجہ ذیل خوبیوں کی بنا پر دیگر کتب حدیث سے ممتاز ہے:



سنن النسائي \_\_\_\_\_ سنن نسائی اور اس کی امتیازی خصوصیات

- ① صحیحین کے بعد دیگر سنن و مسانید کی نسبت غایت درجے صحت کا التزام۔
- ② کتاب التطبيق (رکوع کے وقت گھٹنوں میں ہاتھ دینے) کا بے شمار کتب حدیث میں بیان نہیں، یہ امتیاز صرف سنن نسائی کے حصے میں آیا ہے۔
- ③ اشہام (وثیقوں) وغیرہ کا بیان بھی کسی کتاب میں نہیں، اس کا سہرا بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔
- ④ حدیث بیان کرتے وقت آغاز سند میں أخبرنا اور أخبرنی کا استعمال بھی سنن نسائی کے خواص اور امتیازات میں سے ہے۔
- ⑤ دیگر کتب حدیث میں موضوعات (من گھڑت روایات) بھی موجود ہیں لیکن سنن نسائی میں ایک روایت بھی موضوع اور من گھڑت نہیں ہے۔ ابن جوزی نے دعویٰ کیا تھا کہ نسائی شریف میں ایک روایت موضوع ہے لیکن امام ذہبی، سیوطی اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے سختی سے اس کا رد کیا اور یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ سنن نسائی میں کوئی روایت موضوع نہیں ہے۔

\* امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا منہج و اسلوب: سنن نسائی (مجتبیٰ) کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خاص منہج اور انداز پر تصنیف کیا ہے جس کے متعلق امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: سنن نسائی (مجتبیٰ) غور و فکر کرنے والے کے لیے انوکھی اور عام فہم ہے۔ اس کے عناوین و موضوعات بالکل آسان اور کثیر تعداد میں ہیں۔ بہت زیادہ لعل و جواہر پر یہ کتاب مشتمل ہے۔ نہایت نور و خوش سے اس کا مطالعہ کرنے والا انسان اس کے کھلے ہوئے گلہائے رنگارنگ سے معطر ہو جاتا ہے۔ سنن النسائی میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا منہج بیان کرتے ہوئے امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے مزید لکھا ہے:

- ① امام صاحب غریب و مشکل الفاظ کی تفسیر و توضیح کرتے ہیں، جیسے حدیث میں آیا ہے: [لَا تَزِدْ مُوَهُ] امام صاحب نے اس کی توضیح یہ فرمائی: [لَا تَنْقَطِعُوهُ]
- ② مہمل راویوں کا تعین کرتے ہیں، جیسے سند میں آیا ہے: [مِنْ جِهَةِ بَكْرِ] تو ساتھ توضیح کر دی کہ یہاں بکر سے مراد ابن مضر ہے۔ ایک سند میں عبداللہ آیا تو فرمایا: یہ ابن القبطیہ ہے۔
- ③ سند و متن میں موجود مہم راوی کا نام ذکر کرتے ہیں۔ ○ سند کی مثال: محمد بن عبد الرحمن عن رجل عن جابر ووسری جگہ پر عن رجل کو واضح کیا کہ یہ محمد بن عمرو بن حسن ہے۔ ○ متن کی مثال: حدیث میں [فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ] آیا تو رجل کی وضاحت کر دی کہ یہ خرباق بن عمرو سلمی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

سنن النسائي \_\_\_\_\_ سنن نسائی اور اس کی امتیازی خصوصیات

④ جو آدمی کنیت کے ساتھ معروف ہو اور سند میں اس کا نام ذکر ہو تو اس کی کنیت ذکر کرتے ہیں۔ اسی طرح جو آدمی نام کے ساتھ معروف ہو اور سند میں اس کی کنیت کا ذکر ہو تو اس کا نام ذکر کر دیتے ہیں؛ مثلاً: سند میں زکریا بن یحییٰ آیا تو اس کی کنیت بتائی کہ یہ ابو کمال ہے۔ مزید بتایا کہ ذکوان جو سند میں آیا ہے اس سے مراد ابوصالح ہے اور دوسری جگہ ذکوان سے مراد ابو عمرو ہیں۔ اسی طرح سند میں ”ابومعید“ آیا تو اس کی وضاحت کی کہ یہ حفص بن غیلان ہے۔ مزید واضح کیا کہ ابوہشام سے مراد مغیرہ بن سلمہ ہیں۔

⑤ متفق اور مفترق کی طرف بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اشارہ کرتے ہیں۔ مراد اس سے یہ ہے کہ ایک نام میں چھ راوی مشترک ہیں ان میں سے بعض ثقہ اور بعض ضعیف ہیں تو امام صاحب سند میں مذکور آدمی کے بارے میں بتاتے ہیں کہ یہ آدمی ثقہ ہے۔

⑥ جس سے بہت سے راوی مراد ہو سکتے ہیں وہاں اس کا تعین کرنا بھی ان کے منہج کا حصہ ہے؛ مثلاً: ہارون بن ابوبکرج کے بارے میں فرمایا کہ یہ ہارون بن عمنترہ ہے۔

⑦ جہاں کسی صورت بھی التباس ختم نہ ہو رہا ہو تو وضاحت کرتے ہیں؛ جیسے ابن مبارک کی سند میں ایک راوی کا نام ابو جعفر آیا تو آپ نے وضاحت کر دی کہ یہ ابو جعفر الفراء نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔

⑧ امام صاحب منقطع کو مرسل بھی کہہ دیتے ہیں اور اس مرسل کو قرینے کی وجہ سے متصل پر ترجیح بھی دے دیتے ہیں۔

⑨ امام صاحب کی حتی المقدور یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہر باب میں صحیح روایات ہی جمع کی جائیں لیکن ناگزیر صورت حال میں ایسے راویوں کی روایات بھی درج کر دیتے ہیں جن کے ضعف اور ان کی روایات کے ترک پر علمائے محدثین کا اجماع نہ ہو چکا ہو۔

⑩ بعض اوقات امام صاحب کسی مسئلے میں صحیح روایات درج کرتے ہیں لیکن اس کے بعد ان مزید فوائد کی وجہ سے جو صحیح حدیث میں نہیں ہوتے ضعیف روایت بھی درج کر دیتے ہیں۔

⑪ بسا اوقات حدیث بیان کرنے کے بعد اپنا کلام بھی تحریر کرتے ہیں جو حدیث کو سمجھنے میں مدد و معاون ثابت ہوتا ہے۔

⑫ کئی مقامات پر ایسی 2 روایات جو صحیح ہیں اور باہم متعارض ہیں انہیں بھی ذکر کر دیا ہے اس سے ان کا

سنن النسائي اور اس کی امتیازی خصوصیات

مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس روایت میں مذکور عمل کو دونوں طرح کر سکتے ہیں اس میں جواز ہے یا ان کے درمیان تطبیق دینے کے لیے بیان کرتے ہیں مثلاً: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کوسری اور جبری دونوں طرح پڑھنے کا جواز ہے۔

⑬ اکثر احادیث پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکم لگاتے ہیں اور اصطلاحی الفاظ استعمال کرتے ہیں مثلاً: [هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، غَيْرُ مَحْفُوظٍ، لَيْسَ بِثَابِتٍ، ضَعِيفٌ، أَخْطَأَ فِيهِ فُلَانٌ، هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.]

⑭ سند و متن کے اختلاف کو بھی نظر انداز نہیں کرتے بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ راجح مرجوح کی نشاندہی بھی کر دیتے ہیں۔

⑮ معلق روایات بیان کرنے سے بہت زیادہ احتراز کیا ہے۔ سنن نسائی (مجتبیٰ) میں صرف دو جگہ پر معلق کی صورت نظر آئی ہے اس میں بھی یہ احتمال ہے کہ وہ متصل ہی ہوں۔

\* شیخین اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے منہج میں مشابہت: ① شیخین اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے منہج بیان حدیث میں چند اعتبار سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ امام نسائی بھی امام بخاری کی طرح ایک حدیث تکرار کے ساتھ اپنی سنن میں بیان کرتے ہیں اور ہر جگہ اس حدیث پر نیاباب قائم کر کے مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔ اس کی مثال وہ حدیث عائشہ ہے جس میں وہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں سوئے ہوئے تھے رات کو اٹھے اور بقیع کی طرف چلے..... الخ. امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے [الْأَمْرُ بِالْإِسْتِغْفَارِ لِلْمُؤْمِنِينَ] میں ذکر کیا ہے۔ اور دوسری جگہ بھی روایت ذکر کرنے کے بعد اور مسائل کا استنباط کیا ہے یعنی یہی روایت دوبارہ کتاب الزکاح کے بَابُ الْغَيْرَةِ میں ذکر کی اور دونوں جگہ الگ الگ مسائل کا استخراج کیا ہے۔

② امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ بھی دو سندوں کے درمیان ”ح“ کا اضافہ کرتے ہیں تاکہ دونوں سندیں الگ الگ رہیں۔

③ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ نے بھی بعض جگہ روایت بالمعنی بیان کی ہے۔

④ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مشابہت اس اعتبار سے ہے کہ ایک روایت اگر دو اساتذہ سے بیان کی ہے تو بیان کرنے کے بعد آپ بھی امام مسلم کی طرح توضیح کرتے ہیں کہ یہ الفاظ فلاں استاذ کے بیان کردہ ہیں اور

سنن النسائي اور اس کی امتیازی خصوصیات  
یہ فلاں کے۔

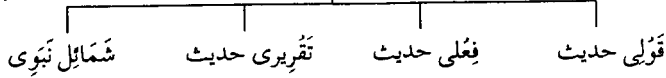
- ⑤ صیغہ تحدیث کے معاملے میں بھی جا بجا آپ کی امام مسلم کے ساتھ مشابہت ہے۔  
⑥ اگر ایک حدیث دو راویوں کی بیان کردہ ہے تو امام نسائی، امام مسلم رحمہم اللہ کی طرح توضیح کر دیتے ہیں کہ فلاں راوی نے قال النبی ﷺ کہا ہے اور فلاں راوی نے قال رسول اللہ ﷺ کہا ہے۔  
⑦ عام و خاص، مجمل و مبین اور ناسخ و منسوخ وغیرہ کے بیان کرنے میں بھی آپ امام مسلم رحمہم اللہ کے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔

الغرض امام نسائی کا منج بیان حدیث امیر المؤمنین فی الحدیث امام الائمہ بخاری و امام مسلم رحمہم اللہ کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے محدثین عظام بخاری و مسلم کے بعد امام نسائی کو مرجع تسلیم کرتے اور آپ کی سنن نسائی (صغریٰ) پر بھرپور اعتماد کرتے ہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء۔

\* سنن نسائی (مجتبئی) کی شروحات: شرح لأبي العباس \* شرح سراج الدین ابن ملقن \* زهر الربی علی المجتبئی \* حاشیة السندی \* ذخیرة العقبی فی شرح المجتبئی لمحمد بن علی بن آدم الإتیوبی \* التعليقات السلفية \* الإمعان فی شرح مصنف النسائي لأبي عبدالرحمن \* بذل الإحسان بتقريب سنن النسائي أبي عبدالرحمن، لأبي إسحاق الحويني الأثري \* اردو ترجمہ: علامہ وحید الزمان \* اردو ترجمہ: حافظ محمد امین رحمہم اللہ۔



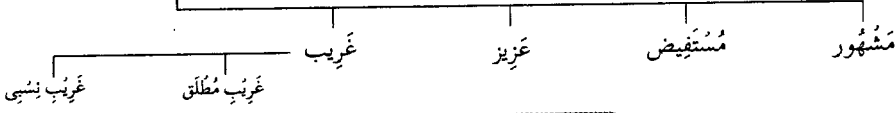
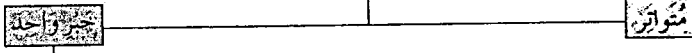
**حدیث کی اقسام**



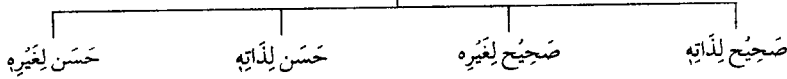
**حدیث کی اقسام نسبت کے اعتبار سے**



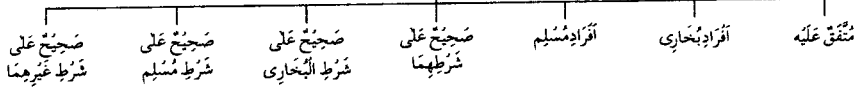
**حدیث کی اقسام راویوں کی تعداد کے اعتبار سے**



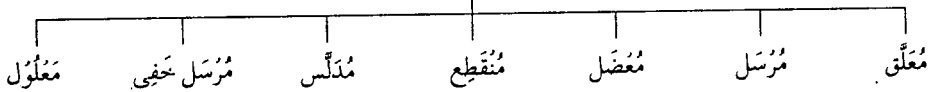
**مقبول حدیث کی اقسام**



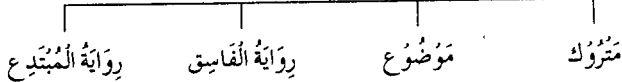
**مقبول حدیث کے درجات**



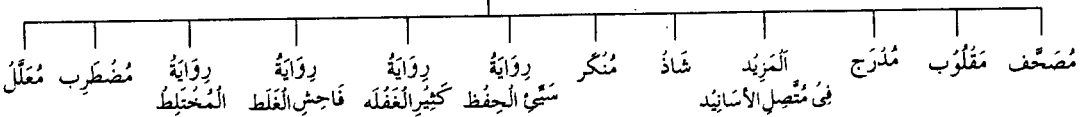
**① مردود حدیث کی اقسام انقطاع سند کے اعتبار سے**



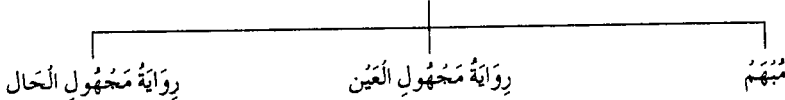
**② مردود حدیث کی اقسام راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے**



**③ مردود حدیث کی اقسام راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے**



**④ مردود حدیث کی اقسام راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے**



## اصطلاحاتِ محدثین

❖ حدیث کی تعریف: رسول اللہ ﷺ سے متعلق راویوں کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے، وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو بعض دفعہ سنت، خبر اور اثر بھی کہا جاتا ہے۔

❖ بنیادی اقسام:

● قَوْلِي حَدِيثٌ: وہ حدیث جس میں آپ کا فرمان مذکور ہو۔

● فِعْلِي حَدِيثٌ: وہ حدیث جس میں آپ کا فعل مذکور ہو۔

● تَقْرِيرِي حَدِيثٌ: وہ حدیث جس میں آپ کا کسی بات پر خاموش رہنا مذکور ہو۔

● شَمَائِلُ نَبَوِي: وہ احادیث جن میں آپ کے عادات و اخلاق یا بدنی اوصاف مذکور ہوں۔

نوٹ: کسی حدیث کی اصل عبارت ”مَتْنٌ“ کہلاتی ہے۔ متن سے پہلے راویوں کے سلسلے کو سند کہتے ہیں۔ سند کا

کوئی راوی حذف نہ ہو تو وہ ”مُتَّصِلٌ“ ہوتی ہے ورنہ ”مُنْقَطِعٌ۔“

❖ نسبت کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

● حَدِيثٌ قُدْسِي: اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان جسے نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو، راویوں کے

ذریعے سے ہم تک پہنچا ہو اور قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔

● مَرْفُوعٌ: وہ حدیث جس میں کسی قول، فعل یا تقریر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

● مَوْفُوفٌ: وہ حدیث جس میں کسی قول، فعل یا تقریر کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

● مَقْطُوعٌ: وہ حدیث جس میں کسی قول یا فعل کو تابعی یا تبع تابعی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

❖ راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

● مُتَوَاتِرٌ: وہ حدیث جس میں تواتر کی چار شرطیں پائی جائیں:

(۱) اسے راویوں کی بڑی تعداد روایت کرے۔

سنن النسائي ..... اصطلاحات محدثین

(ب) انسانی عقل و عادت ان کے جھوٹا ہونے کو محال سمجھے۔

(ج) یہ کثرت عہد نبوت سے لے کر صاحب کتاب محدث کے زمانے تک سند کے ہر طبقے میں پائی جائے۔ (د) حدیث کا تعلق انسانی مشاہدے یا سماعت سے ہو۔

نوح: راویوں کی جماعت جس نے ایک استاد یا زیادہ اساتذہ سے حدیث کا سماع کیا ہو ”طبقہ“ کہلاتی ہے۔

● عَجْرِبٌ وَاحِدٌ : وہ حدیث جس میں متواتر حدیث کی شرطیں جمع نہ ہوں۔ اس کی چار قسمیں ہیں:

● مَشْهُورٌ : وہ حدیث جس کے راویوں کی تعداد ہر طبقے میں دو سے زیادہ ہو مگر یکساں نہ ہو، مثلاً کسی طبقے میں تین، کسی میں چار اور کسی میں پانچ راوی اسے بیان کرتے ہوں۔

● مُسْتَفِيضٌ : وہ حدیث جس کے راوی ہر طبقے میں دو سے زیادہ اور یکساں تعداد میں ہوں یا سند کے اول و آخر میں ان کی تعداد یکساں ہو۔

● عَزِيْزٌ : وہ حدیث جس کے راوی کسی طبقے میں صرف دو ہوں۔

● غَرِيْبٌ : وہ حدیث جسے بیان کرنے والا کسی زمانے میں صرف ایک راوی ہو۔ اگر وہ صحابی یا تابعی ہے تو اسے غَرِيْبٌ مُطْلَقٌ کہیں گے اور اگر کوئی اور راوی ہے تو اسے غَرِيْبٌ نِسْبِيٌّ کہیں گے۔

نوح: مذکورہ بالا اقسام میں سے متواتر حدیث علم الثقیین کی حد تک سچی ہوتی ہے۔ باقی اقسام مقبول یا مردود ہو سکتی ہیں۔  
 ① قَبُولٌ وَرَدٌّ کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

● مَقْبُولٌ : وہ حدیث جو واجب العمل ہو۔

● مَرْدُوْدٌ : وہ حدیث جو مقبول نہ ہو۔

② مقبول حدیث کی اقسام و درجات (شرائط قبولیت کے اعتبار سے):

① صَحِيْحٌ لِّذَاتِهِ ② صَحِيْحٌ لِّغَيْرِهِ ③ حَسَنٌ لِّذَاتِهِ ④ حَسَنٌ لِّغَيْرِهِ

● صَحِيْحٌ لِّذَاتِهِ : وہ حدیث جس میں صحت کی پانچ شرطیں پائی جائیں:

(ا) اس کی سند متصل ہو، یعنی ہر راوی نے اسے اپنے استاد سے اخذ کیا ہو۔

(ب) اس کا ہر راوی عادل ہو، یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو، صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو، شائستہ طبیعت کا مالک اور بااخلاق ہو۔

(ج) وہ کَامِلُ الصَّبْطِ ہو، یعنی حدیث کو تحریر یا حافظے کے ذریعے سے کما حقہ محفوظ کرے اور آگے پہنچائے۔



سنن النسائي اصطلاحات محدثین

(5) وہ حدیث شاذ نہ ہو (ہ) معلول نہ ہو۔ (ث) شاذ اور معلول کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔

● حَسَنٌ لِّذَاتِهِ: وہ حدیث جس کے بعض راوی صحیح حدیث کے راویوں کی نسبت خَفِيفُ الضَّبْطِ (ہلکے ضبط والے) ہوں باقی شرطیں وہی ہوں۔

نوٹ: حَسَنٌ لِّذَاتِهِ کا درجہ صَحِيحٌ لِّغَيْرِهِ کے بعد ہے مگر تعریفات کو آسان تر کرنے کیلئے ترتیب بدلی گئی ہے۔  
● صَحِيحٌ لِّغَيْرِهِ: جب حسن حدیث کی ایک سے زائد سندیں ہوں تو وہ حسن کے درجے سے ترقی کر کے صحیح کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ اسے صحیح لغیرہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے غیر (دوسری سندوں) کی وجہ سے درجہ صحت کو پہنچی۔

● حَسَنٌ لِّغَيْرِهِ: وہ حدیث جس کی متعدد سندیں ہوں ہر سند میں معمولی ضعف ہو مگر متعدد سندوں سے اس ضعف کی تلافی ہو جائے تو وہ حسن لغیرہ کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔

○ صحیح حدیث کی اقسام و درجات (کتب حدیث میں پائے جانے کے اعتبار سے):

● مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: وہ حدیث جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں پائی جائے متفق علیہ کہلاتی ہے اور صحت کے سب سے اعلیٰ درجہ پر ہوتی ہے۔

● أَفْرَادٌ بُخَارِيٌّ: ہر وہ حدیث جو صحیح بخاری میں پائی جائے صحیح مسلم میں نہ پائی جائے۔

● أَفْرَادٌ مُسْلِمٌ: ہر وہ حدیث جو صحیح مسلم میں پائی جائے صحیح بخاری میں نہ پائی جائے۔

● صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِهُمَا: وہ حدیث جو صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں میں نہ پائی جائے لیکن دونوں ائمہ کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

● صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ: وہ حدیث جو امام بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح بخاری میں موجود نہ ہو۔

● صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ: وہ حدیث جو امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح مسلم میں موجود نہ ہو۔

● صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ غَيْرِهِمَا: وہ حدیث جو امام بخاری و امام مسلم کے علاوہ دیگر محدثین کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

○ مردود حدیث کی اقسام انقطاع سند کی وجہ سے:

● مُعَلَّقٌ: وہ حدیث جس کی سند کا ابتدائی حصہ یا ساری سند ہی (عملاً) حذف کر دی گئی ہو۔

سنن النسائي ..... اصطلاحات محمدین

- مُرْسَلٌ: وہ حدیث جسے تابعی بلا واسطہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرے۔
- مُعْضَلٌ: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے دو یا دو سے زیادہ راوی اکٹھے حذف ہوں۔
- مُنْقَطِعٌ: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے ایک یا ایک سے زائد راوی مختلف مقامات سے حذف ہوں۔
- مُدَّلسٌ: وہ حدیث جس کا راوی کسی وجہ سے اپنے استاد یا استاد کے استاد کا نام (یا تعارف) چھپائے لیکن سننے والوں کو یہ تاثر دے کہ میں نے ایسا نہیں کیا، سند متصل ہی ہے، حالانکہ اس سند میں راویوں کی ملاقات اور سماع تو ثابت ہوتا ہے مگر متعلقہ روایت کا سماع نہیں ہوتا۔
- مُرْسَلٌ خَفِيٌّ: وہ حدیث جس کا راوی اپنے ایسے ہم عصر سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ثابت نہ ہو۔
- مَعْلُولٌ يَأْمُرُ: وہ حدیث جو بظاہر مقبول معلوم ہوتی ہو لیکن اس میں ایسی پوشیدہ علت یا عیب پایا جائے جو اسے غیر مقبول بنا دے۔ ان عیوب و علل کا پتہ چلانا ماہرین فن ہی کا کام ہے۔ ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔
- مردود حدیث کی اقسام راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے:
- رِوَايَةُ الْبُتَيْدِ: وہ حدیث جس کا راوی بِدْعَتِ مَكْفَرَةٍ کا قائل و فاعل ہو لیکن اگر راوی کی بدعت، مکفرہ نہ ہو اور وہ عادل و ضابط بھی ہو تو پھر اس کی روایت معتبر ہوگی۔ یاد رہے کہ بدعت مکفرہ (کافر بنانے والی بدعت) سے ارتداد لازم آتا ہے۔
- رِوَايَةُ الْفَاسِقِ: وہ حدیث جس کا راوی کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو لیکن حد کفر کو نہ پہنچے۔
- مَتْرُوكٌ: وہ حدیث جس کا راوی عام بول چال میں جھوٹ بولتا ہو اور محدثین نے اس کی روایت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہو۔
- مَوْضُوعٌ: وہ حدیث جس کے راوی نے کسی موقع پر حدیث کے معاملہ میں جھوٹ بولا ہو، ایسے راوی کی ہر روایت کو موضوع (من گھڑت) کہتے ہیں۔
- مردود حدیث کی اقسام راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے:
- مُصَحِّفٌ: وہ حدیث جس کے کسی لفظ کی ظاہری شکل تو درست ہو مگر نقطوں، حرکات یا سکون وغیرہ کے بدلنے سے اس کا تلفظ بدل گیا ہو۔
- مَقْلُوبٌ: وہ حدیث جس کے الفاظ میں راوی کی بھول سے تقدیم و تاخیر واقع ہوگی ہو یا سند میں ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی رکھا گیا ہو۔

سنن النسائي اصطلاحات محدثین

- مُدْرَج: وہ حدیث جس میں کسی جگہ راوی کا اپنا کلام عمداً یا سہواً درج ہو جائے اور اس پر الفاظ حدیث ہونے کا شبہ ہوتا ہو۔
- الْمَزِيدُ فِي مُتَّصِلِ الْأَسَانِيدِ: جب دو راوی ایک ہی سند بیان کریں ان میں ایک ثقہ اور دوسرا زیادہ ثقہ ہو۔ اگر ثقہ راوی اس سند میں ایک راوی کا اضافہ بیان کرے تو اس کی روایت کو مزید فی متصل الأسانید کہتے ہیں۔
- شَاذٌ: وہ حدیث جس کا راوی مقبول (ثقہ یا صدوق) ہو اور بیان حدیث میں اپنے سے زیادہ ثقہ یا اپنے جیسے بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کرے۔ (شاذ کے بالمقابل حدیث کو محفوظ کہتے ہیں۔)
- مُنْكَرٌ: وہ حدیث جس کا راوی ضعیف ہو اور بیان حدیث میں ایک یا زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت کرے۔ (منکر کے بالمقابل حدیث کو معروف کہتے ہیں۔)
- رَوَايَةٌ سَبِيءٌ الْحِفْظِ: وہ حدیث جس کا راوی سبب الحفظ یعنی پیدائشی طور پر کمزور حافظے والا ہو۔
- رَوَايَةٌ كَثِيرٌ الْغَفْلَةِ: وہ حدیث جس کا راوی شدید غفلت یا کثیر غلطیوں کا مرتکب ہو۔
- رَوَايَةٌ فَاحِشٌ الْغَلَطِ: وہ حدیث جس کے راوی سے فاش قسم کی غلطیاں سرزد ہوں۔
- رَوَايَةٌ الْمُخْتَلِطُ: وہ حدیث جس کا راوی بڑھاپے یا کسی حادثے کی وجہ سے یادداشت کھو بیٹھے یا اس کی تحریر کردہ احادیث ضائع ہو جائیں۔
- مُضْطَرِبٌ: وہ حدیث جس کی سند یا متن میں راویوں کا ایسا اختلاف واقع ہو جو حل نہ ہو سکے۔
- مردود حدیث کی اقسام راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے:
- رَوَايَةٌ مَجْهُولِ الْعَيْنِ: وہ حدیث جس کا راوی مجہول العین ہو یعنی اس کے متعلق ائمہ رفقہ کا کوئی ایسا تبصرہ نہ ملتا ہو جس سے اس کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا پتہ چل سکے اور اس سے روایت کرنے والا بھی صرف ایک ہی شاگرد ہو جس کے باعث اس کی شخصیت مجہول ٹھہرتی ہو۔
- رَوَايَةٌ مَجْهُولِ الْحَالِ: وہ حدیث جس کا راوی مجہول الحال ہو یعنی اس کے متعلق ائمہ رفقہ کا کوئی تبصرہ نہ ملتا ہو اور اس سے روایت کرنے والے کل دو آدمی ہوں جس کے باعث اس کی شخصیت معلوم اور حالت مجہول ٹھہرتی ہو۔ ایسے راوی کو مستور بھی کہتے ہیں۔
- مُبْهَمٌ: وہ حدیث جس کی سند میں کسی راوی کے نام کی صراحت نہ ہو۔

## کتب احادیث کی اقسام

● کُتُبِ صِحَاح: ہر وہ کتاب جس کے مؤلف نے اپنی کتاب میں صحیح روایات لانے کا التزام کیا ہو اور ”صحیح“ کے لفظ کو کتاب کے نام کا حصہ بنایا ہو۔ ایسی کتاب کی روایات کم از کم اس کے مؤلف کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ خود ہی کسی حدیث کی علت بیان کر دے تو اس سے اس کتاب کے صحیح ہونے پر حرف نہیں آتا۔

● صِحَاحِ سِنَّة: حدیث کی چھ کتب صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔ انھیں ”أصولِ سِنَّة“ یا ”کُتُبِ سِنَّة“ بھی کہا جاتا ہے۔ پہلی دو کتابیں ”صحیحین“ کہلاتی ہیں اور یہ صرف اپنے مؤلفین کے نزدیک ہی صحیح نہیں بلکہ پوری امت کے نزدیک صحت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ ان پر اعتراض برائے اعتراض کرنے والا شخص، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول اجماع امت کا مخالف اور بدعتی ہے جبکہ آخری چار کتابوں کو سنن اربعہ کہتے ہیں۔ گوان میں ضعیف احادیث موجود ہیں، تاہم صحیح حدیثوں کی کثرت کی وجہ سے اکثر علماء انھیں ”صحاح ستہ“ میں شمار کرتے ہیں۔

● جَمَاع: جس کتاب میں اسلام سے متعلق تمام موضوعات، مثلاً: عقائد، احکام، تفسیر اور جنت، دوزخ وغیرہ سے تعلق رکھنے والی احادیث روایت کی گئی ہوں، مثلاً: صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ۔

● سُنُن: جس کتاب میں صرف عملی احکام سے متعلق احادیث فقہی، تہویب و ترتیب پر جمع کی گئی ہوں، مثلاً: سنن ابی داؤد۔

● مُسْنَد: جس کتاب میں ایک صحابی یا متعدد صحابہ کی روایات کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو، مثلاً: مسند احمد، مسند حمیدی۔

● مُسْتَخْرَج: جس کتاب میں مصنف کسی دوسری کتاب کی حدیثوں کو اپنی سندوں سے روایت کرے، مثلاً: مستخرج إسماعیلی علی صحیح البخاری۔

سنن النسائي \_\_\_\_\_ کتب احادیث کی اقسام

- مُسْتَدْرَك: جس کتاب میں مصنف ایسی روایات جمع کرے جو کسی دوسرے مصنف کی شرائط کے مطابق ہوں لیکن اس کی کتاب میں نہ ہوں، مثلاً: مستدرک حاکم۔
- مُعْجَم: جس کتاب میں مصنف ایک خاص ترتیب کے ساتھ اپنے ہر استاد کی روایات کو الگ الگ جمع کرے، مثلاً: معجم طبرانی۔
- اَرْبَعِيْنَ: جس کتاب میں کسی ایک یا مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کی گئی ہوں، مثلاً: اربعین نووی، اربعین بخاری وغیرہ۔
- جُزْء: وہ کتاب جس میں صرف ایک راوی یا ایک موضوع کی روایات جمع کی گئی ہوں، جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ”جُزْءُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ“ اور ”جُزْءُ الْقِرَاءَةِ حَلْفَ الْإِمَامِ“ یا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی ”كِتَابُ الْقِرَاءَةِ حَلْفَ الْإِمَامِ“ وغیرہ۔



## کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

① پہلا طبقہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور موطاً امام مالک پر مشتمل ہے۔ موطاً امام مالک زمانہ تالیف کے لحاظ سے صحیحین سے متقدم لیکن مرتبہ و مقام کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم خیال علماء کی رائے کے مطابق اس کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ دوسرے محدثین کے نزدیک اس کی منقطع یا مرسل روایات (مختلف کتابوں میں) دیگر سندوں سے متصل ہیں (لیکن صرف اتصال سند صحت حدیث کے لیے کافی نہیں ہوتا)۔

② دوسرا طبقہ سنن اربعہ پر مشتمل ہے۔ بعض کے نزدیک مسند احمد اور سنن دارمی بھی غالباً اسی طبقے میں شامل ہیں۔ ان کے مؤلفین علم حدیث میں تبحر تھے، ثقاہت و عدالت اور ضبط حدیث میں معروف تھے۔ انھوں نے جن مقاصد اور شرائط کو مد نظر رکھا، ان کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ ان کی کتابوں کو ہر دور کے محدثین اور دیگر اہل علم میں بے پناہ پذیرائی ملی۔

③ وہ مسانید، جوامع اور مصنفات جو صحاح ستہ سے پہلے یا ان کے زمانے میں یا ان کے بعد لکھی گئیں۔ ان کے مؤلفین کی غرض محض احادیث کو جمع کرنا تھا، یہی وجہ ہے کہ ان میں ہر قسم کی احادیث پائی جاتی ہیں۔ محدثین میں گو یہ کتابیں اجنبی نہیں، تاہم زیادہ معروف و مقبول بھی نہیں، چنانچہ جو احادیث پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں موجود نہیں بلکہ صرف اسی طبقے کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں، فقہاء نے ان کا زیادہ استعمال نہیں کیا اور محدثین نے بھی ان کی صحت و سقم، قبول و رد اور تشریح و توضیح کا زیادہ اہتمام نہیں کیا، مثلاً: مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند طبرانی، بیہقی، طحاوی اور طبرانی وغیرہ۔

④ وہ کتابیں جن کے مؤلفین نے زمانہ دراز کے بعد ان احادیث کو جمع کیا جو پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں نہیں تھیں بلکہ ایسے مجموعوں میں پائی جاتی تھیں جن کی (علمی دنیا میں) کوئی وقعت نہ تھی۔ یہ احادیث عموماً

سنن النسائي \_\_\_\_\_ کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

واعظین کے استدلالات، حکماء کے اقوال رزیز اور اسرائیلی روایات پر مشتمل ہیں جنہیں ضعیف راویوں نے سہواً یا عمدتاً احادیث نبویہ سے خلط ملط کر دیا یا کتاب و سنت کے بعض احتمالات ہیں جنہیں بعض جاہل صوفیاء نے بالمعنی روایت کر دیا اور انہیں مرفوع احادیث سمجھ لیا گیا یا چند احادیث سے جملے منتخب کر کے ایک نئی حدیث بنا دی گئی وغیرہ مثلاً: ابن حبان کی ”کتاب الضعفاء“ ابن عدی کی ”الکامل“ حطیب بغدادی، ابو نعیم اصبہانی، ابن عساکر، جورقانی، ابن نجار اور ذیلی کی کتب۔ اسی طرح ”مسند خوارزمی“ ابن جوزی اور ملا علی قاری کی ”الموضوعات“ وغیرہ بھی اسی طبقے میں شامل ہیں۔

⑤ اس طبقے کی کتابوں میں وہ احادیث شامل ہیں جو فقہاء، صوفیاء، مؤرخین اور مختلف فنون کے ماہرین کی زبانوں پر مشہور تھیں، نیز وہ احادیث بھی شامل ہیں جو بے دین زبان دانوں نے کلام بلیغ سے وضع کیں اور ان کے لیے سندیں بھی گھڑ لیں۔

⊗ پہلے اور دوسرے طبقے کی کتابوں پر محدثین کا کامل اعتماد ہے۔ انہیں ہمیشہ ان کتابوں سے وابستگی رہی ہے۔

⊗ تیسرے طبقے کی احادیث سے استدلال کرنا ان ماہرین حدیث کا کام ہے جو راویوں کے حالات اور حدیث کی مخفی علتوں کے جاننے والے ہوں۔ عموماً ایسی احادیث خود دلیل نہیں بن سکتیں؛ البتہ کسی مقبول حدیث کی تائید میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

⊗ پہلے دو طبقوں کی احادیث کی تقویت میں چوتھے طبقے کی احادیث کو جمع کرنا اور ان سے استدلال کرنا علمائے متاخرین کا محض تکلف ہے۔ اہل بدعت اسی قسم کی احادیث سے اپنے اپنے مذاہب کی تائید میں شواہد مہیا کرتے ہیں۔ لیکن محدثین کے نزدیک اس طبقے کی احادیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ (مُلَخَّصٌ از حُجَّةِ اللَّهِ الْبَالِغَةِ)

⊗ مصادر اور مراجع کا مفہوم:

⊗ مَصَادِر: وہ کتب جن میں مصنفین نے احادیث کو اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہو۔ مذکورہ بالا طبقات میں جو درجہ بندی کی گئی ہے ان میں عموماً مصادر ہی مراد ہیں۔

⊗ مَرَاجِع: وہ کتب جن میں احادیث کو مختلف مصادر سے منتخب کر کے جمع کیا گیا ہو۔ ان کی تین اقسام ہیں:

(۱) وہ مراجع جن میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا گیا ہے، مثلاً: ”الَّلُّوُّوُ وَالْمَرَّجَانِ فِيمَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الشَّيْخَانِ“ اور ”عُمْدَةُ الْأَحْكَامِ“ وغیرہ۔

سنن النسائي \_\_\_\_\_ کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

(ب) وہ مراجع جن میں عموماً مستند مصادر سے احادیث منتخب کی گئی ہیں لیکن ان میں ضعیف احادیث بھی موجود ہیں جیسے ”مَشْكُوهُ الْمَصَابِيحِ، رِيَاضُ الصَّالِحِينَ، التَّرْغِيبُ وَالتَّرْهِيْبُ، بُلُوْغُ الْمَرَامِ“ وغیرہ۔

(ج) وہ مراجع جن میں کسی معیار اور تحقیق کے بغیر بہت سے مستند اور غیر مستند مصادر سے احادیث لے کر جمع کر دی گئی ہوں، مثلاً: ”كَنْزُ الْعَمَالِ“ وغیرہ۔

نوٹ: دوسری اور تیسری قسم کے مراجع میں مذکور کسی حدیث سے تحقیق کے بغیر استدلال کرنا درست نہیں۔

\* دو مقبول احادیث کے ظاہری تعارض کو دور کرنے کی مختلف صورتیں

① سب سے پہلے ان کا کوئی ایسا مشترک مفہوم مراد لیا جائے گا جس سے ہر حدیث پر عمل کرنا ممکن ہو جائے اور اس سلسلے میں اس مفہوم کو ترجیح دی جائے گی جو کسی تیسری حدیث میں بیان ہوا ہو یا فقہائے محدثین نے اسے بیان کیا ہو۔

② اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر یہ تحقیق کی جائے گی کہ آیا ان میں سے کوئی حدیث منسوخ تو نہیں۔ اس صورت میں منسوخ کو چھوڑ کر ناخ پر عمل کیا جائے گا۔

③ اگر ناخ کا ثبوت نہ ملے تو پھر ایک حدیث کو کسی مسلک کا لحاظ کیے بغیر محض وجوہ ترجیح (فنی خوبیوں) کی بنا پر ترجیح دی جائے گی اور دوسری حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا، مثلاً: کوئی حدیث صحت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو یا اعلیٰ طبقے کی کسی کتاب میں مروی ہو تو کمتر درجے یا طبقے کی حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا..... وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: اگر مقبول اور مردود حدیثوں کا تعارض آئے گا تو وہاں مردود حدیث کو رد کر کے صرف مقبول حدیث پر عمل کیا جائے گا۔





## طہارت کی لغوی و اصطلاحی تعریف، اقسام اور اہمیت و فضیلت

\* لغوی تعریف: لفظ الطہارة باب تفعیل سے اسم مصدر ہے جیسے طَهَّرَ يُطَهِّرُ تَطْهِيراً وَطَهَارَةً بَرُوزَن كَلَّمٌ يُكَلِّمُ تَكَلِّمًا وَكَلَامًا۔ معنی ہیں: میل کچیل، گندگی اور نجاست سے پاکیزگی اور صفائی حاصل کرنا۔ (سبل السلام)

\* اصطلاحی تعریف: حدث اصغر (بے وضو ہونے) اور حدث اکبر (جنابت، احتلام، حیض اور نفاس) کی صورت میں مسنون طریقے سے پانی سے وضو اور غسل کرنے یا پانی کی عدم موجودگی یا اس کے استعمال پر عدم قدرت کی صورت میں پاک مٹی کے ساتھ تیمم کرنے کو طہارت کہتے ہیں۔

\* طہارت کی اقسام: طہارت کی دو قسمیں ہیں: ① طہارت حقیقی: حدث اصغر اور حدث اکبر کی صورت میں پانی کے ساتھ وضو اور غسل کرنا، طہارت حقیقی ہے۔ ② طہارت حکمی: حدث اصغر اور حدث اکبر کی حالت میں پانی کی عدم موجودگی یا اس کے استعمال پر عدم قدرت کی صورت میں پاک مٹی کے ساتھ تیمم کرنا، طہارت حکمی ہے۔

\* طہارت و نظافت کی اہمیت و فضیلت اور ضرورت: اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں انسانی فطرت، سلیمہ کے ہر تقاضے اور ضرورت کا مکمل حل موجود ہے۔ انسان کے طبعی تقاضوں کو

۱- کتاب الطہارۃ ..... طہارت کی لغوی واصطلاحی تعریف، اقسام اور اہمیت و فضیلت

نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ اس کی طبی ضرورتوں کو مکمل طور پر پورا کیا گیا ہے، پھر انسان کو انھی اعمال کا مکلف ٹھہرایا گیا ہے جن کو وہ باسانی بھاسکے کیونکہ اصل حکیم و مدبر تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات ہے۔ شرعی احکام میں قدرت الہی اور اسی کی تدبیر و حکمت کا فرما ہے، اس لیے بغیر کسی افراط و تفریط کے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسلام میں وہ رہنما اصول مقرر فرمائے جن میں اخروی سرخروئی کے ساتھ دنیوی فوائد بھی پنہاں ہیں۔ ان میں سے ایک اہم ضابطہ طہارت و صفائی کا اہتمام بھی ہے کیونکہ پاکیزگی اور اس کا حصول عین انسانی فطرت ہے، اسی لیے احادیث میں کہیں [عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ] ”دس چیزیں فطری امور میں سے ہیں۔“ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۶۱) اور کہیں [خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ] ”پانچ چیزیں فطری امور میں سے ہیں۔“ (صحیح البخاری، اللباس، حدیث: ۵۸۸۹، صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۵۷) وغیرہ کی تعلیم دے کر بدن کو پاک رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ذات باری تعالیٰ خود تو جمیل ہو لیکن جمال کو پسند نہ کرے کیونکہ عابد کو معبود کے سامنے دن رات کی مختلف گھڑیوں میں اپنی جبینِ نیاز جھکانے کا حکم ہے اور نجاست اور پلیدی کی صورت میں عابد اور معبود کا آپس میں تعلق کیسے جڑ سکتا ہے؟ حدیث میں آتا ہے: [إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ] ”اللہ تعالیٰ انتہائی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔“ (صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: ۹۱) قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ ”اللہ تعالیٰ خوب توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“ (البقرہ ۲: ۲۲۲)

عہد نبوت میں پانی کی کمی تھی، لوگ بول و براز سے فراغت کے بعد ڈھیلے استعمال کرتے تھے، لیکن اہل قبا اس وقت کے باوجود پانی ہی سے حصول طہارت کی کوشش کرتے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسی خصلت اور کمال حصول طہارت کی بنا پر قرآن مجید میں ان کی تعریف فرمائی ہے: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ﴾ ”اس میں ایسے آدمی ہیں جو خوب طہارت حاصل کرنا پسند کرتے ہیں اور اللہ اچھی طرح پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“ (التوبة ۹: ۱۰۸) صفائی اور طہارت کا حکم دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَيَبَاكَ فَطَهَّرْ وَالرَّجَزَ فَاهْجُرْ﴾ ”اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے اور گندگی سے دور رہیے۔“ (المدثر ۴۳: ۵۴)

۱- کتاب الطہارۃ ..... طہارت کی لغوی واصطلاحی تعریف، اقسام اور اہمیت و فضیلت

اسی لیے اسلام کے اہم رکن نماز کے لیے طہارت کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے طہارت کی ترغیب کے ساتھ ساتھ خود بھی عملاً امت کے سامنے اس کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہر نماز کے وقت مسواک کرتے اور اس کا شوق دلاتے، گھر آتے وقت، نیز صبح کو بیدار ہونے کے بعد مسواک کا اہتمام کرتے، آپ نے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور منہ کی صفائی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ وضو ٹوٹنے کے بعد اسی لمحے دوبارہ وضو کرنے والے کو مومن قرار دیا، فرمایا: [لَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ] ”مومن ہی وضو کی حفاظت (اور اس پر ہمیشگی) کرتا ہے۔“ (سنن ابن ماجہ، الطہارۃ و سننھا، حدیث: ۲۷۷) و صحیح الترغیب و التہذیب ۱/۱۹۸)

مونچھیں کترانے، ڈاڑھی بڑھانے، مسواک کرنے، وضو کرتے وقت ناک میں پانی چڑھانے، کلی کرنے، مٹنے کرانے، ناخن تراشنے، زیر ناف بال مونڈنے، بغلوں کی صفائی کرنے، استنجا کرنے اور بدن کی مختلف ہڈیوں کے جوڑ دھونے کو اسلام نے امور فطرت میں شمار کیا ہے۔ گویا ان کی صفائی کا اہتمام انسانی طبع کا تقاضا ہے اور ان میں سستی کا مظاہرہ گندگی کی پیداوار میں اضافے کا باعث ہے، اس لیے مونچھیں، ناخن، بغلوں اور زیر ناف بالوں کو چھوڑنے کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن قرار دی۔

زہیر بن ابو علقمہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی میلے کپیلے کپڑے پہن کر پراگندہ حالت میں آیا تو آپ نے پوچھا: ”تیرے پاس مال ہے؟“ اس نے جواب دیا: جی ہاں، ہر قسم کا مال موجود ہے، تب آپ نے فرمایا: ”تو پھر اس کے اثرات بھی تم پر نظر آنے چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے پر اس کی نعمتوں کے اچھے اثرات نظر آئیں۔“ (مجمع الزوائد: ۱۳۲/۵) رقم: ۸۵۸۳ و سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ۳/۳۱۱) لہذا پراگندہ حالت میں رہنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور نہ یہ کسی ولایت اور اللہ کے ہاں کسی تقرب کی دلیل ہے جیسا کہ آج کل بہت سے نام نہاد صوفی جو ولایت اور تقرب کا جھانسا دے کر رنگ دھڑنگ اور گندگی میں لت پت ”طریقیت“ پر عمل پیرا ہیں۔ یہ سراسر اسلام کے نظام طہارت کے خلاف ہے۔ اسی طرح جوتے کی صفائی کا حکم ہے جبکہ ضرورت کے پیش نظر اس میں نماز پڑھنے کا ارادہ ہو۔ غرضیکہ تمام امور میں صفائی اور طہارت کو لازمی قرار دیا گیا ہے، مثال کے طور پر چند اہم امور درج ذیل ہیں:

۱- کتاب الطہارۃ ..... طہارت کی لغوی واصطلاحی تعریف، اقسام اور اہمیت و فضیلت

- ① غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔
- ② ضرورت کے پیش نظر اگر کسی برتن میں پیشاب کیا ہے تو اسے جلد بہا دیا جائے، زیادہ دیر رکھنے سے گندگی اور تعفن پھیلے گا جس سے رحمت کے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوں گے۔
- ③ برتنوں کی صفائی کا اہتمام جیسے اگر برتن کتا چاٹ جائے تو سات دفعہ دھونے کا حکم برتنوں کو ڈھانک کر رکھنے کا حکم۔
- ④ سایہ دار درخت کے نیچے پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کوئی اس کی چھاؤں میں بیٹھنا چاہے۔
- ⑤ آباد راستے میں بول و براز کرنا منع ہے۔ اس سے آنے جانے والوں کو اذیت ہوگی اور یہ باعث لعنت ہے۔
- ⑥ پانی کے حوض، گھاٹ، کنوئیں اور عام کھڑے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے۔
- ⑦ پیشاب کے چھینٹوں سے بچاؤ کا اہتمام، وگرنہ اس پر سخت عذاب ہوگا۔
- ⑧ بیٹھ کر اور نرم جگہ پر پیشاب کیا جائے تاکہ کپڑے آلودگی سے محفوظ رہیں۔
- ⑨ جنبی کا غسل کرنے میں حد سے زیادہ سستی کرنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (صحیح الترغیب والترہیب: ۱/۱۸۳)
- ⑩ طہارت و صفائی کے اہتمام کی خاطر غسل جنابت کا اسلام کے دیگر ارکان کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے: [وَتَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ] ”اور تو جنابت سے غسل کرے۔“ (صحیح الترغیب والترہیب: ۱/۱۸۵)
- ⑪ وضو سے جہاں ناک، منہ، گلے، آنکھوں اور کان وغیرہ کی صفائی ہوتی ہے وہاں اس کے کثیر فضائل بھی بیان کیے گئے تاکہ مزید نفاذ کا اہتمام ہو۔
- ⑫ طہارت اور وضو کے اہتمام کو دخول جنت اور رفع درجات کا باعث بنایا جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے واقعے سے معلوم ہوتا ہے۔ (صحیح الترغیب والترہیب: ۱/۱۹۹)
- ⑬ طہارت و پاکیزگی کا اہتمام اور پھر اس کے لیے دعا گورہنا مسنون ہے جیسا کہ [وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ] ”اور مجھے بہت زیادہ پاک رہنے والوں میں سے بنا دے۔“ سے ثابت ہوتا ہے۔ (جامع الترمذی، الطہارۃ، حدیث: ۵۵)

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ طہارت کی لغوی واصطلاحی تعریف اقسام اور اہمیت و فضیلت

۱۴) احتلام جنابت اور حیض و نفاس کے بعد غسل کا حکم اور خروج مذی، ودی اور رطوبت کے بعد وضو کا حکم، عظمت طہارت کی واضح دلیل ہے۔

۱۵) بچے اور بچی کے پیشاب کی وجہ سے طہارت کا حکم، اگرچہ بچی کے پیشاب کی وجہ سے کپڑے کو دھونے کا حکم ہے اور بچے کے پیشاب کی صورت میں چلو بھر پانی سے چھینٹے مار لینا ہی کافی ہے، لیکن حصول طہارت بہر حال لازمی ہے۔

۱۶) زمین کی پاکیزگی کا حکم جیسا کہ اعرابی کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہانے کا حکم ہے۔

۱۷) یہاں تک کہ مردہ حلال جانور کی کچی کھال کی طہارت کے لیے دباغت (چمڑا رنگنے) کو لازم قرار دیا۔

۱۸) گوبر اور ہڈی وغیرہ سے استنجا اور طہارت حاصل کرنا منع ہے۔

الحاصل: دین فطرت اسلام دیگر تمام ادیان و مذاہب پر ان امور میں فائق ہے۔ یہودیت، عیسائیت، مجوسیت، ہندومت، بدھ مت اور سکھ مذہب میں طہارت و نظافت کا یہ اہتمام بالکل مفقود ہے۔ ان مذاہب کے حامل، حیوانوں کی سی زندگی گزارتے ہیں بلکہ بعض امور میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اسلام کی یہ وہ امتیازی خوبی ہے جس پر مشرکین کو تعجب ہوا اور انھوں نے طنزاً حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا نبی تمہیں فضائے حاجت کے آداب تک سکھاتا ہے۔ انھوں نے بغیر کسی ہچکچاہٹ اور شرمندگی کے مدبرانہ انداز میں تحمل سے جواب دیا: ہاں، آپ نے ہمیں دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے اور پیشاب پاخانے کے وقت قبلہ رخ ہونے سے منع فرمایا ہے اور یہ کہ ہم میں سے کوئی تین ڈھیلوں سے کم میں استنجانہ کرے اور گوبر یا ہڈی سے بھی استنجانہ کرے۔ (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۶۲)

یہ اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ اس نے طہارت و پاکیزگی کو نصف ایمان یا ایمان کا ایک حصہ قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: [الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ] ”صفائی نصف ایمان ہے۔“ (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۳۳) بہر حال صفائی کا اہتمام ایمان ہے اور ایمان ہی دخول جنت کا باعث ہے۔

سنن نسائی کا اندازِ تالیف فقہی کتب جیسا ہے جن میں صرف اعمال شرعیہ کا بیان ہوتا ہے۔ اعمال کی دو قسمیں ہیں: عبادات اور معاملات۔ چونکہ عبادات حقوق اللہ ہیں، اس لیے ان کا درجہ مقدم ہے۔ عبادات میں سب سے اہم عبادت نماز ہے جو ہر عاقل بالغ مسلمان پر آغازِ شعور سے دم واپس تک

۱- کتاب الطهارة ..... طہارت کی لغوی واصطلاحی تعریف اقسام اور اہمیت و فضیلت

فرض ہے نیز یہ تمام عبادات کی جامع ہے اس لیے عبادات میں اسے مقدم کیا جاتا ہے۔ نماز کی شروط میں سے طہارت سب سے اہم ہے لہذا اس کا تذکرہ سب سے پہلے ہوتا ہے۔ طہارت سے مراد یہ ہے کہ نمازی کا جسم لباس اور مکان نجاست سے پاک ہوں۔  
ضروری ہے کہ جسم ظاہری اور معنوی نجاست سے پاک ہو۔ معنوی نجاست سے مراد بے وضو ہونا اور جنبی ہونا ہے۔ آئندہ احادیث میں دونوں قسم کی نجاست سے طہارت کا ذکر ہے۔ معنوی نجاست سے طہارت کا ذکر پہلے کیا گیا ہے کیونکہ اس کا نماز سے خصوصی تعلق ہے۔



قَالَ الشَّيْخُ، الْإِمَامُ، الْعَالِمُ، الرَّبَّانِيُّ، الرَّحْلَةُ،  
الْحَافِظُ، الْحُجَّةُ الصَّمَدَانِيُّ، أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَحْمَدُ بْنُ  
شُعَيْبِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ بَحْرِ النَّسَائِيِّ، رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى:

امام نسائی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید شیخ ابوبکر ابن سنی فرماتے ہیں: شیخ الاسلام امام ابو عبد الرحمن احمد بن  
شعیب بن علی بن بحر نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا جو کہ علم حدیث میں لوگوں کے مقتدا تھے۔ باعمل عالم اور  
اللہ والے تھے۔ لوگ دور دور سے ان کی خدمت میں طلب علم کی خاطر حاضر ہوتے تھے۔ وہ  
حدیث کے حافظ اور علم حدیث میں حجت تھے۔

☀️ وضاحت: الشیخ یہ لفظ عربی زبان میں استاذ کے لیے بولا جاتا ہے، نیز اپنے فن میں کامل عالم کو  
بھی احتراماً ”شیخ“ کہا جاتا ہے۔ اگرچہ لغوی طور پر ”بوڑھے“ کو کہا جاتا ہے مگر یہاں یہ معنی مراد نہیں۔  
الحافظ اور الحجة: اصول حدیث میں ”حافظ“ اس کو کہا جاتا ہے جسے ایک لاکھ احادیث حفظ  
ہوں۔ اور ”حجت“ وہ ہوتا ہے جسے تین لاکھ احادیث زبانی یاد ہوں۔ اور ”حاکم“ وہ ہوتا ہے جسے سب  
احادیث متن و اسناد سمیت حفظ ہوں۔ یاد رہے کہ محدثین کے نزدیک ”حفظ حدیث“ سے مراد یہی ہے  
ہے کہ حدیث کو سند اور متن سمیت یاد کیا جائے، نیز حدیث کی صحت و سقم کا بھی علم ہو، غرض حدیث سے  
متعلق پوری معلومات ہوں۔ النسائی: یہ امام صاحب کے پیدائشی شہر کی طرف نسبت ہے یہ علاقہ  
خراسان (ترکمانستان) میں مرو کے قریب ایک شہر ہے۔ اس شہر کا نام نَسَاءُ یا نَسَاء ہے اس کی نسبت  
سے امام صاحب کو نسائی یا نسوی کہا جاتا ہے۔ الربانی، الصمدانی: یہ دونوں لفظ ہم معنی  
ہیں۔ ”ربانی“ رب کی طرف اور ”صمدانی“ صمد کی طرف منسوب ہے۔ ”رب“ اور ”صمد“ اللہ تعالیٰ کے  
صفاقی نام ہیں۔ گویا ان دونوں کا معنی ہوا ”اللہ والا“۔ اسی لیے ترجمے میں ایک کا ترجمہ کافی سمجھا گیا  
ہے۔ دونوں میں نسبت کے وقت ”ان“ کا اضافہ کر دیا گیا ہے تاکہ معنی میں مبالغہ ہو۔


## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱) كِتَابُ الطَّهَارَةِ (التحفة ۱)

### طہارت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾ [المائدة: ۶]  
 باب: ۱- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ۔“ کی تفسیر (التحفة ۱)

۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسُ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيَّنَ بَاتَتْ يَدُهُ» .  
 ۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ وضو کے پانی میں نہ ڈالے حتیٰ کہ اسے تین دفعہ دھو لے کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔ (رات بھر کہاں کہاں لگتا رہا ہے۔“

 فوائد و مسائل: ① مذکورہ حدیث سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ وضو کرنے کے لیے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے انھیں تین دفعہ دھولینا چاہیے اس کے بعد وضو کا آغاز کرنا چاہیے۔ ② اس سے یہ مسئلہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ وضو کا پانی نجس نہ ہو جیسا کہ دیگر احادیث میں اس کی صراحت آئی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۱۸۱، ۱۸۵) و صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۳۵) ③ اس حدیث میں رات کی نیند سے اٹھنے کے بعد ہاتھ دھونے کا ذکر ہے، مگر یہ علت عام ہے اور یہی صورت دن کی نیند میں بھی پیش آ سکتی ہے، اس لیے عموم علت کی وجہ سے ہر نیند کے بعد ہاتھ دھونا ضروری ہیں۔ ④ وضو کا مقصد صرف شرعی طہارت ہی نہیں بلکہ جسمانی صفائی بھی ہے۔ ⑤ نظر نہ آنے والی نجاست، مثلاً: پیشاب خشک ہو جائے یا مشکوک چیز لگ

۱- أخرجه مسلم، الطهارة، باب كراهة غمس المتوضيء وغيره يده المشكوك في نجاستها... الخ، ح: ۲۷۸ من حدیث سفیان بن عیینة به، وهو فی السنن الکبریٰ للنسائی، ح: ۱.




۱- کتاب الطہارۃ ..... مسواک سے متعلق احکام و مسائل

جائے تو انہیں تین دفعہ دھونا بہتر ہے اس طرح وہ پاک ہو جائے گی البتہ اگر نجاست نظر آرہی ہو یا محسوس ہو رہی ہو تو اس کا زائل کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ السَّوَاكِ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ۲)  
باب: ۲- جب رات کو نیند سے اٹھے تو مسواک کرے

۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقَتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشْوِصُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ .

۲- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ رات کو نیند سے اٹھے تو اپنے دہن مبارک کو مسواک کے ذریعے سے صاف فرماتے۔

 فوائد و مسائل: ① نیند سے بیداری کے بعد مسواک کرنا مستحب ہے، مگر یہ وضو کا حصہ نہیں کیونکہ نبی ﷺ کے ہر وضو میں مسواک کا ذکر نہیں، اگرچہ آپ نے ہر وضو کے ساتھ مسواک کی تاکید فرمائی ہے۔ ② مسواک اسم آلہ ہے یعنی جس چیز سے بھی منہ کی صفائی ممکن ہو خواہ وہ درخت کی لکڑی ہو یا بالوں والا برش یا کوئی مخلول وغیرہ۔ لیکن افضل یہ ہے کہ مسواک پیلو کے درخت کی ہو کیونکہ اس میں سنت پر عمل کے ساتھ ساتھ طبی فوائد کا حصول بھی ہے۔ واللہ اعلم۔ ③ يَشْوِصُ کے معنی دانتوں کو ملنے اور صاف کرنے کے ہیں۔ امام خطابی رضی اللہ عنہما اس ملنے کی کیفیت کی بابت لکھتے ہیں کہ دانتوں کو مسواک کے ساتھ عرض کے بل صاف کرنا شوص کہلاتا ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مسواک کے ساتھ دانتوں کو اوپر سے نیچے کی جانب صاف کرنا شوص ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقيلي شرح سنن النسائي للعلامة علي بن آدم إتيوبي: ۱/۲۲۶)

(المعجم ۳) - بَابُ: كَيْفَ يَسْتَاكُ (التحفة ۳)  
باب: ۳- مسواک کیسے کرے؟

۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ قَالَ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس گیا تو آپ دانت صاف فرما رہے تھے اور مسواک کا سرا آپ کی زبان مبارک پر تھا

۲- أخرجه البخاري، الوضوء، باب السواك، ح: ۲۴۵، وغيره، ومسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ۲۵۵ من حديث جرير بن عبد الحميد عن منصور بن المعتمر به، وهو في الكبرى، ح: ۲.

۳- أخرجه البخاري، الوضوء، باب السواك، ح: ۲۴۴، ومسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ۲۵۴ من حديث حماد به، وهو في الكبرى، ح: ۳.

۱- کتاب الطهارة \_\_\_\_\_ مسواک سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَسْتَاكُ وَيَطْرَفُ السَّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «عَاَعًا».

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مسواک کا مقصد منہ کی صفائی ہے لہذا مسواک اس انداز سے کی جائے کہ نہ صرف دانتوں کی صفائی ہو بلکہ زبان اور حلق بھی ہر قسم کی آلودگی سے صاف ہو جائیں۔ ② مسواک کرتے وقت اگرچہ چہرہ متغیر ہونے کا امکان ہوتا ہے، مگر اس کی پروا نہیں کرنی چاہیے اور نہ اسے خلاف مروت اور اپنی شخصیت کے خلاف ہی سمجھنا چاہیے بلکہ بلا جھجک ہر کسی کے سامنے مسواک کی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۴) - بَابٌ: هَلْ يَسْتَاكُ الْإِمَامُ  
بِحَضْرَةِ رَعِيَّتِهِ (التحفة ۴)

باب: ۴- کیا حاکم اپنے ماتحتوں کے  
سامنے مسواک کر سکتا ہے؟

۴- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا جب کہ میرے ساتھ دو اشعری اور بھی تھے۔ ایک میرے دائیں تھا اور دوسرا میرے بائیں۔ اور اللہ کے رسول ﷺ مسواک فرما رہے تھے۔ ان دونوں نے آپ سے کوئی عہدہ مانگا۔ میں نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا! انھوں نے مجھے اپنے دلی ارادے سے مطلع نہیں کیا اور نہ مجھے اندازہ ہی تھا کہ یہ کوئی عہدہ مانگیں گے۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی مسواک آپ کے ہونٹ مبارک کے نیچے ہے اور ہونٹ سکڑا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تحقیق ہم سرکاری منصب پر کسی ایسے شخص کا تعاون حاصل نہیں کرتے (یا ہرگز نہیں کریں گے) جو اس کا طلب گار

۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ ابْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمِيدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعِيَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَاكُ فِكِلَاهُمَا يَسْأَلُ الْعَمَلَ، قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ نَبِيًّا بِالْحَقِّ مَا أَطَّلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنْهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفْتَيْهِ فَلَصَّتْ فَقَالَ: «إِنَّا لَا أَوْ، لَنْ نَسْتَعِينَ عَلَى الْعَمَلِ مِنْ أَرَادَهُ وَلَكِنْ أَذْهَبْ

۴- أخرجه البخاري، استنباه المؤتدين، باب حكم المرتد والمرتدة واستتابتهم، ح: ٦٩٢٣، ومسلم، الإمارة، باب النهي عن طلب الإمارة والحرص عليها، ح: ١٧٣٣، قبل، ح: ١٨٢٥ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٨.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ مسواک سے متعلق احکام و مسائل

أَنْتَ «فَبَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ أَرَدَفَهُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا .  
ہو، لیکن (اے ابوموسیٰ!) تو (عہدے پر) جا۔“ پھر آپ نے انھیں (ابوموسیٰ کو حاکم بنا کر) یمن بھیج دیا۔ پھر آپ نے ان کے پیچھے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو بھی بھیج دیا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① مسئلۃ الباب (امام کا اپنی رعایا یا کسی عظیم الشان شخصیت کا اپنے عقیدت مند افراد کے سامنے مسواک کرنا اس کی شان کے خلاف نہیں اور نہ یہ خلاف شرع ہے) کے علاوہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی عہدے کی طلب بذات خود جائز نہیں بلکہ اسے حاکم کی رائے پر چھوڑ دینا چاہیے، البتہ اگر حاکم خود کسی منصب یا عہدے کے لیے درخواستیں طلب کرے تو اپنے آپ کو پیش کرنا جائز ہے، جیسے جنگ خندق کے موقع پر آپ نے پوچھا: قریش کی خبر کون لائے گا؟ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ (صحیح البخاری، الجہاد والسیر، حدیث: ۲۸۳۶) گویا آج کل نوکریوں کے لیے درخواست دینے کا طریق کار درست ہے البتہ حصول اقتدار کی خاطر اپنے آپ کو پیش کرنا درست نہیں۔ واللہ أعلم۔ ② کسی عہدے کے طالب یا حریص کو عہدہ نہ دیا جائے کیونکہ اولاً تو حریص آدمی اپنے عہدے سے انصاف نہیں کر سکے گا بلکہ اسے شان و شوکت یا دولت کے حصول کا ذریعہ بنائے گا۔ ثانیاً: ایسے آدمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور توفیق نہیں ملے گی جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہے۔ (صحیح البخاری، الأیمان والندور، حدیث: ۶۶۲۳) و صحیح مسلم، الأیمان، حدیث: ۱۶۵۲) لیکن اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ کوئی دوسرا آدمی اس ذمے داری کو صحیح طرح نہیں بھاسکے گا تو وہ اس ذمے داری کو کما حقہ نبھانے کی خاطر اس کا مطالبہ کر سکتا ہے، جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا: ﴿اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْكُمْ﴾ (یوسف: ۵۵) ”مجھے اس زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے بے شک میں پوری حفاظت کرنے والا خوب جاننے والا ہوں۔“ اسی طرح حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی مجھے اپنی قوم کا امام بنا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”تم ان کے امام ہو اور ان کے ضعیف ترین کا خیال رکھنا۔“ (سنن أبی داود، الصلاة، حدیث: ۵۳۰۰) ③ مسواک دائیں بائیں کے علاوہ اوپر نیچے کے رخ پر بھی کی جائے تاکہ مسواک کے زبٹوں سے دانتوں کے درمیان پھنسی ہوئی آلودگی بھی نکل سکے، حدیث میں لفظ [قَلَصْتُ] اس پر دلالت کرتا ہے۔

(المعجم ۵) - التَّرْغِيبُ فِي السُّوَاكِ  
باب: ۵- مسواک کرنے کی ترغیب  
(التحفۃ ۵)

۵- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَمُحَمَّدُ ۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم

۵- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۲۴/۶. من حديث يزيد بن زريع به، وتابعه الدراوردي عند أبي يعلى: ۳۱۵/۸، ۴۴

۱- کتاب الطہارۃ..... مسواک سے متعلق احکام و مسائل

ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَتِيبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «السُّوَاكُ مَطَهْرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ».

نے فرمایا: ”مسواک منہ کی صفائی و پاکیزگی اور رب تعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مسواک سے منہ پاک و صاف ہو جاتا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ سے مناجات اور تلاوت کلام پاک کے مناسب حال ہو جاتا ہے اور فرشتے اس کے قریب آتے ہیں کیونکہ وہ بدبو اور ہر اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جس سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب انسان قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور قرآن سنتا ہے حتیٰ کہ قرآن سنتے سنتے اس کے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ اپنا منہ پڑھنے والے کے منہ پر رکھ دیتا ہے پھر پڑھنے والا جو آیت بھی پڑھتا ہے تو وہ فرشتے کے اندر چلی جاتی ہے اسی لیے فرمایا کہ قرآن پڑھتے وقت منہ کو صاف رکھو۔ (سلسلۃ الأحادیث الصحیحہ: ۳/۲۱۳، ۲۱۵، حدیث: ۱۲۱۳) ② مسواک ہر وقت استعمال کرنا مستحب ہے۔ ③ طبی نقطہ نظر سے یہ کھانا ہضم کرنے میں بہترین معاون ہے۔ ④ اس باب کا مقصد یہ ہے کہ مسواک فضیلت والی چیز ہے، مگر فرض نہیں اور نہ یہ وضو کا جز ہے۔ لیکن بیک وقت دینی و دنیوی فوائد کے حصول کا ذریعہ ضرور ہے۔

(المعجم ۶) - الْإِكْتَارُ فِي السُّوَاكِ

باب ۶- کثرت سے مسواک کرنے کی تاکید

(التحفة ۶)

۶- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَعِمْرَانُ ابْنُ مُوسَى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ [قَالَ]: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ الْحَبَّابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السُّوَاكِ».

۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق میں نے مسواک کے بارے میں تمہیں بہت تاکید کی ہے۔“

🌞 فائدہ: الشرح الكبير کی تخریج کرتے ہوئے علامہ ابن ملقم رحمہ اللہ مسواک سے متعلق آخری حدیث کے

۴۴ ح: ۹۱۶، وسندہ حسن، وهو في الكبرى، ح: ۴، وعلقه البخاري، الصوم، باب سواك الرطب واليابس للصائم قبل، ح: ۱۹۳، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن خزيمة، ح: ۱۳۵، وأحمد وغيرهما.

۶- أخرجه البخاري، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، ح: ۸۸۸ من حديث عبدالوارث بن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ۵.

## ۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ مسواک سے متعلق احکام و مسائل

بعد فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں مصنف نے سو سے زیادہ احادیث ذکر کی ہیں اور یہ بہت بڑی تعداد ہے۔ پھر کہتے ہیں: یہ تعجب کی بات ہے، ایک ہی سنت سے متعلق اس قدر احادیث منقول ہیں جبکہ بہت سے لوگ بلکہ اکثر فقہاء اس سنت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ دیکھیے: (البدر المنیر: ۲۲۳/۳) اگرچہ یہ تعداد صحیح و ضعیف ہر قسم کی احادیث سمیت بنتی ہے، لیکن ان سے اس عظیم سنت کی اہمیت بالکل واضح ہے۔

المعجم (۷) - الرَّخْصَةُ فِي السَّوَاكِ  
بَاب: ۷- روزے دار کو پچھلے پہر مسواک  
بِالْعِشِيِّ لِلصَّائِمِ (التحفة ۷)  
کرنے کی اجازت ہے

۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ،  
عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنْ  
أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي، لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ  
كُلِّ صَلَاةٍ»  
۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنی امت  
پر مشقت ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت  
مسواک کرنے کا حکم دیتا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ مسواک کرنا فرض ہے نہ جزو وضو البتہ یہ عمل مؤکد اور مستحب ہے۔ ② ”ہر نماز کے وقت“ کے عموم کے تحت پچھلے پہر کی نمازیں (ظہر و عصر) بھی آجاتی ہیں لہذا ہر نمازی مسواک کر سکتا ہے روزے دار ہو یا غیر روزے دار، جب کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے روزے دار کے لیے پچھلے پہر مسواک کرنے کو اچھا نہیں سمجھا کہ اس سے خلوف (منہ کی وہ بوجومعدہ خالی ہونے کی وجہ سے روزے دار کے منہ سے نکلتی ہے) زائل ہونے کا خطرہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ مسواک سے میل کچیل اور بدبو دور ہوتی ہے (جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے) نہ کہ خلوف کیونکہ اس کا تعلق تو معدے سے ہے۔ ③ بعض اہل علم کا قول ہے کہ ہر نماز کے وقت سے مراد وضو کے وقت مسواک کرنا ہے نہ کہ عین نماز کے لیے کھڑے ہوتے وقت کیونکہ اس صورت میں کلی کیے بغیر منہ کی آلودگی ختم نہ ہوگی۔ لیکن مذکورہ بالا توجیہ ظاہر نص کے خلاف ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص التزام سے مسواک کرتا ہے اس کا منہ آلودگی سے عموماً صاف ہی ہوتا ہے، لہذا اس مسئلے میں وارد احادیث کے الفاظ مختلف ہیں، بعض میں عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ اور بعض میں عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ اور کچھ کے الفاظ ہیں مَعَ الْوُضُوءِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ اس لیے ان روایات کے ظاہر کے پیش نظر اکثر علماء کا یہی موقف ہے کہ عین نماز کے وقت بھی مسواک کرنا مستحب ہے۔ اس طریقے سے نبی اکرم

۷- أخرجه البخاري، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، ح: ۸۸۷ من حديث مالك، ومسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ۲۵۲ من حديث أبي الزناد به، وهو في الموطأ: ۱/ ۶۶ دون قوله: "عند كل صلاة" وهو في الكبرى، ح: ۶.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ امور فطرت کا بیان

ﷺ سے منقول دونوں احادیث پر عمل ہو جاتا ہے جبکہ کراہت کا موقف ان کے ہاں بے دلیل ہے۔ واللہ اعلم۔  
تفصیل کے لیے دیکھیے: (التعلیقات السلفية، ۵۱/۱، طبعہ جدیدہ)

(المعجم ۸) - أَلَسَّوَاكُ فِي كُلِّ حِينٍ باب: ۸- مسواک ہر وقت کی جاسکتی ہے

(التحفة ۸)

۸- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَيْسَى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - عَنْ مِسْعَرِ بْنِ الْمِقْدَامِ - وَهُوَ ابْنُ شُرَيْحٍ - عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسَّوَاكِ.

۸- قاضی شریح سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے کون سا کام کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: مسواک کرتے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ باب پچھلے باب کا تسلسل بھی ہو سکتا ہے کہ آپ جب بھی گھر تشریف لاتے، مسواک کرتے۔ ظاہر ہے آپ اکثر روزہ دار ہوتے تھے لہذا روزہ دار ہر وقت مسواک کر سکتا ہے۔ ② ”ہر وقت میں“ عرفی استغراق (عموم) ہے نہ کہ حقیقی۔ ورنہ بہت سے اوقات عقلاً و شرعاً مستثنیٰ ہیں، مثلاً: نماز و قراءت کے درمیان کھانا کھاتے ہوئے باتیں کرتے ہوئے اور قضائے حاجت وغیرہ کے دوران میں وغیرہ۔ واللہ اعلم۔

امور فطرت کا بیان

ذِكْرُ الْفِطْرَةِ

باب: ۹- ختنہ کروانا

(المعجم ۹) - الْأَخْتِئَانُ (التحفة ۹)

۹- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهَبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْفِطْرَةُ حُمْسٌ: الْأَخْتِئَانُ، وَالْأَسْتِحْدَادُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمُ

۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ نے فرمایا: ”پانچ چیزیں فطری ہیں: ختنہ کرانا، زیر ناف کے بال موٹڈنا، مونچھیں کاٹنا، ناخن تراشنا اور بگلوں کے بال اکھیڑنا۔“

۸- أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ۲۵۳ من حديث مسعربه، وهو في الكبرى، ح: ۷.  
۹- أخرجه البخاري، اللباس، باب قص الشارب، ح: ۵۸۸۸-۵۸۹۰ من حديث ابن شهاب الزهري به وغيره، ومسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ۲۵۷/۵۰ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ۱۰، وانظر الحديث الآتي (۱۱).

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ امور فطرت کا بیان  
الْأَطْفَارِ، وَتَنْفُ الْإِبْطِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① ان امور کو فطرت قرار دینے سے مراد یہ ہے کہ انسان کی فطرت سلیمہ ان چیزوں کا تقاضا کرتی ہے۔ دین اسلام کو بھی اسی لیے فطرت کہا گیا ہے کہ وہ انسانی فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ ② ان امور کو فطرت قرار دینے کی یہ وجہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے ہر نبی اور رسول کو ان امور کا حکم دیا، گویا یہ احکام ایسے فطری اور جبلی ہیں کہ ان پر انسانوں کی پیدائش ہوئی۔ فطرت کے معنی پیدائش ہیں۔ ③ مختنے کو فطری امور میں اس لیے شامل کیا گیا ہے کہ ختنہ نہ کرانے کی صورت میں قلفہ (حشے پر زائد چوڑا) طہارت میں مانع بن سکتا ہے، پیشاب کے قطرے اس میں ایک سکتے ہیں اور جماع کے بعد حشفہ کی صفائی نہ ہو سکی۔ طہارت سے قطع نظر قلفہ جراثیم کی آماجگاہ بھی بن سکتا ہے، لہذا قلفہ کو کاٹ دینا عقلی اور فطری تقاضا ہے۔

(المعجم ۱۰) - تَقْلِيمُ الْأَطْفَارِ (التحفة ۱۰)

۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانچ چیزیں فطری ہیں: مونچھوں کو کاٹنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، ناخن تراشنا، زیر ناف کے بال صاف کرنا اور ختنہ کرانا۔“

۱۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَتَنْفُ الْإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَطْفَارِ، وَالِاسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ».

☀️ فوائد و مسائل: ① ناخن تراشنے کو فطری امور میں اس لیے داخل کیا گیا ہے کہ ناخن نجاست اور میل کچیل کو جمع رکھنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں جو طہارت سے مانع ہے، نیز دیکھنے میں بھی برے لگتے ہیں اور حیوانات کے ساتھ تشبیہ ہوتی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین شکل و صورت میں پیدا فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (النین: ۹۵) ”یقیناً ہم نے انسان کو بہترین شکل و صورت میں پیدا فرمایا ہے۔“ زیادہ بڑے ناخن کسی کو یا اپنے آپ کو زخمی کر سکتے ہیں، اس لیے فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے کہ زائد ناخن تراش دیے جائیں۔ ② انسانیت کے ابتدائی دور میں جب آلات ایجاد نہ ہوئے تھے

۱۰- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/۲۲۹ عن المعتمر بن سليمان، والترمذي، الأدب، باب ماجاء في تقليم الأظفار، ح: ۲۷۵۶ من حديث معمر بن راشد به، وهو متفق عليه من حديث الزهري، انظر الحديث السابق والآتي، والحديث في السنن الكبرى للنسائي رحمه الله، ح: ۱۱.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ امور فطرت کا بیان

ناخن ذبح وغیرہ کے کام آتے تھے۔ اب آلات کی موجودگی میں اس استعمال کی نہ صرف ضرورت باقی نہیں رہی بلکہ یہ قبیح اور ممنوع بھی ہے اسی لیے ناخن اور دانت کے ذبح کرنے کو شریعت اسلامیہ نے ناجائز قرار دیا ہے۔  
(صحیح البخاری، الشركة، حدیث: ۲۳۸۸، وصحیح مسلم، الأضاحی، حدیث: ۱۹۶۸)

(المعجم ۱۱) - نَتْفُ الْإِبْطِ (التحفة ۱۱) باب: ۱۱- بغلوں کے بال اکھیڑنا

۱۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَتَتْفُ الْإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَأَخْذُ الشَّارِبِ».

۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال مونڈنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، ناخن کاٹنا اور مونچھیں تراشنا۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① بغلوں کے بال گھٹیوں کی حفاظت کے لیے ہوتے ہیں۔ انھیں گرم رکھتے ہیں مگر چونکہ کام کاج کے دوران میں بازو ننگے ہو جاتے ہیں، بغلیں نظر آتی ہیں جس سے بغلوں کے بال قبیح محسوس ہوں گے، نیز ان میں میل کچیل بھی جمع ہو جاتا ہے۔ پسینہ زیادہ آتا ہے اور بال صفائی سے مانع ہوں گے، اس لیے انسانی فطرت تقاضا کرتی ہے کہ بغلوں کو بالوں سے صاف رکھا جائے۔ ② احادیث میں بغلوں کے بال مونڈنے کی بجائے اکھاڑنے کا ذکر ہے یہ اس لیے کہ مونڈنے سے بال زیادہ اور موٹے ہو جاتے ہیں جب کہ اکھاڑنے سے بال کم اور باریک ہو جاتے ہیں۔ ان میں نرمی رہتی ہے، چبھتے نہیں۔ پسینے اور بدبو میں کمی ہوتی ہے نیز بغل کے بال اکھاڑنے سے تکلیف بھی نہیں ہوتی، لہذا انھیں مونڈنے کی بجائے اکھیڑنا بہتر ہے، البتہ اگر کوئی شخص بال اکھیڑنے سے تکلیف محسوس کرے تو مونڈ بھی سکتا ہے کیونکہ اصل مقصد تو بالوں کی صفائی ہے۔

(المعجم ۱۲) - حَلْقُ الْعَانَةِ (التحفة ۱۲) باب: ۱۲- زیر ناف کے بال مونڈنا

۱۲- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ

۱۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ناخن تراشنا، مونچھیں کاٹنا اور

۱۱- أخرجه البخاري، اللباس، باب قص الشارب، ح: ۵۸۸۹، ومسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ۲۵۷ من حديث سفیان بن عیینة به، انظر الحديث المتقدم: ۹، وهو في الكبرى، ح: ۹.

۱۲- أخرجه البخاري، اللباس، باب تقليم الأظفار، ح: ۵۸۹۰ من حديث حنظلة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۲ مختصراً.





۱- کتاب الطہارۃ

امور فطرت کا بیان

میں ہے: [عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ] ”دس چیزیں فطرت سے ہیں۔“ (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۶۱) ان کا ذکر ان شاء اللہ اپنے مقام پر آئے گا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① موچھیں بلوغت کا نشان ہیں اس سے بچے اور بڑے میں تمیز ہوتی ہے مگر یہ منہ کے اوپر ہوتی ہیں زیادہ بڑی ہو جائیں تو کھانے پینے کی چیزوں کو لگیں گی۔ خود بھی آلودہ ہوں گی اور کھانے پینے کی چیزیں بھی گرد و غبار وغیرہ سمیت پیٹ میں جائیں گی لہذا بالائی ہونٹ سے نیچے موچھوں کو کاٹنا عقلی تقاضا ہے۔ شریعت اسلامیہ کا حکم بھی یہی، البتہ موچھوں کے کنارے جو ڈاڑھی سے مل جائیں بغیر کاٹے رکھے جاسکتے ہیں۔ ② مذکورہ احادیث میں پانچ فطری امور ذکر کیے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف یہ پانچ چیزیں ہی فطرت میں داخل ہیں بلکہ دوسری احادیث میں ان کے علاوہ کچھ اور چیزوں کا بھی ذکر ہے مثلاً: ایک روایت میں ہے: [عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ] ”دس چیزیں فطرت سے ہیں۔“ (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۶۱) ان کا ذکر ان شاء اللہ اپنے مقام پر آئے گا۔

باب: ۱۴- ان کاموں کے لیے مدت

(المعجم ۱۴) - التَّوْقِیْتُ فِي ذَلِكَ

کالتعین

(التحفة ۱۴)

۱۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موچھیں کاٹنے، ناخن تراشنے، زیر ناف کے بال مونڈنے اور بغلوں کے بال اکھیڑنے کے لیے یہ مدت مقرر کی ہے کہ ہم چالیس دن سے زائد نہ گزرنے دیں۔ اور ایک دفعہ راوی نے چالیس رات کہا۔

۱۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ -

هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَقَّتْ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ وَتَنْفِ الْإِبْطِ، أَنْ لَا نَتْرَكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى: أَرْبَعِينَ لَيْلَةً.

☀️ فوائد و مسائل: ① دن اور رات ایک دوسرے کو لازم ہیں لہذا دن کہا جائے یا رات، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ② چالیس دن آخری حد ہے ورنہ جب بھی ضرورت محسوس ہو یعنی طبیعت کو گھن آئے یا گندگی اور میل کچیل جمع ہونے لگے تو صفائی کی جاسکتی ہے بال ہوں یا ناخن۔

باب: ۱۵- موچھیں ختم کرنا اور

ڈاڑھی رکھنا

(المعجم ۱۵) - إِخْفَاءُ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ

اللُّحَى (التحفة ۱۵)

۱۴- أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب خصال الفطرة، ح: ۲۵۸ عن قتيبة بن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

۱۵- أَخْبَرَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: ۱۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
 حَدَّثَنَا يَحْيَى - هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ عُيَيْدِ نَبِيِّ ﷺ لَمْ يَنْفَعِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ بَرِّهَاؤُ-  
 اللَّهُ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا  
 اللّٰحِي».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں: [أَحْفُوا الشَّوَارِبَ] ”موچھیں خوب منڈاؤ“ کے الفاظ ہیں؛ جب کہ اس سے پہلی روایات میں کانٹے کا ذکر ہے، گویا یہاں مبالغہ مقصود ہے، ورنہ مراد کاٹنا ہی ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ دونوں طریقے جائز ہیں۔ اگرچہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے موچھیں مونڈنے کو ناپسند کیا ہے کہ اس سے مرد کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے، نیز اس میں عورت سے مشابہت ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے اس استدلال کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، خصوصاً جب کہ مذکورہ تطبیق ممکن ہے۔ ② ڈاڑھی رکھنے یا بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے موچھوں کی طرح کاٹا نہ جائے کیونکہ ڈاڑھی مرد کی خصوصیت ہے۔ اور اسے مونڈنا یا کاٹنا عورت کی مشابہت ہے اور یہ حرام ہے۔

(المعجم ۱۶) - الْإِبْعَادُ عِنْدَ إِرَادَةِ  
 باب: ۱۶- قضائے حاجت کے لیے  
 دور جانا  
 الْمَحَاجَّةِ (التحفة ۱۶)

۱۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: ۱۶- حضرت عبدالرحمن بن ابوقرآب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُوں نے کہا: میں رسول اللہ کے ساتھ میدان میں  
 جَعْفَرُ الْخَطْمِيُّ عَمِيرُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: گیا اور آپ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو  
 حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ فَضِيلٍ وَعُمَارَةُ بْنُ دور جاتے۔  
 خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي  
 قُرَادٍ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى  
 الْخَلَاءِ وَكَانَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَّةَ أَبْعَدَ.

۱۵- أخرجه البخاري، اللباس، باب إعفاء اللحي، ح: ۵۸۹۳ من حديث عبيد الله بن عمر به، ومسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ۲۵۹ من حديث يحيى القطان، وهو في الكبرى، ح: ۱۳.  
 ۱۶- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب التباعد للبراز في الفضاء، ح: ۳۳۴ من حديث يحيى القطان به، وحسنه الحافظ في الإصابة: ۴/۴۱۹، ت: ۵۱۸۵، وهو في الكبرى، ح: ۱۷.

۱- کتاب الطهارة ..... قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

۱۷- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ [قَالَ]: ۱۷- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
 أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو،  
 عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ  
 النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَعْدَدَ  
 قَالَ: فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ وَهُوَ فِي بَعْضِ  
 أَسْفَارِهِ فَقَالَ: «إِئْتِنِي بِوَضُوءٍ» فَأَتَيْتُهُ  
 بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.  
 قَالَ الشَّيْخُ: إِسْمَاعِيلُ هُوَ ابْنُ جَعْفَرِ  
 ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ الْقَارِيءُ.  
 ۱۷- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
 نبی ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو دور  
 جاتے۔ انھوں نے کہا: ایک دفعہ آپ ایک سفر میں تھے  
 کہ قضائے حاجت کے لیے گئے تو مجھ سے فرمایا:  
 ”میرے پاس وضو کے لیے پانی لاؤ۔“ میں پانی لایا تو  
 آپ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔  
 شیخ ابن سنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (سند میں مذکور راوی)  
 اسماعیل سے مراد (اسماعیل القاری) ابن جعفر بن  
 ابوبکر ہیں۔

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ مقولہ شیخ ابن سنی کے کسی شاگرد کا ہے۔ شیخ ابن سنی، امام نسائی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں جنہوں نے امام صاحب سے سنن نسائی کا یہ نسخہ نقل کیا اور آگے بیان فرمایا۔ ② قضائے حاجت کے لیے آبادی سے باہر جانا یا بند کمرہ (لیٹرین) استعمال کرنا ضروری ہے تاکہ لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو، انھیں بدبو محسوس نہ ہو اور بیماریاں نہ پھیلیں۔ قضائے حاجت کی آواز کا سنائی دینا بھی معیوب ہے۔ آج کل لیٹرینیں اگرچہ گھروں کے اندر ہوتی ہیں، مگر وہ ان تمام مقاصد کو بطریق احسن پورا کرتی ہیں جو دور جانے سے مقصود ہیں، لہذا ان کا استعمال بطریق اولیٰ درست ہے۔

(المعجم ۱۷) - أَلرُّخْصَةُ فِي تَرْكِ ذَلِكَ  
 (التحفة ۱۷)  
 باب: ۱۷- دور نہ جانے کی رخصت

۱۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: ۱۸- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ

۱۷- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب التخلي عند قضاء الحاجة، ح: ۱ من حديث محمد بن عمرو، وابن ماجه، الطهارة، باب التباعد للبراز في القضاء، ح: ۳۳۱ (انظر الحديث السابق) من حديث إسماعيل بن علي بن محمد بن عمرو به، وقال الترمذي، ح: ۲۰ "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة: ۳۰/۱، ح: ۵۰، والبيهقي (شرح السنة: ۱/۳۷۳، ح: ۱۸۴)، والحاكم: ۱۱/۱۴۰، على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وسنده حسن، وهو في الكبرى، ح: ۱۶، وله طريق آخر عند أحمد: ۴/۲۴۴، ۲۴۹، ۴۵۰، وغيره، وصححه النووي في المجموع: ۲/۷۷.  
 ۱۸- أخرجه البخاري، الوضوء، باب البول قائماً وقاعداً، ح: ۲۲۴، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ۲۷۳ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۱۸.

۱- کتاب الطہارۃ ..... تضانے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

الأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: **آپ ایک قوم کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے پاس**  
 كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَنْتَهَيْتُ **پہنچے تو آپ نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔ (آپ**  
 إِلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا، فَتَنَحَّيْتُ عَنْهُ **کے پیشاب کرنے سے پہلے) میں ایک طرف ہٹا تو**  
 فَدَعَانِي وَكُنْتُ عِنْدَ عَقَبِيهِ حَتَّى فَرَغَ، ثُمَّ **آپ نے مجھے بلایا۔ میں آپ کی اڑیوں کے پاس**  
 تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيَّ خُفِّيهِ. **(دوسری طرف منہ کر کے) کھڑا رہا حتیٰ کہ آپ فارغ ہو**  
**گئے۔ پھر آپ نے وضو فرمایا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔**

 **فوائد و مسائل: ①** یہ روایت مختصر ہے جس سے بعض غلط فہمیوں کا امکان ہے، اس لیے ترجمے میں تو سین کے ذریعے سے وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ صحیح صورت واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوڑے کے ڈھیر پر پیشاب کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حسب معمول آپ سے دور ہونے لگے، لیکن چونکہ آپ کو صرف پیشاب کی حاجت تھی جس میں آواز یا بدبو کا امکان نہ تھا (خصوصاً قیام کی حالت میں) اس لیے آپ نے انہیں کہا: ”اے حذیفہ! مجھے اوٹ کرو۔“ وہ آپ سے قریب بچھلی طرف دوسری جانب منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ (اڑیوں کے قریب سے مراد مطلق قرب ہے نہ کہ حقیقتاً اڑیوں سے اڑیاں ملا کر۔) اس طرح آپ کی طرف نظر کا امکان نہ رہا اور پورا پردہ ہو گیا۔ ② نبی اکرم ﷺ کی عام عادت بیٹھ کر پیشاب کرنے ہی کی تھی مگر مذکورہ واقعہ میں آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اس کی مختلف عقلی و نقلی توجیہات کی گئی ہیں، مثلاً: ڈھیر کی گندگی سے بچنے کے لیے کیونکہ ڈھیر پر بیٹھنے کی صورت میں کپڑوں یا جسم کو گندگی لگ سکتی تھی یا اس لیے کہ پیشاب کی دھار دور گرے۔ بیٹھنے کی صورت میں پیشاب قریب گرتا اور واپس پاؤں کی طرف آتا، نیز چھینٹے بھی پڑتے یا گھٹنے میں تکلیف کی وجہ سے بیٹھنا مشکل تھا جیسا کہ نبیہتی کی ایک ضعیف روایت میں ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱/۱۰۱) یا کر درد کے علاج کے لیے جیسا کہ اطباء کا خیال تھا۔ بہر حال مذکورہ توجیہات کی روشنی میں عمومی رائے یہی ہے کہ آپ کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ان میں سے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور تھی، لیکن تحقیق یہ ہے کہ ان مذکورہ وجوہ میں سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کوئی ایک وجہ بھی بسند صحیح ثابت نہیں، اس لیے اس کے مقابلے میں ایک دوسری رائے بھی ہے جسے امام نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے اختیار کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب صرف بیان جواز کے لیے کیا ہے جبکہ آپ کی عام عادت بیٹھ کر ہی پیشاب کرنے کی تھی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۷۴، مع شرح النووی) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کے متعلق فرماتے ہیں: [وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ لِبَيَانِ الْجَوَازِ.....] ”زیادہ واضح بات یہ ہے کہ آپ کا یہ عمل صرف بیان جواز کے لیے تھا.....“ (فتح الباری: ۱/۴۳۰، طبع دار السلام) نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بارے میں منقول توجیہات کو گویا قابل حجت نہیں سمجھا، بہر حال اگر کوئی شخص ضرورت کے پیش نظر یا کبھی کبھار

۱- کتاب الطہارۃ ..... تضاے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

بلا ضرورت ہی جواز کو پیش نظر رکھتے ہوئے کھڑے ہو کر سنت پر عمل کی خاطر پیشاب کر لیتا ہے تو ان شاء اللہ جائز ہوگا۔ واللہ اعلم۔ ⑤ باب کا مقصد یہ ہے کہ اگر آواز یا بدبو کا خدشہ نہ ہو تو پیشاب کے لیے صرف پردہ کافی ہے دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(المعجم ۱۸) - الْقَوْلُ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ      باب: ۱۸- بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت کی دعا  
(التحفة ۱۸)

۱۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:      حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو فرماتے: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ] ”اے اللہ! میں شرارتی جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

☀️ **فوائد و مسائل:** ① دخول سے مراد ارادہ دخول ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں صراحت ہے۔ دیکھیے:

(صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۱۲۲) لہذا یہ دعا بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنی چاہیے۔ بیت الخلا تو گندگی والی جگہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام کی تقدیس و تزییہ ضروری ہے البتہ اگر کوئی بھول جائے اور داخل ہونے کے بعد یا ننگا ہونے کے بعد یاد آئے تو اس میں صحابہ و تابعین کا اختلاف ہے کہ دل میں پڑھ لے یا رہنے دے۔ یا اگر ابھی کپڑے نہیں اتارے تو باہر آ کر دعا پڑھ کر داخل ہو جائے۔ ② [الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ] خَبَائِثِ خَبِيثَةٌ کی جمع ہے مراد جنیاں ہیں۔ خُبْثٌ ”با“ کے ضمہ کے ساتھ ہو تو خَبِيثٌ کی جمع ہے مراد جن ہیں۔ اگر ”با“ کے سکون کے ساتھ ہو تو اس سے مراد ہر ناپسندیدہ اور مکروہ چیز ہے۔ اس طرح اس کے تحت تمام شریر جن جنیاں گندے اخلاق و اعمال اور ہر قسم کے نازیبا کلمات و اقوال داخل ہیں لہذا اگر اس ضبط کے ساتھ دعا پڑھی جائے تو انسان نیکو رہے ہر قسم کے شر اور مکروہات سے محفوظ رہتا ہے جبکہ جن اور جنیوں سے بچاؤ کی خاطر اس حالت میں بطور خاص دعا کی تلقین اس لیے ہے کہ انہیں گندگی اور بدبو سے یک گونہ مناسبت ہے اور اس موقع پر وہ نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح الترمذی لأحمد شاكر: ۱۰/۱)

۱۹- أخرجه البخاري، الوضوء، باب ما يقول عند الخلاء، ح: ۱۲۲ من حديث عبد العزيز به، ومسلم، الحيض، باب ما يقول إذا أراد دخول الخلاء، ح: ۳۷۵ من حديث إسماعيل ابن علي به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹.

## ۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ قضاے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۹) - النَّهْيُ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ

باب: ۱۹- قضاے حاجت کے وقت

عِنْدَ الْحَاجَةِ (النحفة ۱۹)

قبلے کی طرف منہ کرنا منع ہے

۲۰- رافع بن اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو شہر مصر میں یہ کہتے سنا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ ان بیت الخلاؤں کو کیا کروں (جو کہ قبلہ رخ بنے ہوئے ہیں) حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”جب تم میں سے کوئی بول و براز کے لیے جائے، تو قبلے کی طرف منہ کرے نہ پیٹھ۔“

۲۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ بِمِصْرَ يَقُولُ: وَاللَّهِ! مَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ بِهَذِهِ الْكُرَائِسِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ أَوْ الْبَوْلِ، فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرُهَا».

☀️ فوائد و مسائل: ① صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت میں مصر کی بجائے شام کا ذکر ہے۔ (صحیح البخاری،

الصلاة، حدیث: ۳۹۳، و صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۳۶۲) ممکن ہے دونوں جگہ یہ صورت حال پیش آئی ہو ورنہ صحیحین کی روایت کو ترجیح ہوگی۔ ② ”منہ کرنے نہ پیٹھ۔“ ظاہر الفاظ تو ہر جگہ ممانعت پر دلالت کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی یہی ہے، احتیاط بھی اسی میں ہے، اگرچہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اس حکم کو صحرا کے ساتھ خاص قرار دیا ہے، یعنی عمارت (چار دیواری) کے اندر قبلہ رخ ہو جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے تو بیت الخلا میں بھی قبلے کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا منع سمجھا ہے۔ مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

(المعجم ۲۰) - النَّهْيُ عَنِ اسْتِدْبَارِ الْقِبْلَةِ

باب: ۲۰- قضاے حاجت کے وقت

عِنْدَ الْحَاجَةِ (النحفة ۲۰)

قبلے کی طرف پیٹھ کرنا بھی منع ہے

۲۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: ۲۱- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۰- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵/ ۱۴۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية ابن القاسم، ص: ۱۷۷، ح: ۱۲۴، ورواية يحيى: ۱/ ۱۹۳)، وله شواهد كثيرة.

۲۱- أخرجه البخاري، الصلاة، باب قبلة أهل المدينة وأهل الشام والمشرق، ح: ۳۹۴، ومسلم، الطہارۃ، باب ۴۴

۱- کتاب الطہارۃ ..... قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ، وَلَكِنْ شَرُّوْا أَوْ عَرَّبُوا».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”بول و براز کے وقت قبلے کی طرف منہ کرو نہ پیٹھ، بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو۔“

🌞 نوآند و مسائل: ① ”مشرق یا مغرب کی طرف کرو“ ان الفاظ کا تعلق ان لوگوں سے ہے جن کا قبلہ مشرق یا مغرب کی طرف نہیں جیسے کہ اہل مدینہ ہیں ان کا قبلہ جنوب کی جانب ہے۔ پاک و ہند کے لوگ شمال یا جنوب کو منہ کریں گے۔ ② کھلے میدان میں قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا بھی منع ہے اور پیٹھ کرنا بھی کیونکہ ایسا کرنا احترام قبلہ کے منافی ہے جبکہ چار دیواری کے اندر قبلہ رخ منہ یا پیٹھ ہو سکتی ہے جیسا کہ بعض احادیث میں آتا ہے، لیکن افضل اور احوط یہی ہے کہ وہاں بھی منہ یا پیٹھ کرنے سے بچا جائے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۲۱) - الْأَمْرُ بِاسْتِقْبَالِ الْمَشْرِقِ أَوْ الْمَغْرِبِ عِنْدَ الْحَاجَةِ (التحفة ۲۱)

باب: ۲۱- قضائے حاجت کے وقت مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرنے کا حکم

۲۲- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ الْغَائِطَ، فَلَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَكِنْ لِيَشْرِقْ أَوْ لِيَعْرَبْ».

۲۲- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کرے تو قبلے کی طرف منہ نہ کرے بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرے۔“ (بشرطیکہ قبلہ مشرق یا مغرب کی طرف نہ ہو۔)

(المعجم ۲۲) - الرُّخْصَةُ فِي ذَلِكَ فِي الْبُيُوتِ (التحفة ۲۲)

باب: ۲۲- گھروں میں اس کی اجازت ہے

۲۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ،

۲۳- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

﴿الاستطابة، ح: ۲۶۴ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰﴾

۲۲- [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ۴۱۶/۵ عن غندر به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱.

۲۳- أخرجه البخاري، الوضوء، باب من تبرز على لبنتين، ح: ۱۴۵ من حديث مالك، ومسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ۲۶۶ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۹۳، ۱۹۴، والكبرى، ح: ۲۲.



۱- کتاب الطہارۃ ..... قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: لَقَدْ ارْتَقَيْتُ عَلَى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى لِبْتَيْنِ مُسْتَقْبِلِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ.

انہوں نے کہا: میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دوپوکی اینٹوں پر بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے قضائے حاجت کرتے دیکھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”گھر“ سے مراد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ہمشیرہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارکہ ہے۔ ② بیت المقدس مدینہ منورہ سے شمال کی جانب ہے، یعنی مکہ مکرمہ سے بالکل الٹ جانب لہذا آپ کی پیٹھ قبلہ کی جانب تھی۔ ③ اس روایت سے امام شافعی رحمہ اللہ اور دوسرے محدثین نے استدلال کیا ہے کہ عمارت کے اندر قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا جائز ہے ورنہ آپ ﷺ اس طرح نہ بیٹھتے اور یہ بہترین تطہیق ہے جس سے تمام روایات قابل عمل ٹھہرتی ہیں، بجائے اس کے کہ کسی روایت کو منسوخ کہا جائے یا آپ کا خاصہ قرار دیا جائے، نیز خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی مطلب منقول ہے۔ دیکھیے: (سنن أبی داود، الطہارۃ، حدیث: ۱۱) البتہ احتیاط یعنی چار دیواری کے اندر بھی چٹنا بہتر ہے۔

باب: ۲۳- قضائے حاجت کے دوران میں شرم گاہ کو دایاں ہاتھ لگانا منع ہے

(المعجم ۲۳) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ مَسِّ الذَّكْرِ بِالْيَمِينِ عِنْدَ الْحَاجَةِ (التحفة ۲۳)

۲۳- حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنے عضو تاسل (شرم گاہ) کو دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے۔“

۲۴- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ - وَهُوَ الْقَنَادُ - قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَأْخُذْ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں اگرچہ پیشاب کی حالت کا ذکر ہے، مگر براز کی حالت کا حکم بھی بدرجہ اولیٰ یہی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: [أَوْ أَنْ نُسْتَجِي بِالْيَمِينِ] ”اور اس سے بھی (ہمیں منع فرمایا) کہ ہم دائیں ہاتھ سے استنجہ کریں۔“ (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۶۲) اور استنجے سے مراد خاص

۲۴- أخرجه البخاري، الوضوء، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، ح: ۱۵۳، ومسلم، الطہارۃ، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، ح: ۲۶۷ من حدیث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ۲۹، وسيأتي، ح: ۴۷.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

طور پر ازالہ نَجْم (براز) ہے۔ ① دائیں ہاتھ کو نجاست سے بچانا ضروری ہے کیونکہ کھانا وغیرہ اصلاً اس سے کھایا جاتا ہے اگرچہ بالترجیح بائیں ہاتھ بھی ساتھ لگایا جاسکتا ہے، بعض اوقات کھاتے وقت بائیں ہاتھ سے مدد لینا ضروری ہوتا ہے۔ ② اگرچہ گندگی والا ہاتھ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، مگر یہ ذوق سلیم کے خلاف ہے کہ کھانے والے ہاتھ کو گندگی سے آلودہ کیا جائے حتیٰ کہ لیٹرین اور وضو کا لوٹا تک الگ رکھا جاتا ہے، حالانکہ عقلاً کوئی فرق نہیں۔ گویا کہ یہ مسئلہ عقلی سے بڑھ کر فطری اور ذوقی ہے اور شریعت ذوق سلیم کا بھی بہت لحاظ رکھتی ہے۔

۲۵- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی بیت الخلا میں داخل ہو تو اپنے عضو تناسل کو دایاں ہاتھ نہ لگائے۔“

۲۵- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

وَكَيْعٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ يَحْيَى - هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسُّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ».

باب: ۲۴- کھلی جگہ میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت

(المعجم ۲۴) - الرُّخْصَةُ فِي الْبُؤْلِ فِي الصَّخْرَاءِ قَائِمًا (التحفة ۲۴)

۲۶- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر آئے اور وہاں کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔

۲۶- أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى سَبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا.

☀️ فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت اور اس کی تفہیم پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ①۸ س باب کی پہلی

حدیث سلیمان اعمش، ابو وائل سے اور وہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور دوسری حدیث میں ابو وائل کے شاگرد منصور ہیں، اس میں منصور نے ابو وائل سے سماع کی صراحت فرمائی ہے اور تیسری حدیث میں سلیمان اور منصور دونوں ابو وائل سے بیان کرتے ہیں لیکن منصور نے صرف آپ کے پیشاب کرنے کا ذکر کیا ہے جبکہ سلیمان نے اس کے بعد موزوں پر مسح کرنے کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

۲۵- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۹.

۲۶- [صحیح] انظر، ح: ۱۸، وهو في الكبرى، ح: ۲۴.

۱- کتاب الطہارۃ

تقاضے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

۲۷- حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر آئے اور وہاں کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔

۲۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ [قَالَ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ أَنَّ حُدَيْفَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا.

۲۸- حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کی طرف چلے۔ پھر کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔ راوی حدیث سلیمان نے اپنی روایت میں کہا: اور آپ نے اپنے موزوں پر مسح کیا۔ جب کہ (ان کے ساتھی) منصور نے مسح کا ذکر نہیں کیا۔

۲۸- أَخْبَرَنَا سَلِيمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ [قَالَ]: حَدَّثَنَا بَهْزٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلِيمَانَ، وَمَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُدَيْفَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَشَى إِلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا - قَالَ سَلِيمَانُ فِي حَدِيثِهِ - : وَمَسَحَ عَلَى حَفْئِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَنْصُورٌ: الْمَسْحَ.

باب: ۲۵- گھر میں بیٹھ کر پیشاب کرنا

(المعجم ۲۵) - الْبَوْلُ فِي الْبَيْتِ جَالِسًا

(التحفة ۲۵)

۲۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص تم سے بیان کرے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تو اس کی تصدیق نہ کرو۔ آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے۔

۲۹- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شَرِيحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ، مَا كَانَ يُبُولُ إِلَّا جَالِسًا.

☀️ فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا عام معمول بیان کیا ہے۔ سابقہ روایات میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا جو ذکر ہے وہ گھر سے باہر کی بات ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم نہ تھا، لہذا اس سے

۲۷- [صحیح] انظر الحديث السابق.

۲۸- [صحیح] انظر، ح: ۱۸، وهو في الكبرى، ح: ۲۳.

۲۹- [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب [ما جاء في] النهي عن البول قائمًا، ح: ۱۲ عن علي بن حجر به، وأخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب في البول قاعدًا، ح: ۳۰۷ من حديث شريك القاضي به، وتابعه إسرائيل وغيره، (السنن الكبرى للبيهقي: ۱/۱۰۱، ۱۰۲)، والحديث في السنن الكبرى للنسائي، ح: ۲۵.


۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ فضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

صحیح حدیث کی نفی نہیں ہوتی۔ دونوں اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ غالباً امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے باب میں [فی البیت] کا اضافہ کر کے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۲۶) - أَلْبُولُ إِلَى سُرْتَرَةٍ يَسْتَتِرُ  
بِهَا (التحفة ۲۶)  
باب: ۲۶- ایسی اوٹ کی طرف پیشاب  
کرنا جس سے پردہ حاصل ہو

۳۰- حضرت عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ آپ کے ہاتھ میں ڈھال جیسی کوئی چیز تھی۔ آپ نے اسے نیچے رکھا اور اس کی اوٹ میں بیٹھ کر پیشاب کیا۔ لوگوں میں سے ایک شخص کہنے لگا: دیکھو! آپ اس طرح پیشاب کر رہے ہیں جیسے عورت پیشاب کرتی ہے۔ آپ نے اس کی بات سن لی اور فرمایا: ”کیا تجھے علم نہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کو کیا سزا ملی تھی؟ انہیں جب پیشاب لگ جاتا تو وہ قینچی سے (اتنا کپڑا) کاٹتے تھے چنانچہ ان کے ساتھی نے انہیں روکا تو اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔“

۳۰- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَنَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَفِي يَدِهِ كَهَيْئَةِ الدَّرَقَةِ فَوَضَعَهَا، ثُمَّ جَلَسَ خَلْفَهَا فَبَالَ إِلَيْهَا، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: اُنظُرُوا، يَبُولُ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ فَسَمِعَهُ فَقَالَ: «أَوْ مَا عَلِمْتُ مَا أَصَابَ صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمْ شَيْءٌ مِنَ الْبَوْلِ فَرَضَوْهُ بِالْمَقَارِيضِ، فَفَنَاهُمْ صَاحِبُهُمْ فَعُذِبَ فِي قَبْرِهِ».

 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح بخاری میں اسی مفہوم کی ایک روایت اس کی شاہد ہے جبکہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت موقوفاً صحیح ہے البتہ موصولاً صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے۔ بہر حال مذکورہ بحث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت صحیح، قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ اعلم۔ ② ”جیسے عورت پیشاب کرتی ہے۔“ یہ تشبیہ بیٹھ کر پیشاب کرنے میں ہو سکتی ہے اور پردے میں بھی۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ یہ الفاظ کہنے والا شخص آپ کا تربیت یافتہ نہ ہوگا بلکہ کوئی غیر مسلم ہوگا یا منافق یا نو مسلم کیونکہ بعض احادیث سے پتا چلتا ہے کہ یہ بات کہنے والا مسلمان تھا

۳۰- [سناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب التشديد في البول، ح: ۳۴۶ من حديث أبي معاوية، وأبو داود، الطهارة، باب الاستبراء من البول، ح: ۲۲ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۳۱۱۷، والحاكم ۱/۱۸۴، والذهبي، وابن حجر، والدارقطني (فتح ۱/۳۲۸) وغيرهم. \* سليمان الأعمش ثقة حافظ عارف بالقراءة ورع، لكنه يبدلس (تقريب التهذيب، ص: ۲۱۰)، ولم أجد تصريح سماعه، ولأصل الحديث شاهد عند البخاري وغيره.

## ۱- کتاب الطہارۃ

قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

بلکہ بعض احادیث سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپس میں کی تھی۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۳۲۸/۱) اور اس کا مقصد قطعاً آپ کی تحقیر یا نعوذ باللہ آپ کی ہتک نہ تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تو اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، صحیح بات یہ ہے کہ بول و براز کے آداب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے ہیں۔ اسلام نے ان آداب کو خوب بیان کیا ہے، جبکہ زمانہ جاہلیت میں ان آداب قضائے حاجت کی چنداں پروا نہ تھی۔ اوٹ اور پردے کا بھی اہتمام نہ کرتے تھے۔ کھڑے ہو کر ایک دوسرے کے سامنے ہی پیشاب کر لیتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی ماحول میں پلے بڑھے تھے تو شروع شروع میں آپ کو اس انداز میں پیشاب کرتے دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا اور تعجب سے یہ بات کہی کہ ایسے تو عورت پیشاب کرتی ہے۔ مرد تو مرد ہی ہوتے ہیں۔ انھیں اس اوٹ اور پھر بیٹھ کر پیشاب کرنے کی کیا ضرورت؟ بہر حال بعد میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اسلامی تربیت فرمائی تو جاہلیت کے یہ تمام طور طریقے اور عادات ختم ہو گئیں۔<sup>③</sup> ”قینچی سے کاٹنے“ اس سے مراد کپڑا ہے جسے پیشاب لگ جاتا تھا نہ کہ جسم کیونکہ یہ تکلیف مالا یطاق ہے یعنی ناقابل عمل چیز ہے ورنہ بول و براز تو نکلے ہی جسم سے ہیں اور لامحالہ جسم کو لگتے ہیں، تبھی استنجا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی بابت مزید تحقیق کچھ اس طرح سے ہے کہ ابوداؤد کی ایک روایت میں [جلد] چمڑے کے الفاظ ہیں اور ابوداؤد ہی کی ایک دوسری روایت میں [جسد] جسم کا ذکر ہے۔ جسد کے لفظ کو البانی رحمۃ اللہ علیہ نے منکر قرار دیا ہے اور جلد سے مراد چمڑے کا لباس ہے جو پہنا جاتا ہے۔ اس طرح کاٹی جانے والی چیز جسم کا حصہ نہیں بلکہ لباس (کپڑا یا چمڑا) ہوتا تھا جسے پیشاب لگ جاتا تھا۔ صحیح بخاری کی روایت سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ اس روایت کے الفاظ ہیں: [إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ أَحَدِهِمْ، فَرَصَهُ] (صحیح البخاری، حدیث: ۲۲۶) ”جب ان میں سے کسی کے کپڑے کو پیشاب لگ جاتا تو وہ اسے کاٹ دیتے۔“

(المعجم ۲۷) - التَّنَزُّهُ عَنِ الْبَوْلِ

باب ۲۷:- پیشاب (کے چھینٹوں) سے بچنا

(التحفة ۲۷)

۳۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”تحقیق ان قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور انھیں کسی بھاری کام (کہ جس سے بچنا ناممکن ہو) کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔ اس قبر والا تو اپنے پیشاب کے

۳۱- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكَيْعٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: «إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي

۳۱- أخرجه البخاري، الوضوء، باب ماجاء في غسل البول، ح: ۲۱۸، ومسلم، الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه، ح: ۲۹۲ من حديث وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ قضاے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

چھینوں سے نہیں پچتا تھا اور اس قبر والا چغلیاں کھاتا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی تازہ شاخ منگوائی اور اسے چیر کر دو حصے کر دیا۔ پھر ایک اس قبر پر گاڑ دی اور ایک دوسری پر۔ پھر فرمایا: ”امید ہے جب تک یہ خشک نہیں ہوتی ان سے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔“ اس روایت کو بیان کرتے ہوئے منصور نے اعمش کی مخالفت کی ہے کہ اس نے یہ روایت مجاہد بواسطہ ابن عباس بیان کی ہے، یعنی مجاہد اور ابن عباس کے درمیان میں طاؤس کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

كَبِيرٍ، أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزَهُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا هَذَا فَإِنَّهُ كَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ»، ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِأَثْنَيْنِ فَعَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا، ثُمَّ قَالَ: «لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَبْسَا» خَالَفَهُ مَنْصُورٌ، رَوَاهُ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَذْكُرْ طَاوُسًا.

☀️ فوائد و مسائل: ① بعض لوگ [فی کبیر] ”بھاری کاموں کی وجہ سے“ کے معنی کرتے ہیں ”بڑے گناہ“ یعنی ان لوگوں کو عذاب تو ہو رہا تھا، لیکن ایسے گناہوں کی وجہ سے نہیں جو کہ بڑے اور خطرناک ہوں، بلکہ معمولی گناہوں کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا، حالانکہ ان الفاظ کا یہ مفہوم ہے ہی نہیں۔ صحیح اور درست مفہوم یہی ہے کہ یہ دونوں کام، یعنی ”پیشاب سے بے احتیاطی اور چغل خوری“ بڑے کبیرہ اور خطرناک گناہ ہیں۔ اس بات کی صراحت حدیث شریف میں موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۲۱۶) ہاں الفاظ کا یہ مطلب ضرور ہے کہ یہ دونوں کام کوئی اتنے بھاری اور مشکل نہیں کہ عمل نہ ہو سکتا ہو اور ان سے بچنا نہ جاسکتا ہو۔ ان کاموں سے بچنا کوئی بڑی مشکل بات نہیں تھی۔ حقیقتاً یہ دونوں کام کبیرہ گناہ ہیں۔ ② چھڑی یا شاخ کا رکھنا دراصل فعلی شفاعت تھی کہ یا اللہ! اتنی دیر تک ان سے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔ چھڑی رکھنا صرف مدت کے تعیین کے لیے تھا جیسا کہ صریح الفاظ ہیں۔ ورنہ چھڑی کا تخفیف عذاب سے کوئی تعلق نہیں کہ اسے سنت سمجھ کر اب بھی ایسا کیا جائے، البتہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے چھڑی رکھنے کی وصیت مذکور ہے۔ (صحیح البخاری، الجنائز، قبل الحدیث: ۱۳۶۱) اس کے پیش نظر بعض کی رائے یہ ہے کہ چھڑی رکھنا تو جائز ہے مگر اس کا تخفیف عذاب سے کوئی تعلق نہیں۔ مؤخر الذکر بات تو ٹھیک ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ صحابی کا اجتہاد ہے کیونکہ تخفیف عذاب میں نری چھڑی کا کوئی کمال نہیں تھا، اصل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی برکت اور اللہ تعالیٰ سے قربت کی بنا پر آپ کو تخفیف عذاب کی امید تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ آپ کا معجزہ تھا، کسی اور شخص کے لیے حالات قبور کا کشف و ظہور ناممکن ہے۔ جب قبر کی کیفیت کا پتہ ہی نہیں تو چھڑی گاڑنے کے کیا معنی؟ ہاں! بطور نشانی کوئی پتھر یا چھڑی وغیرہ ضرورت کے پیش نظر عارضی طور پر نصب کی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۔ کتاب الطہارۃ

(المعجم ۲۸) - بَابُ الْبَوْلِ فِي الْإِنَاءِ

باب: ۲۸۔ برتن میں پیشاب کرنا

(التحفة ۲۸)

۳۲۔ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرْتَنِي حُكَيْمَةُ بِنْتُ أُمِّمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَدْحٌ مِنْ عِيدَانٍ يَبُولُ فِيهِ وَيَضَعُهُ تَحْتَ السَّرِيرِ.

۳۲۔ حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں آپ (رات کے وقت) پیشاب کرتے تھے۔ اور اسے اپنی چارپائی کے نیچے رکھ لیتے تھے۔

فائدہ: گھر میں پیشاب کے لیے معین جگہ نہ ہو یا وہاں پہنچنا ممکن نہ ہو تو چارپائی کے قریب کسی برتن میں پیشاب کر لینا اور صبح ہوتے ہی اسے باہر انڈیل دینا، گھر کو پلیدی سے بچانے کا ایک اچھا طریقہ ہے، ورنہ جگہ جگہ پیشاب ہوگا اور سارا گھر پلید ہوگا، البتہ یہ ضروری ہے کہ پیشاب کو برتن میں زیادہ دیر تک نہ رہنے دیا جائے کیونکہ بدبو کے علاوہ یہ غدشہ بھی ہے کہ کوئی پالتو جانور اسے پانی سمجھ کر پی لے یا برتن سے گمرا جائے اور پیشاب گھر میں گر جائے، لہذا صبح ہوتے ہی اسے گھر سے باہر یا مخصوص جگہ میں گرا دیا جائے۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ الْبَوْلِ فِي الطَّنْئِ

باب: ۲۹۔ تھال جیسے برتن میں

پیشاب کرنا

(التحفة ۲۹)

۳۳۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ [قَالَ]: أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: يَقُولُونَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ! لَقَدْ دَعَا بِالطَّنْئِ لِيَبُولَ فِيهَا فَانْحَنَيْتُ نَفْسَهُ وَمَا أَشْعُرُ فِإِلَى مَنْ أَوْصَى!؟

۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت علی کو وصیت کی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے تھال منگوایا کہ اس میں پیشاب کریں، مگر (اس سے قبل ہی) آپ کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ (آپ فوت ہو گئے) مجھے پتہ بھی نہ چلا، تو آپ نے کس کو وصیت کی؟

۳۲۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الرجل يبول بالليل في الإناء ثم يضعه عنده، ح: ۲۴ من حديث حجاج بن محمد به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۴۱، والمحاکم: ۱/۱۶۷، والذهبي، وحسنه النووي، وابن حجر وغيرهما، وهو في الكبرى، ح: ۳۴.

۳۳۔ أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ۴۴۵۹ من حديث أزهر السمان، ومسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه، ح: ۱۶۳۶ من حديث ابن عون به، وهو في الكبرى، ح: ۱۶۵۱.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ الشَّيْخُ: أَزْهَرُ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ  
 شیخ ابن سنی نے کہا: سند میں مذکور راوی ازہر سے  
 مراد ازہر بن سعد ستان (گھی فروش) ہیں۔  
 السَّمَانُ.

فوائد و مسائل: ① [طسنت] ایک تھال کی طرح کا برتن ہوتا تھا جس کا پیندہ قریب ہوتا تھا اور منہ کھلا۔ اس قسم کے برتن میں پیشاب کرنے سے چھیننے پڑنے کا احتمال ہوتا ہے اس لیے یہ باب قائم فرمایا کہ اگر احتیاط سے پیشاب کیا جائے چھیننے نہ پڑیں تو کوئی حرج نہیں۔ ② اس حدیث میں وصیت سے وصیت خلاف مراد ہے جیسا کہ روافض کا عقیدہ ہے اسی لیے وہ حضرت علیؓ کو ”وصی“ کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کا مقصد یہ ہے کہ وصیت تو وفات کے وقت ہوتی ہے اور اس وقت آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ وہیں آپ کی وفات ہوئی۔ (صحیح البخاری، الحنائز، حدیث: ۱۳۸۹) لہذا وصیت کب کی؟ اور کس کو کی؟ یعنی آپ نے کوئی وصیت نہیں کی نہ آپ کو اس کا موقع ہی ملا۔

(المعجم ۳۰) - كَرَاهِيَةَ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ  
 (التحفة ۳۰)  
 باب: ۳۰- بل میں پیشاب کرنا مکروہ  
 (منع) ہے

۳۴- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجَسٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي جُحْرٍ» قَالُوا لِقَتَادَةَ: وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ؟ فَقَالَ: يُقَالُ: إِنَّهَا مَسَاكِينُ الْجِنِّ.

۳۴- حضرت عبداللہ بن سرجسؓ سے روایت ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص بل (زمینی سوراخ) میں پیشاب نہ کرے۔“ شاگردوں نے قتادہ سے پوچھا کہ بل میں پیشاب کرنا کیوں منع ہے؟ تو انھوں نے کہا: کہا جاتا ہے کہ سوراخ جنوں کی رہائش گاہیں ہیں۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم مشاہداتی صورت حال یہی ہے کہ زمین کے سوراخ کیڑے کوڑوں، سانپ اور بچھو وغیرہ موذی جانوروں کے گھر ہوتے ہیں۔ بل میں پیشاب کرنے کی صورت میں وہ باہر نکلیں گے۔ انھیں ناحق تکلیف ہوگی اور وہ اشتعال میں آ کر پیشاب کرنے والے یا کسی اور کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اس لیے اس سے منع کر دیا گیا۔ ② حضرت قتادہؓ نے ان سوراخوں کو جنوں کے گھر بتلایا ہے جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ بلوں میں جن بھی رہتے ہیں۔ ③ عام طور پر سوراخ تنگ ہوتے ہیں ان میں

۳۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب النهي عن البول في الجحر، ح: ۲۹ من حديث معاذ به، وهو في الكبرى، ح: ۳۰، وصححه النووي: (المجموع: ۸۲/۲)، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/۱۸۶، ووافقه الذهبي. \* قتادة مدلس كما قال النسائي وغيره (سير أعلام النبلاء: ۷/۷۴)، وعن.



۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ تفضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

پیشاب کرنے کی صورت میں قوی امکان ہے کہ پیشاب کی دھارا دھرا دھرنے سے چھینٹے پڑنے لگیں، منع کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۳۱) - النَّهْيُ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ (التحفة ۳۱)  
باب: ۳۱- ٹھہرے ہوئے پانی میں  
پیشاب کرنا منع ہے

۳۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ. فرمایا ہے۔  
۳۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

☀️ فائدہ: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کیا جائے تو وہ نجاست بھی پانی کے ساتھ رکی رہے گی۔ اس سے تعفن اور بدبو پیدا ہوگی۔ زیادہ آدمیوں کے پیشاب کرنے سے پانی کا رنگ بواور ذائقہ بھی بدل سکتا ہے جس سے پانی پلید ہو جائے گا اور قابل استعمال نہ رہے گا۔ جاری پانی میں یہ خدشات نہیں لہذا انتہائی مجبوری کے وقت جاری پانی میں پیشاب کیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۳۲) - كَرَاهِيَةُ الْبَوْلِ فِي الْمُسْتَحَمِّ (التحفة ۳۲)  
باب: ۳۲- غسل خانے میں پیشاب  
کرنا منع ہے

۳۶- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ».  
۳۶- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اپنے غسل کی جگہ میں پیشاب نہ کرے کیونکہ عموماً وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔“

۳۵- أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ۲۸۱ عن قتيبة بن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۵.

۳۶- [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كراهية البول في المغتسل، ح: ۲۱ عن علي بن حجر به، وقال: "غريب"، وأبو داود، ح: ۲۷، وابن ماجه، ح: ۳۰۴ من حديث معمر به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۵۲، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۱۶۷، ۱۸۵، ووافقه الذهبي، وحسنه النووي في المجموع: ۲/ ۹۱، والحديث في الكبرى، ح: ۳۶. \* الحسن البصري مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ۷/ ۷۴)، وعنن، وله شاهد صحيح موقوف عند البيهقي: ۱/ ۹۸، وللحديث شواهد.

۱- کتاب الطہارۃ - فضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① غسل والی جگہ میں پیشاب کرنا منع ہے کیونکہ بعد میں غسل کا پانی وہاں گرے گا اور چھینٹے اڑیں گے، نیز پانی ملنے سے نجاست پھیل جائے گی۔ ویسے بھی عقل سلیم تقاضا کرتی ہے کہ نجاست والی جگہ پر طہارت اور طہارت والی جگہ پر نجاست نہ کی جائے۔ اس سے طبع انسانی کو گھن آتی ہے چاہے نجاست لگنے کا احتمال نہ بھی ہو جیسے کوئی عقل مند شخص نجاست کے قریب بیٹھ کر کھانا پینا گوارا نہیں کرتا، اسی طرح کا یہ مسئلہ ہے۔ بعض فقہاء کا خیال ہے کہ اگر وہاں پیشاب جمع نہ ہوتا ہو تو پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر یہ فطرت سلیمہ کے خلاف ہے اور اسلام دین فطرت ہے، نیز یہ نص کے ظاہر الفاظ کے عموم کے بھی مخالف لگتا ہے۔ ② شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے [فِإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ] کے الفاظ کے سوا باقی پوری حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور انہی کی رائے مضبوط لگتی ہے کیونکہ اس جملے کی تائید دیگر شواہد سے نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔ دیکھیے: (صحیح سنن النسائی، حدیث: ۳۶)

باب: ۳۳- پیشاب کرتے ہوئے شخص کو سلام کہنا  
(المعجم ۳۳) - أَلَسَّلَامُ عَلَيَّ مَنْ يَبُولُ  
(التحفة ۳۳)

۳۷- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ وَقَبِيصَةُ قَالََا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

۳۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جب کہ آپ پیشاب کر رہے تھے چنانچہ اس نے آپ کو سلام کہا، مگر آپ نے اسے سلام کا جواب نہیں دیا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① نجاست والی حالت میں اللہ کا ذکر مناسب نہیں، اس لیے پیشاب اور پاخانہ کرتے ہوئے سلام کا جواب دینا اور ذکر و اذکار کرنا درست نہیں۔ جب وہ جواب نہیں دے سکتا تو اسے سلام بھی نہیں کہنا چاہیے، گویا جس حالت میں سلام کا جواب دینا منع ہے اس حالت میں اسے سلام کہنا بھی درست نہیں، سوائے حالت نماز کے کہ اس میں ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مسنون ہے۔ ② اہل علم فرماتے ہیں: جس طرح فضائے حاجت کے وقت سلام کا جواب دینا درست نہیں اسی طرح اس حالت میں چھینک مارنے والے کا جواب دینا یا خود الحمد للہ کہنا اور اذان کا جواب دینا بھی درست نہیں۔ ایسے ہی حالت جماع میں ان باتوں سے رکے رہنا چاہیے۔

۳۷- أخرجه مسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ۳۷۰ من حديث سفیان الثوري به.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ فضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۳۴) - رَدُّ السَّلَامِ بَعْدَ الوُضُوءِ

باب: ۳۴- وضو کرنے کے بعد سلام

(التحفة ۳۴)

کا جواب دینا

۳۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا  
مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ  
قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حُضَيْنِ أَبِي  
سَاسَانَ، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ: أَنَّهُ سَلَّمَ  
عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ  
السَّلَامَ حَتَّى تَوَضَّأَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ رَدَّ عَلَيْهِ.

۳۸- حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ انھوں نے نبی ﷺ کو سلام کہا جب کہ آپ  
پیشاب کر رہے تھے تو آپ نے سلام کا جواب نہ دیا  
حتیٰ کہ وضو کرنے لگے اور جب وضو مکمل کیا تو سلام کا  
جواب دیا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① پیشاب کرتے محض کو سلام کہنا مناسب تو نہیں، لیکن اگر کسی نے غلطی سے سلام کہہ دیا تو  
پیشاب سے فراغت کے بعد جواب دیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ عموماً با وضو رہتے تھے اس لیے آپ نے فوراً  
وضو فرمایا، پھر جواب دیا۔ ہر آدمی کے لیے ایسا ضروری نہیں کیونکہ سلام جواب سلام اور اذکار اور ادا کے لیے وضو  
شرط نہیں، نیز جب سلام کہنے کے لیے با وضو ہونا ضروری نہیں تو جواب دینے کے لیے بھی ضروری نہیں۔  
② ہمارے فاضل محقق کے نزدیک اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے دیگر شواہد  
بھی ملتے ہیں، لیکن ان کے صحیح اور ضعیف ہونے کی طرف اشارہ نہیں کیا، غالباً انھی شواہد کی وجہ سے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ  
نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل  
عمل ہے۔ مزید دیکھیے: (سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، رقم: ۸۳۳)

(المعجم ۳۵) - النَّهْيُ عَنِ الْإِسْتِطَابَةِ

باب: ۳۵- ہڈی سے صفائی کرنا منع ہے

بِالْعَظْمِ (التحفة ۳۵)

۳۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ

۳۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الرجل يرد السلام وهو يبول؟، ح: ۱۷، وابن ماجه،  
الطهارة، باب: الرجل يسلم عليه وهو يبول، ح: ۳۵۰ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن خزيمة:  
۱۰۳/۱، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۸۹، ۱۹۰، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/۱۶۷، ووافقه الذهبي، وهو  
في السنن الكبرى، ح: ۳۷. \* الحسن عنمن، تقدم، ح: ۳۶، وللحديث شواهد.

۳۹- [صحیح] أخرجه الطحاري في معاني الآثار: ۱/۱۲۳ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸،  
وصححه الذهبي في تلخيص المستدرک: ۲/۵۰۳، ۵۰۴. \* الزهري صرح بالسمع عند أبي نعيم في دلائل  
النوبة: ۲/۱۲۹، ۱۳۰، وأبو عثمان حسن الحديث، راجع الإصابة: ۴/۱۴۹ وغيره.

۱- کتاب الطہارۃ ..... قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

السَّرْحَ قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: كَرَّمَ اللَّهُ رَسُوْلَهُ ﷺ فِي مَنَعِ فَرَمَايَا كَمَا كَرَّمَ كُوْنِي مَخْنُصٌ هُدًى يَأْ لِيْدَ سَ صَفَائِي كَرَّ -  
أَخْبَرَنِي يُوسُفُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي  
عُثْمَانَ بْنِ سَنَةَ الْخَزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
مَسْعُودٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ  
يَسْتَطِيْبَ أَحَدُكُمْ بِعَظْمٍ أَوْ رُوْثٍ .

☀️ فوائد و مسائل: ① نجاست سے صفائی بالعموم پانی یا مٹی کے ساتھ ہی ہوتی ہے کیونکہ یہ دونوں شرعاً و عرفاً مطہر ہیں۔ صفائی کے علاوہ بدبو بھی ختم کرتے ہیں۔ باقی چیزیں مکمل صفائی کرتی ہیں نہ بدبو ہی ختم کرتی ہیں۔ ② ہڈی میں جذب کرنے کی صلاحیت نہیں، بلکہ وہ سخت ہوتی ہے لہذا وہ صحیح صفائی نہ کر سکے گی اور گوبر یا لید تو خود بھی نجس یا نجاست کی طرح ہیں۔ ان سے کیا صفائی ہوگی؟ علاوہ ازیں ہڈی اور لید جنوں اور ان کے جانوروں کی خوراک بھی ہیں لہذا انھیں گندگی سے آلودہ کرنا منع ہے احادیث میں اس کی صراحت ہے۔

(المعجم ۳۶) - أَلْتَهَى عَنِ الْأَسْتِطَابَةِ  
بِالرُّوْثِ (التحفة ۳۶)  
باب: ۳۶- لید کے ساتھ صفائی کرنا  
منع ہے

۴۰- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَعْقَاعُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ أَعْلَمُكُمْ، إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْخَلَاءِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقَبِيْلَةَ وَلَا يَسْتَذْبِرُهَا، وَلَا يَسْتَنْجِ بِسَمِيْنِهِ»، وَكَانَ يَأْمُرُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، وَيَنْهَى عَنِ الرُّوْثِ وَالرَّمْمَةِ .

۳۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارے لیے باپ کی طرح ہوں۔ تمہیں تعلیم دیتا ہوں۔ جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کو جائے تو قبلے کی طرف منہ کرے نہ پیٹھ اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔“ اور اللہ کے رسول ﷺ تین ڈھیلوں (سے صفائی کرنے) کا حکم دیتے تھے۔ اور لید اور ہڈی (کے ساتھ صفائی) سے منع فرماتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ روایت سے لید اور ہڈی سے صفائی کی ممانعت کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد پر

۴۰- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، ح: ۸، وابن ماجه، الطهارة، باب الاستنجاء بالحجارة...، ح: ۳۱۳، ۳۱۲ من حديث ابن عجلان به، وصححه ابن خزيمة: ۴۳/۱، ۴۴، ح: ۸۰، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۸.

۱- کتاب الطہارۃ ..... قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

والدین کی اطاعت واجب ہے اور والدین کا بھی یہ حق ہے کہ اپنی اولاد کو ادب سکھائیں اور دینی تعلیم سے بہرہ ور فرمائیں۔

باب: ۳۷- صفائی میں تین ڈھیلوں سے کم پر اکتفا کرنا منع ہے

(المعجم ۳۷) - النَّهْيُ عَنِ الْاِكْتِفَاءِ فِي  
الْاِسْتِطَابَةِ بِاَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ  
(النحفة ۳۷)

۴۱- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: تحقیق تمہارا نبی تو تمہیں ہر چیز سکھاتا ہے حتیٰ کہ قضائے حاجت کرنا بھی۔ انہوں نے فرمایا: ہاں! آپ نے ہمیں منع فرمایا ہے کہ ہم قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف منہ کریں یا دائیں ہاتھ سے استنجا کریں یا تین ڈھیلوں سے کم پر اکتفا کریں۔

۴۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: وَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: إِنَّ صَاحِبَكُمْ لَيُعَلِّمُكُمْ حَتَّى الْخِرَاءَةَ. قَالَ: أَجَلٌ، نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَايِطٍ أَوْ بَوْلٍ، أَوْ نَسْتَنْجِيَ بِأَيْمَانِنَا، أَوْ نَكْتَفِيَ بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ.

**فوائد و مسائل:** ① یہ آدمی مشرک تھا اور اس نے یہ جملہ تحقیر و مذاق کے انداز میں کہا تھا جسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کمال حکمت سے سنجیدہ انداز میں پیش فرمایا۔ جزاء اللہ احسن الجزاء۔ ② مذکورہ احادیث سے جہاں یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ گوبر اور لید سے صفائی کرنا اور پھر اس غرض کے لیے دائیں ہاتھ کا استعمال ممنوع ہے۔ وہاں یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم تین پتھروں یا ڈھیلوں سے استنجا کرنا ضروری ہے اس سے کم پتھروں سے استنجا کرنے کی ممانعت ہے اگرچہ بسا اوقات صفائی ایک یا دو پتھروں سے بھی ممکن ہو۔ اور یقیناً اس تعداد کے حکم میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے نظافت مزید کی حکمت تو سمجھ میں آتی ہی ہے جبکہ حصول نظافت کی خاطر تین سے زائد ڈھیلوں کا استعمال جب تین سے صفائی حاصل نہ ہو حسب ضرورت مطلوب ہے۔ لیکن طاق عدد کو ملحوظ رکھا جائے جیسا کہ حدیث میں اس کی صراحت ہے: [وَمَنْ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ] جو ڈھیلے استعمال کرے تو چاہیے کہ طاق استعمال کرے۔ (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۱۶۱)

(المعجم ۳۸) - اَلرُّخْصَةُ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِحَجَرَيْنِ (النحفة ۳۸)

باب: ۳۸- (بجالت مجبوری) دو ڈھیلوں سے صفائی کرنے کی رخصت

۴۲- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلِيمَانَ قَالَ: ۴۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۴۱- أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب الاستطابة، ح: ۲۶۲ من حدیث ابی معاویۃ بہ، وهو فی الکبیری، ح: ۴۰.

۴۲- أخرجه البخاری، الوضوء، باب: لا یستنجدی بروث، ح: ۱۵۶ عن ابی نعیم بہ، وهو فی الکبیری، ح: ۴۳.

## ۱- کتاب الطہارۃ


تقاضے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

کہ نبی ﷺ قضائے حاجت کو گئے اور مجھے حکم دیا کہ میں تین ڈھیلے لاؤں۔ مجھے دو ڈھیلے تو مل گئے تیسرا تلاش کیا مگر نہ ملا۔ سو میں نے لید کا ٹکڑا اٹھالیا اور انھیں نبی ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ نے ڈھیلے تو لے لیے جب کہ لید پھینک دی اور فرمایا: ”یہ تو پلید ہے۔“

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: لَيْسَ أَبُو عُبَيْدَةَ ذَكَرَهُ وَلَكِنْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ يَقُولُ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ الْغَائِطَ، وَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّلَاثَ فَلَمْ أَجِدْهُ، فَأَخَذْتُ رَوْثَةً فَأَتَيْتُ بِهِنَّ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَالْقَى الرِّوْثَةَ وَقَالَ: «هَذِهِ رِكْسٌ».

امام ابو عبدالرحمن (نسائی) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: [رِکْسٌ] کے معنی ”جنوں کی خوراک“ ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: الرِّكْسُ: طَعَامُ الْجِنِّ.

 فوائد و مسائل: ① امام نسائی رضی اللہ عنہ حدیث میں مذکور لفظ [رِکْسٌ] کا مطلب بیان کر رہے ہیں، مگر یہ معنی لغت کی کسی کتاب میں نہیں پایا جاتا۔ ممکن ہے امام صاحب کا مطلب یہ ہو کہ لید سے استنجانہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ جنوں کی خوراک ہے نہ یہ کہ وہ پلید ہے۔ واللہ أعلم۔ ② سنن: ابی کی اس حدیث میں تو یہاں اتنے ہی الفاظ ہیں مگر مسند احمد میں اس کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ نے فرمایا: [إِنِّي سَبِي بِحَجَرٍ] ”ایک ڈھیلہ اور لا۔“ (مسند احمد: ۴۵۰/۱) اس سے گویا دو ڈھیلوں پر اکتفا ثابت نہ ہوا بلکہ اس سے تو تین ڈھیلوں کی شرطیت اخذ ہوتی ہے۔ اگر بالفرض بہ امر مجبوری دو یا ایک ڈھیلہ ہی ہو تو انھیں بھی مختلف اطراف سے احتیاط کے ساتھ تین دفعہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (التبیان فی تخریج و تبویب أحادیث بلوغ المرام: ۲/۲۱۳، ۲۱۴)

باب ۳۹- ایک ڈھیلے سے صفائی

(المعجم ۳۹) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي

کرنے کی رخصت

الْإِسْتِطَابَةِ بِحَجَرٍ وَاحِدٍ (التحفة ۳۹)

۴۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: ۴۳- حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ

۴۳- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المضمضة والاستنشاق، ح: ۲۷ من حديث جرير بن عبد الحميد به، وتابعه حماد بن زيد عند ابن ماجه، ح: ۴۰۶ وغيره، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۴۵.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل  
 أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَجَمَرْتَ فَأَوْتِرْ».

☀️ فائدہ: اس حدیث سے ایک ڈھیلے کے کافی ہونے پر استدلال کرنا کمزور ہے کیونکہ یہاں ایک ڈھیلے کی صراحت نہیں۔ امام صاحب کا استدلال ”طاق“ کے لفظ سے ہے کہ وہ ایک کو بھی شامل ہے حالانکہ دوسری احادیث میں تین سے کم کی صریح نفی ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث (۴۱) میں اور صحیح مسلم میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین ڈھیلوں سے کم سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۶۲) کسی ایک حدیث کو دوسری حدیث سے قطع نہیں کیا جاسکتا۔ روایات کو ملانے سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں ”طاق“ سے مراد تین یا تین سے اوپر طاق عدد ہے کیونکہ اصول یہ ہے کہ مطلق دلیل کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ احادیث میں کم از کم تین پتھروں پر اکتفا کرنے کی اجازت ہے اس سے کم پر نہیں کیونکہ ایسا کرنا شرعاً ممنوع ہے البتہ مجبوری کی حالت میں کہ جب تین ڈھیلے نہ ملتے ہوں تو دو یا ایک ڈھیلا استعمال کرنا جائز ہے یا ایک ڈھیلا تین دفعہ استعمال کیا جاسکتا ہے اس لیے کہ عام حالات کو مجبوری کی صورتوں پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم۔

باب: ۴۰- صفائی کے لیے صرف ڈھیلے کافی ہیں، کسی اور چیز کی ضرورت نہیں

(المعجم ۴۰) - الْأَجْتِرَاءُ فِي الْإِسْتِطَابَةِ بِالْحِجَارَةِ دُونَ غَيْرِهَا (التحفة ۴۰)

۴۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ قُرْطُ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ، فَلْيَذْهَبْ مَعَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَلْيَسْتِطِبْ بِهَا، فَإِنَّهَا تُجْزِي عَنْهُ».

۴۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کو جائے تو اپنے ساتھ تین ڈھیلے لے جائے اور ان سے صفائی کرے وہ اسے کافی ہوں گے۔“

☀️ نواد و مسائل: ① ڈھیلے استنجا کے لیے کافی ہیں بشرطیکہ ان سے پوری صفائی ہو جائے، یعنی نہ تو گندگی کا اثر باقی رہے اور نہ بدبو۔ اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ ڈھیلوں سے صحیح صفائی نہ ہو سکے یا بدبو زائل نہ ہو تو

۴۴- [حسن] أخرجه أبو داود، الطہارۃ، باب الاستنجاء بالأحجار، ح: ۴۰ من حدیث أبي حازم به، وهو في الكبرى، ح: ۴۲، وصححه الدارقطني: ۱/۵۴، ۵۵.

۱- کتاب الطهارة ..... قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

پانی استعمال کرنا ضروری ہے۔ ① مٹی میں صفائی کرنے اور بدبو ختم کرنے کی خاصیت رکھی گئی ہے اس لیے پانی کی عدم موجودگی میں اس سے طہارت حاصل کرنا شرعاً و عقلاً درست ہے۔ اسی طرح مٹی کی عدم موجودگی میں جو بھی چیز نجاست کے زائل کرنے اور طہارت کے حصول میں مفید ثابت ہو، اسے استعمال کیا جاسکتا ہے جیسے روٹی اور ٹشو پیپر وغیرہ۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۴۱) - أَلَا سْتَنْجَاءٌ بِالْمَاءِ  
(التحفة ۴۱)

۴۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الحنک میں داخل ہوتے تو میں اور میرے ساتھ مجھ جیسا کوئی اور لڑکا پانی کا برتن اٹھاتا آپ اس پانی سے استنجا کرتے۔

۴۵- أَخْبَرَنَا النَّضْرُ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ أَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ مَعِيَ نَحْوِي إِذَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ فَيَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ.

فوائد و مسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ ڈھیلے استعمال کرنا ضروری نہیں بلکہ براہ راست پانی سے استنجا کیا جاسکتا ہے اور یہی افضل ہے۔ حدیث میں آیت: ﴿فِيهِ رَجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا﴾ ”اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں۔“ کی صحیح شان نزول یہی بیان ہوئی ہے کہ اہل قباء صرف پانی کے ساتھ استنجا کرتے تھے۔ اور آیت میں اس طہارت کی بنا پر ان کی تعریف فرمائی گئی ہے۔ (سنن أبي داود، الطهارة، حدیث: ۴۴) جب کہ بعض حضرات اس نظریے کے حامل ہیں کہ یہ ایک مشروب ہے اور کھانے پینے میں اس کا استعمال ہوتا ہے نیز ڈھیلے استعمال کیے بغیر براہ راست پانی استعمال کرنے سے پانی بھی گندہ ہو جائے گا اور ہاتھ بھی آلودہ ہوں گے ان کا خیال ہے کہ اگر ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد پانی استعمال کیا جائے تو یہ تمام قباحتیں ختم ہو جائیں گی۔ ② اہل قباء کی تعریف میں جو آیت نازل ہوئی، اس کی وجہ ان کا پتھروں اور پھر پانی سے استنجا کرنا تھی کیونکہ اس مفہوم کی روایت محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔ دیکھیے: (مجمع الزوائد: ۲۹۱/۱، حدیث: ۱۰۵۳) اس لیے مستحب صرف پانی سے استنجا کرنا ہی ہے۔ واللہ اعلم۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی اپنے ماتحت آزاد لوگوں سے خدمت لے سکتا ہے نیز نیک لوگوں کی خدمت کرنا درست ہے۔

۴۵- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الاستنجاء بالماء، ح: ۱۵۰، ومسلم، الطهارة، باب الاستنجاء بالماء من التبرز، ح: ۲۷۱ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۴۷.



۱- کتاب الطہارۃ ..... قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

۴۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مُرْنَا أَزْوَاجَكُنَّ أَنْ يَسْتَطْبِئُوا بِالْمَاءِ فَإِنِّي أَسْتَحْيِيهِمْ مِنْهُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ.

۴۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں سے فرمایا: اپنے خاوندوں سے کہو کہ وہ پانی سے صفائی کیا کریں۔ مجھے یہ بات کہتے ہوئے ان سے شرم آتی ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ پانی سے صفائی کیا کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: اس حدیث سے بھی یہی مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ پانی سے استنجا کرنا افضل ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی بھی عادت مبارکہ یہی تھی نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف پانی سے استنجا کرنا مکروہ نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۱/۳۲۹، تحت حدیث: ۱۵۰)

(المعجم ۴۲) - النَّهْيُ عَنِ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ (التحفة ۴۲)

باب: ۴۲- دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت

۴۷- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَسَّسْ فِي إِنْثَائِهِ، وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسْ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَتَمَسَّحُ بِيَمِينِهِ».

۴۷- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی پیسے تو برتن میں (پیتے ہوئے) سانس نہ لے اور جب قضائے حاجت کرے تو دائیں ہاتھ سے اپنی شرم گاہ نہ چھوئے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا ہی کرے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① برتن میں سانس لینے سے مراد یہ ہے کہ پیتے پیتے سانس لے، یہ ممنوع ہے۔ شاید یہ ممانعت اس لیے ہو کہ اس صورت میں ناک سے سانس کے ساتھ غلاظت خارج ہونے کا احتمال ہوتا ہے کہ جس سے مشروب آلودہ ہو جائے گا نیز سانس کے ساتھ پھیپھڑے کے فاسد مادوں کی آمیزش ہوتی ہے وہ بھی پانی میں شامل ہو جائیں گے نیز اس میں جانوروں سے مشابہت ہے وہ پیتے پیتے سانس لیتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ سانس لینے کے لیے برتن کو منہ سے الگ کیا جائے۔ ② چونکہ دایاں ہاتھ کھانے کے لیے استعمال ہوتا ہے اس لیے اس سے استنجا کرنے سے متنع فرمایا۔ اور عقل سلیم بھی اس چیز کا تقاضا کرتی ہے کہ کھانے اور

۴۶- [صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب [ما جاء في] الاستنجاء بالماء، ح: ۱۹، عن قتبية به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۴۶، ورواه يزيد الرشك عن معاذة به (مسند أحمد ۶/۱۱۳).

۴۷- [صحیح] تقدم طرفه، ح: ۲۴، وهو في الكبرى، ح: ۴۱.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

استنجے کے لیے ایک ہی ہاتھ کا استعمال نہ ہو۔

۴۸- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص برتن میں سانس لے اپنی شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے چھوئے یا دائیں ہاتھ سے صفائی (استنجا) کرے۔

۴۸- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ، وَأَنْ يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَأَنْ يَسْتَطِيبَ بِيَمِينِهِ.

۴۹- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مشرکین نے (استہزاء) کہا: ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا نبی تمہیں قضائے حاجت کا طریقہ بھی بتاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں! آپ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص داہنے ہاتھ سے استنجا کرے یا قبلہ رخ بیٹھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی شخص تین سے کم ڈھیلوں سے استنجا نہ کرے۔“

۴۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَشُعَيْبُ ابْنُ يُوسُفَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَرِيدٍ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّا لَنَرَى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ الْخِرَاءَةَ قَالَ: أَجَلْ، نَهَانَا أَنْ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِيَمِينِهِ، وَيَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَقَالَ: «لَا يَسْتَنْجِيَ أَحَدُكُمْ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ».

باب ۴۳- استنجا کرنے کے بعد ہاتھ زمین پر ملنا

(المعجم ۴۳) - بَابُ ذَلِكَ الْيَدِ بِالْأَرْضِ  
بَعْدَ الْأِسْتِنْجَاءِ (التحفة ۴۳)

۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۵۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۴۸- [صحیح] انظر الحديث السابق.

۴۹- [صحیح] تقدم، ح: ۴۱.

۵۰- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الرجل يذلك يده بالأرض ... ح: ۴۵، وابن ماجه، الطهارة، باب من ذلك يده بالأرض ... ح: ۳۵۸ من حديث وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ۴۸. \* شريك القاضي صرح بالسماع عند ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۸.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ فضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

المُبَارَكِ الْمُحَرَّمِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ شَرِيكِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَلَمَّا اسْتَنْجَى ذَلِكَ يَدُهُ بِالْأَرْضِ.

نبی ﷺ نے وضو فرمایا (اس سے پہلے) جب استنجے سے فارغ ہوئے تو ہاتھ زمین پر ملا۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① پانی کے ساتھ دھونے سے بسا اوقات ہاتھ سے بدبو نہیں جاتی۔ مٹی پر ملنے سے بدبو ختم ہو جاتی ہے اور اگر کوئی چکنائی والی نجاست ہو تو چکنائی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ آج کل صابن وغیرہ ملنے سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے مٹی ضروری نہیں کیونکہ مقصد تو پاکیزگی اور صفائی ہے۔ ② شرم گاہ اور ہاتھ کا درجہ ایک نہیں لہذا ہاتھ کی خصوصی صفائی ضروری ہے کیونکہ ہاتھ کھانے پینے، قراءت قرآن اور اوراد و وظائف میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

۵۱- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ حَرْبٍ - [قَالَ]: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَى الْخَلَاءَ فَقَضَى الْحَاجَةَ، ثُمَّ قَالَ: «يَا جَرِيرُ! هَاتِ طَهُورًا» فَأَتَيْتُهُ بِالْمَاءِ فَاسْتَنْجَى بِالْمَاءِ وَقَالَ بِيَدِهِ فَذَلِكَ بِهَا الْأَرْضُ.

۵۱- حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ بیت الخلا میں گئے، فضائے حاجت کی پھر آپ نے فرمایا: ”اے جریر! پانی لاؤ۔“ میں پانی لایا۔ آپ نے اس سے استنجا کیا، پھر اپنا ہاتھ زمین پر ملا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ شَرِيكِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

ابو عبد الرحمن (امام نسائی) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ حدیث شریک کی روایت سے زیادہ درست ہے۔ واللہ اعلم۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① شریک کی روایت سے مراد اوپر والی روایت (۵۰) ہے جسے شریک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ظاہر کیا ہے جبکہ یہ روایت ابان سے ہے۔ ابان نے اس روایت کو حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کیا ہے جبکہ امام صاحب کا مقصد یہ ہے کہ یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت جریر سے ہونی چاہیے البتہ اس صورت میں یہ روایت منقطع ہوگی کیونکہ محدثین کے فیصلے کے مطابق ابان کے استاذ ابراہیم بن

۵۱- [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب من ذلك يده بالأرض بعد الاستنجاء، ح: ۳۵۹ من حديث أبان بن إبراهيم صدوق لكنه لم يسمع من أبيه، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

## ۱- کتاب الطہارۃ ..... پانی سے متعلق احکام و مسائل

جریر کا اپنے والد حضرت جریر رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام نسائی رضی اللہ عنہما کا اس روایت کو زیادہ صحیح کہنے سے یہ مقصود نہیں کہ یہ روایت صحیح ہے بلکہ ان کا مقصود یہ ہے کہ اس روایت میں بجائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے حضرت جریر کا ذکر درست ہے۔ بعض محدثین نے دونوں روایات کو صحیح قرار دیا ہے، یعنی یہ روایت حضرت جریر سے بھی منقول ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی کیونکہ شریک حفظ وضبط میں ابان سے کم نہیں بلکہ امام مسلم نے شریک کی روایات صحیح مسلم میں بیان کی ہیں۔ واللہ اعلم۔<sup>①</sup> "قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ" یہ مقولہ خود امام نسائی رضی اللہ عنہما کا بھی ہو سکتا ہے، یعنی اپنے آپ کو کفایت کے ساتھ غائبانہ انداز میں ذکر فرمایا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے شاگرد شیخ ابن سنی کا مقولہ ہو۔ پہلی بات زیادہ قرین قیاس ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۴۴) - بَابُ التَّوَقُّيْتِ فِي الْمَاءِ      باب: ۴۴- (قلیل اور کثیر) پانی کی تحدید

(التحفة ۴۴)

۵۲- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَالْحُسَيْنُ ابْنُ حَرْبٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنْبُؤُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسَّبَاعِ فَقَالَ: «إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلْتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ».

۵۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جس پر عام جانور اور درندے (پانی پینے اور نہانے کے لیے) آتے جاتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جب پانی دو منکے (یا اس سے زائد) ہو تو وہ (مذکورہ چیزوں سے) پلید نہیں ہوتا“

فوائد و مسائل: ① باب کا مقصد ماء کثیر کی حد بیان کرنا ہے جو معمولی نجاست سے پلید نہیں ہوتا بشرطیکہ رنگ، بو اور ذائقہ نہ بدلے۔ ② [قُلَّةٌ] بڑے منکے کو کہتے ہیں اس کے چھوٹے اور بڑے ہونے کی وجہ سے اس کی مقدار میں اختلاف رائے واقع ہوا ہے۔ لیکن عرب میں ہجر (شہر یا بستی کا نام) کے منکے مشہور و معروف تھے۔ شعراء نے اپنے اشعار میں بکثرت اس کا استعمال کیا ہے اور امثال میں بھی اسے بہت بیان کیا ہے۔ حدیث میں بیان شدہ منکے سے یہی ہجر کا منکا مراد ہے دوسرا کوئی منکا مراد نہیں ہو سکتا۔ اور ان کے منکے میں اڑھائی سوزل پانی کے سامنے کی گنجائش تھی لہذا دو قلوں کے پانی کی مقدار پانچ صدرطل ہوئی جو موجودہ زمانے کے پیانے کے مطابق دو سو ستائیس کلوگرام ہوتی ہے۔ ③ شریعت نے قلیل پانی اور کثیر پانی کے حکم میں

۵۲- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب ما ينجنس الماء، ح: ۶۳ من حديث أبي أسامة به، وهو في الكبرى، ح: ۵۰، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۸، والحاكم ۱/۱۳۲، ۱۳۳، والشافعي، وأحمد، وابن خزيمة وغيرهم.

## ۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ پانی سے متعلق احکام و مسائل

فرق کیا ہے۔ قلیل پانی تو تھوڑی سی نجاست سے بھی پلید ہو جاتا ہے، خواہ رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہ بھی ہو، مگر کثیر پانی اس وقت تک پلید نہیں ہوتا جب تک نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ یا بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے۔ ظاہر ہے قلیل پانی برتن میں ہوگا اور برتن والے پانی کی حفاظت ممکن اور آسان ہے جب کہ کثیر پانی کسی کھلی جگہ میں ہوگا اور کھلے پانی کی حفاظت ممکن نہیں۔ ہوا اور بارش کے ذریعے سے اس میں مختلف چیزیں گرتی رہتی ہیں۔ جانوروں اور پرندوں کی نجاست بھی اس میں گرتی رہتی ہے۔ اگر تھوڑی سی نجاست سے اسے پلید قرار دے دیا جاتا تو لوگوں کو انتہائی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا۔ تنگی دور کرنا بھی شریعت کا مستقل ضابطہ ہے، لہذا کھلا پانی اس وقت تک پاک رہتا ہے جب تک اس میں اتنی زیادہ نجاست نہ مل جائے کہ رنگ، بو اور ذائقہ تک بدل جائے۔

④ اس حدیث میں اگرچہ رنگ، بو اور ذائقہ کا ذکر نہیں، مگر دوسری احادیث میں صراحتاً مذکور ہے۔ فتویٰ دیتے ہوئے کسی ایک روایت کو بنیاد نہیں بنایا جاسکتا، بلکہ پیش آمدہ مسئلے سے متعلقہ تمام آیات و احادیث اور آثار کو مد نظر رکھ کر ہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔ ⑤ علمائے احناف نے اس تحدید کو تسلیم نہیں کیا مگر اپنی طرف سے وہ دور (10x10) کی حد مقرر کی ہے اس کے علاوہ ان میں باہم سخت اختلاف بھی ہے یہاں تک کہ ان کے فقہاء کے قلیل و کثیر پانی کی تحدید کے متعلق چودہ اقوال ہیں۔ ⑥ پانی سے متعلق تفصیلی احکام و مسائل کی بابت کتاب المیاء کا ابتدائی دیکھیے۔

باب: ۴۵- پانی میں کوئی حد بندی نہیں

(المعجم ۴۵) - تَرَكَ التَّوْقِيتِ فِي الْمَاءِ

(التحفة ۴۵)

۵۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نے مسجد نبوی میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ کچھ لوگ اس کی طرف بڑھے (تاکہ اسے روکیں۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے رہنے دو اور اس کا پیشاب نہ روکو۔“ جب وہ پیشاب سے فارغ ہوا تو آپ نے پانی سے بھرا ہوا ڈول منگوا لیا اور پیشاب پر بہا دیا۔

۵۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ عَلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «دَعُوهُ، لَا تُزْرِمُوهُ». فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بَدَلُو فِصْبَهُ عَلَيْهِ.

ابو عبد الرحمن (امام نسائی) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: [لَا تُزْرِمُوهُ] کے معنی ہیں: ”اس کا پیشاب نہ روکو۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: يَعْنِي لَا تَقْطَعُوا عَلَيْهِ.

۵۳- أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب وجوب غسل البول وغيره... الخ، ح: ۲۸۴ عن قتیبۃ، والبخاری، الأدب، باب الرفق فی الأمر کلہ، ح: ۶۰۲۵ من حدیث حماد بن زید بہ، وهو فی الکبری، ح: ۵۱.

۱- کتاب الطہارۃ

پانی سے متعلق احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس باب میں بعض روایات ایسی بھی ہیں جو مذکورہ احادیث (پچھلے باب کے تحت) میں بیان شدہ تحدید سے خالی یا ظاہراً اس کے خلاف محسوس ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی سنن ابوداؤد اور سنن نسائی کے بعض نسخوں میں مروی ہے، فرماتے ہیں: [قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اَتَتَوَضَّأُ مِنْ بَعْرِ بَضَاعَةٍ، وَ هِيَ بَعْرٌ يُلْقَى فِيهَا الْحَيْضُ وَ لَحُومُ الْكِلَابِ وَ النَّتْنُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ] اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہم بضاعہ کے کنویں سے وضو کر لیا کریں؟ کیونکہ اس میں حیض کے چھتھرے، کتوں کا گوشت اور بدبودار چیزیں چھینکی جاتی ہیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”(اتنا کھلا) پانی ظاہر اور مطہر رہتا ہے، ایسی کوئی چیز اسے پلید نہیں کرتی۔“ (جامع الترمذی، الطہارۃ، حدیث: ۶۶، وسنن أبي داود، الطہارۃ، حدیث: ۶۶) ② بئر بضاعہ ایک محلے کا کنواں تھا جس کے ارد گرد منڈیر بلند نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ چیزیں آندھی یا بارش پانی کی وجہ سے کنویں میں گر جاتی تھیں نہ کہ انھیں قصداً ڈالا جاتا تھا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی جماعت سے اس کا تصور بھی محال ہے اور پھر بعد میں ان چیزوں کو کنویں سے نکال بھی دیا جاتا تھا جیسا کہ رہائشی علاقوں کے کنوؤں میں ہوتا ہے بلکہ مزید پانی نکال کر گندگی کے اثرات بھی ختم کر دیے جاتے ہیں۔ ان وضاحتی قیود کو ذہن میں رکھ کر حدیث کو پڑھا جائے۔ ③ اس کنویں کا پانی ظاہر ہے کثیر پانی تھا اور دو قلعے سے زائد تھا، لہذا یہ پلید چیزیں نکالے جانے اور ان کے اثرات ختم کیے جانے کے بعد جب پانی کا رنگ، بو اور ذائقہ صحیح رہتا تھا، تو پانی پلید ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ ④ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بعض حضرات نے قلتین والی روایت کے مخالف سمجھا ہے کیونکہ ایک ڈول پانی ہر حال میں قلتین سے کم ہے۔ اور پیشاب پڑانے سے وہ پانی پلید نہیں ہوا بلکہ جگہ بھی پاک ہوگئی۔ لیکن یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ کسی گندگی پر پانی ڈالنا الگ بات ہے اور پانی پر گندگی کا واقع ہونا الگ بات ہے۔ اور قلتین والی حدیث پانی میں گندگی پڑنے کی صورت ہے، لہذا ان میں کوئی تعارض نہیں، جیسے ہر درندہ جو حرام ہے اس کا جوٹھا پلید ہے، مگر بلی کا جوٹھا پاک ہے۔ خاص چیز کے حکم میں کوئی خصوصی مصلحت ہو سکتی ہے جو عام ضابطے کو ختم نہیں کر سکتی۔ متعلقہ مسئلے میں چونکہ پیشاب زمین میں جذب ہو چکا تھا اور ایسی زمین کو نجاست سے مکمل طور پر پاک کرنا ممکن نہ تھا، لہذا لوگوں کی تنگی کے پیش نظر ایک ڈول بہانا کافی سمجھا گیا جس سے زمین کی بالائی سطح پر ہاتی ماندہ پیشاب کے اثرات زائل ہو جائیں اور پانی کے ساتھ نیچے چلے جائیں اور سطح زمین صاف ہو جائے۔ ⑤ یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کے حسن اخلاق کی اعلیٰ مثال ہے کہ آپ اس کی غیر مہذب حرکت پر اشتعال میں نہیں آئے بلکہ اسے معذور سمجھ کر اپنے پاس بلا یا اور پیار سے مسئلہ سمجھایا۔ اس حسن سلوک کا اس شخص نے بعد میں اعلانیہ اظہار کیا۔

۱- کتاب الطہارۃ

پانی سے متعلق احکام و مسائل

۵۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَالَ أَغْرَابِيُّ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ.

۵۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی کا ایک ڈول لانے کا حکم دیا جسے اس پر بہا دیا گیا۔

۵۵- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: جَاءَ أَغْرَابِيُّ إِلَى الْمَسْجِدِ فَبَالَ، فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أُتْرِكُوهُ». فَتَرَكَوهُ حَتَّى بَالَ ثُمَّ أَمَرَ بِدَلْوٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ.

۵۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں آیا اور پیشاب کرنے لگا۔ لوگ اسے ڈانٹنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے کر لینے دو۔“ لوگوں نے اسے کچھ نہ کہا حتیٰ کہ وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا پھر آپ نے ایک ڈول پانی منگوایا اور اسے اس پر بہا دیا گیا۔

☀️ فائدہ: اس شخص کا نام ذوالخویصرہ تھا، چونکہ وہ پیشاب شروع کر چکا تھا اور جگہ بھی پلید ہو چکی تھی، اس لیے اسے روکنا بے فائدہ تھا، اب اسے روکتے تو ممکن تھا کہ پیشاب نہ رکتا اور وہ چلتے چلتے پانی مسجد بھی پلید کر ڈالتا یا پیشاب رک جاتا تو اس کے مٹانے میں خرابی واقع ہو جاتی۔ گویا نبی اکرم ﷺ نے دو متحقق خرابیوں اور مفاسد میں سے اس مفسدے کو برواشت اور اختیار کرنے کی تلقین کی جو نسبتاً دوسرے سے قباحت میں کم تھا اور وہ تھا مسجد میں پیشاب کرنا، جبکہ دوران پیشاب میں دیہاتی کو پیشاب کرنے سے روکنا، یہ اس سے بھی بڑھ کر اس کے لیے اذیت ناک تھا اور مسجد میں مزید آلودگی پھیلنے کا خدشہ بھی تھا، لہذا اس دلیل کو مد نظر رکھتے ہوئے علمائے اسلام نے اس حدیث سے أحف الضررین، یعنی خفیف ترین ضرر اور اذیت کو بڑی اذیت اور قباحت کے مقابلے میں اختیار کرنے کا قاعدہ استخراج کیا ہے۔

۵۶- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۵۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

۵۴- أخرجه البخاري، الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد، ح: ۲۲۱، ومسلم، الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره من النجاسات... الخ، ح: ۲۸۴ من حديث يحيى الأنصاري به، وهو في الكبرى، ح: ۵۲. عبيدة هو ابن حميد كما في تحفة الأشراف/ ۱/ ۴۲۸، ح: ۱۶۵۷.

۵۵- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۵۳، وأخرجه البخاري، ح: ۲۲۱ من حديث عبدالله ابن المبارك به.

۵۶- أخرجه البخاري، الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد، ح: ۲۲۰ وغيره من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۵۴.

۱- کتاب الطہارۃ

پانی سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْوَّاحِدِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَتَنَّاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «دَعُوهُ، وَأَهْرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُسَيَّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ».

بدوی مسجد میں کھڑا ہوا اور اس نے پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے اسے جالیہا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”اسے کچھ نہ کہو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔ تمہیں نرمی اور آسانی کے لیے بھیجا گیا ہے نہ کہ سختی اور تنگی کے لیے۔“

فائدہ: یہ روایت بظاہر ان روایات کے خلاف ہے جن میں زمین کے خشک ہونے کو اس کی پاکیزگی کہا گیا ہے مگر کہا جاسکتا ہے کہ وہ روایات اس زمین کے بارے میں ہیں جس کی نجاست کا بروقت پتہ نہ چلے اور خشک ہو جائے اور یہ روایت اس زمین کے بارے میں ہے جس کی نجاست کا بروقت پتہ چل جائے جیسا کہ مذکورہ واقعے میں ہے۔ یا اس روایت میں وقتی طہارت کا ذکر ہے اور ان روایات میں مستقل طہارت کا۔ کسی روایت کو چھوڑ دینے سے بہتر ہے کہ اس پر مخصوص حالت میں عمل کیا جائے۔ روایات کے درمیان تطبیق دینا ان میں سے کسی کے ترک سے بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۴۶) - بَابُ الْمَاءِ الدَّائِمِ

(التحفة ۴۶)

۵۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ».

۵۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں پیشاب قطعاً نہ کرے (ہو سکتا ہے) کہ پھر بعد میں اس سے وضو کر لے۔“

قَالَ عَوْفٌ: وَقَالَ خِلَاسٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

راوی حدیث عوف نے کہا: خلاص نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی روایت بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① گویا اس روایت میں عوف کے دو استاذ ہیں محمد بن سیرین اور خلاص اور یہ دونوں

۵۷- أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ۲۸۲، وأحمد: ۲/۲۵۹، ۴۹۲، ۵۲۹ من حديث عوف الأعرابي من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرى، ح: ۵۶، ۵۵.



۱- کتاب الطہارۃ ..... پانی سے متعلق احکام و مسائل


حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ ① ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنے سے اس لیے منع کیا تھا کہ یہ پانی کی نجاست کا سبب بن سکتا ہے کیونکہ بار بار پیشاب کرنے یا کسی اشخاص کے پیشاب کرنے سے پانی کا رنگ بویا ذائقہ بدل سکتا ہے۔ اس طرح پانی ناقابل استعمال ہو جائے گا۔ وضو اور غسل کرنے والوں کو دقت پیش آئے گی۔

۵۸- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُؤَلَّنُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ نَمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ».

۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی ٹھہرے پانی میں بالکل پیشاب نہ کرے (ہو سکتا ہے) کہ پھر بعد میں اس سے غسل کرے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: كَانَ يَعْقُوبُ لَا يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ إِلَّا بِدِينَارٍ.

ابو عبد الرحمن (امام نسائی) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (میرے استاذ) یعقوب بن ابراہیم یہ حدیث دینار لیے بغیر بیان نہیں کرتے تھے۔

 فائدہ: تعلیم حدیث پر اجرت لینے کے بارے میں اہل علم میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اجرت لینا جائز نہیں اور بعض اسے جائز سمجھتے ہیں۔ خصوصاً جب محدث تدریس حدیث کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہ کرے۔ یعقوب دورقی کے نزدیک اس پر اجرت لینا جائز ہے اس لیے وہ یہ حدیث بیان کرنے پر اجرت لیتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان: [إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أُجْرًا كِتَابَ اللَّهِ] ”بے شک جن چیزوں پر تم اجرت لے سکتے ہو ان میں سب سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہے۔“ (صحیح البخاری، الطب، حدیث: ۵۷۳۷) سے بھی اس کا جواز ثابت ہوتا ہے لہذا ضرورت کے پیش نظر تدریس حدیث پر اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن بلا ضرورت اور کشائش کے باوجود اس کی حرص و طمع رکھنا اخلاص کے منافی ہے لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۴۷) - بَابُ فِي مَاءِ الْبَحْرِ (النحفة ۴۷)

باب: ۴۷- سمندری پانی کا حکم

۵۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک ۵۸- أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، والمزي في تهذيب الكمال: ۱۶۹/۲۰، ۱۷۰ من حديث يعقوب بن ابراهيم الدورقي من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرى، ح: ۵۷.

۵۹ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب [ما جاء] في ماء البحر أنه طهور، ح: ۶۹ عن فتية به، ۴۰

## ۱- کتاب الطہارۃ

پانی سے متعلق احکام و مسائل

آدی نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا بہت پانی لے جاتے ہیں چنانچہ اگر ہم باس سے وضو کریں تو پیا سے رہ جائیں تو کیا ہم سمندری پانی سے وضو کر لیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سمندر کا پانی طاہر و مطہر ہے اور اس میں مر جانے والے جانور حلال ہیں۔“

صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَرَكِبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفْتَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هُوَ الطَّهْرُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ».

🌞 نواد و مسائل: ① سوال کا سبب یہ تھا کہ سمندری پانی سخت نمکین ہوتا ہے اور اس میں سمندری جانور اور مسافر مرتے رہتے ہیں۔ ان کی گندگی بھی وہیں رہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ شرعاً ناقابل استعمال ہو مگر نبی اکرم ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ ان سب کے باوجود سمندری پانی پاک ہے اور دوسری چیزوں کو بھی پاک کرنے کی اہلیت رکھتا ہے کیونکہ یہ ماء کثیر ہے نیز اللہ تعالیٰ نے اس پانی میں ایسے اجزاء شامل فرمائے ہیں کہ اس پانی میں گندگی گرنے کے باوجود تعفن پیدا نہیں ہوتا۔ رنگ، بو اور ذائقہ بھی نہیں بدلتا۔ ② [الْحِلُّ مَيْتَتُهُ] یعنی سمندری جانور جو سمندر میں مر جائیں حلال ہیں۔ اس جملے کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ چونکہ سمندری جانور حلال ہیں (مرنے کے بعد بھی) لہذا ان کی موت سے پانی پلید نہیں ہوتا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ایک مزید حکم معلوم ہو گیا کہ اگر دوران سفر میں کھانے کے لیے ایسا جانور مل جائے تو اسے بلا تردد کھایا جاسکتا ہے۔ یہ بحث کہ اس [میتہ] ”مردار“ سے صرف مچھلی مراد ہے یا ہر سمندری جانور اپنے مقام پر آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

⑤ سوال کرنے والے آدی کا نام عبداللہ مدعی تھا۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (عون المعبود: ۱۵۲/۱، حدیث: ۸۳)

(المعجم ۴۸) - بَابُ الْوُضُوءِ بِالْتَّلَجِ باب: ۲۸- برف سے وضو کرنے کا بیان

(التحفة ۴۸)

۶۰- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ [قَالَ]: ۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ

◀ وأبو داود، الطهارة، باب الوضوء بماء البحر، ح: ۸۳، وابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء بماء البحر، ح: ۳۲۴۶/۳۸۶ من حدیث مالک به، وهو فی الموطأ (یحیی): ۲۲/۱، والکبری للنسائی، ح: ۵۸، وقال الترمذی: حسن صحیح، وصححه البخاری، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم.

۶۰- أخرجه البخاری، الأذان، باب ما یقول بعد التکبیر، ح: ۷۴۴، ومسلم، المساجد، باب ما یقال بین تکبیرة الاحرام والقراءة، ح: ۵۹۸ من حدیث جریر، من حدیث عمارة به، وهو فی الکبری، ح: ۶۰.

۱- کتاب الطہارۃ

پانی سے متعلق احکام و مسائل

کے رسول ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو کچھ دیر چپ رہتے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ نذا ہوں۔ آپ بگیر تحریر اور قراءت کے درمیان خاموشی کے وقت کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”میں کہتا ہوں: [اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ الثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرْدِ] اے اللہ! میرے اور میری غلطیوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا فاصلہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان کیا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری غلطیوں سے اس طرح صاف فرما دے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری غلطیوں سے برف، پانی اور اولوں کے ساتھ دھو دے۔“

أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقُعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ سَكَتَ هُنَيْهَةً فَقُلْتُ: يَا أَبِی أَمَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا تَقُولُ فِي سُكُوتِكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ؟ قَالَ: «أَقُولُ: اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنْقَى الثُّوبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرْدِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① حدیث کی باب سے مطابقت واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برف کو پانی کے برابر ذکر فرمایا ہے لہذا اس سے وضو ہو سکتا ہے۔ ② اس دعا میں پانی، برف اور اولوں کے ذکر سے مقصود یہ ہے کہ میرے گناہوں کو ہر ممکن طریقے سے مجھ سے دور فرما دے۔ ان سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی مختلف صورتوں کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔

باب: ۴۹- برف کے پانی سے وضو کرنے

(المعجم ۴۹) - الْوُضُوءُ بِمَاءِ الثَّلْجِ

کا بیان

(التحفة ۴۹)

۶۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [اللَّهُمَّ! اغْسِلْ خَطَايَايَ..... مِنْ الدَّنَسِ] اے اللہ! میری غلطیوں کو برف کے پانی اور اولوں سے دھو دے اور میرے دل کو غلطیوں سے یوں پاک فرما دے جیسے تو نے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف رکھا ہے۔“

۶۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرْدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا تَنْقِي الثُّوبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ».

۶۱- أخرجه البخاري، الدعوات، باب الاستعاذة من أزدل العمر... الخ، ح: ۶۳۷۵، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ، ح: ۵۸۹، بعد، ح: ۲۷۰۵ من حديث هشام به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۵۹.

۱- کتاب الطہارۃ ..... کتے کی جوٹھی چیز اور اس کے جوٹھے برتن سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① برف کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے جیسا کہ پچھلی حدیث میں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔ ② انسان کو ہمیشہ استغفار کرتے رہنا چاہیے اور دل کو گناہوں کی میل کچیل سے صاف رکھنے کی دعا بھی کرنی چاہیے کیونکہ یہ تمام اعضاء کا سردار ہے اور دوسرے اعضاء کی درستی کا انحصار بھی اسی پر ہے جیسا کہ صحیحین میں ہے: ”خبردار ابے شک جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست رہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار! وہ (ٹکڑا) دل ہے۔“ (صحیح البخاری، الإیمان، حدیث:

۵۲، وصحیح مسلم، المساقاة، حدیث: ۱۵۹۹)

(المعجم ۵۰) - بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَرَدِ

(التحفة ۵۰)

باب: ۵۰- اولوں کے پانی سے وضو کرنے

کا بیان

۶۲- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں

نے اللہ کے رسول ﷺ کو ایک میت کا جنازہ پڑھتے سنا تو میں نے آپ کی یہ دعائی آپ کہہ رہے تھے: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ ..... مِنْ الدَّنَسِ] ”اے اللہ! اس کو معاف کر دے اس پر رحم فرما، اس کو عافیت (سلامتی) دے اور اس سے درگزر فرما، اس کی مہمانی اچھی فرما، اس کی قبر کو فراخ کر دے اسے پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال۔ اور اس کو غلطیوں سے یوں پاک صاف فرما جیسے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔“

۶۲- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:

حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ: شَهِدْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى مَيِّتٍ، فَسَمِعْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَأَوْسِعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالتَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثُّوبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ».

باب: ۵۱- کتے کے جوٹھے کا بیان

(المعجم ۵۱) - سُورُ الْكَلْبِ (التحفة ۵۱)

۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ

کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جب کتا تمہارے برتن میں

۶۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي

الزَّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

۶۲- أخرجه مسلم، الجنائز، باب الدعاء للميت في الصلاة، ح: ۹۶۳ من حديث معاوية بن صالح به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۱۱.

۶۳- أخرجه البخاري، الوضوء، باب: إذا شرب الكلب في إناء أحكم فليغسله سبعاً، ح: ۱۷۲، ومسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ۲۷۹/۹۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۳۴.

۱- کتاب الطهارة ..... کتے کی جو بھی چیز اور اس کے جو ٹھے برتن سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي بِيْتِهِ لَمْ يَلِمْ عَلَيْهِ»  
 إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ».

☀️ فائدہ: حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر برتن میں کتا منہ ڈال دے تو برتن اور مشروب دونوں پلید ہو جائیں گے۔ مشروب کو گرا دیا جائے اور برتن سات دفعہ دھویا جائے۔ جب برتن پلید ہوگا تو مشروب بدرجہ اولیٰ پلید ہو گا کیونکہ کتے کی زبان تو مشروب کو لگتی ہے۔ بہر حال حدیث میں بھی اس کی صراحت موجود ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [فَلْيَغْسِلْهُ] ”چاہیے کہ اسے انڈیل دے۔“ (صحیح مسلم، الطهارة، حدیث: ۲۷۹) نیز یہ حدیث آگے بھی آرہی ہے۔ احناف سات دفعہ کی بجائے تین دفعہ دھونا ضروری سمجھتے ہیں، مگر یہ صریح نص کے خلاف ہے۔ جس طرح شریعت نے بعض چیزوں کی طہارت میں تخفیف رکھی ہے اسی طرح بعض چیزوں کی طہارت میں تشدید بھی رکھی ہے اس لیے دونوں کو تسلیم کرنا یکساں ضروری ہے۔

۶۴- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ».

۶۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جب کتا تم میں سے کسی کا برتن چاٹ جائے تو وہ اسے سات دفعہ دھوئے۔“

۶۵- حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هِلَالُ بْنُ أَسَامَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ يُخْبِرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

۶۵- حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔

باب: ۵۲- جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو مشروب کو بہا دینے کا حکم (المعجم ۵۲) - الْأَمْرُ بِإِرَاقَةِ مَا فِي الْإِنَاءِ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ (التحفة ۵۲)

۶۴- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۷۱ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ۶۶. # ثابت هو ابن عياض الأحنف الأعرج العدوي.

۶۵- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۷۱ من حديث ابن جريج به مختصراً، وهو في الكبرى، ح: ۶۷.

۱- کتاب الطہارۃ ..... کتے کی جو بھی چیز اور اس کے جوٹے برتن سے متعلق احکام و مسائل

۶۶- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِفْهُ ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ».

۶۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال کر پیے تو وہ اس (مشروب) کو گرا دے اور برتن سات دفعہ دھوئے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ عَلِيَّ بْنَ مُسْهِرٍ عَلَى قَوْلِهِ: «فَلْيُرِفْهُ».

ابو عبد الرحمن (امام نسائی) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ کسی راوی نے [فَلْيُرِفْهُ] ”تو وہ اسے گرا دے۔“ کے الفاظ ذکر کرنے میں علی بن مسہر کی موافقت کی ہو۔ (مقصود یہ ہے کہ یہ الفاظ صرف علی بن مسہر ہی بیان کرتے ہیں۔)

☀️ فائدہ: گویا اس حدیث میں ”مشروب کو گرانے“ کے الفاظ کو امام نسائی رضی اللہ عنہ نے شاذ قرار دیا ہے یعنی یہ الفاظ صرف ایک راوی ذکر کرتا ہے۔ اس کے باقی ساتھی ذکر نہیں کرتے جس سے شبہ پڑتا ہے کہ شاید اس راوی کو غلطی لگی ہے۔ راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ الفاظ شاذ نہیں ہیں کیونکہ کسی راوی کی زیادتی صرف اس وقت مردود ہوتی ہے جب وہ دوسروں کی مخالفت کر رہا ہو اور یہاں کوئی وجہ مخالفت نہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵۳) - بَابُ تَعْفِيرِ الْإِنَاءِ الَّذِي وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ بِالثَّرَابِ (التحفة ۵۳)

باب: ۵۳- جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اسے مٹی سے دھونے کا بیان

۶۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُعَقَّلِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَرَخَّصَ فِي كَلْبٍ

۶۷- حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کتوں کے قتل کا حکم دیا، البتہ شکاری اور بکرپوں کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی اجازت دی۔ اور آپ نے فرمایا: ”جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات دفعہ دھوؤ اور آٹھویں مرتبہ

۶۶- أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ۲۷۹ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرى، ح: ۶۵.

۶۷- أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ۲۸۰ من حديث خالد بن الحارث به، وهو في الكبرى، ح: ۷۰.

۱- کتاب الطہارۃ ..... بلی کے جوٹھے سے متعلق احکام و مسائل

الصَّيْدِ وَالْغَنَمِ وَقَالَ: «إِذَا وَلَّغَ الْكَلْبُ فِي مِثْيِ بِلْوٍ»  
الْإِنَاءِ فَأَغْسَلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَقَّرُوهُ الثَّامِنَةَ  
بِالتَّرَابِ. ۱.

☀️ فوائد و مسائل: ① ایک وقت رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا، پھر آپ نے قتل کرنے سے روک دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ کسی مخلوق کو کلیتاً ختم کرنا درست نہیں۔ ہر مخلوق کے پیدا کرنے میں کوئی نہ کوئی مصلحت ہے اگرچہ کوئی مخلوق ظاہراً نوع انسانی کے لیے نقصان دہ ہی محسوس ہوتی ہو۔ یہ حکم اب بھی حالات کے تابع ہے۔ ② یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ کتے کا منہ اس کا لعاب دہن اور اس کا جوٹھا نجس و ناپاک ہے اور یہی اس کے سارے بدن کے نجس و ناپاک ہونے پر دلالت کرتی ہے اور برتن کے سات مرتبہ دھونے کو واجب ٹھہراتی ہے اور مٹی کے ساتھ صاف کرنا بھی واجب ہے۔ محققین کی رائے یہی ہے۔ ③ شکار کی غرض سے اور کھیتی اور جانوروں کی حفاظت کے لیے کتا رکھنا ضرورت ہے، لہذا شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔ ان مقاصد کے سوا کسی اور مقصد کے لیے مثلاً شوق کے طور پر یا کسی اور وجہ سے کتا رکھنا جائز نہیں ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مال مویشی کے تحفظ، شکار یا کھیتی کی دیکھ بھال کے سوا کتا رکھتا ہے اس کے ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط ثواب کم ہو جاتا ہے۔“ (صحیح البخاری، الحرث والمزارعة، حدیث: ۲۳۲۲، و صحیح مسلم، المساقاة، حدیث: ۱۵۷۵) نیز شکار اور رکھوالی وغیرہ کے لیے رکھے گئے کتے کے جھوٹے اور برتن وغیرہ کا بھی وہی حکم ہے جو عام کتے کا ہے۔ علاوہ ازیں گھروں میں کتے کا ہونا فرشتہ رحمت سے محرومی کا سبب ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الأدب، حدیث: ۲۸۰۶) ④ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اسے سات بار دھونا ضروری ہے اس کے علاوہ اس برتن کو ایک مرتبہ مٹی سے مانجھنا بھی ضروری ہے۔ مٹی کا استعمال شروع میں بھی ہو سکتا ہے اور آخر میں بھی کیونکہ صحیح مسلم میں: [أَوْ لَاهُنَّ بِالتَّرَابِ] ”پہلی بار مٹی سے مل کر دھوؤ۔“ کے الفاظ ہیں اور صحیح مسلم کی مذکورہ روایت میں: [عَقَّرُوهُ الثَّامِنَةَ بِالتَّرَابِ] ”اسے آٹھویں مرتبہ مٹی سے مل کر دھوؤ۔“ ان دونوں احادیث کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ سات بار پانی سے دھونے کے ساتھ ساتھ جب ایک بار مٹی استعمال کی جائے گی تو یہ مٹی کا استعمال آٹھویں بار دھونا ہے۔ ⑤ مٹی نجاست کی بولیس اور جراثیم ختم کرتی ہے۔ پانی کے ساتھ بسا اوقات یہ چیزیں ختم نہیں ہوتیں، البتہ ظاہری نجاست ختم ہو جاتی ہے، لہذا پانی کے علاوہ ایک دفعہ (کم از کم) مٹی یا اس کے قائم مقام کوئی بھی کیمیکل وغیرہ لگانا ضروری ہے۔

باب: ۵۴- بلی کے جوٹھے کا حکم

(المعجم ۵۴) - سُورُؤُ الْهَرَّةِ (التحفة ۵۴)

۱- کتاب الطہارۃ

۶۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا، ثُمَّ ذَكَرَتْ كَلِمَةً مَعْنَاهَا: فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوءًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، فَأَصْعَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ، قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَأَيْتِ أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَنْتَجِبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي! فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَائِفِ وَالطَّوَائِفُ أَفَاتٌ».

۶۸- کبشہ بنت کعب سے روایت ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے پھر کبشہ نے ایسے الفاظ کہے جن کا مطلب یہ ہے کہ میں نے ان کے لیے برتن میں وضو کا پانی ڈالا۔ چنانچہ ایک بلی آئی اور اس سے پانی پینا شروع کر دیا۔ انھوں نے بلی کے لیے برتن جھکا دیا (تاکہ وہ آسانی سے پی لے) بلی نے پانی پی لیا۔ کبشہ نے کہا کہ انھوں نے مجھے دیکھا کہ میں (حیرانی سے) ان کی طرف دیکھ رہی ہوں تو کہنے لگے: اے بھتیجی! کیا تجھے اس پر تعجب ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ وہ کہنے لگے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ”بلاشبہ بلی پلید نہیں کیونکہ یہ تم پر آنے جانے والے نوکروں اور نوکرانیوں (یا سائلین) کی طرح ہے۔“

☀️ فائدہ: بلی درندوں میں شامل ہے اور درندوں کا جوٹھا پلید ہوتا ہے، مگر بلی چونکہ گھریلو اور پالتو جانور ہے گھروں میں اس کا کثرت سے آنا جانارہتا ہے اسے روکا بھی نہیں جاسکتا اور یہ عام طور پر برتنوں میں منہ ڈالتی رہتی ہے اس مجبوری کے پیش نظر اس کا جوٹھا پلید نہیں کہا گیا۔ ویسے بھی یہ صاف ستھرا رہنے والا جانور ہے۔ منہ کو خصوصاً صاف رکھتی ہے، البتہ اگر اس کے منہ پر ظاہری نجاست لگی ہو اور وہ کسی برتن میں منہ ڈال دے تو وہ یقیناً پلید ہو جائے گا۔ لیکن بلاوجہ شکوک و شبہات کا شکار نہیں ہونا چاہیے عام ضابطہ وہی ہے جو ذکر ہو چکا۔

(المعجم ۵۵) - بَابُ سُورِ الْحِمَارِ

(التحفة ۵۵)

۶۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ [قَالَ]: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ۶۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس اللہ کے رسول ﷺ کا منادی آیا اور

۶۸- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب سؤر الهرة، ح: ۷۵، والترمذي، ح: ۹۲، وابن ماجه، ح: ۳۶۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۲/۱، ۲۳، والكبرى، ح: ۶۳، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، ح: ۱۲۱، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

۶۹- أخرجه البخاري، الجهاد، باب التكبير عند الحرب، ح: ۲۹۹۱، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل لحم الحمر الإنسية، ح: ۱۹۴۰ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى، ح: ۶۴.



۱- کتاب الطہارۃ ..... حائضہ عورت کے جوٹھے کا حکم  
 مُحَمَّدٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَنَا نَا مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَاكُمُ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ.  
 اس نے کہا (اعلان کیا): تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہیں گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے روکتے ہیں کیونکہ گدھے پلید ہیں۔ (یابہ گوشت حرام ہے۔)

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ جنگ خیر کی بات ہے جب مسلمانوں نے نبی اکرم ﷺ کی اجازت کے بغیر اور غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے گدھے پکڑ کر ذبح کر لیے تھے بلکہ ان کا گوشت پکانا شروع کر دیا تھا۔ ② امام نسائی رحمہ اللہ نے شاید اس روایت کے الفاظ [إِنَّهَا رِجْسٌ] سے گدھے کے جوٹھے کے پلید ہونے پر استدلال کیا ہے مگر جو اس کے جوٹھے کی طہارت کے قائل ہیں ان کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اکثر گدھے کو بطور سواری استعمال کیا ہے ظاہر ہے اس کا لعاب اور پسینہ وغیرہ کپڑوں کو لگتا ہوگا اور آپ نے کبھی بھی گدھے کے لعاب سے پرہیز کا حکم نہیں دیا اور یہی بات امت کے حق میں زیادہ بہتر ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ہمیشہ امت سے تنگی کو دور کرنے ہی کی کوشش کی ہے اور يَسْرُوا وَلَا تَعْسُرُوا کی تلقین کرتے رہے۔

(المعجم ۵۶) - بَابُ سُورِ الْحَائِضِ

باب: ۵۶- حائضہ عورت کے جوٹھے کا حکم (التحفة ۵۶)

۷۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْمُقْدَامِ بْنِ شَرِيحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَتَعَرَّقُ الْعَرَقَ فَيَضَعُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاهُ حَيْثُ وَضَعْتُ وَأَنَا حَائِضٌ، وَكُنْتُ أَشْرَبُ مِنَ الْإِنَاءِ فَيَضَعُ فَاهُ حَيْثُ وَضَعْتُ وَأَنَا حَائِضٌ.  
 ۷۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں کسی بڑی سے گوشت نوچتی تو اللہ کے رسول ﷺ اس جگہ اپنا منہ مبارک رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ اور میں برتن سے پانی پیتی تو اللہ کے رسول ﷺ اس جگہ اپنا منہ رکھتے تھے جہاں میں نے لگایا تھا حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

☀️ فوائد و مسائل: ① حیض اور جنابت کی حالت ظاہری پلیدی نہیں لہذا حائضہ اور جنبی کا جوٹھا پاک ہے۔ ② اس حدیث سے نبی اکرم ﷺ کے کمال حسن معاشرت کا درس ملتا ہے۔ ③ آدمی اپنی بیوی سے جماع کے علاوہ ہر وہ معاملہ کر سکتا ہے جس سے دونوں کو سرور حاصل ہو۔

۷۰- أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... الخ، ح: ۳۰۰ من حديث سفیان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ۶۲.

وضو سے متعلق احکام و مسائل

۱- کتاب الطہارۃ

باب: ۵۷- مردوں اور عورتوں کا


اکٹھے وضو کرنا

(المعجم ۵۷) - بَابُ وُضُوءِ الرَّجَالِ

وَالنِّسَاءِ جَمِيعًا (التحفة ۵۷)

۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آدمی اور عورتیں اکٹھے وضو کر لیا کرتے تھے۔

۷۱- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ، وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّئُونَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جَمِيعًا.

 فائدہ: اس باب کا مقصد یہ ہے کہ پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پانی جوٹھا نہیں ہو جاتا کہ دوسرا شخص اسے استعمال نہ کر سکے، اس لیے بیک وقت کئی افراد (مرد و عورت) ایک برتن میں ہاتھ ڈال کر وضو کر سکتے ہیں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ اگر عورت غیر محتاط قسم کی ہو تو اس کے وضو کرنے کے بعد مرد اس پانی سے وضو نہ کرے کیونکہ وہ چھینٹوں وغیرہ سے پرہیز نہیں کرے گی۔ یاد رہے کہ اس حدیث میں مرد و عورت سے مراد ایک گھر کے مرد اور عورت (میاں بیوی) ہیں نہ کہ مختلف گھروں کے غیر محرم کیونکہ اسلام میں مرد و زن کے اختلاط کی اجازت نہیں۔ یا پھر اس حدیث میں اس وقت کا ذکر ہے جبکہ ابھی پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔ یہی رائے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کی ہے۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۳۹۲/۱ تحت حدیث: ۱۹۳)

باب: ۵۸- جنبی کے غسل سے بچے

ہوئے پانی کا حکم

(المعجم ۵۸) - بَابُ فَضْلِ الْجُنْبِ

(التحفة ۵۸)

۷۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا

کرتے تھے۔

۷۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ،

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ

۷۱- أخرجه البخاري، الوضوء، باب وضوء الرجل مع امرأته... الخ، ح: ۱۹۳ من حديث مالك به، وهو في

الموطأ (يحيى) ۱/ ۲۴، والكبرى، ح: ۷۲ (رواية معن فقط).

۷۲- أخرجه البخاري، الغسل، باب غسل الرجل مع امرأته، ح: ۲۵۰، ومسلم، الحيض، باب القدر المستحب

من الماء في غسل الجنابة... الخ، ح: ۳۱۹ (عن قتيبة) من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى،

ح: ۷۳.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ .

☀️ فائدہ: جنبی کے استعمال کے بعد بچا ہوا پانی قابل استعمال ہے وہ پلید نہیں ہوگا، چاہے جنبی مرد ہو یا عورت، دونوں کے لیے حکم برابر ہے۔

(المعجم ۵۹) - بَابُ الْقَدْرِ الَّذِي يَكْتَفِي بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ (التحفة ۵۹) باب: ۵۹- پانی کی کم از کم مقدار جو آدمی کو وضو کے لیے کافی ہے

۷۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى [قَالَ]: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِمَكْوِكٍ وَيَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ مَكَائِي .

۷۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد پانی سے وضو فرمایا کرتے تھے اور پانچ مد کے ساتھ غسل فرمایا کرتے تھے۔

☀️ نواد و مسائل: ① مقصود یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس مذکورہ مقدار میں پانی ہے تو وہ تیمم نہیں کر سکتا۔ یہ مطلب نہیں کہ اس مقدار سے کم و بیش سے وضو اور غسل نہیں کیا جاسکتا۔ ② [مَكْوِك] ایک پیمانہ ہے جس کی تفسیر ایک دوسری حدیث میں مد سے کی گئی ہے۔ برتن کی صورت میں اس میں ہر چیز کی مقدار مختلف ہوتی ہے مگر وزن کی صورت میں یہ نصف کلو سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔

۷۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَّادَ ابْنَ تَمِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ جَدِّتِي - وَهِيَ أُمُّ عُمَارَةَ بِنْتُ كَعْبٍ -: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ

۷۴- حضرت ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا ارادہ فرمایا، تو آپ کے پاس ایک برتن میں پانی لایا گیا جو دو تہائی مد کے برابر تھا۔ شعبہ کہتے ہیں: مجھے یاد ہے کہ آپ نے (دوران وضو میں) اپنے بازو مل کر دھوئے اور اپنے کانوں کے

۷۳- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء بالمد، ح: ۲۰۱، ومسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء... الخ، ح: ۳۲۵ من حديث شعبة، وأحمد: ۱۱۲/۳ عن يحيى القطان من حديث ابن جبر به، وهو في الكبرى، ح: ۷۴ على تصحيف في السند المطبوع:

۷۴- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب ما يجزىء من الماء في الوضوء، ح: ۹۴ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ۷۶، وصححه أبوزرعة في علل الحديث: ۱/۲۵، ح: ۳۹.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

فَأْتِي بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ قَدَرَتْ لِي الْمُدَّ، قَالَ شُعْبَةُ: فَأَحْفَظُ أَنَّهُ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَجَعَلَ يَذُلُّكُهُمَا وَيَمْسَحُ أُذُنَيْهِ بَاطِنَهُمَا وَلَا أَحْفَظُ أَنَّهُ مَسَحَ ظَاهِرَهُمَا .

اندرونی حصے کا مسح کیا۔ اور بیرونی حصے کے مسح کا مجھے یاد نہیں۔

☀️ فائدہ: پہلی روایت میں ایک مد پانی سے وضو کرنے کا ذکر تھا۔ اس میں ایک مد سے بھی کم پانی سے وضو کا ذکر ہے جس سے یہ معلوم ہوا کہ اشخاص اور احوال مختلف ہونے کے ساتھ یہ مقدار بھی مختلف ہوگی، اس میں مقررہ مقدار کی حد بندی نہیں جیسا کہ نبی ﷺ کے عمل سے ثابت ہے آپ کبھی کم پانی استعمال کر لیتے اور کبھی زیادہ۔ لیکن اسراف سے بچنا ضروری ہے۔

(المعجم ۶۰) - بَابُ النِّيَّةِ فِي الْوُضُوءِ

باب: ۶۰- وضو میں نیت کا مسئلہ

(التحفة ۶۰)

۷۵- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ عَنْ حَمَّادٍ وَالْحَارِثِ بْنِ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ ح: وَأَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مِمَّا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، وَمَنْ

۷۵- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”اعمال کا اعتبار نیت سے ہے۔ ہر آدمی کو اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا چنانچہ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہے تو اس آدمی کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف سمجھی جائے گی اور جس شخص کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہے تو اس کی ہجرت اس چیز کی طرف سمجھی جائے گی جس کی خاطر اس نے ہجرت کی۔“

۷۵- أخرجه البخاري، الإيمان، باب ما جاء: أن الأعمال بالنية والحسبة، ح: ۵۴، ومسلم، الإمارة، باب قوله ﷺ "إنما الأعمال بالنية، وأنه يدخل فيه الغزو وغيره من الأعمال، ح: ۱۹۰۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ، ص: ۴۰۳، الموارد، رواية محمد بن الحسن الشيباني، والكبرى، ح: ۷۸ (رواية سليمان بن منصور فقط).

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٌ  
يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ» .

☀️ **فوائد و مسائل:** ① یہ حدیث دین اسلام کی چند اساسی احادیث میں سے ہے جن پر دین کی بنیاد ہے۔ اعمال سے نیک اعمال ہی مراد ہیں، یعنی ان کی صحت و اعتبار کے لیے نیت کا خالص ہونا شرط ہے، بخلاف برے اعمال کے کہ وہ اچھی نیت سے اچھے نہیں بن سکتے جبکہ نیک اعمال خراب نیت سے برے بن سکتے ہیں۔ ② اس حدیث کی رو سے نیت کے بغیر کوئی عمل معتبر نہیں جن میں وضو بھی داخل ہے اور یہی جمہور اہل علم و فقہاء اور محدثین کا مسلک ہے مگر احناف کے نزدیک وضو نیت کے بغیر بھی معتبر ہے کیونکہ یہ اصل عبادت نہیں بلکہ اصل عبادت (نماز وغیرہ) کے لیے وسیلہ ہے، حالانکہ صحیح احادیث کی رو سے وضو گناہوں کی معافی اور درجات کے حصول کا بھی سبب ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۸۳۲) اور یہ بغیر نیت کے ممکن نہیں۔

باب: ۶۱- برتن سے (پانی لے لے کر)  
وضو کرنا

(المعجم ۶۱) - الْوُضُوءُ مِنَ الْإِنَاءِ  
(التحفة ۶۱)

۷۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا جبکہ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا مگر نہ ملا تو اللہ کے رسول ﷺ کے پاس کچھ پانی لایا گیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھا اور لوگوں کو وضو کرنے کا حکم دیا، چنانچہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے (چشمہ کی طرح) پھوٹ رہا تھا حتیٰ کہ سب لوگوں نے وضو کر لیا۔

۷۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ  
إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ  
أَنَسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَحَانَتْ  
صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوُضُوءَ  
فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَوْضُوءٍ  
فَوَضَعَ يَدَهُ فِي ذَاكَ الْإِنَاءِ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ  
يَتَوَضَّؤُوا، فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ  
أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ .

☀️ **فوائد و مسائل:** ① باب کا مطلب یہ ہے کہ برتن سے چلو لے کر وضو کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ اس طریقے سے بار بار ہاتھ کو برتن میں داخل کرنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ہاتھ کو لگا ہوا سابقہ پانی بھی برتن میں گرے گا، مگر اس میں کوئی حرج نہیں۔ ② اس قسم کے بہت سے واقعات صحیح احادیث میں مذکور ہیں کہ تھوڑا پانی بہت سے لوگوں کو

۷۶- أخرجه البخاري، الوضوء، باب التماس الوضوء إذا حانت الصلاة، ح: ۱۶۹، ومسلم، الفضائل، باب في معجزات النبي ﷺ، ح: ۲۲۷۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۳۲

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

کفایت کر گیا حتی کہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے پانی کو بڑھتا ہوا دیکھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائي: ۲/۲۹۱۲۹۰) اسی طرح کئی دفعہ تھوڑا کھانا بھی بہت سے افراد کو کفایت کر گیا جیسا کہ احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، المغازی، حدیث: ۴۱۰۲) لہذا ان معجزات کا انکار کرنا دوپہر کے وقت سورج کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ اس چیز کو برکت کہا گیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ جب کسی چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی جاتی ہے تو وہاں اس جہان کے پیانے کام نہیں کرتے۔ اگر مٹی کے ایک نظر نہ آنے والے جرثومے سے اتنا بڑا انسان بن سکتا ہے ایک چھوٹے سے بیج سے اتنا بڑا درخت وجود میں آ سکتا ہے، تو ان واقعات پر کیا تعجب ہے؟ وقت، جگہ اور حد ہمارے لیے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے بہت بلند و بالا ہے۔

۷۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ لوگوں کو پانی نہ ملا تو آپ کے پاس پانی کا ایک تھال لایا گیا، چنانچہ آپ نے اپنا ہاتھ اس میں رکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹا دیکھا۔ آپ فرماتے تھے: ”آؤ اس پاک پانی پر اور اللہ عزوجل کی برکت کی طرف۔“

۷۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَأَتَيْهِ بِتَوْرٍ فَأَذْخَلَ يَدَهُ، فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ وَيَقُولُ: «حَيِّ عَلَى الطَّهْرَةِ وَالْبَرَكَةِ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ».

اعمش کہتے ہیں: سالم بن ابو جعد نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم اس دن کتنے تھے؟ انہوں نے فرمایا: پندرہ سو۔

قَالَ الْأَعْمَشُ: فَحَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: قُلْتُ لِحَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: أَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ.

فائدہ: اس میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزے کا ذکر ہے۔

باب: ۶۲- وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے

(المعجم ۶۲) - بَابُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوءِ (التحفة ۶۲)

۷۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

۷۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ:

۷۷- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱/۴۰۱، ۴۰۲ عن عبد الرزاق، والبخاري، المتأقب، علامات النبوة في الإسلام، ح: ۳۵۷۹ من حدیث إبراهيم النخعي به، وهو في الكبرى، ح: ۸۰.

۷۸- [إسناده صحیح] أخرجه أحمد: ۳/۱۶۵ عن عبد الرزاق، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۴، وهو في الكبرى، ح: ۸۴.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ وَقَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: طَلَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَضُوءًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مَاءٌ؟» فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْمَاءِ وَيَقُولُ: «تَوَضَّئُوا بِسْمِ اللَّهِ» فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ قَالَ ثَابِتٌ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: كَمْ تَرَاهُمْ؟ قَالَ: نَحْوًا مِنْ سَبْعِينَ.

کے کچھ صحابہ نے وضو کا پانی تلاش کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ پانی ہے؟“ (پانی لایا گیا) تو آپ نے اپنا ہاتھ پانی میں رکھ دیا اور فرمایا: ”اللہ کا نام لے کر وضو کرو۔“ چنانچہ میں نے آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلتا دیکھا حتیٰ کہ سب نے وضو کر لیا۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد) ثابت نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کے خیال میں وہ کتنے ہوں گے؟ تو انھوں نے فرمایا: تقریباً ستر (۷۰)

☀ فائدہ: اس حدیث سے وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، البتہ اختلاف اس مسئلے میں یہ ہے کہ کیا بسم اللہ پڑھنا واجب ہے یا سنت؟ جمہور اہل علم کے نزدیک وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے کیونکہ وہ مذکورہ حدیث اور اس مفہوم کی دیگر احادیث کو سنت اور مشروعیت پر محمول کرتے ہیں جبکہ امام حسن، اسحاق بن راہویہ اور اہل ظاہر کا موقف یہ ہے کہ وضو میں بسم اللہ پڑھنا واجب ہے، اگر کوئی جان بوجھ کر بسم اللہ نہیں پڑھتا تو اس کا وضو نہیں ہوگا، اسے دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔ دیکھیے: (صحیح الترغیب ۲۰۱/۱) کیونکہ وہ اس حدیث: [لَا وَضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ] ”جس نے وضو میں بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو ہی نہیں۔“ (جامع الترمذی، الطہارۃ، حدیث: ۲۵) کو اور اس مفہوم کی دیگر احادیث کو وجوب پر محمول کرتے ہیں۔ امام اسحاق رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ اگر کوئی وضو میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے یا کسی تاویل کی بنا پر وضو سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتا تو اس کا وضو ہو جائے گا۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الطہارۃ، حدیث: ۲۵) بہر حال دلائل کی رو سے راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ وضو میں بسم اللہ پڑھنا واجب ہے جیسا کہ امام اسحاق رضی اللہ عنہ وغیرہ کا موقف ہے اور حدیث کے ظاہر الفاظ کا تقاضا بھی یہی ہے۔ واللہ أعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سبل السلام: ۸۶/۱ و إرواء الغلیل: ۱۳۲/۱)

(المعجم ۶۳) - بَنَاتُ صَبِّ الْخَادِمِ الْمَاءِ  
عَلَى الرَّجُلِ لِلْوُضُوءِ (التحفة ۶۳)  
باب: ۶۳- خادم وضو کے دوران میں  
اعضاء پر پانی ڈالے تو کوئی حرج نہیں


۷۹- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ  
۷۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

۷۹- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الرجل يوضئ صاحبه، ح: ۱۸۲، ومسلم، الصلاة، باب تقديم الجماعة

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا  
أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ  
مَالِكٍ وَيُونُسَ وَعَمْرٍو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ  
شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ: عَنْ عَبْدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ  
عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ:  
سَكَبْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ تَوَضَّأَ فِي  
غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: لَمْ يَذْكُرْ مَالِكٌ  
عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةَ.  
ابو عبد الرحمن (امام نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام  
مالک رحمہ اللہ نے (عباد بن زید کے بعد) عروہ بن مغیرہ کا  
ذکر نہیں کیا۔

 فوائد و مسائل: ① اس روایت کو امام مالک، یونس اور عمرو بن حارث تین اشخاص نے امام زہری سے بیان  
کیا ہے۔ آخری دو تو عباد بن زید کے بعد عروہ بن مغیرہ کا ذکر کرتے ہیں مگر امام مالک رحمہ اللہ نے ان کا ذکر نہیں  
کیا۔ ظاہر ہے کہ ترجیح دو راویوں کی بات کو ہوگی۔ ② وضو کے دوران میں اس قسم کی خدمت لی جاسکتی ہے۔ اس  
سے وضو کے ثواب میں کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ وضو نام ہے اعضاء کو دھونے کا اور یہ کام تو وضو کرنے والا  
خود ہی کر رہا ہے البتہ تعاون کرنے والا اپنی نیت کے مطابق اجر کا مستحق ہوگا۔

(المعجم ۶۴) - أَلْوَضُوءُ مَرَّةً مَرَّةً  
باب: ۶۳- اعضاء وضو کو ایک ایک  
دفعہ دھونا  
(التحفة ۶۴)

۸۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ:  
حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ  
ابْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنِ ابْنِ  
عَبَّاسٍ قَالَ: أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِوَضُوءِ رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ؟ فَتَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً.  
۸۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کیا  
میں تمہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بارے میں  
نہ بتاؤں؟ پھر (یہ کہہ کر) انھوں نے اعضاء وضو کو  
ایک ایک دفعہ دھویا۔

◀ من يصلي بهم... الخ، ح: ۲۷۴ بعد، ح: ۴۲۱ (من حديث ابن شهاب) من حديث عروة به، وهو في  
الموطأ (بحی) ۱/۳۶، ۳۵.

۸۰- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء مرة مرة، ح: ۱۵۷ من حديث سفیان الثوري به، وهو في الكبرى،  
ح: ۸۵.



۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۶۵) - بَابُ الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

باب: ۶۵- اعضاء وضو کو تین تین

(التحفة ۶۵)

باردھونا

۸۱- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرِ قَالَ:

۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اعضاء وضو کو

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا

تین تین باردھویا۔ اور وہ اس فعل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ

منسوب کرتے تھے۔

اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ تَوَضَّأَ

ثَلَاثًا ثَلَاثًا، يُسْنِدُ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

☀️ فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اعضاء وضو کو ایک ایک باردھونا فرض اور دو دو یا تین تین مرتبہ دھونا

سنت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوضوء، قبل حدیث: ۱۳۵) دیگر محدثین کی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

نے اس پر ابواب بھی قائم کیے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے: (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۱۵۷-۱۵۹) حدیث

میں آتا ہے کہ جو شخص تین سے زیادہ دفعہ دھوتا ہے وہ سنت سے تجاوز اور انحراف کر کے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔

دیکھیے: (سنن النسائي، الطہارۃ، حدیث: ۱۳۰، و سنن أبي داود، الطہارۃ، حدیث: ۱۳۵)

وضو کا طریقہ

صِنَّةُ الْوُضُوءِ

باب: ۶۶- ہتھیلیاں دھونا

(المعجم ۶۶) - غَسْلُ الْكَفَّيْنِ (التحفة ۶۶)

۸۲- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۸۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ نے

الْبَصْرِيُّ عَنْ بَشْرِ بْنِ الْمُفْضَلِ، عَنِ ابْنِ

(متوجہ کرنے کے لیے) اپنی چھڑی میری پشت سے

عَوْنٍ، عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

لگائی پھر آپ ایک طرف کوچلے۔ میں بھی آپ کے

الْمُغِيرَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةَ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

ساتھ چلاتی کہ آپ ایک (مناسب) جگہ پہنچے۔ آپ

سَبْرِينَ، عَنْ رَجُلٍ حَتَّى رَدَّهُ إِلَى الْمُغِيرَةَ.

نے اپنا اونٹ بٹھایا اور پیدل چل دیے حتی کہ مجھ سے

قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: وَلَا أَحْفَظُ حَدِيثَ دَا مِنْ

۸۱- [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطہارۃ، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، ح: ۴۱۴ من حدیث الأوزاعي به، وهو في

الکبری، ح: ۸۸. \* رواية المطلب عن ابن عمر مرسله كما قال أبو حاتم الرازي، وللحدیث شواهد كثيرة في

الصحيحين وغيرهما.


۸۲- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الرجل يوضئ صاحبه، ح: ۱۸۲ مختصراً، ومسلم، الطہارۃ، باب المسح

على الخفين، ح: ۲۷۴/۷۹ من حدیث الشعبي به، وهو في الکبری، ح: ۱۱۱.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

اوجھل ہو گئے۔ پھر واپس تشریف لائے اور فرمایا: ”تیرے پاس پانی ہے؟“ میرے پاس میرا مشکیزہ تھا۔ میں وہ آپ کے پاس لے آیا اور میں نے پانی ڈالنا شروع کیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ اور چہرہ دھویا۔ بازو دھونے لگے تو آپ پر تگ آستیوں والا شامی جبہ تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ جے کے نیچے سے نکالا۔ اس طرح اپنا چہرہ اور بازو دھوئے اور اپنے کچھ سر (پیشانی) اور باقی پگڑی پر مسح کیا۔ ابن عون نے کہا: جس طرح میں چاہتا ہوں مجھے اس طرح یاد نہیں ہے۔ پھر آپ نے اپنے موزوں پر مسح کیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”تو بھی قضائے حاجت کر لے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے حاجت نہیں ہے۔ پھر ہم (قافلے کے پاس) آئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ لوگوں کے آگے کھڑے امامت کر رہے تھے اور صبح کی ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ میں نے انھیں اطلاع دینا چاہی مگر آپ نے مجھے روک دیا۔ جو نماز ہم نے (جماعت کے ساتھ) پائی پڑھ لی اور جو گزر چکی تھی اسے (بعد میں) ادا کر لیا۔

حَدِيثٌ ذَا أَنَّ الْمُغِيرَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَرَعَ ظَهْرِي بِعَصَا كَانَتْ مَعَهُ، فَعَدَلَّ وَعَدَلْتُ مَعَهُ حَتَّى أَتَى كَذَا وَكَذَا مِنَ الْأَرْضِ، فَأَنَاحَ ثُمَّ انْطَلَقَ قَالَ: فَذَهَبَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: «أَمَعَكَ مَاءٌ؟» وَمَعِيَ سَطِيحَةٌ لِي فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ، فَعَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَذَهَبَ لِيَعْسِلَ ذِرَاعَيْهِ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةٌ الْكُمَيْنِ، فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَعَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَذَكَرَ مِنْ نَاصِيَتَيْهِ شَيْئًا وَعِمَامَتَيْهِ شَيْئًا. قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: لَا أَحْفَظُ كَمَا أُرِيدُ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «حَاجَتَكَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَيْسَتْ لِي حَاجَةٌ، فَجِئْنَا وَقَدْ أَمَّ النَّاسُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَقَدْ صَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَذَهَبَتْ لِأَوْذَنِهِ فَتَهَانِي، فَصَلَّيْنَا مَا أَدْرَكْنَا وَقَضَيْنَا مَا سَفَقْنَا.

 فوائد و مسائل: ① وضو کی ابتدا تھیلیاں دھونے سے ہوتی ہے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ افضل انسان مفصول کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ مزید اس واقعے سے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ انھیں نبی اکرم ﷺ کی امامت کا شرف حاصل ہوا۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کی تیار شدہ اشیاء استعمال کرنا جائز ہے جبکہ ان میں حرام چیزیں نہ ہوں کیونکہ آپ نے شامی جبہ پہنا ہوا تھا اور شام اس وقت دارالکفر تھا۔ ④ اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی رد ہے جو سورہ مائدہ کی آیت وضو سے موزوں پر مسح کرنے کو منسوخ قرار دیتے ہیں اس لیے کہ وہ آیت غزوہ مریسج (شعبان ۵ یا ۶ ہجری) کے موقع پر نازل ہوئی اور یہ غزوہ تبوک (رجب ۹ ہجری) کا واقعہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۶۷) - كَمْ تُغَسَّلَانِ (التحفة ۶۷) باب: ۶۷- ہتھیلیاں کتنی بار دھوئی جائیں؟

۸۳- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ [أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَوَكَّفَ ثَلَاثًا.

۸۳- حضرت ابو اوس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا، آپ نے (اپنی ہتھیلیوں پر) تین دفعہ پانی بہایا۔

(المعجم ۶۸) - الْمَمْضَمَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ

(التحفة ۶۸)

باب: ۶۸- کلی کرنا اور ناک میں

پانی چڑھانا

۸۴- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ قَالَ: رَأَيْتُ عَثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ، فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَعَسَلَهُمَا، ثُمَّ تَمَضَّمَصَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا، ثُمَّ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوئِي، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوئِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا بِشَيْءٍ غُفِرَ

۸۴- حضرت حمران بن ابان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ آپ نے وضو کیا اور اپنے ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالا اور انھیں دھویا۔ پھر آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا۔ پھر اپنا چہرہ تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنا دایاں بازو کہنی تک تین دفعہ دھویا۔ پھر بائیں بازو بھی اسی طرح دھویا۔ اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر اپنا دایاں پاؤں تین دفعہ دھویا اور پھر بائیں پاؤں بھی اسی طرح دھویا۔ پھر کہنے لگے: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا، آپ نے میرے وضو کی طرح وضو کیا، پھر آپ نے فرمایا: ”جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ اپنے دل میں کوئی بات نہ کرے، اس کے گزشتہ سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

۸۳ [صحیح] أخرجه أحمد: ۸/۴ من حديث شعبة به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۸۷، وأصله في سنن ابن ماجه، ح: ۱۰۳۷.

۸۴ أخرجه البخاري، الصوم، باب سواك الرطب واليابس اللصائم، ح: ۱۹۳۴ من حديث عبدالله بن المبارك، ومسلم، الطهارة، باب صفة الوضوء وكماله، ح: ۲۲۶ من حديث الزهري به.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

☀️ **فوائد و مسائل:** ① مضمضہ اور استنشاق کا ذکر اگرچہ قرآن مجید میں صراحتاً نہیں ہے، مگر احادیث میں ان کا بکثرت ذکر آیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”[إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِيهِ مَاءً ثَمَّ لِيَنْشُرُ]“ جب تم میں سے کوئی ایک وضو کرے تو اسے چاہیے کہ اپنی ناک میں پانی ڈالے پھر اسے جھائے۔“ (سنن أبي داود، الطہارۃ، حدیث: ۱۴۰) مزید آپ نے فرمایا: [بَالِغٌ فِي الْإِسْتِنْسَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا] ”ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرالایہ کہ تو روزے سے ہو۔“ ان احادیث میں ناک میں پانی چڑھانے کا حکم ہے اور حکم وجوب کا تقاضا کرتا ہے، نیز کلی کے متعلق فرمایا: [إِذَا تَوَضَّأْتَ فَمَضْمُضٌ] ”جب تو وضو کرے تو کلی کر۔“ اس حدیث سے یہ بھی پتا چلا کہ آپ ﷺ نے وضو میں کلی کرنے کا حکم دیا ہے جس سے کلی کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ﴿فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾ چہرہ دھونے کا حکم ہے جبکہ چہرے میں ناک اور منہ بھی شامل ہے لہذا ان کا حکم بھی وجوب کا ہوگا۔ الگ ناموں کی وجہ سے اصل سنی سے خارج نہ ہوں گے، جیسے رخسار اور آنکھیں چہرے سے خارج نہیں ہوتے۔ مضمضہ اور استنشاق کے وجوب کی مؤید یہ دلیل بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوری زندگی ان کا التزام کیا ہے۔ آپ سے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہیں یہ نہیں ملتا کہ کبھی آپ نے انھیں چھوڑا ہو، نیز آپ کا وضو فرمانا حکم وضو والی آیت کی عملی تفسیر تھا، اس لیے ان کا حکم بھی وجوب ہی کا ہوگا۔ جن علماء نے ”عَشْرٌ مِنَ السُّنَنِ“ کی بنا پر مضمضہ اور استنشاق کو سنت قرار دیا ہے کیونکہ اس حدیث میں مضمضہ اور استنشاق کا بھی ذکر ہے اسی حدیث میں باقی امور فطرت کے بارے میں ان کا یہ خیال ہے؟ کیونکہ ان امور فطرت کو بجالانا ضروری ہے، جیسے زیر ناف کے بالوں کا موٹنا اور بھلوانے کی صفائی وغیرہ تو کیا انھیں چھوڑا بھی جاسکتا ہے؟ تو اگر سنت سے ان کی مراد اصطلاحی سنت جو فقہاء کے ہاں واجب کے مقابلے میں ہوتی ہے تو یہ بات صراحتاً مذکورہ دلائل کی روشنی میں مرجوح ہے۔ بہر حال وضو اور غسل میں دونوں کا بجالانا ضروری ہے۔ اگر انھیں وضو میں ترک کر دیا جائے تو وضو باطل ہوگا اور دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔ یہ موقف جلیل اممہ کی ایک جماعت کا ہے، جیسے امام احمد، اسحاق اور عبد اللہ بن مبارک رحمہم وغیرہ۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الطہارۃ، حدیث: ۲۷) ② فطری طور پر بھی مضمضہ اور استنشاق ضروری ہیں کیونکہ نماز کے تمام اوراد و اذکار کی ادائیگی منہ اور ناک کے ذریعے سے ہی ہوتی ہے۔ اگر یہ دو عضو صاف نہ کیے گئے تو نہ صرف یہ کہ ادائیگی میں خرابی واقع ہوگی بلکہ قرہبی نمازیوں اور فرشتوں کو بدبو سے تکلیف بھی ہوگی۔ ③ ”اس کے گزشتہ سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ اس سے مراد قابل معافی گناہ ہیں، مثلاً: صغائر جبکہ کبائر کی معافی کے لیے توبہ و استغفار ضروری ہے۔ ④ وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔ اور یہ جس وقت بھی وضو کیا جائے اس وقت پڑھی جاسکتی ہیں۔ ⑤ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وضو کرتے ہوئے ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۶۹) - بِأَيِّ يَدَيْهِ يَتَمَضَّمُ

(التحفة ۶۹)

۸۵- حمران سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ نے پانی منگوایا اور برتن سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انھیں تین دفعہ دھویا۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں داخل کیا اور کھلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا۔ پھر اپنا چہرہ تین دفعہ دھویا اور اپنے دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر دونوں پاؤں تین تین دفعہ دھوئے۔ پھر انہوں نے کہا: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے میرے اس وضو جیسا وضو کیا اور فرمایا: ”جو شخص میرے اس وضو جیسا وضو کرے، پھر کھڑا ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اور اس کی ادائیگی میں اپنے دل میں کوئی بات نہ کرے اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

۸۵- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُغِيرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ - هُوَ ابْنُ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارِ الْجَمَصِيِّ - عَنْ شُعَيْبٍ - هُوَ ابْنُ أَبِي حَمْرَةَ - عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ حُمْرَانَ: أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ دَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ إِنَائِهِ فَعَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْوَضُوءِ فَتَمَضَّمُضَ وَاسْتَشْتَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ مِنْ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَضُوءِي هَذَا، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ بِشَيْءٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

☀️ فائدہ: ”کہنیوں تک“ سے مراد کہنیوں سمیت دھونا ہے کیونکہ یہاں [الہی] ”تک“ [مع] ”سمیت“ کے معنی

میں ہے۔ دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۲/۶۷۲)

(المعجم ۷۰) - [إِتِّخَاذُ] الْأَسْتِنْسَاقِ

(التحفة ۷۰)

۸۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ

۸۵- [صحیح] انظر الحديث السابق .

۸۶- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الاستجمار ونزًا، ح: ۱۶۲ من حديث مالك، ومسلم، الطهارة، الإتيان في

## ۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ ح: وَأَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَيْسَى عَنْ مَعْنٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَسْتَنْشِرْ».

کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے تو اسے چاہیے کہ اپنے ناک میں پانی ڈالے اور پھر (اسے) اچھی طرح صاف کرے۔“

باب: ۷۱- ناک میں خوب زور سے

پانی کھینچنا

(المعجم (۷۱) - الْمُبَالَغَةُ فِي الْأِسْتِنْسَاقِ

(التحفة (۷۱)

۸۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ قَالَ: «أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَبَالَغِ فِي الْأِسْتِنْسَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا».

۸۷- حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے (صحیح طریقے) کے بارے میں بتائیں۔ آپ نے فرمایا: ”اعضائے وضو کو مکمل (اچھی طرح) دھو اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کر سوائے اس کے کہ تو روزے سے ہو۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① استنشاق کا مقصد ناک کی صفائی ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ناک کے آخری سرے تک پانی نہ پہنچایا جائے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سانس کو پانی کے ساتھ زور سے کھینچا جائے البتہ روزے کی حالت میں زیادہ زور لگانے سے خدشہ ہے کہ پانی حلق میں چلا جائے گا لہذا روزے کی حالت میں احتیاط رکھے اور کم زور لگائے۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ اگر استنشاق کے دوران میں پانی حلق میں چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ احتیاط و ممالک کا یہی مذہب ہے مگر امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک خطا معاف ہے

◀ الاستنثار والاستحجار، ح: ۲۳۷ (من حدیث سفیان بن عیینة) من حدیث أبي الزناد به، وهو في الموطأ (یحیی): ۱۹/۱، والکبری، ح: ۹۸.

۸۷- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الاستنثار، ح: ۱۴۲، وانظر: ۱۴۳، ۱۴۵، ۲۳۶۶، ۳۹۷۳ عن قتبية به، وصححه الترمذی، ح: ۷۸۸، ۳۸، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم: ۱/۱۴۷، ۱۴۸، والذهبي وغيرهم، وبأني طرفه: ۱۱۴، وهو في الكبرى، ح: ۹۸م.

## ۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

اور روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ تاہم راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر سہواً اور نسیاناً استہراق کے دوران میں پانی حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ سہواً اور نسیاناً معاف ہے، البتہ اگر جاننے بوجھے استہراق کے دوران پانی حلق میں اتر جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۷۲) - الْأَمْرُ بِالِاسْتِنَاةِ

باب: ۷۲- ناک کو جھاڑنے کا حکم

(التحفة ۷۲)

۸۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ ح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص وضو کرے اسے چاہیے کہ وہ ناک جھاڑے۔ اور جو شخص (استنجے کے لیے) ڈھیلے استعمال کرے اسے چاہیے کہ وہ طاق استعمال کرے۔“

۸۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكِ [عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنْ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ».

☀️ نوآند و مسائل: ① ناک کی صفائی تبھی ممکن ہے جب پانی ناک میں چڑھانے کے بعد سانس اور ہاتھ کی مدد سے ناک کو جھاڑا جائے تاکہ پانی کے ساتھ ساتھ ناک کی غلاظت بھی باہر آجائے۔ سونے کے دوران میں تو لازماً ناک کے اوپر والے حصے میں غلاظت جمع ہو جاتی ہے اس لیے ناک جھاڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ② امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق رضی اللہ عنہما نے استنثار کو واجب قرار دیا ہے۔ ظاہر الفاظ ان کی تائید کرتے ہیں نیز ترجمہ الباب سے بھی اس موقف کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۸۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ سَلْمَةَ ابْنِ قَيْسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأْتَ فَاسْتَنْثِرْ، وَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأَوْتِرْ».

۸۹- حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تو وضو کرے تو ناک جھاڑ اور جب تو (قضائے حاجت کے بعد) ڈھیلے استعمال کرے تو طاق استعمال کر۔“

۸۸- أخرجه البخاري، الرضوء، باب الاستنثار في الرضوء، ح: ۱۶۱، ومسلم، الطهارة، باب الإيتار في الاستنثار والاستجمار، ح: ۲۳۷ (من حديث مالك) من حديث ابن شهاب به، وهو في الموطأ (بجى): ۱۹/۱، وفي الكبرى، ح: ۹۵.

۸۹- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المضمضة والاستنشاق، ح: ۲۷ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۴۴.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۷۳) - **بَابُ الْأَمْرِ بِالْإِسْتِنَاةِ**  
عِنْدَ الْإِسْتِيقَاطِ مِنَ النَّوْمِ (التحفة ۷۳)  
باب: ۷۳- نیند سے جاگنے کے بعد ناک  
جھاڑنے کا حکم

۹۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُورٍ الْمَكِّيُّ  
قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ  
عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ  
عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ  
مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ، فَلْيَسْتَنْتِزْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ  
فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ».

۹۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ  
کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص  
نیند سے جاگے اور وضو کرے تو وہ تین بار ناک کو  
جھاڑے کیونکہ شیطان اس کی ناک کی جڑ میں رات  
گزارتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت صحیح بخاری میں بھی اسی طرح ہے۔ علاوہ ازیں صحیح ابن خزیمہ، سنن بیہقی وغیرہ  
میں بھی یہ روایت [فَتَوَضَّأَ] کے ساتھ ہے لیکن صحیح مسلم میں [فَتَوَضَّأَ] کے بغیر ہے۔ جس سے بظاہر یہ معلوم  
ہوتا ہے کہ تین مرتبہ ناک جھاڑنے کا حکم نیند سے بیدار ہونے والے ہر ایک کے لیے ہے۔ اور اسی کو حافظ ابن  
حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ترجیح دی ہے۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۶/۲۱۳، تحت حدیث: ۳۲۹۵) صحیح بخاری اور سنن نسائی  
وغیرہ کے الفاظ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو نیند سے اٹھ کر وضو کرنے تو وہ یہ عمل  
کرے۔ گویا یہ حکم تاکید کے طور پر ان کے لیے ہے جو رات کو اٹھ کر وضو کریں، ورنہ تین مرتبہ ناک میں پانی  
چڑھانے اور تین مرتبہ ناک جھاڑنے کا حکم ہر وضو کرنے والے کے لیے ہے۔ بعض ائمہ کے خیال میں دونوں  
احادیث کے پیش نظر..... یہ حکم دونوں کے لیے ہے، سو کراٹھنے والے کے لیے بھی اور وضو کرنے والے کے لیے  
بھی۔ ایک تیسری رائے یہ بھی ہے کہ [فَتَوَضَّأَ] کے بغیر یہ روایت صرف ایک ہی راوی کی ہے جب کہ  
دوسرے بیشتر راوی یہ [فَتَوَضَّأَ] کے ساتھ بیان کرتے ہیں اس لیے یہ روایت اس اضافے کے ساتھ ہی راجح  
معلوم ہوتی ہے۔ اس صورت میں اس حدیث کا یہ حکم صرف ان لوگوں کے لیے ہوگا جو اٹھ کر نماز پڑھنا چاہیں  
اور اس کے لیے وہ وضو کریں۔ ہر بیدار ہونے والے کے لیے یہ حکم نہیں ہوگا کہ وہ اٹھ کر تین مرتبہ ناک  
جھاڑے۔ ② شیطان کے رات گزارنے سے مراد یہی ہے کہ شیطان ساری رات ناک کی جڑ میں بسر کرتا  
ہے۔ محدثین نے بھی ان الفاظ کو حقیقت ظاہری پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ اس کے لیے جسم میں داخل ہونے کا واحد  
راستہ ہے جس سے وہ دل تک پہنچتا ہے۔ اور ناک جھاڑنے سے مقصود اس کے اثرات ختم کرنا ہے۔

۹۰- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح: ۳۲۹۵ من حديث ابن أبي حازم، ومسلم،  
الطهارة، باب الإبتار في الاستنثار والاستجمار، ح: ۲۳۸ من حديث يزيد بن عبد الله به، وهو في الكبرى، ح: ۹۶.



۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۷۴) - بِأَيِّ الْيَدَيْنِ يَسْتَنْشِرُ

باب: ۷۴- ناک کس ہاتھ سے جھاڑے؟ (التحفة ۷۴)

۹۱- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عُلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّهُ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَمَضَّمَصَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَ يَدَيْهِ الْيُسْرَى، فَفَعَلَ هَذَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: هَذَا طُهُورُ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ.

۹۱- حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ انھوں نے وضو کا پانی منگوا یا، پھر اس سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور اپنے بائیں ہاتھ سے جھاڑا۔ یہ کام تین دفعہ کیا، پھر فرمایا: یہ ہے اللہ کے نبی ﷺ کا وضو۔

فائدہ: ناک جھاڑنا غلاظت کی صفائی ہے، لہذا یہ بائیں ہاتھ ہی سے مناسب ہے، بخلاف منہ کی صفائی کے کہ وہ دائیں ہاتھ سے ہونی چاہیے کیونکہ منہ کا مقام بہت بلند ہے نیز وہ کھانے کی جگہ ہے وہاں بایاں ہاتھ مناسب نہیں۔

(المعجم ۷۵) - بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ

باب: ۷۵- چہرہ دھونا (التحفة ۷۵)

۹۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: أَتَيْتَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَدْ صَلَّى، فَدَعَا بِطُهُورٍ فَقُلْنَا: مَا يَصْنَعُ بِهِ وَقَدْ صَلَّى؟ مَا يُرِيدُ إِلَّا لِيَعْلَمَنَا، فَأْتَيْتَا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَطَسْتٌ، فَأَفْرَغَ مِنَ الْإِنَاءِ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ تَمَضَّمَصَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا مِنَ الْكَفِّ الَّذِي يَأْخُذُ بِهِ الْمَاءَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا،

۹۲- حضرت عبد خیر سے منقول ہے کہ ہم حضرت علی بن ابوطالبؑ کے پاس آئے۔ آپ نماز پڑھ چکے تھے۔ آپ نے وضو کا پانی منگوا یا۔ ہم نے کہا: آپ اس سے کیا کریں گے جبکہ آپ تو نماز پڑھ چکے ہیں؟ دراصل آپ ہمیں وضو سکھانا چاہتے تھے چنانچہ آپ کے پاس ایک پانی کا برتن اور ایک تھال لایا گیا۔ آپ نے برتن سے ہاتھ پر پانی ڈالا اور اسے تین دفعہ دھویا۔ پھر اسی تھالی سے تین دفعہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا جس سے پانی لیتے تھے، پھر اپنا چہرہ تین بار دھویا، اپنا

۹۱- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ۱۱۲ من حديث حسين بن علي به، وصححه ابن حبان، وهو في الكبرى، ح: ۹۴، وانظر الحديث الآتي.

۹۲- [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، [باب ماجاء] في وضوء النبي ﷺ كيف كان؟، ح: ۴۹ من حديث عبد خير به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۷۷، وانظر الحديث السابق.

دایاں بازو تین دفعہ دھویا اور اپنا بائیں بازو تین دفعہ دھویا اور ایک بار اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنا دایاں پاؤں تین دفعہ دھویا اور بائیں پاؤں بھی تین دفعہ دھویا پھر فرمایا: جو اللہ کے رسول ﷺ کا وضو جاننا پسند کرتا ہے وہ جان لے کہ وہ ایسا تھا۔

باب: ۷۶- چہرہ کتنی دفعہ دھویا جائے؟

وَعَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَيَدَهُ الشَّمَالَى ثَلَاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَرِجْلَهُ الشَّمَالَى ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَعْلَمَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَهُوَ هَذَا.

(المعجم ۷۶) - عَدَدُ غَسَلِ الْوَجْهِ

(التحفة ۷۶)

۹۳- حضرت عبدخیر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کرسی لائی گئی آپ اس پر بیٹھ گئے پھر پانی کا ایک تھال منگوایا آپ نے اپنے ہاتھوں پر تین دفعہ پانی انڈیا پھر ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا۔ یہ تین بار کیا۔ اور اپنا چہرہ تین دفعہ دھویا اور اپنے بازو تین تین دفعہ دھوئے پھر کچھ پانی لیا اور سر کا مسح کیا شعبہ نے ایک بار پیشانی سے لے کر سر کے آخر تک اشارہ کیا پھر کہا: مجھے معلوم نہیں کہ پھر (ہاتھوں کو) لوٹایا تھا یا نہیں۔ اور تین تین دفعہ اپنے پاؤں دھوئے پھر فرمایا: جو شخص پسند کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو دیکھے تو وہ جان لے کہ یہ آپ کا وضو ہے۔

۹۳- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ عُرْفُطَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيِّ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ]: أَنَّهُ أُتِيَ بِكُرْسِيِّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ فِيهِ مَاءٌ فَكَفَأَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَضَمَضَ وَاسْتَنْشَقَ بِكَفٍّ وَاحِدٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَأَخَذَ مِنَ الْمَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَأَشَارَ شُعْبَةُ مَرَّةً مِنْ نَاصِيَّتِهِ إِلَى مُؤَخَّرِ رَأْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: لَا أَدْرِي أَرَدَهُمَا أَمْ لَا، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى طُهُورِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَهَذَا طُهُورُهُ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: (سند میں) یہ غلطی ہے۔ صحیح نام خالد بن علقمہ ہے نہ کہ مالک بن عرفطہ۔

وَقَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ: خَالِدُ بْنُ عُلْقَمَةَ لَيْسَ مَالِكُ ابْنِ عُرْفُطَةَ.

## ۱- کتاب الطہارۃ - وضو سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① سند میں حضرت شعبہ نے اپنے استاد کا نام مالک بن عرفطہ ذکر کیا ہے، لیکن یہ ان کی غلطی ہے۔ محدثین کا اتفاق ہے کہ ان کا نام خالد بن علقمہ ہے۔ شعبہ اگر چہ اعلیٰ پائے کے محدث ہیں مگر غلطی ہر ایک سے ممکن ہے۔ سابقہ دو احادیث میں زائدہ اور ابو عوانہ نے صحیح نام بیان کیا ہے، لہذا امام صاحب نے وضاحت فرمادی۔ ② [بِكَفٍ وَاحِدٍ] اس کا ایک ترجمہ تو ”ایک ہتھیلی سے“ ہے، یعنی کلی اور استسحاق دونوں داہنے ہاتھ سے کیے۔ دوسرا ترجمہ ہے ایک ہی چلو سے، یعنی ایک دفعہ پانی لے کر کچھ حصہ منہ میں اور کچھ حصہ ناک میں ڈالنا اور یہی درست ہے۔ اسے وصل کہتے ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے الگ الگ پانی لینا بہتر قرار دیا ہے اور بعض نے ایک ہی چلو سے دونوں عمل کرنے کو بہتر قرار دیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اس کی بابت یوں فرماتے ہیں کہ اگر دونوں کام ایک ہی چلو سے کر لیے جائیں تو جائز ہے، لیکن ہمیں الگ الگ پانی لینا زیادہ پسند ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الطہارۃ، حدیث: ۲۸) تاہم حدیث کی رو سے زیادہ بہتر یہی ہے کہ ایک ہی چلو سے کلی کی جائے اور ناک میں پانی ڈالا جائے کیونکہ ایک ہی چلو سے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے والی روایات سند کے لحاظ سے زیادہ قوی اور مستند ہیں۔ واللہ اعلم۔

باب: ۷۷- بازوؤں کو دھونا

(المعجم ۷۷) - غَسَلَ الْيَدَيْنِ (التحفة ۷۷)

۹۴- حضرت عبد خیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ نے کرسی منگوائی، اس پر بیٹھے، پھر ایک تھال میں پانی منگوایا اور اپنے ہاتھ تین دفعہ دھوئے، پھر ایک ہی ہاتھ سے تین دفعہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، پھر اپنا چہرہ اور بازو تین دفعہ دھوئے، پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈبویا اور اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے پاؤں تین تین دفعہ دھوئے، پھر فرمایا: جو شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو دیکھنا پسند کرے، تو وہ جان لے کہ یہ آپ کا وضو ہے۔

۹۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ عَرْفُطَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا دَعَا بِكُرْسِيِّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَضَمَّ وَاسْتَنْشَقَ بِكَفٍّ وَاحِدٍ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ غَمَسَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى وَضُوءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهَذَا وَضُوءُهُ.

۹۴- [صحیح] انظر الحدیثین السابقین، وهو فی الكبرى، ح: ۱۶۴.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۷۸) - بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ

(التحفة ۷۸)

۹۵- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي شَيْبَةُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَلِيُّ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ قَالَ: دَعَانِي أَبِي عَلِيُّ بِوُضُوءٍ فَفَرَّئْتُهُ لَهُ فَبَدَأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا فِي وَضُوءِهِ، ثُمَّ مَضَمَّ ثَلَاثًا وَاسْتَنْبَرَّ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ لَعَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْيُسْرَى ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَسْحَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثًا، ثُمَّ الْيُسْرَى كَذَلِكَ، ثُمَّ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ: تَاوَلْنِي، فَتَاوَلْتُهُ الْإِنَاءَ الَّذِي فِيهِ فَضْلٌ وَضُوءِهِ فَشَرِبَ مِنْ فَضْلِ وَضُوءِهِ قَائِمًا، فَعَجِبْتُ فَلَمَّا رَأَيْتِي قَالَ: لَا تَعْجَبْ، فَإِنِّي رَأَيْتُ أَبَاكَ النَّبِيَّ ﷺ يَصْنَعُ مِثْلَ مَا رَأَيْتَنِي صَنَعْتُ يَقُولُ لِيُوضُوءَهُ هَذَا وَشَرِبَ فَضْلَ وَضُوءِهِ قَائِمًا.

۹۵- حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے وضو کا پانی منگوا یا، میں نے پانی آپ کے قریب کیا، آپ نے پہلے اپنی ہتھیلیاں تین دفعہ دھوئیں، پہلے اس سے کہ انھیں پانی میں داخل کریں، پھر آپ نے تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک صاف کیا۔ پھر چہرہ تین مرتبہ دھویا، پھر دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین دفعہ دھویا، پھر بائیں کو اسی طرح دھویا، پھر اپنے سر کا ایک دفعہ مسح کیا، پھر دایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین دفعہ دھویا، پھر اسی طرح بائیں دھویا، پھر سیدھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: مجھے برتن پکڑاؤ۔ میں نے آپ کو برتن پکڑایا جس میں آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی تھا۔ آپ نے وہ کھڑے کھڑے پیا۔ مجھے تعجب ہوا۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: تعجب نہ کر، کیونکہ میں نے تیرے نانا نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ اسی طرح کرتے تھے جس طرح تو نے مجھے کرتے دیکھا ہے۔ آپ (حضرت علی) کا اشارہ وضو اور کھڑے ہو کر وضو کا پانی پینے کی طرف تھا۔

باب: ۷۹- باز و کتنی دفعہ دھوئے جائیں؟

(المعجم ۷۹) - عَدَدُ غَسْلِ الْيَدَيْنِ

(التحفة ۷۹)

۹۵- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ۱۱۷، تعليقًا من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرى، ح: ۱۰۰.

۱- کتاب الطہارۃ

۹۶- حضرت ابو حنیہ بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کا آغاز کیا تو اپنی ہتھیلیوں کو دھویا حتیٰ کہ انھیں اچھی طرح صاف کیا پھر نین دفعہ کئی کی اور پھر تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھایا تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا اور تین تین دفعہ اپنے بازو دھوئے پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں دھوئے پھر کھڑے ہوئے اور اپنے وضو سے بچا ہوا پانی لیا اور کھڑے کھڑے پیا پھر فرمایا: میں نے اچھا سمجھا کہ تمہیں دکھاؤں کہ نبی ﷺ کا وضو کیا تھا؟

۹۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ - وَهُوَ ابْنُ قَيْسٍ - قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا، ثُمَّ تَمَضَّمَصَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضَلَ طَهُورِهِ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: أَحَبُّتُ أَنْ أَرِيكُمْ كَيْفَ طَهُورُ النَّبِيِّ ﷺ.

فوائد و مسائل: ① ”وضو کا پانی کھڑے ہو کر پیا“، بعض اہل علم وضو وغیرہ کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا مسنون سمجھتے ہیں جب کہ بعض علماء سمجھتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پینا صرف بیان جواز کے لیے تھا اسے عادت نہ بنایا جائے۔ اور جن احادیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے سے سختی سے روکا گیا ہے تو وہ اس نبی (ممانعت) کو تنزیہ پر محمول کرتے ہیں، یعنی بہتر ہے کہ بیٹھ کر پیا جائے لیکن اگر کبھی کبھار کھڑے کھڑے بھی پانی پی لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں یہ بھی جائز ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ بیان جواز سے ان کی یہی مراد ہے۔ ② حافظ ابن حجرؒ اس مسئلے میں وارد مختلف متعارض احادیث کا جائزہ لیتے ہوئے فرماتے ہیں: [بَلِ الصَّوَابُ أَنَّ النَّهْيَ فِيهَا مَحْمُولٌ عَلَى التَّنْزِيهِ وَشُرْبُهُ قَائِمًا لِبَيَانِ الْجَوَازِ] ”درست بات یہ ہے کہ ان احادیث میں موجود ممانعت تنزیہ پر محمول ہے اور رسول اللہ ﷺ کا کھڑے ہو کر پانی پینا بیان جواز کے لیے تھا“ دیکھیے: (فتح الباری: ۱۰۳/۱۰، تحت حدیث: ۵۶۱۷) واللہ أعلم۔

(المعجم ۸۰) - بَابُ حَدِّ الْغَسْلِ

باب: ۸۰- ہاتھ کہاں تک دھوئے جائیں؟ (التحفة ۸۰)

۹۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

۹۷- حضرت عمرو بن یحییٰ مازنی اپنے والد سے

۹۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ۱۱۶ من حديث أبي الأحوص به مختصرًا، وهو في الكبرى، ح: ۱۰۱، وصححه الترمذي، ح: ۴۸. \* أبو إسحاق عن عنعن وهو مدلس، قاله النسائي (سير أعلام النبلاء: ۷/ ۷۴).


۹۷- أخرجه البخاري، الوضوء، باب مسح الرأس كله، ح: ۱۸۵، ومسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، ۴۴

وضو سے متعلق احکام و مسائل

۱- کتاب الطہارۃ

روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور عمرو بن یحییٰ کے نانا تھے سے گزارش کی: کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیسے فرمایا کرتے تھے؟ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، پھر انھوں نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنے ہاتھ پر ڈالا اور دونوں ہاتھ دو دو مرتبہ دھوئے، پھر تین دفعہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا، پھر اپنے دونوں بازو دو دو مرتبہ کہنیوں سمیت دھوئے، پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا کہ دونوں ہاتھوں کو آگے پیچھے لائے، مسح کی ابتدا سر کے اگلے حصے سے کی، پھر ہاتھوں کو اپنی گدی کی طرف لے گئے، پھر واپس لائے حتیٰ کہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے مسح کی ابتدا کی تھی، پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ! فَدَعَا بَوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ تَمَضَّمَصَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِيَمِينَا وَأَذْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

 فائدہ: اس حدیث سے پتا چلا کہ اگرچہ اَقْبَلَ وَأَذْبَرَ کا مفہوم مشترک ہے، یعنی اَقْبَلَ سے مراد پیچھے سے آگے کی طرف آنا اور اَذْبَرَ کا مفہوم سر کے اگلے حصے سے پیچھے گدی کی طرف ہاتھوں کو لے جانا ہے۔ لیکن حدیث میں موجود تفصیل [بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ] سے دوسرے مفہوم کی تائید ہوتی ہے، یعنی یہاں [اَقْبَلَ] سے مراد سر کے اگلے حصے سے گدی کی طرف دونوں ہاتھوں کو لے جانا ہے اور [اَذْبَرَ] سے مراد پیچھے سے ہاتھوں کو اگلی جانب لانا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے مسح کا عمومی طریقہ یہی تھا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۸۱) - بَابُ صِفَةِ مَسْحِ الرَّأْسِ

(التحفة ۸۱)

۹۸- حضرت یحییٰ مازنی سے روایت ہے کہ انھوں

۹۸- أَخْبَرَنَا عُثْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مَالِكٍ

«ح: ۲۳۵ من حدیث مالک به، وهو فی الموطأ (یحیی): ۱۸/۱»

۹۸- [صحیح] انظر الحدیث السابق، وهو فی الموطأ (یحیی): ۱۸/۱، والکبری، ح: ۱۰۳»

۱- کتاب الطہارۃ

وضو سے متعلق احکام و مسائل

نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے گزارش کی اور آپ عمرو بن یحییٰ کے نانا تھے: کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیسے فرمایا کرتے تھے؟ حضرت عبداللہ نے کہا: ہاں۔ پھر آپ نے وضو کا پانی منگوا یا اور اپنے دائیں ہاتھ پر ڈالا اور دونوں ہاتھ دو دو مرتبہ دھوئے پھر تین دفعہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا، پھر اپنے دونوں بازو دو دو مرتبہ کہنیوں سمیت دھوئے۔ پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا اس طرح کہ دونوں ہاتھ آگے پیچھے لائے، مسح کی ابتدا سر کے اگلے حصے سے کی، پھر ہاتھوں کو اپنی گدی کی طرف لے گئے، پھر واپس لائے حتیٰ کہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے مسح کی ابتدا کی تھی، پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

— هُوَ ابْنُ أَنَسٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ! فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ الْيُمْنَى فَعَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ تَمَضَّمَصَّ وَاسْتَشَشَقَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

☀️ فائدہ: اس حدیث میں سر کے مسح کا تفصیلی ذکر ہے کہ پورے سر کا مسح کیا جائے گا۔ آپ کے وضو کی ہر حدیث میں پورے سر کے مسح ہی کا ذکر ہے اسی لیے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے پورے سر کا مسح فرض قرار دیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ احناف نے چوتھائی سر (کسی بھی جانب) کے مسح کو کافی کہا ہے مگر دلائل کی رو سے یہ موقف کمزور ہے۔ اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال کہ ”چند بالوں پر بھی مسح ہو جائے تو کافی ہے۔“ لیکن احناف اور شوافع کا موقف ان صریح احادیث کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا لہذا مکمل سر کا مسح کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۸۲) - عَدَدُ مَسْحِ الرَّأْسِ

(التحفة ۸۲)

۹۹- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ..... جنھیں خواب

میں اذان دکھائی گئی تھی..... سے منقول ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا، چنانچہ

۹۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ اللَّيْثِيِّ أُرِي النَّبِيَّ

۹۹- [صحیح] انظر الحديث السابق والذي قبله، وهو في الكبرى، ح: ۱۷۱. \* عبد الله بن زيد هو ابن عاصم بن كعب المازني، وقول سفيان بن عيينة "الذي أرى النبأ" خطأ كما في تحفة الأشراف: ۳۴۳/۴ وغيره، ولعله أنى من تلبسه.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ.

آپ نے اپنا چہرہ تین دفعہ دھویا اور دونوں بازو دو دفعہ دھوئے۔ پاؤں کو بھی دو مرتبہ دھویا اور اپنے سر کا مسح دو دفعہ کیا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① خواب میں اذان دکھلائے جانے کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ ویسے یہ عبداللہ بن زید اذان والے نہیں جنہیں اذان دکھائی گئی تھی وہ عبداللہ بن زید بن عبد ربہ ہیں اور یہ عبداللہ بن زید بن عاصم ہیں۔ یہاں پر (راوی حدیث) سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے غلطی ہوئی ہے۔ اس کی وضاحت خود امام نسائی رضی اللہ عنہ نے اپنی سنن میں اور امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں فرمائی ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي، الاستسقاء، حدیث: ۱۵۰۶، وصحيح البخاري، الاستسقاء، حدیث: ۱۰۱۳) ② ”سر کا مسح دو دفعہ کیا۔“ اس سے مراد ایک دفعہ دونوں ہاتھوں کو آگے سے شروع کر کے گدی تک لے جانا اور دوسری دفعہ پیچھے سے اسی طرح آگے لانا ہے۔ اسے دو دفعہ کہیں یا ایک دفعہ کوئی فرق نہیں کیونکہ ہاتھوں کو پانی ایک دفعہ ہی لگایا جاتا ہے اس لیے اسے عام طور پر ایک دفعہ ہی کہا جاتا ہے اور یہی مکمل مسح ہے۔ ③ ہمارے فاضل محقق نے پوری حدیث کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے طرق کا بڑی باریک بینی سے جائزہ لے کر حدیث میں وارد الثاظ: [وَوَسَّحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ] ”پاؤں دو دفعہ دھوئے اور اپنے سر کا مسح دو دفعہ کیا۔“ کو سفیان بن عیینہ کا شدید وہم قرار دیا ہے کیونکہ وہ ان الفاظ کے بیان کرنے میں سخت اضطراب کا شکار تھے اس لیے شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ روایت کو شاذ قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:

(سنن أبي داود (مفصل) للألباني، حدیث: ۱۰۹)

باب: ۸۳- عورت بھی اپنے (پورے)

سر کا مسح کرے

(المعجم ۸۳) - بَابُ مَسْحِ الْمَرْأَةِ رَأْسَهَا

(التحفة ۸۳)

۱۰۰- حضرت ابو عبداللہ سالم بلان حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں..... اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

ان کی امانت داری سے بہت خوش تھیں اور ان سے

اجرت پر کام کروایا کرتی تھیں..... وہ کہتے ہیں کہ مجھے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دکھلایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیسے

۱۰۰- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ

قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ جُعَيْدِ

ابن عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ

ابنُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ

قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَالِمُ سَبْلَانَ

۱۰۰- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ۱۰۴. \* عبدالملك وثقه ابن حبان وحده، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي

داود، ح: ۳۹۲۸، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۱۴ وغيرهما.



۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

وضو فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے تین دفعہ کلی کی اور ناک جھاڑا اور اپنا چہرہ تین دفعہ دھویا، پھر اپنا دایاں اور بائیں ہاتھ (بازو) تین تین دفعہ دھویا، پھر حضرت عائشہ نے اپنا ہاتھ سر کے گلے حصہ پر رکھا اور پیچھے تک پورے سر کا ایک دفعہ مسح کیا، پھر انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے کانوں پر پھیرے، پھر رخساروں پر پھیرے۔

قَالَ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَسْتَعْجِبُ بِأَمَانَتِهِ وَتَسْتَأْجِرُهُ، فَأَرْتَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ، فَتَمَضَّمْتُ وَاسْتَنْعَرْتُ ثَلَاثًا، وَغَسَلْتُ وَجْهَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلْتُ يَدَهَا الِیْمْنَى ثَلَاثًا وَالِیْسْرَى ثَلَاثًا، وَوَضَعْتُ يَدَهَا فِي مُقَدَّمِ رَأْسِهَا ثُمَّ مَسَحْتُ رَأْسَهَا مَسْحَةً وَاحِدَةً إِلَى مُؤَخَّرِهِ، ثُمَّ أَمَرْتُ يَدَيْهَا بِأُذُنَيْهَا، ثُمَّ مَدَّتْ عَلَى الْخَدَّيْنِ.

سالم نے کہا: میں جب مکاتب تھا تو آپ کے پاس آیا کرتا تھا، وہ مجھ سے پردہ نہیں کرتی تھیں بلکہ میرے سامنے بیٹھ کر مجھ سے باتیں کیا کرتی تھیں حتیٰ کہ میں ایک دن ان کے پاس آیا اور میں نے کہا: اے ام المؤمنین! میرے لیے برکت کی دعا فرمائیے۔ وہ کہنے لگیں: کیا بات ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے آزاد فرما دیا ہے۔ وہ کہنے لگیں: اللہ تعالیٰ تمہارے لیے برکت فرمائے۔ اس کے بعد پردہ لٹکا لیا اور اس دن کے بعد میں نے انہیں نہیں دیکھا۔

قَالَ سَالِمٌ: كُنْتُ آتِيهَا مُكَاتِبًا مَا تَحْتَنِي مِنِّي فَتَجْلِسُ بَيْنَ يَدَيَّ وَتَتَحَدَّثُ مَعِيَ حَتَّى جِئْتُهَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقُلْتُ: أَدْعِي لِي بِالْبَرَكَاتِ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! قَالَتْ: وَمَا ذَلِكَ؟ قُلْتُ: أَعْتَقَنِي اللَّهُ، قَالَتْ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ، وَأَرْخَتِ الْحِجَابَ دُونِي فَلَمْ أَرَهَا بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

فوائد و مسائل: ① راوی کا نام سالم سبلان ان کا لقب اور ابو عبد اللہ ان کی کنیت ہے۔ یہ غلام تھے بعد میں آزاد ہوئے۔ ② [مکاتب] اس غلام کو کہا جاتا ہے جو اپنا معاوضہ ادا کرنے کا معاہدہ اپنے مالک سے کر لے۔ ایسا غلام جب تک معاوضہ ادا نہ کر دے وہ اس مالک کا غلام ہی رہتا ہے۔ چونکہ غلاموں سے پردہ ضروری نہیں اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سالم سے بے حجاب بات کرنا قابل اعتراض نہیں (اسی طرح لونڈیوں پر بھی پردہ واجب نہیں) جو نبی سالم آزاد ہوا آپ نے ان سے فوراً پردہ کر لیا۔ ③ مذکورہ روایت قابل حجت ہے اگرچہ عمومی روایات میں مسح کا یہ طریقہ منقول نہیں لیکن چونکہ یہ طریقہ بھی مستند ذریعے سے ثابت ہے اس لیے انسان کبھی کبھار اس سنتِ مسح کو بھی اختیار کر سکتا ہے۔ ④ امام نسائی رحمہ اللہ کی تبویب سے یوں لگتا ہے کہ وہ اس انداز

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

مسح کو صرف عورت کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں لیکن مسائل کے سوال اور اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وضو کر کے دکھانا اور پھر اس مسح کے طریقے کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ طریقہ مرد و عورت سب کے لیے یکساں قابل عمل ہے۔ عورت کی تخصیص مروجہ ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۸۴) - مَسْحُ الْأُذُنَيْنِ (التحفة ۸۴) باب: ۸۴- کانوں کا مسح کرنا

۱۰۱- أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ أَيُّوبَ الطَّلَقَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ تَمَضَّمَصَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ، وَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّةً مَرَّةً، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ مَرَّةً.

۱۰۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو وضو کرتے دیکھا، چنانچہ آپ نے ہاتھ دھوئے پھر آپ نے ایک چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور ایک بار اپنا چہرہ دھویا اور اپنے دونوں بازو ایک ایک دفعہ دھوئے اور اپنے سر اور دونوں کانوں کا ایک دفعہ مسح کیا۔

قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ مِنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ فِي ذَلِكَ: وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ.

(راوی حدیث) عبدالعزیز کہتے ہیں: مجھے ابن عبسان سے سننے والے نے خبر دی کہ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں: "اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔"

فوائد و مسائل: ① [مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ] "ایک چلو سے۔" اس سے وصل ثابت ہوتا ہے جو کہ مسنون ہے اگرچہ احناف اسے سنت نہیں سمجھتے۔ جس کی تفصیل حدیث: ۹۳ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر اعضاء وضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا جائے تو بھی وضو مکمل ہے۔

(المعجم ۸۵) - بَابُ مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ مَعَ الرَّأْسِ وَمَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى أَنَّهُمَا مِنَ الرَّأْسِ (التحفة ۸۵) باب: ۸۵- کانوں کا مسح سر کے ساتھ کرنا اور اس بات کی دلیل کہ کان سر کا حکم رکھتے ہیں

۱۰۱- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الوضوء مرتين، ح: ۱۳۷، والترمذي، الطهارة، باب [ما جاء في] مسح الأذنين ظاهرهما وباطنهما، ح: ۳۶ من حديث زيد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۹۲، وأصله في صحيح البخاري، ح: ۱۴۰.

## ۱- کتاب الطہارۃ

وضو سے متعلق احکام و مسائل

۱۰۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا، چنانچہ ایک چلو پانی لیا، اس سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے اپنا چہرہ دھویا، پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے بایاں ہاتھ دھویا، پھر اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا۔ کانوں کے اندرونی جانب کا مسح شہادت کی انگلیوں سے اور بیرونی جانب کا انگوٹھوں سے کیا۔ پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے دایاں پاؤں دھویا، پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے بایاں پاؤں دھویا۔

۱۰۲- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجَلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَغَرَفَ غَرْفَةً فَتَمَضَّمَصَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى، ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأَذُنَيْهِ بِاطْنَيْهِمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَظَاهِرِهِمَا بِإِبْهَامَيْهِ، ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى، ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى.

۱۰۳- حضرت عبداللہ صابجی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب مومن بندہ وضو کرتے ہوئے کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کی غلطیاں اس کے منہ سے نکل جاتی ہیں، پھر جب وہ ناک جھاڑتا ہے تو ناک کی غلطیاں ناک سے نکل جاتی ہیں، پھر جب وہ منہ دھوتا ہے تو چہرے کی غلطیاں چہرے سے حتیٰ کہ آنکھوں کی پلکوں سے نکل جاتی ہیں، پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کی غلطیاں اس کے ہاتھوں سے حتیٰ کہ ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے نکل جاتی ہیں، پھر جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کی غلطیاں سر سے

۱۰۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُثْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَابِجِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُرْمِيْنُ فَتَمَضَّمَصَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيهِ، فَإِذَا اسْتَنْشَرَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ أَنْفِهِ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ

۱۰۲- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، ح: ۳۶، وابن ماجه، ح: ۴۳۹ من حديث ابن إدريس به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۱۰۵.

۱۰۳- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۱/۱، والكبرى، ح: ۱۰۶ باختلاف يسير.



۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

أَذْنِيهِ] انھی الفاظ میں سر کی غلطیوں کا کانوں سے نکلنا بتلایا گیا ہے۔ معلوم ہوا کانوں کا حکم سر والا ہے، یعنی مسح۔  
 ⑤ [نَافِلَةٌ] ”زائد“ یعنی رفع درجات کا سبب بن جائیں گے۔

(المعجم ۸۶) - بَابُ الْمَسْحِ عَلَى  
 الْعِمَامَةِ (التحفة ۸۶)

۱۰۴- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ  
 قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ  
 ح: وَأَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ:  
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ: قَالَ: حَدَّثَنَا  
 الْأَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
 ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ  
 بِلَالٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى  
 الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ.

۱۰۴- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں  
 نے نبی ﷺ کو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے دیکھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① [الْخِمَار] سے مراد سر ڈھانپنے والی چیز ہے، یہاں مراد پگڑی اور عمامہ ہے۔ عام اوڑھنی  
 مراد نہیں ہے۔ ② صرف پگڑی پر مسح مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ  
 صرف پگڑی پر بھی مسح ہو سکتا ہے۔ اس کے انکار کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ رہی احناف کی یہ بات کہ صرف پگڑی  
 پر مسح کی روایت کو پیشانی سمیت پگڑی پر مسح کی روایت پر محمول کیا جائے تو یہ تطبیق اس وقت ممکن ہو سکتی ہے جب  
 راوی قصہ ایک ہی صحابی ہوتا، لیکن اس صورت میں بھی درست رائے یہی ہے کہ یہ بعید نہیں کہ صحابی نے دو  
 مختلف حالات کا مشاہدہ کیا ہو پھر انھیں اسی طرح بیان کر دیا ہو کبھی اس طرح اور کبھی اس طرح جیسا کہ کوف  
 شمس وغیرہ کی بابت مروی ہے جبکہ یہاں تو دونوں قسم کے مسحوں کا تذکرہ کرنے والے صحابہ بھی مختلف ہیں؛ جس  
 سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں طریقے نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہیں اور صحابہ نے دونوں طریقوں کا مشاہدہ کیا  
 ہے۔ بنا بریں جیسے حضرت مغیرہ بن شعبہ کی روایت کے پیش نظر پیشانی سمیت پگڑی پر مسح کرنا جائز ہے اسی طرح  
 حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے صرف پگڑی پر مسح کرنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے  
 لیے دیکھیے: (محلّی ابن حزم: ۵۸/۴)

۱۰۴- أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، ح: ۲۷۵ من حديث أبي معاوية به، وهو في  
 الكبرى، ح: ۱۲۳، ۱۲۴ باختلاف يسير.

۱- کتاب الطهارة ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

۱۰۵- وَأَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَرَجَرِيُّ عَنْ طَلْقِ بْنِ غَنَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنْ بِلَالٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَيْنِ.

۱۰۵- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

۱۰۶- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكَيْعٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ بِلَالٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخِمَارِ وَالْخُفَيْنِ.

۱۰۶- حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پگڑی اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

باب: ۸۷- پگڑی پر پیشانی سمیت مسح کا ذکر

(المعجم ۸۷) - بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ مَعَ النَّاصِيَةِ (التحفة ۸۷)

۱۰۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ، فَمَسَحَ نَاصِيَتَهُ وَعِمَامَتَهُ وَعَلَى الْخُفَيْنِ.

۱۰۷- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کیا اور آپ نے اپنی پیشانی، پگڑی اور موزوں پر مسح فرمایا۔

۱۰۵- [صحیح] أخرجه أحمد ۱۵/۶ من حديث زائدة به، والحدث السابق شاهد له.

۱۰۶- [صحیح] أخرجه أحمد ۱۳/۶ عن وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۵، وانظر، ح: ۱۰۴، فإنه شاهد له.

۱۰۷- أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، ح: ۸۳/۲۷۴ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۱۰۷.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ بَكْرٌ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ ابْنِ (راوی حدیث) بکر نے کہا: تحقیق میں نے یہ  
المُعِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ. حدیث براہ راست حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے  
سے بھی سنی ہے۔

☀️ فائدہ: اس حدیث کی سند میں راوی بکر بن عبداللہ مزنی نے اپنے استاذ حضرت حسن بصری بیان کیے ہیں  
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت انہوں نے خود ابن مغیرہ سے نہیں سنی، اس لیے وضاحت کر دی کہ میں نے  
پہلے یہ روایت حضرت حسن بصری کے واسطے سے سنی تھی، پھر براہ راست ابن مغیرہ سے بھی سنی، اس لیے دونوں  
طرح بیان کر دی۔ قربان جائیں محدثین کی اس دیانت اور امانت پر۔ رحمہم اللہ رحمة واسعة۔

۱۰۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَحُمَيْدُ  
ابْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ -  
قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ  
عَبْدِ اللَّهِ الْمَرْزِيُّ عَنْ حَمْرَةَ بْنِ الْمُعِيرَةَ بْنِ  
شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ فَتَخَلَّفْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ  
قَالَ: «أَمْعَكَ مَاءً» فَأَتَيْتُهُ بِمِطْهَرَةٍ، فَعَسَلَ  
يَدَيْهِ وَغَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسُرُ عَنْ  
ذِرَاعَيْهِ، فَضَاقَ كُمُ الْجَبَّةِ فَأَلْفَاهُ عَلَى  
مَنْكَبَيْهِ، فَعَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتَيْهِ  
وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى خُفْيَيْهِ.

☀️ فائدہ: ”آپ نے جبے کو کندھوں پر ڈال لیا۔“ جب تو آپ نے پہلے سے پہنا ہوا تھا۔ اس جملے کا مطلب یہ  
ہے کہ آستینیں تنگ ہونے کی وجہ سے آپ نے بازو نیچے سے نکال لیے۔ اب جبے صرف کندھوں پر رہ گیا اور  
آستینیں بازوؤں سے خالی ہو گئیں۔ امام صاحب نے یہاں مختصر حدیث بیان کی ہے، مکمل حدیث مع فوائد پیچھے  
گزر چکی ہے۔ دیکھیے: حدیث: ۸۲۔

المعجم (۸۸) - بَابُ: كَيْفَ الْمَسْحِ عَلَى  
الْعِمَامَةِ (التحفة ۸۸)  
باب: ۸۸- عماسے (پگڑی) پر مسح کیسے  
کیا جائے؟


۱۰۸- أخرجه مسلم، من حديث يزيد بن زريع به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۱۰۸.

## ۱- کتاب الطہارۃ

وضو سے متعلق احکام و مسائل

۱۰۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو باتیں ایسی ہیں جن کی بابت میں کبھی کسی سے نہیں پوچھوں گا، جب کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا خود مشاہدہ کیا ہے۔ ایک تو یہ کہ ہم آپ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپ قضائے حاجت کے لیے گئے پھر واپس تشریف لا کر وضو کیا اور اپنی پیشانی اور پگڑی کے دونوں اطراف کا مسح فرمایا اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔ انھوں نے کہا: (دوسری بات) امام کا اپنی رعیت میں سے کسی آدمی کے پیچھے (اس کی اقتدا میں) نماز پڑھنا۔ تو میں نے اس کا بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاہدہ کیا۔ آپ ایک سفر میں تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (قضائے حاجت سے واپسی میں) دیر ہو گئی۔ صحابہ نے جماعت کھڑی کر لی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آگے کر لیا۔ انھوں نے نماز پڑھائی۔ (اس دوران میں) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور آپ نے ابن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب عبدالرحمن بن عوف نے سلام پھیرا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور بقیہ نماز ادا کی۔

۱۰۹- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ وَهَبِ الثَّقَفِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ: خَصَلَتَانِ لَا أَسْأَلُ عَنْهُمَا أَحَدًا بَعْدَ مَا شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: كُنَّا مَعَهُ فِي سَفَرٍ، فَبَرَزَ لِحَاجَّتِهِ، ثُمَّ جَاءَ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَجَانِبَيْ عِمَامَتِهِ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ. وَقَالَ: وَصَلَاةُ الْإِمَامِ خَلْفَ الرَّجُلِ مِنْ رَعِيَّتِهِ، فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ فِي سَفَرٍ فَخَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَاحْتَسَبَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَقَدَّمُوا ابْنَ عَوْفٍ فَصَلَّى بِهِمْ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى خَلْفَ ابْنِ عَوْفٍ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ، فَلَمَّا سَلَّمَ ابْنُ عَوْفٍ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَفَضَى مَا سَبَقَ بِهِ.

 فوائد و مسائل: ① نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سر کے مسح کے متعلق تین قسم کی احادیث ثابت ہیں۔ ان میں سے ایک یہ حدیث ہے جس میں پیشانی کے ساتھ پگڑی پر مسح کرنے کی بھی وضاحت ہے، جس سے پتا چلا کہ یہ کیفیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور یہی امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی غرض معلوم ہوتی ہے۔ صرف پیشانی اور اس کے بقدر سر کا مسح کرنا مشروع نہیں ہے اگرچہ اس روایت سے احناف نے دلیل لی ہے کہ صرف پیشانی پر یا پیشانی کے بقدر (سر کا چوتھائی حصہ) مسح فرض ہے، حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پگڑی پر مسح کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ صرف پگڑی پر مسح کر لیا جائے اور یہ جائز ہے جیسا کہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد:

۱۰۹- أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۶۴۵ عن يعقوب بن إبراهيم الدورقي به، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۲، وأخرجه أحمد: ۴/ ۲۴۴، ۲۴۹ من طريق آخر عن ابن سيرين به، وله شاهد في صحيح مسلم بعد، ح: ۲۷۴.



۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

(۱۹۴/۱) میں ذکر کیا ہے۔ اور گزشتہ حدیث (نمبر ۱۰۴) کے فوائد میں وضاحت کی گئی ہے۔ اور تیسرا پورے سرے کا مسح کرنا جبکہ سر پر پگڑی نہ ہو۔ یہ تینوں طریقے نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہیں۔ ④ اس سے یہ بھی پتا چلا کہ مقتدی امام کو جس حال میں پائے امام کے ساتھ مل جائے اور جو نماز گزر چکی ہو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کرے۔ ⑤ جب امام راتب کسی بنا پر اول وقت سے دیر کر دے تو کوئی دوسرا آدمی اس کی جگہ نماز پڑھا سکتا ہے۔

(المعجم ۸۹) - **بَابُ إِنْجَابِ غَسْلِ** باب: ۸۹- پاؤں کو دھونا واجب ہے  
الرَّجْلَيْنِ (الْتَحْفَةُ ۸۹)

۱۱۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ شُعْبَةَ ح: وَأَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ [قَالَ]: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَيْلٌ لِلْعَقَبِ مِنَ النَّارِ».

۱۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوالقاسم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ایڑی کے لیے (جو خشک رہ جائے) ویل، یعنی آگ ہے۔“

۱۱۱- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ عَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَوْمًا يَتَوَضَّئُونَ، فَرَأَى أَعْقَابَهُمْ تَلُوحُ فَقَالَ: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَشْبِعُوا الْوُضُوءَ».

۱۱۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو وضو کرتے دیکھا۔ آپ نے دیکھا کہ ان کی ایڑیاں خشک ہیں تو آپ نے فرمایا: ”ان ایڑیوں کے لیے آگ کی تباہی ہے وضو اچھی طرح کیا کرو۔“

۱۱۰- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الأعقاب، ح: ۱۶۵، ومسلم، الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكاملهما، ح: ۲۹/۲۴۲ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۳.

۱۱۱- أخرجه مسلم، ح: ۲۴۱ من حديث وكيع به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۴.

## ۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① امام نسائی رحمہ اللہ اس باب کے تحت یہ احادیث لا کر ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وضو میں پاؤں دھونا واجب ہے کیونکہ اگر پاؤں پر مسح کا حکم ہوتا اور اسے دھونا واجب نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایڑیوں کے خشک رہ جانے پر اس قدر سخت و عید نہ سنا تے۔ جب صرف ایڑیوں کے خشک رہ جانے پر اس قدر سخت و عید ہے تو پورا پاؤں نہ دھونا اور صرف مسح پر اکتفا کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے، البتہ وضو کرنے کے بعد پہنی ہوئی جرابوں اور موزوں پر مسح کی اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۱۸۲، و صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۷۴، و جامع الترمذی، الطہارۃ، حدیث: ۹۹) ﴿وَيُلِّ لِلْأَعْقَابِ .....﴾ الخ] بدو عام بھی ہو سکتی ہے اور خبر بھی۔

(المعجم ۹۰) - بَابُ: بِأَيِّ الرَّجْلَيْنِ يَبْدَأُ  
بِالْغَسْلِ؟ (التحفة ۹۰)  
باب: ۹۰- کس پاؤں کو پہلے دھوئے؟

۱۱۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى  
قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ:  
أَخْبَرَنِي الْأَشْعَثُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي  
يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا] وَذَكَرَتْ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ  
يُحِبُّ التِّيَامَنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَنَعْلِهِ  
وَتَرَجَّلِهِ. قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ سَمِعْتُ الْأَشْعَثَ  
بِوَاسِطَةِ يَقُولُ: يُحِبُّ التِّيَامَنَ، فَذَكَرَ شَأْنَهُ  
كُلَّهُ، ثُمَّ سَمِعْتُهُ بِالْكُوفَةِ يَقُولُ: يُحِبُّ  
التِّيَامَنَ مَا اسْتَطَاعَ.

۱۱۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تک ممکن ہوتا وضو فرمانے، جوتا پہننے اور کنگھی کرنے میں دائیں طرف سے ابتدا کرنا پسند فرماتے۔ شعبہ کہتے ہیں: میں نے اشعث کو واسط میں کہتے ہوئے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام امور میں دائیں طرف پسند کرتے تھے۔ پھر میں نے انھیں کوفہ میں کہتے ہوئے سنا کہ آپ حسب استطاعت دائیں جانب پسند کرتے تھے۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① معلوم ہوا کہ حدیث میں دونوں لفظ ہیں۔ ایک کا ذکر ایک موقع پر ہو گیا اور دوسرے کا دوسرے موقع پر یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کے خلاف نہیں، بلکہ مآل ایک ہی ہے۔ ② دیگر پسندیدہ کاموں کی طرح وضو میں بھی دھوئے جانے والے اعضاء میں دائیں جانب سے ابتدا کرنا مستحب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نیک اور جنتی لوگوں کے لیے ﴿أَصْحَابُ الْيَمِينِ﴾ (الواقعة ۵۶: ۲۷) ”دائیں طرف والے“ کا

۱۱۲- أخرجه البخاري، الوضوء، باب التيمن في الوضوء والغسل، ح: ۱۶۸، ومسلم، الطهارة، باب التيمن في الطهور وغيره، ح: ۲۶۸ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۶.


## ۱- کتاب الطہارۃ ..... دوسرے متعلق احکام و مسائل

لقب پسند فرمایا ہے۔ قدرتی طور پر عموماً دائیں جانب میں بائیں سے زیادہ قوت ہوتی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شریعت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ پسندیدہ اور تزیین والے کاموں میں دائیں جانب سے ابتدا کرنا مستحب ہے؛ مثلاً: لباس پہننا، مسجد میں داخل ہونا، کنگھی کرنا اور نماز میں سلام پھیرنا وغیرہ اور جو کام اس کے برعکس ہیں انھیں بائیں جانب سے شروع کرنا مستحب ہے؛ مثلاً: بیت الخلا میں جانا، مسجد سے نکلنا اور لباس اتارنا وغیرہ۔ دیکھیے: (شرح مسلم للنووی: ۲۰۵/۳ تحت حدیث: ۲۶۸)

(المعجم ۹۱) - **غَسَلَ الرَّجُلَيْنِ بِالْيَدَيْنِ** باب ۹۱- پاؤں کو دونوں ہاتھوں سے دھونا  
(التحفة ۹۱)

۱۱۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ - يَعْنِي عُمَارَةَ - قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَيْسِيُّ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَتَيْتَ بِمَاءٍ فَقَالَ عَلِيٌّ يَدَيْهِ مِنَ الْإِنَاءِ فَعَسَلَهُمَا مَرَّةً، وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ مَرَّةً مَرَّةً، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا.

۱۱۳- حضرت عبدالرحمن بن ابوقراد قیسی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ کے پاس کچھ پانی لایا گیا تو آپ نے برتن سے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انھیں ایک دفعہ دھویا، پھر اپنے چہرے اور دونوں بازوؤں کو ایک ایک دفعہ دھویا۔ اور اپنے دونوں پاؤں اپنے دونوں ہاتھوں سے دھوئے۔

 فوائد و مسائل: ① فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً صحیح قرار دیا ہے حالانکہ اس کی سند میں عمارہ بن عثمان بن حنیف راوی مجہول ہے۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ دلائل کی رو سے انہی کی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (العلل لابن ابی حاتم: ۱/۷۵ و الموسوعة الحدیثیة، مسند الإمام أحمد: ۲۰۰/۳۸) ② روایت میں جو مسئلہ بیان ہوا ہے اس کی بابت درست رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے پاؤں دھونا جائز ہے کیونکہ اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے البتہ مستحب اور اولیٰ یہی ہے کہ پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھویا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہر اچھا عمل دائیں ہاتھ سے یا دائیں طرف سے کیا کرتے تھے اور اس کے علاوہ کوئی بھی کام بائیں طرف سے بائیں ہاتھ سے کیا کرتے تھے نیز پاؤں کو دھونے سے مقصود عموماً میل کچیل دور کرنا ہے جسے بائیں ہاتھ ہی سے دور کرنا بہتر اور مستحب معلوم ہوتا ہے البتہ

۱۱۳- [سنادہ صحیح] أخرجه أحمد: ۳۶۸/۵ عن محمد بن جعفر به، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۵. \* أبو جعفر هو الخطمي، وانظر، ح: ۱۶ من هذا الكتاب.


۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

دونوں ہاتھوں سے دھونا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۹۲) - الْأَمْرُ بِتَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ  
(التحفة ۹۲)

۱۱۴- حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تو وضو کرے تو اچھی طرح وضو کر اور انگلیوں کے درمیان خلال کر۔“

۱۱۴- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ وَكَانَ يُكْنَى أَبَا هَاشِمٍ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا تَوَضَّأْتَ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ».

 فوائد و مسائل: ① خلال سے مراد یہ ہے کہ پاؤں کی انگلیوں کے درمیان ہاتھ کی چھوٹی انگلی (چھنگلیا) داخل کر کے ایسی جگہ پانی پہنچے کو یقینی بنائے جہاں پانی نہ پہنچنے کا امکان ہو۔ ② خلال ہاتھ کی انگلیوں میں بھی کرنا چاہیے۔ اسی طرح ڈاڑھی کا خلال بھی مسنون ہے۔ اگرچہ ڈاڑھی کے اندر پانی پہنچانا ضروری نہیں؛ لیکن حتی الامکان بالوں کو تر کرنا مسنون ہے۔ غرضیکہ اعضائے وضو کی جس جگہ بھی پانی لگنے کا امکان نہ ہو وہاں کوشش سے پانی پہنچایا جائے کیونکہ ایک تو یہ اسباغ الوضو سے ہے اور دوسرا گناہوں کے خاتمے کا سبب بھی۔

(المعجم ۹۳) - عَدَدُ غَسَلِ الرَّجُلَيْنِ  
(التحفة ۹۳)

۱۱۵- حضرت ابو جحیہ وادعی سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے

۱۱۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي

۱۱۴- [صحیح] تقدم طرفه، ح: ۸۷، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۷، وأخرجه أبو داود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ۱۴۲ من حديث يحيى بن سليم به.

۱۱۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ۱۱۶ مختصراً، والترمذي، الطهارة، باب [مجاہ] في وضوء النبي ﷺ كيف كان؟، ح: ۴۸ من حديث أبي إسحاق به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۱۶۲، وانظر الحديث الآتي، ح: ۱۳۶. # أبو إسحاق مدلس وعنن، تقدم، ح: ۹۶.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ الْوَادِعِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، وَتَمَضَّمَصَّ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَذَرَعَ عَيْنَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: هَذَا وَضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

دیکھا کہ آپ نے اپنی ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھویا، تین مرتبہ کھلی کی، تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھایا، اپنا چہرہ تین مرتبہ اور اپنے بازو بھی تین تین مرتبہ دھوئے۔ اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے پیروں کو تین تین دفعہ دھویا، پھر فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے۔

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی کی تحقیق میں اسے صحیح قرار دیا ہے، نیز حدیث میں مذکور مسئلے کی دیگر صحیح احادیث سے تائید بھی ہوتی ہے۔ بنا بریں راجح اور درست بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت معنا صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔ نیز دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

باب: ۹۴- پاؤں کہاں تک دھوئے جائیں؟ (المعجم ۹۴) - بَابُ حَدِّ الْغَسْلِ (التحفة ۹۴)

۱۱۶- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَزِيدَ اللَّيْثِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ حُمْرَانَ مَوْلَى عُمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَانَ دَعَا بِوَضُوءِ فَتَوَضَّأَ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ تَمَضَّمَصَّ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْبُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ

۱۱۶- حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت حمران سے منقول ہے انھوں نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا، اپنی ہتھیلیاں تین دفعہ دھوئیں۔ پھر کھلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، پھر چہرہ تین دفعہ دھویا، پھر دایاں بازو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر بائیں بازو بھی اسی طرح دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنا دایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر بائیں پاؤں اسی طرح دھویا، پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا“

۱۱۶- أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب صفة الوضوء وکماله، ح: ۲۲۶ عن أحمد بن عمرو بن السرح، والبخاری، الوضوء، باب الوضوء ثلاثاً ثلاثاً، ح: ۱۵۹ من حدیث ابن شہاب الزہری بہ.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

عَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ عَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے دیکھیے: (حدیث: ۸۴) امام صاحب اس حدیث کو دوبارہ لاکر یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا جائے گا، یہ نہیں کہ وضو کرتے وقت کہنیوں اور ٹخنوں کو ترک کر دیا جائے گا۔ ② یہ بھی معلوم ہوا کہ جب پاؤں ننگے ہوں، یعنی موزے یا جرابیں نہ پہنی ہوں تو بجائے مسح کرنے کے انھیں دھونا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۹۵) - بَابُ الْوُضُوءِ فِي النَّعَالِ (التحفة ۹۵)

۱۱۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ وَمَالِكٍ وَابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْمُبَرِّقِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَمَرَ: رَأَيْتَكَ تَلْبَسُ هَذِهِ النَّعَالَ السَّبْتِيَّةَ وَتَتَوَضَّأُ فِيهَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَلْبَسُهَا وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”جو توں میں وضو“ کا مطلب یہ ہے کہ اگر جو تے پہنے ہوئے ہوں اور وہ بند نہ ہوں بلکہ چپل نما ہوں جن میں وضو کیا جا سکتا ہو تو پاؤں کو دھونا ضروری ہے۔ ② [النَّعَالُ السَّبْتِيَّةُ] سے مراد صاف

۱۱۷- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين... الخ، ح: ۱۶۶، ومسلم، الحج، باب الإهلال من حيث تنبت الراحلة، ح: ۱۱۸۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ۱/۳۳۳ مطولاً، والكبرى، ح: ۱۱۸.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

چڑے کے جوتے ہیں۔ چڑے کو دباغت دے کر (رنگ کر) بالوں سے مکمل صاف کر لیا جاتا ہے، اس طرح چڑھا صاف ہونے کے ساتھ ساتھ نرم بھی ہو جاتا ہے۔ یہ جوتے خوب صورت اور آرام دہ ہوتے ہیں۔

(المعجم ۹۶) - بَابُ الْمَسْحِ عَلَى  
الْخَفَّيْنِ (التحفة ۹۶)

۱۱۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ [قَالَ]:  
حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ  
عَنْ هَمَّامٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّهُ  
تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خَفَيْهِ فَقِيلَ لَهُ:  
أَتَمْسَحُ؟ فَقَالَ: قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
يَمْسَحُ. وَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ يُعْجِبُهُمْ  
قَوْلُ جَرِيرٍ، وَكَانَ إِسْلَامُ جَرِيرٍ قَبْلَ مَوْتِ  
النَّبِيِّ ﷺ بَسِيرًا.

۱۱۸- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ انھیں کہا گیا کہ کیا آپ موزوں پر مسح کرتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کو جریر کی یہ روایت بہت پسند آتی تھی کیونکہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے اسلام لائے تھے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① موزوں پر مسح کرنا اہل سنت کا اجماعی مسئلہ ہے۔ شیعہ حضرات ہر حال میں ننگے پاؤں پر مسح کے قائل ہیں اور خوارج ہر حال میں پاؤں دھونے ہی کے قائل ہیں۔ اہل سنت چند شروط کے ساتھ موزوں پر مسح کے قائل و فاعل ہیں اور یہی درست ہے۔ ② بعض حضرات جو مسح کے قائل نہیں ان کا کہنا ہے کہ موزوں کے مسح کی روایات سورہ مائدہ کے نزول سے قبل کی ہیں کیونکہ سورہ مائدہ میں وضو اور خصوصاً پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ موزوں پر مسح کے جواز کے راوی سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور یہ نبی ﷺ کی وفات سے صرف چالیس (۴۰) دن قبل مسلمان ہوئے۔ ان کا آپ کو مسح کرتے دیکھنا قطعی دلیل ہے کہ موزوں پر مسح منسوخ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بہت خوش ہوتے تھے کیونکہ اس سے مسلک اہل سنت کی زبردست تائید ہوتی ہے نیز یہ قرآنی حکم کے منافی بھی نہیں بلکہ قرآن مجید کے الفاظ ﴿وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ﴾ (المائدہ ۶: ۵) میں ارجلکم کی ایک قراءت مجرور کی بھی ہے۔ اور علماء اس میں یہ تطبیق دیتے ہیں کہ اگر اسے مجرور پڑھا جائے تو اس کا مطلب موزوں پر مسح کرنا ہوگا۔ قرآن مجید اور سب احادیث کو ملانے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ پاؤں ننگے ہوں تو دھوئے جائیں اگر جرابوں اور موزوں میں ہوں تو ان پر مسح کیا جائے۔ اس طرح آیت وضو اور احادیث پر عمل ہو جائے گا۔ شیعہ

۱۱۸- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في الخفاف، ح: ۳۸۷، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفین، ح: ۲۷۲ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۱.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

اور خوارج کی بات ماننے سے بہت سی صحیح روایات کا انکار کرنا یڑتا ہے اور یہ گمراہی ہے۔

۱۱۹- حضرت عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔

۱۱۹- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

۱۲۰- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سواف میں داخل ہوئے تو آپ قضائے حاجت کے لیے گئے پھر باہر نکلے تو اسامہ نے کہا: میں نے بلال سے پوچھا کہ آپ نے کیا کیا؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے گئے پھر وضو فرمایا، اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا، اپنے سر کا مسح فرمایا اور موزوں پر مسح فرمایا، پھر نماز پڑھی۔

۱۲۰- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ دُحَيْمٍ وَسَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ ابْنِ نَافِعٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَبِلَالُ الْأَسْوَافِ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ خَرَجَ قَالَ أُسَامَةُ: فَسَأَلْتُ بِلَالَ مَا صَنَعَ؟ فَقَالَ بِلَالٌ: ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَتِهِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثُمَّ صَلَّى.

☀️ فوائد و مسائل: ① [أسواف] سے مدینہ منورہ کا حرم مراد ہے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمہ وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال معلوم کرنے کی جستجو میں لگے رہتے تھے تاکہ وہ انہیں اپنا کرد دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کر سکیں۔

۱۱۹- أخرجه البخاري، الوضوء، باب المسح على الخفين، ج: ۲۰۴، ۲۰۵ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ج: ۱۲۶.

۱۲۰- [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ۱/ ۱۵۱ من حديث عبدالله بن نافع به، وصححه ابن خزيمة، ج: ۱۸۵، وابن حبان (موارد)، ج: ۱۷۵، والحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرى، ج: ۱۲۷.



۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۱- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے موزوں پر مسح فرمایا۔

۱۲۱- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

۱۲۲- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے موزوں پر مسح کے بارے میں فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۲۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ: أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ.

۱۲۳- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ قضائے حاجت کے لیے نکلے چنانچہ جب واپس تشریف لائے تو میں پانی کا لوٹا لے کر آپ کو ملا اور میں نے آپ کے اعضاء وضو پر پانی ڈالا تو آپ نے ہتھیلیاں دھوئیں پھر اپنا چہرہ دھویا پھر بازو دھونے لگے مگر جبہ تنگ تھا چنانچہ آپ نے دونوں ہاتھ بچے

۱۲۳- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَتِهِ، فَلَمَّا رَجَعَ تَلَفَيْتُهُ بِإِدَاوَةٍ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَغْسِلَ ذِرَاعَيْهِ

۱۲۱- أخرجه البخاري، الوضوء، باب المسح على الخفين، ح: ۲۰۲ من - حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۸.

۱۲۲- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۹.

۱۲۳- أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ۲۷۴ عن علي بن خشرم، والبخاري، الصلاة، باب الصلاة في الجبة الشامية، ح: ۳۶۳ من حديث الأعمش به. \* قوله "بنا" خطأ لأن الرسول ﷺ كان مقتدياً بعبد الرحمن بن عوف، ولعل الخطأ جاء من تدليس الأعمش، والله أعلم.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

فَصَاقَتْ بِهِ الْجُبَّةُ، فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَعَسَلَهُمَا وَمَسَحَ عَلَى خَفِيهِ ثُمَّ صَلَّى بِنَا.

کے نیچے سے نکالے اور انہیں دھویا، پھر موزوں پر مسح کیا، پھر آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔

۱۲۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةَ، عَنْ أَبِيهِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ، بِإِذَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حَتَّى فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خَفِيهِ.

۱۲۴- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کے رسول ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ قضائے حاجت کے لیے نکلے تو مغیرہ بھی پانی کا لوٹا لے کر آپ کے ساتھ گئے۔ جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو انھوں نے اعضائے وضو پر پانی بہایا، آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔

باب: ۹۷- سفر میں موزوں پر مسح کرنا

(المعجم ۹۷) - بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ فِي السَّفَرِ (التحفة ۹۷)

۱۲۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَمْرَةَ بْنَ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَالَ: «تَخَلَّفْ يَا مُغِيرَةُ! وَامْضُوا أَيُّهَا النَّاسُ!» فَتَخَلَّفْتُ وَمَعِيَ إِذَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ وَمَضَى النَّاسُ، فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ فَلَمَّا رَجَعَ ذَهَبَتْ أَصْبُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ رُومِيَّةٌ ضَيِّقَةٌ الْكُمَيْنِ، فَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ يَدَهُ مِنْهَا

۱۲۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ نے فرمایا: ”اے مغیرہ! تم ٹھہرو۔ اور اے لوگو! تم چلو۔“ میں ٹھہر گیا اور میرے پاس پانی کا ایک لوٹا تھا اور لوگ چلے گئے، پھر اللہ کے رسول ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے جب واپس تشریف لائے تو میں نے آپ کے اعضائے وضو پر پانی بہانا شروع کر دیا۔ آپ پر ایک رومی جبہ تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ آپ نے اپنا بازو آستین سے نکالنا چاہا، مگر آستین تنگ تھی تو آپ نے اپنا ہاتھ جے کے نیچے سے نکال لیا، چنانچہ آپ نے

۱۲۴- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، ح: ۷۹، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۲.

۱۲۵- [إسناده صحيح] انظر الحديث الآتي ح: ۱۰۸، وهو في الكبرى، ح: ۸۲، ۱۰۹.

۱- کتاب الطہارۃ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

فَصَاغَتْ عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجَبَّةِ  
فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ،  
وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ.

☀️ نوادہ و مسائل: ① ہر وقت با وضو رہنا مستحب ہے۔ ② غیر ملکی لباس پہننا جائز ہے بشرطیکہ وہ اسلامی شعائر اور ثقافت کے خلاف نہ ہو اور غیر مسلموں کی نقالی کا مظہر بھی نہ ہو۔ ③ موزوں پر مسح کے لیے شرط ہے کہ پہلے انھیں وضو کر کے پہنا ہوا ہو جیسا کہ دوسری روایات میں اس کی صراحت ملتی ہے دیکھیے: (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۲۰۶، و صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۷۴)

(المعجم ۹۸) - بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ  
عَلَى الْخُفَيْنِ لِلْمُسَافِرِ (التحفة ۹۸)

باب: ۹۸- مسافر کے لیے موزوں پر مسح  
کرنے کی مدت

۱۲۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ  
عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرِّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ  
عَسَّالٍ قَالَ: رَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كُنَّا  
مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ  
وَلَيَالِيَهُنَّ.

۱۲۶- حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے ہمیں اجازت دی کہ جب ہم مسافر ہوں تو تین دن رات تک اپنے موزے نہ اتاریں۔ (بلکہ مسح کرتے رہیں۔)

۱۲۷- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ  
الرَّهَائِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ:  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ  
وَزُهَيْرٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عِيَّاشٍ وَسُفْيَانُ بْنُ  
عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرِّ قَالَ: سَأَلْتُ  
صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى  
الْخُفَيْنِ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا

۱۲۷- حضرت زر بن حبیش سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب ہم مسافر ہوں تو تین دن تک بول و براز اور نیند کی وجہ سے موزے نہ اتاریں بلکہ ان پر مسح کرتے رہیں مگر جنابت کی بنا پر اتارنے ہوں گے۔

۱۲۶- [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب المسح على الخفين للمسافر والمقيم، ح: ۹۶، ح: ۳۵۳۵، وابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء من النوم، ح: ۴۷۸ من حديث سفيان بن عيينة بن، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۴، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۱۲۷- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۵.

۱- کتاب الطہارۃ وضو سے متعلق احکام و مسائل

إِذَا كُنَّا مُسَافِرِينَ أَنْ نَمْسَحَ عَلَى خِيفَانَا ،  
وَلَا نَنْزِعَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ  
إِلَّا مِنْ جَنَابَتِهِ .

☀️ فوائد و مسائل: ① موزوں پر مسحِ حضر اور سفر دونوں حالتوں میں جائز ہے۔ بعض لوگ اسے سفر کے ساتھ خاص کرتے ہیں لیکن اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے سفر و حضر دونوں حالتوں میں مسح کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۸۶/۳-۹۵)

② چونکہ مسافر کو سفر میں کافی مصروفیت ہوتی ہے اس لیے اس کی مجبوری کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کے لیے مدت مسح زیادہ رکھی گئی۔ عام حالات میں مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں مسح کرنے کی اجازت ہے۔ اگر سفری مشقت زیادہ ہو قافلے سے پیچھے رہ جانے کا اندیشہ ہو یا اگر انھیں روکا جائے تو اس وجہ سے وہ اذیت محسوس کریں یا کوئی ایسی صورت لاحق ہو جائے کہ واقعاً جرابوں یا موزوں کو اتارنے اور پھر وضو کرنے میں دقت یقینی ہو تو عمومی معینہ مدت سے زیادہ مدت تک بھی مسح کیا جاسکتا ہے یہ حالت مجبوری میں ایک رخصت ہے۔ اس رخصت کی دلیل سنن ابن ماجہ کی صحیح حدیث ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے پاس مصر سے آئے انھوں نے پوچھا: تو نے کب سے یہ موزے نہیں اتارے انھوں نے جواب دیا: جمعے سے جمعے تک، حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو نے سنت طریقے کو پالیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، الطہارۃ، حدیث: ۵۵۸) بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فتح دمشق کی خوشخبری لے کر آئے تھے۔ رہا یہ اعتراض کہ مسافر کے لیے تو تین دن رات مسح کرنے کی رخصت ہے جبکہ اس حدیث سے تو ایک ہفتے تک مسح کا جواز بلکہ ضروریات کے تحت مزید ایام کی رخصت بھی ملتی ہے تو دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق یوں ممکن ہے کہ عام حالات میں صرف اتنی ہی رخصت ہے البتہ مذکورہ عذر کی صورت میں زیادہ دیر تک بھی مسح کیا جاسکتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (تیسیر الفقہ الجامع للاختیارات الفقہیۃ: ۱۵۹/۱) والصحیحۃ للآلبانی: ۲۳۹/۶) ③ مدت مسح وضو ٹوٹنے کے بعد پہلے مسح سے شمار ہوگی جیسے کہ مسح کی احادیث کے عموم سے ظاہر ہوتا ہے۔ ④ مسح وضو میں ہوگا نہ کہ غسل میں۔ اگر غسل فرض ہو جائے تو موزے اتارنے ہوں گے۔

(المعجم ۹۹) - أَلْتَوَقَّيْتُ فِي الْمَسْحِ عَلَى  
الْخَفَيْنِ لِلْمُقِيمِ (التحفة ۹۹) باب: ۹۹- مقیم شخص کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدت

۱۲۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : ۱۲۸- حضرت علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے

۱۲۸- أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب التوقیت فی ال... علی الخفین، ح: ۲۷۶ عن إسحاق بن إبراهيم الحنظلي

۱- کتاب الطہارۃ

رسول ﷺ نے مسافر کے لیے تین دن رات اور مقیم کے لیے ایک دن رات موزوں پر مسح کی مدت مقرر فرمائی۔

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسِ الْمَلَائِيِّ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُثَيْبَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيَّمَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ، عَنْ عَلِيِّ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ] قَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْمَسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيْلِيَهُنَّ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ، يَعْنِي فِي الْمَسْحِ.

۱۲۹- شرح بن ہانی سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: حضرت علی کے پاس جاؤ بلاشبہ وہ اس مسئلے کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے مسح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں ارشاد فرماتے تھے کہ مقیم ایک دن رات اور مسافر تین دن رات موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔

۱۲۹- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيَّمَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَّيْنِ فَقَالَتْ: إِنْتِ عَلِيًّا فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنِّي فَأَتَيْتُ عَلِيًّا فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ يَمْسَحَ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالْمَسَافِرُ ثَلَاثًا.

فوائد و مسائل: ① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود جواب دینے کی بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف رہنمائی فرمائی کیونکہ آپ ﷺ کا عمومی مسح گھر سے باہر ہی تھا اس لیے حضرت عائشہ کو مسح کے مسائل سے متعلق پوری معلومات شاید نہ ہوں۔ ② مقیم سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے گھر میں ٹھہرا ہوا ہو یا سفر کے دوران میں کسی جگہ اقامت کی نیت سے رہائش اختیار کر لے۔ ③ جس مسئلے کا علم نہ ہو اس کے متعلق اہل علم سے پوچھ لینا چاہیے۔

(المعجم ۱۰۰) - صِفَةُ الْوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ

باب: ۱۰۰- وضو ٹوٹے بغیر دوبارہ وضو کرنے کا طریقہ

حَدِيثُ (التحفة ۱۰۰)

۱۳۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حضرت نزال بن سبرہ سے روایت ہے وہ

۱۲۹- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۱۳۱، وأخرجه مسلم، ح: ۲۷۶ من حديث أبي معاوية به.

۱۳۰- أخرجه البخاري، الأشربة، باب الشرب قائمًا، ح: ۵۶۱۶ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۳۳.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بیٹھ گئے۔ جب عصر کا وقت ہوا تو آپ کے پاس پانی کا ایک تھاں لایا گیا۔ آپ نے اس سے ایک چلو پانی لیا اور اپنے چہرے بازوؤں سر اور پاؤں پر مل لیا، پھر بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیا اور فرمایا کہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں جبکہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے اور یہ اس شخص کا وضو ہے جس کا پہلا وضو نہیں ٹوٹا۔

حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّزَّالَ ابْنَ سَبْرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ] صَلَّى الطُّهْرَ، ثُمَّ قَعَدَ لِحَوَائِجِ النَّاسِ فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ أَتَيْتَنِي بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ، فَأَخَذَ مِنْهُ كَفًّا فَمَسَحَ بِهِ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ وَرَجْلَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ فَضْلَهُ فَشَرِبَ قَائِمًا وَقَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ هَذَا وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُهُ، وَهَذَا وَضُوءٌ مَنْ لَمْ يُحَدِّثْ.

☀️ فوائد و مسائل: ① جس شخص کا وضو قائم ہے، اسے نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے مگر ثواب یا صفائی کی خاطر کوئی وضو پر وضو کرنا چاہے تو کر سکتا ہے کیونکہ وضو بذاتہ گناہوں کے کفارے کا سبب بنتا ہے اور اس سے انسان کی بخشش ہوتی ہے اور یہی درست رائے ہے۔ اس بارے میں بہت زیادہ احادیث مروی ہیں۔ ② جس شخص کا پہلا وضو قائم ہے اسے مکمل وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہلکا سا وضو بھی کر لے تو کوئی حرج نہیں۔ دھونے اور پانی بہانے کی بجائے گیلا ہاتھ لگانا بھی کافی ہے اور ہر جگہ ہاتھ پہنچانا بھی ضروری نہیں۔ ③ اس حدیث سے کھڑے ہو کر پانی پینے کا جواز ثابت ہوتا ہے اگرچہ افضل یہی ہے کہ بیٹھ کر پیا جائے۔ مزید تفصیل کے لیے حدیث: ۹۶ کے فوائد دیکھیے۔

(المعجم ۱۰۱) - الْوُضُوءُ لِكُلِّ صَلَاةٍ

(مستحب ہے)

(التحفة ۱۰۱)

۱۳۱- حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کے پاس (پانی کا) ایک چھوٹا سا برتن لایا گیا اور آپ نے وضو فرمایا۔ شاگرد نے پوچھا کہ کیا نبی ﷺ ہر نماز کے لیے نیا وضو فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ شاگرد نے کہا اور آپ لوگ، یعنی صحابہ بھی؟ آپ نے

۱۳۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ ذَكَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُنِي بِإِنَاءٍ صَغِيرٍ فَتَوَضَّأَ قُلْتُ: أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ؟ قَالَ:

۱۳۱- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من غير حدث، ح: ۲۱۴ من حديث عمرو بن عامر به.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْتُمْ؟ قَالَ: كُنَّا نُنْصَلِّيُ فرمایا: ہم تو جب تک بے وضو نہیں ہوتے تھے نمازیں الصَّلَوَاتِ مَا لَمْ نُحَدِّثْ قَالَ: وَقَدْ كُنَّا نُنْصَلِّيُ الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ کرتے تھے۔

فائدہ: نبی اکرم ﷺ بھی ہمیشہ ہر نماز کے لیے نیا وضو نہیں فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی آپ سے ایک وضو کے ساتھ زیادہ نمازیں پڑھنا بھی مذکور ہے جیسا کہ آئندہ احادیث میں ہے، یعنی عموماً آپ ثواب اور صفائی کی خاطر وضو فرمایا کرتے تھے۔

۱۳۲- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوا: أَلَا نَأْتِيكَ بِوُضُوءٍ؟ فَقَالَ: «إِنَّمَا أَمِزْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ»۔  
۱۳۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ بیت الخلا سے باہر تشریف لائے اور آپ کو کھانا پیش کیا گیا۔ صحابہ نے پوچھا کہ ہم آپ کے لیے وضو کا پانی نہ لائیں؟ آپ نے فرمایا: ”مجھے وضو کا حکم صرف اس وقت ہے جب میں نماز کے لیے اٹھوں۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① نماز کے وقت وضو کا حکم بھی تب ہے اگر وہ بے وضو ہو یا اسے حکم استحباب پر محمول کیا جائے گا۔ ② اگر ہاتھ صاف ہوں تو کھانے کے وقت دوبارہ دھونے کا اہتمام ضروری نہیں بہتر ہے۔ ③ ہر وقت با وضو ہنا مستحب ہے مگر واجب نہیں۔

۱۳۳- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْفَتْحِ صَلَّى الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ  
۱۳۳- حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہر نماز کے لیے وضو فرمایا کرتے تھے۔ جب فتح مکہ کا دن تھا تو آپ نے کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے ایسا کام کیا ہے جو آپ اس سے پہلے نہیں کرتے تھے۔ آپ

۱۳۲- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الأظعمة، باب في غسل اليدين عند الطعام، ح: ۳۷۶۰، والترمذي، الأظعمة، باب في ترك الوضوء قبل الطعام، ح: ۱۸۴۷ من حديث إسماعيل ابن علي به، وقال الترمذي: "حسن [صحيح]"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۵، وله طريق آخر عند مسلم وغيره. \* ابن أبي مليكة اسمه عبد الله.

۱۳۳- أخرجه مسلم، الطهارة، باب جواز الصلوات كلها بوضوء واحد، ح: ۲۷۷ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۱۳۴.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

وَاحِدٍ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَعَلْتَ سَيِّئًا لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُهُ. قَالَ: «عَمْدًا فَعَلْتُهُ يَا عُمَرُ!».

نے فرمایا: ”اے عمر! میں نے جان بوجھ کر ایسے کیا ہے۔“

☀️ فائدہ: ”آپ اس سے پہلے نہیں کرتے تھے۔“ حضرت عمرؓ نے یہ بات عمومی عادت کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے علم کے مطابق کئی درندہ فحش مکہ سے قبل بھی آپ سے بعض اوقات یہ ثابت ہے مثلاً: خیبر کے موقع پر جبکہ آپ کو ستو پیش کیے گئے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۲۰۹)

(المعجم ۱۰۲) - بَابُ النَّضْحِ  
باب: ۱۰۲- وضو کے بعد شرم گاہ پر پانی کے چھینٹے مارنا  
(التحفة ۱۰۲)

۱۳۴- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَقَالَ بِهَا هَكَذَا، وَوَصَفَ شُعْبَةُ: نَضَحَ بِهِ فَرْجَهُ، فَذَكَرْتُهُ لِأَبِرَاهِيمَ فَأَعْجَبَهُ.

۱۳۴- حضرت سفیان ثقفیؒ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب وضو فرماتے تو پانی کا ایک چلو لیتے اور اسے ایسے کرتے۔ شعبہ نے اس کا طریقہ بیان کرتے ہوئے کہا: یعنی اپنی شرم گاہ پر چھٹک لیتے۔ میں نے یہ بات ابراہیم نخعی کو بتائی تو انھوں نے اسے بہت سراہا۔

قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ السُّنِّيِّ: الْحَكَمُ هُوَ ابْنُ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ.

شیخ ابن سنیؒ نے کہا: (سند میں مذکور) حکم سے مراد حکم بن سفیان ثقفی ہیں۔ (حکم بن سفیان کو بعض راویوں نے سفیان بن حکم بھی کہا ہے۔ یہ صحابی ہیں اور ان سے صرف یہی ایک حدیث منقول ہے۔)

☀️ فوائد و مسائل: ① شرم گاہ پر چھینٹے مارنا وضو کا حصہ نہیں ہے تاہم مسنون عمل ہے۔ ② اس عمل کی حکمت یہ ہو سکتی ہے کہ کبھی انسان کو کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے یہ شبہ پڑ جاتا ہے کہ پیشاب کا کوئی قطرہ نکلا ہے ایسا انسان معذور ہے لہذا اس عذر کے پیش نظر یا شبہ دور کرنے کے لیے یہ طریقہ تجویز کیا گیا کہ وضو کے بعد شرم گاہ پر چھینٹے مارے جائیں تو شبہ دور ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ ③ جس آدمی کو مندرجہ بالا صورت حال پیش آئے وہ ایسا کر لے اور جسے یہ صورت پیش نہ آئے اس کے لیے بھی چلو بھر پانی سے چھینٹے مارنا مسنون ہے کیونکہ مذکورہ

۱۳۴- [حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الانتضاح، ح: ۱۶۶ من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح: ۱۳۵، و صححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۱۷۱، و وافقه الذهبي، و انظر نيل المقصود للتحقيق إن شئت.



۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

وجہ اور علت حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ ۳) بعض محققین کا خیال ہے کہ وہ آدمی جو تندرست ہو اور سلس البول کا مریض بھی نہ ہو اور پیشاب سے اچھی طرح فراغت کے بغیر ہی کھڑا ہو جاتا ہو نیز اسے وضو کرنے کے بعد یا اثنائے نماز قطرہ گرنے کا یقین بھی ہو تو ایسے آدمی کو چھینے کفایت نہ کریں گے بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ پیشاب سے آلودہ مقام دھوئے اور پھر وضو کر کے نماز پڑھے کیونکہ پیشاب نجس ہے خواہ وہ قطرہ ہو یا اس سے زیادہ۔ دلائل کے اعتبار سے یہ موقف مضبوط اور راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ۵) [تَوْضُأً] کے معنی ہوں گے جب وضو سے فارغ ہوتے۔

۱۳۵- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ  
الدُّورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَخْوَصُ بْنُ  
جَوَّابٍ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنِ مَنصُورٍ  
ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا  
قَاسِمٌ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْجَرَمِيُّ - قَالَ:  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنصُورٌ عَنِ  
مُجَاهِدٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ:  
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ،  
قَالَ أَحْمَدُ: فَنَضَحَ فَرْجَهُ.

۱۳۵- حضرت حکم بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا  
کہ آپ نے وضو کیا اور اپنی شرم گاہ پر چھینے مارے۔  
استاد احمد بن حرب نے [وَنَضَحَ فَرْجَهُ] کے  
بجائے [فَنَضَحَ فَرْجَهُ] کہا۔

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت امام نسائی رضی اللہ عنہ نے اپنے دو اساتذہ عباس بن محمد دوری اور احمد بن حرب سے بیان کی ہے جیسا کہ سند پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا الفاظ سے امام صاحب کا مقصد یہ ہے کہ میرے ایک استاذ نے [وَنَضَحَ فَرْجَهُ] کہا جب کہ دوسرے استاد نے [فَنَضَحَ فَرْجَهُ] کہا۔ گویا ”واو“ اور ”فاء“ کا فرق ہے۔ ”فاء“ ترتیب کا تقاضا کرتی ہے، یعنی آپ ﷺ نے یہ کام وضو کی تکمیل کے بعد کیا۔ ”واو“ میں یہ مفہوم نہیں ہوتا۔ ایسے باریک اختلافات کو ضبط کرنا محدثین کی امانت و دیانت اور محنت شاقہ کی واضح دلیل ہے۔ رحمہم اللہ رحمة واسعة۔

(المعجم ۱۰۳) - بَابُ الْإِنْتِفَاعِ بِفَضْلِ  
الْوُضُوءِ (التحفة ۱۰۳)

باب: ۱۰۳- وضو سے بچے ہوئے پانی  
سے فائدہ اٹھانا

۱۳۶- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ  
۱۳۶- حضرت ابو حنیفہ سے منقول ہے انھوں نے


۱۳۵- [حسن] انظر الحديث السابق.

۱۳۶- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، ح: ۴۸، انظر، ح: ۱۱۵.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل


سَيِّفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ [قَالَ]: فرمایا: میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا، آپ نے اعضاء وضو کو تین تین دفعہ دھویا پھر کھڑے ہو کر وضو سے بچا ہوا پانی پیا اور فرمایا: اللہ کے رسولؐ نے ایسے ہی کیا جیسے میں نے کیا۔

ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضَلَ وَضُوءِهِ وَقَالَ: صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَمَا صَنَعْتُ.

 فوائد و مسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ جس پانی کو وضو کرتے ہوئے ہاتھ لگا ہو وہ پلید نہیں ہوتا، اسے استعمال کیا جاسکتا ہے حتیٰ کہ پیا بھی جاسکتا ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے واضح ہے۔ ② وضو کے بعد پانی پینا کوئی سنت نہیں کیونکہ عمومی طور پر نبیؐ کے وضو کی روایات میں اس کا ذکر نہیں، نہ یہ وضو کا حصہ ہے البتہ اگر کسی کو پانی پینے کی ضرورت ہو تو وہ پی سکتا ہے، نیز اگر کوئی اتباع کے جذبے سے کبھی کبھار ایسے کر لیتا ہے تو یقیناً یہ نبی اکرمؐ سے کمال درجے کی محبت کا اظہار ہے اور اس کی نیت اور عمل کی بنا پر اس کے لیے ثواب کی امید بھی ہے۔ ان شاء اللہ۔

۱۳۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَوْنِ ابْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِالْبَطْحَاءِ، فَأَخْرَجَ بِلَالٌ فَضَلَ وَضُوءِهِ فَأَبْتَدَرَهُ النَّاسُ فَنِلَتْ مِنْهُ شَيْئًا، وَرُكِّزَتْ لَهُ الْعَنْزَةُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ وَالْحُمْرُ وَالْكَلابُ وَالْمَرْأَةُ يَمْرُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ.

۱۳۷- حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبیؐ کو (مکہ کے مقام) بطحاء میں دیکھا۔ حضرت بلالؓ آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی لے کر (خمیے سے) نکلے۔ لوگ تیزی سے ان کی طرف بھاگے۔ مجھے بھی اس میں سے کچھ پانی مل گیا۔ پھر آپؐ کے لیے ایک نیزہ گاڑ دیا گیا اور آپ نے (اسے سامنے رکھ کر) لوگوں کو نماز پڑھائی۔ گدھے کتے اور عورتیں آپ کے (سترے کے) آگے سے گزرتی تھیں۔

 فوائد و مسائل: ① امام صاحب مذکورہ روایت اس باب کے تحت لاکر یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ماء مستعمل پاک ہے اور اسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ماء مستعمل کی بابت مزید تفصیل کے لیے کتاب المیاء کا ابتدائیہ دیکھیے۔ ② صحابہ کرامؓ کو رسول اللہؐ سے شدید محبت تھی جس کا اظہار اس حدیث سے بھی ہے کہ صحابہ کرامؓ آپ کے وضو سے بچے ہوئے پانی کو اپنے جسم وغیرہ پر بطور تبرک ملتے تھے۔ یہ صرف اور صرف رسول اللہؐ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ آپ کے بعد قرون اولیٰ میں سے کسی سے بھی یہ نہیں ملتا کہ کسی نے کسی

۱۳۷- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ستره المصلي... الخ، ح: ۲۵۱/۵۰۳، والبخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ۳۵۶۶ من حديث مالك بن مغول به، وهو في الكبرى، ح: ۱۳۶.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

صحابی یا تابعی سے بطور تبرک یہ عمل کیا ہو۔ ③ سترے کے آگے سے کسی چیز کا گزرنا نماز کے لیے نقصان دہ نہیں سترے کے بغیر مذکورہ چیزوں کا گزرنا نقصان دہ ہے اس لیے سترے کا اہتمام کرنا نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے اور مذکورہ چیزوں سے بچاؤ کا ایک عمدہ تحفظ بھی۔

۱۳۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہو گیا تو اللہ کے رسول ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے تو مجھے بے ہوش پایا۔ آپ نے وضو فرمایا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا۔

۱۳۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سَفِيَانَ: قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: مَرِضْتُ، فَأَتَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ يَعُودَانِي، فَوَجَدَانِي قَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَبَّ عَلَيَّ وَضُوءَهُ.

☀️ فائدہ: ظاہر تو یہ ہے کہ اس پانی سے مراد وہ پانی ہے جس سے آپ نے وضو فرمایا، گویا ماء مستعمل پاک ہوتا ہے نیز اس سے بچا ہوا پانی بھی مراد ہو سکتا ہے۔

باب: ۱۰۴- وضو کی فرضیت

(المعجم ۱۰۴) - بَابُ فَرَضِ الْوُضُوءِ (التحفة ۱۰۴)

۱۳۹- حضرت ابو بلیح اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کوئی نماز بغیر طہارت (وضو) کے قبول نہیں فرماتا اور نہ حرام مال سے صدقہ قبول فرماتا ہے۔“

۱۳۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةً بِغَيْرِ طَهْوَرٍ وَلَا صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ».

☀️ فوائد و مسائل: ① نماز قبول نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز صحیح نہیں ہوتی، فریضہ ادا نہیں ہوتا اور ثواب بھی نہیں ہوتا، لہذا وضو اور جنابت کی حالت میں غسل نماز کے لیے شرط ہے۔ وضو کے بغیر نماز کا شرعاً کوئی وجود

۱۳۸- أخرجه البخاري، الفرائض، باب قول الله تعالى: "يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ... الخ"، ح: ۶۷۲۳، والاعتصام بالكتاب والسنة، ح: ۷۳۰۹، ومسلم، الفرائض، باب ميراث الكلاله، ح: ۱۶۱۶ من حديث سفيان بن عيينه به، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۱۳۴.

۱۳۹- [صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب فرض الوضوء، ح: ۵۹، وابن ماجه، الطهارة، باب لا يقبل الله صلاة بغير طهور، ح: ۲۷۱ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۷۲، وصححه ابن حبان، ح: ۱۴۵، رواه شعبه عن قتادة به.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

نہیں۔ ① غلول خفیہ طریقے سے خیانت کو کہتے ہیں۔ یہاں مطلق خیانت مراد ہے، یعنی حرام طریقے سے حاصل شدہ مال کیونکہ ہر حرام کے حصول میں کسی نہ کسی خیانت کا ارتکاب ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۰۵) - أَلَاغْتِدَاءُ فِي الْوُضُوءِ باب: ۱۰۵- وضو کرتے وقت مقررہ حد سے تجاوز کرنا (منع ہے)  
(التحفة ۱۰۵)

۱۴۰- عمرو بن شعیب اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ وہ آپ سے وضو کا طریقہ پوچھتا تھا۔ آپ نے اسے تین تین دفعہ اعضائے وضو دھو کر دکھائے پھر فرمایا: ”وضو اس طرح ہے۔ جس نے اس سے زیادہ کیا، اس نے برا کیا، حد سے بڑھا اور ظلم کا ارتکاب کیا۔“

۱۴۰- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُهُ عَنِ الْوُضُوءِ، فَأَرَاهُ الْوُضُوءَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: «هَكَذَا الْوُضُوءُ، فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدَّى وَظَلَمَ».

☀️ فائدہ: تین دفعہ دھونے سے میل کچیل دور ہو جاتا ہے، بشرطیکہ اچھی طرح دھوئے، لہذا اس سے زائد دھونے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ پانی ضائع ہوگا۔ اسراف کی عادت پڑے گی اور طبیعت وہمی ہو جائے گی، البتہ اگر اعضائے وضو میں سے کوئی عضو زیادہ غبار آلود ہو یا نجاست اور غلاظت لگ گئی ہو تو چاہیے کہ وضو سے قبل ہی اسے زائل کر لیا جائے اور اچھی طرح دھولیا جائے تاکہ وضو شروع کرنے کے بعد انسان کسی طرح بھی مذکورہ وعید کا مرتکب نہ ہو۔

(المعجم ۱۰۶) - الْأَمْرُ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ باب: ۱۰۶- وضو مکمل اور اچھی طرح کرنے کا حکم  
(التحفة ۱۰۶)

۱۴۱- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ كَتَبَتْ هِيَ كَمَا هِيَ

۱۴۰- [حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الوضوء ثلاثاً ثلاثاً، ح: ۱۳۵، وابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في القصد في الوضوء، ح: ۴۲۲ من حديث موسى بن أبي عائشة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۷۳، وصححه ابن خزيمة، وابن الجارود، والعسقلاني وغيرهم.

۱۴۱- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في إسباغ الوضوء، ح: ۴۲۶ من حديث حماد بن زيد، وأبو داود، الصلاة، باب قدر القراءة في صلاة الظهر والعصر، ح: ۸۰۸، والترمذي، الجهاد، باب ماجاء في كراهية أن ينزى الحمر على الخيل، ح: ۱۷۰۱ من حديث أبي جهضم موسى بن سالم به، وقال الترمذي: "حسن" ﴿

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

عَرَبِيٌّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو جَهْضَمٍ  
 قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
 عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
 عَبَّاسٍ فَقَالَ: وَاللَّهِ! مَا خَصَّصْنَا رَسُولُ اللَّهِ  
 ﷺ بِشَيْءٍ دُونَ النَّاسِ إِلَّا بِثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ:  
 فَإِنَّهُ أَمَرَنَا أَنْ نُسَبِّحَ الْوُضُوءَ، وَلَا نَأْكُلَ  
 الصَّدَقَةَ، وَلَا نُتْرِي الْحُمْرَ عَلَى الْخَيْلِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے کہ  
 آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے تین  
 چیزوں کے سوا ہمیں لوگوں سے الگ کوئی خصوصی حکم  
 نہیں دیا۔ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم وضو مکمل اور اچھی  
 طرح کریں، صدقہ نہ کھائیں اور گدھوں کی گھوڑیوں  
 سے جھنکتی نہ کرائیں۔

🌞 نوآمد و مسائل: ① صدقہ و زکاۃ کی حرمت کے علاوہ باقی مذکورہ چیزیں اہل بیت سے خاص نہیں، صرف  
 صدقہ و زکاۃ نہ کھانے میں انہیں انفرادیت ہے۔ باقی مذکورہ مسائل محض تاکید مزید کے معنی میں ہیں۔  
 ② ”گدھوں کی گھوڑیوں سے جھنکتی نہ کرائیں۔“ کیونکہ گھوڑا نسل کے اعتبار سے اعلیٰ اور مبارک جانور ہے اس  
 لیے گھوڑی سے نچر حاصل کرنا اعلیٰ اور عمدہ پر ادنیٰ اور کم تر کو ترجیح دینا ہے اس لیے پسندیدہ نہیں ہے، تاہم نچر  
 خریدنا اور اس پر سواری کرنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو نچر کا تحفہ ملا تو آپ نے قبول فرمایا اور بارہا  
 اس پر سواری بھی کی نیز اللہ تعالیٰ نے سورہ نحل آیت: ۸ میں نچروں کی سواری اور ان کے باعث زینت ہونے کو  
 اپنی نعمت شمار کیا ہے۔ بعض علماء اس کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا اسے بطور سواری استعمال  
 کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں ایک درجہ کراہت تو ہے مگر اس کی افزائش کا مروجہ طریقہ جائز ہے اور  
 حدیث میں نہی حرمت کے لیے نہیں بلکہ تنزیہ کے لیے ہے، لیکن دلائل کی رو سے بہتر اور راجح موقف یہ ہے  
 کہ اس طریقے سے اس کا حصول محل نظر ہے، البتہ نچر سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جیسا کہ فرمان الہی اور  
 رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے، نیز نبی اکرم ﷺ کے فرمان: [إِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ]  
 (مسند أحمد: ۹۸/۱، وسنن النسائي، الخليل، حدیث: ۳۶۰۱) ”یہ کام بے علم لوگ کرتے ہیں۔“ سے ظاہر  
 ہوتا ہے کہ باشعور اور اچھے لوگ یہ کام نہیں کرتے۔ گویا اس میں ایک لحاظ سے سرزنش کا پہلو ہے۔ بنا بریں  
 گدھے اور گھوڑی کی جھنکتی خود کرنا ممنوع ہے۔ ان میں یہ عمل از خود ہو جائے یا کوئی جاہل لوگ کریں تو  
 ہمارے لیے ان سے پیدا ہونے والے نچر سے فائدہ اٹھانا بالکل جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے  
 دیکھیے: (معالم السنن للخطابی: ۲۱/۲، وشرح معانی الآثار للطحاوی: ۲۳/۳، وذخيرة العقبی شرح  
 سنن النسائي: ۲۳۸/۳، ۲۳۵)

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

۱۴۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَرِهَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَسْبِغُوا الوُضُوءَ».

۱۳۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے 'عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَرِهَ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وضو مکمل اور اچھی طرح کرو۔"

☀️ فائدہ: اسباغ سے مراد یہ ہے کہ اعضاء کو اچھی طرح اہتمام کے ساتھ مکمل طور پر دھویا جائے تاکہ کوئی عضو یا اس کا کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے اور بعض اوقات مشقت کے باوجود اور ناچاہتے ہوئے بھی اسباغ الوضوء کا اہتمام کرنا فضیلت کا عمل ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خطائیں مٹا دیتا ہے اور درجات بلند فرماتا ہے؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: [إِسْبَاغُ الوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ] "مشقت کے باوجود اور ناچاہتے ہوئے بھی مکمل اور پورا وضو کرنا۔" دیکھیے: (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۵۱)

(المعجم ۱۰۷) - بَابُ الْفَضْلِ فِي ذَلِكَ

باب: ۱۰۷- اسباغ کی فضیلت

(التحفة ۱۰۷)

۱۴۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ: إِسْبَاغُ الوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخَطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ، فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ، فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ».

۱۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے 'عَنْ مَالِكٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ: إِسْبَاغُ الوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخَطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ، فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ، فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ» رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ان چیزوں کی خبر نہ دوں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ غلطیاں مٹاتا اور درجات بلند فرماتا ہے؟ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ کے رسول کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا:) مشقت اور ناچاہتے ہوئے وضو مکمل اور اچھی طرح کرنا، مسجد کی طرف دور سے چل کر جانا اور نماز کے بعد اگلی نماز کا (مسجد میں بیٹھ کر) انتظار کرنا۔ یہ ہے رباط۔ یہ ہے رباط۔ یہ ہے رباط۔"

☀️ فوائد و مسائل: ① رباط سے مراد ہے دشمن کو ڈرانے کے لیے اور اس کے حملے سے بچنے کے لیے سرحد پر

۱۴۲- [صحیح] تقدم، ح: ۱۱۱، وهو في الكبرى، ح: ۱۳۷.

۱۴۳- أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره، ح: ۲۵۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۱/۱۶۱، والكبرى، ح: ۱۳۹.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

مسلم ہو کر تیار کی حالت میں ٹھہرنا۔ مندرجہ بالا حدیث میں نماز کے بعد اگلی نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنے کو رباط کہا گیا ہے کیونکہ شیطان بھی تو انسان کا دشمن ہے۔ ① شیطان سے بچنے کے لیے مسجد محفوظ مورچے کی طرح ہے۔ ② وضو کرنے اور مسجد کی طرف جانے سے شیطانی اثرات (گناہ وغیرہ) جھڑتے ہیں پھر کچھلی نماز بھی اسلحہ کی طرح ہے جب کہ اگلی نماز کا انتظار شیطان کو ڈرانا اور اپنے آپ کو چونکنا اور محفوظ کرنا ہے اس لیے اس فعل کو رباط سے کامل تشبیہ دی گئی ہے نیز یہ ثواب کے لحاظ سے بھی رباط کی طرح ہے۔

(المعجم ۱۰۸) - ثَوَابٌ مِّنْ تَوَضُّأٍ كَمَا  
أَمَرَ (التحقیقہ ۱۰۸)

باب: ۱۰۸- مسنون وضو کرنے کا ثواب

۱۳۳- حضرت عاصم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سلاسل (ایک چشمے کا نام) کی جنگ کو گئے مگر جنگ نہ مل سکی۔ (کیونکہ عاصم اور ان کے کچھ ساتھی بعد میں پہنچے تھے چنانچہ) وہ لوگ کچھ عرصہ محاذ پر مورچہ زن رہے (لیکن جنگ کی دوبارہ نوبت نہ آئی) پھر وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ آئے۔ اس وقت ان کے پاس حضرت ابویوب اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما بیٹھے تھے۔ عاصم نے کہا: ابویوب! اس سال ہم جہاد سے محروم رہ گئے، ہمیں بتلایا گیا ہے کہ جو آدمی چار مسجدوں (مسجد الحرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور مسجد قباء) میں نماز پڑھے، اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بھتیجے! میں تجھے اس سے آسان تر کام بتاتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص وضو کرے جس طرح حکم ہے اور نماز پڑھے جیسے اسے حکم دیا گیا ہے تو اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

۱۴۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ: أَنَّهُمْ غَزَوْا غَزْوَةَ السَّلَاسِلِ فَقَاتَهُمُ الْغَزْوُ فَرَابَطُوا، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ أَبُو أَيُّوبَ وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ فَقَالَ عَاصِمٌ: يَا أَبَا أَيُّوبَ! فَاتَنَا الْغَزْوُ الْعَامَ وَقَدْ أَخْبَرَنَا أَنَّهُ مَنْ صَلَّى فِي الْمَسَاجِدِ الْأَرْبَعَةِ غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! أَدُلُّكَ عَلَى أَيْسَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أَمَرَ وَصَلَّى كَمَا أَمَرَ غُفِرَ لَهُ مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ». أَكْذَلِكِ يَا عُقْبَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ!.

۱۴۴- [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في أن الصلاة كفارة، ح: ۱۳۹۶ من حديث الليث ابن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۰، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۶، وله شواهد.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل


(پھر عقبہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:) اے عقبہ! کیا ایسے ہی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔

۱۴۵- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے اس طرح وضو مکمل کیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے تو اس کے لیے پانچ نمازیں درمیان والے گناہوں کا کفارہ بن جائیں گی۔“

۱۴۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ جَامِعِ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ أَخْبَرَ أَبَا بُرْدَةَ فِي الْمَسْجِدِ، أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَالْصَّلَاةُ الْخَمْسُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ».

۱۴۶- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو آدمی وضو کرے اور اچھی طرح کرے پھر نماز پڑھے، اس کے لیے آگلی نماز تک کے گناہ معاف فرما دیے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس نماز کو پڑھ لے۔“

۱۴۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ، أَنَّ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ أَمْرٍ يَتَوَضَّأُ فِيْهِ حَسَنٌ وَوُضُوءُهُ، ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلَاةَ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى حَتَّى يُصَلِّيَهَا».

 فوائد و مسائل: ① ان احادیث کے ظاہر سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان اعمال سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ اور یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اور عظیم قدرت کا لازمہ ہے [نیز] مِنْ عَمَلٍ [”جیسا بھی عمل ہو“ سے اسی موقف کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن جمہور علماء نے دیگر روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا ہے کہ یہاں گناہوں سے صغیرہ گناہ مراد ہیں بشرطیکہ کبائر سے اجتناب کرے۔ کبائر کی معافی کے لیے توجہ ضروری ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۳۲۲/۱) تحت حدیث: ۱۵۹، و شرح مسلم للنووی: ۱۴۱/۳) تحت حدیث: (۲۲۸) ② آئندہ نماز تک کے گناہوں کی معافی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

۱۴۵- أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب فضل الوضوء والصلاة عقبہ، ح: ۲۳۱، من حدیث شعبۃ بہ.

۱۴۶- أخرجه البخاری، الوضوء، باب الوضوء ثلاثاً ثلاثاً، ح: ۱۶۰، ومسلم، الطہارۃ، باب فضل الوضوء.

والصلاة عقبہ، ح: ۲۲۷ من حدیث عروہ بہ، وهو فی الموطأ (یحیی) ۳۰/۱، والکبری، ح: ۱۷۴.



۱- کتاب الطہارۃ ..... ذمہ سے متعلق احکام و مسائل

ان پر مواخذہ نہیں فرمائے گا۔

۱۴۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ - هُوَ ابْنُ سَعْدٍ - : حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو يَحْيَى سُلَيْمُ بْنُ غَامِرٍ وَصَمْرَةُ بْنُ حَبِيبٍ وَأَبُو طَلْحَةَ نَعِيمُ ابْنُ زِيَادٍ قَالُوا: سَمِعْنَا أَبَا أَمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَبْسَةَ يَقُولُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ الْوُضُوءُ؟ قَالَ: «أَمَّا الْوُضُوءُ فَإِنَّكَ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَغَسَلْتَ كَفَيْكَ فَانْتَيْتُهُمَا خَرَجْتَ خَطَايَاكَ مِنْ بَيْنِ أَظْفَارِكَ وَأَنَا مَلِكٌ، فَإِذَا مَضَمَضْتَ وَاسْتَنْشَقْتَ مَنْخَرَيْكَ وَغَسَلْتَ وَجْهَكَ وَيَدَيْكَ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَحْتَ رَأْسَكَ وَغَسَلْتَ رِجْلَيْكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ اغْتَسَلْتَ مِنْ عَامَّةِ خَطَايَاكَ، فَإِنْ أَنْتَ وَضَعْتَ وَجْهَكَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ خَرَجْتَ مِنْ خَطَايَاكَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ». قَالَ أَبُو أَمَامَةَ فَقُلْتُ: يَا عَمْرُو بْنَ عَبْسَةَ! أَنْظِرْ مَا تَقُولُ! أَكُلُّ هَذَا يُعْطَى فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: أَمَا وَاللَّهِ! لَقَدْ كَبُرَتْ سِنِّي وَدَنَا أَجْلِي وَمَا بِي مِنْ فَقْرٍ فَأَكْذِبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ أُذْنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۱۴۷- حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وضو کیسے کیا جائے؟ (یا وضو کا مقام کیا ہے؟) آپ نے فرمایا: ”وضو کا مرتبہ یہ ہے کہ جب تو وضو میں اپنی ہتھیلیاں دھوتا ہے اور انھیں اچھی طرح صاف کرتا ہے تو تیری غلطیاں تیرے ناخنوں اور پوروں کے درمیان سے نکل جاتی ہیں، پھر جب تو کلی کرتا ہے اور اپنے نتھنوں کو صاف کرتا، اپنا چہرہ اور کہنیوں سمیت بازو دھوتا ہے، اپنے سر کا مسح کرتا ہے اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھوتا ہے تو تو اپنی اکثر غلطیوں سے دھل جاتا ہے، پھر اگر تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا چہرہ رکھے (نماز پڑھے) تو تو اپنی غلطیوں سے اس طرح نکل آتا ہے جیسے آج ہی تجھے تیری ماں نے جنا ہو۔“

ابو امامہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے عمرو بن عبسہ! غور فرمائیے! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا یہ سب کچھ ایک مجلس میں مل جاتا ہے؟ وہ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! تحقیق میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری موت قریب آگئی ہے۔ میں فقیر نہیں کہ (مال حاصل کرنے کے لیے) رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولوں۔ اللہ کی قسم! یقیناً میرے

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

کانوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے۔

(المعجم ۱۰۹) - الْقَوْلُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ  
الْوُضُوءِ (التحفة ۱۰۹)

باب: ۱۰۹- وضو سے فارغ ہونے کے  
بعد کیا پڑھا جائے؟

۱۴۸- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی وضو کرے اور  
اچھی طرح کرے پھر یہ پڑھے: [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ  
إِلَّا اللَّهُ..... عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ”میں گواہی دیتا ہوں  
کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں اور میں  
گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول  
ہیں۔“ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے چوپٹ  
کھول دیے جاتے ہیں۔ جس دروازے سے چاہے  
داخل ہو جائے۔“

۱۴۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ  
حَرْبٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ  
الْحُبَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ  
رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ  
وَ أَبِي عُمَانَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ،  
عَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ:  
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا  
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَتَحَّتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ  
الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ».

☀️ نوائد و مسائل: ① بعض احادیث میں کلمہ شہادت کے بعد یہ کلمات پڑھنے کا ذکر بھی ملتا ہے: [اللَّهُمَّ  
اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ] (جامع الترمذی، الطہارۃ، حدیث: ۵۵) ”یا اللہ!  
مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنا دے۔“ لہذا کلمہ شہادت کے ساتھ ان  
الفاظ کو بھی پڑھنا جائز ہے، لیکن وضو کے بعد دعا پڑھتے ہوئے آسمان کی طرف منہ کرنا اور انگلی سے اشارہ کرنا  
کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں لہذا اس عمل سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ② ”جس دروازے سے چاہے داخل  
ہو۔“ یہ اور اس قسم کے دوسرے وعدے مشروط ہیں، یعنی بشرطیکہ اس سے کوئی ایسا کام صادر نہ ہوا ہو جو عدم  
مغفرت یا دخول جہنم کا لازمی سبب ہو۔ واللہ اعلم۔


(المعجم ۱۱۰) - حِلْيَةُ الْوُضُوءِ  
باب: ۱۱۰- وضو کا زیور  
(التحفة ۱۱۰)

۱۴۸- أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، ح: ۲۳۴ من حدیث زید بہ، وهو فی  
الکبری، ح: ۱۴۱

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

۱۴۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ خَلْفِ - وَهُوَ ابْنُ خَلِيفَةَ - عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَكَانَ يَغْسِلُ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْلُغَ إِبْطِيهٖ فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَا هَذَا الْوُضُوءُ؟ فَقَالَ لِي: يَا بَنِي فَرُوحَ! أَنْتُمْ هَهُنَا، لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ هَهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هَذَا الْوُضُوءَ سَمِعْتُ خَلِيلِي ﷺ يَقُولُ: «تَبْلُغُ حَلِيَّةَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءَ».

۱۴۹- حضرت ابو حازم سے منقول ہے کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھا اور وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے۔ وہ بازو دھورہے تھے حتیٰ کہ بغلوں تک پہنچ گئے۔ میں نے کہا: اے ابو ہریرہ! یہ کیسا وضو ہے؟ آپ فرمانے لگے: اوفروخ کی نسل! (مجمیو!) تم یہاں ہو؟ اگر مجھے علم ہوتا کہ تم یہاں ہو تو میں ہرگز یہ وضو نہ کرتا۔ میں نے اپنے خلیل رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔“

 فوائد و مسائل: ① یہاں زیور سے مراد حقیقی زیور ہی ہے، بعض کا قول ہے کہ یہاں زیور سے مراد نور ہے جو قیامت کے دن اس امت کے افراد کو امتیاز کے طور پر عطا کیا جائے گا، یعنی ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں نور سے چمکتے ہوں گے۔ اسی سے ان کی پہچان ہوگی۔ ② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بازوؤں کو بغلوں تک دھونا ان کا اجتہاد ہے اور انھوں نے اپنے اس اجتہاد کی وجہ بھی ذکر کر دی کیونکہ اگر یہ عمل مسنون ہوتا تو یقیناً ان کی اس خشکی کی کوئی وجہ نہ ہوتی اس لیے انھوں نے فرمایا: ”اگر مجھے علم ہوتا کہ تم یہاں ہو تو میں ہرگز یہ وضو نہ کرتا۔“ لہذا افضل وضو وہی ہے جو عملاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف احادیث میں منقول ہے اور اسی پر اکتفا کرنا مستحب ہے۔ ③ فردخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام ہے جن کی اکثر نسل عجمی ہے۔ گویا کہ بنی فردخ سے مراد عجمی ہیں۔

۱۵۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُقْبَرَةِ فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

۱۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان کی طرف گئے اور فرمایا: ”تم پر سلامتی ہو اے مومن لوگوں کے شہر (اے مومن لوگوں کے شہر کے باسیو!) اور یقیناً ہم ان شاء اللہ تمہیں آ لیں

۱۴۹- أخرجه مسلم، الطهارة، باب تبلغ الحلية حيث يبلغ الوضوء، ح: ۲۵۰ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۲.

۱۵۰- أخرجه مسلم، الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتججيل في الوضوء، ح: ۲۴۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بيحي): ۱/۲۸، ۲۹، والكبرى، ح: ۱۴۳.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

گے۔ میری خواہش تھی کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتا۔“ صحابہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”تم تو میرے صحابہ ہو۔ میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے اور میں حوض کوثر پر ان کا پیش رو ہوں گا۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اپنی امت کے ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو آپ کے بعد آئیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”بتاؤ اگر ایک آدمی کے گھوڑے سفید ماتھے اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہوں جبکہ دوسرے گھوڑے خالص سیاہ ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچان لے گا۔“ انھوں نے کہا: کیوں نہیں؟ (ضرور پہچان لے گا۔) آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ وہ لوگ قیامت کے دن روشن چہروں اور چمکتے ہاتھ پاؤں کے ساتھ آئیں گے اور میں حوض کوثر پر ان کا پیش رو ہوں گا۔“

دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَآخِثُونَ، وَدِدْتُ أَنِّي قَدْ رَأَيْتُ إِخْوَانَنَا» قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَسْنَا إِخْوَانَكَ؟ قَالَ: «بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانِي الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ يَأْتِي بَعْدَكَ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لِرَجُلٍ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ فِي خَيْلٍ بُوْهُمُ دُهُمٌ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟» قَالُوا: بَلَى، قَالَ: «فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”پیش رو“ سے مراد وہ شخص ہے جو قافلے سے پہلے آگے جا کر ان کے پڑاؤ اور دوسری ضروریات کا انتظام کرتا ہے۔ ② آپ ﷺ کے صحابہ کا مرتبہ آپ کے بھائیوں سے بلند ہے کیونکہ بھائی تو سب امتی ہیں اور صحابہ صرف آپ کے فیض یافتہ۔ ③ یہ حدیث مسنون طریقے سے قبروں کی زیارت کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل قبور کو سلام کہنا اور ان کے لیے دعا کرنا مسنون عمل ہے۔ ④ نیک لوگوں سے ملاقات کی خواہش کرنا اور ان کی خوبیاں بیان کرنا درست ہے۔ ⑤ اس حدیث سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت بھی واضح ہوتی ہے اور حوض کوثر پر آپ ﷺ پیش رو ہوں گے۔ سبحان اللہ! اس امت کو یہ شرف و فضل مبارک ہو جن کے پیش رو امام کائنات ﷺ ہوں گے۔


(المعجم ۱۱۱) - بَابُ ثَوَابِ مَنْ أَحْسَنَ  
طرح وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں

۱۵۱ - أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت

۱۵۱- أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، ح: ۲۳۴ من حدیث زید بہ، وهو فی الکبری، ح: ۱۷۸.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل


المَسْرُوقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ  
 قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا  
 رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ الدَّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ  
 الْحَوْلَانِيِّ وَأَبِي عُثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفْعٍ  
 الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ  
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ  
 فَأَحْسَنَ التَّوَضُّؤَ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ يُقْبَلُ  
 عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ».

 نواد و مسائل: ① وضو خوب اچھے طریقے سے کرنا چاہیے۔ ② وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اور انہیں مکمل خشوع و خضوع سے ادا کرنا چاہیے کیونکہ یہ جنت واجب کرنے کا ذریعہ ہیں۔ ③ جو شخص یہ عمل کرتا ہے اس کے لیے ایمان پر موت آنے کی خوشخبری بھی ہے کیونکہ جنت میں صرف مومن جان ہی داخل ہوگی۔

(المعجم ۱۱۲) - بَابُ مَا يَنْقُضُ التَّوَضُّؤَ  
 وَمَا لَا يَنْقُضُ: التَّوَضُّؤَ مِنَ الْمَذْيِ  
 (التحفة ۱۱۲)

۱۵۲- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي  
 بَكْرِ بْنِ عِيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي  
 عَمِيرَةَ الرَّحْمَنِ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ: كُنْتُ رَجُلًا  
 مَذَاءً وَكَانَتْ ابْنَةُ النَّبِيِّ ﷺ تَحْتِي  
 فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ، فَقُلْتُ لِرَجُلٍ  
 جَالِسٍ إِلَى جَنَابِي: سَلْهُ، فَسَأَلَهُ فَقَالَ:  
 «فِيهِ التَّوَضُّؤُ».

۱۵۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے مذی بہت آیا کرتی تھی۔ چونکہ نبی ﷺ کی صاحب زادی میرے نکاح میں تھی لہذا مجھے آپ سے یہ مسئلہ پوچھتے شرم آتی تھی چنانچہ میں نے اپنے پہلو میں بیٹھے ایک شخص سے کہا کہ آپ سے (یہ مسئلہ) پوچھو۔ اس نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اس کے نکلنے سے وضو واجب ہوتا ہے (غسل نہیں۔)“

 نواد و مسائل: ① مذی وہ لیس دار پتلا سا پانی ہے جو شہوت کے وقت جوش کے بغیر شرم گاہ سے نکلتا ہے۔ بسا اوقات اس کے نکلنے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اس کے نکلنے سے شہوت ختم ہوتی ہے نہ اس کے نکلنے سے غسل

۱۵۲- أخرجه البخاري، التَّوَضُّؤُ، باب غسل المذي والوضوء منه، ح: ۲۶۹ من حديث أبي حصين به، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۷.

## ۱- کتاب الطہارۃ

وضو سے متعلق احکام و مسائل

واجب ہوتا ہے۔ ⑤ پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص حضرت مقدار رضی اللہ عنہ تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، العلم، حدیث: ۱۳۲، و صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۰۳) سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ وہ پوچھیں۔ دیکھیے: (سنن النسائي، الطهارة، حدیث: ۱۵۳) لیکن شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے اس مسئلے کے متعلق پوچھنے والی روایت منکر ہے۔ محفوظ روایت وہی ہے جس میں حضرت علی نے حضرت مقدار کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے کا کہا ہے۔ دیکھیے: (ضعیف سنن النسائي، رقم: ۱۵۳، ۱۵۵) جبکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ خود پوچھا۔ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ان کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے حضرت مقدار کو کہا ہوگا اور بعد میں حضرت عمار کو کہہ دیا اور پھر خود بھی پوچھ لیا ہوگا۔ لیکن جن روایات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خود پوچھنے کا ذکر ہے وہ ان کے اپنے قول کے خلاف ہے جو صحیح روایات میں منقول ہے کہ میں نے خود پوچھنے میں شرم محسوس کی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے حوالہ عقد میں تھیں، لہذا جن راویوں نے سوال کی نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف کی ہے وہ اس لیے کہ اصل مسئلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو درپیش تھا اور وہ اس موقع پر حاضر تھے جیسا کہ امام عبدالرزاق نے عائشہ بن انس کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی، مقدار اور اسود رضی اللہ عنہم نے آپس میں مذی کا ذکر کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے بہت زیادہ مذی آتی ہے، تم دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کرو تو ان دونوں میں سے ایک نے پوچھا۔ اس بنا پر سوال کی نسبت حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی طرف مجازی ہے، درحقیقت حضرت مقدار رضی اللہ عنہ ہی نے مسئلہ دریافت کیا تھا جیسا کہ صحیحین کی روایت سے ثابت ہے۔ مزید دیکھیے: (فتح الباری: ۱/۳۹۳، تحت حدیث: ۲۶۹)

۱۵۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت مقدار رضی اللہ عنہ سے کہا: جب کوئی آدمی اپنی بیوی سے دل لگی کرے اور اسے مذی آ جائے جب کہ اس نے جماع نہیں کیا (تو وہ کیا کرے؟) آپ یہ مسئلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں کیونکہ آپ کی بیٹی میرے نکاح میں ہے اس لیے مجھے شرم آتی ہے۔ حضرت مقدار نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”وہ اپنی شرم گاہ وغیرہ دھولے اور نماز والا وضو کر لے۔“

۱۵۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قُلْتُ لِلْمِقْدَادِ: إِذَا بَنَى الرَّجُلُ بِأَهْلِيهِ فَأَمْدَى وَكَمْ يُجَامِعُ، فَسَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَإِنِّي أَسْتَجِي أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ وَابْتَنَّهُ تَحْتِي، فَسَأَلَهُ فَقَالَ: «يَغْسِلُ مَذَاكِرَهُ وَيَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ».

۱۵۳- [سناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في المذي، ح: ۲۰۸ من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۸. \* جرير هو ابن عبد الحميد رحمه الله، والسند منقطع.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے نیز اس حدیث میں بھی وہی مسئلہ بیان ہوا ہے جو گزشتہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود معنا صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل، رقم: ۲۷، ۱۲۵) وصحیح سنن النسائي للألباني، رقم: (۱۵۳) ② [مَدَا كَبِيرَةٌ] اس سے مراد عضو مخصوص، خصیتین اور ارد گرد کی جگہ ہے کیونکہ مذی عضو سے نکل کر ادھر ادھر لگ جاتی ہے یا اس کے لگنے کا قوی احتمال ہے اس لیے مناسب ہے کہ عضو کے ساتھ ساتھ اطراف کو بھی دھولے تاکہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ خصیتین کو دھونے سے مذی بھی منقطع ہو جائے گی یہ اضافی فائدہ ہے۔ واجب تو اتنی جگہ ہی دھونا ہے جہاں مذی لگی ہو، البتہ امام احمد رحمہ اللہ، عضو مخصوص اور خصیتین کو دھونا ضروری سمجھتے ہیں، ظاہر الفاظ اسی کی تائید کرتے ہیں بلکہ ایک روایت میں خصیتین کے دھونے کا صراحتاً حکم مذکور ہے جسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الطہارۃ، حدیث: ۲۰۸) ③ اس حدیث میں سسرال کے ساتھ حسن معاشرت کا سبق دیا گیا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کے رشتے داروں کے سامنے اس کے ساتھ تہائی والے معاملات کا تذکرہ نہ کرے۔

۱۵۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَدَّاءً فَأَمَرْتُ عَمَّارَ ابْنَ يَاسِرٍ يَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَجْلِ ابْنَتِهِ عِنْدِي فَقَالَ: «يَكْفِي مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءُ».

۱۵۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے مذی بہت آیا کرتی تھی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے میرے نکاح میں ہونے کی وجہ سے میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلے کی بابت پوچھیں تو آپ نے فرمایا: ”اس (مذی) سے وضو کافی ہے۔“

۱۵۵- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أُمِّيَّةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَنَّ رُوْحَ ابْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ إِيَّاسِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ عَمَّارًا أَنْ يَسْأَلَ

۱۵۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مذی کے بارے میں پوچھیں۔ آپ نے فرمایا: ”وہ اپنی شرم گاہ وغیرہ دھولے اور وضو کر لے۔“

۱۵۴- [حسن] أخرجه أحمد: ۳۲۰/۴، والحميدي، ح: ۳۹ عن سفیان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۰، أخرجه المزني في تهذيب الكمال: ۳۹۱/۹ من حديث النسائي به. \* عمرو وهو ابن دينار، وعطاء هو ابن أبي رباح.


۱۵۵- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ۱۵۱، والحديث السابق شاهد له.

## ۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ: «يَغْسِلُ مَذَاكِبَهُ وَيَتَوَضَّأُ».

۱۵۶- حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدی کے بارے میں پوچھیں جو اپنی بیوی سے قریب ہوتا ہے تو اس سے مذی نکلتی ہے تو اس پر کیا واجب ہے؟ چونکہ آپ کی بیٹی میرے نکاح میں ہے اس لیے مجھے یہ پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی یہ صورت حال پائے تو وہ اپنی شرم گاہ دھولے اور نماز والا وضو کر لے۔“

۱۵۶- أَخْبَرَنَا عُنْبَةُ بِنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُرَوِّزِيُّ عَنْ مَالِكٍ وَهُوَ ابْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ، عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ: أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ مَاذَا عَلَيْهِ؟ فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَتَهُ وَأَنَا اسْتَجِحِي أَنْ أَسْأَلَهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: «إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَيَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ».

 فوائد و مسائل: ① مذی نجس ہے لیکن اس کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ اگر اس کا نکلنا یقینی ہے اور خارج ہو چکی ہو تو مذکورہ احادیث کی روشنی میں شرم گاہ اور ارد گرد کے آلودہ مقام کو دھونا ضروری ہے بلکہ بعض احادیث سے خصیتین کو دھونے کا وجوب بھی ثابت ہوتا ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الطہارۃ، حدیث: ۲۰۸) اور جس کپڑے کو مذی لگی ہو تو صحیح احادیث کی روشنی میں اس کے دھونے میں تخفیف ہے یعنی متاثرہ مقام پر پانی کا ایک چلو بھر کر چھینے بھی مار لیے جائیں تو طہارت حاصل ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت سہل بن حذیف رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کپڑوں پر مذی لگنے کے متعلق پوچھا کہ اس صورت میں طہارت کیسے حاصل ہوگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تیرے خیال میں جہاں مذی لگی ہو تو تیرے لیے چلو بھر پانی لے کر کپڑوں پر چھینے مار لینا کافی ہے۔“ معلوم ہوا کہ کپڑے پر لگی مذی کے ازالے کے لیے کم از کم یہ شرعی رخصت موجود ہے۔ اگر کوئی دھونا چاہے تو اس کی مرضی ہے بہر حال مذکورہ صورت سے طہارت حاصل ہو جائے گی۔ یہی موقف امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا بھی ہے جبکہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا موقف ہے کہ ہر صورت میں کپڑے کو دھویا ہی جائے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الطہارۃ، حدیث: ۱۱۵) لیکن درست موقف امام احمد رضی اللہ عنہ کا ہے اور اس کی حدیث سے تائید بھی ہوتی ہے۔ گویا

۱۵۶- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطہارۃ، باب في المذي، ح: ۲۰۷، وابن ماجه، الطہارۃ، باب الوضوء من المذي، ح: ۵۰۵ من حدیث مالک به، وهو في الموطأ (یحیی): ۴۰/۱، و صححه ابن خزيمة، وابن حبان، وإسناده ليس بمتصل كما قال ابن عبد البر وغيره، وله شاهد في صحيح مسلم، ح: ۳۰۳ وغيره، وبه صح الحديث.



۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

احادیث میں جہاں دھونے کا حکم ہے وہاں مراد شرمگاہ ہے اور جہاں چھینٹوں کا ذکر ہے وہاں مراد کپڑوں پر چھینٹے مارنا ہے۔ یاد رہے کہ پانی میں ہاتھ ڈبو کر کپڑے پر مارے ہوئے چھینٹے کفایت نہیں کرتے کیونکہ حدیث میں "ایک چلو" کی قید ہے۔ واللہ اعلم۔ ⑤ بعض احادیث میں [نضح] کا لفظ ہے اگرچہ اس سے مراد دھونا اور چھینٹے مارنا دونوں ہو سکتے ہیں لیکن چونکہ بعض روایات میں [رش] کے الفاظ بھی ہیں اس لیے مراد یہی ہے کہ کپڑوں پر چھینٹے کافی ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۵۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے شرم آتی تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ندی کے بارے میں پوچھوں، چنانچہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے کہا تو انھوں نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "اس میں وضو ہے۔"

۱۵۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَلِيمَانُ قَالَ: سَمِعْتُ مُنْذِرًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ مِنْ أَجْلِ فَاطِمَةَ، فَأَمَرْتُ الْمُقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: «فِيهِ الْوُضُوءُ».

باب: ۱۱۳- بول و براز کی وجہ سے وضو

(المعجم ۱۱۳) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ

الغَائِطِ وَالْبَوْلِ (الصحفة ۱۱۳)

۱۵۸- حضرت زر بن حبیش سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک آدمی کے پاس گیا جنھیں صفوان بن عسال کہا جاتا تھا۔ میں (انتظار میں) ان کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ آپ باہر تشریف لائے تو پوچھا: کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا: طلب علم کے لیے۔ انھوں نے فرمایا: فرشتے طالب علم کے طلب علم پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے پر جھکاتے ہیں۔ پھر انھوں نے پوچھا: تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے

۱۵۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ زَرَ بْنَ حُبَيْشٍ يُحَدِّثُ قَالَ: أَتَيْتُ رَجُلًا يُدْعَى صَفْوَانَ بْنَ عَسَالٍ فَقَعَدْتُ عَلَى بَابِهِ فَخَرَجَ فَقَالَ: مَا سَأَلُكَ؟ قُلْتُ: أَطْلُبُ الْعِلْمَ، قَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ فَقَالَ: عَنْ أَيِّ شَيْءٍ

۱۵۷- أخرجه البخاري، العلم، باب من استحيا فأمر غيره بالسؤال، ح: ۱۳۲، ومسلم، الحيض، باب المذني، ح: ۱۸/۳۰۳ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۹. ۱۵۸- [حسن] [تقدم، ح: ۱۲۷ وغيره، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۶.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

تَسْأَلُ؟ قُلْتُ: عَنِ الْخُفَّيْنِ، قَالَ: كُنَّا إِذَا  
كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ أَمَرْنَا أَنْ لَا  
نَنْزِعَهُ ثَلَاثًا إِلَّا مِنْ جَنَابِيَةٍ وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ  
وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ.

کہا: موزوں کے بارے میں۔ انہوں نے فرمایا: جب  
ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (کسی سفر میں) ہوتے تھے  
تو آپ ہمیں فرماتے تھے کہ ہم تین دن تک پیشاب یا  
پاخانے اور نیند کی وجہ سے موزے نہ اتاریں لیکن  
جنابت کی وجہ سے اتارنے ہوں گے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب یا پاخانے اور نیند کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، نیا کرنا پڑے گا، ورنہ موزے اتارنے کے ذکر کا کوئی فائدہ نہیں۔ ② بعض کا کہنا ہے کہ فرشتوں کے پر جھکانے سے مراد تعظیم و احترام ہے، جیسے قرآن مجید میں ہے: ﴿وَإِنْخَفَضْ لَهُمَا جَنَاحَ الدَّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾ (بنی اسرائیل ۱۷: ۲۴) ”اور ان دونوں (والدین) کے لیے نیاز مندی سے عاجزی کا بازو جھکائے رکھ۔“ واللہ أعلم۔ ③ اس حدیث میں طالب علم کا شرف و مرتبہ بھی بیان ہوا ہے کہ فرشتے اس کے لیے پرجھکتے ہیں۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم سے سوال پوچھنے کے لیے ان کا ادب و احترام ملحوظ رکھنا ضروری ہے اس لیے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

(المعجم ۱۱۴) - أَلْوَضُوءٌ مِنَ الْغَائِطِ  
(التحفة ۱۱۴)  
باب: ۱۱۴- قضائے حاجت کی وجہ سے  
(بھی) وضو واجب ہوتا ہے)

۱۵۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ  
وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ  
ابْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ،  
عَنْ زُرِّ قَالَ: قَالَ صَفْوَانُ بْنُ عَسَّالٍ: كُنَّا  
إِذَا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ أَمَرْنَا أَنْ  
لَا نَنْزِعَهُ ثَلَاثًا إِلَّا مِنْ جَنَابِيَةٍ وَلَكِنْ مِنْ  
غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ.

۱۵۹- حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہما بیان کرتے  
ہیں کہ جب ہم کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ  
ہوتے تھے تو آپ ہمیں ارشاد فرماتے تھے کہ ہم تین  
دن تک پیشاب یا پاخانے اور نیند کی وجہ سے موزے نہ  
اتاریں، لیکن جنابت کی وجہ سے اتارنا پڑیں گے۔


(المعجم ۱۱۵) - أَلْوَضُوءٌ مِنَ الرِّيحِ  
(التحفة ۱۱۵)  
باب: ۱۱۵- ہوا (خارج ہونے) کی وجہ  
سے وضو

۱- کتاب الطہارۃ

وضو سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۰- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس آدمی کا مسئلہ پیش کیا گیا، جو نماز کے دوران میں کوئی چیز محسوس کرے (اسے شک پڑے کہ ہوا خارج ہوئی ہے تو کیا کرے؟) تو آپ نے فرمایا: ”وہ نماز سے نہ نکلے حتیٰ کہ بوپائے یا (ہوا نکلنے کی) آواز سنے۔“

۱۶۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سَفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سَفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُسَيْبِ - وَعَبَادُ بْنُ نَعِيمٍ عَنْ عَمِّهِ - وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ - قَالَ: شُكِّيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ: «لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَجِدَ رِيحًا أَوْ يَسْمَعَ صَوْتًا».

 فوائد و مسائل: ① اگر نماز کے دوران میں ہوا نکلنے کا شبہ پڑے تو محض وہم اور شک کی بنیاد پر نماز سے نہیں نکلنا چاہیے جب تک یقین نہ ہو جائے کہ ہوا خارج ہوئی ہے کیونکہ فقہ کا قاعدہ ہے کہ اشیاء اپنی اصل ہی پر رہتی ہیں جب تک اس کے برعکس کا یقین نہ ہو۔ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ (الأشباه والنظائر) ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہوا نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تبھی تو نماز سے نکلنے کا کہا گیا ہے۔ ③ اگر کسی چیز کا علم نہ ہو تو اس کے متعلق پوچھنے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جس قسم کا مسئلہ درپیش ہوتا وہ فوراً رسول اللہ ﷺ سے پوچھتے تھے۔

باب: ۱۱۶- نیند کی وجہ سے وضو

(المعجم ۱۱۶) - أَلْوَضُوءٌ مِنَ النَّوْمِ

(التحفة ۱۱۶)

۱۶۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے جاگے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتیٰ کہ پہلے اس پر تین دفعہ پانی ڈال کر دھو لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں بسر کی۔ (رات بھر کہاں کہاں لگتا رہا ہے۔“)

۱۶۱- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلَا يَدْخُلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهَا ثَلَاثَ

۱۶۰- أخرجه البخاري، الوضوء، باب لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن، ح: ۱۳۷، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن من يقن الطهارة ثم شك... الخ، ح: ۳۶۱ من حديث سفیان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۲، رواية محمد بن منصور فقط.

۱۶۱- [صحيح] تقدم، ح: ۱، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۳، رواية إسماعيل بن مسعود فقط.

## ۱- کتاب الطہارۃ

مَرَاتٍ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ» .

🌅 **فوائد و مسائل:** ① معلوم ہوا کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تبھی تو جاگنے کے بعد پانی کے برتن کا ذکر ہے۔  
② نیند سے اس بنا پر وضو ٹوٹتا ہے کہ اس میں جسم سے ہوا خارج ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے اور سونے والے کو اس کا پتا نہیں چلتا، اسی طرح اگر اونگھ اس درجہ غالب ہو کہ شعور و ادراک ہی ختم ہو جائے تو یہ بھی نیند ہے اور مطلق نیند ناقض وضو ہے، خواہ جس حالت میں بھی آجائے کیونکہ مطلق نیند آنے پر وضو کے ٹوٹنے کی احادیث موجود ہیں۔ لیکن اگر نیند میں حواس قائم ہوں، شعور زندہ ہو تو ہماری زبان میں اسے اونگھ کہتے ہیں، یہ کسی بھی حالت میں آجائے وضو نہیں ٹوٹتا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۱۷) - بَابُ النَّعَاسِ

باب: ۱۱۷- اونگھ کا بیان

(التحفة ۱۱۷)

۱۶۲- أَخْبَرَنَا بَشْرُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا نَعَسَ الرَّجُلُ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَنْصَرِفْ، لَعَلَّهُ يَدْعُو عَلَى نَفْسِهِ وَهُوَ لَا يَدْرِي» .

۱۶۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی شخص کو نماز میں اونگھ آنے لگے تو وہ نماز چھوڑ کر پلٹ جائے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ انجانے میں اپنے آپ کو بددعا دے بیٹھے۔“

🌅 **فوائد و مسائل:** ① اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اونگھ وضو کو نہیں توڑتی کیونکہ نبی ﷺ نے نماز چھوڑنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ ہو سکتا ہے نمازی اپنے آپ کو بے خیالی کی حالت میں بددعا دے بیٹھے، یہ نہیں کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے، نیز اس روایت کا یہ مطلب نہیں کہ اونگھ آتے ہی نماز چھوڑ دے بلکہ نماز مختصر کر کے نماز سے فارغ ہو اور پھر لیٹ جائے، البتہ اگر نیند کا غلبہ اتنا زیادہ ہو کہ دعائیں اور سورتیں پڑھنی مشکل ہوں تو نماز چھوڑ کر پہلے نیند پوری کرے پھر نماز پڑھے۔ حدیث سے یہی صورت معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ ② اس حدیث مبارکہ میں عبادت کے دوران میں حضور قلب اور خشوع و خضوع کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

(المعجم ۱۱۸) - أَلْوَضُوءٌ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

باب: ۱۱۸- عضو مخصوص کو چھونے سے

وضو (ٹوٹ جاتا ہے)

(التحفة ۱۱۸)


۱۶۲- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من النوم ومن لم ير... الخ، ح: ۲۱۲، ومسلم، صلاة المسافرين، باب أمر من نكس في صلاته... الخ، ح: ۷۸۶ من حديث هشام بن عمار، وهو في الكبير، ح: ۱۵۴، وأخرجه ابن خزيمة، ح: ۹۰۷ عن بشر بن هلال به.

## ۱- کتاب الطہارۃ

وضو سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۳- حضرت عروہ بن زبیر سے مروی ہے، انہوں نے کہا: میں مروان بن حکم کے پاس گیا، چنانچہ ہم نے آپس میں ان چیزوں کا ذکر کیا جن سے وضو واجب ہوتا ہے۔ مروان نے کہا: شرم گاہ کو چھونے سے بھی وضو واجب ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا: مجھے تو اس بات کا علم نہیں۔ مروان نے کہا: مجھے حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب تم میں سے کوئی اپنی شرم گاہ (عضو) کو چھو بیٹھے تو اسے چاہیے کہ وضو کرے۔“

۱۶۳- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح: وَالْحَارِثُ ابْنُ مِسْكِينَ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ [بْنِ مُحَمَّدٍ] بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَذَكَرْنَا مَا يَكُونُ مِنْهُ الْوُضُوءُ، فَقَالَ مَرْوَانُ: مِنْ مَسِّ الذَّكْرِ الْوُضُوءُ، فَقَالَ عُرْوَةُ: مَا عَلِمْتُ ذَلِكَ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرْتَنِي بُسْرَةَ بِنْتُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

 فائدہ: عضو مخصوص یا شرم گاہ کی نوعیت ایسی نہیں ہے کہ اس جگہ ہاتھ لگانے کے بعد اس ہاتھ کو کھانے یا قراءت قرآن یا نماز کے لیے استعمال کیا جائے۔ ایسا کرنا فطرت سلیمہ کے خلاف ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ہاتھ لگنے کے بعد وضو کیا جائے، بشرطیکہ کپڑے کے بغیر ہاتھ لگے۔ بعض حضرات نے شہوت اور غیر شہوت میں فرق کیا ہے، یعنی اگر کپڑے کے اوپر سے شہوت کی حالت ہاتھ لگائے، تب وضو لوثتا ہے جبکہ جمہور اہل علم کے نزدیک اگر کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگے تو وضو نہیں لوثتا اور اگر کپڑے وغیرہ کے بغیر ننگے عضو پر ہاتھ لگ جائے تو وضو لوث جاتا ہے۔ لیکن احناف کسی صورت میں بھی وضو کے قائل نہیں۔ ان کی دلیل آگے (حدیث: ۱۶۵) آ رہی ہے۔

۱۶۴- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُغْبِرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ

۱۶۳- حضرت عروہ بن زبیر سے منقول ہے، انہوں نے کہا: مروان نے مدینے کی امارت (گورنری) کے

۱۶۳- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الوضوء من مس الذكر، ح: ۱۸۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بيحي): ۴۲/۱، والكبرى، ح: ۱۵۹ رواية هارون فقط، وله طرق عند الترمذي، ح: ۸۲، ۸۴، وابن ماجه، ح: ۴۷۹ وغيرهما، وقال الترمذي: "حسن صحيح".


۱۶۴- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

وضو سے متعلق احکام و مسائل

۱- کتاب الطہارۃ

دوران میں ذکر کیا کہ جب آدمی اپنا ہاتھ عضو مخصوص کو لگائے تو اسے اس کے بعد وضو کرنا چاہیے۔ میں نے اس کا انکار کیا اور کہا: جس نے اپنے عضو مخصوص کو ہاتھ لگایا اس پر کوئی وضو نہیں ہے۔ تو مروان نے کہا کہ مجھے بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ان چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا جن سے وضو کرنا پڑتا ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عضو مخصوص کو چھونے سے بھی وضو کرے۔“ عروہ نے کہا کہ میں مروان سے بحث کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنے محافظ دستے سے ایک آدمی بلایا اور اسے بسرہ کے پاس بھیجا۔ اس نے ان سے اس روایت کے بارے میں سوال کیا جو انھوں نے مروان کو بیان کی تھی تو حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا نے وہی روایت سنا کر بھیجا جو مروان نے مجھے ان کے نام سے بیان کی تھی۔

شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: ذَكَرَ مَرْوَانَ فِي إِمَارَتِهِ عَلَى الْمَدِينَةِ أَنَّهُ يَتَوَضَّأُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ إِذَا أَفْضَى إِلَيْهِ الرَّجُلُ بِيَدِهِ، فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ وَقُلْتُ: لَا وَضُوءَ عَلَى مَنْ مَسَّهُ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرَنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ مَا يَتَوَضَّأُ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَيَتَوَضَّأُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ» قَالَ عُرْوَةُ: فَلَمْ أَرَلْ أُمَارِي مَرْوَانَ حَتَّى دَعَا رَجُلًا مِنْ حَرَسِهِ فَأَرْسَلَهُ إِلَى بُسْرَةَ فَسَأَلَهَا عَمَّا حَدَّثَتْ مَرْوَانَ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بُسْرَةَ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْهَا مَرْوَانُ.

 فوائد و مسائل: ① [أَفْضَى إِلَيْهِ بِيَدِهِ] کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مس ذکر سے وضو واجب ہوتا ہے بشرطیکہ ہاتھ اور عضو متاسل دونوں ننگے ہوں۔ ② مروان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینے کے گورنر تھے علمی شخصیت تھے محدثین کے نزدیک ثقہ راوی ہیں۔ عمر کے لحاظ سے بعض صحابہ کے برابر تھے مگر طائف میں رہنے کی وجہ سے روایت کا شرف حاصل کرنے سے محروم رہے۔ یزید کی وفات کے بعد خلیفہ بھی بنے بلکہ بنو امیہ کے دور خلافت کے خاتمے تک ان کی اولاد ہی خلافت کرتی رہی۔ چونکہ یہ سیاست میں آگئے تھے اس لیے متنازع شخصیت بن گئے۔

(المعجم ۱۱۹) - بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ  
ذَلِكَ (التحفة ۱۱۹)

۱۶۵- حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۶۵- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب [ما جاء في] ترك الوضوء من مس الذكر، ح: ۸۵ عن هناد، وأبوداود، الطهارة، باب الرخصة في ذلك، ح: ۱۸۲ من حديث ملازم بن عمرو، وهو في الكبرى ۴۰

۱- کتاب الطہارۃ

وضو سے متعلق احکام و مسائل

انہوں نے کہا: ہم وفد کی صورت میں اپنے علاقے سے نکلے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے چنانچہ ہم نے آپ کی بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز ختم ہونے کے بعد ایک بدوی سا آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اس آدمی کے بارے میں کیا حکم ہے جو نماز میں اپنے عضو تناسل کو چھو بیٹھتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ بھی تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے۔“

عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: خَرَجْنَا وَقَدْ آتَيْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَايَعَنَا وَصَلَّيْنَا مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ جَاءَ رَجُلٌ كَأَنَّهُ بَدَوِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا تَرَى فِي رَجُلٍ مَسَّ ذَكَرَهُ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «وَهَلْ هُوَ إِلَّا مُضْعَةٌ مِنْكَ أَوْ بَضْعَةٌ مِنْكَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① روایت کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ شرم گاہ چھونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ احناف

نے اسی روایت کو دلیل بنا کر مس ذکر کو ناقض میں شمار نہیں کیا مگر یہ روایت بہت پہلے کی ہے کیونکہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ آئے تو مسجد نبوی تعمیر ہو رہی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے گارا بنانے کی خدمت بھی لی تھی۔ گویا یہ روایت ہجرت کے پہلے سال کی ہے اور بسرہ کی روایت بہت بعد کی ہے کیونکہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے فتح مکہ والے سال ۸ ہجری کو اسلام قبول کیا تھا، نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر کے سال ۷ ہجری کو اسلام لائے ہیں، وہ بھی شرم گاہ چھونے سے وضو ٹوٹنے کا ذکر کرتے ہیں۔ بنا بریں دلائل کے اعتبار سے یہی موقف راجح ہے کہ اگر کپڑے کے بغیر شرم گاہ کو چھویا جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں اس بات کی صراحت موجود ہے۔ دیکھیے: (مسند أحمد: ۲/۳۳۳) علامہ صنعانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بسرہ والی روایت کی تائید دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے جنہیں سترہ (۱۷) صحابہ بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک راوی طلق بن علی بھی ہیں جن سے شرم گاہ چھونے سے وضو نہ ٹوٹنے کی روایت منقول ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۳۲۲/۳-۳۷۲) تحت حدیث: (۱۶۳) ② مرد اور عورت اس حکم میں برابر ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”جو مرد اور عورت اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے، اسے چاہیے کہ وضو کرے۔“ (مسند أحمد: ۲/۳۳۳) ③ اس مسئلے میں آگلی اور چھیلی شرم گاہ کا ایک ہی حکم ہے۔ ④ اپنی شرم گاہ کی طرح دوسرے کی شرم کو ہاتھ لگانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ⑤ عورتیں گھروں میں بچوں کو استنجا وغیرہ کراتی ہیں تو اس کے متعلق یہی موقف راجح ہے کہ اسے بھی ناقض وضو شمار

ح: ۱۶۰، وصححه الفلاس، وابن حبان، والطبرانی وغیرہم، وهذا الحدیث منسوخ كما حققه الإمام ابن حبان، لأن طلق بن علي كان قدومه على النبي ﷺ أول سنة من سني الهجرة، انظر الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان: ۲۲۴/۲، ح: ۱۱۱۹.

۱- کتاب الطهارة وضوءے متعلق احکام و مسائل

کیا جائے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المجموع: ۳۰/۲، والمغنی: ۲۳۳/۱)

باب: ۱۲۰- آدمی اپنی عورت کو بغیر شہوت کے ہاتھ لگائے تو وضو واجب نہیں

(المعجم ۱۲۰) - تَرَكَ الْوُضُوءَ مِنْ مَسِّ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ مِنْ غَيْرِ شَهْوَةٍ (التحفة ۱۲۰)

۱۶۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ بے شک اللہ کے رسول ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور میں آپ کے سامنے اس طرح لیٹی ہوتی جیسے جنازہ ہوتا ہے حتیٰ کہ جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو مجھے پاؤں لگا کر جگا دیتے۔

۱۶۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ وَإِنِّي لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ اعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ، حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يُؤْتِرَ مَسَّنِي بِرِجْلِهِ.

۱۶۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: (یوں سمجھو کہ) تم مجھے دیکھ رہے ہو کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے لیٹی ہوتی اور اللہ کے رسول نماز پڑھتے ہوتے۔ جب آپ سجدہ کرنے کا ارادہ فرماتے تو میرا پاؤں ہاتھ سے دباتے، میں پاؤں سکیڑ لیتی، پھر آپ سجدہ فرماتے۔

۱۶۷- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ [قَالَتْ]: لَقَدْ رَأَيْتُمُونِي مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلِي فَضَمَمْتُهَا إِلَيَّ ثُمَّ يَسْجُدُ.

۱۶۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں

۱۶۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ

۱۶۶- [سنادہ صحیح] أخرجه أحمد: ۶/۲۵۹ من حديث الليث بن سعد به، وأخرجه مسلم، ح: ۷۴۴/۱۳۵ من حديث القاسم بن محمد به، وانظر الحديث الآتي.

۱۶۷- أخرجه البخاري، الصلاة، باب هل يغمز الرجل امرأته عند السجود لكي يسجد؟، ح: ۵۱۹ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۷.

۱۶۸- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة على الفراش، ح: ۳۸۲، ومسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ۵۱۲/۲۷۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۱۷، والكبرى، ح: ۱۵۶.



۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ دُعوے متعلق احکام و مسائل

قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا مِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَجُلَايَ فِي فَيْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي، فَقَبَضْتُ رِجْلِيَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا وَالْيَبُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ.

آپ کے قبلے میں ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ فرماتے تو میرے پاؤں دبا دیتے۔ میں انھیں سکیڑ لیتی۔ جب آپ کھڑے ہوتے تو پھر بچھا لیتی۔ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

۱۶۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَنُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَجَعَلْتُ أَطْلُبُهُ بِيَدِي فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ سَاجِدٌ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمَعَا فَاتِكَ مِنْ عَفْوَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي نِنَاءَ عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَتْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِكَ».

۱۶۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے نبی ﷺ کو اپنے ساتھ نہ پایا تو میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو تلاش کرنا شروع کر دیا چنانچہ میرا ہاتھ آپ کے پاؤں کو لگا جو سیدھے کھڑے تھے جب کہ آپ سجدے میں تھے اور پڑھ رہے تھے: [أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ..... أَنْتَ كَمَا أَتْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِكَ] ”(اے اللہ!) میں تیرے غصے سے (بچنے کے لیے) تیری رضا مندی اور تیری سزا سے (بچنے کے لیے) تیری معافی کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔ اور تیرے غضب سے (بچنے کے لیے) تیری رحمت کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری پوری تعریف نہیں کر سکتا۔ تو اسی طرح ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا چاروں احادیث باب کے مضمون پر دلالت کرتی ہیں، یعنی آپ ﷺ نے

ضرورت کے پیش نظر نماز کے دوران میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو چھوا اور نماز پڑھتے رہے، گویا وضو نہ ٹوٹا۔ چوتھی حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ نے آپ ﷺ کو چھوا اور نماز میں کوئی فرق نہ پڑا۔ ② یہ باب قائم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض فقہاء مثلاً: امام شافعی رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل ہیں کہ عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ذخیرہ حدیث میں ہے تو کوئی ایک حدیث بھی ایسی نہیں ہے جس میں عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹنے کا صراحتاً یا اشارتاً ذکر ہو بلکہ اس کے خلاف بہت ساری احادیث ہیں، البتہ قرآن مجید کی ایک آیت کے الفاظ: ﴿أَوْ لَا مَسْتَمُ السِّبَاةُ﴾ (المائدہ: ۵) سے استدلال کیا جاتا ہے مگر یہ استدلال عقلاً اور نقلاً بعید ہے۔ یہاں یہ الفاظ جماع کا

۱۶۹- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود، ح: ۴۸۶ من حديث أبي أسامة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۸.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

مفہوم مراد لینے کے لیے آئے ہیں نہ کہ مطلق چھونے کے لیے، نیز یہ معنی مراد لینے سے ان تمام احادیث کی دوران کارتا و بلیس کرنی پڑیں گی یا انہیں چھوڑنا پڑے گا۔ دونوں صورتیں اچھی نہیں۔ ⑤ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے باب اور احادیث سے واضح ہے کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، چاہے شہوت سے ہو (جیسا کہ اگلے باب میں وضاحت ہے) یا بغیر شہوت کے جیسا کہ اس باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ ⑥ ان روایات سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے لیٹا ہوا ہونا، خواہ اس کی بیوی ہی ہو کوئی حرج والی بات نہیں، البتہ نمازی کے آگے سے گزرنا ایک الگ چیز ہے، اس سے نمازی کے خشوع میں فرق پڑے گا اور گزرنے والا سخت گناہ گار ہوگا۔ ⑦ سجدے میں پاؤں گاڑنا (سیدھے کھڑے رکھنا) مستحب ہے۔ ⑧ سجدے میں دعا کرنا مستحب عمل ہے کیونکہ یہ قبولیت دعا کی حالت ہے۔ ⑨ اللہ تعالیٰ کے غصے اور اس کے عذاب سے پناہ مانگتے رہنی چاہیے۔ ⑩ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی بیان کرتے ہوئے مخلوق کا اس کی کماحقہ تعریف کرنے سے عاجزی کا اعتراف کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ۱۲۱) - بَابُ تَرَكَ الْوُضُوءِ مِنْ

الْقُبْلَةِ (التحفة ۱۲۱)

۱۷۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی بعض بیویوں کو بوسہ دیتے، پھر نماز پڑھتے اور نیا وضو نہ فرماتے تھے۔

۱۷۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو رَوْقٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْبَلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ.

امام ابو عبد الرحمن نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اس مسئلے میں اس سے بہتر کوئی روایت نہیں، اگرچہ اس کی سند مرسل (منقطع) ہے (کیونکہ ابراہیم تیمی کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں ہے)۔ اعمش نے اس حدیث کو حیب بن ابی ثابت عن عائشہ کی سند سے بیان

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: لَيْسَ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ وَإِنْ كَانَ مُرْسَلًا، وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

۱۷۰- [حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الوضوء من القبلة، ح: ۱۷۸ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۵، وله شاهد عند البزار، وإسناده حسن، وله طرق أخرى عند الترمذي، ح: ۸۶، وابن ماجه، ح: ۵۰۲ وغيرهما.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

کیا ہے۔

قَالَ يَحْيَى الْقَطَّانُ: حَدِيثُ حَبِيبٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ هَذَا وَحَدِيثُ حَبِيبٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ: تَصَلِّي وَإِنْ قَطَرَ الدَّمُّ عَلَى الْخَصِيرِ لَا شَيْءَ.

یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت اور اسی سند (حبیب عن عروہ عن عائشہ) سے منقول ایک اور روایت: ”استحاضہ والی عورت نماز پڑھتی رہے اگرچہ خون چٹائی پر گرتا ہو۔“ دونوں غیر معتبر ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”مرسل (منقطع) ہے۔“ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ اس حدیث کو منقطع قرار دیا ہے، مگر دارقطنی وغیرہ میں یہ روایت متصل سند سے بھی مروی ہے، لہذا یہ حدیث حجت ہے۔ ② ”دونوں غیر معتبر ہیں۔“ کیونکہ حبیب کا عروہ سے سماع ثابت نہیں۔ امام ترمذی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما کا یہی خیال ہے۔ لیکن امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند کو صحیح قرار دیا ہے، نیز اس حدیث کے شواہد بھی موجود ہیں، اس لیے یہ حدیث قابل استدلال ہے۔ ③ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو شہوت کے ساتھ چھونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ مذی نہ نکلے۔ ④ بعض بیویوں سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ہیں۔ دیکھیے: (سنن الدارقطنی: ۱/۱۳۷)

(المعجم ۱۲۲) - بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَ النَّارُ (التحفة ۱۲۲)

باب: ۱۲۲- آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو

۱۷۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَارِظٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

۱۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرو۔“

۱۷۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

۱۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں

۱۷۱- أخرجه مسلم، الحیض، باب الوضوء مما مسّت النار، ح: ۳۵۲ من حدیث الزہری بہ، وهو فی الکبریٰ، ح: ۱۸۰.

۱۷۲- [صحیح] انظر الحدیث السابق، وهو فی الکبریٰ، ح: ۱۷۹.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کرو۔“

قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ حَرْبٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَارِظٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

۱۷۳- عبد اللہ بن ابراہیم بن قارظ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو مسجد کی چھت پر وضو کرتے دیکھا، انھوں نے فرمایا: میں نے پیڑ کے ٹکڑے کھائے تھے اس لیے میں نے وضو کیا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کرنے کا حکم دیتے سنا ہے۔

۱۷۳- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرِ - وَهُوَ ابْنُ مُصَرَّرٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ جَعْفَرِ ابْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: أَكَلْتُ أَثْوَارَ أَقِطٍ فَتَوَضَّأْتُ مِنْهَا، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

۱۷۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کیا میں اس کھانے کی وجہ سے وضو کروں جسے میں اللہ کی کتاب میں حلال پاتا ہوں، صرف اس بنا پر کہ وہ آگ پر پکا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بہت سی کنکریاں جمع کیں اور فرمایا: میں ان کنکریوں کی تعداد

۱۷۴- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ حُسَيْنِ الْمَعْلَمِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ

۱۷۳- [صحیح] انظر الحديثين السابقين.

۱۷۴- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/ ۵۲۹ عن عبد الصمد به، والسند منقطع، وله شواهد عند ابن ماجه، ح: ۴۸۵، والترمذي وغيرهما، وأخرج أحمد: ۱/ ۳۶۶ بإسناد صحيح عن ابن عباس قال لأبي هريرة: "ما أبالي مما توضع، أشهد لرأيت رسول الله ﷺ أكل لحم ثم قام إلى البوضاً" فالكل عنده حجة والكل معذور.

۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

المُطَلَّبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «أَتَوَضَّأُ مِنْ طَعَامِ أَجِدُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَلَالًا لِأَنَّ النَّارَ مَسَّتُهُ؟ فَجَمَعَ أَبُو هُرَيْرَةَ حَصَى فَقَالَ: أَشْهَدُ عَدَدَ هَذَا الْحَصَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

کے برابر گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کرو۔“

۱۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کرو۔“

۱۷۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

۱۷۶- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کرو۔“

۱۷۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ مُحَمَّدُ: الْقَارِيُّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ».

۱۷۷- حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کرو۔“

۱۷۷- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ وَهَارُونَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ وَهُوَ ابْنُ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ:

۱۷۵- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۱۸۳، وللحديث شواهد كثيرة.

۱۷۶- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۸/۴ من حديث شعبة به مختصراً، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۲، وانظر الحديث السابق لأنه شاهد له.

۱۷۷- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۱۸۱ من حديث عبيد الله بن سعيد فقط.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ جَعْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِيَّ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا عَيَّرَتِ النَّارُ».

۱۷۸- حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ

نے فرمایا: ”ہر اس چیز (کے کھانے) سے وضو کرو جسے آگ نے پکایا ہو۔“

۱۷۸- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَفْصِ بْنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا أَنْضَجَتِ النَّارُ».

۱۷۹- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ہر اس چیز (کے کھانے) سے وضو کرو جسے آگ نے پکایا ہو۔“

۱۷۹- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ، أَنَّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ خَارِجَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

۱۸۰- ابوسفیان بن سعید بن افضس بن شریق نبی

ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ان کی خالہ تھیں۔ انھوں نے ان کو ستو

۱۸۰- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۱۷۸- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۸/۴ من حديث شعبة به. \* ابن أبي طلحة لعله عبد الله، ولد في عهد النبي ﷺ، ووثقه ابن سعد.

۱۷۹- أخرجه مسلم، الحیض، باب الوضوء مما مست النار، ح: ۳۵۱ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۵.

۱۸۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب التشديد في ذلك، ح: ۱۹۵ من حديث أبي سلمة به، وأشار إلى حديث الزهري، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۶.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

پلائے پھر فرمایا: اے بھانجے! وضو کرو کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”ہر اس چیز (کے کھانے) سے وضو کرو جسے آگ نے پکایا ہو۔“

أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْأَخْنَسِ بْنِ شَرِيْقٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهِيَ خَالَتُهُ فَسَقَتْهُ سَوِيْقًا ثُمَّ قَالَتْ لَهُ: تَوَضَّأْ يَا ابْنَ أُخْتِي! فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

۱۸۱- ابوسفیان بن سعید بن اخنس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا جب کہ اس نے ستوپے تھے: اے بھانجے! وضو کر کیونکہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کرو۔“

۱۸۱- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَّ قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْأَخْنَسِ: أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَهُ: وَشَرِبَ سَوِيْقًا يَا ابْنَ أُخْتِي! تَوَضَّأْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

☀️ فائدہ: مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا چاہیے مگر اس حکم کو وجوب پر محمول کرنا مشکل ہے کیونکہ وضو تو کسی پلید چیز نکلنے سے ٹوٹتا ہے نہ کہ پاک چیز کھانے سے جیسا کہ حدیث نمبر ۱۷۴ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اشکال ظاہر فرمایا ہے لہذا ان احادیث کو یا تو استحباب پر محمول کیا جائے گا یا یہ حکم منسوخ ہے جیسا کہ آئندہ باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع دور میں آپ نے یہ حکم دیا تھا بعد میں آپ نے خود ہی اس حکم پر عمل نہیں کیا۔ (دیکھیے: حدیث: ۱۸۵) اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس پر عمل چھوڑ دیا اور یہی جمہور فقہاء و محدثین کا مسلک ہے اور یہی راجح ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۲۳) - بَابُ تَرْكِ الْوَضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ (التحفة ۱۲۳)  
باب: ۱۲۳- آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو نہ کرنا

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ وضو سے متعلق احکام و مسائل

۱۸۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ كَيْفَا [فَجَاءَهُ بِلَالٌ] فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً.

۱۸۲- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کندھے کا گوشت کھایا، پھر آپ کے پاس بلال آئے تو آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے اور پانی کو چھوا تک نہیں۔

۱۸۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَحَدَّثَتْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصْبِحُ جُنْبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ، وَحَدَّثَنَا مَعَ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ: أَنَّهَا قَرَّبَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ جُنْبًا مَشُوبًا فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۱۸۳- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ (کبھی کبھی) صبح کے وقت احتلام نہیں بلکہ جماع سے جنبی ہوتے تھے پھر (اسی طرح) روزہ رکھ لیتے تھے۔ اور اس حدیث کے ساتھ انھوں نے ہمیں یہ حدیث بھی بیان کی کہ ایک دفعہ انھوں نے نبی ﷺ کو پہلو کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا، آپ نے اس میں سے کچھ کھایا، پھر نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور وضو نہیں فرمایا۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① احتلام یا جماع کی بنا پر جنابت کسی بھی وقت ہو سکتی ہے، اس لیے شریعت نے گنجائش رکھی ہے کہ اگر کسی کو یہ صورت حال پیش آگئی اور وہ روزہ رکھنا چاہتا ہے، غسل کا وقت نہیں، اگر غسل کرتا ہے تو سحری رہ جائے گی تو اسے اجازت ہے کہ اسی طرح روزہ رکھ لے اور بعد میں نماز سے پہلے نہالے۔ اگر روزے کے دوران میں بھی کسی کو احتلام ہو جائے تو روزے کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ② [لَمْ يَمَسَّ مَاءً] ظاہر معنی بھی مراد ہو سکتا ہے۔ گویا کلی بھی نہیں کی کیونکہ کلی فرض نہیں اور ممکن ہے کہ یہ کنایہ ہو وضو نہ کرنے سے، یہی بات واضح ہے۔

۱۸۲- [استادہ صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرخصة في ذلك، ح: ۴۹۱ من حديث جعفر بنه، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۷.

۱۸۳- أخرجه مسلم، الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، ح: ۱۱۰۹ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۹.




۱- کتاب الطہارۃ ..... وضو سے متعلق احکام و مسائل

۱۸۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ خُبْزًا وَلَحْمًا ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۱۸۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے روٹی اور گوشت کھایا، پھر نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور وضو نہیں فرمایا۔

۱۸۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَرَكَ الْوُضُوءَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

۱۸۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان دو کاموں میں سے اللہ کے رسول ﷺ کا آخری کام یہ تھا کہ آپ آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو نہیں فرماتے تھے۔

 فائدہ: دو کاموں سے مراد آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا اور نہ کرنا ہے، گویا وضو کرنے کا حکم منسوخ ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بھی اسی طرف اشارہ کر رہی ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے بعد مدینہ آئے تھے۔

(المعجم ۱۲۴) - الْمُضْمَضَةُ مِنَ السَّوْبِقِ (التحفة ۱۲۴)

باب: ۱۲۴- ستو کھانے کے بعد کلی کرنا

۱۸۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ

۱۸۶- حضرت سوید بن عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ (سوید) غزوہ خیبر کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ جب لشکر صہباء میں پہنچا، اور وہ خیبر

۱۸۴- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/۳۶۶ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۰، وانظر الحديث السابق.

۱۸۵- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في ترك الوضوء مما مسّت النار، ح: ۱۹۲ من حديث علي بن عياش به، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۸، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما.

۱۸۶- أخرجه البخاري، الوضوء، باب من مضض من السويق ولم يتوضأ، ح: ۲۰۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۶/۱، والكبرى، ح: ۱۹۱.

وضو سے متعلق احکام و مسائل

۱- کتاب الطهارة

سے قریب ترین علاقہ ہے تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی پھر آپ نے اپنا اپنا زادراہ لانے کا حکم دیا تو صرف ستو ہی لائے گئے آپ نے حکم دیا تو ستوپانی میں بھگوئے گئے پھر آپ نے کھائے اور ہم نے بھی کھائے پھر آپ مغرب کی نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ نے صرف کلی کی اور ہم نے بھی کلی ہی کی پھر آپ نے نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔

قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ - وَهُوَ ابْنُ أَنَسٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ الثُّعْمَانَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصُّهْبَاءِ - وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ - صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يَأْتِ إِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَأَمَرَ بِهِ فَفَرَّجِي فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَتَمَضَّمَصَّ وَتَمَضَّمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

فوائد و مسائل: ① چونکہ ستونہ میں رہ جاتے ہیں۔ کلی کے بغیر منہ صاف نہیں ہوتا لہذا اس کے بعد کلی کر لینی چاہیے تاکہ منہ صاف ہو جائے اور نماز کی ادائیگی میں خلل نہ پڑے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا ضروری نہیں۔ ③ سفر میں زادراہ لینا تو کل کے منافی نہیں۔ ④ ایک وضو سے ایک سے زیادہ نمازیں پڑھنا درست ہے۔

باب: ۱۲۵- دودھ پینے کے بعد کلی کرنا

(المعجم ۱۲۵) - الْمَضْمَضَةُ مِنَ اللَّبَنِ

(التحفة ۱۲۵)

۱۸۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ نبی ﷺ نے دودھ پیا پھر پانی منگوا یا اور کلی کی پھر آپ نے فرمایا: ”تحقیق اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔“

۱۸۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضَّمَصَّ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ لَهُ دَسْمًا».

فائدہ: دودھ کے اثرات خصوصاً چکناہٹ اور مٹھاس منہ میں رہ جاتے ہیں لہذا دودھ پینے کے بعد کلی کرنا مستحب ہے۔

۱۸۷- أخرجه البخاري، الوضوء، باب: هل بمضض من اللبن، ح: ۲۱۱، ومسلم، الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ح: ۳۵۸ عن قتيبة بن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۲.

۱- کتاب الطہارۃ ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

کون سی چیزیں غسل واجب

ذَكَرَ مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ وَمَا لَا يُوجِبُهُ

کرتی ہیں اور کون سی نہیں؟

باب: ۱۲۶- جب کافر مسلمان ہو تو  
غسل کرے

(المعجم ۱۲۶) - غُسِّلَ الْكَاْفِرُ إِذَا أَسْلَمَ  
(التحفة ۱۲۶)

۱۸۸- حضرت قیس بن عاصم سے منقول ہے کہ وہ

۱۸۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

مسلمان ہوئے تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ پانی اور  
بیری کے پتوں سے غسل کریں۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْرَبِ -

وَهُوَ ابْنُ الصَّبَّاحِ - عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ

حُصَيْنٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ: أَنَّهُ أَسْلَمَ

فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ.

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ غسل جمہور اہل علم کے نزدیک مستحب ہے تاکہ اسے احساس ہو کہ میں اندرونی اور بیرونی

طور پر دونوں طرح کی نجاست اور میل کچیل سے پاک صاف ہو گیا ہوں بلکہ بعض روایات کے مطابق جامت

اور ختنے کرانے کا بھی حکم ہے نبی اکرم ﷺ نے حضرت کلب رضی اللہ عنہما کو جب وہ مسلمان ہوئے، حکم فرمایا: [الْقِي

عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ] "اپنے سے کفر کے بال اتار دو۔" آپ ﷺ نے ایک اور صحابی کو حکم فرمایا: [الْقِي عَنْكَ

شَعْرَ الْكُفْرِ وَاحْتَتِنِ] "اپنے سے کفر کے بال زائل کرو (جامت کراؤ) اور ختنہ کراؤ۔" (سنن أبي داود،

الطہارۃ، حدیث: ۳۸۳) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن أبي داود

(مفصل) للألبانی، رقم: ۳۸۳) اور کپڑے بھی تبدیل کروائے جائیں تاکہ اسے مکمل طور پر تبدیلی کا احساس ہو

اور وہ اپنے آپ کو کفر کی آلودگی سے پاک محسوس کرے۔ میل کچیل بھی دور ہو جائے گی۔ ② بیری کے پتے میل

کچیل دور کرنے کے لیے ہی ہیں۔ آج کل صابن یہ کام دے سکتا ہے۔ ③ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ غسل

واجب ہے اس لیے کہ آپ نے اس کا حکم فرمایا اور حکم و جوب کا تقاضا کرتا ہے اور کافر عام طور پر غسل جنابت

نہیں کرتے، کریں بھی تو صحیح نہیں کرتے، لہذا وہ جنبی ہی رہتے ہیں اس لیے پاک ہونے کے لیے غسل واجب

ہے۔ حدیث کے ظاہر الفاظ بھی ان کے مؤید ہیں اس لیے وجوب غسل کا موقف ہی قوی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۸۸- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطہارۃ، باب الرجل یسلم فیؤمر بالغسل، ح: ۳۵۵، والترمذی، الجمعة، باب ما ذکر فی الاغتسال عندما یسلم الرجل، ح: ۶۰۵ من حدیث سفیان الثوری، به، وقال الترمذی: "حسن"، و صححه ابن خزيمة، ح: ۲۵۴، ۲۵۵، وابن حبان، ح: ۲۳۴، وابن الجارود، ح: ۱۴، وغیرهم، وهو فی الکبری، ح: ۱۹۳، وله شواهد عند البخاری، ومسلم وغیرهما.

باب: ۱۲۷- کافر اسلام لانے کا ارادہ کرے  
تو پہلے غسل کرے (پھر اسلام لائے۔)

(المعجم ۱۲۷) - تَقْدِيمُ غُسْلِ الْكَافِرِ إِذَا  
أَرَادَ أَنْ يُسْلِمَ (التحفة ۱۲۷)

۱۸۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثمانہ بن اثال حنفی رضی اللہ عنہ مسجد سے قریب ایک جمع شدہ پانی کی طرف گئے اور غسل کیا، پھر مسجد میں داخل ہوئے اور کہا: [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ..... عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ اے محمد! اللہ کی قسم! اس سے پہلے روئے ارض پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے بڑھ کر مجھے ناپسند نہیں تھا مگر اب آپ کا چہرہ تمام چہروں سے مجھے محبوب ترین ہو گیا ہے، نیز آپ کے سوار مجھے پکڑ لائے ہیں جبکہ میں عمرے کے ارادے سے جا رہا تھا۔ اب آپ کا کیا فرمان ہے؟ آپ نے اسے (مبارک باد اور) خوش خبری دی اور اسے عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

۱۸۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: إِنَّ ثُمَامَةَ بْنَ أَنَالٍ الْحَنْفِيَّ انْطَلَقَ إِلَى نَجْلِ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَأَغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، يَا مُحَمَّدًا! وَاللَّهِ مَا كَانَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ أَضْبَحَ وَجْهَكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ كُلِّهَا إِلَيَّ، وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذْتَنِي وَأَنَا أُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرَى؟ فَبَسَّرَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ يَغْتَمِرَ. مُخْتَصَرٌ.

🌞 فوائد و مسائل: ① صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ واقعہ زیادہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے اس کے مقابلے میں

سنن نسائی کی روایت مختصر ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، المغازی، حدیث: ۴۳۷۲، صحیح مسلم، الجہاد، حدیث: ۱۷۶۳) ② غسل تو اسلام لانے کے بعد ہی کرنا چاہیے کیونکہ کافر کا غسل معتبر نہیں مگر جب انسان اسلام لانے کا ارادہ کر لے تو حقیقتاً وہ دلی طور پر مسلمان بن جاتا ہے، صرف اعلان باقی ہوتا ہے لہذا یہ غسل شرعی طور پر درست ہوگا، ہاں بعد میں شہادتین کا اقرار اور صرف اس کا اعلان ہی باقی رہ جاتا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ ③ نیک کام کی نذر یا نیک کام کا آغاز کفر کی حالت میں کیا ہو تو اسلام لانے کے بعد اسے پورا کرنا مزید مکد ہو جاتا ہے۔ ④ کافر کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ ⑤ کافر کو قید کرنا، پھر بغیر

۱۸۹- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الاغتسال إذا أسلم وربط الأسير أيضًا في المسجد، ح: ۶۶۲، ومسلم، الجهاد، باب ربط الأسير وحبسه وجواز المن عليه، ح: ۱۷۶۴ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۴.

۱- کتاب الطہارۃ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

فدیے کے اسے چھوڑنا جائز ہے۔

باب: ۱۲۸- مشرک کی لاش دبانے کے

(المعجم ۱۲۸) - الْغُسْلُ مِنْ مُوَارَاةِ

بعد غسل کرنا چاہیے

الْمُشْرِكِ (التحفة ۱۲۸)

۱۹۰- حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نبی

۱۹۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ

ﷺ کے پاس گیا اور کہا: ابوطالب فوت ہو گئے ہیں۔

مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ أَبِي

آپ نے فرمایا: ”جاؤ اسے دبا آؤ۔“ حضرت علیؓ نے

إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ نَاجِيَةَ بْنَ كَعْبٍ عَنْ

کہا: بلاشبہ وہ مشرک فوت ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

عَلِيٍّ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبَا

”جاؤ اسے دبا آؤ۔“ جب میں نے انہیں دبا دیا تو میں

طَالِبٍ مَاتَ فَقَالَ: «إِذْهَبْ فَوَارِهِ» قَالَ:

آپ ﷺ کے پاس واپس آیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا:

إِنَّهُ مَاتَ مُشْرِكًا. قَالَ: «إِذْهَبْ فَوَارِهِ»،

”غسل کرو۔“

فَلَمَّا وَارَيْتُهُ رَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ لِي:

«إِغْتَسِلْ».

☀️ فوائد و مسائل: ① اس روایت سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ ابوطالب کفر و مشرک پر فوت ہوئے۔ بیٹے اور

بھتیجے سے بڑھ کر کس کی گواہی معتبر ہے؟ ② اگر کوئی شخص کفر و مشرک پر فوت ہوا ہو تو اس کے مسلمان و رتاء پر یہ حکم

عائد ہوتا ہے کہ اس کی لاش کو دفن دیں لیکن اس کے کفن و دفن میں اسلامی طریقہ کا اختیار نہ کیا جائے بلکہ

غیر مسنون طریقے سے دھوئے اور ڈھانپنے کے بعد اس کی لاش کو دبا دیا جائے۔ مسنون وضو، غسل، مسنون کفن،

قبلہ رخ اور دعاؤں وغیرہ سے اجتناب کیا جائے۔ ③ چونکہ کافر پلید ہے، مرنے کے بعد مزید پلید ہو جاتا ہے

لہذا اسے نہلانے اور دبانے کے بعد غسل کیا جائے تاکہ جو چھینٹے جسم یا کپڑوں پر پڑے ہیں ان کا ازالہ ہو

جائے۔ اکثر اہل علم نے اس غسل کو استحباب پر محمول کیا ہے مگر غسل کی علت کا لحاظ کیا جائے، خصوصاً جبکہ غسل

کرنے کا حکم بھی ہے تو اسے واجب کہنا ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ④ اپنے قریبی

رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے اگرچہ وہ کافر ہی ہوں۔

باب: ۱۲۹- جب مرد و عورت کی شرم گاہیں

(المعجم ۱۲۹) - بَابُ وَجُوبِ الْغُسْلِ إِذَا

آپس میں مل جائیں تو غسل واجب

التَّقَى الْخِتَانَانِ (التحفة ۱۲۹)

ہو جاتا ہے

۱۹۰- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب الرجل يموت له قرابة مشرك، ح: ۳۲۱۴ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۵.

۱- کتاب الطہارۃ ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

۱۹۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ اجْتَهَدَ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ».

۱۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب آدمی عورت کی چار شاخوں (ہاتھ پاؤں) کے درمیان بیٹھ کر کوشش کرے تو غسل واجب ہو گیا۔“

☀️ فائدہ: [إِذَا جَلَسَ، ..... الخ] یہ الفاظ کتنا یہ ہیں جماع سے، یعنی جب مرد جماع شروع کر دے اور دخول ہو جائے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ تو دونوں میاں بیوی پر غسل واجب ہو جاتا ہے انزال (منی کا خروج) ہو یا نہ ہو کیونکہ جماع دخول کا نام ہے نہ کہ انزال کا۔ حد کا تعلق بھی دخول سے ہے انزال سے نہیں۔ انزال تو مخفی چیز ہے۔

۱۹۲- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ الْجَوْرَجَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ اجْتَهَدَ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ».

۱۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب آدمی عورت کی چار شاخوں (ہاتھ پاؤں) کے درمیان بیٹھے پھر کوشش کرے تو غسل واجب ہو گیا۔“

قال أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا خَطَأً وَالصَّوَابُ أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَقَدْ رَوَى الْحَدِيثَ عَنْ شُعْبَةَ، النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ وَعَیْرُهُ كَمَا رَوَاهُ خَالِدٌ.

امام ابو عبد الرحمن نسائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سند غلط ہے۔ صحیح سند یوں ہے: [أشعث عن الحسن عن أبي هريرة] نضر بن شمیل وغیرہ نے اس حدیث کو شعبہ سے اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح خالد نے بیان کیا ہے۔

۱۹۱- أخرجه البخاري، الغسل، باب إذا التقى الختانان، ح: ۲۹۱، ومسلم، الحيض، باب نسخ: "الماء من الماء" ووجوب الغسل بالقاء الختاتين، ح: ۳۴۸ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۷.

۱۹۲- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۱۹۸، والحديث السابق شاهد له، وقال النسائي: "الحسن لم يسمع من أبي هريرة"، وذكر العلة، وهي غير قاذحة.

۱- کتاب الطہارۃ ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: خالد سے مروی سابقہ حدیث میں حسن بصری کا واسطہ ہے جب کہ اس حدیث میں ان کے بجائے ابن سیرین کا ذکر ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ فرما رہے ہیں کہ اس حدیث میں ابن سیرین کا ذکر درست نہیں یہاں ”حسن“ ہونا چاہیے کیونکہ اسے روایت: ۱۹۱ کی متابعت حاصل ہے۔

(المعجم ۱۳۰) - اَلْغُسْلُ مِنَ الْمَنِيِّ باب: ۱۳۰- منی خارج ہونے سے غسل

(التحفة ۱۳۰)

۱۹۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَيْبَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ فَاغْسِلْ ذَكَرَكَ، وَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، وَإِذَا فَضَخْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ».

۱۹۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مجھے مذی بہت زیادہ آتی تھی تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم مذی دیکھو تو اپنے عضو (وغیرہ) کو دھو لو اور نماز والا وضو کرو لیکن جب تم زور سے منی نکالو تو غسل کرو۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① مذی کا مسئلہ تو پیچھے (حدیث ۱۵۲، ۱۵۳ کے تحت) گزر چکا ہے۔ ”منی گاڑھا، لیس دار سفید پانی ہوتا ہے جو زور سے اچھل کر نکلتا ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں فَضْخ ”اچھل کر نکلنے“ کی قید موجود ہے اس صورت میں شہوت بھی یقینی امر ہے اس کے نکلنے سے شہوت ختم ہو جاتی ہے۔ ② حدیث: [الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ] ”خروج منی سے غسل ہے“ اگرچہ مطلق ہے اسے مقید حدیث پر محمول کیا جائے گا۔ ③ منی کا نکلنا، خواہ جماع سے ہو یا احتلام سے یا ویسے شہوت سے، غسل کو واجب کر دیتا ہے، البتہ اگر کسی کو بغیر شہوت کے کسی بیماری کی بنا پر یا قضائے حاجت کے وقت زور لگانے سے منی نکل آئے تو جمہور اہل علم کے نزدیک غسل واجب نہیں ہوتا۔ لیکن احتلام میں جس طرح بھی منی خارج ہو جائے، شہوت سے یا گرمی سے، خواب یاد ہو یا نہ ہو، زور سے نکلے یا آرام سے، ہر حال میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منی بیماری سے یا جیسے بھی نکلے، غسل واجب ہو جاتا ہے لیکن حدیث کے ظاہر الفاظ کے مقابلے میں یہ موقف محل نظر ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۹۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في المذي، ح: ۲۰۶ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۹، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان. أمر علي بن أبي طالب عمارًا والمقداد فسألاه ﷺ ثم سال هو بنفسه رضي الله عنهم. راجع (الإحسان)، ح: ۱۰۹۹ وغيره فلا تناقض بين الأحاديث.

۱- کتاب الطهارة ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

۱۹۴- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ زَائِدَةَ ح: قَالَ: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الرَّكِيِّ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ عَمِيَلَةَ الْفَرَارِيِّ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «إِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ فَتَوَضَّأْ، وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ، وَإِذَا رَأَيْتَ فَضَخَ الْمَاءِ فَاغْتَسِلْ».

۱۹۴- حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ مجھے مذی بہت زیادہ آتی تھی چنانچہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”جب تم مذی دیکھو تو اپنے عضو کو دھو کر وضو کر لو اور جب تم زور سے منی نکالو تو غسل کر لو۔“

باب: ۱۳۱- عورت خواب میں وہی کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو اس پر غسل واجب ہے

(المعجم ۱۳۱) - غُسْلُ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ (التحفة ۱۳۱)

۱۹۵- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ام سلیمؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عورت کے بارے میں پوچھا جو خواب میں وہی کچھ دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے تو آپ نے فرمایا: ”جب وہ پانی نکالے تو غسل کرے۔“

۱۹۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ قَالَ: «إِذَا أَنْزَلَتْ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ».

فائدہ: خواب مرد اور عورت دونوں کو آ سکتا ہے۔ خواب میں جماع والا عمل بھی نظر آ سکتا ہے مگر غسل تب واجب ہوتا ہے جب منی نکلے، خواہ مرد ہو یا عورت۔ اگر منی نہ نکلے تو، خواہ خواب میں اس نے مکمل جماع بھی کیا ہو، غسل واجب نہ ہوگا۔ اور اگر خواب کے بغیر بلا شہوت سوتے میں منی نکل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے مرد ہو یا عورت۔ گویا احتلام میں غسل کا سبب منی کا نکلنا ہی ہے، چاہے منی مرد کی نکلے یا عورت کی۔

۱۹۶- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ ۱۹۶- حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ حضرت

۱۹۴- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۰.

۱۹۵- أخرجه مسلم، الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المني منها، ح: ۳۱۱ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۲.

۱۹۶- أخرجه مسلم، ح: ۳۱۴ (انظر الحديث السابق) من حديث الزهري به مختصراً، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۳.



۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

ابن حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَلَّمَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَعَائِشَةَ جَالِسَةً فَقَالَتْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْبِي مِنَ الْحَقِّ، أَرَأَيْتَ الْمَرْأَةَ تَرَى فِي النَّوْمِ مَا يَرَى الرَّجُلُ أَفْتَعْتَسِلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَعَمْ»، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لَهَا: أُمَّ لَكَ أَوْ تَرَى الْمَرْأَةَ ذَلِكَ؟ فَالْتَمَتِ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «تَرَبَّتْ يَمِينُكَ، فَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّبَهُ».

ام سلیم ﷺ نے اللہ کے رسول ﷺ سے بات چیت کی۔ حضرت عائشہ بھی پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔ آپ بتائیں! اگر کوئی عورت نیند میں وہ کچھ دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے تو کیا وہ غسل کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ حضرت عائشہ ﷺ نے کہا: افسوس تجھ پر! کیا عورت بھی یہ کچھ دیکھتی ہے؟ تو اللہ کے رسول ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں (بچے میں عورت کی) مشابہت کیسے ہوتی ہے؟“

☀️ **فوائد و مسائل:** ① [أُمَّ لَكَ] حضرت عائشہ ﷺ کو اس بات کا علم نہ ہوگا اور ان کے تجربے سے یہ بات نہ گزری ہوگی۔ ویسے بھی عورتوں کو احتلام بہت کم ہوتا ہے، خصوصاً خواب میں منی کا نکلنا تو شاذ و نادر ہے۔ ② [تَرَبَّتْ يَمِينُكَ] ”تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔“ معنی کے لحاظ سے تو یہ بددعا ہی ہے۔ لیکن اہل عرب یہ اور اس طرح کے دیگر محاورے مثلاً: [قَاتَلَهُ اللَّهُ، مَا أَشْجَعَهُ، لَا أُمَّ لَهُ، نُكَلْنَاكَ أُمَّكَ] وغیرہ استعمال کرتے تھے۔ اور وہ اس سے ان کے حقیقی معنی مراد نہیں لیتے تھے بلکہ کسی چیز کا انکار کرنے، اس کی مذمت کرنے، اس پر رغبت دلانے یا تعجب کے لیے بولتے تھے۔ واللہ أعلم۔ دیکھیے: (شرح مسلم للنووي: ۳/۲۸۵، تحت حدیث: ۳۱۱) ③ [فَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّبَهُ] یہ آپ ﷺ نے عقلی دلیل دی ہے کہ اگر عورت کو انزال نہیں ہوتا اور اس کا پانی نہیں نکلتا تو بچے میں اس سے مشابہت کہاں سے آجاتی ہے؟ جب کہ کئی بچوں کی ماؤں سے بھی بہت مشابہت ہوتی ہے۔

۱۹۷- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: ۱۹۷- حضرت ام سلمہ ﷺ سے منقول ہے کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا، کیا عورت پر غسل واجب ہے جب

۱۹۷- أخرجه البخاري، العلم، باب الحياء في العلم، ح: ۳۳۲۸/۱۳۰ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المني منها، ح: ۳۱۳ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۱.

۱- کتاب الطہارۃ غسل سے متعلق احکام و مسائل

أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ؟ قَالَ: «نَعَمْ إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ»، فَضَحِكَتْ أُمَّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: أَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَيَسِمَ يُشَبِّهُهَا الْوَلَدُ».

اسے احتلام ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“ جب وہ پانی (منی) دیکھے۔“ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہیں لگیں اور کہنے لگیں: کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو کس وجہ سے بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے؟“

🌞 فوائد و مسائل: ① ان روایات میں امام زہری اور ہشام بن عروہ کے مابین اختلاف ہے کہ یہ مکالمہ حضرت عائشہ کا ہے یا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا؟ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے نزدیک زہری کی روایت راجح ہے، یعنی یہ مکالمہ حضرت عائشہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مابین ہوا انھوں نے اس کے شواہد بھی ذکر کیے ہیں۔ مگر قاضی عیاض کی تحقیق کے مطابق یہ مکالمہ ام سلمہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کے درمیان ہوا، اس طرح ہشام بن عروہ کی روایت راجح ہوگی اور امام بخاری رحمہ اللہ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، العلم، حدیث: ۱۳۰) تاہم علامہ نووی رحمہ اللہ نے دونوں روایتوں کے مابین یوں تطبیق دی ہے کہ عین ممکن ہے کہ ام سلمہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما دونوں ہی اس موقع پر موجود ہوں اور دونوں نے تعجب کا اظہار کیا ہو۔ واللہ اعلم. (شرح مسلم للنووی: ۲۸۶/۳) تحت حدیث: ۳۲۱، و عون المعبود: ۱/۳۰۳، ۳۰۴ تحت حدیث: ۲۳۷) ② ام سلیم کا یہ جملہ جو انھوں نے اپنے سوال سے پہلے کہا کہ ”اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا۔“ ان کے کمال حسن ادب پر دلیل ہے، یعنی جو بات عرفا زبان پر نہیں لائی جاتی اور مجھے اس کی شرعاً ضرورت ہے وہ بتائی جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں کہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے میں حیا انھیں آڑے نہیں آتی۔ (صحیح البخاری، قبل حدیث: ۱۳۰)

۱۹۸- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءَ الْخُرَّاسَانِيَّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَحْتَلِمُ فِي

۱۹۸- حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں پوچھا جسے نیند میں احتلام ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جب وہ پانی (منی) دیکھے تو غسل کرے۔“

۱۹۸- [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب في المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل، ح: ۶۰۲ من حديث سعيد بن المسيب به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۴، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

۱- کتاب الطہارۃ - غسل سے متعلق احکام و مسائل

مَنَامِيهَا، فَقَالَ: «إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ».

(المعجم ۱۳۲) - بَابُ الَّذِي يَحْتَلِمُ وَلَا يَرَى الْمَاءَ (التحفة ۱۳۲)

باب: ۱۳۲- (اس شخص کا حکم) جسے احتلام ہو جائے اور وہ (جاگنے پر) پانی (منی) نہ دیکھے

۱۹۹- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعَادٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ».

۱۹۹- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانی (غسل) پانی (منی نکلنے) سے واجب ہوتا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ابتدائے اسلام میں یہ رخصت تھی کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی سے وظیفہ زوجیت ادا کرتے ہوئے انزال سے قبل ہی بیوی سے الگ ہو جاتا تو اس پر غسل واجب نہیں تھا۔ اس کیفیت کو بیخ انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ ”پانی پانی سے ہے۔“ یعنی غسل منی کے خارج ہونے سے واجب ہوتا ہے۔ مگر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی سے ہم بستری کرنے کے بعد ہر صورت میں غسل واجب قرار دے دیا۔ منی کا خروج ہو یا نہ ہو۔ جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے منسوخ ہونے اور مرد و عورت کے جھٹنے ملنے سے غسل واجب ہونے پر باب قائم کیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۲۸) ② ”پانی (غسل) پانی (منی نکلنے) سے واجب ہوتا ہے۔“ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اگر خواب میں کوئی ایسی صورت حال نظر آئے کہ اسے محسوس ہو کہ احتلام ہوا ہے لیکن بیدار ہونے پر جسم یا کپڑوں وغیرہ پر تری وغیرہ کے اثرات نمایاں ہوں تو غسل واجب ہوگا لیکن اگر تری وغیرہ کے اثرات نہ ہوں تو غسل کی ضرورت نہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے یہ حدیث منسوخ نہیں اسی لیے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے استدلال کرتے ہوئے یہ باب قائم کیا ہے۔

(المعجم ۱۳۳) - بَابُ الْفَضْلِ بَيْنَ مَاءِ الرَّجُلِ وَمَاءِ الْمَرْأَةِ (التحفة ۱۳۳)

باب: ۱۳۳- مرد اور عورت کی منی میں فرق

۲۰۰- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

۱۹۹- [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: الماء من الماء، ح: ۶۰۷ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۵، وله شاهد عند مسلم وغيره.

۲۰۰- أخرجه مسلم، الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المنى منها، ح: ۳۱۱ من حديث سعيد بن

۱- کتاب الطہارۃ

غسل سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُهُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَاءُ الرَّجُلِ غَلِيظٌ أبيضٌ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَضْفَرٌ فَأَيُّهُمَا سَبَقَ كَانَ الشَّبَهُ».

ﷺ نے فرمایا: ”مرد کی منی گاڑھی سفید اور عورت کی منی پتلی اور زرد ہوتی ہے۔ ان دونوں میں سے جو غالب آ جائے اسی سے (بچے کی) مشابہت ہوتی ہے۔“

☀️ فائدہ: جماع سے مرد اور عورت کی منی مل جاتی ہے۔ منی دراصل جراثیم کا مجموعہ ہوتا ہے جس منی کے جرثومے قوی ہوں گے وہ دوسری پر غالب آ جائے گی اور بچے کی مشابہت اس سے ہوگی۔ بعض نے [سَبَقَ] کے معنی پہلے نکلنا بھی کیے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۳۴) - ذِكْرُ الْأَغْتِسَالِ مِنَ الْخَيْضِ (التحفة ۱۳۴)

باب: ۱۳۴- حیض (کے اختتام) سے غسل کا ذکر

۲۰۱- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ مِنْ بَنِي أَسَدِ قُرَيْشٍ: أَنَّهَا أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ أَنَّهَا تُسْتَحَاضُ فَرَعَمَتْ أَنَّهُ قَالَ لَهَا: «إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ، فَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنكَ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي».

۲۰۱- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئیں اور بتایا کہ مجھے استحاضہ (بے قاعدہ خون) آتا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے۔ جب تجھے حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض آنا بند ہو جائے تو نہا دھو کر نماز شروع کر دے۔ (خواہ استحاضے کا خون آ ہی رہا ہو۔“)

☀️ فوائد و مسائل: ① حیض وہ خون ہے جو ہر جوان عورت کو رحم سے ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ چند دن آتا ہے۔ یہ عورت کی صحت کی علامت ہے۔ اس خون کی بندش یا بے قاعدگی عورت کے مریض ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ یہ خون آ رہا ہو تو جماع، نماز اور روزے کی ممانعت ہے۔ حیض ختم ہو جائے، یعنی یہ خون آنا بند ہو جائے تو غسل

﴿ابی عروبة بہ، وهو فی الکبری، ح: ۲۰۶. \* عبدة هو ابن سلیمان .

۲۰۱- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في المرأة تستحاض . . . الخ، ح: ۲۸۱ من حديث عروة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۹. \* فاطمة بنت أبي حبيش هي فاطمة بنت قيس بن المطلب الأسدي رضي الله عنهما .

۱- کتاب الطہارۃ ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

فرض ہو جاتا ہے۔ غسل کرنے کے بعد یہ تمام کام جائز ہو جاتے ہیں۔ ⑤ استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو ان معینہ دونوں کے علاوہ رحم سے آئے چونکہ وہ بیماری ہے لہذا اس میں مندرجہ بالا کام جائز رہتے ہیں اور اس سے غسل بھی واجب نہیں ہوتا۔ ⑥ ”عرق“ کے معنی رگ ہیں جو رحم کے قریب ہوتی ہے اس سے یہ خون آتا ہے۔

۲۰۲- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَاتْرِكِي الصَّلَاةَ فَإِذَا أَذْبَرَتْ فَأَغْتَسِلِي».

۲۰۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب حیض کا خون آنا شروع ہو جائے تو نماز (وغیرہ) چھوڑ دو اور جب خون آنا رک جائے تو غسل کرو۔“

۲۰۳- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَسْتَحْيِضْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشِ سَبْعِ سِنِينَ فَاشْتَكَّتْ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ فَأَغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي».

۲۰۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو سات سال استحاضہ (بے قاعدہ خون) آتا رہا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: ”یہ حیض نہیں بلکہ یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے لہذا (حیض ختم ہونے کے بعد) نہادھو کر نماز وغیرہ پڑھتی رہو۔ (خواہ استحاضے کا خون آتا رہے۔“

۲۰۴- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ

۲۰۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضرت

۲۰۲- [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في المستحاضة إذا اختلط عليها . . . الخ، ح: ۶۲۶ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۰، وانظر الحديث السابق، وأخرجه البخاري، الحيض، باب عرق الاستحاضة، ح: ۳۲۷، ومسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۴ من حديث الزهري به، وانظر الحديث الآتي.

۲۰۳- أخرجه البخاري، الحيض، باب عرق الاستحاضة، ح: ۳۲۷، ومسلم، الحيض، باب الاستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۴ من حديث الزهري به، انظر الحديث السابق، وابن ماجه، ح: ۶۲۶ من حديث الأوزاعي، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۱.

۲۰۴- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۲.

## ۱- کتاب الطہارۃ

غسل سے متعلق احکام و مسائل

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو استحاضہ (بے قاعدہ خون) آتا تھا تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا: چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ (بے قاعدہ خون) حیض نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے۔ جب تجھے حیض کا (باقاعدہ) خون آنا رک جائے تو نہادھو کر نماز پڑھا کر اور جب حیض کا خون آنا شروع ہو جائے تو نماز چھوڑ دیا کر۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کر کے نماز پڑھتی تھیں۔ کبھی کبھی وہ اپنی بہن زینب بنت جحش، جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں، کے حجرے میں ٹب میں غسل کرتیں تو (استحاضے کے) خون کی سرخی پانی کے رنگ پر غالب آجاتی۔ وہ جاتیں (مسجد میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتیں۔ یہ (استحاضے کے خون کا آنا) انھیں نماز سے نہ روکتا تھا۔

دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الْهَيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي التُّعْمَانُ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَأَبُو مُعَيْدٍ - وَهُوَ حَفْصُ بْنُ غِيْلَانَ - عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُسْتَحِضْتُ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ، إِمْرَأَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ - وَهِيَ أُخْتُ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ - قَالَتْ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ، فَإِذَا أَذْبَرَتِ الْحَيْضَةَ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي، وَإِذَا أَقْبَلَتْ فَاتْرُكِي لَهَا الصَّلَاةَ». قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّي وَكَانَتْ تَغْتَسِلُ أحيانًا فِي مِرْكَزٍ فِي حُجْرَةٍ أُخْتِهَا زَيْنَبُ وَهِيَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِنَّ حُمْرَةَ الدَّمِ لَتَعْلُو الْمَاءَ وَتَخْرُجُ فَتُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَا يَمْنَعُهَا ذَلِكَ مِنَ الصَّلَاةِ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مستحاضہ کا ہر نماز کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں البتہ افضل اور مستحب ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ہر نماز کے لیے غسل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے یہ بات سمجھی ہے، تبھی وہ استحباباً اور افضلیت کو پانے کی خاطر ہر نماز کے وقت غسل کر لیا کرتی تھیں، نیز اس بات کی تائید دیگر احادیث سے ہوتی ہے جبکہ بعض کا یہ کہنا کہ انھیں حدیث کے معنی و مراد سمجھنے میں غلطی لگی ہوگی، درست نہیں کیونکہ یہ موقف بے دلیل ہے۔ واللہ اعلم. ② استحاضہ والی عورت کو لنگوٹ وغیرہ باندھ کر مسجد میں جانا جائز ہے تاکہ خون نیچے گرے نہ کپڑے خراب ہوں۔ ③ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ٹب میں غسل کرنا خون کی رنگت دیکھ کر یہ معلوم کرنے کے لیے تھا کہ حیض بند ہوا یا نہیں ورنہ ٹب میں بیٹھ کر غسل کرنا طہارت کے خلاف ہے۔

۱- کتاب الطہارۃ

غسل سے متعلق احکام و مسائل

۲۰۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا]: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ حَتَّتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَتَحَتَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَوْفٍ، أَسْتَحِضَتْ سَبْعَ سِنِينَ، اسْتَفْتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ، فَاعْتَسِلِي وَصَلِّي.»

۲۰۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی سالی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، وہ سات سال تک استحاضہ میں مبتلا رہیں۔ انھوں نے نبی ﷺ سے اس کی بابت پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ حیض کا خون نہیں، بلکہ یہ تو کسی رگ کا خون ہے۔ تم (حیض ختم ہونے پر) غسل کر لیا کرو اور نماز پڑھا کرو (خواہ استحاضہ جاری رہے۔“)

۲۰۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اسْتَفْتَتْ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي اسْتَحَاضُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ فَاعْتَسِلِي وَصَلِّي» فَكَانَتْ تَعْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

۲۰۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے (خون) استحاضہ آتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے۔ تم (حیض کے اختتام پر) غسل کرو اور نماز پڑھو۔“ تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کر لیا کرتی تھیں۔

۲۰۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۲۰۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے خون (استحاضہ) کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ان کا ثب خون سے بھرا ہوا دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے

۲۰۵- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۳.

۲۰۶- أخرجه مسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۴/۶۳ عن قتبية به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۷.

۲۰۷- أخرجه مسلم، الحيض، باب الاستحاضة... ح: ۳۳۴/۶۵ عن قتبية به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۸.

۱- کتاب الطهارة \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ الدَّمِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: رَأَيْتُ  
مِرْكَنَهَا مَلَانَ دَمًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
«أَمْكِي قَدَرًا مَا كَانَتْ تَحْسِبُكَ حَيْضَتُكَ ثُمَّ  
اغْتَسِلِي.»

ان سے فرمایا: ”تم اتنے عرصے تک (نماز وغیرہ سے) رکی  
رہو جتنے عرصے تک تمہیں حیض آیا کرتا تھا، پھر غسل کر لو  
(خواہ خون استحاضہ جاری ہو۔“)

☀️ فوائد و مسائل: ① ”خون سے بھرا ہوا۔“ اس سے مراد پانی ہے جس میں خون شامل ہونے کی وجہ سے  
رنگت خون جیسی تھی ورنہ وہ پانی ہی ہوتا تھا۔ مقصد یہ ہے کہ انہیں بہت خون (استحاضہ) آتا تھا۔ ② ”تمہیں  
حیض آیا کرتا تھا۔“ گویا پہلے انہیں صرف حیض آتا تھا بعد میں بیماری شروع ہوئی۔ مطلب ہے پہلے جتنے دن  
حیض آیا کرتا اتنے دن حیض کے شمار کرو اس کے بعد غسل کر کے نماز وغیرہ پڑھا کرو۔ ③ استحاضہ کے لیے غسل  
کرنا مستحب اور افضل ہے ضروری نہیں جیسا کہ اس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

۲۰۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ مَرَّةً أُخْرَى وَلَمْ  
يَذْكُرْ جَعْفَرًا.

۲۰۸- امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ہمیں یہ حدیث  
قتیبہ نے ایک بار پھر بیان فرمائی تو (یزید بن ابی حبیب  
اور عراق بن مالک کے درمیان) جعفر بن ربیعہ کا ذکر  
نہیں کیا۔

۲۰۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ، عَنْ  
نَافِعِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ  
تَعْنِي: أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهْرَاقُ الدَّمَ عَلَى  
عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ  
سَلَمَةَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «لِيَنْظُرُ عَدَدَ  
الْيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ مِنْ  
الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا،  
فَلْتَشْرِكِ الصَّلَاةَ قَدَرًا ذَلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَإِذَا

۲۰۹- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک عورت کو کثرت سے  
(خون) استحاضہ آیا کرتا تھا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا  
نے اس کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے  
فرمایا: ”وہ ان دنوں کو یاد کرے جن میں اسے بیماری  
لگنے سے پہلے حیض آیا کرتا تھا تو مہینے میں سے اتنے  
دن وہ نماز چھوڑے رکھے۔ جب وہ دن گزر جائیں تو  
وہ غسل کر لے، پھر لنگوٹ باندھ لے اور نماز پڑھنی شروع

۲۰۸- [صحیح] انظر الحديثين السابقين.

۲۰۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في المرأة تستحاض . . . الخ، ح: ۲۷۴ من حديث مالك  
به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۲/۱، والكبرى، ح: ۲۱۴، وفيه علة قاذحة، السند منقطع، ولبعض الحديث شواهد  
كثيرة عند أبي داود، ح: ۲۸۱ وغيره.



۱- کتاب الطہارۃ ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

خَلَفْتُ ذَلِكَ فَلَتَغْتَسِلَ، ثُمَّ لَتُسْتَنْفِرُ، ثُمَّ كَرَدَ۔“  
لِتُصَلِّيَ“.

☀️ نوآند و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن یہ روایت معناً صحیح ہے کیونکہ دیگر احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے، نیز حدیث کے بعض حصے کے شواہد کا خود محقق کتاب نے بھی اعتراف کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بھی اس کی شاہد بنتی ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۳۳) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند أحمد: ۱۲۳/۲۳) ② جس عورت کو پہلے باقاعدگی سے حیض آتا تھا بعد میں استحاضہ (بے قاعدہ خون) شروع ہوا تو وہ انھی دنوں کو حیض شمار کرے جن دنوں میں اسے پہلے حیض آتا تھا، انھی میں نماز چھوڑے۔ اس کے علاوہ باقی دنوں میں خون آنے کے باوجود نماز وغیرہ پڑھتی رہے البتہ حیض کے دن ختم ہونے پر وہ غسل کرے، مزید غسل کی ضرورت نہیں۔ اور اگر اسے شروع ہی سے بے قاعدہ خون آتا رہا ہے تو وہ رنگ دیکھ کر حیض اور استحاضہ کے درمیان فرق کرے، لیکن اگر رنگ سے بھی پہچان نہ ہو تو وہ مینے میں سے کوئی چھ یا سات دن حیض سمجھ لے یا قریبی رشتہ دار خواتین کی ماہانہ عادت کو اپنا لیا کرے، پھر غسل کر کے نماز شروع کرے۔ ③ لنگوٹ اس لیے باندھنا ہوگا کہ خون کے قطرے کپڑوں اور جسم کو خراب نہ کریں۔

باب: ۱۳۵- حیض کا بیان

(المعجم ۱۳۵) - ذِكْرُ الْأَقْرَاءِ

(التحفة ۱۳۵)

۲۱۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش جو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں، انھیں استحاضے کی تکلیف ہو گئی اور وہ کبھی خون سے پاک نہیں ہوتی تھیں۔ ان کی یہ حالت رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا: ”یہ حیض نہیں بلکہ (شیطان کی طرف سے) رحم میں ایک کچھو کا ہے، لہذا وہ اپنے حیض کی وہ مقدار یاد کرے جس میں اسے حیض آیا کرتا تھا، چنانچہ اس دوران میں وہ نماز چھوڑ دے، پھر اس (حیض گزر جانے) کے بعد وہ ہر نماز کے

۲۱۰- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشِ النَّبِيِّ كَانَتْ تَحْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَأَنَّهَا أَسْتَحِيضَتْ لَا تَطْهُرُ فَذَكَرَ شَأْنُهَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنَّهَا رَكْضَةٌ مِنَ الرَّحِمِ، فَلْتَنْظُرْ قَدْرَ

۲۱۰- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۲۱/۶ من حديث يزيد بن عبد الله بن عوف، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۸.

## ۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

قَرَيْهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ لَهَا، فَلْتَتْرِكْ لِيْ غَسْلَ كَرِيْهِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ تَنْظُرْ مَا بَعْدَ ذَلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

☀️ فائدہ: مستحاضہ کے لیے ہر نماز کے وقت غسل کی حدیث کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے قوی قرار دیا ہے اور اسے قابل حجت قرار دیتے ہوئے اس حدیث کو ضعیف قرار دینے والوں کا تعاقب کیا ہے اور آخر میں حدیث عکرمہ اور اس کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے اس امر کو استحباب پر محمول کیا ہے یعنی استحاضہ میں مبتلا عورت کے لیے ہر نماز کے لیے غسل کرنا افضل تو ہے واجب نہیں تاکہ دیگر روایات سے اختلاف پیدا نہ ہو۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (فتح الباری: ۱/۲۲۷، وصحیح سنن أبي داود (مفصل) للآلبانی: ۸۳/۲، حدیث: ۳۰۳)

۲۱۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ سَبْعَ سِنِينَ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ إِنَّمَا هُوَ عَرَقٌ فَأَمْرَهَا أَنْ تَتْرِكَ الصَّلَاةَ قَدْرَ أَقْرَائِهَا وَحَيْضَتِهَا وَتَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ». فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

۲۱۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو سات سال تک استحاضہ جاری رہا تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ حیض نہیں بلکہ یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے تو آپ نے انھیں حکم دیا کہ اپنے حیض کے وقت نماز وغیرہ چھوڑ دیں، پھر (حیض گزر جانے کے بعد) وہ غسل کریں اور نماز پڑھیں۔“ چنانچہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ہر نماز کے وقت غسل کرتی تھیں۔

۲۱۲- أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ حَمَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِيرَةَ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ حَدَّثَتْ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَشَكَتْ إِلَيْهِ الدَّمَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا

۲۱۲- حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور خون کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے۔ تم خیال رکھنا جب تمہارے حیض کے دن آجائیں تو نماز نہ پڑھو اور جب گزر جائیں تو نہا دو۔“

۲۱۱- [صحیح] تقدم، ح: ۲۰۳، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۵.

۲۱۲- [سناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في المرأة تستحاض . . . الخ، ح: ۲۸۰ عن عيسى


وهو في الكبرى، ح: ۲۱۶. # المنذر بن المغيرة مجهول الحال.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

ذَلِكَ عِرْقٌ، فَاَنْظِرِيْ اِذَا اَتَاكَ قَرْوُكَ فَلَا تُصَلِّيْ، فَاِذَا مَرَّ قَرْوُكَ فَتَطَهَّرِيْ نَمَّ صَلِّيْ مَا بَيْنَ الْقَرْءِ اِلَى الْقَرْءِ».

هَذَا الدَّلِيلُ عَلَى اَنَّ الْاَقْرَاءَ حَيْضٌ .

یہ حدیث دلیل ہے کہ [قرء] سے مراد حیض ہے۔  
 قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مَا ذَكَرَ الْمُنْذِرُ.  
 امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کو حضرت عروہ سے ہشام بن عروہ نے بھی بیان کیا ہے لیکن انھوں نے وہ الفاظ ذکر نہیں کیے جو منذر نے ذکر کیے ہیں۔

 فائدہ: امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود یہ ہے کہ یہ حدیث عروہ نے براہ راست حضرت فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا سے نہیں سنی جیسا کہ منذر کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ انھوں نے یہ حدیث دراصل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہے جیسا کہ آئندہ حدیث: ۲۱۳ سے سمجھ میں آ رہا ہے۔ گویا منذر کی روایت منقطع ہے نیز ہمارے فاضل محقق نے منذر کو جمہول الحال قرار دیا ہے اس لیے مذکورہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے تاہم معاصح صحیح ہے کیونکہ اگلی صحیح روایت اسی کے ہم معنی ہے نیز شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے دیکھیے: (صحیح سنن النسائي، للألباني، رقم: ۲۲۱)

۲۱۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُهُ وَوَكَيْعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ قَالُوا: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ أَفَادَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: «لَا إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاعْسِلِي عَنكَ الدَّمَ وَصَلِّي».

۲۱۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: تحقیق مجھے استحاضہ (بے قاعدہ خون کثرت سے آتا) ہے، میں کبھی خون سے پاک نہیں ہوتی تو کیا میں نماز چھوڑے رکھوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے، یہ حیض نہیں۔ جب تمھیں حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب حیض کا خون بند ہو جائے تو نہادھو کر نماز شروع کر دو۔“

۲۱۳- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الدم، ح: ۲۲۸ من حديث أبي معاوية، ومسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۲۳۳ من حديث وكيع عن هشام به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۷.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: اس سے پہلی تین روایات میں [قَرء] حیض کے معنی میں آیا ہے۔ اور یہی امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے [قَرء] سے طہر مراد لیا ہے۔ لغت کے لحاظ سے یہ لفظ دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ موقع محل کی مناسبت سے دونوں میں سے کوئی معنی مراد لیا جاسکتا ہے۔ محققین کا یہی موقف ہے۔

(المعجم ۱۳۶) - ذِکْرُ اغْتِسَالِ  
 الْمُسْتَحَاضَةِ (التحفة ۱۳۶)  
 باب: ۱۳۶- استحاضہ والی عورت کے  
 غسل کا ذکر

۲۱۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ :  
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ  
 الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ :  
 أَنَّ امْرَأَةً مُسْتَحَاضَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ  
ﷺ ، قِيلَ لَهَا : إِنَّهُ عِرْقُ عَائِدٍ ، وَأَمِرتُ أَنْ  
 تُوَخَّرَ الظُّهْرَ وَتُعَجَّلَ العَصْرَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا  
 غُسْلًا وَاحِدًا وَتُوَخَّرَ المَغْرِبَ وَتُعَجَّلَ  
 العِشَاءَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا وَاحِدًا  
 وَتَغْتَسِلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ غُسْلًا وَاحِدًا .

☀️ فوائد و مسائل: ① ”اسے کہا گیا۔“ ظاہر ہے کہنے والے رسول اللہ ﷺ ہی تھے کیونکہ آپ کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ہی سے مسئلہ پوچھا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔ ② ”سرکش رگ“ چونکہ استحاضہ شروع ہو جائے تو رکنے کا نام ہی نہیں لیتا اس لیے رگ کو سرکش کہا گیا ہے۔ بعض نے اس کے معنی ”نہ رکنے والی“ کیے ہیں یہ معنی بھی درست ہیں۔ ③ اس حدیث میں مستحاضہ عورت کو ایک دن میں تین غسل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے مگر یہ مستحب اور اختیاری چیز ہے واجب نہیں کیونکہ بعض روایات میں یہ لفظ بھی ہیں: ”اگر تو طاقت رکھے۔“ دیکھیے: (سنن ابی داؤد الطہارۃ: حدیث: ۲۸۷) ورنہ واجب تو صرف وضو ہے۔ ④ ایک نماز کو مؤخر کرنا اور دوسری کو جلدی پڑھنا، یہ جمع صوری ہے، یعنی پہلی نماز اپنے آخری وقت میں اور دوسری نماز اپنے اول وقت میں۔ اس طرح دونوں نمازیں اپنے اصل وقت ہی میں پڑھی جائیں گی۔ صرف ظاہر جمع کی گئی ہیں۔


۲۱۴- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب من قال تجمع بين الصلاتين وتغتسل لهما غسلاً، ح: ۲۹۴  
 من حديث شعبة به .

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۳۷) - **بَابُ الْأَغْتِسَالِ مِنْ النَّفَاسِ** (التحفة ۱۳۷)  
باب: ۱۳۷- بچے کی پیدائش کے بعد آنے والے خون پر غسل کرنا

۲۱۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: فِي حَدِيثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ حِينَ نَفَسَتْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «مُرَّهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتَهْلَ».

۲۱۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے حضرت اسماء بنت عمیس کے واقعہ کے بارے میں روایت ہے کہ ذوالحلیفہ میں جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”انہیں کہو کہ غسل کر کے احرام باندھیں۔“

 نوآئد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو نفاس کا خون آنے کی وجہ سے غسل کرنے کا حکم دیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ خون نجس اور پلید ہے جس طرح خون حیض نجس ہوتا ہے کیونکہ اس کی نجاست پر بھی علمائے کرام کا اجماع ہے۔ رہا یہ اعتراض کہ خون تو ابھی منقطع نہیں ہوا لہذا نبی اکرم ﷺ کے اس حکم کا عمل کیا ہے؟ لگتا ہے کہ آپ ﷺ نے اثناے نفاس غسل کا حکم بطور نفاخت کے دیا ہے کیونکہ حالت احرام میں نفاخت مطلوب ہے لہذا جب اس حالت میں غسل کا حکم ہے تو خون منقطع ہونے کے بعد تو بالاولیٰ اسے یہ حکم ہوگا تاکہ کمال طہارت حاصل ہو جائے غالباً امام نسائی رضی اللہ عنہ کی یہی مراد ہے۔ اس طرح حدیث اور باب میں باہم مطابقت کی صورت نکل آتی ہے کیونکہ امام صاحب نے بھی ”الاعتسال من النفاس“ کہا ہے یعنی خون نفاس کی وجہ سے غسل کا بیان نہ کہ ان کی غرض یہ ہے کہ غسل کا حکم صرف خون منقطع ہونے کے وقت ہے۔ اس صورت میں واقعی باب کی حدیث سے مطابقت نہیں ہوتی جیسا کہ امام سندھی رضی اللہ عنہ سمجھے ہیں۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۳/۲۹۷) ② حیض یا نفاس والی عورت کے لیے غسل کرنے کے بعد حج یا عمرے کا احترام باندھ کر تلبیہ پکارنا مشروع ہے۔

(المعجم ۱۳۸) - **بَابُ الْفَرْقِ بَيْنَ دَمِ الْحَيْضِ وَالْإِسْتِحَاضَةِ** (التحفة ۱۳۸)  
باب: ۱۳۸- حیض اور استحاضے کے خون کا فرق

۲۱۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حضرت فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا نے کہا کہ

۲۱۵- أخرجه مسلم، الحج، باب صحة إحرام النساء... الخ، ح: ۱۲۱۰ من حديث جرير به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۹.


۲۱۶- [سناده ضعيف] تقدم، ح: ۲۰۱، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۰.

## ۱- کتاب الطہارۃ

غسل سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو بْنِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ - عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ: أَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ فَإِنَّهُ دَمٌ أَسْوَدٌ يُعْرَفُ، فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ، وَإِذَا كَانَ آخِرُ فِتْوَصَيْهِ فَإِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ».

مجھے استحاضے کا خون آتا تھا تو مجھ سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جب حیض کا خون آ رہا ہو اور یہ سیاہی مائل خون ہوتا ہے جو پہچانا جاتا ہے تو نماز سے رک جاؤ اور جب دوسرا خون (استحاضے کا) ہو تو وضو کر کے نماز پڑھا کر دو یہ تو رگ (کا خون) ہے۔“

 فوائد و مسائل: ① حیض کا خون ابتدا میں زیادہ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ رنگ ہلکا ہوتا جاتا ہے۔ آخر میں سرخ ہو جاتا ہے۔ ② استحاضہ والی عورت ہر نماز کے لیے نیا وضو کرے گی تاہم جمع صوری اور جمع حقیقی میں ایک غسل اور ایک وضو سے دو نمازیں پڑھ سکتی ہے۔ ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم اس صورت میں ہے جب دو نمازیں اپنے اول وقت میں پڑھی جائیں۔ واللہ اعلم۔ ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم اس لیے ہے کہ حقیقتاً خون جاری ہونے کی وجہ سے اس کا وضو نہیں ہوتا، مگر شریعت نے مجبوری کی بنا پر نماز کی ادائیگی کے لیے اسے با وضو فرض کیا ہے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد چونکہ ضرورت نہ رہی، لہذا اصل حکم لوٹ آیا، یعنی عدم طہارت ③ ہر وہ شخص جس کا وضو قائم نہ رہتا ہو مثلاً: ہر وقت پیشاب کے قطرے گرتے رہیں یا ہوا خارج ہوتی رہے وغیرہ تو اس کے لیے حکم یہی ہے کہ ایک وضو سے ایک نماز پڑھے پھر نیا وضو کرے۔

۲۱۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ هَذَا مِنْ كِتَابِهِ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ مِنْ حِفْظِهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۲۱۷- محمد بن ثنی نے کہا، ہمیں یہ روایت (۲۱۶) ابن ابی عدی نے اپنی کتاب سے بیان کی اور (مندرجہ ذیل) روایت (۲۱۷) اپنے حفظ سے بیان کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ آتا تھا تو انھیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے جو پہچانا جاتا ہے۔ جب یہ خون آئے تو نماز سے رک جاؤ اور جب دوسرا خون ہو تو

۲۱۷- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب إذا أقبلت الحيضة تدع الصلاة، ح: ۲۸۶ عن محمد بن المثنى به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۱، وله شواهد، انظر الحديث السابق وغيره.

۱- کتاب الطہارۃ غسل سے متعلق احکام و مسائل

«إِنَّ دَمَ الْحَيْضِ دَمٌ أَسْوَدٌ يُعْرَفُ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ، وَإِذَا كَانَ الْآخِرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي.»

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: قَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مَا ذَكَرَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ. لیکن کسی نے وہ الفاظ ذکر نہیں کیے جو ابن ابی عدی نے ذکر کیے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فوائد و مسائل: ① ان دو روایات (۲۱۶، ۲۱۷) کی سند میں اختلاف ہے۔ روایت ۲۱۶ میں حضرت عروہ براہ راست حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے بیان کر رہے ہیں جبکہ روایت ۲۱۷ میں دونوں کے درمیان حضرت عائشہ کا واسطہ موجود ہے۔ پہلی روایت کتاب سے بیان کی گئی اور دوسری حفظ سے۔ دونوں طرح ہی درست ہے کیونکہ حضرت عروہ کی ملاقات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی ہے اور حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش سے بھی۔ عین ممکن ہے کہ دونوں سے روایت سنی ہو۔ چونکہ ابن ابی عدی ثقہ راوی ہیں لہذا یہ امکان قابل ترجیح ہے۔ اگرچہ ابن القطن نے پہلی روایت کو منقطع قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل، رقم: ۲۰۰۳) ② ممکن ہے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا اشارہ [دَمُ الْحَيْضِ دَمٌ أَسْوَدٌ يُعْرَفُ] والے الفاظ کی طرف ہو۔ ③ حیض، نفاس اور استحاضے سے متعلق تفصیلی احکام و مسائل کے لیے کتاب الحیض والاستحاضة کا ابتدائیہ دیکھیے۔

۲۱۸- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ - وَهُوَ بِنُ زَيْدٍ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَسْتَحِيضْتُ فَاطِمَةَ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ أَفَادَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذَلِكَ

۲۱۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ آتا تھا۔ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! استحاضے کے مرض میں مبتلا ہوں، میں کبھی پاک نہیں ہوتی تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ تو رگ (کا خون) ہے، حیض نہیں۔ جب حیض آنے لگے تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب وہ رک جائے تو خون کے اثرات دھولو (غسل کرو) اور

۲۱۸- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الدم، ح: ۲۲۸، ومسلم، الحیض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۳ من حدیث هشام به، وهو فی الكبرى، ح: ۲۲۲.

غسل سے متعلق احکام و مسائل

۱- کتاب الطہارۃ

(نماز کے لیے) وضو کرو کیونکہ یہ رگ (کا خون) ہے حیض نہیں۔“ راوی سے کہا گیا: (حیض کے اختتام پر) غسل ہوگا؟ تو اس نے کہا: اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کر سکتا۔

عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ الْحَيْضَةَ فَدَعِيَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاعْسَلِي عَنكَ أَثَرَ الدَّمِّ وَتَوَضَّئِي، فَإِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ» قِيلَ لَهُ: فَالْعُسْلُ، قَالَ: ذَلِكَ لَا يَشْكُ فِيهِ أَحَدٌ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ حماد بن زید کے علاوہ کسی راوی نے اس حدیث میں [وَتَوَضَّئِي] ”وضو کرو۔“ کے الفاظ ذکر کیے ہوں۔ جبکہ اس حدیث کو ہشام بن عروہ سے بہت سے راویوں نے بیان کیا ہے مگر کسی نے یہ لفظ ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا ذَكَرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: «وَتَوَضَّئِي» غَيْرَ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ، وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ هِشَامٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: «وَتَوَضَّئِي».

☀️ فائدہ: اس دعویٰ میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ امام مسلم اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں، مگر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تردید فرمائی ہے اور حماد بن زید کے تابعین ذکر کیے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۵۳۱/۱، حدیث: ۳۰۶) لہذا امام نسائی کا یہ دعویٰ درست نہیں۔ ویسے بھی حماد بن زید ثقہ راوی ہیں۔ اور ثقہ راوی کچھ زائد الفاظ بیان کرے تو وہ قابل تسلیم ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۲۱۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حمیش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کبھی خون سے پاک نہیں ہوتی تو کیا نماز چھوڑ ہی دوں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ تو رگ (کا خون) ہے، حیض (کا) نہیں ہے، لہذا جب حیض آنا شروع ہو تو نماز چھوڑ دو، پھر جب حیض کے دن گزر جائیں تو خون کے اثرات دھو لو، یعنی غسل کرو اور نماز شروع کر دو۔“

۲۱۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ لِرَسُولِ اللَّهِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَا أَطْهَرُ أَفَادَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ الْحَيْضَةَ فَدَعِيَ الصَّلَاةَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَدَرَهَا فَاعْسَلِي عَنكَ الدَّمَ وَصَلِّي».

۲۱۹- أخرجه البخاري، الحيض، باب الاستحاضة، ح: ۳۰۶، من حديث مالك به، وهو في الموطأ (پجھی): ۶۱/۱، والكبرى، ح: ۲۲۳.




غسل سے متعلق احکام و مسائل

۲۲۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حیثم نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کبھی پاک نہیں ہوتی تو کیا بالکل نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں! یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے، حیض نہیں ہے، لہذا جب حیض کا خون آنے لگے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو خون کے آثار دھو کر (غسل کر کے) نماز شروع کر دو۔“

باب: ۱۳۹- جنبی کو ٹھہرے پانی میں  
غسل کرنے کی ممانعت

۲۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے جب کوئی شخص جنبی ہو تو ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔“

 فوائد و مسائل: ① ٹھہرے پانی میں داخل ہو کر جنبی کا نہانا پانی کو ناقابل استعمال بنا سکتا ہے۔ اگرچہ ایک آدمی کے نہانے سے رنگ، بو اور ذائقے میں تبدیلی نہیں ہوگی مگر اجازت کی صورت میں تو جتنے آدمی بھی چاہیں نہا سکتے ہیں۔ اس طرح رنگ، بو اور ذائقہ بدلنے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ ② نجاست سے قطع نظر پینے والوں کے لیے اس پانی کا استعمال طبعاً گوارا نہ ہوگا جس میں جنبی لوگ نجاست سمیت نہاتے ہوں۔

۲۲۰- أخرجه البخاري، الحيض، باب الاستحاضة، ح: ۳۰۶، ومسلم، انظر، ح: ۳۳۳ من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۴.

۲۲۱- أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن الاغتسال في الماء الراكد، ح: ۲۸۳ من حديث ابن وهب به.

۱- کتاب الطهارة

۲۲۰- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَا أَطْهَرُ أَفَأَتْرُكُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: «لَا إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ». قَالَ خَالِدٌ، فِيمَا قَرَأْتُ عَلَيْهِ: «وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنكَ الدَّمَ وَصَلِّي».

(المعجم ۱۳۹) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ اغْتِسَالِ الْجُنُبِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ (التحفة ۱۳۹)

۲۲۱- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ- عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرٍ، أَنَّ أَبَا السَّائِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ».

۱- کتاب الطہارۃ ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۴۰) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُؤْلِ  
فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ وَالْإِغْتِسَالِ مِنْهُ  
(التحفة ۱۴۰)

۲۲۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
يَزِيدَ الْمُقْرِيءُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي  
الزَّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَثْمَانَ، عَنْ  
أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ  
ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ».

۲۲۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی ٹھہرے  
ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں  
غسل کرے گا۔“

فائدہ: جب ٹھہرے پانی میں جنسی کا غسل کرنا درست نہیں، تو اس میں پیشاب کرنا تو بدرجہ اولیٰ منع ہوگا، خواہ  
بعد میں غسل کرے یا نہ کرے کیونکہ کوئی اور آدمی بھی تو غسل کر سکتا ہے۔ غسل کا ذکر تو تفسیح کے لیے ہے یعنی یہ  
تصور کیا نتیج ہوگا کہ وہیں پیشاب کیا ہو اور وہیں غسل شروع کر دے، خواہ یہ شخص کرے یا کوئی اور۔ بہر حال اس  
حدیث سے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ (مزید دیکھیے، حدیث: ۳۵)

(المعجم ۱۴۱) - بَابُ ذِكْرِ الْإِغْتِسَالِ  
أَوَّلَ اللَّيْلِ (التحفة ۱۴۱)

۲۲۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ:  
حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي  
الْعَلَاءِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ غُضَيْفِ  
ابْنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ أُمَّ الْبُرَيْدِ  
كَأَنَّ يَغْتَسِلُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا

۲۲۳- حضرت غضیف بن حارث سے روایت ہے  
کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ  
ﷺ رات کے کس حصے میں غسل فرمایا کرتے تھے؟  
انہوں نے فرمایا: آپ کبھی رات کے شروع میں غسل  
فرماتے اور کبھی آخر میں۔ میں نے کہا: ہر تعریف اللہ کی

۲۲۲- [صحیح] أخرجه [إحمد: ۲/ ۳۹۴] عن سفیان بن عیینة به، وصرح بالسماع عند الحمیدی، ح: ۹۷۵، وهو  
فی الکبریٰ، ح: ۲۲۵، وللحدیث شواهد عند البخاری، ح: ۲۳۹، ومسلم، ح: ۲۸۲، وغیرهما.

۲۲۳- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطہارۃ، باب الجنب یؤخر الغسل، ح: ۲۲۶، وابن ماجہ، إقامة  
الصلوات، باب ماجاء فی القراءة فی صلاة اللیل، ح: ۱۳۵۴ من حدیث أبي العلاء برد بن سنان به، وهو فی  
الکبریٰ، ح: ۲۲۷.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

اغْتَسَلَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ آخِرَهُ جَسَ نَ اس مَعَالِے مِیں وَسَعَت رَکھی۔  
قُلْتُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاَمْرِ سَعَةً.

🌅 نواند و مسائل: ① باب کا مقصود یہ ہے کہ اگر آدمی رات کے شروع میں جماع یا احتلام کے ساتھ جنبی ہو جائے تو کیا اسے اسی وقت غسل کرنا ضروری ہے یا صبح کی نماز تک تاخیر کر سکتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح تک تاخیر کی گنجائش ہے، اگرچہ افضل یہی ہے کہ جلدی غسل کر لیا جائے۔ واللہ اعلم۔ ② مسلمان کو چاہیے کہ اپنے روزمرہ کے معمولات میں نبی اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ اپنائے اور اگر معلوم نہ ہو تو اس کے متعلق اہل علم سے دریافت کرے۔

(المعجم ۱۴۲) - اَلْاِغْتِسَالُ اَوَّلَ اللَّيْلِ  
وَاٰخِرُهُ (التحفة ۱۴۲)  
باب: ۱۴۲- غسل جنابت رات کے شروع  
میں بھی ہو سکتا ہے اور آخر میں بھی

۲۲۴- اٰخْبَرَنَا يَحْيٰى بِنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ [قَالَ]: اٰخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا قُلْتُ: اَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ اَوْ مِنْ آخِرِهِ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذَلِكَ، رُبَّمَا اغْتَسَلَ مِنْ اَوَّلِهِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ مِنْ آخِرِهِ، قُلْتُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاَمْرِ سَعَةً.

۲۲۳- غَضِيفِ بْنِ حَارِثِ بَيَان كَرْتِے هِیں كَه مِیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ اللہ کے رسول ﷺ رات کے شروع میں غسل فرمایا کرتے تھے یا رات کے آخر میں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: دونوں وقت، کبھی رات کے شروع ہی میں غسل فرما لیتے اور کبھی آخر رات کو غسل فرماتے۔ میں نے کہا: ہر تعریف اللہ کی جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی ہے۔

(المعجم ۱۴۳) - بَابُ ذِكْرِ الْاِسْتِثْنَاءِ عِنْدَ الْاِغْتِسَالِ (التحفة ۱۴۳)  
باب: ۱۴۳- غسل کرتے وقت لوگوں سے  
پردہ کرنے کا بیان

۲۲۵- اٰخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

۲۲۴- [سناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۶.

۲۲۵- [سناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب، ح: ۳۷۶، وابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في بول الصبي الذي لم يطعم، ح: ۵۲۶ عن مجاهد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۸، وصححه ابن خزيمة، والحاكم: ۱/۱۶۶، والذهبي، وحسنه البخاري (التلخيص الحبير: ۱/۲۸).

۱- کتاب الطہارۃ

غسل سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُجَلُّ بْنُ خَلِيفَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو السَّمْحِ قَالَ: كُنْتُ أَخْذُمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَ: «وَلَنِي فَفَاكَ» فَأَوْلِيَهُ فَفَايَ فَأَسْتُرُهُ بِهِ.

اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ جب آپ غسل کا ارادہ فرماتے تو مجھ سے فرماتے: ”میری طرف اپنی پیٹھ کرلو۔“ میں آپ کی طرف پیٹھ کر لیتا۔ اس طرح میں آپ کو پردہ بھی کر دیتا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ ننگے بدن غسل نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ ازار باندھ کر غسل فرمایا کرتے تھے جیسا کہ احادیث میں صراحتاً ذکر ہے مگر پھر بھی آپ پسند نہیں فرماتے تھے کہ باقی ماندہ ننگے جسم پر بھی کسی کی نظر پڑے۔ خادم کو اس طرح کھڑا کرتے کہ نہ تو اس کی نظر پڑتی نہ کسی دوسرے کی کیونکہ وہ خادم آپ کے لیے پردے کے قائم مقام ہوتا تھا۔ ② غسل کرتے وقت پردے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ③ بالغ آدمی کے مقام ستر کو دیکھنا جائز نہیں۔

۲۲۶- أَحْبَبْنَا يَغْتُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي مَرْثَةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أُمِّ هَانِيَةَ: أَنَّهَا ذَهَبَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَوَجَدَتْهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمَتْ فَقَالَ: «مَنْ هَذَا؟» قُلْتُ: أُمُّ هَانِيَةَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ، فَصَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ فِي ثَوْبٍ مُلْتَحِفًا بِهِ.

۲۲۶- حضرت ام ہانیؓ سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کے پاس گئی تو میں نے آپ کو غسل کرتے پایا جب کہ حضرت فاطمہؓ نے آپ کو ایک کپڑے سے پردہ کر رکھا تھا۔ میں نے سلام کہا تو آپ نے فرمایا: ”کون؟“ میں نے کہا: ام ہانی! جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک کپڑے میں آٹھ رکعات پڑھیں جب کہ وہ (کپڑا) آپ نے کندھوں پر لپیٹ رکھا تھا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① ام ہانیؓ حضرت علیؓ کی ہمیشہ اور رسول اللہ ﷺ کی پچا زاد بہن تھیں۔ ② یہ آٹھ رکعت نماز صلاۃ صبحی (چاشت کی نماز) تھی۔ ③ ایک کپڑے میں بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس سے کندھوں سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک جسم ڈھانپ لیا جائے باقی جسم ننگا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ④ غسل کرنے والا حسب ضرورت کلام کر سکتا ہے۔

۲۲۶- أخرجه البخاري، الغسل، باب التستر في الغسل عند الناس، ح: ۲۸۰، ومسلم، الحيض، باب تستر المغتسل بثوب ونحوه، ح: ۳۳۶ من حديث مالك به، و سوطاً (یحییٰ): ۱/۱۵۲، والكبير، ح: ۲۲۹.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

باب ۱۳۴- پانی کی وہ مقدار جس پر آدمی  
غسل کے لیے اکتفا کر سکتا ہے

(المعجم ۱۴۴) - بَابُ ذِكْرِ الْقَدْرِ الَّذِي  
يَكْتَفِي بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْمَاءِ لِلْغَسْلِ

(التحفة ۱۴۴)

۲۲۷- موسیٰؑ جہنی سے روایت ہے کہ حضرت مجاہد  
کے پاس ایک پیالہ لایا گیا۔ میرے اندازے کے مطابق  
وہ آٹھ رطل تھا۔ مجاہد کہنے لگے کہ مجھ سے حضرت عائشہ  
رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: بے شک رسول اللہ ﷺ اتنے پانی  
سے غسل فرمایا کرتے تھے۔

۲۲۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ:  
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ  
مُوسَى الْجُهَنِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ مُجَاهِدًا بِقَدَحٍ،  
حَزْرَتُهُ ثَمَانِيَّةٌ أَرْطَالٍ، فَقَالَ: [حَدَّثَنِي]  
عَائِشَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ  
بِمِثْلِ هَذَا.

☀️ فوائد و مسائل: ① آٹھ رطل عراقی صاع کے برابر ہیں۔ حجازی صاع کے لحاظ سے یہ تقریباً ڈیڑھ صاع  
کے برابر ہیں۔ حجازی صاع وزن کے لحاظ سے تقریباً ڈھائی کلو ہوتا ہے، گویا پانی کی مقدار تقریباً چار کلو تھی۔  
② اس حدیث میں غسل کے لیے پانی کی مقدار آٹھ رطل تقریباً ڈیڑھ صاع بیان ہوئی ہے جبکہ صحیح بخاری اور صحیح  
مسلم میں ہے: ”نبی اکرم ﷺ ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلو) پانی سے غسل اور ایک مد سے وضو کر لیا کرتے  
تھے۔“ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۲۰۱، وصحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۲۵) اور  
سنن ابوداؤد میں وضو کے لیے پانی کی مقدار ایک مد کے دو تہائی جتنا بیان ہوئی ہے۔ (سنن أبي داود،  
الطہارۃ، حدیث: ۹۳) ان تمام روایات کا مقصد غسل اور وضو کے لیے پانی کی مقدار کی حد بندی نہیں اور نہ ان  
روایات میں باہمی تعارض ہے بلکہ مختلف حالات میں ضرورت کے مطابق پانی کم اور زیادہ استعمال ہو سکتا ہے۔  
ان روایات میں ترغیب دی گئی ہے کہ پانی کم از کم استعمال کرنا چاہیے بے جا استعمال نہ ہو کہ وہ اسراف اور  
ضیاع کی حد کو پہنچ جائے اور اتنا کم بھی نہ ہو کہ اس سے غسل یا وضو کے بجائے مسح ہی سمجھا جائے۔ واللہ اعلم۔

۲۲۸- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ میں اور

۲۲۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی بھائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۲۲۷- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۶/ ۵۱ عن يحيى به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۰.

۲۲۸- أخرجه البخاري، الغسل، باب الغسل بالصاع ونحوه، ح: ۲۵۱، ومسلم، الحيض، باب القدر المستحب  
من الماء في غسل الجنابة... الخ، ح: ۳۲۰ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۲. \* عائشة رضي الله  
عنها خالة أبي سلمة من الرضاع، أرضعته أختها أم كلثوم، قاله عياض (فتح: ۱/ ۳۶۵).

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَفْصٍ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَأَخُوهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ، فَسَأَلَهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَدَرُ صَاعٍ فَسَتَرَتْ سِتْرًا فَأَعْتَسَلَتْ فَأَفْرَغَتْ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثًا.

کے پاس گئے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی نے ان سے نبی ﷺ کے غسل کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے ایک برتن منگوا یا جس میں ایک صاع پانی تھا، پھر انھوں نے پردہ لٹکایا اور غسل فرمایا اور اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ غسل پردے میں کپڑوں سمیت کیا، صرف یہ بتانے کے لیے کہ اتنے پانی سے غسل ممکن ہے۔ اس میں نہ تو کوئی بے پردگی تھی اور نہ وہ انھیں نظر آئیں، لہذا اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں جیسا کہ منکرین حدیث وغیرہ باور کرا کر احادیث میں تشکیک پیدا کرنے کی مذموم سعی کرتے ہیں۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قول کے ساتھ ساتھ عمل کر کے دکھانا تعلیم کے زیادہ مناسب حال ہے۔

۲۲۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ فِي الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ، وَكُنْتُ أَعْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

۲۲۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک پیالے سے غسل فرمایا کرتے تھے جو ایک فرق کے برابر تھا، نیز میں اور آپ ﷺ (بیک وقت) ایک برتن میں غسل کر لیا کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: حدیث میں [فَرَقٌ] کا لفظ ہے۔ یہ مجازی صاع کے لحاظ سے تین صاع کا ہوتا ہے جس کا وزن تقریباً ساڑھے سات کلو کے برابر بنتا ہے۔

۲۳۰- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِمَكْوَلٍ

۲۳۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک مد سے وضو اور پانچ مد سے غسل فرمایا کرتے تھے۔

۲۲۹- [صحیح] تقدم طرفه، ح: ۷۲، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۱.

۲۳۰- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء بالمد، ح: ۲۰۱، ومسلم، الحيض، ح: ۳۲۵، كما تقدم، ح: ۷۳ من حديث ابن جبر، وهو في الكبرى، ح: ۷۵، وفيه تصحيف.

۱- کتاب الطہارۃ ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل  
وَيَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ مَكَائِيٍّ.

☀️ فائدہ: یہ حدیث بعینہ گزر چکی ہے۔ دیکھیے نوامد حدیث: ۷۳۔

۲۳۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: تَمَارَيْنَا فِي الْغُسْلِ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ جَابِرٌ: يَكْفِي مِثْرَ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ صَاعٌ مِنْ مَاءٍ قُلْنَا: مَا يَكْفِي صَاعٌ وَلَا صَاعَانِ، قَالَ جَابِرٌ: قَدْ كَانَ يَكْفِي مَنْ كَانَ خَيْرًا مِنْكُمْ وَأَكْثَرَ شَعْرًا.

۲۳۱- حضرت ابو جعفر (محمد باقر) ؑ کہتے ہیں کہ ہمارا حضرت جابر ؓ کے پاس غسل کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ حضرت جابر فرمانے لگے: غسل جنابت کے لیے ایک صاع پانی کافی ہے۔ ہم نے کہا: ایک دو صاع تو کافی نہیں ہو سکتے۔ حضرت جابر ؓ کہنے لگے اس شخصیت کو تو ایک صاع کافی تھا جو تم سے بہتر اور تم سے زیادہ بالوں والے تھے، یعنی رسول اللہ ﷺ۔

(المعجم ۱۴۵) - بَابُ ذِكْرِ الدَّلَالَةِ عَلَى أَنَّهُ لَا وَقْتٌ فِي ذَلِكَ (التحفة ۱۴۵)

باب: ۱۴۵- اس بات کی دلیل کہ غسل کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں

۲۳۲- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَعْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَهُوَ قَدْرُ الْفَرْقِ.

۲۳۲- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے جو تقریباً ایک فرق کے برابر ہوتا تھا۔

☀️ فائدہ: استدلال لفظ ”تقریباً“ سے ہے، یعنی غسل کے لیے کوئی خاص مقدار معین نہیں، کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ ایک [فرق] تقریباً تین صاع کا ہوتا ہے۔

۲۳۱- أخرجه البخاري، الغسل، باب الغسل بالصاع ونحوه، ح: ۲۵۲ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۳، وأخرجه مسلم، الحيض، باب استحباب إفاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثاً، ح: ۳۲۹ من حديث أبي جعفر به.

۲۳۲- انظر، ح: ۷۲، وأخرجه أحمد ۱۹۹/۶ عن عبد الرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۵.

۱- کتاب الطهارة ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱۳۶- مرد اور اس کی بیوی کا  
(بیک وقت) ایک برتن سے غسل کرنا

(المعجم ۱۴۶) - **بَابُ ذِكْرِ اغْتِسَالِ الرَّجُلِ  
وَالْمَرْأَةِ مِنْ نِسَائِهِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ**  
(التحفة ۱۴۶)

۲۳۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ  
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ایک برتن سے غسل کر لیا کرتے  
تھے۔ ہم بیک وقت اس سے چلو بھرتے تھے۔

۲۳۳- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح:  
وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ  
عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ وَأَنَا مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ  
نَعْتَرِفُ مِنْهُ جَمِيعًا.

☀️ **نوٹ و مسائل:** ① میاں بیوی کے اکٹھے نہانے پر کوئی عقلی اعتراض ہے نہ شرعی ہاں یہ بات ضرور ہے کہ  
غسل کرتے وقت پانی احتیاط سے استعمال کیا جائے اور اسے آلودہ ہونے سے بچایا جائے۔ ② یہ بھی ثابت ہوا  
کہ جنبی کے ہاتھ ڈالنے سے پانی پلیر نہیں ہوگا، نیز غسل جنابت سے بچے ہوئے پانی سے مزید غسل ہو سکتا ہے۔

۲۳۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تحقیق میں  
اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (بیک وقت) ایک برتن سے  
غسل جنابت کر لیا کرتے تھے۔

۲۳۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى  
قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ:  
حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ:  
سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:  
كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ  
وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۲۳۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے

۲۳۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۲۳۳- أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما ذكر النبي ﷺ وحض على اتفاق أهل العلم . . . الخ،  
ح: ۷۳۳۹ من حديث هشام به، وهو في الموطأ (رواية أبي مصعب: ۵۹/۱، ح: ۱۴۷)، والكبرى، ح: ۲۳۶ من  
حديث قتيبة فقط.

۲۳۴- أخرجه البخاري، الغسل، باب هل يدخل الجنب يده في الإناء . . . الخ، ح: ۲۶۳ من حديث شعبة،  
ومسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة، ح: ۴۵/۳۲۱ من حديث القاسم بن محمد به،  
وهو في الكبرى، ح: ۲۳۷.

۲۳۵- أخرجه البخاري، الغسل، باب مباشرة الحائض، ح: ۲۹۹ من حديث منصور به.





غسل سے متعلق احکام و مسائل

۱- کتاب الطہارۃ

آپ کو دیکھا کہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ ایک ٹب سے غسل کر لیا کرتے تھے۔ پہلے ہم اپنے ہاتھوں پر پانی بہا کر انھیں اچھی طرح صاف کر لیتے، پھر اپنے باقی جسم پر پانی بہاتے۔

يَقُولُ: حَدَّثَنِي نَاعِمٌ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ سُئِلَتْ أَتَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ مَعَ الرَّجُلِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ إِذَا كَانَتْ كَيْسَةً، رَأَيْتَنِي وَرَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَغْتَسِلُ مِنْ مِرْكَنٍ وَوَاحِدٍ نَفِضُ عَلَى أَيْدِينَا حَتَّى نُنْقِيَهَا، ثُمَّ نَفِضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ.

اعرج (راوی) نے کہا: عورت شرم گاہ کی طرف توجہ

قَالَ الْأَعْرَجُ: لَا تَذْكُرُ فَرْجًا وَلَا تَبَالَهُ.

دے نہ حماقت سے کام لے۔

☀️ فائدہ: حدیث کے راوی اعرج دراصل حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فرمان: ”سجھ دار“ کی تفسیر کر رہے ہیں کہ عورت غسل کے وقت مرد کی شرم گاہ کی طرف توجہ نہ دے اور پانی لیتے اور جسم پر ڈالتے وقت حماقت نہ کرے یعنی چھینٹوں سے برتن کے پانی کو بچائے وغیرہ۔

باب: ۱۳۷- جنبی کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے کی ممانعت

(المعجم ۱۴۷) - بَابُ ذِكْرِ النَّهْيِ عَنِ الْأِغْتِسَالِ بِفَضْلِ الْجُنْبِ (التحفة ۱۴۷)

۲۳۹- حمید بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ میں ایک ایسے آدمی سے ملا جو نبی ﷺ کے ساتھ رہا ہے جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چار سال تک نبی ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی آدمی ہر روز کنگھی کرے یا اپنے غسل خانے میں پیشاب کرے یا مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے اور عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے بلکہ دونوں اکٹھے چلو بھریں۔

۲۳۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ دَاوُدَ الْأَوْدِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا صَحَبَ النَّبِيَّ ﷺ كَمَا صَحَبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَرْبَعَ سِنِينَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ، أَوْ يَبُولَ فِي مُعْتَسِلِهِ، أَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ، وَلِيَعْتَرِفَا جَمِيعًا.

☀️ فوائد و مسائل: ① ہر روز کنگھی کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس شخص کی ضرورت سے زیادہ تزئین کی طرف

۲۳۹- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب النهي عن ذلك، ح: ۸۱ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۰، وصححه الحافظ ابن حجر في بلوغ المرام.

۱- کتاب الطهارة غسل سے متعلق احکام و مسائل

توجہ ہے جب کہ یہ چیز بہت سی معاشرتی اور اخلاقی خرابیوں کی بنیاد ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہتے ہیں: [أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غَبًا] (سنن أبي داود، الترجل، حدیث: ۴۱۵۹) ”رسول اللہ ﷺ نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے مگر ایک دن چھوڑ کر۔“ یعنی بلا ناغہ روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کی سند میں اگرچہ خفیف سا ضعف ہے لیکن یہ سنن نسائی کی درج ذیل روایت سے ختم ہو جاتا ہے جس کی صحت کو محقق کتاب نے بھی تسلیم کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی مصر پر مقرر گورنر (عالم) کے ہاں تشریف لے گئے اور وہ بھی صحابی رسول تھے۔ دیکھتے ہیں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہیں پوچھا: کیا وجہ ہے آپ کو پراگندہ حال دیکھتا ہوں جبکہ آپ امیر ہیں۔ انھوں نے جواب دیا: [كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَنْهَانَا عَنِ الْإِرْفَاهِ، قُلْنَا: وَمَا الْإِرْفَاهُ؟ قَالَ: أَلْتَرَجُّلُ كُلَّ يَوْمٍ] (سنن النسائي، الزينة، حدیث: ۵۰۲۱) ”اللہ کے نبی ﷺ ہمیں ”إرفاه“ سے روکا کرتے تھے، ہم نے کہا: ”إرفاه“ سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: روزانہ کنگھی کرنا۔“ اس حدیث میں بھی روزانہ کنگھی کرنے سے ممانعت کا ذکر ہے، خصوصاً اس نبی کی وجہ سے صحابی رسول فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بھی باوجودیکہ عظیم عہدے پر فائز تھے روزانہ کنگھی نہیں کرتے تھے حالانکہ انھیں بال بڑے ہونے کی وجہ سے اس کی اشد ضرورت بھی تھی۔ یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ روزانہ کنگھی کرنا ممنوع ہے اور اس میں ایک درجہ زہد و وزع کا بھی پہلو نمایاں ہے جو یقیناً ایسے افراد کے لیے مطلوب ہے کیونکہ اکثر اوقات اسی بناؤ سنگھار میں لگے رہنا کم از کم دیندار لوگوں کا شیوہ نہیں ہے، نیز اس میں ممانعت عام ہے جو امت کے ہر فرد کو شامل ہے۔ اس ممانعت میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں، تخصیص کی دلیل معلوم نہیں جبکہ جمہور علمائے کرام اس نبی کو جزو تو بیخ پر محمول کرتے ہیں کہ اس سے مراد اکثر و بیشتر اسی عمل میں مصروف رہنا قابل مذمت ہے نہ کہ اس سے حقیقی حرمت مراد ہے کہ انسان روزانہ کنگھی نہیں کر سکتا۔ بہر حال احادیث کے ظاہر اور صحابی رسول ﷺ کے عمل سے ممانعت ہی ثابت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة، حدیث: ۵۰۱) ⑤ غسل خانے میں پیشاب سے متعلق دیکھیے: حدیث: ۳۶۱۔ اگلی حدیث میں جنبی کے غسل سے بچے ہوئے پانی کے استعمال کی رخصت کا اثبات ہوتا ہے اس لیے اس حدیث میں اس سے ممانعت استحباب پر محمول ہوگی، یعنی اس سے بچنا بہتر ہے تاہم استعمال کرنا جائز ہے۔

(المعجم ۱۴۸) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

(التحفة ۱۴۸)

۲۴۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ

۲۴۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور اللہ

۲۴۰- آخر جہ مسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء، ح: ۴۶/۳۲۱ من حدیث عاصم الأحول به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۱.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ ح: كَع رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اِيك برتن سے غسل کرتے تھے۔ ميں  
وَ اٰخِرِنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرِ: اٰخِرِنَا عَبْدُ اللَّهِ  
عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ  
قَالَتْ: كُنْتُ اُعْتَسِلُ اَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ يُبَادِرُنِي وَابَادِرُهُ حَتَّى  
يَقُولَ: «دَعِي لِي»، وَاقُولُ اَنَا: دَع لِي،  
قَالَ سُوَيْدٌ: يُبَادِرُنِي وَابَادِرُهُ فَاَقُولُ: دَع  
لِي، دَع لِي.

آپ سے جلدی (غسل) کرنے کی کوشش کرتی اور آپ مجھ سے جلدی کرتے حتیٰ کہ آپ فرماتے: ”میرے لیے پانی رہنے دو۔“ اور میں کہتی: آپ میرے لیے پانی چھوڑ دیں۔ (راوی حدیث) سوید نے (یوں) کہا: آپ مجھ سے جلدی کرتے اور میں آپ سے جلدی کرتی، چنانچہ میں کہتی: آپ میرے لیے (پانی) چھوڑ دیں۔ آپ میرے لیے (پانی) چھوڑ دیں۔

☀️ فوائد و مسائل: ① میاں بیوی اکٹھے غسل کر رہے ہوں تو اس صورت حال کا پیدا ہونا کوئی قابل تعجب یا قابل اعتراض بات نہیں۔ خصوصاً جب کہ میاں بیوی کے درمیان خوش طبعی شریعت میں بھی قابل تعریف ہے۔ ② اس روایت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ آپ دونوں یکے بعد دیگرے پانی لیتے تھے جس نے بعد میں پانی لیا، اس نے جہی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا۔

(المعجم ۱۴۹) - بَابُ ذِكْرِ الْاِغْتِسَالِ فِي الْقِضْعَةِ الَّتِي يُعَجَّنُ فِيهَا (التحفة ۱۴۹)

باب: ۱۴۹- ایسے پیالے سے غسل کرنا جس میں آٹا گوندھا جاتا ہو

۲۴۱- اٰخِرِنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ ابْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ اَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ اُمِّ هَانِيَةَ: اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اِغْتَسَلَ هُوَ وَمَيْمُونَةُ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ فِي قِضْعَةٍ فِيهَا اَثَرُ الْعَجِينِ.

۲۴۱- حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایسے پیالے سے غسل کیا جس میں گوندھے ہوئے آٹے کا اثر (نشان) تھا۔

☀️ فائدہ: جس برتن میں آٹا گوندھا جائے اس میں صفائی کے باوجود آٹے کے کچھ نہ کچھ نشانات رہ جاتے ہیں لیکن چونکہ یہ قلیل ہوتے ہیں۔ ویسے بھی آٹا پاک چیز ہے لہذا ایسے برتن میں پانی ڈالنا اور اس سے وضو اور غسل

۲۴۱- [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرجل والمرأة يغتسلان من إناء واحد، ح: ۳۷۸ من حديث إبراهيم بن نافع به، وله شاهد يأتي، ح: ۴۱۵، والحديث في الكبرى، ح: ۲۴۲.

۱- کتاب الطہارۃ ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل


کرنا درست ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس تبویب سے یہی مقصد ہے۔

(المعجم ۱۵۰) - بَابُ ذِكْرِ تَرْكِ الْمَرْأَةِ  
نَقْضِ ضَمْرِ رَأْسِهَا عِنْدَ اغْتِسَالِهَا مِنْ  
الْجَنَابَةِ (التحفة ۱۵۰)

باب: ۱۵۰- غسل جنابت کے وقت عورت  
کا اپنے سر کی مینڈھیاں نہ کھولنے کا ذکر

۲۳۲- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا  
سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے گزارش کی کہ  
اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کی مینڈھیاں مضبوطی  
سے باندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے وقت انھیں  
کھولوں؟ آپ نے فرمایا: ”تمہیں اتنا کافی ہے کہ اپنے  
سر پر پانی کے تین چلو ڈال لیا کرو پھر اپنے سارے جسم  
پر پانی بہالو۔“

۲۴۲- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ  
سُفْيَانَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ سَعِيدِ  
ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ  
أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ شَدِيدَةٌ ضَفِيرَةٌ  
رَأْسِي فَأَنْقُضُهَا عِنْدَ غَسْلِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ؟  
قَالَ: «إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَحْنِي عَلَى رَأْسِكَ  
ثَلَاثَ حَيَّاتٍ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَى  
جَسَدِكَ».

 فوائد و مسائل: ① عورت کے بال بڑے ہوتے ہیں۔ مینڈھیاں بنانا اس کی ضرورت اور مجبوری ہے۔  
غسل میں مینڈھیاں کھولیں تو وقت پیش آتی ہے۔ کھولنے اور دوبارہ بنانے میں کافی وقت صرف ہوتا ہے اس  
لیے شریعت نے عورتوں کی مجبوری کا لحاظ رکھتے ہوئے غسل جنابت میں مینڈھیاں نہ کھولنے کی اجازت دی  
ہے۔ اتنا ضروری ہے کہ سر پر پانی ڈال کر بالوں میں انگلیاں پھیری جائیں تاکہ سر کی کھوپڑی اور بالوں کی جڑیں  
تر ہو جائیں۔ گویا سارا جسم تر ہو جائے۔ ② مینڈھیاں تو ویسے بھی زائد لٹکنے والے بال ہیں اگر وہ تر نہ بھی ہوں  
تو کوئی حرج نہیں البتہ اوپر سے دھو لیے جائیں۔ ③ غسل حیض ایک ماہ میں ایک دفعہ ہی ہے اس کے لیے  
مینڈھیاں کھولنے میں کوئی وقت نہیں لہذا غسل حیض میں مینڈھیاں کھول کر بالوں کو اچھی طرح دھونا ضروری  
ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرہ ۲: ۲۸۶) ”اللہ تعالیٰ کسی جان کو  
اس کی وسعت و گنجائش سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔“

۲۴۲- أخرجه مسلم، الحيض، باب حكم صفائر المغتسلة، ح: ۳۳۰ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في  
الكبرى، ح: ۲۴۳

غسل سے متعلق احکام و مسائل

۱- کتاب الطہارۃ

باب: ۱۵۱- حائضہ عورت کو غسلِ احرام کے وقت مینڈھیاں کھولنے کا حکم

(المعجم ۱۵۱) - بَابُ ذِكْرِ الْأَمْرِ بِذَلِكَ  
لِلْحَائِضِ عِنْدَ الْأِغْتِسَالِ لِلْأَحْرَامِ  
(التحفة ۱۵۱)

۲۳۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال نکلے۔ میں نے عمرے کا احرام باندھا چنانچہ میں مکہ آئی تو حیض کی حالت میں تھی لہذا میں بیت اللہ کا طواف کر سکی نہ صفا مروہ کی سعی۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: ”سر کے بال کھول لو۔ (غسل کر کے) کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو لیکن عمرہ چھوڑ دو۔“ میں نے اسی طرح کیا۔ جب ہم نے حج مکمل کر لیا تو آپ نے مجھے (میرے بھائی) عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تنعم کی طرف بھیجا تو میں نے عمرہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ تمہارے (اس) عمرے کی جگہ ہے۔“

۲۴۳- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْهَبُ عَنْ مَالِكٍ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ وَهَشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَاهُ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَأَهْلَلْتُ بِالْعُمْرَةِ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ، فَلَمْ أَطْفِئِ بِالنَّيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: أَنْقِضِي رَأْسَكَ وَامْتَشِطِي وَأَهْلِي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ. فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْتَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ، فَأَعْتَمَرْتُ فَقَالَ: «هُذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكَ».

امام ابو عبدالرحمن (نسائی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مالک عن ہشام بن عروہ کی سند سے غریب ہے کیونکہ اشہب کے سوا کسی نے اسے (اس طرح) بیان نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ لَمْ يَرَوْهُ أَحَدٌ إِلَّا أَشْهَبُ.

فوائد و مسائل: ① امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ اشہب نے (اس حدیث میں) امام مالک کا استاذ ابن شہاب زہری کے ساتھ ہشام بن عروہ کو بھی بتلایا ہے جب کہ عام روایت اس روایت میں امام مالک کا استاذ صرف زہری ہی کو بتاتے ہیں۔ جب کسی راوی کی تائید کوئی اور ساتھی نہ کرے تو اس کی روایت کو ”غریب“ کہا

۲۴۳- أخرجه البخاري، الحج، باب كيف تهل الحائض والنساء؟، ح: ۱۵۵۶، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الاحرام وأنه يجوز افراد الحج... الخ، ح: ۱۲۱۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۴۱۰، ۴۱۱.

## ۱- کتاب الطہارۃ ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

جاتا ہے۔ ① حیض کی حالت میں چونکہ بیت اللہ میں داخلہ منع ہے، لہذا حائضہ عورت کو طواف منع ہے اور سعی چونکہ طواف کے تابع ہے اس لیے وہ بھی منع ہے۔ ② تعصیم مکہ سے مدینہ منورہ کے راستے پر قریب ترین حل ہے، یعنی یہاں حرم ختم ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہ خصوصی حکم فرمایا کہ وہ تعصیم سے احرام باندھ کر آجائیں اور عمرہ کر لیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حیض کی وجہ سے عمرہ رہ گیا تھا۔ یہ اجازت ہر شخص کے لیے نہیں ہے کہ وہ تعصیم سے احرام باندھ کر آجائے اور عمرہ کر لے جیسا کہ آفاق سے جانے والے بہت سے حاجی ایسا کرتے ہیں اور بعض علماء اس کے جواز کا فتویٰ بھی دیتے ہیں۔ لیکن یہ جواز محل نظر ہے کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ دوبارہ عمرے کے لیے میقات پر جا کر وہاں سے احرام باندھ کر آنا ضروری ہے۔ یا پھر مذکورہ حدیث کے پیش نظر تعصیم سے احرام باندھنے کی یہ اجازت صرف ان خواتین کے لیے ہے جو مخصوص ایام کی وجہ سے عمرہ نہ کر سکی ہوں۔ واللہ اعلم۔ ③ چونکہ حج کا احرام کئی دن جاری رہتا ہے لہذا مینڈھیاں کھول کر اچھی طرح غسل کرنے کا حکم دیا تاکہ بعد میں تنگی نہ ہو۔ اس غسل کا حیض سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ صفائی کے لیے ہوتا ہے اور یہ ہر محرم کے لیے مستحب ہے۔

(المعجم ۱۵۲) - ذُكِرَ غَسْلُ الْجُنْبِ  
[يَدَيْهِ] قَبْلَ أَنْ [يُدْخِلَهُمَا] الْإِنَاءَ  
(التحفة ۱۵۲)

۲۴۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو آپ کے لیے برتن رکھا جاتا آپ ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے ان پر پانی بہاتے۔ جب ہاتھ دھو لیتے تو پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈالتے، پھر دائیں سے پانی ڈالتے اور بائیں سے اپنی شرم گاہ دھوتے۔ جب اس سے فارغ ہوتے تو دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر تین دفعہ کلی کرتے اور ناک میں پانی چڑھاتے، پھر اپنے سر پر تین دفعہ دونوں ہاتھ بھر کر پانی ڈالتے، پھر (باقی) جسم پر بہاتے۔

۲۴۴- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ ابْنُ السَّائِبِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَائِشَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ وَضِعَ لَهُ الْإِنَاءُ فَيَصُبُّ عَلَى يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهُمَا الْإِنَاءَ، حَتَّى إِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ صَبَّ بِالْيُمْنَى وَغَسَلَ فَرَجَهُ بِالْيُسْرَى، حَتَّى إِذَا فَرَّغَ صَبَّ بِالْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى

۲۴۴- [حسن] أخرجه أحمد: ۱/۶۱ عن حسين بن علي عن زائدة به، وانظر الحديث الآتي.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

فَسَلَّهَمَا، ثُمَّ تَمَضَّمَصَّ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا،  
ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ مِلءًا كَفَّيْهِ ثَلَاثَ  
مَرَّاتٍ، ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى جَسَدِهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① جنبی کا ہاتھ عام طور پر پلید ہو جاتا ہے، خواہ جماع ہو یا احتلام، لہذا اسے برتن میں داخل کرنے سے پہلے ہاتھ دھو لینے چاہئیں۔ وضو اور غسل کے دوران میں برتن سے دائیں ہاتھ کے ذریعے سے پانی لینا چاہیے، ضرورت پڑے تو دونوں ہاتھوں سے بیک وقت بھی پانی لیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۱۵۳) - بَابُ ذِكْرِ عَدَدِ غَسَلِ  
الْيَدَيْنِ قَبْلَ إِدْخَالِهِمَا الْإِنَاءَ (التحفة ۱۵۳)  
باب: ۱۵۳- برتن میں ہاتھ داخل کرنے  
سے پہلے کتنی دفعہ دھونے چاہئیں؟

۲۴۵- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ:  
حَدَّثَنَا يَزِيدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ  
ابْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ  
عَائِشَةَ عَنْ غَسْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ  
الْجَنَابَةِ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُفْرِغُ  
عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهُ، ثُمَّ  
يَغْسِلُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَمَضَّمُصُّ وَيَسْتَنْشِقُ، ثُمَّ  
يُفْرِغُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى  
سَائِرِ جَسَدِهِ.

۲۴۵- حضرت ابوسلمہ سے منقول ہے، انھوں نے  
کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے  
غسل جنابت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بتایا  
کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے ہاتھوں پر تین دفعہ پانی  
ڈالتے، پھر اپنی شرم گاہ دھوتے، پھر اپنے ہاتھ دھوتے، پھر  
کلی کرتے اور ناک میں پانی چڑھا کر ناک کو صاف  
کرتے، پھر اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالتے، پھر اپنے  
باقی جسم پر پانی بہاتے۔

🌞 فائدہ: یہ حدیث کچھ مختصر ہے۔ دیگر احادیث میں غسل سے پہلے پاؤں دھونے کے علاوہ مکمل وضو کا ذکر  
ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الغسل، حدیث: ۲۳۹)

(المعجم ۱۵۴) - إِزَالَةُ الْجُنُبِ الْأَذَى عَنْ  
جَسَدِهِ بَعْدَ غَسَلِ يَدَيْهِ (التحفة ۱۵۴)  
باب: ۱۵۴- جنبی کو ہاتھ دھونے کے بعد  
اپنے جسم سے نجاست صاف کرنی چاہیے  
۲۴۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْلَانَ:  
۲۴۶- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ میں

۲۴۵- [سنادہ حسن] وانظر الحديث السابق.

۲۴۶- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۴.



۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس برتن لایا جاتا آپ اپنے دونوں ہاتھوں پر تین دفعہ پانی بہاتے، پھر انہیں دھوتے، پھر اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اپنی شرم گاہ اور رانوں پر جو کچھ ہوتا اسے دھوتے، پھر اپنے ہاتھ دھوتے، پھر کلی کرتے اور ناک میں پانی چڑھا کر ناک کو خوب اچھی طرح صاف کرتے، پھر اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالتے، پھر باقی سارے جسم پر پانی بہاتے۔

حَدَّثَنَا النَّصْرُ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ ابْنُ السَّائِبِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ غُسلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُؤْتِي بِالْإِنَاءِ فَيَصُبُّ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَيَغْسِلُهُمَا ثُمَّ يَصُبُّ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ مَا عَلَى فَخِذَيْهِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ وَيَتَمَضَّمُ وَيَسْتَنْشِقُ وَيَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ.

باب: ۱۵۵- جنبی کو جسم سے نجاست دور

کرنے کے بعد دوبارہ ہاتھ دھونے چاہئیں

(المعجم ۱۵۵) - بَابُ إِعَادَةِ الْجُنْبِ

غَسَلَ يَدَيْهِ بَعْدَ إِزَالَةِ الْأَذَى عَنْ جَسَدِهِ

(التحفة ۱۵۵)

۲۴۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل جنابت بیان فرمایا، کہا: آپ اپنے ہاتھوں کو تین دفعہ دھوتے، پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر تین دفعہ پانی ڈال کر اپنی شرم گاہ اور دوسری لگی ہوئی رطوبت دھوتے، (راوی حدیث) عمر بن عبید کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق انہوں (استاذ) نے یہی کہا، پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر تین دفعہ پانی ڈالتے، پھر تین دفعہ کلی فرماتے اور تین دفعہ ناک میں پانی چڑھا کر اسے صاف کرتے، پھر اپنا چہرہ اور دونوں بازو تین دفعہ دھوتے، پھر اپنے سر پر تین دفعہ پانی بہاتے، پھر اپنے

۲۴۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: وَصَفَتْ عَائِشَةُ غُسلَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ قَالَتْ: كَانَ يَغْسِلُ يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ يُفِيضُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ، قَالَ عُمَرُ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: يُفِيضُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يَتَمَضَّمُ ثَلَاثًا وَيَسْتَنْشِقُ ثَلَاثًا وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ

۱- کتاب الطہارۃ ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

ثَلَاثًا، ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ (سارے جسم) پر پانی بہاتے۔  
يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ.

☀️ فائدہ: پہلی دفعہ ہاتھ دھونا تو ہاتھوں کی صفائی کے لیے تھا تا کہ برتن کا پانی آلودہ نہ ہو۔ شرم گاہ اور رانوں کو دھونے کے بعد پھر ہاتھ دھونا وضو کا جز ہے لہذا ہاتھ دوبارہ دھوئے جائیں گے۔ سب سے آخر میں پاؤں دھوئیں گے جس کا ان روایات میں ذکر نہیں البتہ دیگر روایات میں ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الغسل، حدیث: ۲۳۹)

(المعجم ۱۵۶) - ذِكْرُ وَضُوءِ الْجُنُبِ قَبْلَ  
الْغُسْلِ (التحفة ۱۵۶)

باب: ۱۵۶- جنبی کو غسل سے پہلے وضو بھی کرنا چاہیے  
۲۳۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو سب سے پہلے اپنے ہاتھ دھوتے، پھر وضو فرماتے جس طرح نماز کے لیے وضو فرمایا کرتے تھے، پھر اپنی انگلیاں پانی میں ڈالتے اور ان سے بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے، پھر اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے، پھر اپنے سارے جسم پر پانی بہاتے۔

۲۴۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَعَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَدْخُلُ أَصَابِعَهُ الْمَاءَ فَيَحْلُلُ بِهَا أُصُولَ شَعْرِهِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غَرَفٍ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جَسَدِهِ كُلِّهِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① دوسری صحیح روایات میں صراحت ہے کہ آپ ﷺ غسل سے پہلے وضو فرماتے، مگر پاؤں چھوڑ دیتے اور مکمل غسل کر لینے کے بعد، جس جگہ غسل کرتے، اس سے ہٹ کر پاؤں دھوتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الغسل، حدیث: ۲۵۴، و صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۱۷) ② غسل کرنے سے پہلے تین چلو ڈالنا اور سارے جسم پر کم از کم ایک مرتبہ پانی بہانا ضروری ہے۔

(المعجم ۱۵۷) - بَابُ تَخْلِيلِ الْجُنُبِ  
رَأْسَهُ (التحفة ۱۵۷)

باب: ۱۵۷- جنبی کو (دوران غسل) اپنے سر کا خلال کرنا چاہیے  
۲۴۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حضرت عمرو بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت

۲۴۸- أخرجه البخاري، الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ح: ۲۴۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۴/۱، والكبرى، ح: ۲۴۶، وأخرجه مسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ۳۱۶، والبخاري، وغيرهما من طرق عن هشام به.  
۲۴۹- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

۱- کتاب الطہارۃ ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي غَسْلِ جَنَابَتِهَا كَيْفَ غَسَلَتْ جَنَابَتَهَا قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي عَائِشَةُ عَنْ غَسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَغْسِلُ يَدَيْهِ وَيَتَوَضَّأُ، وَيُخَلِّلُ رَأْسَهُ حَتَّى يَصِلَ إِلَى شَعْرِهِ، ثُمَّ يَفْرِغُ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ. اپنے سارے جسم پر پانی بہاتے۔

☀️ فائدہ: بال بڑے ہوں تو بسا اوقات پانی بالوں پر سے پھسل جاتا ہے اور جڑیں اور چڑا خشک رہ جاتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ بالوں میں گیلی انگلیاں پھیری جائیں۔ اس طرح بال الگ الگ ہو جائیں گے، گنجلک نہیں رہیں گے۔ ان سے پانی گزرنا آسان ہو جائے گا جڑیں اور چڑا تر ہو جائے گا لہذا ضروری ہے کہ جہاں پانی نہ پہنچنے کا خدشہ ہو وہاں قصداً پہنچایا جائے ایسا نہ ہو کہ جنابت زائل نہ ہو اور غسل بے فائدہ رہ جائے۔

۲۵۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشْرِبُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يَحْبِثِي عَلَيْهِ ثَلَاثًا.

۲۵۰- حضرت عائشہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (پہلے) اپنے سر کے بالوں کو خلال سے اچھی طرح تر کر لیتے تھے پھر سر پر تین چلو (پانی) ڈالتے۔

باب: ۱۵۸- جنبی کے لیے سر پر کتنا پانی بہانا کافی ہے؟

(المعجم ۱۵۸) - بَابُ ذِكْرِ مَا يَكْفِي الْجُنُبَ مِنْ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَى رَأْسِهِ (التحفة ۱۵۸)

۲۵۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَيْدٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: حضرت جبیر بن مطعم رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس غسل کے بارے میں اختلاف کیا۔ کسی نے کہا کہ میں تو اتنی اتنی

۲۵۰- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه الترمذي، ح: ۱۰۴ من حديث سفیان بن عیینة به مطولاً، وقال: "حسن صحيح".

۲۵۱- أخرجه مسلم، الحیض، باب استحباب إفاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثاً، ح: ۳۲۷ عن قتیبة، والبخاری، الحیض، باب من أفاض على رأسه ثلاثاً، ح: ۲۵۴ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۷.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

تَمَارُوا فِي الْغُسْلِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: إِنِّي لَأَغْسِلُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا أَنَا فَأَفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ أَكْفٍ».

دفعہ (سر کو) دھوتا ہوں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تو اپنے سر پر صرف تین چلو پانی بہاتا ہوں۔“

☀ فائدہ: اگر مسنون طریقے کے مطابق پہلے وضو کیا جائے پھر بالوں کا خلال کر کے جڑیں تر کر لی جائیں تو سر پر تین چلو پانی بہانا ہی کافی ہوگا۔ کوئی جگہ اور کوئی بال خشک نہ رہے گا، نیز پانی کی بچت بھی ہوگی۔ ان روایات میں غسل جنابت سے پہلے نماز والا وضو کرنے کا بیان تو ہے لیکن ان میں سے کسی میں بھی سر کے مسح کا ذکر نہیں ہے۔ گویا مسح کی بجائے سر پر تین چلو پانی بہانا ضروری ہے، اسی طرح پاؤں بھی نہیں دھوئے، بلکہ پاؤں غسل کرنے کے بعد آخریں دھوئے جائیں گے، البتہ یہ ضروری ہے کہ دوران غسل میں اگلی اور پچھلی شرم گاہ کو ہاتھ نہ لگے ورنہ وضو برقرار نہیں رہے گا، اسی لیے روایات میں صراحت ہے کہ وضو کرنے سے پہلے شرم گاہ اچھی طرح دھولے۔ اس اعتبار سے غسل جنابت میں یہ ضروری ہے کہ پہلے شرم گاہ صاف کر کے پھر ہاتھ دھو کر وضو کرنے میں سر میں مسح کرنے کی بجائے تین لپ پانی ڈالے پھر پورا غسل کر لے اور آخریں دونوں پاؤں دھولے۔

(المعجم ۱۵۹) - بَابُ ذِكْرِ الْعَمَلِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْحَيْضِ (التحفة ۱۵۹)

باب: ۱۵۹- غسل حیض کا طریقہ

۲۵۲- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ - وَهُوَ ابْنُ صَفِيَّةَ - عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ فَأَخْبَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَ: «خُذِي فِرْصَةَ مِنْ مَسْكِ فَتَطَهَّرِي بِهَا» قَالَتْ: وَكَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ فَاسْتَتَرَ كَذَا ثُمَّ قَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ تَطَهَّرِي

۲۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے غسل حیض کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اسے بتایا کہ کیسے غسل کرے پھر فرمایا: ”کستوری لگا ہوا روئی کا ایک ٹکڑا لے لو اور اس سے صفائی کر لو۔“ اس نے کہا: اس سے کیسے صفائی کروں؟ آپ نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور فرمایا: ”سبحان اللہ تم اس کے ساتھ صفائی کر لو۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور کہا کہ

۲۵۲- أخرجه البخاري، الحيض، باب ذلك المرأة نفسها إذا تطهرت من المحيض، ح: ۳۱۴، ومسلم، الحيض، باب استحباب استعمال المغتسلة من الحيض فرصة من مسك في موضع الدم، ح: ۳۳۲ من حديث سفیان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۸.




۱- کتاب الطہارۃ ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل وضو کرنا پڑے گا۔

باب: ۱۶۱- (غسل کے آخر میں) پاؤں غسل والی جگہ کے بجائے دوسری جگہ دھوئے

(المعجم ۱۶۱) - بَابُ غَسْلِ الرَّجُلَيْنِ فِي غَيْرِ الْمَكَانِ الَّذِي يَغْتَسِلُ فِيهِ  
(التحفة ۱۶۱)

۲۵۴- ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کے لیے پانی قریب کیا۔ آپ نے اپنی ہتھیلیوں کو دویا تین بار دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا اور اس سے اپنی شرم گاہ پر پانی ڈالا پھر اسے بائیں ہاتھ سے دھویا، پھر بائیں ہاتھ زمین پر مارا اور اسے زور سے رگڑا، پھر نماز والا وضو کیا، پھر اپنے سر پر دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین دفعہ پانی ڈالا پھر اپنے باقی (سارے) جسم کو دھویا، پھر اس جگہ سے ایک طرف ہٹ کر اپنے پاؤں دھوئے، پھر میں آپ کے پاس رومال لائی تو آپ نے واپس کر دیا۔

۲۵۴- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَيْسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ: أَدْنَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدَخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَأَفْرَغَ بِهَا عَلَى فَرْجِهِ، ثُمَّ غَسَلَهُ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَدَلَّكَهَا دَلَكًا شَدِيدًا، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَثِيَّاتٍ مِلءَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى عَنْ مَقَامِهِ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ قَالَتْ: ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِالْمِنْدِيلِ فَرَدَّهُ.

 فوائد و مسائل: ① مٹی پر ہاتھ رگڑنا بدبو اور لیس کو ختم کرتا ہے اور آلودگی کے وسوسے کو بھی دور کر دیتا ہے لہذا استنجے کے بعد یہ مستحب ہے۔ ② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فرش کچے ہوتے تھے لہذا غسل کا پانی پاؤں میں جمع ہو جاتا تھا۔ اسی جگہ پاؤں دھونے میں کوئی فائدہ نہ تھا لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف ہٹ کر پاؤں دھوتے تھے البتہ اگر پانی جمع نہ ہوتا ہو تو اسی جگہ پاؤں دھوئے جاسکتے ہیں۔ ③ غسل یا وضو کے بعد رومال استعمال کیا جاسکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا رومال پیش کرنا اس کے جواز کی دلیل ہے کہ آپ کے گھر میں رومال تھا۔ باقی رہا آپ کا واپس کرنا تو وہ کسی اور وجہ سے ہوگا مثلاً: آپ چاہتے ہوں گے کہ پانی کچھ دیر جسم پر رہے تاکہ ٹھنڈک محسوس ہو وغیرہ۔ ④ رومال پانی کے ساتھ ساتھ میل کچیل کو بھی اچھی طرح صاف کر دیتا

۲۵۴- أخرجه مسلم، الحیض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ۳۱۷ عن علي بن حجر، والبخاري، الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ح: ۲۴۹ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۱.

۱- کتاب الطہارۃ - غسل سے متعلق احکام و مسائل

ہے اور یہی غسل سے مطلوب ہے، نیز غسل کے بعد پانی کا جسم پر رہنا شرعاً مطلوب نہیں اور یہ رہ بھی نہیں سکتا، ہوایا کپڑوں سے جلد یا بدیر خشک ہو ہی جائے گا۔ ⑤ جو شخص ٹب وغیرہ سے چلو بھر کر پانی لینا چاہے اسے چاہیے کہ اپنی ہتھیلیاں پہلے دھولے تاکہ پانی آلودہ نہ ہو۔ ⑥ شرم گاہ دھونے کے لیے دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالنا چاہیے۔

(المعجم ۱۶۲) - بَابُ تَرْكِ الْمُنْدِيلِ بَعْدَ الْغُسْلِ (التحفة ۱۶۲)

باب: ۱۶۲- غسل کے بعد رومال استعمال نہ کرنا

۲۵۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اغْتَسَلَ فَأَتَيْتِ بِمِنْدِيلٍ فَلَمْ يَمْسَهُ، وَجَعَلَ يَقُولُ بِالْمَاءِ هَكَذَا.

۲۵۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے غسل فرمایا اور بعد میں رومال لایا گیا تو آپ نے اسے قبول نہ فرمایا بلکہ پانی کو ہاتھوں کے ساتھ اس طرح جھاڑنے لگے۔

☀️ فائدہ: ہاتھوں سے پانی جھاڑنے سے یہ ثابت ہوا کہ وضو یا غسل کے بعد پانی اعضاء پر باقی رہنا ضروری نہیں، اسے صاف کیا جا سکتا ہے، ہاتھوں سے یا رومال اور تولیے وغیرہ سے۔ بعض لوگوں نے اس روایت سے تولیے کا استعمال ناپسندیدہ قرار دیا ہے مگر یہ استدلال درست نہیں ہے۔

(المعجم ۱۶۳) - بَابُ وَضُوءِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ (التحفة ۱۶۳)

باب: ۱۶۳- جنبی کے لیے کھاتے وقت وضو کرنا مستحب ہے

۲۵۶- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ شُعْبَةَ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ،

۲۵۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ اور عمرو نے کہا: رسول اللہ ﷺ..... جب جنابت کی حالت میں کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرمالتے۔ عمرو نے اپنی حدیث میں یہ لفظ زیادہ بیان

۲۵۵- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۰، وانظر الحديث الآتي، ح: ۴۰۸.

۲۵۶- أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۲۲/۳۰۵ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۲، ۲۵۳.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ عَمْرُو: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ وَهُوَ جُنْبٌ تَوَضَّأَ، زَادَ عَمْرُو فِي حَدِيثِهِ: وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ وضو ضروری نہیں، مستحب ہے کیونکہ ایک روایت میں [لَا يَمَسُّ مَاءً] ”پانی نہ چھوتے تھے۔“ (مسند أحمد: ۶/۳۳) کے الفاظ بھی ہیں۔ اگرچہ یہ وضو جنبی کو پاک تو نہیں کرے گا مگر صفائی جس قدر بھی ہو سکے اچھی بات ہے۔ ② امام نسائی رحمہ اللہ اس حدیث کی سند میں موجود اختلاف کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ جب اس حدیث کو حمید بیان کرتا ہے تو [كَانَ النَّبِيُّ ﷺ] کہتا ہے جبکہ عمرو نے اپنی سند میں [كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ] کہا ہے۔ یہ ہے محدثین رحمہم اللہ کا نقل سند میں حزم و احتیاط۔ رہا الفاظ حدیث کا ضبط و اتقان تو اس میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ رَحِمَهُمُ اللَّهُ رَحْمَةً وَاسِعَةً۔

(المعجم ۲۶۴) - بَابُ إِقْتِصَارِ الْجُنْبِ عَلَى غَسْلِ يَدَيْهِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ  
باب: ۱۶۳- کھانے کے وقت جنبی کا  
صرف ہاتھ دھونے پر اکتفا کرنا  
(التحفة ۱۶۴)

۲۵۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنْبٌ تَوَضَّأَ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ غَسَلَ يَدَيْهِ.

۲۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ کرتے تو وضو فرماتے اور جب کھانے کا ارادہ کرتے تو ہاتھ دھو لیتے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① کھانے پینے کے وقت ہاتھ دھونا کم از کم ایسا عمل ہے جو جنبی کو کرنا چاہیے۔ ② حالت

۲۵۷- [صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الجنب يأكل، ح: ۲۲۳، وابن ماجه، الطهارة، باب من قال بجزته غسل يديه، ح: ۵۹۳ من حديث ابن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۴. \* والزهري صرح بالسماع في شرح السنة: ۳۴/۲، وقال البغوي: "هذا حديث صحيح"، وأصله في صحيح مسلم، ح: ۳۰۵ من حديث الزهري به.



۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

جنابت میں ہاتھ دھوئے بغیر کھانا پینا تو قطعاً فطرت سلیمہ کے خلاف ہے اور شریعت فطرت ہی کا دوسرا نام ہے تاہم عام حالات میں کھانے پینے کے وقت ہاتھ دھونے ضروری نہیں ہیں جبکہ وہ صاف ہوں۔

(المعجم ۱۶۵) - بَابُ اِقْتِصَارِ الْجُنْبِ عَلَى غَسْلِ يَدَيْهِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَشْرَبَ  
باب: ۱۶۵- کوئی چیز پینے سے پہلے جنبی کا صرف ہاتھ دھونے پر اکتفا کرنا  
(التحفة ۱۶۵)

۲۵۸- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنْبٌ تَوَضَّأَ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ، قَالَتْ: غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ.

۲۵۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرماتے اور جب کھانے یا پینے کا ارادہ فرماتے تو اپنے ہاتھ دھوتے پھر کھاتے پیتے۔

(المعجم ۱۶۶) - بَابُ وُضُوءِ الْجُنْبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ (التحفة ۱۶۶)  
باب: ۱۶۶- جنبی سونے کا ارادہ کرے تو اسے وضو کر لینا چاہیے

۲۵۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنْبٌ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ.

۲۵۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے اور جنبی ہوتے تو سونے سے پہلے نماز والا وضو فرما لیتے تھے۔

۲۶۰- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۵۸- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۵.

۲۵۹- أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۵ عن قتبية به، وانظر الحديثين السابقين.

۲۶۰- أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۶ من حديث يحيى القطان، والبخاري، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم ينام، ح: ۲۸۹ من حديث نافع به.

غسل سے متعلق احکام و مسائل

۱- کتاب الطہارۃ

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گزارش کی کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بشرطیکہ وضو کر لے۔“

حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيَتَأَمَّ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأَ».

باب: ۱۶۷- جنبی سونے کا ارادہ کرے تو

شرم گاہ دھو کر وضو کر لے

(المعجم ۱۶۷) - بَابُ وَضُوءِ الْجُنُبِ

وَعَسَلِ ذَكَرَهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَأَمَّ

(التحفة ۱۶۷)

۲۶۱- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا کہ (کبھی) میں رات کو جنبی ہو جاتا ہوں (تو کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ”اپنی شرم گاہ دھو لو وضو کر لو پھر سو جاؤ۔“

۲۶۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ نُصِيبُهُ الْجَنَابَةَ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَوَضَّأْ وَاعْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ».

☀️ فائدہ: جنبی کے لیے سونے سے پہلے کم از کم شرم گاہ دھونا یا صاف کرنا ضروری ہے۔ باقی رہا وضو تو یہ مستحب چیز ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ بعض نے واجب بھی کہا ہے کہ ہو سکتا ہے اسے موت آ جائے۔

باب: ۱۶۸- جنبی اگر وضو نہ کرے تو؟

(المعجم ۱۶۸) - بَابُ فِي الْجُنُبِ إِذَا لَمْ

يَتَوَضَّأَ (التحفة ۱۶۸)

۲۶۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر کتایا جنبی ہو۔“

۲۶۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ح: وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ -

۲۶۱- أخرجه البخاري، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم يتأتم، ح: ۲۹۰، ومسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب... الخ، ح: ۳۰۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۷/۱، والكبرى، ح: ۲۵۶.

۲۶۲- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الجنب يؤخر الغسل، ح: ۲۲۷، وانظر، ح: ۴۱۵۲، وابن ماجه، اللباس، باب الصور في البيت، ح: ۳۶۵۰ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم: ۱/۱۷۱، والذهبي، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۷ \* عبدالله بن نجى وأبوہ صدوقان على الراجح كما في نيل المقصود، فحديثهما حسن.

## ۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي  
زُرْعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُجَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،  
عَنْ عَلِيِّ بْنِ النَّبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ  
الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهَا صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا  
جُنُبٌ».

☀️ فوائد و مسائل: ① وضو کرنے سے جنابت ختم تو نہیں ہوتی مگر ایک قسم کی طہارت حاصل ہو ہی جاتی ہے۔ خصوصاً جنبی کے اعضائے وضو تو پاک ہو ہی جاتے ہیں لہذا جنبی کے لیے آئندہ نماز تک غسل میں رعایت ہے البتہ وضو کر لے اور یہ افضل ہے، جس طرح کہ دیگر احادیث میں آتا ہے۔ اگر شرم گاہ وغیرہ دھو کر بلا وضو بھی سو جائے تو کوئی حرج نہیں اور یہ بھی جائز ہے۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سو جایا کرتے تھے جبکہ آپ جنبی ہوتے اور پانی کو چھوتے تک نہیں تھے۔ یہ حدیث صحیح ہے شیخ احمد شاکر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے انتہائی محققانہ دقیق علمی اسلوب میں تفصیلاً اس حدیث کی حجیت کا اثبات کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح الترمذی از احمد شاکر: ۲۰۲/۱) نیز آخر میں انھوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انسان بااختیار ہے۔ وضو کر کے سونا افضل اور بلا وضو آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا سوجانا بیان جواز کی خاطر تھا۔ مذکورہ حدیث کو شیخ البانی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے بھی صحیح قرار دیا ہے اور یہی بات حق ہے۔ واللہ اعلم۔ اس موقف کی مزید تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں حضرت عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے دریافت فرماتے ہیں: کیا ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں (بلا وضو) سو سکتا ہے؟ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”سو سکتا ہے“ اگر چاہے تو وضو کر لے۔“ گویا وضو کرنا اس کی مرضی پر موقوف ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابن خزيمة، حدیث: ۲۲۱، و موارد الظمان، حدیث: ۲۳۲) مزید دیکھیے: (صحیح موارد الظمان للالبانی، حدیث: ۱۹۵) ② فرشتوں سے رحمت کے فرشتے مراد ہیں نہ کہ مطلق فرشتے کیونکہ محافظ فرشتے یا کاتب فرشتے بھی اس حالت میں انسان کے پاس آجاتے ہیں جنابت کے باوجود انسان کے پاس رہتے ہیں۔ شیخ البانی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے نزدیک یہ روایت سندا ضعیف ہے لیکن درست بات یہ ہے کہ ولا جنب کے اضافے کے بغیر باقی حدیث صحیح ہے کیونکہ صحیحین کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، بدء الخلق، حدیث: ۳۲۵، و صحیح مسلم، اللباس والزينة، حدیث: ۲۱۰۶، و ضعیف سنن ابی داود (مفصل) للالبانی، حدیث: ۳۰) لہذا جنبی کے حوالے سے یہ کہنا کہ اس کی وجہ سے رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے درست نہیں کیونکہ یہ روایت ہی ضعیف ہے۔ اگرچہ ہمارے فاضل محقق نے پوری روایت کو قابل حجت سمجھا ہے تاہم بشرط صحت جنبی سے مراد وہ جنبی ہوگا جو بلا ضرورت غسل میں تاخیر کرتا ہے ورنہ نماز کے وقت تک غسل مؤخر کرنے والا اس وعید کے زمرے میں نہیں آتا کیونکہ اس میں رخصت ہے۔ خود رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنی سب بیویوں کے پاس جاتے اور غسل آخر میں فرماتے۔

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۶۹) - بَابُ فِي الْجُنْبِ إِذَا

أَرَادَ أَنْ يَعُودَ (التحفة ۱۶۹)

باب: ۱۶۹- جنبی جب دوبارہ جماع

کرنا چاہے تو؟

۲۶۳- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي

الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

قَالَ: إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَعُودَ تَوَضَّأَ.

چاہے تو وضو کر لے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① اس وضو کی حکمت بعض روایات میں یہ بتائی گئی ہے: [فَإِنَّهُ أَنْشَطَ لِلْعُودِ]. یعنی دوبارہ

جماع کے لیے یہ وضو زیادہ چاق و چوبند بنا دیتا ہے۔ دیکھیے: (المستدرک للحاکم: ۱۵۲/۱) ایک روایت میں

[وَضُوءٌ هَ لِلصَّلَاةِ] کے الفاظ ہیں، یعنی نماز والا وضو کرے۔ (صحیح البخاری، الغسل، حدیث: ۲۸۸)

وصحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۰۵) یہ وضو بھی مستحب ہے۔ ② اگر آدمی دوسری مرتبہ اپنی بیوی سے

جماع کرنا چاہے تو دونوں باریوں کے درمیان غسل کرنا واجب نہیں۔

(المعجم ۱۷۰) - بَابُ إِتْيَانِ الشَّاءِ قَبْلَ

إِحْدَاثِ الْغُسْلِ (التحفة ۱۷۰)

باب: ۱۷۰- غسل کرنے سے پہلے کئی

بیویوں کے پاس آنا

۲۶۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک رات میں اپنی تمام بیویوں

کے پاس ایک ہی غسل کے ساتھ گئے۔

۲۶۴- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ -

قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ

حُمَيْدِ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ

بِغُسْلٍ وَاحِدٍ.

☀️ فوائد و مسائل: ① ایک سے زائد بیویوں کے پاس جانے کے بعد آخر میں صرف ایک ہی غسل کافی ہے؛

۲۶۳- أخرجه مسلم، الحيض، بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْجُنْبِ وَاسْتِحْبَابِ الْوَضُوءِ لَهُ... الخ، ح: ۳۰۸ من حديث عاصم به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۸.

۲۶۴- [صحیح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الجنب يعود، ح: ۲۱۸ من حديث إسماعيل به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۹، وللحديث طرق كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

البتہ ہر ایک کے درمیان میں وضو کرنا مستحب ہے۔ ۷ رسول اللہ ﷺ کے حوالہ عقد میں بیک وقت نو بیویاں رہی ہیں۔ آپ نے ان سب بیویوں سے جماع کسی مشترکہ رات میں کیا ہوگا۔ حدیث سے مراد یہی ہے۔ عموماً تو باری مقرر ہوتی تھی۔ اگرچہ نبی اکرم ﷺ باری کی تقسیم سے مستثنیٰ تھے، یعنی یہ آپ پر فرض نہ تھی لیکن اس کا اہتمام ضرور فرمایا کرتے تھے۔ ممکن ہے اسی رخصت کی وجہ سے ایک رات سب کے پاس گئے ہوں جبکہ بعض کا کہنا ہے: ہو سکتا ہے کہ نبی باری شروع ہونے سے پہلے ایک رات مشترک ہو یا سفر وغیرہ کے بعد ایسا ہو۔ بہر حال آپ کے لیے اس کی شرعاً اجازت تھی۔ (دیکھیے: الأحزاب ۴۳: ۵۱)

۲۶۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ [يَطُوفُ] عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ.

۲۶۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ ایک ہی غسل کے ساتھ اپنی تمام بیویوں کے پاس چلے جاتے تھے۔

(المعجم ۱۷۱) - بَابُ حَجَبِ الْجُنُبِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ (التحفة ۱۷۱)

باب: ۱۷۱- جنبی کے لیے قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت

۲۶۶- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: أَتَيْتُ عَلِيًّا أَنَا وَرَجُلَانِ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ

۲۶۶- حضرت عبد اللہ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور دو آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو قرآن مجید پڑھتے۔ آپ ﷺ ہمارے ساتھ گوشت کھاتے اور آپ کو قرآن مجید پڑھنے سے جنابت کے سوا کوئی چیز مانع نہ ہوتی تھی۔

۲۶۵- [صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الرجل يطوف على نساءه بغسل واحد، ح: ۱۴۰، وابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء فيمن يغتسل من جميع نساءه غسلًا واحدًا، ح: ۵۸۸ من حديث معمر به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۰، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وأصله في صحيح البخاري، ح: ۲۶۸ وغيره.

۲۶۶- [حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الجنب يقرأ القرآن، ح: ۲۲۹، وابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في قراءة القرآن على غير طهارة، ح: ۵۹۴ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۱، وصححه الترمذي، ح: ۱۴۶، وابن خزيمة، وابن حبان، وابن الجارود، والحاكم، والذهبي، والبيهقي وغيرهم، وقال الحافظ في الفتح: "والحق أنه من قبيل الحسن يصلح للحجة" ۱/ ۳۲۴، وانظر نيل المصنوع في جواب فرد عبد الله ابن سلمة واختلاطه.

۱- کتاب الطہارۃ ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل  
عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ .

☀️ فوائد و مسائل: ① قرآن مجید پڑھنے کے لیے وضو ضروری نہیں ہے البتہ قرآن مجید کو ہاتھ لگانے کے لیے اکثر اہل علم نے وضو ضروری قرار دیا ہے اگرچہ اس کی دلیل اتنی قوی نہیں۔ بنا بریں اگر ہاتھوں پر نجاست وغیرہ نہ لگی ہو تو بلا وضو بھی قرآن کو پکڑا جاسکتا ہے۔ واللہ أعلم۔ ② جمہور اہل علم کے نزدیک جنابت کی حالت میں قرآن مجید پڑھنا منع ہے اور یہ قرآن مجید کے احترام کے طور پر ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کو عام ذکر کی طرح جنابت میں بھی جائز سمجھا ہے۔ امام ابن تیمیہ ابن قیم اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کا موقف بھی یہی ہے۔ ان کے نزدیک ممانعت کی تمام روایات ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ دلائل کی رو سے اگرچہ انہی اجلاء علماء کی رائے قوی اور راجح معلوم ہوتی ہے لیکن یہ جواز علی الاطلاق مناسب نہیں لگتا بلکہ اس میں قدرے ناپسندیدگی اور کراہت کا پہلو محسوس ہوتا ہے جیسا کہ یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ظاہر ہوتی ہے جبکہ آپ پیشاب سے فارغ ہوئے پھر تیمم کیا اور اس کے بعد سلام کا جواب دیا اور فرمایا: [إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكَرَ اللَّهَ إِلَّا عَلَي طَهَارَةً] (صحیح سنن أبي داود (مفصل) للألبانی، حدیث: ۱۳) ”میں نے بلا طہارت اللہ کا ذکر کرنا ناپسند کیا تھا۔“ گویا سلام کا جواب بھی آپ نے تیمم کے بعد دیا ہے اور اسے ذکر اللہ قرار دیا۔ قرآن بھی ذکر ہے جو کہ اس ذکر سے بہتر ہے اس لیے افضل یہی ہے کہ غسل کے بعد ہی قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔ واللہ أعلم۔

۲۶۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کے علاوہ ہر حال میں قرآن مجید پڑھ لیا کرتے تھے۔

۲۶۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ أَبُو

يُوسُفَ الصَّنِيدُ لَأَبِي الرَّقِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ إِلَّا الْجَنَابَةَ .

باب: ۱۷۲- جنبی کو ہاتھ لگانا اور اس کے

ساتھ اٹھنا بیٹھنا جائز ہے

(المعجم ۱۷۲) - بَابُ مُمَاسَّةِ الْجُنُبِ

وَمُجَالَسَتِهِ (التحفة ۱۷۲)

۲۶۸- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول

۲۶۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

۲۶۷- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۲ .

۲۶۸- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲۶۵ . \* إسحاق هو ابن راهوية، وجريرو هو ابن عبد الحميد، والشيباني هو أبو إسحاق سليمان بن أبي سليمان . أبو بردة أدرك زمن حذيفة، ولم أجد سماعه منه، والحديث الآتي شاهد له .

۱- کتاب الطہارۃ طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا لَقِيَ الرَّجُلَ مِنْ أَصْحَابِهِ مَا سَحَهُ وَدَعَا لَهُ، قَالَ: فَرَأَيْتُهُ يَوْمًا بُكْرَةً فَجَدَّتْ عَنْهُ نَمٌّ أَتَيْتُهُ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ، فَقَالَ: «إِنِّي رَأَيْتُكَ فَجَدَّتْ عَنِّي» فَقُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَخَشِيتُ أَنْ تَمَسَّنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ».

اللہ ﷺ جب اپنے کسی صحابی کو ملتے تھے تو (مصافحے کے بعد) اسے ہاتھ پھرتے اور اسے دعا دیتے۔ ایک دن صبح کے وقت میں نے آپ کو دیکھا تو میں نے رخ بدل لیا، پھر جب دن اونچا ہو گیا تو میں آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں دیکھا تھا، لیکن تم نے رخ بدل لیا تھا۔“ میں نے کہا: تحقیق میں جنبی تھا۔ مجھے خطرہ تھا کہ آپ مجھے ہاتھ لگائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق مسلمان پلید نہیں ہوتا۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① استاذ یا بزرگ کو چاہیے وہ اپنے چھوٹوں اور شاگردوں کا خیال رکھے، ان کے حالات سے ضروری حد تک باخبر رہے تاکہ حسب ضرورت ان کی مدد اور رہنمائی کر سکے۔ ان سے مصافحہ کرنے ان سے میل جول رکھے اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں دعا بھی دے۔ خصوصاً خادم دعا کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ خدمت کا بدلہ بھی بن جائے گا۔ ② جنابت، حیض اور بول و براز سے انسان نماز وغیرہ کے قابل نہیں رہتا۔ یہ معنوی پلیدی ہے۔ ظاہر انسان خصوصاً مسلمان پاک رہتا ہے۔ مندرجہ بالا حالات میں اس سے ملنا جلنا اس کے ساتھ کھانا پینا اس کا ہر قسم کے کام کاج کرنا جائز ہے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کا جوٹھا کھایا پیاجا سکتا ہے۔ وہ کسی چیز میں ہاتھ ڈال دے (مثلاً پانی وغیرہ میں) اور ہاتھ کو ظاہری نجاست بھی نہ لگی ہو تو وہ چیز پاک رہے گی۔ واللہ اعلم۔

۲۶۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهُ وَهُوَ جُنُبٌ فَأَهْوَى إِلَيْهِ فَقُلْتُ: إِنِّي جُنُبٌ فَقَالَ: «إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ».

۲۶۹- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ مجھے ملے جب کہ میں جنبی تھا۔ آپ (ملاقات کے لیے) میری طرف مائل ہوئے۔ میں نے کہا: میں جنبی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”تحقیق مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔“

۲۷۰- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ جُنُبٍ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ».

۲۷۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۲۶۹- أخرجه مسلم، الحيف، باب الدليل على أن المسلم لا ينجس، ح: ۳۷۲ من حديث مسعر به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۴، وأخرجه ابن ماجه، ح: ۵۳۵ عن إسحاق بن منصور به.  
۲۷۰- أخرجه البخاري، الغسل، باب عرق الجنب وأن المسلم لا ينجس، ح: ۲۸۳، ومسلم، ح: ۳۷۱، انظر

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَفِيَهُ فِي طَرِيقٍ مِنْ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ، فَأَنْسَلَ عَنْهُ فَأَعْتَسَلَ، فَقَدَّهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: «أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ لَفَيْتَنِي وَأَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجَالِسَكَ حَتَّى أَعْتَسَلَ، فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ! إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ».

نبی ﷺ انھیں مدینہ منورہ کے ایک راستے میں ملے۔ جب کہ وہ (ابو ہریرہ) جنبی تھے اس لیے وہ آپ سے کھسک گئے اور غسل کیا۔ نبی ﷺ نے انھیں نہ پایا۔ پھر جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا: ”ابو ہریرہ! تم کہاں تھے؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ مجھے ملے تھے تو میں جنبی تھا۔ میں نے اس حال میں آپ کے ساتھ بیٹھنا پسند نہ کیا یہاں تک کہ غسل کر لوں۔ آپ نے فرمایا: ”سُبْحَانَ اللَّهِ! تَحْقِيقَ مُؤْمِنٍ پلید نہیں ہوتا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① [سُبْحَانَ اللَّهِ] کلمہ تعجب ہے۔ گویا آپ نے ان کے طرز عمل اور تخیل پر تعجب کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کے لیے جنابت کے فوراً بعد غسل کرنا ضروری نہیں ورنہ آپ ان کے کھسکنے پر تعجب نہ فرماتے بلکہ ان کی تحسین فرماتے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حد درجے تک آپ کی عزت و احترام کرتے تھے۔ ③ نبی ﷺ اگر کسی صحابی کو گم پاتے تو فوراً اس کے متعلق دریافت فرماتے تھے۔ اس سے ہمیں یہ رہنمائی ملی کہ قوم کے بڑے کوچا پیے کہ اگر وہ اپنے ماتحتوں میں سے کسی کو گم پائے تو فوری طور پر اس کے متعلق دریافت کرے اور اگر وہ کسی آزمائش میں مبتلا ہے تو اس کے دکھ درد کا شریک بنے۔ اور اس کی رہنمائی کرے۔

(المعجم ۱۷۳) - بَابُ اسْتِخْدَامِ الْحَائِضِ (التحفة ۱۷۳)

باب: ۱۷۳- حیض والی عورت سے کوئی کام کروانا

۲۷۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ! نَاوِلِينِي الثُّوبَ».

۲۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے کہ آپ نے فرمایا: ”اے عائشہ! مجھے کپڑا پکڑاؤ۔“ انھوں نے کہا: میں نماز نہیں پڑھتی (میں حیض سے ہوں)۔ آپ نے فرمایا: ”بے شک وہ (حیض) تمھارے ہاتھ میں نہیں۔“ تو

◀ الحديث السابق من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۳.

۲۷۱- أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... الخ، ح: ۲۹۹ من حديث يحيى به.



۱- کتاب الطهارة ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

فَقَالَتْ: إِنِّي لَا أَصَلِّي، قَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ فِي يَدِكَ». فَنَاوَلْتَهُ.

۲۷۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَيْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَاوِلْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ» قَالَتْ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَتْ حَيْضَتُكَ فِي يَدِكَ».

۲۷۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”مجھے مسجد سے چٹائی پکڑ دو۔“ میں نے کہا: میں حالت حیض میں ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔“

☀️ فائدہ: حیض اور جنابت کی حالت میں کسی اشد ضرورت کے تحت مسجد میں داخل ہوا جاسکتا ہے، البتہ اس حالت میں مسجد میں ٹھہرنا درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”میں حائضہ عورت اور جنبی کے لیے مسجد کو حلال نہیں کرتا۔“ (سنن أبي داود، الطهارة، حدیث: ۲۳۲)

۲۷۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۷۳- (امام نسائی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:) ہمیں اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انھوں نے کہا: ہمیں ابو معاویہ نے اعمش سے اسی سند کے ساتھ ایسی ہی روایت بیان کی۔

(المعجم ۱۷۴) - بَابُ بَسْطِ الْحَائِضِ الْخُمْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۱۷۴)

باب: ۱۷۴- حیض والی عورت مسجد میں چٹائی بچھا سکتی ہے

۲۷۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ

۲۷۴- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے

۲۷۲- أخرجه مسلم، ح: ۲۹۸ (انظر الحديث السابق) من حديث الأعمش به.

۲۷۳- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۶ رواية إسحاق فقط، وأخرجه مسلم، ح: ۲۹۸ من حديث أبي معاوية به.

۲۷۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/ ۳۳۱ عن سفیان بن عیینة به، وصرح بالسماع، والحديث في الكبرى، ح: ۲۶۷. \* أم منبذ لم أجد من وثقها.

۱- کتاب الطهارة ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

سُفْيَانَ، عَنْ مَنْبُذٍ، عَنْ أُمِّهِ، أَنَّ مَيْمُونَةَ  
قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ رَأْسَهُ فِي  
حِجْرِ إِخْدَانَا فَيَتْلُو الْقُرْآنَ وَهِيَ حَائِضٌ،  
وَتَقُومُ إِخْدَانَا بِالْخُمْرَةِ إِلَى الْمَسْجِدِ  
فَتَبْسُطُهَا وَهِيَ حَائِضٌ.

رسول ﷺ ازواج مطہرات میں سے کسی کی گود میں سر رکھتے اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے، حالانکہ وہ حیض سے ہوتی تھی۔ اسی طرح ہم میں سے کوئی چٹائی لے کر مسجد میں بچھا دیتی تھی حالانکہ وہ حائضہ ہوتی تھی۔

☀️ فوائد و مسائل: ① حائضہ عورت کی گود میں قرآن مجید پڑھنے پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا، تاہم اس سے واضح ہوتا ہے کہ حائضہ کے لیے قرآن پڑھنے کی ناپسندیدگی کا احساس موجود تھا۔ ② لیٹ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنا درست ہے۔ ③ یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے، تاہم دیگر شواہد کی بنا پر صحیح ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے، جبکہ دیگر محققین کی تحقیق کی رو سے یہ روایت صحیح لغیرہ ہے اور یہی بات درست ہے۔

ملاحظہ ہو: (إرواء الغلیل للالبانی: ۲۱۳/۱) والموسوعة الحدیثیة مسند أحمد: ۲۹۲/۳۳) بنا بریں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ حسب ضرورت مسجد میں داخل ہو سکتی ہے، البتہ اس میں ٹھہرنا درست نہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا ردحاجان بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۱۷۵) - بَابُ فِي الَّذِي يَقْرَأُ  
الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ  
حَائِضٌ (التحفة ۱۷۵)

باب: ۱۷۵- حائضہ بیوی کی گود میں سر رکھ کر قرآن مجید پڑھنا

۲۷۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَ  
عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - : أَخْبَرَنَا  
سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ  
قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حِجْرِ  
إِخْدَانَا وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ يَتْلُو الْقُرْآنَ .

۲۷۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک ہم (ازواج مطہرات) میں سے کسی ایک کی گود میں ہوتا تھا جب کہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھی اور آپ قرآن مجید تلاوت فرماتے تھے۔

(المعجم ۱۷۶) - بَابُ غَسْلِ الْحَائِضِ  
رَأْسَ زَوْجِهَا (التحفة ۱۷۶)

باب: ۱۷۶- حیض والی عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے

۲۷۵- أخرجه البخاري، الحيض، باب قراءة الرجل في حجر امرأته، وهي حائض، ح: ۷۵۴۹/۲۹۷ من حديث سفیان الثوري، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها، الخ، ح: ۳۰۱ من حديث منصور بن عبد الرحمن الجعفي عن أمه صفية بنت شيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۸.

۱- کتاب الطہارۃ ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۲۷۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا يَحْيَى : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ : حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنِ الْأَسْوَدِ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمِيءُ إِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ .

۲۷۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ اعتکاف کی حالت میں اپنا سر میرے قریب کر دیتے، میں اسے دھو دیتی حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

☀ فائدہ: چونکہ حیض والی عورت کے ہاتھ ظاہر ایلید نہیں ہوتے، لہذا سر دھونے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۷۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ الْحَارِثِ ، وَذَكَرَ آخَرَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُجَاوِرٌ ، فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ .

۲۷۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اعتکاف کی حالت میں اپنا سر مبارک مسجد سے باہر میری طرف نکال دیتے اور میں اسے دھو دیتی تھی حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

۲۷۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كُنْتُ أُرْجُلُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ .

۲۷۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے سر مبارک کو کنگھی کر دیا کرتی تھی، حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

۲۷۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ

۲۷۹- قتیبہ بن سعید نے امام مالک کی سند سے ایسی

۲۷۶- أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب غسل المعتكف، ح: ۲۰۳۱ من حديث سفیان الثوري، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... الخ، ح: ۲۹۷ من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۹.

۲۷۷- أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله، ح: ۲۹۶، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... الخ، ح: ۲۹۷/۸ من حديث عروة به.

۲۷۸- أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله، ح: ۲۹۵، وانظر، ح: ۵۹۲۵ من حديث مالك، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... الخ، ح: ۲۹۷/۹، من حديث هشام به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۶۰، والكبرى، ح: ۲۷۰.

۲۷۹- أخرجه البخاري، اللباس، باب ترجيل الحائض زوجها، ح: ۵۹۲۵ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ۴۴

۱- کتاب الطہارۃ

طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل  
ہی حدیث بیان کی ہے مگر اس حدیث میں مالک کے  
استاذ ہشام بن عروہ کے بجائے زہری ہیں۔ اس روایت  
میں قتیبہ کے ساتھ علی بن شعیب بھی ان کی موافقت  
کرتے ہیں۔

ح: وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا  
مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ  
عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، مِثْلَ ذَلِكَ.

باب: ۱۷۷- حیض والی عورت کے ساتھ

(المعجم ۱۷۷) - بَابُ مُوَآكَلَةِ الْحَائِضِ

کھانا پینا اور اس کا جوٹھا پینا

وَالشَّرْبِ مِنْ سُوْرَهَا (التحفة ۱۷۷)

۲۸۰- حضرت شریح سے روایت ہے کہ میں نے

۲۸۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا عورت حیض کی حالت  
میں اپنے خاوند کے ساتھ کھا پنی سکتی ہے؟ انھوں نے  
فرمایا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ مجھے بلاتے تھے تو میں آپ  
کے ساتھ کھانا کھاتی جب کہ میں حیض کی حالت میں  
ہوتی تھی۔ آپ گوشت والی ہڈی پکڑتے اور مجھے قسم  
دیتے کہ میں پہلے شروع کروں۔ میں اس سے کچھ  
گوشت نوجتی، پھر میں ہڈی رکھ دیتی، پھر آپ اسے  
پکڑتے اور اس سے نوچنا شروع فرما دیتے۔ اپنا دہن  
مبارک اسی جگہ رکھتے جہاں میں نے منہ رکھا ہوتا تھا۔  
اسی طرح آپ پانی منگواتے اور پینے سے پہلے مجھے قسم  
دیتے کہ میں شروع کروں۔ میں پانی پکڑتی اور کچھ پانی  
پیتی، پھر رکھ دیتی تو آپ پکڑتے اور پینا شروع فرما  
دیتے۔ اور اپنا دہن مبارک پیالے کی اسی جگہ رکھتے  
جہاں میں نے اپنا منہ رکھا ہوتا تھا۔

وَهُوَ ابْنُ الْمُقَدَّامِ بْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ -  
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ شُرَيْحٍ، عَنْ عَائِشَةَ:  
سَأَلْتُهَا: هَلْ تَأْكُلُ الْمَرْأَةُ مَعَ زَوْجِهَا وَهِيَ  
طَائِمٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
يَدْعُونِي فَأَكُلُ مَعَهُ وَأَنَا عَارِكٌ، وَكَانَ  
يَأْخُذُ الْعَرَقَ فَيُقْسِمُ عَلَيَّ فِيهِ فَأَعْتَرِقُ مِنْهُ  
ثُمَّ أَضَعُهُ فَيَأْخُذُهُ فَيَعْتَرِقُ مِنْهُ وَيَضَعُ فَمَهُ  
حَيْثُ وَضَعْتُ فَمِي مِنَ الْعَرَقِ، وَيَدْعُو  
بِالشَّرَابِ فَيُقْسِمُ عَلَيَّ فِيهِ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبَ  
مِنْهُ فَأَأْخُذُهُ فَأَشْرَبُ مِنْهُ ثُمَّ أَضَعُهُ فَيَأْخُذُهُ  
فَيَشْرَبُ مِنْهُ وَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ وَضَعْتُ فَمِي  
مِنَ الْقَدَحِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① [حَائِضٌ، طَائِمٌ اور عَارِكٌ] ہم معنی لفظ ہیں اور ان سے مراد وہ عورت ہے جسے  
ماہواری خون آ رہا ہو۔ ② کھانا کھاتے وقت یا پانی پیتے وقت کھانے اور پانی کو ہاتھ اور منہ لگتے ہیں۔ یہ سب

۱- کتاب الطہارۃ ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

چیزیں حائض اور جنبی کی بھی پاک ہوتی ہیں لہذا ان کے ساتھ کھانے پینے یا ان کے چھوڑے ہوئے سے کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں۔ ⑤ نبی اکرم ﷺ کا اصرار کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہلے کھانے کے لیے کہنا اور پھر ان کے منہ والی جگہ پر اپنا دہن مبارک رکھ کر کھانا پینا جس طرح میاں بیوی کے مثالی تعلقات اور پیار محبت کی انتہا پر دلالت کرتا ہے اسی طرح یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور نبی اکرم ﷺ کی آپ سے بہت زیادہ محبت پر بھی دلالت کرتا ہے۔ عرب معاشرے بالخصوص یہود میں عورت کو کم درجے کی مخلوق سمجھ کر اس کی تذلیل کی جاتی تھی، خصوصاً حیض کے ایام میں تو اسے اچھوت (پلید) سمجھا جاتا تھا اور معاشرے سے الگ تھلگ کر دیا جاتا تھا جس سے عورتیں احساس کمتری کا شکار ہو جاتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے یہ سلوک کر کے کفار کے اس رویے کو ختم فرمایا۔ ⑥ ایسے کاموں میں آدی اپنی بیوی پر قسم ڈال سکتا ہے۔

۲۸۱- أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمُقَدَّمِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ فَاهُ عَلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي أَشْرَبُ مِنْهُ فَيَشْرَبُ مِنْ فَضْلِ سُورِي وَأَنَا حَائِضٌ.

۲۸۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا منہ مبارک اس جگہ رکھتے جہاں سے میں نے پیا ہوتا تھا پھر مجھ سے بچا ہوا پانی نوش فرماتے، حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

باب: ۱۷۸- حائضہ عورت کے جوٹھے

سے فائدہ اٹھانا

(المعجم ۱۷۸) - بَابُ الْإِنْتِفَاعِ بِفَضْلِ

الْحَائِضِ (التحفة ۱۷۸)

۲۸۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْمُقَدَّمِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُنَاوِلُنِي الْإِنَاءَ فَأَشْرَبُ مِنْهُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُعْطِيهِ

۲۸۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے برتن پکڑاتے، چنانچہ میں اس سے پیتی، حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی، پھر میں برتن آپ کو دے دیتی تو آپ تصدأ میرے منہ والی جگہ پر منہ مبارک رکھتے۔

۲۸۱- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۳.

۲۸۲- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۴.

۱- کتاب الطہارۃ ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

فَيَنْحَرِي مَوْضِعَ فِيمِي فَيَضَعُهُ عَلَى فِيهِ .

۲۸۳- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ عَيْنَانَ قَالَ : حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ قَالَ : حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَسَفْيَانُ عَنِ الْمَقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ، وَأَنَا وَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعٍ فِيَّ فَيَشْرَبُ ، وَأَتَعَرَّقُ الْعَرَقُ وَأَنَا حَائِضٌ ، وَأَنَا وَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعٍ فِيَّ .

۲۸۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں حیض کی حالت میں پانی پیتی، پھر میں برتن نبی ﷺ کو پکڑا دیتی۔ آپ میرے منہ والی جگہ پر اپنا منہ مبارک رکھ کر نوش فرماتے۔ میں ہڈی سے گوشت نوجتی جب کہ میں حیض سے ہوتی تھی اور میں وہ ہڈی آپ کو پکڑا دیتی تو آپ میرے منہ والی جگہ پر اپنا منہ مبارک رکھتے۔

باب ۱۷۹- حالت حیض میں بیوی کے

ساتھ لیٹنا

۲۸۴- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض شروع ہو گیا، چنانچہ میں آہستگی سے اٹھی اور اپنے منہ والے پڑے پہن لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہیں حیض شروع ہو گیا ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے مجھے بلایا اور میں آپ کے ساتھ اسی چادر میں لیٹ گئی۔

(المعجم ۱۷۹) - بَابُ مُضَاجَعَةِ الْحَائِضِ (التحفة ۱۷۹)

۲۸۴- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ : حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا هِشَامُ ح : وَأَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا : حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ : أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ : أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا ، قَالَتْ : بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْخِمِيلَةِ إِذْ حِضْتُ ، فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

۲۸۳- [صحیح] انظر الحديث السابق والذين قبله، وهو في الكبرى، ح: ۶۱ .

۲۸۴- أخرجه مسلم، الحيض، باب الاضطجاع مع الحائض في لحاف واحد، ح: ۲۹۶ من حديث معاذ بن هشام، والبخاري، الحيض، باب من سمي النفاس حيضاً، ح: ۲۹۸ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۷ .

۱- کتاب الطہارۃ ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

ﷺ: «أَنْفِسْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي فَأَضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① حیض کے کپڑوں سے مراد لگوٹی وغیرہ بھی ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے انھوں نے حیض کے لیے مکمل لباس الگ رکھا ہو اور یہ بہتر ہے۔ ② حیض کی حالت میں اگر مرد کے کپڑوں یا جسم کو حیض کا خون لگنے کا احتمال نہ ہو تو اس حالت میں بیوی کے ساتھ لیٹا جا سکتا ہے۔ اس سے بوس و کنار بھی جائز ہے۔ صرف جماع حرام ہے۔

۲۸۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ صُبْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ خَلَّاسًا يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيْتُ فِي الشَّعَارِ الْوَاحِدِ وَأَنَا طَامِئٌ أَوْ حَائِضٌ، فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعُدَّهُ وَصَلَّى فِيهِ، ثُمَّ يَعُودُ فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَلَمْ يَعُدَّهُ وَصَلَّى فِيهِ.

۲۸۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی چادر میں رات گزارتے تھے حالانکہ میں حیض سے ہوتی تھی چنانچہ اگر آپ کو مجھ سے کچھ (خون) لگ جاتا تو آپ صرف اتنی جگہ دھو لیتے، زائد نہ دھوتے اور اس کپڑے میں نماز پڑھتے، پھر (دوبارہ میرے ساتھ) لیٹ جاتے، چنانچہ اگر کچھ (خون) مجھ سے آپ کے کپڑوں کو لگ جاتا تو اسی طرح کرتے (صرف اتنی جگہ دھوتے) اس سے زائد نہ دھوتے اور اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① کپڑوں پر جتنی جگہ نجاست لگی ہو، صرف اتنی جگہ دھونا کافی ہے۔ سارا کپڑا دھونے کی ضرورت نہیں اور اس قسم کے کپڑے میں بلا تردد نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ ② دوبارہ لیٹنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تہجد کی نماز کے لیے اٹھتے تھے۔ وقفے کے بعد پھر لیٹ جاتے ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۸۰) - بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ (التحفة ۱۸۰) باب: ۱۸۰- حائضہ عورت (بیوی) کے ساتھ ننگے جسم لیٹنا

۲۸۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو

۲۸۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے

۲۸۵- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الرجل يصب منها ما دون الجماع، ح: ۲۶۹/۲۱۶۶ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۶.

۲۸۶- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۱۳/۶، ۱۸۲ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۸، رواه شعبة عن أبي إسحاق به، وانظر الحديث الآتي.

## ۱- کتاب الطہارۃ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

الأخوص عن أبي إسحاق، عن عمرو بن شريحيل، عن عائشة قالت: كان رسول الله ﷺ يأمر إحدانا إذا كانت حائضا أن تشد إزارها ثم يباشرها.

رسول ﷺ ہم (ازواج مطہرات) میں سے کسی کو جب وہ حائضہ ہوتی، حکم دیتے تھے کہ وہ اپنا ازار باندھ لے پھر آپ اس کے ساتھ لیٹ جاتے تھے۔

🌞 فائدہ: حائضہ عورت کا جسم ظاہر اُپلید نہیں ہوتا لہذا اگر اس کے ننگے جسم کے ساتھ خاوند کا ننگا جسم لگ جائے تو کوئی حرج نہیں البتہ ناف سے گھٹنوں تک یا کم از کم شرم گاہ وغیرہ پر کپڑا ہونا ضروری ہے تاکہ خون کے ساتھ ساتھ جماع سے بھی بچا جاسکے۔

۲۸۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا حَاضَتْ أَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَنْزِرَ ثَمَّ يُبَاشِرُهَا.

۲۸۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم (ازواج مطہرات) میں سے کسی کو حیض شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے حکم دیتے تھے کہ وہ ازار باندھ لے پھر آپ اس کے ساتھ لیٹ جاتے تھے۔

۲۸۸- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ وَهَبٍ، عَنْ يُونُسَ وَاللَيْثِ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ جَبِيْبِ مَوْلَى عُرْوَةَ عَنْ بُدَيْيَةَ - وَكَانَ اللَّيْثُ يَقُولُ: نَدَبَةٌ - مَوْلَاةَ مَيْمُونَةَ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُبَاشِرُ الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ إِذَا كَانَ عَلَيْهَا إِزَارٌ يَبْلُغُ أَنْصَابَ الْفَخْذَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ - فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ - : مُخْتَجِرَةً بِهِ.

۲۸۸- ام المومنین حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی عورتوں میں سے کسی کے ساتھ لیٹ جایا کرتے تھے جب کہ وہ حیض سے ہوتی تھی؛ بشرطیکہ اس نے کمر پر ایسا ازار باندھ رکھا ہوتا جو نصف رانوں یا گھٹنوں تک پہنچتا۔

لیٹ کی حدیث میں ہے: وہ ازار باندھے ہوتی۔

۲۸۷- أخرجه مسلم، الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح: ۲۹۳ عن إسحاق بن إبراهيم، والبخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ح: ۳۰۰ من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۹.

۲۸۸- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الرجل يصب منها ما دون الجماع، ح: ۲۶۷ من حديث الليث به، وهو في الكبرى، ح: ۲۸۰، وصححه ابن حبان. \* والزهرى صرح بالسماع عند البيهقي ۳۱۳/۱، وللحديث شواهد كثيرة.



۱- کتاب الطهارة

طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

باب: ۱۸۱- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”یہ لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔“ کی تفسیر

(المعجم ۱۸۱) - **بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ﴾ [البقرة: ۲۲۲]** (النحفة ۱۸۱)

۲۸۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی قوم میں جب کسی عورت کو حیض شروع ہوتا تو وہ اس کے ساتھ مل جل کر کھاتے نہ پیتے تھے اور نہ گھر میں اس کے ساتھ رہتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ط قُلْ هُوَ آذَى.....﴾ ”یہ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجیے: وہ گندی چیز ہے.....“ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ مل جل کر کھائیں پیئیں اور گھروں میں ان کے ساتھ رہیں اور ان کے ساتھ ہر قسم کی محبت پیار کریں سوائے جماع کے (کہ وہ حرام ہے۔) یہودی کہنے لگے: یہ رسول ہماری ہر چیز میں مخالفت کرتا ہے تو اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کی اس بات کی خبر دی پھر کہنے لگے: کیا ہم حیض کی حالت میں ان کے ساتھ جماع بھی نہ کر لیا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سختی سے بدل گیا حتیٰ کہ ہم نے سمجھا آپ ان پر ناراض ہو گئے ہیں چنانچہ وہ دونوں اٹھ کر چلے گئے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ کا تھمہ آ گیا تو آپ نے ان کے پیچھے آدی بھیجا اور انہیں واپس بلوایا

۲۸۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتِ الْيَهُودُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ مِنْهُمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهُنَّ، وَلَمْ يُشَارِبُوهُنَّ، وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ، فَسَأَلُوا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ آذَى﴾ [البقرة: ۲۲۲]. فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُؤَاكِلُوهُنَّ وَيُشَارِبُوهُنَّ وَيُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ وَأَنْ يَصْنَعُوا بِهِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مَا خَلَا الْجِمَاعَ، فَقَالَتِ الْيَهُودُ: مَا يَدْعُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفَنَا، فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَادُ بْنُ بَشِيرٍ فَأَخْبَرَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَالَا: أَنْجَامِعُهُنَّ فِي الْمَحِيضِ؟ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَمَعَّرًا شَدِيدًا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ غَضِبَ عَلَيْهِنَّ، فَقَامَا فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَدِيَّةً لَبَنٍ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمَا فَرَدَّهُمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا أَنَّهُ لَمْ يَغْضَبْ عَلَيْهِمَا.

۲۸۹- أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله... الخ، ح: ۳۰۲ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۸۱.

طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

اور انہیں دودھ پلایا تو وہ سمجھ گئے کہ آپ ہم پر ناراض نہیں ہیں۔

☀️ فوائد و مسائل: ① حائضہ عورت کے ساتھ یہودیوں کا سلوک انتہائی توہین آمیز تھا جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ وہ حیض کی حالت میں عورت کو اچھوت بنا دیتے تھے حتیٰ کہ اس کی رہائش بھی الگ ہو جاتی تھی؛ جب کہ عیسائی حیض اور غیر حیض میں کوئی فرق نہ کرتے تھے وہ حیض کی حالت میں جماع تک کر لیتے تھے۔ اسلام نے جو دین اعتدال ہے، میانہ روی اختیار کی کہ انہیں اچھوت بنایا نہ جماع کی اجازت دی اور یہی حق ہے۔ ② قرآن مجید نے حائضہ سے جماع کے منع کرنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ حیض کا خون نجس ہے اور نجاست میں اتھڑنا فطرت کے خلاف ہے، لہذا حیض ختم ہونے بلکہ ان کے غسل کرنے تک جماع حرام ہے۔ جب عورت بالکل پاک ہو جائے تو پھر جماع حلال ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ عورت کی ”دبر“ استعمال کرنا بھی حرام ہے کیونکہ وہ تو ہر وقت نجاست سے آلودہ رہتی ہے۔ علاوہ ازیں ایک دوسری حدیث میں صراحتاً بھی اس کی حرمت آئی ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الطهارة، حدیث: ۱۳۵) ③ رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا سبب یہ تھا کہ کسی قوم کی مخالفت کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ناجائز کام کرنے لگ جائیں۔ یہ تو ضد اور تعصب کا مظاہرہ ہوگا۔ یہود کی مخالفت بھی صرف ان کاموں میں ہے جو انہوں نے اپنی طرف سے دین میں شامل کیے ہیں اور جن میں وہ راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں۔ ہاں! بعض احکام میں نبی ﷺ نے ان کی مخالفت کا بھی حکم دیا ہے؛ جس سے مقصود ان سے امتیاز تھا۔ ④ چونکہ آپ کی ناراضی صرف ایک غلط رویے کے خلاف تھی نہ کہ ان صحابہ پر لہذا آپ نے انہیں واپس بلا کر دودھ پلایا۔

(المعجم ۱۸۲) - بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى مَنْ  
أَتَى حَلِيلَتَهُ فِي حَالِ حَيْضَتِهَا بَعْدَ عِلْمِهِ  
بِنَهْيِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ وَطئِهَا  
(التحفة ۱۸۲) -

باب: ۱۸۲- جو آدمی باوجود جاننے کے کہ  
اللہ تعالیٰ نے حیض کی حالت میں جماع سے  
روکا ہے، اپنی بیوی سے اس حال میں جماع  
کرے تو اس پر کیا تاوان آئے گا؟

۲۹۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:  
حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ  
۲۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے اس شخص  
کے بارے میں روایت کرتے ہیں جو اپنی بیوی سے

۲۹۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في إتيان الحائض، ح: ۲۶۴/۲۱۶۸، وابن ماجه،  
الطهارة، باب في كفارة من أتى حائضًا، ح: ۶۴۰ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۲۸۲،  
وصححه الحاكم: ۱/۱۷۱، ۱۷۲، والذهبي وغيرهما.

## ۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

عَبْدُ الْحَمِيدِ، عَنْ مِقْسَمٍ، بَعْنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: فِي الرَّجُلِ يَأْتِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ: «يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ بِنَصْفِ دِينَارٍ».

عیض کی حالت میں جماع کرتا ہے کہ وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① عیض کی حالت میں جماع کئی خرابیوں کا سبب بن سکتا ہے کیونکہ جب مرد پلید خون سے آلودہ ہوگا تو وہ نقصان دینے والے جراثیم سے محفوظ نہیں رہ سکے گا، اس لیے اس حالت میں جماع سے منع کیا گیا ہے۔ اگر کوئی خلاف ورزی کرے تو اسے مالی تاوان بھی ڈالا گیا ہے کیونکہ آپ کے دور میں لوگ غریب تھے۔ مالی تاوان ان کے لیے برداشت کرنا مشکل تھا، لہذا روکنے کے لیے یہ طریقہ کار گر سمجھا گیا۔ ② ”دینار یا نصف دینار۔“ اس کی بابت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے صراحت فرمائی ہے کہ دینار اس وقت جب وہ ابتدائے عیض میں جماع کرے اور نصف دینار اس وقت جب وہ عیض کے آخری دنوں میں جماع کرے۔ دیکھیے: (سنن ابی داؤد، الطہارۃ، حدیث: ۲۶۵) ممکن ہے پہلے دنوں کا خون گاڑھا ہونے کی وجہ سے زیادہ نقصان دہ ہو اور آخری دنوں کا کم اس لیے تاوان میں فرق کیا گیا ہے۔

(المعجم ۱۸۳) - بَابُ مَا تَفْعَلُ الْمُحْرِمَةُ إِذَا حَاضَتْ (التحفة ۱۸۳)  
باب: ۱۸۳- عورت کو احرام کی حالت میں عیض آنے لگے تو کیا کرے؟

۲۹۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ، فَلَمَّا كَانَ بِسَرِفٍ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ: «مَا لَكَ أَنْفِستِ؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَأَقْضِي

۲۹۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ہمارا ارادہ حج ہی کا تھا۔ جب آپ مقام سرف پر تھے کہ مجھے عیض شروع ہو گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”تمہیں کیا ہوا؟ کیا تمہیں عیض شروع ہو گیا ہے؟“ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ چیز اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے لہذا جو کچھ حاجی کریں، وہی تم بھی کرو، صرف بیت اللہ کا طواف

۲۹۱- أخرجه البخاري، الحيض، باب الأمر بالنساء إذا نفسن، ح: ۲۹۴، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الاحرام... الخ، ح: ۱۱۹/۱۲۱۱ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۸۳.

۱- کتاب الطهارة ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

مَا يَفْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِيْ نَه كَرْنَا، اللهُ كَرْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نِي (اس حج میں) اپنی بِأَلْبَيْتٍ»، وَصَحَّى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ بِيُوْيُوِيْ كِي طَرْفِ سِي كَاغِي ذِي كِي - نِسَائِهِ بِالْبَقْرِ .

☀️ فوائد و مسائل: ① چونکہ حیض کی حالت میں عورت کے لیے مسجد میں ٹھہرنا منع ہے اور طواف مسجد میں ہوتا ہے، لہذا طواف سے روکا گیا ہے۔ سعی بھی طواف کے تابع ہے، وہ بھی منع ہے۔ ② آپ کا اپنی عورتوں کی طرف سے گائے ذبح کرنا نفل ہوگا کیونکہ حج افراد کرنے والے پر قربانی فرض نہیں۔ ممکن ہے، بعض نے حج کے ساتھ عمرہ بھی کیا ہو۔

(المعجم ۱۸۴) - بَابُ مَا تَفْعَلُ النِّسَاءُ بَاب: ۱۸۴- نفاس والی عورت احرام کے عِنْدَ الْاِحْرَامِ (التحفة ۱۸۴) وقت کیا کرے؟

۲۹۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالُوا: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْتَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثَنَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ لِخَمْسِ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَخَرَجْنَا مَعَهُ، حَتَّى إِذَا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: «إِغْتَسِلِي وَاسْتَنْفِرِي ثُمَّ أَهْلِي» .

۲۹۲- محمد (بن علی المعروف امام باقر ؑ) بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ کے پاس آئے اور ان سے نبی اکرم ﷺ کے حج کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ (حج کے لیے) نکلے تو ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو اسماء بنت عمیس ؓ نے محمد بن ابوبکر ؓ کو جنم دیا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ میں کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: ”غسل کر کے لنگوٹ باندھ لو“ پھر لبیک کہنا شروع کر دو۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① نفاس سے مراد وہ خون ہے جو بچے کی پیدائش کے بعد عورت کو آتا ہے۔ اس دوران میں بھی عورت کے لیے نماز روزہ قرآن اور جماع ممنوع ہے۔ خون کے اختتام پر غسل کرنے کے بعد مذکورہ چیزیں

۲۹۲- [سنادہ صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲۸۴، وأصله في صحيح مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، ح: ۱۲۱۸ من حديث جعفر بن محمد به مطولاً.

۱- کتاب الطہارۃ ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

حلال ہوتی ہیں۔ ① احرام کے مسئلے میں نفاس والی عورت باقی عورتوں کے برابر ہے وہ لیبیک بھی کہے گی اور حج کے تمام ارکان بھی ادا کرے گی مگر طواف اور سعی نہیں کرے گی کیونکہ اس کا حکم حیض والی عورت کی طرح ہے۔

(المعجم ۱۸۵) - بَابُ دَمِ الْحَيْضِ  
بَابُ ۱۸۵- حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو.....؟  
يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ۱۸۵)

۲۹۳- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْمُقَدَّامِ ثَابِتُ الْحَدَّادُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ قَيْسِ بِنْتِ مِحْصَنِ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ؟ قَالَ: «حُكِّيهِ بِضَلَعٍ وَاغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ».

۲۹۳- حضرت ام قیس بنت مھسن سے روایت ہے انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے حیض کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس کو کسی لکڑی (یا ہڈی وغیرہ) سے کھرچ دو پھر اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے دھو دو۔“

🌞 نوائد و مسائل: ① حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو صفائی ضروری ہے کیونکہ وہ پلید ہوتا ہے۔ یہ گاڑھا بھی ہوتا ہے لہذا اسے پہلے کسی تیز چیز سے کھرچ لیا جائے پھر پانی سے مل کر دھو دیا جائے یہاں تک کہ خون کا کوئی جزو باقی نہ رہے۔ نشان رہ جائے تو کوئی بات نہیں۔ ② پانی کے ساتھ بیری کے پتوں کا ذکر مزید صفائی کے لیے ہے ورنہ پانی ہی کافی ہے۔ آج کل صابن لگا لیا جائے تاکہ نشان بھی مٹ جائے یا کم ہو جائے۔

۲۹۴- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنِ عَرَبِيِّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَتْ تَكُونُ فِي حَجْرِهَا: أَنَّ امْرَأَةً اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ دَمِ

۲۹۴- حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اللہ کے رسول ﷺ سے حیض کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے تو آپ نے فرمایا: ”اسے کھرچ دو پھر پانی کے ساتھ (ناخنوں سے) مل دو پھر دھو کر نماز پڑھ لو۔“

۲۹۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب المرأة تغسل ثوبها الذي تلبسه في حيضها، ح: ۳۶۳، وابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في دم الحيض يصيب الثوب، ح: ۶۲۸ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۲۸۶، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۷۷، وابن حبان، ح: ۲۳۵.

۲۹۴- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الدم، ح: ۲۲۷، ومسلم، الطهارة، باب نجاسة الدم وكيفية غسله، ح: ۲۹۱ من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ۲۸۵.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

الْحَيْضُ يُصِيبُ التَّوْبَ؟ فَقَالَ: «حَيْثُ نُمَّ أَقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ نُمَّ أَنْضَجِيهِ وَصَلِّي فِيهِ».

☀️ فائدہ: ناخنوں سے ملنا اور پانی ڈالنا اچھی طرح صفائی کر دیتا ہے۔ بعد میں پانی بہا کر نچوڑ لیا جائے۔ بعض حضرات نے [انضجی] کے معنی باقی کپڑے پر چھینٹے مارنا کیے ہیں، مگر یہ معنی بلا تکلف سمجھ میں نہیں آتا۔ رسول اللہ ﷺ کا کلام بلا تکلف ہوتا تھا۔ بالفرض اگر یہ معنی ہوں تو مراد مشکوک جگہ ہوگی اور مشکوک جگہ خواہ مذی کی وجہ سے ہو اس پر چھینٹے مارے جاتے ہیں البتہ اگر کسی جگہ کے پلید ہونے کا یقین ہو تو لازماً دھونا ہوگا اور اگر باقی کپڑے کے پاک ہونے کا یقین ہے تو چھینٹے مارنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۱۸۶) - بَابُ الْمَنِيِّ يُصِيبُ

باب: ۱۸۶- کپڑے کو منی لگ جائے تو؟

التَّوْبُ (التحفة ۱۸۶)

۲۹۵- أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ حَمَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ [حَدِيثِ] عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي التَّوْبِ الَّذِي كَانَ يُجَامِعُ فِيهِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ إِذَا لَمْ يَرَفِيهِ أَدَى.

۲۹۵- حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ اس کپڑے میں نماز پڑھتے تھے جس میں جماع کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! جب اس میں کوئی آلودگی نہ دیکھتے۔

☀️ فائدہ: آلودگی سے مراد منی یا خون وغیرہ کا لگنا ہے اگر ایسا ہو تو متعلقہ حصے کا دھولینا کافی ہے ورنہ ویسے ہی اس کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ آلودگی نہ لگنے کی وجہ سے وہ پاک ہے۔

(المعجم ۱۸۷) - بَابُ غَسْلِ الْمَنِيِّ مِنْ

باب: ۱۸۷- کپڑے سے منی دھونا

التَّوْبِ (التحفة ۱۸۷)


۲۹۶- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ۲۹۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ

۲۹۵- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الصلاة في التوب الذي يصيب أهله فيه، ح: ۳۶۶ عن عيسى بن حماد، وابن ماجه، ح: ۵۴۰ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۸۷، وللحديث طرق عند ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما.

۲۹۶- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل المنى وفركه وغسل ما يصيب من المرأة، ح: ۲۲۹، ومسلم،

۱- کتاب الطهارة ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَإِنَّ بَقَعَ الْمَاءُ لَفِي ثَوْبِهِ.

 **فوائد و مسائل:** ① جنابت سے سبب جنابت، یعنی منیٰ مراد ہے۔ منیٰ کو کپڑے سے دھونے سے معلوم ہوتا ہے کہ منیٰ پلید ہے اور یہ جمہور اہل علم کا موقف ہے۔ ان کے بقول مخرج کے لحاظ سے بھی یہ بات زیادہ قوی ہے۔ سابقہ حدیث میں لفظ اُذیٰ بھی مؤید ہے کیونکہ یہ لفظ قرآن مجید میں حیض کے لیے استعمال کیا گیا ہے اور حیض بالاتفاق پلید ہے، جب کہ بعض حضرات جن کے سرخیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، منیٰ کو پاک سمجھتے ہیں۔ باقی رہا دھونا تو یہ نجاست کی دلیل نہیں بلکہ نفاثت کے لیے بھی دھویا جاسکتا ہے، جیسے ناک کی غلاظت یا بلغم وغیرہ کپڑے کو لگ جائے تب بھی کپڑا دھویا جاتا ہے، خصوصاً جب کہ کئی دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف کپڑا ملنے اور گزرنے کو کافی سمجھا ہے۔ ویسے بھی منیٰ انبیاء و صلحاء کا مبداء ہے۔ یہ بدبو سے بھی پاک ہے اس لیے اس مسلک کے حاملین کے نزدیک اسے دوسری پلید چیزوں کے برابر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ② سارا کپڑا دھونا ضروری نہیں۔ صرف آلودگی والی جگہ دھوئی جائے۔ ③ جس کپڑے سے منیٰ دھوئی جائے اس کے خشک ہونے سے پہلے نماز کے لیے مسجد میں جایا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۱۸۸) - بَابُ فَرَكِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ (التحفة ۱۸۸)

باب: ۱۸۸- منیٰ کو کپڑے سے کھرچ کر صاف کرنا

۲۹۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجَلَزٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرِكُ الْجَنَابَةَ - وَقَالَتْ مَرَّةً أُخْرَى: الْمَنِيِّ - مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۲۹۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے کپڑے سے جنابت کو کھرچ دیتی تھی۔ اور ایک بار فرمایا: منیٰ کو کھرچ دیتی تھی۔

۴۴ الطهارة، باب حکم المنی، ح: ۲۸۹ من حدیث عبد اللہ بن المبارک بہ، وهو فی الکبری، ح: ۲۸۸.  
۲۹۷- [صحیح] أخرجه أحمد: ۶/ ۶۷، ۲۸۰ من حدیث حماد بن زید عن أبي هاشم الرماني به، وهو فی الکبری، ح: ۲۸۹.

۱- کتاب الطہارۃ \_\_\_\_\_ طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

☀️ فائدہ: گویا منی کوئی بول و براز جیسی چیز نہیں ہے کہ اس کا ذرہ ذرہ کپڑے سے لکنا چاہیے بلکہ کپڑے کو آپس میں رگڑ دیا جائے یا اسے کھرج دیا جائے جو گر جائے، گر جائے اور جو کپڑے کے ریشوں میں رہ جائے اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس حدیث سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے موافقین کے موقف کی تائید ہوتی ہے، یعنی جو منی کی طہارت کے قائل ہیں۔

۲۹۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: الْحَكَمُ أَخْبَرَنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَزِيدُ عَلَى أَنْ أَفْرُكَهُ مِنْ تَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۲۹۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے کپڑے سے منی کو رگڑ دیا کرتی تھی۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کرتی تھی۔

۲۹۹- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا أَفْرُكُهُ مِنْ تَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۲۹۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے کپڑے سے منی کھرج دیا کرتی تھی۔

۳۰۰- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَائِشَةَ [قَالَتْ]: كُنْتُ أَرَاهُ فِي تَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَحْكُهُ.

۳۰۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے میں منی دیکھتی تو اسے کھرج دیتی۔

۳۰۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ

۳۰۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں: مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے کپڑے سے منی کھرج دیا کرتی تھی۔

۲۹۸- أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم المنى، ح: ۱۰۶/۲۸۸ من حديث إبراهيم النخعي، وأحمد: ۶/۱۲۵ عن بهز بن أسد به.

۲۹۹- أخرجه مسلم، ح: ۱۰۷/۲۸۸ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق.

۳۰۰- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۹۰ وزاد: "المنى".

۳۰۱- أخرجه مسلم، ح: ۱۰۷/۲۸۸ عن قتيبة به، انظر، ح: ۲۹۸.



طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱- کتاب الطہارۃ

عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْرُكُ الْجَنَابَةَ مِنْ  
تُوبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۳۰۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ مجھے  
اچھی طرح یاد ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے کپڑے  
میں مٹی دیکھتی تو اسے اس سے کھرچ دیا کرتی تھی۔

۳۰۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ  
الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُغْبِرَةَ،  
عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ  
قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَجِدُهُ فِي تُوبِ رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ فَأَحْتُهُ عَنْهُ.

باب: ۱۸۹- اس بچے کا پیشاب جس نے  
ابھی کھانا کھانا شروع نہیں کیا

(المعجم ۱۸۹) - بَابُ بَوْلِ الصَّبِيِّ الَّذِي  
لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ (التحفة ۱۸۹)

۳۰۳- حضرت ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا سے روایت  
ہے کہ میں اپنے ایک چھوٹے بچے کو جس نے ابھی کھانا  
شروع نہیں کیا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی۔  
رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا۔ اس نے  
آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوایا  
اور اسے کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے دھویا نہیں۔

۳۰۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ  
ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
عُتْبَةَ، عَنْ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مِحْصَنٍ: أَنَّهَا  
أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
فِي حِجْرِهِ فَبَالَ عَلَى تُوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ  
فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

☀️ فوائد و مسائل: ① چھوٹا بچہ جس نے ابھی کھانا شروع نہ کیا ہو اس کے پیشاب کی صفائی میں رعایت دی گئی  
ہے کہ اس پر پانی چھڑک دیا جائے۔ باقاعدہ نچوڑ کر دھونا ضروری نہیں، مگر یہ رعایت صرف لڑکے کے لیے ہے  
لڑکی کے لیے نہیں، مگر بعض فقہاء نے اس تفریق کو تسلیم نہیں کیا۔ وہ دونوں صورتوں میں دھونے ہی کے قائل ہیں  
لیکن صحیح حدیث کو رائے سے رو کر دینا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ شریعت نے اس کے علاوہ اور کئی جگہوں  
پر اس قسم کا فرق روا رکھا ہے، مثلاً: جو شخص اونٹ کا گوشت کھائے، وہ نماز کے لیے وضو کرے گا اور دوسرے حلال

۳۰۲- أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب حکم المنی، ح: ۱۰۷/۲۸۸ من حدیث ہشیم بہ۔

۳۰۳- أخرجه البخاری، الوضوء، باب بول الصبیان، ح: ۲۲۳ من حدیث مالک، ومسلم، الطہارۃ، باب حکم  
بول الطفل الرضيع وكيفية غسله، ح: ۲۸۷ من حدیث ابن شہاب الزہری بہ، وهو فی الكبرى، ح: ۲۹۱،  
والموطأ (یحییٰ): ۱/۶۴۔

۱- کتاب الطہارۃ ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

جانوروں کا گوشت کھانے سے نماز کے لیے وضو کا حکم نہیں ہے اگر وہ پہلے سے با وضو ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۶۰) اگر لڑکی میں فرق کر دیا تو اسے خوش دلی سے قبول کرنا چاہیے۔ کسی بھی شرعی حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔ اسے اپنی رائے یا قیاس یا اپنی پسند یا ناپسند کی سان پر نہیں چڑھانا چاہیے ورنہ شریعت کا حکم تو باقی رہے گا اور سان ٹوٹ جائے گی۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے لڑکی اور لڑکے کے درمیان فرق کی یہ توجیہ کی ہے کہ بچے کو لوگ زیادہ اٹھاتے ہیں۔ ظاہر ہے اس کے پیشاب میں زیادہ لوگ مبتلا ہوں گے اور جو چیز جتنی عام ہو اتنی اس میں تخفیف کی جانی چاہیے، بخلاف بچی کے کہ اسے کم ہی اٹھاتے ہیں، خصوصاً جب وہ اتنی چھوٹی ہو۔ ② [فَنَضَّحَهُ] ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (پیشاب) پر پانی چھڑکا۔“ یہاں [نَضَّحَ] سے مراد پانی چھڑکنا اور چھینٹے مارنا ہے، پانی بہانا یا دھونا مراد نہیں ہے جیسا کہ [وَلَمْ يَغْسِلْهُ] ”اور اسے دھویا نہیں“ سے اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ صحیح احادیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے: ”لڑکی کا پیشاب دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں، جب تک ان کی خوراک صرف دودھ ہو۔“ ہاں! جب لڑکا دودھ کے ساتھ ساتھ کوئی اور خوراک، مثلاً: دلیہ، روٹی یا دہی اور چاول وغیرہ کھانا شروع کر دے تو پھر اس کا پیشاب بھی دھویا جائے گا۔ دیکھیے: (سنن ابی داؤد، الطہارۃ: أحادیث: ۳۲۶-۳۲۹) ③ بچوں کے ساتھ پیار و محبت کرنی چاہیے۔ اگر ان کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو پھر بھی ان سے نرمی اور شفقت سے پیش آنا چاہیے۔ ④ نیک لوگوں کے پاس دعا کے لیے جانا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

۳۰۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَتَيْتِ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِبَصِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتَبَعَهُ إِيَّاهُ.

۳۰۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا۔ اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، چنانچہ آپ نے پانی منگوا لیا اور پیشاب پر اسے چھڑک دیا۔

(المعجم ۱۹۰) - بَابُ بَوْلِ الْجَارِيَةِ (التحفة ۱۹۰)

باب: ۱۹۰- لڑکی کا پیشاب

۳۰۵- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حضرت ابو مح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں

۳۰۴- أخرجه البخاري، ح: ۲۲۲، انظر الحديث السابق، من حديث مالك، ومسلم، ح: ۲۸۶، انظر الحديث السابق من حديث هشام به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۶۴، والكبرى، ح: ۲۹۲.

۳۰۵- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب، ح: ۳۷۶، وابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في بول الصبي الذي لم يطعم، ح: ۵۲۶ عن مجاهد بن موسى به، وهو في الكبرى، ح: ۲۹۳، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۳، والحاكم، والذهبي.

1- کتاب الطهارة ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُجَلُّ بْنُ خَلِيفَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو السَّمْحِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يُعَسَّلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرْسُ مِنْ بَوْلِ الْغَلَامِ».

نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: ”لڑکی کے پیشاب کی وجہ سے کپڑا دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب کی وجہ سے پانی چھڑک دیا جائے۔“

🌞 فائدہ: یہاں بھی حدیث: ۳۰۳ کی قید [لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ] معتبر ہے یعنی اس لڑکے نے ابھی کھانا شروع نہ کیا ہو۔

باب (المعجم ۱۹۱) - بَابُ بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ (التحفة ۱۹۱)

باب: ۱۹۱۔ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے پیشاب کا حکم

۳۰۶۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ أَنَسًا وَرِجَالًا مِنْ عُكْلٍ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا أَهْلُ ضَرْعٍ وَلَكِنْ نَكُنْ أَهْلَ رَيْفٍ، وَاسْتَوْحَمُوا الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذَوْدٍ وَرَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهَا فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا، فَلَمَّا صَحُّوا وَكَانُوا بِنَجِيَةِ الْحَرَّةِ - كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوا رَاعِيَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاسْتَأْفُوا الدَّوْدَ، فَبَلَغَ النَّبِيُّ ﷺ فَبَعَثَ

۳۰۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکل قبیلے کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کلمہ اسلام پڑھا، پھر وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم اونٹوں والے لوگ ہیں، کھیتی والے نہیں اور انھوں نے مدینے کی آب و ہوا کو ناموافق پایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے اونٹوں اور چرواہے کا حکم دیا اور انھیں حکم دیا کہ ان میں چلے جائیں اور ان کے دودھ اور پیشاب پیئیں۔ پھر جب وہ تندرست ہو گئے اور وہ حرہ کے ایک کنارے میں رہ رہے تھے۔ وہ اسلام لانے کے بعد پھر کافر ہو گئے۔ انھوں نے نبی ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور آپ کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے ان کے پیچھے تلاش کرنے والے بھیجے۔ آخر کار انھیں پکڑ کر لایا

۳۰۶۔ أخرجه البخاري، المغازي، باب قصة عكل وعربنة، ح: ٤١٩٢ من حديث يزيد بن زريع وغيره، ومسلم، القسامة، باب حكم المحاربين والمرتبدين، ح: ١٦٧١/١٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٩٤.

۱- کتاب الطہارۃ طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

الطَّلَبِ فِي آثَارِهِمْ فَأَتَيْ بِهَمَّ فَسَمَرُوا أَعْيَنَهُمْ وَقَطَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَأَزْجَلَهُمْ ثُمَّ [تُرْكُوا] فِي الْحَرَّةِ عَلَى حَالِهِمْ حَتَّى مَاتُوا.

گیا تو مسلمانوں نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے پھر انھیں اسی زخمی حالت میں حرہ میں چھوڑ دیا گیا حتیٰ کہ وہ (تڑپتے تڑپتے) مر گئے۔

🌞 نوآند و مسائل: ① چونکہ وہ لوگ صحرائی زندگی کے عادی تھے اس لیے شہری ماحول انھیں راس نہ آیا اور بدبضی ہو گئی۔ ② ”اونٹوں کے پیشاب پیو۔“ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ مَأْكُولُ اللَّحْمِ جانور یعنی جس جانور کا گوشت کھانا جائز ہے اس کا پیشاب پاک ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ انھیں پیشاب پینے کا حکم نہ دیتے۔ ویسے بھی شریعت کے اصول مد نظر رکھے جائیں تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کیونکہ مَأْكُولُ اللَّحْمِ جانور گھروں میں رکھے جاتے ہیں ان کا دودھ پیا جاتا ہے ان پر سواری کی جاتی ہے اور ان کی خدمت کرنی پڑتی ہے اس لیے گھر کپڑے اور جسم کو ان کے پیشاب اور گوبر سے پاک رکھنا ناممکن ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ دودھ دوہتے وقت وہ پیشاب شروع کر دیں اور پیشاب کا کوئی چھینٹا دودھ میں جا گرے۔ اب اگر ان کے پیشاب اور گوبر کو پلید قرار دیا جائے تو لوگ بڑی مشکل میں پھنس جائیں گے نیز ان کے پیشاب اور گوبر میں وہ بدبو نہیں ہوتی جو انسان اور حرام جانوروں کی نجاست میں ہوتی ہے اس لیے دیہات میں لوگ ان جانوروں کے گوبر وغیرہ سے اپنے فرش دیواروں اور چھتوں کو لپیٹتے ہیں۔ ان کا گوبر بطور ایندھن استعمال کیا جاتا ہے اور یہ فطری استعمال ہے کیونکہ مسلم اور غیر مسلم سب اس میں شریک ہیں لہذا ان جانوروں کے پیشاب اور گوبر کے پاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا۔ جمہور اہل علم اسی بات کے قائل ہیں۔ ③ جو حضرات مَأْكُولُ اللَّحْمِ جانوروں کے پیشاب کو پلید سمجھتے ہیں وہ اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ علاج کی غرض سے پلید چیز کا استعمال جائز ہے کیونکہ علاج بھی ایک مجبوری ہے۔ یہ امام ابو یوسف کا قول ہے جب کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علاج کی غرض سے بھی اس پیشاب کو جائز نہیں سمجھتے۔ وہ اس حدیث کو صرف انھی لوگوں کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں جنہیں حکم دیا گیا تھا کیونکہ آپ ﷺ کو وحی سے پتہ چلا تھا کہ ان کی شفا پیشاب میں ہے۔ ہم کسی اور مریض کے بارے میں نہیں کہہ سکتے کہ اسے لازماً شفا ہوگی۔ لیکن یہ بات کافی کمزور محسوس ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی اس مسئلے میں ان سے متفق نہیں۔ ④ ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیرنا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینا انھیں گرم پتھروں پر چھوڑ دینا اور باوجود پانی کی طلب کے انھیں پانی نہ دینا اور ان کا اسی طرح تڑپ تڑپ کر مر جانا بطور قصاص تھا کیونکہ انھوں نے نبی ﷺ کے چرواہے کے ساتھ یعنی یہی ظالمانہ سلوک کیا تھا لہذا انھیں بدلہ دیا گیا جو فرض تھا۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى﴾ (البقرة ۲: ۱۷۸) ”تم پر مقتولوں میں برابری کا بدلہ لینا لکھ دیا گیا ہے۔“ قصاص برابری اور مماثلت کو کہا جاتا ہے لہذا اس پر کوئی اعتراض نہیں اور

۱- کتاب الطہارۃ ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

محدثین کے نزدیک اب بھی اگر قاتل نے مقتول کو وحشیانہ طریقے سے قتل کیا ہو تو قصاص کے حکم کے پیش نظر اور لوگوں کو عبرت لانے کی خاطر قاتل کو اسی طریقے سے قتل کیا جائے گا مگر بعض فقہاء (موالک و احناف) کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: [لَا قَوْدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ] (سنن ابن ماجہ، الديات، حدیث: ۲۶۶۸) یعنی قصاص صرف تلوار کے ایک وار سے لیا جائے گا، مگر یاد رہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ قصاص کے حکم کے خلاف ہے اور باب والی روایت قرآن کے موافق ہے اور سند اعلیٰ درجے کی ہے لہذا محدثین کی بات ہی صحیح ہے۔

۳۰۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهَبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي أَنَيْسَةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصْرَفٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَدِمَ أَعْرَابٌ مِنْ عَرَبِيَّةٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْلَمُوا، فَاجْتَوُوا الْمَدِينَةَ حَتَّى اصْفَرَّتْ أَلْوَانُهُمْ وَعَظَمَتْ بُطُونُهُمْ، فَبَعَثَ بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى لِقَاحٍ لَهُ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَحُّوا، فَقَتَلُوا رَاعِيَهَا وَاسْتَأْفُوا الْإِبِلَ فَبَعَثَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فِي طَلَبِهِمْ فَأَتِيَتْ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ. فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِأَنَسٍ - وَهُوَ يُحَدِّثُهُ هَذَا الْحَدِيثَ - : بِكُفْرٍ أَمْ بِذَنْبٍ؟ قَالَ: بِكُفْرٍ.

۳۰۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عربینہ قبیلے کے کچھ بدوی نبی ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے لیکن انھوں نے مدینے کی آب و ہوا کو ناموافق پایا حتیٰ کہ ان کے رنگ زرد ہو گئے اور ان کے پیٹ بڑھ گئے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنی دودھ والی اونٹنیوں میں بھیج دیا اور ان سے فرمایا: ”ان کا دودھ اور ان کا پیشاب پیئیں۔“ حتیٰ کہ وہ تندرست ہو گئے تو انھوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے، چنانچہ نبی ﷺ نے انھیں پکڑنے کے لیے آدمی بھیجے۔ وہ (پکڑ کر) لائے گئے تو آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور ان کی آنکھوں میں گرم مسالیاں پھیریں۔ امیر المؤمنین عبدالملک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا جب کہ وہ انھیں حدیث بیان کر رہے تھے (ان کی یہ سزا) کفر کی وجہ سے تھی یا گناہ کی وجہ سے؟ انھوں نے کہا: کفر کی وجہ سے۔

۳۰۷- قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: لَا نَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَنَسٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ


امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ طلحہ کے علاوہ کسی راوی نے اس



۱- کتاب الطہارۃ ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

اس نے وہ (سب کچھ) آپ کی پشت پر رکھ دیا۔ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کو اطلاع کی گئی جب کہ وہ چھوٹی لڑکی تھیں۔ وہ بھاگی بھاگی آئیں اور یہ گندگی آپ کی پشت سے ہٹا دی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو تین دفعہ فرمایا: ”اے اللہ! قریش کو ہلاک کر دے۔ یا اللہ! ابو جہل بن ہشام، شبیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط کو ہلاک کر دے۔“ حتیٰ کہ آپ نے سات قریشیوں کے نام لیے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ پر قرآن مجید نازل فرمایا! میں نے ان سب کو بدر کے دن ایک کنویں میں مردہ پڑے پایا۔

سَاجِدًا فَيَضَعُهُ - يَعْنِي عَلَى ظَهْرِهِ؟ - قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَانْبَعَثَ أَشْقَاهَا فَأَخَذَ الْفَرَسَ فَذَهَبَ بِهِ ثُمَّ أَمَهَلَهُ فَلَمَّا خَرَّ سَاجِدًا وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ فَأَخْبِرَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ جَارِيَةٌ فَجَاءَتْ تَسْعَى فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: «اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، «اللَّهُمَّ عَلَيْكَ يَا بِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَعُقْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَوَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ» حَتَّى عَدَّ سَبْعَةَ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَوَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرَغِي يَوْمَ بَدْرٍ فِي قَلْبٍ وَاحِدٍ.

 فوائد و مسائل: ① یہ خبیث رائے پیش کرنے والا ابو جہل تھا جسے بعضہم کہا گیا ہے اور عمل کرنے والا عقبہ بن ابی معیط تھا جسے أشقاهم سے موسوم کیا گیا ہے۔ ② امام صاحب نے اس روایت سے مأثور اللحم کے گوبر کے پاک ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اور یہ درست ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے باوجود نماز جاری رکھی بعد میں اعادہ بھی نہیں کیا حالانکہ بعد میں آپ کو یقیناً پتا چل گیا تھا کہ یہ فلاں چیز ہے۔ جو لوگ اسے پلید سمجھتے ہیں ان میں سے امام مالک رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ ایسی چیز اگر نماز کے اندر جسم یا کپڑے کو لگ جائے تو نماز مکمل کی جاسکتی ہے البتہ اگر نماز سے پہلے لگی ہو تو صفائی ضروری ہے لیکن امام نسائی رضی اللہ عنہ کا استدلال زیادہ قوی ہے۔ ③ نبی ﷺ کی مخالفت اگرچہ جرم ہے مگر کم از کم یہ ہدایت کا راستہ بند نہیں کرتی، مگر نبی کی گستاخی اور توہین مستقل طور پر ہدایت کا راستہ بند کر دیتی ہے۔ آپ کی گستاخی کرنے والے وہ سب کے سب کفر پر مرمے مگر محض مخالفت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب فرمادی۔ اہل اللہ سے کسی مسئلے میں اختلاف کیا جاسکتا ہے مگر ان کی گستاخی اللہ کی رحمت و توفیق سے محروم کر دیتی ہے۔ اہل علم کو یہ بات مد نظر رکھنی چاہیے۔ ④ جب ظالم کا ظلم حد سے بڑھ جائے تو اس کا نام لے کر بددعا کی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۱۹۳) - بَابُ الْبُرَاقِ يُصِيبُ

باب: ۱۹۳- کپڑے کو تھوک لگ جائے تو.....؟

الْتُّوبُ (التحفة ۱۹۳)

۱- کتاب الطہارۃ ..... طہارت سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۳۰۹- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ فَرَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ.

۳۰۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے اپنی چادر کا ایک کنارہ پکڑا اس میں تھوکا پھر کپڑے کو آپس میں مل دیا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ تھوک پاک ہے۔ ایک شاذ قول ہے کہ تھوک منہ سے نکلنے کے بعد پلید ہو جاتا ہے مگر یہ بلا دلیل ہے۔ ② کپڑے میں تھوک کر کپڑے کو آپس میں مل لینا مجلس میں تھوکنے کا مہذب طریقہ ہے۔ گندگی نہیں پھیلتی اور آدمی گنوار نہیں لگتا۔

۳۱۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ ابْنَ مِهْرَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْزُقُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ». وَإِلَّا فَبِزُقَ النَّبِيُّ ﷺ هَكَذَا فِي تَوْبِهِ وَدَلَكُهُ.

۳۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہو تو وہ اپنے آگے اور دائیں نہ تھوके بلکہ اپنے بائیں یا پاؤں کے نیچے تھوके۔“ ورنہ نبی ﷺ نے تو اس طرح اپنے کپڑے میں تھوک کر کپڑے کو آپس میں مل لیا تھا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① سامنے تھوکنے تو عام حالات میں بھی فتیح ہے۔ نماز میں تو انسان اپنے مالک حقیقی سے ہم کلام ہوتا ہے۔ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ سامنے ہے لہذا سامنے تھوکنے تو سخت گستاخی اور بدتہذیبی ہے۔ ② دائیں طرف تھوکنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ دائیں طرف فرشتہ رحمت ہوتا ہے۔ ③ بائیں طرف اس وقت تھوک سکتا ہے جب وہاں کوئی موجود نہ ہو ورنہ وہ اس کی دائیں جانب ہوگی۔ پاؤں کے نیچے بھی تب تھوک سکتا ہے جب مٹی یا ریت پر کھڑا ہو۔ اگر فرش ہے یا صاف وغیرہ کچھی ہے تو نیچے تھوکنے بھی منع ہے۔ اس وقت صرف آخری طریقہ قابل عمل ہوگا، یعنی کپڑے میں تھوکنے کا، جس کی طرف ورنہ کہہ کر اشارہ کیا گیا ہے۔ ④ ورنہ کے بعد نبی ﷺ کا فعل بیان کر کے اشارہ کیا گیا ہے کہ ورنہ ایسے کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے کیا تھا۔ آج کل

۳۰۹- أخرجه البخاري، الصلاة، باب حك البزاق باليد من المسجد، ح: ۴۰۵ من حديث إسماعيل بن جعفر به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۲۹۷. \* وحميد الطويل صرح بالسماع عند البخاري، ح: ۲۴۱.

۳۱۰- أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد... الخ، ح: ۵۵۰ من حديث محمد بن جعفر عن شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۹۸.



۱- کتاب الطہارۃ

تیم سے متعلق احکام و مسائل

کپڑے کے بجائے ٹشو پیپر کا استعمال بہت مناسب بدل ہے۔

(المعجم ۱۹۴) - بَابُ بَدْءِ التَّيْمِمْ

باب: ۱۹۴- تیمم کی ابتدا

(التحفة ۱۹۴)

۳۱۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ جب ہم بیداء یا ذات الحیش مقام پر پہنچے تو میرا ہار گر گیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تلاش کرنے کے لیے ٹھہر گئے۔ لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے جب کہ نہ وہاں پانی تھا اور نہ ان کے پاس پانی تھا۔ کچھ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور (شکایتاً) کہا: آپ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا ہے؟ انھوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو ٹھہرا لیا ہے جب کہ نہ تو یہاں پانی ہے اور نہ ان کے پاس پانی ہے۔ (یہ باتیں سن کر) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو رہے تھے۔ وہ آ کر کہنے لگے: تم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک رکھا ہے جب کہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ ان کے پاس پانی ہے۔ مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خوب ڈانٹا اور جو کہنا چاہا کہا اور وہ میرے پہلو میں کچھ کے مارنے لگے۔ میں حرکت کرنے سے صرف اس لیے رکی رہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سوئے رہے حتیٰ کہ بغیر پانی کے صبح ہو گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے تیمم والی آیت اتار دی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

۳۱۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ ذَاتِ الْحَيْشِ انْقَطَعَ عَقْدُ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ التَّمَاسِيهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَيَّ مَاءً وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَتَى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَيَّ مَاءً وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاصْبِعَ رَأْسَهُ عَلَيَّ فَخِذِي وَقَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَيَّ مَاءً وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَمَا مَنَعَنِي مِنَ التَّحْرُكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ فَخِذِي، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَيَّ غَيْرَ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ التَّيْمِمْ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: مَا

۳۱۱- أخرجه البخاري، التيمم، باب (۱)، ح: ۳۳۴، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ۳۶۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۵۳/۱، والكبرى، ح: ۲۹۹، ورواه البخاري، ح: ۳۶۷۲ عن قتبية به.



۱- کتاب الطہارۃ ..... تیمم سے متعلق احکام و مسائل

نہیں مگر نبی ﷺ نے مناسب نہ سمجھا کہ اللہ کا ذکر بلا طہارت کیا جائے۔ وضو کی گنجائش نہ تھی لہذا آپ نے تیمم فرمایا کہ یہ بھی مجبوری کے وقت ایک قسم کی طہارت ہے۔ اس سے احناف نے عید اور جنازے کے لیے تیمم کے جواز پر استدلال کیا ہے، مگر یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ ذکر کے لیے تو وضو شرط نہیں مگر جنازے اور عید کے لیے تو وضو شرط ہے۔ خیر امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود تو یہ ہے کہ تیمم صرف سفر ہی میں نہیں، گھر میں بھی جائز ہے اگر پانی نہ مل سکے یا بیماری کی وجہ سے پانی استعمال نہ کیا جاسکے۔

(المعجم ... ) - التَّيْمُ فِي الْحَضْرِ  
(التحفة ۱۹۶)

۳۱۳- حضرت عبدالرحمن بن ابزی سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: تحقیق میں جنبی ہو گیا اور پانی نہ پاسکا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نماز نہ پڑھ۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو یاد نہیں کہ ایک دفعہ میں اور آپ ایک لشکر میں تھے۔ ہم دونوں جنبی ہو گئے تو ہمیں پانی نہ ملا۔ آپ نے تو نماز نہ پڑھی لیکن میں اچھی طرح مٹی میں لوٹ پوٹ ہوا اور نماز پڑھ لی، پھر ہم نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے اتنا کافی تھا۔“ چنانچہ نبی ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر ان میں پھونک ماری، پھر ان دونوں کے ساتھ چہرے اور ہتھیلیوں کا مسح کیا..... سلمہ کو شک ہے انھیں یاد نہیں کہ..... (مسح) صرف ہتھیلیوں پر یا کہنیوں تک کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تمہیں ذمے دار بناتے ہیں اس (روایت) کا جس کے تم ذمے دار بنے ہو۔

۳۱۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ ذَرِّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ فَقَالَ: إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ قَالَ عُمَرُ: لَا تُصَلِّ، فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَمَا تَذَكُرُ إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدِ الْمَاءَ، فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكَ فِي التُّرَابِ فَصَلَّيْتُ، فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ» فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفْيَهُ - وَسَلَمَةُ شَكَّ، لَا يَدْرِي فِيهِ - إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ أَوْ إِلَى الْكَفَّيْنِ، فَقَالَ عُمَرُ: تَوَلَّيْتُكَ مَا تَوَلَّيْتُ.

۳۱۳- أخرجه البخاري، التيمم، باب التيمم هل ينفخ فيهما؟ ح: ۳۳۸، ۳۴۳، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ۱۱۲/۳۶۸ من حديث ذر به، ورواه أبو داود، ح: ۳۲۴ عن محمد بن بشار به.

۱- کتاب الطہارۃ

تیم سے متعلق احکام و مسائل

فوائد و مسائل: ① حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا مٹی میں لوٹ پوٹ ہونا ایک اجتہادی عمل تھا اور شاید اس بنا پر تھا کہ تیمم بھی غسل کی جگہ کفایت کر سکے گا جب وہ اس کی مثل ہو، یعنی پورے بدن پر مٹی لگے۔ ② اگر اجتہاد کرنے والے سے غلطی ہو جائے تو اسے ملامت نہیں کی جائے گی۔ ③ جو آدمی اپنے اجتہاد سے کوئی عمل کر لے اور بعد میں اسے معلوم ہو کہ اس کا عمل قرآن و سنت کے منافی تھا تو اس کے لیے اسے دوبارہ لوٹنا ضروری نہیں۔ ④ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تیمم صرف چہرے اور ہتھیلیوں تک ایک ضرب کے ساتھ ہے۔ دو ضرب اور کہنیوں تک کی روایات کلام سے خالی نہیں اس لیے محدثین نے ایک ضرب کے ساتھ ہتھیلیوں تک تیمم کو ترجیح دی ہے کیونکہ یہ صحیح ترین روایات ہیں۔ احناف نے دوسرے طریقے کو اختیار کیا ہے اور ان روایات کا جواب یہ دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ بتلایا ہے کہ وضو والا تیمم ہی غسل کے لیے کافی ہے۔ تیمم کا طریقہ بتلانا مقصود نہ تھا، مگر یہ بات قابل غور ہے کہ بیان کرنے والے صحابہ نے تو یہ مفہوم نہیں سمجھا۔ حاضرین کا فہم معتبر ہے یا غیر حاضرین کا؟ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں تطبیق دی ہے کہ ایک ضرب اور ہتھیلیوں تک تیمم کافی ہے البتہ دو ضرب کے ساتھ کہنیوں تک افضل اور مستحب ہے لیکن یہ تطبیق بھی محل نظر ہے کیونکہ استحباب اور افضلیت کے اثبات کے لیے صحیح دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ تیمم سے متعلق دیگر احکام و مسائل کے لیے دیکھیے: کتاب الغسل والتیمم کا ابتدائیہ۔ ⑤ حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما غسل کی جگہ تیمم کو کافی نہیں سمجھتے تھے، مگر یہ صرف ان کی احتیاط تھی ورنہ قرآن مجید میں آیت تیمم کے اندر جنابت سے بھی تیمم کی اجازت ہے۔ دیکھیے: (النساء: ۴۳: ۴۳ و المائدہ: ۵: ۶) ⑥ مذکورہ حدیث پر بعض نسخوں میں عنوان قائم نہیں کیا گیا کیونکہ اس سے پہلے والی حدیث پر بھی یہی عنوان قائم کیا گیا ہے جس سے یہ محض تکرار ہی محسوس ہوتی ہے۔

۳۱۴- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

کہ ایک دفعہ میں اونٹوں میں تھا کہ جنبی ہو گیا۔ مجھے پانی نہ ملا تو میں مٹی میں اچھی طرح لوٹ پوٹ ہوا جیسے جانور کرتا ہے پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ کو یہ بات بتائی۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے اس (جنابت) سے تیمم کافی تھا۔“

۳۱۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ خُفَافٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: أَجَنَبْتُ وَأَنَا فِي الْإِبِلِ فَلَمْ نَجِدْ مَاءً فَتَمَعَمَعْتُ فِي التُّرَابِ نَمَعَكَ الدَّابَّةِ فَآتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَجْزِيكَ مِنْ ذَلِكَ التَّيْمُمُ».

۳۱۴- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۶۳/۴، والحميدي، ح: ۱۴۵ من حديث أبي إسحاق به. \* أبو إسحاق عن عمار، ح: ۹۶، والحديث في الكبرى، ح: ۳۰۹، وله شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.


۱- کتاب الطہارۃ

(المعجم ۱۹۶) - بَابُ التَّيْمِمْ فِي السَّفَرِ

(التحفة ۱۹۷)

۳۱۵- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتِ اکھیش میں پڑاؤ ڈالا جب کہ آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ ان کا ایک ہار جو ظفار کے گلوں کا تھا، وہ ٹوٹ گیا۔ لوگ اس ہار کی تلاش میں روک لیے گئے حتیٰ کہ فجر روشن ہو گئی۔ لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ناراض ہوئے اور فرمایا: تم نے سب لوگوں کو روک رکھا ہے جب کہ ان کے پاس پانی نہیں ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مٹی کے ساتھ تیمم کی رخصت نازل فرمادی۔ تمام مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اٹھے اور زمین پر اپنے ہاتھ مارے۔ پھر انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کوئی مٹی وغیرہ نہیں جھاڑی، سو انہوں نے اپنے چہروں اور بازوؤں کو کندھوں تک اور اپنی ہتھیلیوں سے بظلوں تک ہاتھ پھیر لیے۔

۳۱۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَمَّارٍ قَالَ: عَرَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَوْلَادِ الْجَيْشِ وَمَعَهُ عَائِشَةُ زَوْجَتُهُ فَانْقَطَعَ عِقْدُهَا مِنْ جَزَعِ ظِفَارٍ، فَخَبَسَ النَّاسُ فِي ابْتِغَاءِ عِقْدِهَا ذَلِكَ حَتَّى أَضَاءَ الْفَجْرُ وَلَيْسَ مَعَ النَّاسِ مَاءٌ، فَتَعَيَّظَ عَلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: حَبَسَتِ النَّاسَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ رُخْصَةً التَّيْمِمْ بِالصَّعِيدِ قَالَ: فَقَامَ الْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَضَرَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْأَرْضَ ثُمَّ رَفَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَلَمْ يَنْفُضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا، فَمَسَحُوا بِهَا وَجُوهَهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَمِنْ بَطُونِ أَيْدِيَهُمْ إِلَى الْأَبَاطِ.

 فوائد و مسائل: ① یہ روایت پیچھے گزر چکی ہے (دیکھیے روایت: ۳۱۱) ”مٹی وغیرہ نہیں جھاڑی“ مٹی جھاڑنا ضرورت کی بنا پر ہے، یعنی اگر مٹی زیادہ لگ جائے تو پھونک مار کر یا دونوں ہاتھوں کو آپس میں ٹکرا کر زائد مٹی گرا دی جائے اور اگر مٹی مناسب لگی ہے تو پھونک مارنا یا مٹی جھاڑنا بے فائدہ ہے۔ بہر صورت مٹی جھاڑنا تیمم کا حصہ نہیں۔ ② کندھوں اور بظلوں تک تیمم کرنا باقی روایات کے خلاف ہے اس لیے بعض محققین نے مسح میں

۳۱۵- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب التيمم، ح: ۳۲۰ عن محمد بن يحيى النيسابوري به، وهو في الكبرى، ح: ۳۰۰، وذكر كلاماً.

۱- کتاب الطہارۃ

تیمم سے متعلق احکام و مسائل

کنڈھوں، بغلوں اور کہنیوں تک مسح کرنے کو صحیح نہیں کہا بلکہ ان الفاظ کو شاذ قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح سنن أبي داود للألبانی، رقم: ۳۲۲، ۳۲۵، و صحیح سنن النسائی، رقم: ۳۱۵) بعض لوگوں نے اپنے طور پر ایسا کر لیا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ایسا منقول نہیں اور یہ کام بھی نزول حکم کے بعد پہلی بار تیمم کرتے ہوئے کیا گیا تھا جب کہ بعد میں اس کا طریقہ سنت نبوی سے متعین ہو گیا۔

(المعجم ۱۹۷) - الْأَخْتِلَافُ فِي كَيْفِيَّةِ التَّيْمُمِ (التحفة ۱۹۸)  
باب: ۱۹۷- تیمم کی کیفیت میں اختلاف کا بیان

۳۱۶- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مٹی سے تیمم کیا۔ ہم نے اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کنڈھوں تک مٹی لگائی۔

۳۱۶- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمَارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: تَيَّمَّمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالتُّرَابِ، فَمَسَحْنَا بِوُجُوهِنَا وَأَيْدِينَا إِلَى الْمَتَاكِيبِ.

باب: ۱۹۸- تیمم کی ایک اور صورت اور ہاتھوں پر پھونک مارنا

۳۱۷- حضرت عبدالرحمن بن ابزلی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھے۔ ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! بسا اوقات ہم آپ ایک دو دو مہینے گزار دیتے ہیں اور پانی نہیں ملتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں تو جب پانی نہیں پاتا

(المعجم ۱۹۸) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّيْمُمِ وَالتَّنْفُخِ فِي التَّيْمُمِ (التحفة ۱۹۹)

۳۱۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيزَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيزَى قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَأَتَاهُ

۳۱۶- [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في التيمم، ح: ۵۶۶ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۳۰۱.

۳۱۷- [صحیح] تقدم، ح: ۳۱۳، وهو في الكبرى، ح: ۳۰۲، بعض ذراعيه، أي كفيه كما صرح في الإسنيد الأخرى، وانظر الحديث الآتي.

## ۱- کتاب الطہارۃ

تیم سے متعلق احکام و مسائل

نماز نہیں پڑھتا حتیٰ کہ پانی پالوں۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو یاد ہے کہ جب آپ فلاں جگہ میں تھے اور ہم اونٹ چرارہے تھے تو آپ کو علم ہے کہ ہم جنبی ہو گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! چنانچہ میں تو مٹی میں خوب لتھڑا تھا، پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ ہنسے اور فرمایا: ”تحقیق تھے (اتنی ہی) مٹی کافی تھی!“ یہ کہہ کر آپ نے زمین پر ہتھیلیاں ماریں، پھر ان میں بھونکا، پھر وہ ہاتھ اپنے چہرے اور کچھ بازوؤں پر مل لیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے عمار! اللہ سے ڈر۔ عمار نے کہا: امیر المؤمنین! اگر آپ چاہیں تو میں یہ واقعہ ذکر نہ کروں۔ انہوں نے فرمایا: نہیں، ہم تمہیں ذمے دار بناتے ہیں اس چیز کا جس کے تم ذمے دار بنے ہو۔

رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! رَبَّمَا نَمَكْتُ الشَّهْرَ وَالشَّهْرَيْنِ وَلَا نَجِدُ الْمَاءَ فَقَالَ عُمَرُ: أَمَا أَنَا إِذَا لَمْ أَجِدِ الْمَاءَ لَمْ أَكُنْ لِأُصَلِّي حَتَّى أَجِدَ الْمَاءَ، فَقَالَ عَمَّارُ ابْنُ يَاسِرٍ: أَتَذْكُرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! حَيْثُ كُنْتُ بِمَكَانٍ كَذَا وَكَذَا وَنَحْنُ نَرَعَى الْإِلِيلَ، فَتَعَلَّمُ أَنَا أَجَنَّبْنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَّا أَنَا فَتَمَرَعْتُ فِي الثَّرَابِ فَأَتَيْتَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ فَقَالَ: «إِنْ كَانَ الصَّعِيدُ لَكَافِيكَ» وَضَرَبَ بِكَفَّيْهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ وَبَعْضَ ذِرَاعَيْهِ فَقَالَ: إِنَّتِي اللَّهُ يَا عَمَّارُ! فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنْ شِئْتَ لَمْ أَذْكُرْهُ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ نُوَلِّيكَ مِنْ ذَلِكَ مَا تَوَلَّيْتَ.

باب: ۱۹۹- تیم کی ایک اور صورت

(المعجم ۱۹۹) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّيْمِ

(التحفة ۲۰۰)

۳۱۸- حضرت عبدالرحمن بن ابزلی سے روایت ہے کہ کسی آدمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے تیم کے بارے میں پوچھا تو ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کہیں؟ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا آپ کو یاد ہے جب ہم ایک لشکر میں تھے تو میں جنبی ہو گیا تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہوا، پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا: ”تمہیں صرف اس طرح کافی تھا۔“

۳۱۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا بِهِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرِّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ التَّيْمِ فَلَمْ يَذَرِ مَا يَقُولُ، فَقَالَ عَمَّارُ: أَتَذْكُرُ حَيْثُ كُنَّا فِي سَرِيَّةٍ، فَأَجَنَّبْتُ فَتَمَعَكْتُ فِي الثَّرَابِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱- کتاب الطہارۃ ..... تیمم سے متعلق احکام و مسائل

فَقَالَ: «إِنَّمَا يَكْفِيكَ هَكَذَا». وَضَرَبَ شُعْبَةَ بِيَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَخَ فِي يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيهِ مَرَّةً وَاحِدَةً.

اور شعبہ نے اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر مارے اور دونوں ہاتھوں میں پھونکا، پھر انھیں چہرے اور ہتھیلیوں پر ایک دفعہ مل لیا۔

(المعجم ... ) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّيْمُمِ

(التحفة ۲۰۰) - ألف

۳۱۹- حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر سے منقول ہے؛

انہوں نے کہا: ایک آدمی جنبی ہو گیا، چنانچہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: تحقیق میں جنبی ہو گیا اور پانی نہ پاسکا۔ انہوں نے فرمایا: تو نماز نہ پڑھ۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں کہ ہم ایک لشکر میں تھے تو ہم جنبی ہو گئے۔ آپ نے تو نماز نہ پڑھی لیکن میں اچھی طرح مٹی میں لتھڑا اور نماز پڑھ لی۔ پھر میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میں نے یہ بات آپ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ”تجھے اتنا کافی تھا۔“ (شعبہ (راوی) حدیث) نے اپنی ہتھیلی ایک دفعہ زمین پر ماری، پھر اس میں پھونک ماری، پھر ایک کو دوسری سے ملا، پھر انھیں اپنے چہرے پر مل لیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ ذکر کیا جو میں نہیں جانتا تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اگر آپ کہیں تو میں یہ حدیث بیان نہ کروں۔

سلمہ (راوی) نے ابومالک سے اس سند میں کچھ بیان کیا ہے۔ اور سلمہ نے یہ الفاظ زیادہ کہے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا: ہم تمہیں اس چیز کا ذمے دار

۳۱۹- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ:

حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، سَمِعْتُ ذُرًّا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ أَبِي، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَسَمِعَهُ الْحَكَمُ عَنْ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: أَجْنَبَ رَجُلٌ فَأَتَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ، قَالَ: لَا تُصَلِّ، قَالَ لَهُ عَمَّارٌ: أَمَا تَذَكَّرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا، فَأَمَا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَا أَنَا فَإِنِّي تَمَعَّكُتُ فَصَلَّيْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ» وَضَرَبَ شُعْبَةُ بِكَفِّهِ ضَرْبَةً وَنَفَخَ فِيهَا، ثُمَّ ذَلِكَ إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَى، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، فَقَالَ عُمَرُ شَيْئًا لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ لَا حَدَّثُهُ.

وَذَكَرَ شَيْئًا سَلَمَةُ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي مَالِكٍ، وَزَادَ سَلَمَةُ قَالَ: بَلْ نُوَلِّيكَ مِنْ ذَلِكَ مَا تَوَلَّيْتُ.



تیم سے متعلق احکام و مسائل

۱- کتاب الطہارۃ

بناتے ہیں جس کے تم ذمے دار بنے ہو۔

باب: ۲۰۰- ایک اور صورت

(المعجم ۲۰۰) - نَوْعٌ آخَرَ (التحفة ۲۰۱)

۳۲۰- حضرت عبدالرحمن بن ابزئی سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں جنبی ہو گیا ہوں اور مجھے پانی نہیں ملتا۔ انھوں نے فرمایا: تو نماز نہ پڑھ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو یاد نہیں کہ جب میں اور آپ ایک لشکر میں تھے چنانچہ ہم دونوں جنبی ہو گئے اور ہم پانی نہ پاسکے۔ آپ نے نماز نہ پڑھی، لیکن میں اچھی طرح مٹی میں لوٹ پوٹ ہوا پھر نماز پڑھ لی۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو میں نے آپ سے یہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے اتنا کافی تھا۔“ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے پھر ان میں پھونک ماری اور انھیں اپنے چہرے اور ہتھیلیوں پر مل لیا۔۔۔۔۔ سلمہ راوی کو شک ہے اور اس نے کہا: میں نہیں جانتا کہ (میرے شیخ ذر نے) اس میں..... کہنیوں تک کہا یا ہتھیلیوں تک۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تمہیں اس چیز کا ذمہ دار بناتے ہیں جس کے تم ذمہ دار بنے ہو۔ شعبہ نے کہا: (سلمہ راوی) کہتے تھے کہ ہتھیلیوں چہرے اور کہنیوں کا مسح کیا۔ (یہ سن کر) منصور نے ان سے کہا: (غور کرو) تم کیا کہہ رہے ہو؟ تحقیق کہنیوں (پر مسح کرنے) کا ذکر تمہارے سوا کوئی نہیں کرتا۔ پھر سلمہ کو شک ہوا تو اس نے کہا: میں نہیں جانتا کہ اس (ذر) نے

۳۲۰- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ وَسَلَمَةَ عَنْ ذَرِّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَقَالَ عُمَرُ: لَا تُصَلِّ. فَقَالَ عَمَّارٌ: أَمَا تَذَكُرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا، فَلَمْ نَجِدْ مَاءً، فَأَمَا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَا أَنَا فَتَمَعَّكَتُ فِي التُّرَابِ ثُمَّ صَلَّيْتُ، فَلَمَّا أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا يَكْفِيكَ» وَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيهِمَا فَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَيْهِ - شَكَ سَلَمَةُ وَقَالَ: لَا أَدْرِي قَالَ فِيهِ: - إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ أَوْ إِلَى الْكَفَّيْنِ، قَالَ عُمَرُ: نُوَلِّكَ مِنْ ذَلِكَ مَا تَوَلَّيْتُ، قَالَ شُعْبَةُ: كَانَ يَقُولُ الْكَفَّيْنِ وَالْوَجْهَ وَالذَّرَاعَيْنِ فَقَالَ لَهُ مَنْصُورٌ: مَا تَقُولُ؟ فَإِنَّهُ لَا يَذَكُرُ الذَّرَاعَيْنِ أَحَدٌ غَيْرُكَ، فَشَكَ سَلَمَةُ فَقَالَ: لَا أَدْرِي ذَكَرَ الذَّرَاعَيْنِ أَمْ لَا.

۳۲۰- [صحیح] مقدم، ح: ۳۱۳، وهو فی الكبرى، ح: ۳۰۳.

۱- کتاب الطہارۃ

تیم سے متعلق احکام و مسائل

کہنیوں کا ذکر کیا نہیں۔

باب: ۲۰۱- جنبی کا تیمم

(المعجم ۲۰۱) - بَابُ تَيْمُمِ الْجَنْبِ

(التحفة ۲۰۲)

۳۲۱- حضرت شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ نے سنا نہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام پر بھیجا۔ میں جنبی ہو گیا اور میں پانی نہ پاسکا تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہوا اور پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تجھے اتنا کافی تھا کہ تو ایسے کر لیتا۔“ پھر آپ نے اپنے ہاتھ زمین پر ایک دفعہ مارے پھر دونوں ہتھیلیوں کو ملا۔ پھر انھیں جھاڑا۔ پھر بائیں ہاتھ کو دائیں اور دائیں کو بائیں پر ملا۔ اس طرح اپنی ہتھیلیوں اور چہرے پر انھیں پھیرا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کہا: کیا تجھے علم نہیں کہ حضرت عمر نے حضرت عمار کی بات پر قناعت نہ کی۔

۳۲۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَوْ لَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ، فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ بِالصَّعِيدِ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هَكَذَا» وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ ضَرْبَةً فَمَسَحَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَضَهُمَا، ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ وَيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ عَلَى كَفَّيْهِ وَوَجْهِهِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَوْ لَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ.

فوائد و مسائل: ① حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما جنبی کے لیے تیمم کو کافی نہیں سمجھتے تھے جب کہ حضرت عمار اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم تیمم کو غسل کی جگہ بھی کافی سمجھتے تھے۔ اس تناظر میں مندرجہ بالا مکالمہ ہوا۔ ② اگرچہ اس روایت میں ذکر نہیں، مگر اس سے قبل تمام روایات میں یہ صراحت ہے کہ جنابت والا واقعہ حضرت عمر اور عمار رضی اللہ عنہما دونوں کو پیش آیا تھا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اس واقعے کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کیا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ واقعہ یاد نہ آسکا، اس لیے انھیں اطمینان نہ ہوا اور وہ اپنے موقف پر قائم رہے مگر جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ان کی جلالت کے پیش نظر اس واقعے کی روایت سے دست بردار ہونے کی پیشکش

۳۲۱- أخرجه البخاري، التيمم، باب: التيمم ضربة، ح: ۳۴۷، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ۳۶۸ من حديث أبي معاوية به، وهو في الكبرى، ح: ۳۰۸.

۱- کتاب الطهارة ..... تیمم سے متعلق احکام و مسائل

کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ پسند نہ فرمایا بلکہ فرمایا: ”تم اپنی ذمے داری پر بیان کرو۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد یہ اختلاف ختم ہو گیا۔ اب امت مسلمہ کا متفقہ موقف ہے کہ جنبی کو پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم ہی کافی ہے۔  
 ⑤ امام نسائی رضی اللہ عنہ نے یہ روایت متعدد دفعہ بیان کی ہے جس میں الفاظ کا معمولی فرق ہے۔ کہیں اختصار بھی ہے۔ تمام روایتوں کو ملانے سے واقعے کی جو صورت بنتی ہے اور جس کی تفصیل اس روایت میں بھی ہے وہی اصل ہے۔ ہر کثرت طرق والی روایت سے استدلال کا یہی درست طریقہ ہے۔

(المعجم ۲۰۲) - بَابُ التَّيْمُمِ بِالصَّعِيدِ  
 (التحفة ۲۰۳) باب: ۲۰۲- تیمم مٹی سے ہونا چاہیے

۳۲۲- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ: «يَا فُلَانُ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ؟» فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَصَابَتْ بَنِي جَنَابَةَ وَلَا مَاءَ قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ».

۳۲۲- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو الگ بیٹھے دیکھا جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی تو آپ نے فرمایا: ”اے فلاں! لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے تجھے کون سی چیز مانع تھی؟“ تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں جنبی ہو گیا ہوں اور پانی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”مٹی استعمال کر (تیمم کر لے) یہ تجھے کافی ہے۔“

☀️ فائدہ: تیمم کن چیزوں سے کیا جا سکتا ہے؟ اس مسئلے کی تفصیل کے لیے کتاب الغسل والتیمم کا ابتدائیہ دیکھیے۔

(المعجم ۲۰۳) - بَابُ الصَّلَوَاتِ بِتَيْمُمٍ  
 (التحفة ۲۰۴) وَاحِدٍ باب: ۲۰۳- ایک تیمم کے ساتھ کئی نمازیں

۳۲۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ

۳۲۳- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پاک مٹی مسلمان کے لیے ذریعہ کھہارت

۳۲۲- أخرجه البخاري، التيمم، باب (۹)، ح: ۳۴۸ من حديث عبدالله بن المبارك، ومسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفاتنة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ۶۸۲ من حديث أبي رجاء العطاردي به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۳۱۰.

۳۲۳- [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب [ما جاء في] التيمم للجنب... الخ، ح: ۱۲۴ من حديث سفیان

۱- کتاب الطهارة

تیم سے متعلق احکام و مسائل

أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِينَ».

☀️ فوائد و مسائل: ① طیب کا لفظ دلیل ہے کہ جس مٹی سے تیمم مقصود ہے وہ پاک ہونی چاہیے۔ ② تیمم بھی پانی نہ ملنے کی صورت میں وضو کا ہم مرتبہ ہے لہذا جب تک تیمم قائم ہے اور پانی نہیں ملتا اس کے ساتھ کئی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں اور یہ حدیث اس کی دلیل ہے جب کہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ تیمم مجبوری کی طہارت ہے۔ مجبوری والی چیز ضرورت کے بعد ختم ہو جاتی ہے لہذا جب نماز پڑھی گئی تو مجبوری ختم ہو گئی لہذا تیمم بھی ختم۔ نئی نماز کے وقت دوبارہ پانی تلاش کیا جائے گا نہ ملے تو پھر تیمم کیا جائے گا۔ لیکن ایک نماز پڑھنے کے بعد تیمم کے ختم ہونے کی کوئی صریح صحیح دلیل موجود نہیں، صرف عقلی باتیں ہیں جب شریعت نے مجبوری کے باعث رخصت دی ہے اور کوئی حد بندی بھی نہیں کی تو ہم کون ہو سکتے ہیں کہ فقہی موٹوگانوں اور قیاس آرائیوں کی بنا پر اس عظیم رخصت کو کالعدم قرار دیں۔ ہاں! اس بات سے تو انکار نہیں کہ دوسری نماز کے وقت پانی کے عدم وجود کے تحقق کے بعد ہی نماز پڑھی جائے گی یا قطعی ذرائع سے یہ معلوم ہو چکا ہو کہ پانی دستیاب نہیں ہے اور نہ اس کا حصول ممکن ہے۔

باب: ۲۰۴- جو آدمی پانی پائے نہ مٹی (تو کیا کرے؟)

(المعجم ۲۰۴) - بَابُ: فَيَمْنَنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَلَا الصَّعِيدَ (التحفة ۲۰۵)

۳۲۴- أَحْبَبْنَا إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت اسید بن حنظلہ اور کچھ دوسرے لوگوں کو عائشہ کے ہار کی تلاش میں بھیجا جسے وہ اپنی منزل میں بھول گئی تھیں۔ نماز کا وقت ہو گیا جب کہ ان

الثوري، وأبوداود، الطهارة، باب الجنب يتيمم، ح: ۳۳۲ من حديث أبي قلابة به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۳۱۱، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۹۲، وابن حبان، والحاكم: ۱/۱۷۶، ۱۷۷، والذهبي وغيرهم، وله شاهد من حديث أبي هريرة رضي الله عنه.

۳۲۴- أخرجه البخاري، التيمم، باب إذا لم يجد ماء ولا تراباً، ح: ۳۳۶ وغيره، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ۱۰۹/۳۶۷ من حديث هشام به، وأبوداود، الطهارة، باب التيمم، ح: ۳۱۷ من حديث أبي معاوية به، وهو في الكبرى، ح: ۳۱۲.

۱- کتاب الطہارۃ

تیم سے متعلق احکام و مسائل

(لوگوں) کا وضو نہیں تھا۔ وہ پانی نہ پاسکے تو انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی۔ پھر انہوں نے اس بات کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ سے کیا تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتا ردی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کہنے لگے: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اللہ کی قسم! جب بھی آپ کو کوئی ایسا معاملہ پیش آیا جسے آپ پسند نہ کرتی ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ کے لیے اور دوسرے مسلمانوں کے لیے خیر رکھ دی۔

قَلَادَةٌ كَانَتْ لِعَائِشَةَ نَسِيَتْهَا فِي مَنْزِلٍ نَزَلَتْهُ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةَ وَلَيْسُوا عَلَى وُضُوءٍ وَلَمْ يَجِدُوا مَاءً، فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضُوءٍ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ التَّيْمُمِ. قَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا، فَوَاللَّهِ! مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ تَكْرَهِيْنَهُ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ وَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ خَيْرًا.

☀️ فوائد و مسائل: ① امام صاحب کا استدلال یہ ہے کہ صحابہ نے پانی نہ ملنے کی صورت میں بلا وضو نماز پڑھی اور آپ نے انکار نہیں فرمایا۔ اب تیمم کا حکم آنے کے بعد اگر مٹی بھی نہ ملے تو صحابہ کے طرز عمل کی روشنی میں وضو اور تیمم کے بغیر نماز پڑھ لیں گے اور یہ مسلک ہے امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما کا، البتہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ پانی یا مٹی ملنے پر نماز دہرائی ہوگی، لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ اسی کو کافی سمجھتے ہیں۔ اور یہی موقف درست ہے۔ اس کے بخلاف امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما اس صورت میں نماز نہ پڑھنے کے قائل ہیں۔ جب پانی یا مٹی ملے پھر نماز پڑھی جائے گی، جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو پڑھ لی تھی اور نبی اکرم ﷺ نے اس پر انہیں برقرار بھی رکھا۔ امام مالک وقت کے بعد ضروری نہیں سمجھتے۔ ② یہ حدیث پیچھے بھی گزری ہے، مگر اس میں بلا وضو نماز پڑھنے کا ذکر نہیں۔ (دیکھیے حدیث: ۳۱۱)

۳۲۵- حضرت طارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جنبی ہو گیا (اور اسے پانی نہ ملا) تو اس نے نماز نہ پڑھی۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ”تو نے ٹھیک کیا۔“ ایک اور آدمی جنبی ہو گیا تو اس نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ وہ آپ کے پاس آیا تو اسے بھی آپ نے وہی کہا جو دوسرے کو کہا تھا، یعنی تو نے ٹھیک کیا۔

۳۲۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا أُمِّيَّةُ بِنْتُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنَّ مَخْبَرًا قَا أَخْبَرَهُمْ عَنْ طَارِقٍ: أَنَّ رَجُلًا أَخْتَبَ فَلَمْ يُصَلِّ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: «أَصَبْتَ»، فَأَجْنَبَ رَجُلٌ آخَرَ فَتَيَمَّمَ وَصَلَّى، فَأَتَاهُ فَقَالَ نَحْوُ مَا قَالَ لِلْآخِرِ - يَعْنِي أَصَبْتَ - .

۳۲۵- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/ ۳۱۵ من حديث شعبة عن مخارق بن عبدالله الأحمسي عن طارق بن

## ۱- کتاب الطہارۃ

تیم سے متعلق احکام و مسائل

فوائد و مسائل: ① ”نماز نہ پڑھی“ اسے تیمم کا حکم معلوم نہ ہوگا، یا اس کا یہ عمل تیمم کی مشروعیت سے پہلے کا ہے کیونکہ حدیث: ۳۲۱ میں گزرا ہے کہ ایک آدمی جنابت کی حالت میں تھا اور لوگوں سے الگ ہو کر بیٹھا تھا تو آپ ﷺ نے اسے پانی نہ ہونے کی وجہ سے مٹی سے تیمم کرنے کا حکم دیا۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ صحیح شرعی مسئلہ یہی ہے کہ پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کر لیا جائے جیسا کہ دوسرے آدمی نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی تھی اور آپ نے اسے درست قرار دیا ہے۔ رہا پہلا آدمی تو اسے بھی یہی چاہیے تھا لیکن چونکہ اسے علم نہ تھا یا ابھی تک تیمم کی مشروعیت نازل نہیں ہوئی تھی تو اسے چاہیے تھا کہ ایسی حالت میں نماز پڑھ لیتا جیسا کہ گزشتہ حدیث میں آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بلا وضو اور بلا تیمم نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے انھیں برقرار بھی رکھا، لہذا ایسی حالت میں نماز نہ پڑھنا اس کا ذاتی اجتہاد تھا جس کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے اُصْبَتْ کہہ کر اس کی حوصلہ افزائی فرمادی، مراد یہ ہے کہ تجھے اس اجتہاد کا ایک اجر ملے گا۔ یہ قطعاً مراد نہیں کہ تم دونوں ہی حق پر ہو کیونکہ حقیقت میں حق پر وہی ہوگا جو اصل شرعی رخصت یا حکم کے مطابق عمل کرے گا۔ اور یہ حقیقت اس وقت بالکل واضح ہوگی جب صحیح دلیل موجود ہو لہذا دو اختلاف کرنے والے مجتہدوں کو بیک وقت حق پر نہیں کہا جاسکتا، یقیناً ایک خطا کار ہوگا۔ ② امام نسائی رضی اللہ عنہ کا اس حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بعد ذکر کرنے کا مقصد یہ لگتا ہے کہ یہ مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، لہذا حدیث عائشہ اور اس حدیث کے درمیان کوئی تعارض نہیں بنتا۔ واللہ اعلم۔ یعنی آدمی کو اسی حالت میں نماز پڑھ لینی چاہیے اگرچہ پانی اور تیمم کے لیے مٹی نہ بھی ملے، لیکن دلائل کی رو سے یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے۔ ③ اس حدیث سے پتا چلا کہ عہد نبوی میں بھی اجتہاد ہوتا رہا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس نے بعد لصوص کی تلاش بھی جاری رکھی جائے اور جب مجتہد کے لیے حق ثابت ہو جائے اور صحیح دلیل مل جائے تو اسے اپنے سابقہ اجتہاد اور موقف کو ترک کر دینا چاہیے۔





## پانی سے متعلق احکام و مسائل

امام نسائی رحمہ اللہ طہارت سے متعلق احکام و مسائل بیان کرتے ہوئے یہاں پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام و مسائل بیان کرنا چاہتے ہیں کہ کون سا پانی پاک ہے، کس پانی سے حدث اور نجاست دور ہو سکتی ہے، کس جانور کا جوٹھا پانی پاک ہے اور کس کا ناپاک، غسل جنابت میں میاں بیوی ایک دوسرے کا بچا ہوا پانی استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں، کس قدر پانی غسل اور وضو کے لیے کفایت کر سکتا ہے، کنویں کا پانی پاک ہے یا ناپاک، قلیل اور کثیر پانی کی تحدید برف اور اولوں کے پانی سے وضو کا حکم اور حائضہ عورت کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ ہم نے قارئین کی سہولت کے پیش نظر انھی مسائل کو یکجا کر کے ذیل میں قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اور ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں انسانی فطرت سلیمہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی انسان کو مکلف بنایا گیا ہے۔ دین اسلام کا امتیازی وصف طہارت و نظافت اور صفائی ستھرائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم اور اس کی ترغیب دی ہے اور اسے اپنانے والوں سے محبت کا اظہار فرمایا ہے۔ ارشاد الہی ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (البقرة ۲: ۲۲۲) ”اللہ تعالیٰ خوب توبہ کرنے اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“ نیز فرمایا: ﴿وَيَتَابَكَ فِطْرَهُ﴾



۲- کتاب المیاء ..... پانی سے متعلق احکام و مسائل

وَالرَّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۵۴﴾ (المدن ۴: ۵۴) ”(اے نبی!) اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے اور گندگی سے دور رہیے۔“ نیز ایک دوسرے مقام پر طہارت و نظافت اور پاکی اختیار کرنے والوں کی تعریف اور مدح کرتے ہوئے فرمایا: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ﴾ (التوبة ۹: ۱۰۸) ”اس (بستی) قباء) میں ایسے آدمی ہیں جو خوب طہارت حاصل کرنا پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اچھی طرح پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کا حکم اور اس کی ترغیب دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ] (صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: ۹۱) ”اللہ تعالیٰ انتہائی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔“ نیز آپ نے فرمایا: [الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ] (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۲۳) ”طہارت اور پاکیزگی نصف ایمان (یا ایمان کا ایک حصہ) ہے۔“ دین اسلام کے نزدیک انتہائی اہمیت کی حامل شئی..... طہارت و پاکیزگی..... صرف اور صرف پانی سے یا پانی کی عدم موجودگی یا پانی کے استعمال پر عدم قدرت کی صورت میں مٹی سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ﴿وَيُنزِلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ﴾ (الأنفال ۱۱: ۸) ”اور آسمان سے تمہارے لیے پانی نازل فرمایا تاکہ تمہیں اس کے ذریعے سے پاک کر دے۔“ نیز فرمایا: ﴿فَلَمَّ تَجَدَّوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (النساء ۴: ۴۳) ”اگر تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔“ بنا بریں ان دلائل کی رو سے طہارت اور پاکیزگی عموماً پانی ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ تو جہاں شریعت اسلامیہ نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ طہارت اور پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ پانی ہے، وہاں اس کے استعمال کرنے کا طریقہ بھی بیان کیا ہے۔ اور دیگر امور کی طرح اس کے احکام و مسائل بھی مکمل طور پر بیان فرمائے ہیں اور اس کے استعمال میں افراط و تفریط سے منع فرمایا ہے۔

ہمارے ہاں وضو اور غسل یا دیگر کاموں میں پانی استعمال کرتے ہوئے بے جا اسراف کیا جاتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ کی بابت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک مد، یعنی تقریباً آدھا کلو پانی سے وضو اور ایک صاع، یعنی تقریباً دو ڈھائی کلو پانی سے غسل جنابت فرما لیا کرتے تھے۔ دیکھیے:

## ۲- کتاب المیاء ..... پانی سے متعلق احکام و مسائل

(صحیح مسلم، الحیض، حدیث: ۳۲۶) نیز ایک دوسری روایت میں جب صحابی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مد سے وضو اور ایک صاع سے غسل کر لیا کرتے تھے تو ایک آدمی نے کہا: پانی کی اتنی مقدار ہمارے لیے کافی نہیں۔ تو صحابی رسول نے کہا: اتنا پانی ان کو تو کافی ہوتا تھا جو تجھ سے افضل تھے اور ان کے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، الطہارۃ، حدیث: ۲۷۰) یہ الگ بات ہے کہ اس سے زیادہ پانی بھی ضرورت کے پیش نظر استعمال کرنا جائز ہے لیکن کوشش یہی ہونی چاہیے کہ پانی کا ضیاع نہ ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے واضح ہے۔

طہارت و نظافت اگرچہ اسلام کا امتیازی وصف ہے لیکن اسے اختیار کرتے ہوئے بھی دیگر مسائل کی طرح افراط و تفریط کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ ان فرمودات پر عمل پیرا ہونے سے ایک تو ہمارے معاشرتی مسائل کم ہوں گے، مثلاً: واسا کے مسائل کہ آئے دن پانی کی نکاسی ہمارے لیے مسئلہ بنی ہوئی ہے اور دوسری بات یہ کہ نبی اکرم ﷺ کے طریقے پر عمل بھی ہو جائے گا۔ ذیل میں اسی پانی سے متعلق دیگر اہم احکام و مسائل بیان کیے گئے ہیں تاکہ قارئین طہارت و پاکیزگی حاصل کرتے ہوئے انھیں مد نظر رکھیں۔

\* پانی کی لغوی و اصطلاحی تعریف: لغوی تعریف: ماء کی جمع مِیَاةٌ اور اُمُوَاةٌ آتی ہے اور اس کی تصغیر مُوِیَہ آتی ہے۔ بدوی عربوں نے اس کی صورت بگاڑ کر مُوِیَہ کر دی ہے۔ اصطلاحی تعریف: [الْمَاءُ جِسْمٌ لَطِيفٌ سَائِلٌ بِهٖ حَیَاةٌ کُلُّ نَامٍ] ”پانی ایک ایسا سیال مادہ ہے جس پر ہر نشوونما پانے اور بڑھنے والی چیز کی زندگی کا دار و مدار اور انحصار ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الفقهية: ۳۹/۳۵۲)

\* پانی کی اقسام: پانی کی چار اقسام ہیں: ① ماء مطلق ② ماء مستعمل ③ ماء مسخن (گرم پانی) ④ ماء مختلط۔

① ماء مطلق: اس سے مراد عام پانی ہے جو اپنے قدرتی اور پیدائشی وصف پر برقرار ہو اس میں کسی چیز کی ملاوٹ اور آمیزش نہ ہو۔ اس پانی کی بابت فقہاء کا اجماع ہے کہ یہ پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ دیکھیے: (المغنی لابن قدامة: ۱/۷۷ والمجموع: ۸۳/۱) اس کی کئی اقسام ہیں، مثلاً: بارش کا پانی، برف کا پانی، سمندر اور دریا کا پانی، نہروں اور کنوؤں کا پانی، چشموں کا پانی، سیلاب کا پانی اور زم زم کا پانی وغیرہ۔

۲- کتاب المیاء ..... پانی سے متعلق احکام و مسائل

⊗ بارش کا پانی: یہ خود بھی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے: ﴿وَ أَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا﴾ (الفرقان ۲۵: ۴۸) ”اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔“ نیز فرمایا: ﴿وَ يُنَزَّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهَّرَ بِهٖ﴾ (الأنفال ۸: ۱۱) ”اور آسمان سے تم پر بارش نازل فرما رہا تھا تاکہ تمہیں اس کے ذریعے سے پاک کر دے۔“

⊗ برف اور اولوں کا پانی: ان کے پانی کا بھی وہی حکم ہے جو بارش کے پانی کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ قراءت سے پہلے ایک دعا پڑھا کرتے تھے اس میں فرماتے: [..... اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالتَّلْجِ وَالبَرَدِ] ”..... اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال۔“ (صحیح البخاری، الأذان، حدیث: ۷۴۳)

⊗ سمندر دریا اور نہر کا پانی: ان کے پانی کا بھی وہی حکم ہے جو پیچھے گزر چکا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو کریں تو (پینے کے لیے پانی ختم ہو جائے گا اور) ہم پیاسے رہ جائیں گے، کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ﴿هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْجِلُّ مَيْتُهُ﴾ ”سمندر کا پانی پاک ہے (اور) اس کا مردار حلال ہے۔“ (سنن أبي داود، الطهارة، حدیث: ۸۳) نیز امام بخاری رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے: [شُرْبُ النَّاسِ وَسُقْيُ الدَّوَابِّ مِنَ الْأَنْهَارِ] یعنی ”نہروں سے انسانوں اور چوپایوں کا پانی پینا درست ہے۔“ اس مسئلے کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک لمبی حدیث بیان کی ہے جس کا ایک حصہ کچھ اس طرح ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑا بعض لوگوں کے لیے باعث ثواب اور بعض کے لیے موجب پردہ پوشی اور بعض کے لیے وجہ وبال ہے باعث اجر و ثواب کس کے لیے ہوگا؟“ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: [..... وَ لَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَ لَمْ يَرِدْ أَنْ يَسْقِيَ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ، فَهِيَ لِذَلِكَ أَجْرٌ] ”اگر اس گھوڑے کا گزر کسی نہر سے ہوا اور اس نے وہاں سے پانی پیا تو اس کے مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہ تھا، تب بھی نیکیاں لکھ دی جائیں گی، چنانچہ اس قسم کا گھوڑا مالک کے لیے باعث

۲- کتاب المیاء ..... پانی سے متعلق احکام و مسائل

اجرو ثواب ہوگا.....“ (صحیح البخاری، المساقاة، حدیث: ۲۳۷۱) بنا بریں ان دلائل کی رو سے سمندر دریا اور نہر کا پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے، اس لیے اس کی موجودگی میں تیمم کرنا جائز نہیں۔

⊗ چشموں اور کنوؤں کا پانی: ان کا بھی وہی حکم ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔ اس کی بابت ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ﴾ (البقرة: ۶۰) ”اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے کہا: اپنی لاشی پتھر پر مار چنانچہ اس (پتھر) سے بارہ چشمے بہہ نکلے، ہر قبیلے نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا۔“ نیز اللہ تعالیٰ نے کنویں کے پانی کی بابت فرمایا: ﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ﴾ (القصص: ۲۸) ”اور جب موسیٰ علیہ السلام مدین کے پانی (کنویں) پر پہنچے تو اس (کنویں) پر انہوں نے لوگوں کا ایک گروہ پایا، وہ (اپنے موسیٰ کو) پانی پلا رہے تھے۔“ علاوہ ازیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے کنویں کے پانی کی بابت پوچھا گیا جس میں حیض کے چیتھڑے، کتوں کا گوشت اور گندگی گر جاتی تھی، آپ نے فرمایا: ﴿الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُجَسُّهُ شَيْءٌ﴾ [”اس کا پانی پاک کرنے والا ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔“ (سنن أبي داود، الطهارة، حدیث: ۶۶) مذکورہ حدیث صرف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب پانی اتنی کثیر مقدار میں ہو تو محض نجاست کا اس میں گر جانا اسے ناپاک نہیں کرتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مطلق پانی میں نجاست گرنے سے وہ ناپاک نہیں ہوتا، یعنی یہ حدیث کثیر پانی کے متعلق ہے، قلیل کے بارے میں نہیں۔ کثیر اور قلیل پانی کی تحدید کی بابت تفصیل آگے آرہی ہے۔

⊗ زم زم کا پانی: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف افاضہ کیا، پھر زم زم کے پانی کا ڈول منگوا یا، اس سے آپ نے پیا اور وضو بھی کیا۔ (زوائد مسند أحمد: ۷۶/۱، ورواء الغلیل، رقم: ۱۳) نیز معراج والی رات نبی اکرم ﷺ کا سینہ مبارک چاک کر کے آب زم زم سے دھویا گیا۔ (صحیح البخاری، الصلاة، حدیث: ۳۳۹) بنا بریں آب زم زم سے وضو اور غسل

۲- کتاب الصیاء \_\_\_\_\_ پانی سے متعلق احکام و مسائل

وغیرہ کرنا جائز ہے کیونکہ ممانعت کی کوئی دلیل نہیں؛ البتہ بعض علماء اور ائمہ آب زم زم سے اس کے متبرک ہونے کی وجہ سے نجاست وغیرہ دور کرنے کو مکروہ سمجھتے ہیں اور بعض مطلقاً جائز سمجھتے ہیں؛ یعنی آب زم زم وضو، غسل اور نجاست وغیرہ زائل کرنے میں استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حصول شفا اور تبرک کی غرض سے جسم کے کسی بھی حصے پر اسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اور یہی موقف راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ حرمت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ واللہ اعلم، دیکھیے:

(فتاویٰ الدین الخالص: ۲/۳۲۰، والموسوعة الفقهية: ۳۹/۳۵۸، ۳۵۹)

② ماء مستعمل: اس سے مراد وہ پانی ہے جو کسی وضو یا غسل کرنے والے کے اعضاء سے گرتا ہے تو ایسا استعمال شدہ پانی پاک ہے اور پاک کرنے والے والا ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے جبکہ مجھے کوئی ہوش نہ تھا۔ آپ نے وضو کیا اور وضو کا استعمال شدہ پانی مجھ پر چھڑکا تو مجھے ہوش آ گیا۔ (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۱۹۳) نیز اسی مسئلے سے متعلق ایک روایت حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئی، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا بھانجا بیماری کی وجہ سے بے چین ہے، آپ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی، پھر آپ نے وضو کیا، بعد ازاں میں نے آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی پی لیا۔ (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۱۹۰) اسی طرح حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے وہ کہتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے ہاں تشریف لائے تو آپ کو وضو کے لیے پانی دیا گیا۔ آپ نے وضو کیا تو لوگ آپ کے وضو کا استعمال شدہ پانی لے کر اپنے جسموں پر ملنے لگے۔ (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۱۸۷) ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ایسا استعمال شدہ پانی بذات خود پاک ہے۔ رہی یہ بات کہ استعمال شدہ پانی دوسری چیز کو پاک کر سکتا ہے یا نہیں تو اس کی بابت حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کا مسح اپنے ہاتھ میں بچے ہوئے پانی سے کیا۔ (سنن أبي داود، الطهارة، حدیث: ۱۳۰) اس روایت کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سنداً حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن أبي داود (مفصل) للالباني، الطهارة، حدیث: ۱۲۱)

۲- کتاب المیاء پانی سے متعلق احکام و مسائل

\* حائضہ اور جنبی کے بچے ہوئے پانی کا حکم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں کسی ہڈی سے گوشت نوجتی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ اپنا منہ مبارک رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا، حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ اور میں برتن سے پانی پیتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ اپنا منہ رکھتے تھے جہاں میں نے لگایا تھا، حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحیض، حدیث: ۳۰۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کھانے پینے کی چیزیں حائضہ کی وجہ سے پلید نہیں ہوتیں تو حائضہ کے غسل سے بچا ہوا پانی جبکہ اس نے اسے احتیاط کے ساتھ استعمال کیا ہو، بالاولیٰ پلید نہیں ہوگا، نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے ایک ٹب میں پانی لے کر غسل کیا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم غسل یا وضو کرنے کے لیے تشریف لائے تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جنبی تھی۔ تو آپ نے فرمایا: ”پانی ناپاک نہیں ہوتا۔“ (سنن أبی داؤد، الطہارۃ، حدیث: ۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰) نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ایک دوسری حدیث میں ہے، فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے جو ہم دونوں کے درمیان ہوتا تھا، غسل کر لیا کرتے تھے، آپ (برتن سے پانی لینے میں) مجھ سے جلدی فرما لیتے حتیٰ کہ میں کہتی: میرے لیے چھوڑیے، میرے لیے چھوڑیے، نیز فرماتی ہیں کہ ہم دونوں جنبی ہوتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الغسل، حدیث: ۲۶۱، و صحیح مسلم، الحیض، حدیث: ۳۲۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ اور جنبی کا مستعمل بقیہ پانی پاک اور قابل استعمال رہتا ہے، نیز جب میاں بیوی جنبی ہونے کی صورت میں اکٹھے ایک برتن میں پانی لے کر یا ایک دوسرے کے بقیہ پانی سے یکے بعد دیگرے غسل کر سکتے ہیں تو جنابت کے علاوہ تو بالاولیٰ کر سکتے ہیں کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحیض، حدیث: ۳۲۳)

③ ماء مسخن (گرم پانی): یہ پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت مروی ہے کہ ان کے لیے تانبے کے برتن میں پانی گرم کیا جاتا اور وہ اس سے غسل فرماتے۔ دیکھیے: (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۶/۱، و إرواء الغلیل: ۱/۵۰-۴۸) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت ہی ایک اور

۲- کتاب المیاء \_\_\_\_\_ پانی سے متعلق احکام و مسائل

روایت بھی مروی ہے، اس میں بھی اسی بات کا ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گرم پانی سے غسل کرتے تھے۔ دیکھیے: (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳/۱) ان آثار سے ثابت ہوا کہ گرم پانی پاک ہے اسے طہارت کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں کسی حدیث سے گرم پانی استعمال کرنے کی ممانعت بھی ثابت نہیں ہے۔ اور جس کام کی ممانعت ثابت نہ ہو تو اسے کرنا جائز ہوتا ہے بشرطیکہ شریعت کی کسی اصل سے اس کا ٹکراؤ نہ ہو۔

④ ماء مختلط: اس کی دو قسمیں ہیں: ① پہلی قسم اس پانی کی ہے جس میں کوئی پاک چیز مل گئی ہو مثلاً: صابن، کافور، زعفران اور آٹا وغیرہ۔ تو ایسا پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دے رہی تھیں کہ آپ نے فرمایا: ”اسے تین پانچ“ سات بار یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری بار پانی میں کچھ کافور بھی ملا لو۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۲۵۳، وصحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۳۹) نیز حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک مہ میں غسل کیا جبکہ اس میں گندھے ہوئے آٹے کا اثر تھا۔ (سنن ابن ماجہ، الطہارۃ، حدیث: ۳۷۸) بنا بریں مذکورہ احادیث میں ایسے پانی کے استعمال کی اجازت ہے جس میں پاک چیز مل گئی ہو کیونکہ پانی میں کافور اور آٹے کا اثر اس حد تک غالب نہ تھا کہ اسے مطلق پانی ہونے کی صفت سے خارج کر دیتا۔ تو اس طرح کے پانی سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے۔

⑤ دوسری قسم اس پانی کی ہے جس میں نجاست اور پلید چیز گر گئی ہو۔ اس قسم کا پانی تھوڑا ہو یا زیادہ جب اس کا ذائقہ رنگ یا بو بدل جائے تو وہ پلید ہوتا ہے اور اس سے پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی۔ امام ابن منذر رضی اللہ عنہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ جب اس میں نجاست گر جائے اور اس کا ذائقہ رنگ یا بو بدل جائے تو جب تک ایسا رہے پلید ہوتا ہے۔ دیکھیے: (الإجماع لابن المنذر، ص: ۲۳، والمغنی لابن قدامة: ۵۳/۱، والمجموع: ۱۱۰/۱) امام ابن رشد اس کی بابت فرماتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ ایسا پانی جو نجاست کی وجہ سے اپنا ذائقہ رنگ یا بو میں سے کوئی ایک یا ایک سے زائد وصف بدل لے تو اس سے وضو یا طہارت جائز نہیں۔ دیکھیے: (بداية المجتهد: ۱/۱۷)

۲- کتاب المیاء ..... پانی سے متعلق احکام و مسائل

\* کثیر اور قلیل پانی کی تحدید: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب پانی کی مقدار دو (قلے) بڑے منکوں کے برابر ہو تو وہ نجاست کو قبول نہیں کرتا۔“ اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں: ”تو وہ پانی نجس (ناپاک) نہیں ہوتا۔“ دیکھیے: (سنن ابی داؤد، الطہارۃ، حدیث: ۶۳، وجامع الترمذی، الطہارۃ، حدیث: ۶۷، و سنن ابن ماجہ، الطہارۃ، حدیث: ۵۱۷) یہ حدیث پانی کی قلیل اور کثیر مقدار کے درمیان فرق اور حد بندی میں بالکل واضح اور صریح ہے۔ اس مفہوم کی تمام احادیث سے جو چیز حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جب پانی کی مقدار دو قلوں سے کم ہو تو وہ محض نجاست کے گرنے ہی سے ناپاک ہو جائے گا، خواہ اوصاف ثلاثہ میں سے کسی وصف میں تغیر واقع ہوا ہو یا نہ۔ اور اگر اس کی مقدار (قلتین) دو منکوں کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی تو محض نجاست سے وہ ناپاک نہیں ہوگا بلکہ وہ خود بھی پاک ہی رہے گا اور دوسری چیز کو بھی پاک کرے گا، البتہ جب اس نجاست کی وجہ سے ان اوصاف ثلاثہ (بؤذائقہ رنگ) میں سے کوئی وصف تبدیل ہو جائے تو پھر وہ پانی ناپاک شمار ہوگا جیسا کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث: [إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا عَلَبَ عَلَى رِيحِهِ وَ طَعْمِهِ وَ لَوْنِهِ] (سنن ابن ماجہ، الطہارۃ، حدیث: ۵۲۱) اس پر دلالت کرتی ہے۔ جہاں تک بڑ بڑاء والی حدیث کا تعلق ہے تو اس کی بابت راجح اور درست بات یہی ہے کہ اس میں پانی دو قلے یا اس سے بھی زیادہ تھا۔ شیخ صفی الرحمن مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ قلتین کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”قلہ“ مٹی کے پکے ہوئے بڑے منکے کو کہتے ہیں۔ اس کے چھوٹے اور بڑے ہونے کی وجہ سے اس کی مقدار میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن عرب میں ہجر (ایک ہستی کا نام) کے منکے مشہور و معروف تھے، نیز عرب کے اشعار اور امثال میں بھی بکثرت اس کا استعمال ہوا ہے، اس وجہ سے یہ متعین ہو جاتا ہے کہ حدیث میں بیان شدہ منکے سے مراد ہجر ہستی کا منکا ہے، کوئی اور منکا نہیں۔ اور ان کے منکے میں اڑبھائی سورطل پانی سمانے کی گنجائش تھی، لہذا دو قلوں کے پانی کی مقدار پانچ سورطل ہوئی جو موجودہ پیمانے کے مطابق تقریباً دو سو ستائیس کلوگرام، یعنی پانچ من ستائیس کلوگرام بنتی ہے۔ دیکھیے: (اتحاف الکرام شرح بلوغ المرام، حدیث: ۳ کی لغوی تشریح) بنا بریں دو قلوں سے کم پانی، کثیر کے زمرے میں نہیں آتا اور دو قلوں یا اس سے زیادہ پانی کی مقدار کثیر ہے۔



۲- کتاب العیاء \_\_\_\_\_ پانی سے متعلق احکام و مسائل

بعض علماء نے قلتین والی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ مولانا تقی عثمانی درس ترمذی کی جلد اول صفحہ ۳۷۵ پر یوں رقمطراز ہیں کہ محدثین کے ایک بڑے طاقتور نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ امام شافعی، امام احمد، حافظ ابن مندہ اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ اس کو صحیح کہتے ہیں۔ امام ترمذی رحمہم اللہ کا صنیع بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ احناف میں سے شیخ ابن ہمام رحمہم اللہ کا رجحان بھی عدم تضعیف کی طرف ہے۔ امام طحاوی رحمہم اللہ نے بھی اس کی سند پر کوئی کلام نہیں کیا۔ صاحب سعایہ بھی عدم تضعیف کی طرف مائل ہیں؛ اسی لیے حضرت گنگوہی نے الکوکب الدرری میں فرمایا ہے کہ حدیث قلتین کی تضعیف مشکل ہے۔ آخر میں مولانا تقی عثمانی نے بھی اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے لیکن اس کے باوجود اس حدیث کی بے جا توجیہات بیان کر کے اس کے ظاہر معنی پر عمل کو ناجائز قرار دیا ہے تاکہ اپنے امام کا موقف غلط نہ ٹھہرے۔ امام بغوی رحمہم اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ بعض اصحاب الرائے نے ماء کثیر جو پلید نہیں ہوتا ہے کی مقدار وہ درودہ (10x10) یعنی دس ہاتھ لمبائی اور دس ہاتھ چوڑائی بیان کی ہے جبکہ یہ تحدید کسی شرعی اصل سے ثابت نہیں۔ دیکھیے: (شرح السنة للبغوی: ۵۹/۲) مزید لکھتے ہیں کہ بعض نے اس کی مقدار یہ بتلائی ہے کہ ایک بڑا حوض ہو اور اس کی ایک جانب حرکت ڈی جائے تو دوسری جانب اس حرکت کا اثر نہ پہنچے۔ لیکن یہ انتہائی جہالت کی بات ہے کیونکہ حرکت دینے والوں کی حرکت قوت اور ضعف کے اعتبار سے مختلف ہوگی۔ دیکھیے: (شرح السنة للبغوی: ۶۰/۲) بہر حال اس کے علاوہ بھی قلتین والی روایت کی کئی ایک توجیہات بیان کی گئی ہیں لیکن صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے اس کے مقابلے میں خود ساختہ توجیہات کی کوئی حیثیت نہیں۔

بنا بریں معلوم ہوا کہ اگر پانی دو قلوں سے کم ہے تو اس میں صرف گندگی اور پلیدی کا گرنا ہی اسے ناپاک اور پلید بنا دے گا لیکن اگر پانی دو قلوں سے زیادہ ہے تو اوصاف ملاحہ (رنگ، بو، ذائقہ) کو مد نظر رکھا جائے گا۔ اگر ان تینوں میں سے ایک وصف یا ایک سے زائد وصف پانی میں پایا جائے تو وہ پانی ناپاک ہے، اسے طہارت کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں بے جا توجیہات و تاویلات کا سہارا بھی نہیں لینا چاہیے۔

\* بلی گدھے اور کتے وغیرہ کے جوٹھے پانی کا حکم: بلی کے جوٹھے پانی کی بابت حضرت عائشہ

۲- کتاب المیاء پانی سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے جب کہ اس میں سے پہلے بلی نے پانی پیا ہوتا تھا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، الطہارۃ، حدیث: ۳۶۸) نیز ایک دوسری روایت سے اس مسئلے کی تائید اس طرح ہوتی ہے کہ داود بن صالح بن دینار اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ کی مالکہ نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہر یہ (ایک قسم کا کھانا) دے کر بھیجا تو اس نے انھیں نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ انھوں نے (اثنا نماز ہی میں) اشارہ کیا کہ رکھ دے، چنانچہ ایک بلی آئی اور اس میں سے کچھ کھا گئی، جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو انھوں نے وہیں سے کھانا شروع کر دیا جہاں سے بلی نے کھایا تھا اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ نجس نہیں ہے“ یہ تو (گھروں میں) گھومنے پھرنے والے جانوروں میں سے ہے۔“ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ اس کے جوٹھے پانی سے وضو کر لیا کرتے تھے۔ دیکھیے: (سنن ابی داؤد، الطہارۃ، حدیث: ۷۶) مذکورہ دونوں روایتوں کو محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح سنن ابی داؤد للالبانی (مفصل) رقم: ۶۹، و إرواء الغلیل: رقم: ۷۵) نیز آپ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ] (سنن ابی داؤد، الطہارۃ، حدیث: ۷۵) ”بلی نجس نہیں ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے دشواری اور دقت کے پیش نظر بلی کو غیر نجس قرار دیا ہے۔ اس کے غیر نجس ہونے سے ثابت ہوا کہ اس کا جوٹھا پاک ہے جیسا کہ آپ اس کے جوٹھے سے وضو فرمایا کرتے تھے۔ بنا بریں صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے کسی امام یا مفتی کا اس کے جوٹھے کو مکروہ کہنا سمجھ سے بالاتر ہے، نیز جمہور علماء نے بھی بلی کے جوٹھے کو پاک قرار دیا ہے۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ

العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۱۰۶/۲-۱۱۳)

گدھے، گھوڑے اور خچر کے جوٹھے پانی کی بابت خاصا اختلاف پایا جاتا ہے لیکن دلائل کی رو سے راجح موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا جوٹھا بھی پاک ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اکثر گھوڑے، گدھے اور خچر کو بطور سواری استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا لعاب اور پسینہ وغیرہ کپڑوں کو لگتا ہوگا اور آپ نے کبھی بھی ان کے لعاب اور پسینے وغیرہ سے پرہیز کا حکم نہیں دیا۔ امام نووی اور امام ابن قدامہ رحمہما اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ اگر ان کا لعاب وغیرہ نجس (پلید) ہوتا تو

۲- کتاب المیاء ..... پانی سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ اس کی طرف ضرور اشارہ فرماتے جیسا کہ آپ نے دیگر جانوروں کی بابت فرمایا ہے لہذا آپ کا ان کی بابت ذکر نہ کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا جوٹھا پاک ہے اور امت کے حق میں بھی یہی بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ تنگی کو دور کرنے کی کوشش کی ہے اور ہمیشہ یَسْتَرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا کی تلقین فرمائی ہے۔ مزید یہ کہ عملی طور پر ان سے بچنا بھی ناممکن ہے۔ بنا بریں راج اور حق بات یہی ہے کہ ان جانوروں کا جوٹھا پانی پاک ہے اس سے وضو وغیرہ کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغنی لابن قدامة: ۴۹۳۸/۱ والمجموع للنووی: ۱/۳۶۱-۳۶۲) و ذخیرة العقیٰ شرح سنن النسائی: ۲/۱۱۵-۱۲۰

کتے کے جھوٹے پانی کی بابت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کتا کسی برتن میں سے پانی وغیرہ پی لے تو برتن کو سات بار دھوؤ اور پہلی بار مٹی سے مانجو۔“ (صحیح مسلم، الطہارة: حدیث: ۲۷۹) یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کتے کا منہ اس کا لعاب دہن اور اس کا جوٹھا نجس و ناپاک ہے اور یہی اس کے سارے بدن کے نجس و ناپاک ہونے پر دلالت کرتی ہے، نیز صحیح ابن خزیمہ میں مزید صراحت ہے کہ جس برتن میں کتے نے منہ مارا ہو تو اگر اس میں پانی وغیرہ ہو تو اس کو بہا دینا چاہیے۔ دیکھیے: (صحیح ابن خزیمہ: ۵۱/۱، رقم الباب: ۷۵، حدیث: ۹۸) رسول اللہ ﷺ نے کتوں کی قباحت اور شاعت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”کتوں کو قتل کر دو۔“ پھر آپ نے قتل کرنے سے روک دیا اور شکار اور رکھوالی وغیرہ کے لیے کتا رکھنے کی اجازت دی۔ بنا بریں ان مقاصد کے سوا کسی اور مقصد کے لیے مثلاً: شوق کے طور پر یا کسی اور وجہ سے کتا رکھنا جائز نہیں کیونکہ احادیث میں اس کی ممانعت اور وعید آئی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مال مویشی کے تحفظ، شکار یا کھیتی کی دیکھ بھال کے سوا کتا رکھتا ہے تو اس کے ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط ثواب کم ہو جاتا ہے۔“ (صحیح البخاری، الحرت والمزارعة، حدیث: ۲۴۴۲) شریعت اسلامیہ نے انسان کی بہتری کے لیے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ انسان ہر قسم کی آفات، مضائب اور پریشانیوں سے محفوظ رہے لیکن آج کا مسلمان مغربی تہذیب کا اس قدر دلدادہ ہو چکا ہے کہ وہ نہیں دیکھتا کہ کتا رکھنے میں میرا دینی اور جسمانی کیا نقصان ہے، وہ تو کتے کو وہی مقام دینا چاہتا ہے اور اسی

۲- کتاب المیاء ..... پانی سے متعلق احکام و مسائل

طرح دیکھنا چاہتا ہے جیسے غیر مسلموں نے کتوں کو فرد خانہ کا مقام دے رکھا ہے اور اس کے ساتھ کھیل کود ہی نہیں بلکہ اپنا ہم مشرب بھی بنایا ہوا ہے۔ أعاذنا اللہ منہ۔

کتے کے منہ میں بے شمار جراثیم ہوتے ہیں۔ اس کی وضاحت علماء اور دور حاضر کے ماہر اطباء اس طرح کرتے ہیں کہ اکثر کتوں کی آنتوں میں بہت چھوٹے چھوٹے جرثومے پائے جاتے ہیں جو کہ چار ملی میٹر لمبے ہوتے ہیں۔ جب کتا اپنا فضلہ خارج کرتا ہے تو اس فضلے سے انڈے خارج ہوتے ہیں اور فضلہ خارج ہونے کی جگہ (دبر) کے ارد گرد بالوں سے کثرت سے چٹ جاتے ہیں پھر جب کتا اپنی زبان سے اپنا جسم صاف کرتا ہے تو یہ انڈے اس کی زبان اور منہ کے ساتھ لگ جاتے ہیں پھر جب کتا کسی برتن میں منہ ڈالتا ہے یا پانی پیتا ہے یا انسان اس کا منہ چومتا ہے جیسا کہ آج کل مغرب میں غیر مسلم کرتے ہیں تو یہ انڈے ان اشیاء کے ساتھ چٹ جاتے ہیں اور غور و نوش کے وقت آسانی سے انسان کے منہ تک پہنچ جاتے ہیں منہ میں رسائی حاصل کرنے کے بعد اس کے معدے میں پہنچ جاتے ہیں پھر اس سے جرثومے نکل کر معدے کی دیواروں میں سوراخ کر کے خون کی نالیوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس طرح دل، دماغ اور پھیپھڑوں کی بے شمار بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ پھر مزید لکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا تمام چیزوں کا یورپین اطباء اپنے شہروں میں مشاہدہ کر چکے ہیں۔ ان جراثیم زدہ کتوں کی پہچان اور امتیاز چونکہ ایک مشکل کام ہے اس کے لیے کافی وقت درکار ہے اور ایسے آلات کے ذریعے سے انتہائی دقیق بحث مطلوب ہے جن کا استعمال بہت کم لوگ جانتے ہیں اس لیے شریعت نے عوام کو ان بکھیڑوں میں ڈالنے کی بجائے اس کو ناپاک قرار دے کر برتن کو سات مرتبہ صاف کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ برتن وغیرہ کی صفائی اور نظافت ہو سکے اور جراثیم برتن کے ساتھ نہ لگے رہیں۔ دیکھیے: حاشیہ احکام الاحکام شرح عمدة الأحکام لابن دقیق العید: ۱/۲۷۷) بنا بریں ہم میں سے ہر ایک کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہم اللہ کے نبی ﷺ کی بتلائی ہوئی وعید سے بچیں اور جسمانی بیماریوں سے بھی محفوظ رہیں۔ علاوہ ازیں شکار اور رکھوالی وغیرہ کے لیے رکھے گئے کتے کے جوٹھے اور برتن وغیرہ کا بھی وہی حکم ہے جو ایک عام کتے کا ہے لہذا اس قدر غلیظ جانور کو گھر میں شوقیہ طور پر رکھنے سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ اس کے جوٹھے پن میں تمام ائمہ اور تمام مکاتب فکر کا اجماع ہے کہ کتے کا جوٹھا ناپاک

۲- کتاب المیاء ..... پانی سے متعلق احکام و مسائل

ہے۔ اسی طرح ان جانوروں کا جوٹھا بھی ناپاک ہے جو نجس العین ہیں؛ مثلاً: خنزیر وغیرہ۔  
 \* مکھی اور دیگر حشرات الارض کے جوٹھے پانی کا حکم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کے پانی میں مکھی گر جائے تو اسے اس میں ڈبکی دے کر نکالنا چاہیے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے۔“ (صحیح البخاری، بدء الخلق، حدیث: ۳۳۲۰) اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر مکھی سیال (بہنے والی) چیز میں گر جائے یا گر کر مر جائے تو وہ چیز نجس نہیں ہو جاتی۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ جس جاندار کے جسم میں بہنے والا خون ہی موجود نہ ہو؛ مثلاً: شہد کی مکھی، کڑی، بھڑ وغیرہ اور انھی سے ملتے جلتے دیگر حشرات؛ اگر یہ پانی میں گر کر مر جائیں تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ نجاست زدہ ہونے کا سبب تو جانور میں خون ہے جو اس کی موت کی وجہ سے رک جاتا ہے۔ جن حیوانات میں خون گردش نہیں کرتا ان میں خون رکنے کا سبب موجود نہیں؛ اس لیے ایسے جانوروں کے مائع چیز میں گرنے سے چیز ناپاک نہیں ہوگی۔ علاوہ ازیں امام ابن منذر نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ مکھی اور اسی طرح کے دیگر حشرات الارض ناپاک نہیں ہوتے۔ بنا بریں مکھی اور دیگر حشرات الارض کے گرنے یا ان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (المجموع للنووی: ۱/۱۲۹، والمغنی لابن قدامة: ۱/۶۸)

\* حلال جانور کے چمڑے یا مشکیزے وغیرہ میں پڑے پانی کا حکم: حلال جانور کا چمڑا رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے، خواہ جانور کو ذبح کیا گیا ہو یا زبح نہ کیا گیا ہو یعنی مردار ہو۔ تو ایسے جانور کے چمڑے میں پڑا پانی پاک ہے اور پاک کرتے والا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چمڑے کے مشکیزے کے پانی سے وضو کا ارادہ فرمایا تو آپ کو کہا گیا کہ اس مشکیزے کا چمڑا تو مردار کا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس کو رنگنا چمڑے کی نجاست کو زائل کر دیتا ہے۔“ (صحیح ابن خزيمة، باب الرخصة في الوضوء من الماء يكون في جلود الميتة إذا دبت، حدیث: ۱۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کچے چمڑے کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔“ (صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۶۶) نیز حضرت سلمہ

— کتاب الصیاء — پانی سے متعلق احکام و مسائل

بن محقق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مردہ جانوروں کے چمڑوں کو رنگنا ہی ان کی طہارت اور پاکیزگی ہے۔“ (صحیح ابن حبان (موارد الظمان)؛ حدیث: ۱۲۳) نیز ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو چمڑا بھی رنگا جائے وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، اللباس؛ حدیث: ۳۶۰۹) ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دباغت (رنگائی) کے بعد ہر قسم کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے وہ چمڑا خواہ حلال جانور کا ہو یا حرام کا، جانور خواہ شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو یا خود اپنی طبعی موت مرا ہو۔ اس عمومی اصول کے باوجود بعض جانور ایسے ہیں جن کے چمڑے کو دباغت کے باوجود پاک قرار نہیں دیا گیا، مثلاً: خنزیر کا چمڑا، اسے نجس العین ہونے کی بنا پر پاک قرار نہیں دیا گیا۔ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ خنزیر اور کتے پر اگر تکبیر پڑھ کر انھیں ذبح کیا جائے تو اس صورت میں وہ بھی پاک ہو جاتا ہے لیکن یہ رائے صحیح نہیں ہے، اسی طرح احناف کا کتے کے چمڑے کو دباغت کے بعد پاک قرار دینا بھی درست اور صحیح رائے پر مبنی نہیں ہے۔ صحیح اور راجح موقف یہی ہے کہ صرف حلال جانور کا چمڑا ہی دباغت کے بعد پاک ہوتا ہے، خواہ جانور کو ذبح کیا گیا ہو یا مردار ہو جیسا کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزرا ایک (مردہ) بکری کے پاس سے ہوا جسے لوگ گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ”کاش تم اس کی کھال اتار لیتے۔“ انھوں نے کہا: یہ تو مری ہوئی ہے، آپ نے فرمایا: ”اس (چمڑے) کو پانی اور کیکر کی چھال پاک کر دے گی۔“ (سنن أبي داود، اللباس؛ حدیث: ۳۱۲۶) و سنن النسائي، الفرع والعتيبة؛ ۳۲۵۳) بنا بریں معلوم ہوا کہ حلال جانور کے چمڑے سے بنے ہوئے برتن یا مشکیزے سے پانی لے کر وضو اور غسل وغیرہ کرنا جائز ہے اور اس میں پڑا ہوا پانی پاک اور پاک کرنے والا ہے۔

\* کھڑے پانی کا حکم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص حالت جنابت میں کھڑے پانی میں غسل نہ کرے۔“ (صحیح مسلم، الطہارۃ؛ حدیث: ۲۸۳) اور صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ] ”تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں جو جاری نہ ہو، پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں غسل کرے۔“ (صحیح البخاری، الوضوء؛ حدیث: ۲۳۹) اور صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں: [لَا تَبْلُ فِي الْمَاءِ

۲- کتاب المیاء ..... پانی سے متعلق احکام و مسائل

الدَّائِمِ، الَّذِي لَا يَجْرِي، ثُمَّ تَغْتَسِلُ مِنْهُ] (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۸۲) یعنی تو کھڑے پانی میں جو جاری نہ ہو، پیشاب نہ کر کہ پھر اس سے غسل کرے۔ اور سنن ابی داؤد میں یہ الفاظ ہیں: [لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ، وَلَا يَغْتَسِلُ فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ] ”تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے اور نہ اس میں غسل جنابت ہی کرے۔“ (سنن ابی داؤد، الطہارۃ، حدیث: ۷۰) صحیح مسلم کی پہلی روایت سے صرف غسل کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور صحیح بخاری کی روایت میں اس میں پیشاب کرنے اور اس میں غسل کرنے، دونوں کے جمع کرنے کی ممانعت ہے، نیز ابوداؤد اور صحیح مسلم کی دوسری روایت کی رو سے دونوں کی انفرادی طور پر بھی ممانعت ہے۔ مذکورہ تمام روایات کا ماحصل (خلاصہ) یہ ہے کہ یہ تمام عمل ہی ممنوع ہیں کیونکہ کھڑا پانی اگر مقدار میں کم ہے تو پھر وہ ناپاک ہو جائے گا اور اگر کثیر مقدار میں ہے تو یکے بعد دیگرے پیشاب اور غسل کرنا پانی کے اوصاف میں تغیر و تبدل کا موجب ہوگا چنانچہ اگر پانی کم مقدار میں ہے تو احادیث میں مذکور نبی تحریم کے لیے ہے اور اگر پانی کثیر مقدار میں ہے تو پھر نبی تنزیہی ہے کیونکہ کثیر مقدار والا پانی رواں اور جاری کے حکم میں ہوتا ہے اور وہ ناپاک اور نجس نہیں ہوتا۔

\* یہود و نصاریٰ اور دیگر غیر مسلموں کے برتنوں میں موجود پانی کا حکم: مسلمانوں کو حتی الوسع کوشش کرنی چاہیے کہ یہود و نصاریٰ، مشرکین اور دیگر غیر مسلموں کے برتنوں کو استعمال نہ کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اہل کتاب کے برتنوں کے استعمال کرنے کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: [فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا ثُمَّ كُلُوا فِيهَا] ”تم ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ“ لیکن اگر تم ان کے برتنوں کے علاوہ کوئی اور برتن نہ پاؤ تو انھیں دھو کر پھر ان میں کھا سکتے ہو۔“ (صحیح البخاری، الذبائح والصيد، حدیث: ۵۲۸۸) تاہم غیر مسلموں کے برتنوں میں موجود پانی سے وضو اور غسل وغیرہ کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے ایک مشرکہ عورت کے مشکیزے سے وضو کیا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، التیمم، حدیث: ۳۳۴) نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی بابت مروی ہے کہ انھوں نے نصرانیہ عورت کے گھر سے وضو کیا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوضوء، قبل الحدیث: ۱۹۳) بنا بریں معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کے ایسے

۲- کتاب المیاء ..... پانی سے متعلق احکام و مسائل

برتن جن میں نجاست وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو ان میں سے پانی لے کر وضو اور غسل کرنا جائز اور درست ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ صرف عذر کی بنا پر ہے۔ واللہ اعلم۔

\* ایسے پانی کا حکم جو خود تو پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں: اس سے مراد نبیذ ہے۔ نبیذ عرب کا خاص مشروب ہے جو وہ خشک کھجور یا منقہ وغیرہ کو پانی میں بھگوئے رکھنے سے تیار کرتے تھے جیسے ہمارے ہاں اہلی اور آلو بخارے کا شربت تیار کیا جاتا ہے۔ اس میں پانی، کھجور اور منقہ تینوں چیزیں پاک ہیں لیکن پانی اپنی اصلی حالت میں نہیں رہا، اس لیے وہ خود تو پاک ہے لیکن پاک کرنے والا نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے کہ نبیذ سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اس کے بعد فرماتے ہیں: حضرت حسن بصری اور حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہما نبیذ سے وضو کرنا ناپسند کرتے تھے اور حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کی بابت لکھتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے دودھ اور نبیذ سے وضو کرنے کی یہ نسبت تیمم کرنا زیادہ پسند ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوضوء، قبل الحدیث: ۲۴۲) اسی طرح سنن ابی داؤد میں موجود ہے کہ ابوخلدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو العالیہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص جسے جنابت لاحق ہوئی ہو اور اس کے پاس پانی نہ ہو مگر نبیذ موجود ہو تو کیا وہ اس سے غسل کر لے؟ تو انھوں نے فرمایا: نہیں۔ دیکھیے: (سنن ابی داؤد، الطہارۃ، حدیث: ۸۶، ۸۷) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نبیذ سے وضو کرنے کی بابت فقہاء کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: جو لوگ کہتے ہیں کہ نبیذ سے وضو نہ کیا جائے ان کی رائے ہی کتاب اللہ کے زیادہ قریب اور مناسب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَمَّ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (النساء: ۴: ۴۳) ”اگر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔“ دیکھیے: (جامع الترمذی، الطہارۃ، حدیث: ۸۸) جبکہ بعض حضرات نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبیذ سے وضو کرنے کا ذکر ہے، سے استدلال کرتے ہوئے نبیذ سے وضو کرنے کو جائز قرار دیا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت اور اس موضوع کی دیگر تمام روایات ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو محقق عصر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ امام بخاری، امام ترمذی، امام ابو زرعہ، امام ابن عدی اور امام ابن منذر رضی اللہ عنہم نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ



۲- کتاب المیابہ ..... پانی سے متعلق احکام و مسائل

وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن أبي داود للألباني (مفصل) رقم: ۱۱) نیز امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تمام سندوں کو ضعیف قرار دے کر یہ فیصلہ دیا ہے کہ نبیز سے کسی حال میں وضو جائز نہیں۔ مزید دیکھیے: (شرح معانی الآثار: ۱/۵۸۵۷، وجامع الترمذی، بتحقیق أحمد محمد شاكر، حدیث: ۸۸) بنا بریں ان تمام دلائل اور بحث سے راجح اور صحیح موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبیز اور اس کے علاوہ ہر وہ پانی جس میں پاک چیز مل جائے اور پانی کی اصل حالت برقرار نہ رہے، وہ خود تو پاک ہے لیکن اس سے طہارت اور پاکی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ واللہ اعلم۔



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲) - كِتَابُ الْمِيَاهِ (التحفة . . .)

مِنَ الْمُجْتَبَى

### پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا﴾ [الفرقان: ۴۸] وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيُنزِلُ عَلَيْكُمْ مَاءً يُطَهِّرُكُمْ بِهِ﴾ [الأنفال: ۱۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فَلْتَمَّ يَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ [المائدة: ۶] (التحفة ۲۰۶)

اللہ عز و جل نے فرمایا: ﴿وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا﴾ ”اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔“ اور فرمایا: ﴿وَيُنزِلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ﴾ ”اور اس نے تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ تمہیں اس کے ذریعے سے پاک کرے۔“ اللہ تعالیٰ نے (مزید) فرمایا: ﴿فَلْتَمَّ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ ”چنانچہ اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔“

☀ فائدہ: مذکورہ دو آیات میں پانی کے آسمان سے اترنے کا ذکر ہے اس سے واضح ہے کہ بارش اللہ کے حکم سے آسمان ہی سے نازل ہوتی ہے تاہم بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمین ہی سے بخارات اڑ کر آسمان کی طرف جاتے ہیں جو بارش کی شکل میں زمین پر برستے ہیں اس لیے وہ ان آیات کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ”آسمان سے“ کا مطلب ہے آسمان کی طرف سے یعنی اوپر سے۔ یا پانی کی نسبت آسمان کی طرف اس لیے ہے کہ بارش کے اسباب آسمانی امور ہیں۔ یا ابتدا (ابتداء آفرینش) میں پانی آسمان سے اتارا گیا ہوگا۔ لیکن یہ تاویلات قرآن کے الفاظ سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ واللہ اعلم۔

۳۲۶- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا ۳۲۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول

۳۲۶- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرخصة بفضل وضوء المرأة، ح: ۳۷۱ من حديث سفيان الثوري، وأبو داود، ح: ۶۸، والترمذي، ح: ۶۵ من حديث سماك به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي. \* رواية سماك عن عكرمة ضعيفة كما حققته في نيل المتقود، ح: ۶۸، وحديث مسلم: ۳۲۳ يغني عنه.

۲- کتاب المیاء \_\_\_\_\_ پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ بِفَضْلِهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ».

ہے نبی ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ نے غسل جنابت کیا۔ نبی ﷺ نے ان کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا چاہا تو انھوں نے یہ بات آپ کو بتائی۔ آپ نے فرمایا: ”تحقیق پانی کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔“

☀️ فائدہ: مذکور روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن دیگر شواہد کی بنا پر صحیح ہے، خصوصاً یہی روایت منہویا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے صحیح مسلم میں موجود ہے، محقق کتاب نے بھی تحقیق میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۲۳)

(المعجم ۱) - بَابُ ذِكْرِ بَثْرِ بُضَاعَةٍ  
باب ۱- اِضَاعَةِ كُنُوسٍ كَاذِرٍ  
(التحفة ۲۰۷)

۳۲۷- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرْظِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتَوَضَّأُ مِنْ بَثْرِ بُضَاعَةٍ وَهِيَ بَثْرٌ يُطْرَحُ فِيهَا لُحُومُ الْكِلَابِ وَالْحَيْضُ وَالنَّسْتِنُ؟ فَقَالَ: «الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ».

۳۲۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ اِضَاعَةِ كُنُوسٍ سے وضو کرتے ہیں جب کہ اس کنویں میں کتوں کا گوشت، حیض والے کپڑے اور گندگی گر پڑتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”پانی پاک اور پاک کرنے والا ہوتا ہے۔ کوئی چیز اس کو پلید نہیں کرتی۔“

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۵۳ اور اس کے فوائد و مسائل۔

۳۲۷- [إسناد حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب ماجاء في بثر بضاعة، ح: ۶۶، ۶۷، والترمذي، الطهارة، باب ماجاء: أن الماء لا ينجسه شيء، ح: ۶۶ من حديث أبي أسامة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه أحمد، ويحيى بن معين، والحاكم وغيرهم (التلخيص الحبير: ۱/ ۱۳، ۱۴).

۲- کتاب المیاء \_\_\_\_\_ پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام و مسائل

۳۲۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزر رہا تھا کہ آپ بوضو کر رہے تھے۔ میں نے کہا: کیا آپ اس پانی سے وضو کرتے ہیں حالانکہ اس میں بعض ناپسندیدہ گندی چیزیں گرتی رہتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اس پانی کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔“

۳۲۸- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ - وَكَانَ مِنَ الْعَابِدِينَ - عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيفٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي نُوْفٍ، عَنْ سَلِيْطٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ مِنْ بِيْرٍ بُضَاعَةً فَقُلْتُ: أَتَتَوَضَّأُ مِنْهَا وَهِيَ يُطْرَحُ فِيهَا مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّتَنِ؟ فَقَالَ: «الْمَاءُ لَا يَنْجَسُهُ شَيْءٌ».

باب ۲- (قلیل اور کثیر) پانی کی تحدید

(المعجم ۲) - بَابُ التَّوْقِيْتِ فِي الْمَاءِ

(التحفة ۲۰۸)

۳۲۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جس پر جانور (اور خصوصاً درندے) پینے کے لیے آتے جاتے رہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”جب پانی دو مکھلے ہو تو وہ پلید نہیں ہوتا۔“

۳۲۹- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثِ الْمَرْوَزِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سِئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنْوِبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسَّبَاعِ فَقَالَ: «إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ النَّجَسَ».

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۵۲ اور اس کے فوائد و مسائل اور کتاب المیاء کا ابتدائیہ۔

۳۲۸- [صحیح] أخرجه أحمد والبيهقي: ۱/ ۲۵۷، ۲۵۸ من حديث عبد العزيز بن مسلم به. \* ابن أبي سعيد اسمه عبدالرحمن كما رواه ابن مندة في الطهارة (النكت الظراف: ۴۱۲۵)، وللحديث شواهد.

۳۲۹- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب ما ينجس الماء، ح: ۶۴، ۶۵ من حديث أبي أسامة به، والترمذي، ح: ۶۷، وابن ماجه، ح: ۵۱۷، ۵۱۸ من حديث محمد بن جعفر به، وهو في الكبرى، ح: ۵۰ وصححه ابن خزيمة: ۴۹/۱، ح: ۹۲.

۲- کتاب المیاء ..... پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام و مسائل

۳۳۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُزْرِمُوهُ». فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ.

۳۳۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ کچھ لوگ اس کی جانب اٹھے تو آپ نے فرمایا: ”اس کا پیشاب نہ روکو۔“ جب وہ فارغ ہو گیا تو آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوا دیا اور پیشاب پر بہا دیا۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۵۳، ۵۶، ۵۷ اور ان کے فوائد و مسائل۔

۳۳۱- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْوَلِيدِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَّاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «دَعُوهُ، وَأَهْرِيقُوا عَلَيَّ بَوْلَهُ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُبَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ».

۳۳۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی اٹھا اور اس نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگوں نے اس کو ڈانٹا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اس کو رہنے دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو۔ تمہیں آسانی کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے نہ کہ تنگی کرنے کے لیے۔“

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۵۶ اور اس کے فوائد و مسائل۔

باب: ۳- ٹھہرے پانی میں جنبی کو غسل کرنے کی ممانعت

(المعجم ۳) - النَّهْيُ عَنِ اغْتِسَالِ الْجُنْبِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ (التحفة ۲۰۹)

۳۳۲- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ بُكَيْرٍ، أَنَّ أَبَا السَّائِبِ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ

۳۳۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی آدمی جب کہ وہ جنبی ہو ٹھہرے پانی میں نہ نہائے۔“

۳۳۰- [صحیح] تقدم، ح: ۵۳، وهو في الكبرى، ح: ۵۱.

۳۳۱- [صحیح] تقدم، ح: ۵۶، وهو في الكبرى، ح: ۵۴.

۳۳۲- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۱.

۲- کتاب المیاء ..... پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام و مسائل

يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنْبٌ».

🌞 فائدہ: دیکھیے حدیث: ۳۵، ۲۲۱، ۲۲۲ اور ان کے فوائد و مسائل۔

باب: ۴- سمندری پانی سے وضو (المعجم ۴) - الْوُضُوءُ بِمَاءِ الْبَحْرِ

(التحفة ۲۱۰)

۳۳۳- أَخْبَرَنَا فُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ الْمُخَيْرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَرَكَّبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطَشْنَا، أَفْتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هُوَ الطَّهْرُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ».

۳۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! تحقیق ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا بہت پانی لے کر جاتے ہیں۔ اب اگر ہم اس سے وضو کریں تو ہم پیاسے رہیں گے۔ تو کیا ہم سمندری پانی سے وضو کر لیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سمندر کا پانی پاک اور پاک کرنے والا ہوتا ہے اور اس کا مرنے والا جانور حلال ہوتا ہے۔“

🌞 فائدہ: دیکھیے حدیث: ۵۹ اور اس کے فوائد و مسائل۔

باب: ۵- برف اور اولوں کے پانی (المعجم ۵) - بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ التَّلْجِ

وَالْبَرَدِ (التحفة ۲۱۱)

۳۳۴- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ [بِمَاءِ التَّلْجِ] وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ».

۳۳۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میری غلطیاں برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے۔ اور میرے دل کو غلطیوں سے اس طرح پاک صاف فرما دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک صاف رکھا ہے۔“

۳۳۳- [سنادہ صحیح] تقدم، ح: ۵۹، وهو في الكبرى، ح: ۵۸.

۳۳۴- [صحیح] تقدم، ح: ۶۱، وهو في الكبرى، ح: ۵۹.

۲- کتاب المیاء \_\_\_\_\_ پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام و مسائل

۳۳۵- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: ۳۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! مجھے برف پانی اور اولوں کے ساتھ دھو کر غلطیوں سے صاف فرمادے۔“

أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي مِنَ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ».

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۶۰ اور اس کے فوائد و مسائل۔

باب: ۶- کتے کا جوٹھا (پانی)

(المعجم ۶) - بَابُ سُورِ الْكَلْبِ

(التحفة ۲۱۲)

۳۳۶- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: ۳۳۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال کر پیے تو اسے چاہیے کہ مشروب کو گرا دے اور برتن کو سات دفعہ دھوئے۔“

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا وَلَّغَ الْكَلْبُ فِي إِيْنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ، ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ».

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۶۳، ۶۶ اور ان کے فوائد و مسائل، مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

باب: ۷- کتا برتن میں منہ ڈال دے تو

(المعجم ۷) - بَابُ تَغْيِيرِ الْإِنَاءِ بِالثَّرَابِ

برتن کو مٹی کے ساتھ صاف کرنا

مِنْ وُلُوغِ الْكَلْبِ فِيهِ (التحفة ۲۱۳)

۳۳۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْقَلٍ: أَنَّ رَسُولَ

۳۳۷- حضرت عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور شکار اور بکریوں کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی اجازت دی اور فرمایا: ”جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے

۳۳۵- [صحیح] تقدم، ح: ۶۰، وهو في الكبرى، ح: ۶۰.

۳۳۶- [صحیح] تقدم، ح: ۶۶، وهو في الكبرى، ح: ۶۵.

۳۳۷- [صحیح] تقدم، ح: ۶۷، وهو في الكبرى، ح: ۷۰.

۲- کتاب المیاء ..... پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام و مسائل

اللہ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَالْغَنَمِ وَقَالَ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاعْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَعَفِّرُوهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ».

۳۳۸- أَحْبَبْنَا عَمْرُو بْنَ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ يَزِيدَ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْقَلٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ قَالَ: «مَا بَالُهُمْ وَبَالَ الْكِلَابِ؟ قَالَ: وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاعْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوا الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ»، خَالَفَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ: «إِحْدَاهُنَّ بِالتُّرَابِ».

۳۳۸- حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے کتوں کے قتل کرنے کا حکم دیا، فرمایا: ”لوگوں کا کتوں سے کیا تعلق؟“ اور آپ نے شکار اور بکریوں کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی اجازت دی اور فرمایا: ”جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس (برتن) کو سات دفعہ دھو اور آٹھویں بار مٹی سے مانجو۔“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن معقل کی مخالفت کی اور کہا: ”ایک دفعہ مٹی کے ساتھ (دھو)۔“

☀️ فائدہ: فوائد و مسائل کے لیے دیکھیے حدیث: ۶۷۱-

۳۳۹- أَحْبَبْنَا إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي زَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْ لَاهُنَّ بِالتُّرَابِ».

۳۳۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کتا کسی کے برتن میں جاٹ جائے تو وہ اسے سات دفعہ دھوئے۔ ان میں سے پہلی دفعہ مٹی کے ساتھ (دھوئے)۔“

۳۴۰- أَحْبَبْنَا إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

۳۳۸- [صحیح] تقدم، ح: ۶۷.

۳۳۹- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۶۹، وللحديث شواهد كثيرة.

۳۴۰- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الوضوء بسور الكلب، ح: ۷۳ من حديث قتادة به، وهو في ۴۱



۲- کتاب المیاء ..... پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ سَبْرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أَوْ لَاهُنَّ بِالتُّرَابِ».

ﷺ نے فرمایا: ”جب کتا کسی کے برتن سے پی جائے تو وہ اسے سات دفعہ دھوئے۔ ان میں سے پہلی دفعہ مٹی کے ساتھ (دھوئے)۔“

☀️ فائدہ: ان روایات سے واضح ہے کہ ایسے برتن کو جس کو کتا چاٹ جائے، سات مرتبہ دھویا جائے اور ایک مرتبہ مٹی سے بھی دھویا جائے۔ اس میں گنجائش ہے کہ مٹی سے آٹھویں مرتبہ دھویا جائے۔ یا سات مرتبہ میں ایک مرتبہ مٹی سے۔ اسی طرح پہلے مٹی سے دھولے یا آخر میں دونوں طرح جائز ہے۔

(المعجم ۸) - بَابُ سُورِ الْمِهْرَةِ  
(التحفة ۲۱۴)

۳۴۱- حضرت کبشہ بنت کعب بن مالک سے مروی ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے۔ میں نے ان کے لیے وضو کا پانی ڈالا۔ اتنے میں ایک بلی آئی اور اس سے پینے لگی۔ انھوں نے اس کے لیے برتن جھکا دیا (تاکہ وہ اچھی طرح پی سکے)۔ کبشہ نے کہا: چنانچہ انھوں نے مجھے دیکھا کہ میں (تعب سے) دیکھ رہی ہوں تو وہ کہنے لگے: اے بھتیجی! تعجب کرتی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! وہ کہنے لگے: تحقیق اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ”بلاشبہ یہ (بلی) پلید نہیں ہے۔ یہ تو تم پر آنے جانے والے (نوکر اور نوکرانیوں) کی طرح ہے۔“

۳۴۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً، مَعْنَاهَا، فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوءًا، فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَأَيْتِ أَنْظَرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَافِينِ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَافِيَاتِ».

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۶۸ کے فوائد و مسائل۔

◀️ الکبریٰ، ح: ۶۸، و صححه الدارقطني: ۱/۶۴، وللحديث شواهد.

۳۴۱- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۶۸، وهو في الكبرى، ح: ۶۳.

پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام و مسائل

۲- کتاب المیاء

باب: ۹- حیض والی عورت کا جوٹھا

(المعجم ۹) - بَابُ سُورِ الْحَائِضِ

(التحفة ۲۱۵)

۳۴۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: بسا اوقات میں ایک ہڈی سے گوشت نوجھتی تو رسول اللہ ﷺ اپنا دہن مبارک وہیں رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ اسی طرح میں برتن سے پانی پیتی تو آپ اپنا منہ مبارک وہیں رکھتے جہاں میں نے اپنا منہ رکھا تھا حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

۳۴۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْمُقَدَّامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَتَعَرَّقُ الْعَرَقَ فَيَضَعُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاهُ حَيْثُ وَضَعْتُهُ وَأَنَا حَائِضٌ، وَكُنْتُ أَشْرَبُ مِنَ الْإِنَاءِ فَيَضَعُ فَاهُ حَيْثُ وَضَعْتُ وَأَنَا حَائِضٌ.

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۷۰ اور اس کے فوائد و مسائل۔

باب: ۱۰- عورت (کے وضو یا غسل) سے بچا ہوا پانی استعمال کرنے کی رخصت

(المعجم ۱۰) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي فَضْلِ

الْمَرَأَةِ (التحفة ۲۱۶)

۳۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں (نزول حجاب سے قبل یا محرم) مرد اور عورتیں اکٹھے وضو کر لیا کرتے تھے۔

۳۴۳- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَبَوَّضُونَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جَمِيعًا.

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۱۷ اور اس کے فوائد و مسائل۔

باب: ۱۱- عورت (کے وضو یا غسل) سے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے کی ممانعت

(المعجم ۱۱) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ فَضْلِ

وَضُوءِ الْمَرَأَةِ (التحفة ۲۱۷)

۳۴۴- حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

۳۴۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۳۴۲- [صحیح] تقدم، ح: ۷۰، وهو في الكبرى، ح: ۶۲.

۳۴۳- [صحیح] تقدم، ح: ۷۱.

۳۴۴- [سناده حسن] أخرجه أبو داود السجستاني، الطهارة، باب النهي عن ذلك، ح: ۸۲، والترمذي، الطهارة،

باب ماجاء في كراهية فضل طهور المرأة، ح: ۶۳، ۶۴، وابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن ذلك، ح: ۳۷۳ من ۴۴

۲- کتاب المیاء ..... پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَاجِبٍ، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَاسْمُهُ سَوَادَةُ بْنُ عَاصِمٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ.

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۷۲، ۲۳۳، ۲۳۹ اور ان کے فوائد و مسائل۔

باب: ۱۲- جنسی (کے غسل اور وضو) سے بچا ہوا

(المعجم ۱۲) - الرُّخْصَةُ فِي فَضْلِ

پانی استعمال کرنے کی رخصت

الْجُنُبِ (التحفة ۲۱۸)

۳۳۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے فرماتی

۳۴۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

ہیں: بلاشبہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایک برتن میں غسل کیا کرتی تھیں۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ.

باب: ۱۳- وضو اور غسل کے لیے انسان کو

(المعجم ۱۳) - بَابُ الْقَدْرِ الَّذِي يَكْتَفِي

کتنا پانی کافی ہے؟

بِهِ الْإِنْسَانُ مِنَ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ

(التحفة ۲۱۹)

۳۳۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

۳۴۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

کہ اللہ کے رسول ﷺ وضو ایک مد سے اور غسل پانچ مد سے فرمایا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ قَالَ:

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِمَكْوَلٍ وَيَغْتَسِلُ

[بِحَمْسَةِ] مَكَايِي.

◀️ حدیث ابی داؤد الطیالسی بہ، وهو فی مسنده، ح: ۱۲۵۲، وقال الترمذی: "حسن"، وصححه ابن حبان.

۳۴۵- [صحیح] تقدم، ح: ۷۲، وهو فی الكبرى، ح: ۷۳.

۳۴۶- [صحیح] تقدم، ح: ۷۳، وهو فی الكبرى، ح: ۷۴.

۲- کتاب المیاء ..... پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۷- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ - عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِمُدٍّ وَيَغْتَسِلُ بِنَحْوِ الصَّاعِ.

۳۴۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے فرماتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ایک مد کے ساتھ وضو کر لیا کرتے تھے اور تقریباً ایک صاع کے ساتھ غسل فرمایا کرتے تھے۔

۳۴۸- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ.

۳۴۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ وضو ایک مد کے ساتھ اور غسل ایک صاع سے فرمایا کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: صاع چار مد کا ہوتا ہے۔ غسل کے لیے کہیں صاع، کہیں تقریباً صاع، کہیں پانچ رطل اور کہیں آٹھ رطل کا ذکر ہے۔ مفہوم اتنا مختلف نہیں۔ ”تقریباً صاع“ کے لفظ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ صاع تقریباً ڈھائی کلو کا ہوتا ہے، گویا نبی ﷺ ڈھائی، تین کلو پانی سے بھی غسل فرمایا کرتے تھے۔



۳۴۷- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب ما يجزئ من الماء في الوضوء، ح: ۹۲، وابن ماجه، الطهارة، باب ما جاز في مقدار الماء للوضوء والغسل من الجنابة، ح: ۲۶۸ من حديث قتادة به، وله شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما.

۳۴۸- [صحیح] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۸۰، ح: ۲۶۹۲۵ عن حسن بن موسى به، والحديث السابق شاهد له.



## حیض، استحاضہ اور نفاس سے متعلق احکام و مسائل

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کو الگ الگ مقاصد کے لیے پیدا فرمایا ہے، اسی لیے ان کو صلاحیتیں بھی ایک دوسرے سے مختلف دی گئی ہیں جس کی تفصیل ہماری کتاب ”عورتوں کے امتیازی مسائل“ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

مقاصد تخلیق اور صلاحیت کار کے علاوہ جسمانی ساخت میں بھی مرد و عورت ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے جسم کے اندر بعض چیزیں ایسی رکھی ہیں جو مرد کے اندر نہیں ہیں، جیسے حیض اور نفاس کا خون۔ یہ خون طبعی ہے، یعنی بیماری کی وجہ سے نہیں آتا بلکہ عورت کے ایک خاص وظیفہ حیات سے اس کا تعلق ہے اور وہ ہے بچے کی پیدائش۔ یہ ہر عورت کو ہر مہینے چند دن تک آتا ہے۔ اسی میں عورت کی صحت اور افزائش نسل کا راز مضمّن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس عورت کو یہ ماہانہ خون جیسے حیض کہا جاتا ہے، نہیں آتا وہ بچے پیدا کرنے کے قابل نہیں ہوتی۔ یوں ایک بہت بڑا نقص یا خلا اس کی زندگی میں واقع ہو جاتا ہے اور کوئی مرد ایسی عورت کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا پسند نہیں کرتا۔

اس خون کے اخراج سے عورت بالعموم کمزور نہیں ہوتی بشرطیکہ حد اعتدال سے متجاوز نہ ہو۔ یہی خون جب عورت کو حمل قرار پا جاتا ہے تو رحم مادر میں زیر پرورش بچے (جنین) کی خوراک کا کام دیتا ہے، اسی لیے حمل قرار پاتے ہی خون حیض بند ہو جاتا ہے۔ ولادت کے بعد یہی خون بالعموم دودھ بن کر اس کی

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور اس سے متعلق احکام و مسائل

چھاتی کے ذریعے سے باہر آتا ہے جسے بچہ دو سال تک، جب کہ وہ اور کوئی چیز کھانے کے قابل نہیں ہوتا، ماں کی چھاتی سے منہ لگا کر پیتا ہے۔ دو سال تک بچے کی یہی واحد خوراک ہوتی ہے جسے وہ نہایت آسانی سے پی کر شکم سیر ہو جاتا ہے اور اسے مزید کچھ کھانے کی کوئی خاص ضرورت نہیں رہتی۔ جب اس رضاعت (شیرخواری) کا دور ختم ہو جاتا ہے تو پھر اس خون کا بھی مصرف باقی نہیں رہتا اور یہ پھر حسب سابق ماہواری کی شکل میں خارج ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی خون کو حیض کہا جاتا ہے۔ لغت میں اس کے معنی ہی سیلان، یعنی بہنے کے ہیں۔ اور اصطلاح شرع میں اس خون کو حیض کہتے ہیں جو عورت کے رحم سے متعین اوقات میں چند دن کے لیے بغیر کسی بیماری یا زخم کے نکلتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ] ”یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے لکھ دیا ہے۔“ (صحیح مسلم، الحج، باب بیان وجوه الإحرام..... حدیث: ۱۲۱۳)

حیض کا آغاز کب ہوتا ہے اور کب تک جاری رہتا ہے؟ ان دونوں باتوں کے لیے عمر کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔ بعض لوگوں نے آغاز کی عمر نو یا بارہ سال اور اختتام کی عمر پچاس سال بتلائی ہے لیکن یہ حتمی اور قطعی نہیں ہے۔ ماحول آب و ہوا یا جسمانی صحت و ضعف کے حساب سے ہر بچی اور ہر عورت کا معاملہ مختلف ہے، ۹، ۱۰ سال سے لے کر ۱۲، ۱۵ سال تک حیض کا آغاز ہو سکتا ہے۔ اسی طرح پچاس سال یا اس سے کم و بیش عمر میں حیض آنا بند ہو سکتا ہے۔

جس عورت کو حیض آنا بند ہو جائے اس کو آئسہ (نا امید) کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اس نابالغ بچی کو بھی آئسہ کہا جاتا ہے جس کو ابھی حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا۔ تولید (نسل کشی) کا سلسلہ حیض سے وابستہ ہے۔ ان دونوں کو آئسہ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جب حیض آنا بند ہو جاتا ہے تو تولیدی سلسلہ بالعموم ختم ہو جاتا ہے اسی طرح جب تک بچی کو حیض نہیں آتا وہ ماں بننے کی صلاحیت سے محروم رہتی ہے۔

عورت پر حیض کے احکام سن و سال کے حساب سے شروع یا ختم نہیں ہوں گے بلکہ حیض کے وجود پر لاگو یا ختم ہوں گے اس کا آغاز کسی بھی عمر میں ہو جائے یا کسی بھی عمر میں ختم ہو جائے۔

\* حیض کی مدت یا ایام حیض: کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ حیض کتنے دن آتا ہے؟ اس کی کوئی حد متعین ہے نہ اس کا کوئی تعین ہی کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف یہ حکم دیا ہے کہ ایام حیض میں عورتوں

### ۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور اس سے متعلق احکام و مسائل

سے کنارہ کش رہو، یعنی ان سے ہم بستری مت کرو۔ ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ یہ کنارہ کشی کتنے دن کرنی ہے؟ اللہ نے اس کی حد بندی نہیں کی بلکہ یہ فرمایا: ﴿وَلَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ﴾ (البقرة: ۲۲۲) ”پاک ہونے تک ان کے قریب مت جاؤ۔“ یعنی تعلق زوجیت قائم مت کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ممانعت کی حد متعین (۶، ۸، ۷، ۸) ایام نہیں بلکہ طہر ہے۔ عورت حیض سے جب بھی پاک ہو جائے گی خاوند کا اس سے تعلق زن و شو قائم کرنا صحیح ہوگا اور اس سے پہلے ناجائز اور حرام۔ اس لیے اس کا فیصلہ ہر عورت اپنی عادت کے مطابق کرے گی کہ اس کو کتنے دن ماہواری آتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ضروری نہیں کہ اگر ایک عورت کو چھ دن ماہواری کا خون آتا ہے تو ہمیشہ چھ دن ہی آئے گا بلکہ اس کے ایام بھی کم و بیش ہو سکتے ہیں اس لیے اصل فیصلہ حیض کے وجود یا عدم ہی پر ہوگا۔

\* حالت حمل میں حیض اور اس کا حکم: حمل کی حالت میں حیض کا سلسلہ جاری رہتا ہے یا بند ہو جاتا ہے؟ اس میں علماء کی دورائے ہیں۔ علماء کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ حمل کی حالت میں حیض بند ہو جاتا ہے اور یہی خون جنین (پیٹ میں بچے) کی نشوونما کے کام آتا ہے۔ دوسرے علماء کی رائے ہے کہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ حمل ٹھہرتے ہی حیض کا خون آنا بند ہو جاتا ہے اور خون کی یہ بندش حمل کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ لیکن بعض دفعہ خلاف عادت بعض عورتوں کو حمل میں بھی خون آ جاتا ہے۔ اس کا بالکل یہ انکار نہیں کیا جاسکتا، اس لیے اس کی بابت بھی مسئلہ سمجھ لینا ضروری ہے۔

حمل کی حالت بالعموم ۹ مہینے ہوتی ہے تاہم بعض حالات میں اس سے کم و بیش بھی ہو جاتی ہے۔ اگر خون حمل کے آخری ایام میں ولادت سے دو تین روز قبل آئے اور اس کے ساتھ دروزہ بھی ہو تو یہ خون حیض کا نہیں، نفاس (وضع حمل) کا ہے۔ اور اگر یہ خون وضع حمل کی مدت سے بہت پہلے آئے یا چند روز پہلے آئے لیکن اس کے ساتھ دروزہ نہ ہو تو اس صورت میں یہ حیض کا خون ہوگا کہ جس سے حیض کے احکام اس کے لیے ثابت ہوں گے یا یہ فاسد خون سمجھا جائے گا جس سے حیض کے احکام ثابت نہیں ہوں گے؟ اس کی بابت اختلاف ہے۔

جو علماء حالت حمل میں حیض آنے کے قائل ہیں ان کے نزدیک یہ حیض کا خون ہے بشرطیکہ یہ خون اپنی رنگت وغیرہ میں اس عادت کے مطابق ہو جو حیض کی حالت میں اس عورت کی ہوتی ہے اس لیے کہ



۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور اس سے متعلق احکام ومسائل

اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ حالت حمل میں حیض نہیں آسکتا۔ امام مالک، امام شافعی اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور عصر حاضر کے علماء میں سے شیخ محمد بن صالح عشیمین رحمۃ اللہ علیہ اسی رائے کے قائل ہیں۔ ایسی عورت پر حیض کے تمام احکام لاگو ہوں گے سوائے دو مسئلوں کے۔ اور وہ دو مسئلے ہیں: مسئلہ طلاق اور مسئلہ عدت۔ حائضہ عورت کو طلاق دینا ممنوع ہے، اس لیے کہ حکم یہ ہے: ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ﴾ (الطلاق ۶۵:۱) ”تم ان کو طلاق ان کی عدت کے آغاز میں دو۔“ عدت کا آغاز کب ہوتا ہے؟ جب عورت حیض سے پاک ہو جاتی ہے، یعنی طلاق دینی ہو تو پاک ہونے کے بعد ان سے ہم بستری کیے بغیر طلاق دو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حالت حیض میں طلاق دینے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن حاملہ حائضہ کو طلاق دینا جائز ہوگا، اس لیے کہ اس کو طلاق دینا اس آیت کے خلاف نہیں ہوگا کیونکہ اس کی عدت کا آغاز طہر سے نہیں ہوتا، کہ اس کے شروع ہونے کا انتظار کیا جائے، بلکہ دوران حمل میں جب بھی طلاق دے دی جائے وہی اس کی عدت کا آغاز ہوتا ہے، لہذا اگر خاوند اس حالت میں اس کو طلاق دینا چاہے تو اس کے لیے طلاق دینا جائز ہوگا۔

دوسرا مسئلہ عدت کا ہے۔ اس عورت کی عدت تین حیض یا تین مہینے نہیں ہوگی بلکہ وضع حمل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق ۶۵:۴) ”حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔“

\* حیض کی مختلف صورتوں اور حالتوں کا حکم: اکثر عورتوں کو اگرچہ حیض کا خون عادت کے مطابق آتا اور بند ہوتا ہے لیکن بہت سی عورتوں کی عادت میں معمولی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، مثلاً:

○ یہ تبدیلی بعض دفعہ زیادتی یا کمی کی شکل میں ہوتی ہے، جیسے کسی عورت کی عادت تو چھ دن کی ہے لیکن ساتویں دن بھی خون جاری رہتا ہے۔ یا کسی عورت کی عادت تو سات دن کی ہے لیکن بعض دفعہ وہ چھ دن ہی میں پاک ہو جاتی ہے۔

○ بعض دفعہ یہ تبدیلی آگے پیچھے ہونے کی صورت میں ہوتی ہے، مثال کے طور پر ایک عورت کی عادت ہے کہ اس کو مہینے کے آخر میں حیض آتا ہے لیکن کسی وقت مہینے کے آغاز میں حیض آنا شروع ہو جاتا ہے۔ یا اس کی عادت تو مہینے کے شروع کی ہے لیکن کسی وقت اس کو مہینے کے آخر میں حیض آتا ہے۔

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور اس سے متعلق احکام و مسائل

○ دونوں صورتوں کا حکم یہ ہے کہ وہ جب بھی حیض دیکھے گی، حائضہ متصور ہوگی اور جب بھی حیض کا خون بند ہو جائے گا تو پاک سمجھی جائے گی، چاہے عادت سے ایک دو دن کم آئے یا زیادہ، مہینے کے آخر میں آنے کے بجائے آغاز میں آجائے یا آغاز میں آنے کے بجائے آخر میں آجائے، حکم کا مدار حیض کے وجود یا عدم وجود پر ہے، کسی بیشی یا آگے پیچھے ہونے سے حیض کے احکام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

○ مذکورہ دو صورتوں کے علاوہ ایک تیسری صورت بعض دفعہ یہ ہوتی ہے کہ عورت سرخ رنگ کے بجائے خون کا رنگ زرد دیکھتی ہے، جیسے زخموں کا پانی ہوتا ہے یا گدلا (مثالہ) رنگ دیکھتی ہے جو زردی اور سیاہی کے درمیان ہوتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر رنگت کی یہ تبدیلی اس کے ایام حیض کے دوران میں ہوتی ہے یا طہر سے کچھ پہلے حیض کے اختتام پر ہوتی ہے تو یہ حیض ہی کا خون شمار ہوگا اور حیض کے احکام اس پر لاگور ہیں گے۔ اور اگر یہ کیفیت طہر کے بعد ہوگی تو اس کو حیض شمار نہیں کیا جائے گا۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: [كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ بَعْدَ الطُّهْرِ شَيْئًا] ”طہر کے بعد ہم میالے یا زرد رنگ کو کچھ نہیں سمجھتی تھیں۔“ (سنن أبي داود، الطهارة، باب في المرأة ترى الصفرة والكدرة بعد الطهر، حديث: ۳۰۷)

○ ایک چوتھی شکل یہ ہوتی ہے کہ حیض کا خون تسلسل کے ساتھ جاری نہیں رہتا، ایک روز آتا ہے دوسرے روز نہیں آتا۔ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ ایک عورت کی حالت مستقل طور پر ایسی رہے۔ تو یہ استحاضے کا خون شمار ہوگا اور استحاضے کے احکام اس پر لاگو ہوں گے۔ (جس کی تفصیل استحاضے کے احکام میں آئے گی۔)

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی وقت خون آتا ہے اور کسی وقت نہیں آتا، کسی وقت حیض کی حالت ہوتی ہے اور کسی وقت طہر کی۔ اس میں راجح مسلک یہ ہے کہ اسے حیض شمار کیا جائے گا اور حیض کے احکام اس پر لاگو ہوں گے، اس لیے کہ اگر اسے طہر شمار کیا جائے تو اس میں عورت کے لیے مشقت ہے۔ اسے بار بار غسل کرنا پڑے گا جب کہ دین میں تنگی نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا جَعَلْ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج ۲۲: ۷۸) ”اللہ نے تم پر دین میں تنگی نہیں کی

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور اس سے متعلق احکام و مسائل

ہے۔“ نیز ارشاد ہے: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرة: ۱۸۵) ”اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، تمہارے ساتھ تنگی کرنا نہیں چاہتا۔“ رسول اللہ ﷺ کا بھی فرمان ہے: [إِنَّ الدِّينَ يُسْرًا] ”بلاشبہ دین آسان ہے۔“ (صحیح البخاری، الإيمان، حدیث: ۳۹)

○ ایک پانچویں شکل یہ ہوتی ہے کہ حیض کا خون خشک ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ عورت صرف رطوبت ہی دیکھتی ہے۔ یہ صورت اگر حیض کے دوران میں ہوتی ہے یا طہر سے کچھ پہلے تو یہ حیض ہوگا۔ اور یہ کیفیت اگر طہر کے بعد ہو تو پھر یہ حیض نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس صورت کو زیادہ سے زیادہ صفرہ (زرد رنگ) یا کدوہ (نیلا رنگ) کے ساتھ ہی ملحق کیا جاسکتا ہے۔ اور طہر کے بعد یہ رنگت حیض میں شمار نہیں ہوتی۔

○ ایک چھٹی شکل یہ ہوتی ہے کہ مثال کے طور پر پہلے چار دن مسلسل خون آئے، اس کے بعد بند ہو جائے، ساتویں دن پھر خون شروع ہو جائے اور پھر بارہویں دن تک نیلا رنگ کا خون آتا رہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا حکم یہ بتایا ہے کہ پہلے چار دن اور دوسرے چھ دن یہ حیض کے دن شمار ہوں گے۔ درمیان کے دو دن حیض کے دن شمار نہیں ہوں گے۔ ان میں وہ غسل کر کے نماز پڑھے گی اور خاوند کے ساتھ تعلق قائم کرنا بھی جائز ہوگا۔ اس صورت میں یہ معلوم ہوا کہ حیض کے ایام اگرچہ زیادہ تر مسلسل ہی ہوتے ہیں لیکن بعض دفعہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر الگ الگ بھی آسکتے ہیں۔

○ ساتویں شکل یہ بھی ہوتی ہے کہ عورت اپنی عادت کے مطابق ۵ یا ۶ دن حیض کے گزار کے پاک ہو جاتی ہے لیکن غسل کے فوراً بعد انتہائی قلیل مقدار میں خون آجاتا ہے اور پھر بند ہو جاتا ہے۔ اس کو کیا شمار کیا جائے گا؟ طہارت، یعنی غسل کے بعد آنے والا خون اگر زرد یا نیلا رنگ کا ہو تو وہ غیر معتبر ہوگا، یعنی اسے پیشاب کی طرح سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر وہ حیض کے خون کی طرح خالص سرخ رنگ کا خون ہے تو وہ حیض ہی کا خون سمجھا جائے گا اور حیض کے احکام اس پر عائد ہوں گے۔ اسی طرح عادت سے ایک دو روز قبل سیاہی مائل خون آئے، اس میں حیض کے خون کی طرح کی کیفیت اور درد ہو تو وہ حیض ہی کا خون ہوگا۔

۳- کتاب الحيض والاستحاضة \_\_\_\_\_ حیض اور اس سے متعلق احکام و مسائل

○ آٹھویں شکل: ایک عورت پچاس سال سے زیادہ عمر کی ہے۔ اسے ہر مہینے یا دو تین مہینے کے بعد دو تین دن شدت سے خون آتا ہے باقی ایام میں کم۔ کیا یہ خون حیض کا ہوگا؟ کبر سنی (بڑی عمر) یا بے قاعدگی کی وجہ سے یہ حیض کا خون نہیں بلکہ فاسد خون شمار ہوگا۔ جب عورت مذکورہ عمر کو پہنچ جائے یا اس کی ماہانہ عادت بے قاعدہ ہو جائے تو اس سے حیض اور حمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے لہذا ایسی عورت سے مذکورہ طریقے سے آنے والا خون حیض کا نہیں استحاضے کا خون شمار ہوگا جس کے احکام استحاضے کے بیان میں درج ہوں گے۔

\* حیض ختم ہونے کی علامت اور پہچان: حیض ختم ہونے کا علم ویسے تو ہر عورت کو اپنی عادت کے مطابق ہو جاتا ہے تاہم اشتباہ کی صورت میں دو علامتوں سے بھی اس کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ پہلی علامت سفید پانی کا خارج ہونا ہے۔ اگرچہ عورتوں کے حالات کے اختلاف سے اس پانی کا رنگ مختلف ہو سکتا ہے تاہم اکثریت اور عمومیت کے اعتبار سے یہ چونے کی طرح سفید رنگ کا پانی ہوتا ہے۔ دوسری علامت خشکی ہے، یعنی شرم گاہ میں کپڑے کا کلٹا یا روئی یا ٹشو پیپر ڈال کر نکالے تو وہ خشک نکلے اس پر نہ خون کا اثر ہو اور نہ زرد یا مٹیالے رنگ کے مادے ہی کا۔

\* حیض کے ضروری احکام: ○ حیض کا خون بند ہونے کے بعد غسل کرنا ضروری ہے۔ یہ غسل اسی طرح کرے جس طرح جنابت کا غسل ہوتا ہے البتہ صرف اتنا فرق ہے کہ غسل حیض کرتے وقت اگر سر کے بال چوٹی کی شکل میں بندھے ہوئے ہوں تو ان کو کھولنا ضروری ہے کیونکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچانا لازم ہے۔ بال خشک نہیں رہنے چاہئیں اگر کچھ بال خشک رہ جائیں تو غسل نامکمل ہوگا۔ بعض علماء غسل حیض میں چوٹی کے بال نہ کھولنے کے قائل ہیں لیکن دلائل کی رو سے راجح اور درست موقف یہی ہے کہ غسل حیض میں بالوں کو کھولا جائے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: کتاب الغسل والتیمم کا ابتدائیہ۔

○ اگر مرد نے عورت کے ساتھ ہم بستری کی اور ابھی عورت نے جنابت کا غسل نہیں کیا کہ اس کو حیض آنا شروع ہو گیا۔ اب اس کے لیے جنابت کا غسل ضروری ہے یا نہیں؟

غسل کا مقصد طہارت حاصل کرنا ہے۔ جب وہ حائضہ ہو گئی ہے تو ظاہر بات ہے کہ غسل جنابت

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور اس سے متعلق احکام و مسائل

سے اس کو طہارت تو حاصل نہیں ہوگی، غسل کے بعد بھی وہ حیض کی وجہ سے ناپاک ہی رہے گی، اس لیے اگر وہ ایام حیض گزار کر غسل کرے گی تو یہ غسل حیض اور جنابت دونوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے کافی ہوگا، دونا پاکیزگیوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے ایک غسل کافی ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک شخص اپنی ایک بیوی سے ہم بستری کرے اور غسل جنابت سے پہلے دوسری بیوی سے ہم بستری کر کے بعد میں دونوں جنابتوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے ایک ہی غسل کر لے۔ ایسا کرنا جائز ہے اور اس سے وہ یقیناً پاک ہو جائے گا۔ خود نبی ﷺ کا یہ عمل ثابت ہے کہ تمام بیویوں سے صحبت کرنے کے بعد ایک ہی غسل کیا۔

○ زیادہ صفائی اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے مستحب ہے کہ پانی میں بیری کے پتے ڈال کر پانی گرم کر لیا جائے۔ لیکن اب اس کی جگہ صابن کفایت کر سکتا ہے۔ مقصد اچھی طرح صفائی حاصل کرنا ہے۔

○ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عورت حیض سے پاک ہو جائے لیکن غسل کرنے کے لیے پانی دستیاب نہ ہو یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے پانی کے استعمال میں نقصان کا خطرہ ہو تو اس صورت میں عورت تیمم کر کے بھی پاک ہو سکتی ہے اور مرد کا اس کے ساتھ تعلق زوجیت قائم کرنا بھی صحیح ہوگا۔

○ غسل حیض کے بعد خوشبو کا استعمال بھی مستحب ہے تاکہ حیض کی بو کے اثرات ختم ہو جائیں۔

○ حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل طہارت میں تاخیر نہ کرنے، اگر نماز کے وقت کے دوران میں پاک ہوگئی ہے تو فوراً غسل کر کے وہ نماز پڑھے۔ اگر سفر میں ہو اور وہاں پانی دستیاب نہ ہو یا پانی تو ہو لیکن بیماری وغیرہ کی وجہ سے پانی کا استعمال اس کے لیے نقصان کا باعث ہو تو غسل کے بجائے تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔

○ حیض کے شروع ہوتے ہی عورت کے لیے نماز معاف ہے، جب تک حیض بند نہیں ہوگا اس وقت تک اس کو یہ معافی حاصل ہے۔ فرض نماز کے علاوہ نفل نماز بھی پڑھنا اس کے لیے جائز نہیں۔ ہاں، پاک ہوتے ہی نماز اس پر پھر بلاتا تاخیر فرض ہو جائے گی، چاہے وہ نماز کے اول وقت میں پاک ہو یا آخر وقت میں۔ دوران حیض میں فوت ہو جانے والی نمازوں کی قضا نہیں ہے۔

○ حیض کے ایام میں عورت کو روزہ رکھنے کی بھی اجازت نہیں ہے، حتیٰ کہ اگر روزے کی حالت میں اس

۳- کتاب الحيض والاستحاضة..... حيض اور اس سے متعلق احکام و مسائل

کو حیض کا خون آنا شروع ہو جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا چاہے وقت افطار سے چند لمحے قبل ہی اس کو حیض شروع ہو۔ اور اگر چھوٹنے والے روزے رمضان کے فرض روزے ہوں تو ان کی قضا ضروری ہے تاہم نفلی روزہ اگر اس حالت میں ٹوٹ جائے تو اس کی قضا ضروری نہیں ہے، البتہ اگر کوئی اس کی قضا دینا چاہے تو جائز ہے۔

حیض کی حالت میں نماز روزے کی ممانعت درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تَصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟ فَذَلِكَ نَقْصَانُ دِينِهَا] ”کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت جب حائضہ ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے، پس یہ اس کے دین کی کمی (کی دلیل) ہے۔“ (صحیح البخاری، الصوم، باب الحائض تترك الصوم والصلاة، حدیث: ۱۹۵۱)

اور نماز کی قضا نہیں صرف روزوں کی قضا ہے۔ اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے: [فَنَوْمٌ بِقِصَابِ الصَّوْمِ وَلَا نَوْمٌ بِقِصَابِ الصَّلَاةِ] ”ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا، نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔“ (سنن أبي داود، الطهارة، باب في الحائض لا تقضي الصلاة، حدیث: ۲۶۳)

○ حیض کی حالت میں خاوند بیوی کے ساتھ ایک ہی لحاف میں لیٹ سکتا ہے اور اس کے ساتھ مباشرت کر سکتا ہے۔ مباشرت کا مطلب اس کے ساتھ بغل گیر ہونا، معانقہ کرنا اور بوس و کنار کرنا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: [اَصْنَعُوا كَمَثَلِ شَيْبَى بْنِ غَيْرِ النَّكَّاحِ] ”جماع کے علاوہ ہر کام تمہارے لیے جائز ہے۔“ (سنن أبي داود، الطهارة، باب مؤاكلة الحائض و مجامعتها، حدیث: ۲۵۸) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاعْتَرِزُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ (البقرة: ۲۲۳) ”حیض کی حالت میں عورتوں سے کنارہ کش رہو۔“ یہ کنارہ کشی صرف جماع (ہم بستری) سے ہے۔ اس کے علاوہ عورت کے ساتھ ہر معاملہ جائز ہے اور ہر طرح کا تعلق قائم کرنا حلال ہے اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا صحیح ہے اور اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا پینا جائز ہے۔

○ خاوند کا حائضہ بیوی سے اس وقت تک ہم بستری کرنا جائز نہیں ہے جب تک وہ حیض سے پاک نہیں ہو جاتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فِإِذَا تَطَهَّرْنَ

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور اس سے متعلق احکام و مسائل

فَاتَوُّهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ﴿البقرة: ۲۲۲﴾ ”تم ان عورتوں کے قریب مت جاؤ (یعنی ان سے ہم بستری مت کرو) یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں؛ جب وہ پاک ہو جائیں تو تم ان کے پاس وہاں سے آؤ جہاں سے آنے کا تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے۔“

پاک ہونے کا مطلب ہے کہ جب حیض کا خون بند ہو جائے اور اس کے بعد وہ غسل کر لے، یعنی خون بند ہونے کے بعد غسل کرنا بھی ضروری ہے؛ پھر وہ پاک متصور ہوگی اور خاوند کا اس کے ساتھ تعلق قائم کرنا جائز ہوگا۔

بعض علماء کے نزدیک غسل ضروری نہیں ہے؛ انقطاع دم کے ساتھ ہی عورت پاک ہو جائے گی اور غسل سے قبل بھی خاوند کا اس کے ساتھ تعلق قائم کرنا جائز ہوگا۔ عورت صرف موضع دم (شرم گاہ) دھو لے یا وضو کر لے ان دونوں سے بھی اسے اسی طرح طہارت حاصل ہو جائے گی جیسے غسل سے حاصل ہوتی ہے۔ امام ابن حزم، شیخ البانی اور دیگر بعض ائمہ اس کے قائل ہیں۔ دیکھیے: (المحلی: ۱۷۱/۲ و آداب الزفاف، ص: ۲۶-۲۸) لیکن جمہور علماء کے نزدیک غسل کے بغیر خاوند کا اس سے تعلق قائم کرنا جائز نہیں ہے۔ یہی رائے زیادہ محتاط اور راجح ہے۔ واللہ اعلم۔ البتہ پانی کے دستیاب نہ ہونے کی صورت میں یا پانی کے استعمال کی قدرت نہ رکھنے کی صورت میں تیمم بھی طہارت کے لیے کافی ہوگا جیسا کہ پہلے اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

○ عورت جس لباس میں حائضہ ہوئی ہو، پاک ہونے کے بعد اس لباس میں اس کے لیے نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں حیض کا خون نہ لگا ہوا ہو؛ اگر لگا ہوا ہو تو متعلقہ حصہ دھویا جائے اور باقی پر چھینٹے مار لیے جائیں۔ (صحیح البخاری، الحيض، باب غسل دم المحيض، حدیث: ۳۰۸۳۰۷)

○ حاجی کے لیے ضروری ہے کہ حج سے فراغت کے بعد واپسی سے پہلے طواف وداع بھی کرے لیکن عورت نے اگر (۱۰ اذوالحجہ کو) طواف افاضہ کر لیا ہو اور اس کے بعد اس کو ایام حیض شروع ہو گئے ہوں تو اس کے لیے طواف وداع ضروری نہیں؛ وہ اس کے بغیر بھی واپس آ سکتی ہے؛ اس کا حج مکمل ہی ہے۔

○ عورت رمضان المبارک میں فجر سے پہلے اگر پاک ہو جائے تو وہ غسل کیے بغیر سحری کھا کر روزہ رکھ

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور اس سے متعلق احکام و مسائل

سکتی ہے، تاہم نماز کے لیے غسل ضروری ہوگا۔ یہ مسئلہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔

○ کسی عورت کو کسی نماز کے اول وقت یا آخری وقت میں حیض یا نفاس کا خون شروع ہو گیا جب کہ اس نے وہ نماز نہیں پڑھی تو بعض علماء کہتے ہیں کہ پاک ہونے کے بعد وہ اس نماز کی قضا دے گی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس پر کوئی قضا نہیں، اس لیے کہ نبی ﷺ نے کسی عورت کو اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا۔

○ اگر کوئی عورت کسی نماز کے آخری وقت میں پاک ہوئی کہ اس وقت میں ایک رکعت کی ادائیگی بھی ناممکن تھی اور غسل کرتے کرتے اس نماز کا وقت ختم ہو گیا تو اس پر بھی اس نماز کی قضا نہیں۔ مثال کے طور پر ایک عورت ظہر کے آخری وقت میں عصر کا وقت شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے پاک ہوئی، غسل کرتے ہوئے ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو گیا تو اس کے لیے صرف عصر کی نماز پڑھ لینا کافی ہے۔ ظہر اور عصر دونوں نمازیں پڑھنی ضروری نہیں جیسا کہ جمہور اہل علم کہتے ہیں۔

○ اسی طرح بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر کوئی عورت سورج غروب ہونے سے پہلے حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے تو اس کے لیے ظہر اور عصر دونوں نمازوں کا پڑھنا ضروری ہوگا۔ اور اگر رات کو طلوع فجر سے قبل پاک ہو تو اس کے لیے مغرب اور عشاء دونوں نمازوں کا پڑھنا لازمی ہوگا۔ لیکن یہ مسئلہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ شرعی دلائل سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس نماز کے وقت عورت پاک ہو، اسی نماز کا پڑھنا اس کے لیے ضروری ہے۔ اس سے متصل نماز کا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

○ حیض کی حالت میں اگر خاوند بیوی سے ہم بستری (جماع) کرنا چاہے تو بیوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کی خواہش پوری کرنے سے سختی کے ساتھ انکار کر دے، اس لیے کہ جہاں خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو وہاں مخلوق کی اطاعت ضروری نہیں بلکہ انکار ضروری ہے۔

○ خاوند اس حالت میں اپنی جنسی خواہش پوری کرنے میں زبردستی کرے گا تو وہ سخت گناہ گار ہوگا، تاہم عورت مجبور ہونے کی وجہ سے معذور ہوگی، اس کے لیے توبہ و استغفار کافی ہے۔

○ حالت حیض میں بیوی سے جماع کرنے کا کفارہ ایک حدیث میں ایک دینار یا نصف دینار بتلایا گیا



۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور اس سے متعلق احکام و مسائل

ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الطهارة، باب في إتيان الحائض، حدیث: ۲۶۳) حدیث میں دینار یا آدھے دینار کا جو اختیار دیا گیا ہے اس کی بابت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے صراحت فرمائی ہے کہ دینار اس وقت جب وہ ابتدائے حیض میں جماع کرے اور نصف دینار اس وقت جب وہ حیض کے آخری دنوں میں جماع کرے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الطهارة، حدیث: ۲۶۵) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے موقوفاً صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن أبي داود (مفصل) الطهارة، رقم: ۲۵۸) جبکہ بعض علماء اس کی بابت فرماتے ہیں کہ دینار اور نصف دینار کا اختیار غالباً مالی حیثیت کے پیش نظر ہے۔ زیادہ حیثیت والا ایک دینار اور کم حیثیت والا نصف دینار دے۔ واللہ اعلم۔ اس صدقے کی وجہ یہ ہے: ﴿وَإِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱۳) ”نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔“ ایک دینار کا وزن کم و بیش ساڑھے چار ماشے سونا ہے جو جدید اعشاری نظام کے مطابق ۴ گرام ۳۷۴ ملی گرام سونا بنتا ہے۔ اتنے سونے کی قیمت فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا ہے۔

○ اگر کوئی عورت حج پر گئی ہے اور وہاں اس نے طواف کر لیا ہے، طواف کے بعد وہ حائض ہو گئی تو وہ حج کے بقیہ ارکان و مناسک ادا کرے۔ لیکن اگر وہاں پہنچتے ہی حائض ہو گئی تو اس کے لیے طواف کرنا جائز نہیں ہے۔ طواف کے علاوہ باقی مناسک حج ادا کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایسا ہی معاملہ پیش آیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا: [أَفْعَلِي كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي] ”تم وہ سارے کام کرو جو حاجی کرتے ہیں سوائے بیت اللہ کے طواف کے، یہاں تک کہ تم پاک ہو جاؤ۔“ (صحیح البخاری، الحج، باب تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت.....، حدیث: ۱۶۵۰)

بعد میں وہ طواف اس وقت کرے گی جب وہ پاک ہو جائے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی طواف پاک ہونے کے بعد کیا تھا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: [وَحَاضَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَتَطَّافَتْ بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرَ، فَلَمَّا طَهَّرَتْ طَافَتْ بِالْبَيْتِ] ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حائض ہو گئیں تو انھوں نے حج کے تمام افعال ادا کیے سوائے بیت اللہ کے طواف

حیض اور اس سے متعلق احکام و مسائل

۳- کتاب الحيض والاستحاضة

کے، پھر جب وہ پاک ہو گئیں تو بیت اللہ کا طواف کیا۔“ (صحیح البخاری، الحج، حدیث: ۱۶۵۱)  
یعنی اس صورت میں عورت کے لیے حج کی ترتیب الٹی ہو جائے گی۔ عام لوگ پہلے عمرہ کرتے، پھر حج کرتے ہیں، حائضہ پہلے حج کے ارکان ادا کرے گی اور پاک ہونے کے بعد طواف اور سعی کر کے عمرہ کرے گی، یعنی اس کا یہ حج تمتع کے بجائے حج قرآن ہوگا۔

○ اذوالحجہ کو طواف افاضہ کرنا، جسے طواف زیارت بھی کہتے ہیں، حج کی تکمیل کے لیے ضروری ہے، اگر حائضہ اذوالحجہ تک پاک نہ ہو اور اس وجہ سے طواف افاضہ نہ کر سکے تو اس کا حج مکمل نہیں ہوگا، طواف افاضہ کے لیے اسے رکنا پڑے گا یا دوبارہ مکہ آنا پڑے گا۔ علاوہ ازیں وہ جب تک دوبارہ آ کر طواف افاضہ نہیں کر لے گی، وہ حالت احرام ہی میں رہے گی اور احرام کی پابندیاں اس پر عائد رہیں گی، جیسے خاوند کے ساتھ ہم بستری وغیرہ کرنا اس کے لیے ممنوع ہوگا۔

○ حیض کی وجہ سے عورت طواف وداع نہ کر سکے تو اس کی اس کو رخصت ہے، البتہ طواف افاضہ کے لیے دوبارہ آئے تو طواف افاضہ کے ساتھ طواف وداع کی بھی نیت کر لے۔ اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ میقات کے قریب یا میقات پر آ کر عمرے کی نیت کر کے احرام باندھے اور مکہ آ کر عمرہ کر لے اور اس کے بعد باقی ماندہ طواف افاضہ کر لے، اس کے بعد ہی اس کا حج مکمل ہوگا، البتہ طواف افاضہ کے بغیر سفر کرنے اور دوبارہ پلٹ کر آنے میں اس پر کوئی فدیہ نہیں پڑے گا۔ (فتاویٰ و رسائل الشیخ

محمد بن ابراہیم، ۶/۶۱، ۶۲)

○ سفر حج کے آغاز ہی میں اگر عورت حائضہ ہو جائے تو وہ اسی حالت میں غسل کر کے احرام باندھ سکتی ہے، البتہ اس موقع پر وہ دو رکعت نماز نہیں پڑھ سکتی جسے لوگ احرام باندھتے وقت ضروری سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ دو رکعتیں اس موقع پر شرعاً ضروری نہیں ہیں، اس کے بغیر بھی احرام باندھنا بالکل صحیح ہے۔  
○ حالت حیض میں عورت کو طلاق دینا قرآن و حدیث کے خلاف ہے جیسا کہ پہلے اس کی کچھ تفصیل گزر چکی ہے، البتہ طلاق خلع ہر حالت میں جائز ہے چاہے عورت حائضہ ہو یا پاک۔

○ حالت حیض میں عقد نکاح جائز ہے، اس لیے کہ اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں، البتہ خاوند کے لیے پاک ہونے تک اس سے میاں بیوی والا خاص تعلق قائم کرنا جائز نہیں ہے، صرف بوس و کنار اور

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور اس سے متعلق احکام و مسائل

معاذتہ وغیرہ کر سکتا ہے۔

○ حائضہ عورت مردہ عورت کو غسل دے سکتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک مسجد میں کھڑے ہو کر باہر نکالتے جب کہ آپ اعتکاف میں بیٹھے ہوتے۔ میں آپ کا سر دھو دیا کرتی تھی درآں حالیکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی۔ (صحیح البخاری، الحيض، باب مباشرة الحائض، حدیث: ۳۰۱۲۹۶) ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے مسجد سے چٹائی پکڑا دو۔“ میں نے کہا: میں تو حیض سے ہوں آپ نے فرمایا: [فَنَأْوِلِيْنِيْهَا فَإِنَّ الْحَيْضَةَ لَيْسَتْ فِيْ يَدِيْكَ] ”مجھے پکڑا دو! اس لیے کہ حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔“ (صحیح مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها و ترجيله و طهارة سورها، والإتكاء في حجرها و قراءة القرآن فيه، حدیث: ۲۹۸) اسی طرح حدیث: [إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجَسُ] ”مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔“ (صحیح مسلم، الحيض، باب الدليل على أن المسلم لا ينجس، حدیث: ۳۷۱) سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے۔ ان دلائل کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ حائضہ مردے کو غسل دے سکتی ہے۔

○ حائضہ عورت ایام حج میں اپنا حیض ختم کرنے کے لیے اگر ایسی دوائی استعمال کرے جس سے اس کا حیض بند ہو جائے تو ایسا کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ صحت اور جان کے لیے کسی خطرے کا باعث نہ ہو جیسے ایک عورت ۱۰ اذوالحجہ تک پاک نہ ہو سکے جب کہ اس نے اس سے قبل کے مناسک حج ادا کر لیے ہیں۔ اب ۱۰ اذوالحجہ کو اس کے لیے طواف افاضہ ضروری ہے، اس کے بغیر اس کا حج مکمل نہیں ہوگا۔ علاوہ ازیں وہ پاک ہونے کا انتظار کرتی ہے تو اس کے لیے سفری مشکلات پیش آ سکتی ہیں کیونکہ آج کل واپسی کی تاریخیں بھی مقرر ہوتی ہیں۔ اس صورت میں وہ دوائی کھالے خون بند ہونے کے بعد وہ غسل کر کے پاک ہو جائے اور طواف افاضہ کر لے اور نمازیں وغیرہ بھی ادا کر لے۔

○ اسی طرح سفر حج کے آغاز میں وہ اس قسم کی مانع حیض دوائی کھالے تاکہ دوران حج میں حیض اس

۳- کتاب الحيض والاستحاضة - حيض اور اس سے متعلق احکام و مسائل

کے لیے رکاوٹ نہ بنے تو مذکورہ شرط کے ساتھ یہ بھی جائز ہے۔

○ رمضان المبارک میں بھی بعض سعودی علماء نے مانع حیض دوائی کھانے کی اجازت دی ہے تاکہ رمضان کے روزے مکمل رکھے جاسکیں۔ لیکن ہمارے خیال میں یہ فتویٰ صحیح نہیں ہے، اسے حج پر قیاس کر کے اس کے جواز کا فتویٰ دینا محل نظر ہے، اس لیے کہ حج میں تو معاملہ اضطرار کی حد تک پہنچ جاتا ہے، بنا بریں وہاں حیض کو بند کرنے یا روکنے کا جواز قابل فہم ہے۔ لیکن رمضان میں اضطرار کی کوئی صورت نہیں، محض تکمیل صیام کی خواہش اور اس کا شوق ہے۔ لیکن چونکہ اس میں تغیر خلق [فَلْيَغَيِّرْ خَلْقَ اللَّهِ] کا مفہوم پایا جاتا ہے، لہذا محض شوق تکمیل صیام اس کے جواز کے لیے کوئی معقول دلیل نہیں۔ رمضان کے روزوں کا جو فطری طریق ہے جس میں عورت کو چند روزے ضرور چھوڑنے پڑتے ہیں، وہی عورت کے لیے شرعی طریقہ ہے، اس میں بلا وجہ دوائیوں کے ذریعے سے تبدیلی کرنا شرعی لحاظ سے محل نظر ہے۔

علاوہ ازیں طبی نقطہ نظر سے بھی مانع حیض گولیاں اور دوائیاں رحم اور حیض معقود کے لیے نقصان دہ ہیں۔ ان سے رحم میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور بعض دفعہ عورت بانجھ تک بھی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حیض کی عادت میں بھی بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے جس سے صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اس اعتبار سے مانع حیض گولیوں کا استعمال شرعی اور طبی دونوں لحاظ سے یکسر غلط ہے اور انھیں بوقت ضرورت حج کے علاوہ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

\* مانع حمل گولیوں کا استعمال: اسی طرح مانع حمل گولیوں کا استعمال ہے یہ بھی نہ مطلقاً جائز ہے اور نہ مطلقاً ممنوع بلکہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ بعض بالکل ممنوع ہیں اور بعض صورتوں میں چند شرائط کے ساتھ اس کا جواز ہے، مثلاً: کوئی عورت اس لیے یہ گولیاں استعمال کرے کہ مستقل طور پر اس کے حمل کا مسئلہ ختم ہو جائے، اسے کبھی بھی حمل نہ ٹھہرے۔ ایسا کرنا بالکل ناجائز ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ نے تکثیر امت کی ترغیب دی ہے اور یہ عمل تقلیل امت کا باعث ہے۔ یہ برتھ کنٹرول (ضبط ولادت یا خاندانی منصوبہ بندی) کی وہ صورت ہے جس کا اسلام میں قطعاً کوئی جواز نہیں ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ عارضی طور پر حمل روکنے کے لیے مانع حمل گولیاں استعمال کی جائیں، یہ بعض

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حيفض اور اس سے متعلق احكام ومسائل

صورتوں میں جائز ہیں بشرطیکہ ان کا استعمال صحت اور جان کے لیے خطرے کا باعث نہ ہو مثلاً: کسی عورت کو بہت جلدی جلدی حمل ٹھہر جاتا ہے اس کا دو بچوں کے درمیان وقفہ بہت کم ہوتا ہے جس کی وجہ سے بچوں کی رضاعت و نگہبانی بھی خاطر خواہ نہیں ہو پاتی۔ دوسرے خود عورت کی صحت بھی کثرت حمل کی متحمل نہیں ہوتی بلکہ چند بچوں کی پیدائش کے بعد مناسب وقفے کے بغیر حمل کا یہ تسلسل اس کی ہلاکت کا باعث بن سکتا ہے۔ ایسی عورت کے لیے دو شرطوں کے ساتھ مناسب وقفے کے لیے مانع حمل گولیوں کا استعمال جائز ہے۔ وہ دو شرطیں حسب ذیل ہیں: ① خاوند کی اجازت اسے حاصل ہو۔ ② اس کی صحت اور جان کو خطرہ نہ ہو۔

اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے عزل کرتے تھے لیکن نبی ﷺ نے باوجود علم کے اور پوچھے جانے کے منع نہیں فرمایا۔ اور عزل کا مطلب یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال کے وقت اس سے علیحدہ ہو جائے تاکہ منی اس کے رحم کے اندر نہ جائے اور اسے حمل نہ ٹھہرے۔ لیکن ان عورتوں کے لیے مانع حمل گولیوں کے استعمال کا کوئی جواز نہیں ہے جو مذکورہ صورت حال سے دوچار نہیں ہیں بلکہ وہ حمل سے صرف اس لیے بچنا چاہتی ہیں کہ

- ان کے حسن و جمال پر کوئی اثر نہ پڑے۔
  - چلتے ہوئے نعرے اور فیشن کے مطابق دو تین بچوں سے زیادہ بچے پیدا کرنا پسند نہیں کرتیں۔
  - زیادہ بچوں کی پیدائش پر فکر مند ہوتی ہیں کہ ان کو کہاں سے کھلائیں پلائیں گی اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیسے کریں گی؟ یہ سوچ تو کل علی اللہ کے منافی ہے جو مسلمان کے شایان شان نہیں۔
- یہ اور اس قسم کے تصورات کے تحت حمل سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

\* حائضہ کا قرآن کریم کی تلاوت کرنا: اس مسئلے کی بابت علماء کی مختلف آراء ہیں لیکن دلائل کی رو سے راجح اور درست بات یہ ہے کہ حیض و جنابت کی حالت میں قرآن پڑھنا کراہت تحریمی نہیں کراہت تنزیہی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان حالتوں میں قرآن پڑھنے اور چھونے سے اجتناب بہتر ہے تاہم پڑھنا اور چھولیا جائے تو جائز ہے۔ یہ رائے دو لحاظ سے راجح ہے۔ اول یہ کہ جمہور علماء جو

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور اس سے متعلق احکام و مسائل

مطلقاً ممانعت کے قائل ہیں ان کے پاس اپنے موقف کے اثبات کے لیے کوئی صحیح حدیث اور واضح نص نہیں ہے۔ جن احادیث سے استدلال کیا گیا ہے وہ سب ضعیف ہیں۔ اور ایک آدھ حدیث جو صحیح ہے وہ محتمل المعنی ہے اس لیے وہ بھی نص صریح یا دلیل قاطع نہیں بن سکتی۔ اسی طرح امام بخاری، امام ابن حزم اور دیگر ائمہ جو مطلقاً جواز کے قائل ہیں ان کے پاس بھی کوئی واضح دلیل نہیں ہے، ان کا استدلال صرف عموم الفاظ پر مبنی ہے اس لیے اس سے مطلقاً جواز کا مفہوم لینا محل نظر ہے کیونکہ عموم کے باوجود حدیث میں ملتا ہے کہ نبی ﷺ نے قضائے حاجت سے فراغت کے بعد جب تک وضو نہیں کر لیا، سلام کا جواب دینا پسند نہیں فرمایا۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الطهارة، حدیث: ۱۷۰) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ [يَذْكُرُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ] کے عموم کے باوجود نبی ﷺ نے بعض حالتوں میں محتاط رویہ اختیار کیا ہے، اس سے یقیناً کراہت تنزیہی کا اثبات ہوتا ہے کیونکہ کراہت جواز کے منافی نہیں، چنانچہ شیخ البانی رحمہ اللہ ابو داؤد کی مذکورہ حدیث کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں: ”پیشاب سے فراغت کے بعد نبی ﷺ کا سلام کرنے والے کو یہ جواب دینا کہ ”میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ بغیر طہارت کے اللہ کا ذکر کروں۔“ یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ جنبی کے لیے قراءت قرآن مکروہ ہے، اس لیے کہ حدیث میں یہ بات سلام کا جواب دینے کے ضمن میں آئی ہے جیسا کہ ابو داؤد وغیرہ میں صحیح سند سے مروی ہے۔ چنانچہ قرآن تو سلام سے اولیٰ ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ اور کراہت جواز کے منافی نہیں جیسا کہ معروف ہے اس لیے اس حدیث صحیح کی وجہ سے کراہت والی رائے کا اختیار کرنا ضروری ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو یہ سب اقوال میں سے سب سے زیادہ انصاف پر مبنی رائے ہے۔“ دیکھیے:

(سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني: ۲/۲۸۹، رقم: ۸۳۳)

آج کل ہر جگہ مدرسہ البنات (بچیوں کے تعلیمی مدارس) عام ہو گئے ہیں، حفظ قرآن کے بھی اور دینی علوم کی تدریس کے بھی۔ مطلقاً ممانعت اور عدم جواز کے فتویٰ پر عمل سے ان مدارس میں پڑھنے والی طالبات اور پڑھانے والی استانیوں کو جو مشکلات پیش آ سکتی ہیں وہ محتاج وضاحت نہیں۔ یہ فقہی اصطلاح میں گویا عموم بلویٰ کی صورت پیدا ہو گئی ہے جس میں فقہاء جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ غالباً اسی لیے عصر حاضر کے بعض ان کبار علماء نے بھی جو عدم جواز کے قائل ہیں، مدارس دینیہ میں زیر تعلیم طالبات

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... استحضہ اور اس سے متعلق احکام و مسائل

اور ان میں پڑھانے والی استانیوں کے لیے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ”اس مسئلے میں علماء کا اختلاف جاننے کے بعد یہی بات زیادہ شایان ہے کہ یہ کہا جائے کہ حائضہ کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ قرآن کریم زبان سے نہ پڑھے، سوائے ضرورت و حاجت کے، جیسے کوئی استانی (معلمہ) ہے، اس کے لیے طالبات کو پڑھانا اس کی ضرورت ہے یا امتحان کے موقع پر خود طالبات کی بھی امتحان دینے کے لیے قرآن کریم کا پڑھنا، ایک ضرورت ہے یا اس قسم کی کوئی اور ضرورت ہو (تو حائضہ کے لیے قرآن کریم کا پڑھنا جائز ہے)۔ (مجموع فتاویٰ و رسائل شیخ محمد بن صالح العثیمین: ۱۱/۳۱۱)

بنا بریں یہ حالات اور ضروریات اس بات کی متقاضی ہیں کہ جواز کے فتویٰ کو تسلیم کیا جائے، بالخصوص جب کہ دلائل کے عموم سے اس کی تائید ہوتی ہے نہ کہ تردید۔ علاوہ ازیں جب کہ ممانعت کے دلائل بھی صحت و استناد کے اعتبار سے محل نظر ہیں، اس لیے زیادہ سے زیادہ یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ حائضہ اور جنبی اگر اجتناب کر سکیں تو بہتر ہے؛ بصورت دیگر جواز سے مفر نہیں۔ واللہ اعلم۔

### استحضہ اور اس سے متعلق احکام و مسائل

بالغ ہونے کے بعد ہر عورت کو ہر مہینے چند دن خون آتا ہے جسے حیض کہا جاتا ہے۔ اس کے ضروری مسائل گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکے ہیں۔ بعض دفعہ بعض عورتوں کو اس کے علاوہ بھی خون آتا ہے جو حیض کا خون نہیں ہوتا۔ رحم کے اندر ایک عازل نامی رگ ہوتی ہے اس سے یہ خون کسی خرابی کی وجہ سے آتا ہے۔ یہ خون بالکل حیض کی طرح نہیں ہوتا، تاہم اس سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔ اسی مشابہت کی وجہ سے اس کا پہچانا بھی مشکل ہوتا ہے اور کئی پوچھیدگیوں کا باعث بھی ہوتا ہے، اسی لیے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کی بابت لکھا ہے: [فَإِنَّ مَسَائِلَ الْأَسْتِحَاضَةِ مِنْ أَشْغَلِ أَبْوَابِ الطَّهَارَةِ] ”استحضہ کے مسائل طہارت کے مشکل ترین ابواب میں سے ہیں۔“ (مجموع فتاویٰ: ۲۲/۲۱)

احادیث میں بھی مختلف عورتوں کے اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کی بابت جو احکام بیان ہوئے ہیں، ان میں بظاہر کچھ اختلاف سا نظر آتا ہے لیکن محدثین نے جمع و تطبیق کے ذریعے سے ان

۳- کتاب الحيض والاستحاضة استاضہ اور اس سے متعلق احکام و مسائل

کی اس طرح وضاحت فرمادی ہے کہ وہ اختلاف دور ہو جاتا ہے، جیسے بعض روایات میں ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور بعض میں ہے کہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کرے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور ان کے درمیان جمع صوری کر لے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل کرے اور ان کو جمع کر لے اور صبح کی نماز کے لیے ایک غسل کرے اور ظہر اور عصر کے درمیان اور مغرب اور عشاء کے درمیان وضو کر لے۔ جب کہ دیگر روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی عورت جب حیض سے پاک ہو تو صرف ایک مرتبہ غسل کر لیا کرے اور پھر ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کرے۔ (اور مستحاضہ عورت کے لیے یہی حکم ہے) اس لیے جس حدیث میں ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم ہے، اس سے مراد پورے جسم کا غسل نہیں بلکہ صرف غسل فرج ہے، یعنی ہر نماز کے وقت شرم گاہ کو دھو کر وضو کر لیا جائے۔ یا ہر نماز یا دو نمازوں کے لیے غسل کا حکم استحباب پر محمول ہے، یعنی واجب نہیں ہے، واجب تو صرف ایک مرتبہ ہی ہے جب وہ حیض کے خون سے پاک ہوگی، البتہ اگر وہ ہر نماز کے وقت یا دو نمازوں کے لیے غسل کر سکتی ہے تو بہتر ہے، فرض و واجب نہیں ہے۔ اس طرح روایات کا ظاہری تعارض دور ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں انہی مختلف روایات میں تطبیق دینے کے نقطہ نظر سے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مستحاضہ عورت کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

① ایک وہ عورت جس کو اپنی عادت کا اچھی طرح پتہ ہے کہ اسے اتنے دن حیض کا خون آتا ہے اور پھر بند ہو جاتا ہے۔ اس کو معتادہ کہا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنی عادت کے مطابق مقررہ ایام میں (۶ یا ۷ دن) نماز روزے سے اجتناب کرے، پھر غسل کر کے نماز روزے کا آغاز کر دے۔

② دوسری وہ عورت ہے جسے اپنے ایام حیض کا اچھی طرح علم نہیں ہے بلوغت کے ساتھ ہی اسے بالاستمرار خون آ رہا ہے، تاہم اسے حیض کے خون کی اچھی طرح پہچان ہے، وہ حیض کے خون اور استحاضے کے خون کے درمیان تمیز کر سکتی ہے، ایسی عورت کو مُتَمَيِّزَہ کہا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وہ تمیز اور پہچان کر کے حیض کے ایام میں نماز روزے سے اجتناب کرے اور اس کے بعد غسل کر کے ان کا آغاز کر دے۔

③ تیسری قسم اس عورت کی ہے جو نہ معتادہ ہے اور نہ متمیزہ بلکہ مُتَحَيِّرَہ ہے، یعنی نہ اس کی کوئی



۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... استحاضہ اور اس سے متعلق احکام و مسائل

مقررہ عادت ہے اور نہ وہ حیض اور استحاضے کے خون کے درمیان تمیز ہی کر سکتی ہے۔ حیض کا خون بالعموم سیاہی مائل، گاڑھا اور بدبودار ہوتا ہے جب کہ استحاضے کا خون سرخ، غیر بدبودار اور پتلا ہوتا ہے لیکن وہ عورت ان کے درمیان تمیز کر کے حیض یا استحاضے کا فیصلہ نہیں کر سکتی اس لیے کہ اسے خون یا تو ایک ہی طرح کا آتا ہے یا مختلف انداز کا آتا ہے جس کی اس کو پہچان نہیں ہے۔ اس کا حکم عام عورتوں کی عادات والا ہوگا، یعنی عورتوں کی غالب اکثریت کو جتنے دن ماہواری آتی ہے اتنے دن یہ حیض کے اور باقی استحاضے کے شمار کرے گی اور اس حساب سے غسل کر کے پاک ہو جائے گی۔

(ملخص از مجموع فتاویٰ شیخ الإسلام ابن تیمیہ: ۶۲۸/۲۲، ۶۳۱-)

\* استحاضہ کے احکام: حیض کے ایام کو چھوڑ کر باقی ایام جو استحاضے کے شمار ہوں گے ان میں خون چاہے تھوڑا آئے یا زیادہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا؛ زیادہ خون آنے کی صورت میں وہ کس کر لگام (کپڑا) باندھ لے یا روئی کی موٹی تہ رکھ لے یا آج کل اس کے لیے جو چیزیں نکلی ہوئی ہیں وہ استعمال کر لے۔ ان ایام استحاضہ میں وہ پاک سمجھی جائے گی۔ اس کے لیے نماز پڑھنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا ضروری ہوں گے۔ اسی طرح دیگر تمام احکام میں وہ پاک عورتوں کی طرح ہوگی۔ خاوند کے ساتھ ہم بستری بھی جائز ہوگی۔ صرف حیض کے ایام میں مذکورہ تمام چیزیں ممنوع ہوں گی۔

استحاضہ کے لیے صرف ایک مسئلہ دوسری پاک عورتوں سے مختلف ہوگا اور وہ یہ ہے کہ وہ حیض سے فارغ ہو کر غسل کر کے جب پاک ہو جائے گی تو ہر نماز کے وقت پہلے شرم گاہ دھوئے گی؛ خون زیادہ آتا ہو تو اس کی روک تھام کے لیے لنگوٹ وغیرہ باندھے گی؛ پھر وضو کر کے ایک وقت کی مکمل نماز پڑھے گی۔ ہر نماز کے وقت اس کے لیے اس طریقے سے وضو کرنا ضروری ہوگا۔

\* لیکوریے، جریان اور سلسل البول کا حکم: جس عورت کو لیکوریے یا جریان کی زیادہ شکایت ہو حتیٰ کہ ایک نماز پڑھنا بھی اس کے لیے مشکل ہو یا بار بار ہوا خارج ہونے کی بیماری ہو۔ ایسی عورتیں بھی استحاضہ کے حکم میں ہیں، یعنی ہر نماز کے وقت ایک مرتبہ وضو کر لیا کریں اور اس سے ایک وقت کی پوری نماز پڑھ لیا کریں۔ سلسل البول، جریان یا بار بار ہوا خارج ہونے کی بیماری میں مبتلا شخص کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

۳- کتاب الحيض والاستحاضة نفاس اور اس سے متعلق احکام ومسائل

## نفاس اور اس سے متعلق احکام ومسائل

نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو بچے کی ولادت کی وجہ سے رحم مادر سے نکلتا ہے۔ یہ خون ولادت (زچگی) کے ساتھ ہی نکلتا ہے یا اس کے فوراً بعد یا ولادت سے دو تین دن پہلے دروزہ کے ساتھ اگر خون کے ساتھ دروزہ نہیں ہوگا تو یہ خون بھی نفاس کا نہیں ہوگا۔ نفاس کا یہ خون دراصل وہی خون ہوتا ہے جو حمل کے ٹھہرتے ہی بالعموم بند ہو جاتا ہے اور بچے کی خوراک کے کام آتا ہے، ولادت کے وقت یا اس سے کچھ قبل وبعد خون پیٹ میں بچا ہوا ہوتا ہے وہ باہر نکل آتا ہے۔

○ اس خون (نفاس) کا تعلق چونکہ ولادت کے ساتھ ہے تو اس کی ابتدا ولادت ہی سے ہوگی۔ علاوہ ازیں اسی ولادت کا اعتبار ہوگا جس میں انسان کی تخلیق نمایاں ہو جاتی ہے۔ یہ مدت حمل کے ٹھہرنے کے بعد کم سے کم اسی (۸۰) دن اور زیادہ سے زیادہ نوے (۹۰) دن ہے جس میں حمل ایک کامل شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اگر کامل شکل اختیار کرنے سے قبل یعنی ۸۰ دن سے پہلے حمل ساقط ہو جائے یا کر دیا جائے تو وہ نفاس کا خون نہیں بلکہ اسے دم فساد اور استحاضہ سمجھا جائے گا اور نماز روزے کی پابندی اس کے لیے ضروری ہوگی، البتہ اگر ۸۰، ۹۰ دن کے بعد اس کا حمل ساقط ہو جب کہ اس وقت حمل ایک کامل شکل اختیار کر چکا ہوتا ہے تو پھر نکلنے والا خون نفاس کا ہوگا اور وہ حیض و نفاس والے احکام کی پابند ہوگی، یعنی خون کے جاری رہنے تک وہ نماز روزے سے اور خاوند کے ساتھ ہم بستری کرنے سے اجتناب کرے گی۔

○ نفاس کا خون کتنے دن جاری رہتا ہے؟ اس کی کم سے کم کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ نفاس کا یہ خون جب بھی بند ہو جائے عورت غسل کر کے پاک ہو جائے اور نماز روزے کا آغاز کر دے چاہے ۱۰، ۲۰ دن یا اس سے بھی کم دن میں بند ہو جائے، البتہ یہ خون جاری رہے تو اس کی زیادہ سے زیادہ حد چالیس دن ہے۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: [كَانَتْ النُّفْسَاءُ عَلَيَّ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَقَعُدُ بَعْدَ نَفَاسِهَا أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً] ”رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نفاس والی عورتیں چالیس دن یا چالیس راتیں بیٹھی رہتی تھیں۔“ (سنن أبي داود،

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... نفاس اور اس سے متعلق احکام و مسائل

الطهارة؛ باب ماجاء في وقت النفساء، حدیث: ۳۱۱) یعنی نماز وغیرہ نہیں پڑھتی تھیں۔  
 ○ اگر چالیس دن مکمل ہونے کے بعد بھی خون بند نہ ہو تو پھر عورت یہ دیکھے گی کہ یہ خون اس کی سابقہ عادت کے مطابق حیض کا خون تو نہیں؟ اگر رنگت اور عادت کی رُو سے وہ حیض کا خون ہوگا تو وہ حیض کا خون ہے، بصورت دیگر چالیس دن کے بعد جاری رہنے والا خون استحاضہ منثور ہوگا اور وہ غسل کر کے عبادت کی ادائیگی کا اہتمام کرے گی۔

\* نفاس کے احکام: جب تک عورت نفاس میں رہے گی اس وقت تک حیض والی عورت کی طرح:  
 ○ اسے نماز معاف ہوگی اور رمضان المبارک کے روزے رکھنے ممنوع ہوں گے، البتہ رمضان کے بعد روزوں کی قضا اس کے لیے ضروری ہے۔

○ حائضہ عورت کی طرح یہ بھی قرآن کریم کی تلاوت اور دیگر اذکار کر سکتی ہے۔  
 ○ خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکتی۔

○ خاوند اس کے ساتھ ہم بستری (جماع) نہیں کر سکتا، البتہ مباشرت اور بوس و کنار کر سکتا ہے۔  
 ○ حائضہ کی طرح نفاس والی عورت بھی غسل کر کے حج اور عمرے کا احرام باندھ سکتی ہے، یہ غسل صرف صفائی کے لیے ہے، طہارت کے لیے نہیں۔

○ خون بند ہونے کے بعد غسل کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر وہ پاک نہیں ہوگی۔  
 ○ نفاس کا خون چالیس دن سے پہلے بند ہو جائے اور عورت غسل کر کے نماز روزہ شروع کر دے، لیکن چالیس دن کے اندر اسے پھر خون آنا شروع ہو جائے تو اکثر علماء کے نزدیک یہ نفاس ہی کا خون ہوگا، وہ پھر نماز روزہ چھوڑ دے گی اور اس نے درمیان میں طہر کی حالت سمجھ کر جو نمازیں پڑھیں یا روزے رکھے وہ صحیح سمجھے جائیں گے، ان کی قضا کی ضرورت نہیں ہوگی۔ چالیس دن پورے ہونے کے بعد وہ کیا کرے؟ اس کی وضاحت گزر چکی ہے کہ جاری رہنے والا خون حیض کا ہوگا یا استحاضے کا، اس کے مطابق اس کا حکم ہوگا۔

○ اگر کسی عورت کو وضع حمل کے وقت اور اس کے بعد خون نہ آئے تو وہ پاک ہوگی یا ناپاک؟ حمل کے ساتھ زیادہ نہیں تو کچھ نہ کچھ خون تو ضروری آتا ہے، اس لیے جب تک وہ غسل نہیں کر لے گی پاک

۳- کتاب الحيض والاستحاضة..... نفاس اور اس سے متعلق احکام و مسائل

نہیں ہوگی البتہ ایسی عورت جس کو نفاس کا خون نہ آئے تو وہ فوراً غسل کر کے پاک ہو جائے اور نماز روزہ شروع کر دے، خاوند کا اس کے ساتھ ہم بستری کرنا بھی جائز ہوگا۔

○ اگر بچہ بڑے آپریشن کے ذریعے سے ہو جس میں پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جاتا ہے۔ اس صورت میں نہ بچہ شرم گاہ کے راستے سے باہر آتا ہے اور نہ نفاس کا خون ہی آتا ہے۔ اس عورت کا حکم بھی نفاس والی عورت ہی کا ہے، یعنی اگر خون شرم گاہ سے آتا ہے تو وہ نفاس ہی کا خون ہوگا اور اگر خون نہیں آتا تو وہ پاک ہی سمجھی جائے گی اور پاک عورتوں کی طرح نماز روزے کی ادائیگی اس کے لیے ضروری ہوگی۔ (فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۱۲/۵)





## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۳) - كِتَابُ الْحَيْضِ وَالْإِسْتِحَاظَةِ (التحفة . . .)  
مِنَ الْمُجْتَبَى


### حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - بَابُ بَدْءِ الْحَيْضِ، وَهَلْ يُسَمَّى الْحَيْضُ نِفَاسًا (التحفة ۲۲۰)

باب: ۱- حیض کی ابتدا (کا بیان) اور کیا حیض کو نفاس کہا جاسکتا ہے؟

۳۴۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ ہم صرف حج ہی کی نیت رکھتے تھے۔ جب ہم سرف مقام میں پہنچے تو مجھے حیض شروع ہو گیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”تمہیں کیا ہوا؟ حیض شروع ہو گیا؟“ میں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ”یہ ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے۔ تم وہی کرو جو حاجی کریں مگر طواف نہ کرنا۔“

۳۴۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرْفِ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: «مَا لَكَ أَنْفِسْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَأَقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ».

 فَوَآئِدُ وَمَسْأَلٌ: ① ”بنات آدم“ سے استدلال ہے کہ حیض شروع ہی سے عورتوں پر مقرر ہے جب کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً (ان کا قول) منقول ہے کہ حیض بنی اسرائیل کی عورتوں پر مسلط کیا گیا تھا۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۱/۵۱۹) ان کے مابین تطبیق یوں ممکن ہے کہ ابتدا تو حضرت حوا علیہا السلام ہی سے ہوئی مگر بنی اسرائیل کے دور میں کچھ اضافہ کر دیا گیا اور یہ کوئی بعید نہیں۔ واللہ اعلم۔ ② [أَنْفَسْتِ] اس جملے میں

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

نفاس سے حیض مراد ہے۔ تشبیہاً نفاس کہا گیا۔ باب کا دوسرا جزو یہاں سے ثابت ہوا۔

(المعجم ۲) - ذَكَرُ الْأَسْتِحَاضَةِ وَإِقْبَالِ الدَّمِّ وَإِدْبَارِهِ (التحفة ۲۲۱)

باب ۲- استحاضے کا ذکر اور خون حیض کی ابتدا اور انتہا کا بیان

۳۵۰- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ سَمَاعَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ قُرَيْشٍ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَتْ أَنَّهَا تَسْتَحَاضُ، فَزَعَمَتْ أَنَّهُ قَالَ لَهَا: «إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاعْتَسِلِي وَاعْسِلِي عَنكَ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي».

۳۵۰- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا جو کہ قریش کی شاخ بنو اسد سے تعلق رکھتی تھیں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئیں اور بتایا کہ اس (فاطمہ) کو استحاضے کا خون آتا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”یہ تو ایک رگ کا خون ہے۔ جب حیض کا خون آنے لگے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو اپنے (جسم) سے خون دھولو اور نہ کر نماز پڑھ لیا کرو۔“

۳۵۱- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاعْتَسِلِي».

۳۵۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب حیض کا خون آنے لگے تو نماز چھوڑ دو اور جب رک جائے تو غسل کرو۔“

۳۵۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اسْتَفْتَيْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ

۳۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا: اے اللہ کے رسول! تحقیق مجھے استحاضے کا

۳۵۰- [صحیح] تقدم، ح: ۲۰۱.

۳۵۱- [صحیح] تقدم، ح: ۲۰۲.

۳۵۲- [صحیح] تقدم، ح: ۲۰۶.

۳- کتاب الحيض والاستحاضة \_\_\_\_\_ حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أُسْتَحَاضُ؟ فَقَالَ: «إِنَّ ذَلِكَ عِرْقٌ فَاعْتَسِلِي، ثُمَّ صَلِّي» فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

خون آتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”یہ ایک رگ ہے، لہذا حیض ختم ہونے کے بعد غسل کر کے نماز پڑھا کرو۔“ تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

باب ۳:- جس مستحاضہ عورت کو اپنے حیض کے دن معلوم ہوں، وہ ہر مہینے انھی کو حیض سمجھے

(المعجم ۳) - الْمَرْأَةُ تَكُونُ لَهَا أَيَّامٌ مَعْلُومَةٌ تَحِيضُهَا كُلَّ شَهْرٍ (التحفة ۲۲۲)

۳۵۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے استحاضے کے خون کے بارے میں پوچھا۔ اور حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے ان کا ٹب خون آلود پانی سے بھرا دیکھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”جتنے دن تمہیں پہلے حیض آیا کرتا تھا اتنے دن نماز وغیرہ سے رک جاؤ، پھر غسل کر کے نماز پڑھو۔“

۳۵۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الدَّمِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلَانَ دَمًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمْكُحِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكَ حَيْضَتُكَ ثُمَّ اغْتَسِلِي».

(امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) ہمیں تنبیہ نے دوبارہ یہ حدیث بیان کی تو (یزید بن ابی حبیب اور عراق بن مالک کے درمیان) جعفر بن ربیعہ کا ذکر نہیں کیا۔

وَأَخْبَرَنَا بِهِ قُتَيْبَةُ مَرَّةً أُخْرَى، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ جَعْفَرَ بْنَ رَبِيعَةَ.

☀️ فائدہ: نوادہ و مسائل کے لیے دیکھیے اسی کتاب کا ابتدائیہ۔

۳۵۴- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے پوچھا: تحقیق مجھے خون آتا رہتا ہے، اس لیے میں کبھی پاک نہیں ہوتی، تو کیا میں مستقل نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں“

۳۵۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

۳۵۳- [صحیح] تقدم، ح: ۲۰۷.

۳۵۴- [صحیح] تقدم، ح: ۲۰۹.



۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

قَالَتْ: سَأَلْتُ امْرَأَةَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ أَفَادُعُ الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «لَا وَلَكِنْ دَعِي قَدْرَ تِلْكَ الْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا ثُمَّ اغْتَسِلِي وَاسْتَنْفِرِي وَصَلِّي.»

بلکہ تم صرف اتنے دن رات نماز چھوڑو جن دنوں میں تمہیں حیض آیا کرتا تھا، پھر غسل کر کے لنگوٹ باندھ لو اور نماز شروع کر دو۔“

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۰۹ اور اس کے فوائد و مسائل۔

۳۵۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهْرَاقُ الدَّمَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «لِتَنْظُرْ عَدَدَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا، فَلْتُرِكَ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذَلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَإِذَا خَلَّتْ ذَلِكَ فَلْتَغْتَسِلِ، ثُمَّ لْتَسْتَفِرْ بِالثُّوبِ ثُمَّ لْتَصَلِّ.»

۳۵۵- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کو رسول اللہ ﷺ کے دور میں بہت خون آتا تھا۔ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”بیماری لگنے سے پہلے اس کو جن شب و روز میں ہر ماہ حیض آیا کرتا تھا، ان کا حساب لگائے اور ہر مہینے ان دنوں میں نماز چھوڑ دے۔ اور جب وہ دن گزر جائیں تو وہ غسل کرے لنگوٹ باندھے، پھر نماز شروع کر دے۔“

باب: ۴- حیض کے لیے لفظ قراء کا استعمال

۳۵۶- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - وَهُوَ ابْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ ابْنُ أَسَامَةَ بْنِ الْهَادِ - عَنْ أَبِي بَكْرِ - وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ - عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ

۳۵۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا، جو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، ان کو استحاضے کا خون آتا رہتا تھا۔ وہ پاک نہیں ہوتی تھیں۔ ان کا مسئلہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”یہ حیض نہیں بلکہ یہ تو رحم میں کوئی زخم ہے۔ وہ اپنے دنوں کو یاد کرے جن میں اسے حیض آیا کرتا تھا، چنانچہ ان دنوں میں نماز چھوڑ دے، پھر

۳۵۵- [صحیح] تقدم، ح: ۲۰۹.

۳۵۶- [إسناده صحیح] تقدم، ح: ۲۱۰.

حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

۳- کتاب الحيض والاستحاضة

اس کے بعد وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرے۔“

جَحِشِ النَّبِيِّ كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَأَنَّهَا أُسْتَحِضَتْ لَا تَطْهَرُ، فَذُكِرَ شَأْنُهَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنَّهَا رَكْضَةٌ مِنَ الرَّجْمِ لِيَنْظُرَ قَدْرَ قَرْنِهَا النَّبِيُّ كَانَتْ تَحِيضُ لَهَا فَلَتَرُكِ الصَّلَاةَ ثُمَّ تَنْظُرُ مَا بَعْدَ ذَلِكَ فَلَتَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۱۰ اور اس کے فوائد و مسائل۔

۳۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو سات سال استحاضہ رہا چنانچہ انھوں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ حیض نہیں بلکہ یہ تورگ کا خون ہے۔“ آپ نے انھیں حکم دیا کہ وہ اپنے گزشتہ حیض کے مطابق نماز چھوڑ دیں پھر غسل کر کے نماز شروع کر دیں۔ تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کر لیا کرتی تھیں۔

۳۵۷- أَخْبَرَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ ابْنَةَ جَحِشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ سَبْعَ سِنِينَ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: «لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ». فَأَمَرَهَا أَنْ تَتْرُكَ الصَّلَاةَ قَدْرَ أَقْرَانِهَا وَحَيْضَتِهَا وَتَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

۳۵۸- حضرت فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور (بے قاعدہ) خون کی نزاکت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”یہ ایک رگ کا خون ہے۔ تم حساب لگا لو۔ جب تمہارے حیض کے دن آئیں تو نماز نہ پڑھو اور جب حیض کے دن گزر جائیں تو غسل کر کے اگلے حیض کے آنے تک نماز پڑھو۔“

۳۵۸- أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ حَمَادٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حَبِيشٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَشَكَتْ إِلَيْهِ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ فَاَنْظُرِي إِذَا أَتَاكَ قَرْوُوكِ فَلَا تُصَلِّي،

۳۵۷- [صحیح] تقدم، ح: ۲۱۱.

۳۵۸- [حسن] تقدم، ح: ۲۱۲.


حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

۳- کتاب الحيض والاستحاضة

وَإِذَا مَرَّ قَرُؤُكَ فَلْتَطَهَّرِي ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقُرْءِ إِلَى الْقُرْءِ».

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس حدیث کو حضرت عروہ سے ہشام بن عروہ نے بھی بیان کیا ہے، مگر وہ الفاظ ذکر نہیں کیے جو منذر بن مغیرہ نے ذکر کیے ہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: قَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مَا ذَكَرَ الْمُنْذِرُ.

 وضاحت: ہشام بن عروہ کی روایت اس کے بعد والی ہے۔ ان دونوں روایتوں میں دو فرق ہیں: ایک یہ کہ ہشام بن عروہ کی روایت میں یہ صراحت نہیں کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ کو یہ روایت بالمشافہ بیان کی ہے۔ دوسرا اس میں [مَا بَيْنَ الْقُرْءِ إِلَى الْقُرْءِ] کے الفاظ مذکور نہیں۔

۳۵۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا: تحقیق مجھے استحاضہ آتا ہے اور میں پاک نہیں ہوتی، تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، یہ تو ایک رگ کا خون ہے۔ یہ حیض نہیں۔ جب حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو خون دھو کر نماز پڑھو۔“

۳۵۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُهُ وَوَكَيْعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ قَالُوا: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ أَسْتَحَاضُ فَلَا أَظْهَرُ أَفَادَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: «لَا، إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَكَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنكَ الدَّمَ وَصَلِّي».

باب: ۵- استحاضہ والی عورت دو نمازیں جمع کر سکتی ہے، جمع کرے تو غسل بھی کرے

(المعجم ۵) - جَمْعُ الْمُسْتَحَاضَةِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَغُسْلُهَا إِذَا جَمَعَتْ (التحفة ۲۲۴)

۳۶۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں استحاضہ آتا تھا۔

۳۶۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۳۵۹- [صحیح] تقدم، ح: ۲۱۳.

۳۶۰- [إسناده صحیح] تقدم، ح: ۲۱۴.

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

ابن القاسم، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً مُسْتَحَاضَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قِيلَ لَهَا: إِنَّهُ عِزْقُ عَائِدٍ، وَأُمِرَتْ أَنْ تُوَخَّرَ الظُّهْرَ وَتُعَجَّلَ العَصْرَ وَتَغْتَسِلَ لهُمَا غُسْلًا وَاحِدًا، وَتُوَخَّرَ المَغْرِبَ وَتُعَجَّلَ العِشَاءَ وَتَغْتَسِلَ لهُمَا غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَغْتَسِلَ لِمَصَلَاةِ الصُّبْحِ غُسْلًا وَاحِدًا.

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۱۳ اور اس کے فوائد و مسائل۔

۳۶۱- حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: تحقیق میں استحاضہ والی عورت ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اپنے حیض کے دنوں میں نماز سے رکی رہو پھر غسل کرو اور ظہر کو مؤخر کرو اور عصر کو جلدی کرو اور غسل کر کے دو دنوں نمازیں پڑھو۔ اسی طرح مغرب کو مؤخر کرو اور عشاء کو جلدی کرو اور غسل کر کے دو دنوں نمازیں اکٹھی پڑھو۔ اور فجر کے لیے الگ غسل کرو۔“

۳۶۱- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ [قَالَتْ: قُلْتُ] لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّهَا مُسْتَحَاضَةٌ فَقَالَ: «تَجْلِسُ أَيَّامَ أَقْرَانِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُوَخَّرُ الظُّهْرَ وَتُعَجَّلُ العَصْرَ وَتَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي، وَتُوَخَّرُ المَغْرِبَ وَتُعَجَّلُ العِشَاءَ وَتَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا، وَتَغْتَسِلُ لِلْفَجْرِ».

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۱۳ اور اس کے فوائد و مسائل۔

باب ۶: حیض اور استحاضہ کے خون

کے درمیان فرق

۳۶۲- حضرت فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ انھیں استحاضہ آتا تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

(المعجم ۶) - بَابُ الفَرْقِ بَيْنَ دَمِ

الْحَيْضِ وَالِاسْتِحَاضَةِ (التحفة ۲۲۵)

۳۶۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ:

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو

۳۶۱- [صحیح] وللحدیث شواہد کثیرة، منها الحدیث السابق.

۳۶۲- [صحیح] تقدم، ح: ۲۰۱.

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ - عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ: أَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ فَإِنَّهُ دَمٌ أَسْوَدٌ يُعْرَفُ، فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ وَإِذَا كَانَ الْآخِرُ فَتَوَضَّئِي فَإِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ». قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ هَذَا مِنْ كِتَابِهِ.

سے فرمایا: ”جب حیض کا خون آئے اور یہ سیاہ خون ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے تو نماز سے رک جاؤ۔ اور جب دوسرا خون ہو تو وضو کر کے نماز پڑھتی رہو کیونکہ یہ ایک رگ کا خون ہے۔“

محمد بن ثنی نے فرمایا: ابن ابی عدی نے یہ حدیث ہمیں اپنی کتاب سے بیان فرمائی (جب کہ آئندہ حدیث: ۱۳۶۳ اپنے حافظے سے بیان فرمائی۔)

☀️ فائدہ: دونوں روایات کی سند میں کچھ فرق ہے۔ کتاب والی روایت میں عروہ براہ راست حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے بیان فرماتے ہیں جبکہ حفظ والی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ ہے۔ حضرت عروہ نے دونوں سے روایت سنی ہے۔ حضرت فاطمہ سے بھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی کیونکہ ان کی دونوں سے ملاقات ثابت ہے۔ بعض محدثین نے اسے ابن ابی عدی کی غلطی قرار دے کر پہلی روایت کو منقطع قرار دیا ہے لیکن پہلی بات درست ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید دیکھیے حدیث: ۲۱۶ اور اس کے فوائد و مسائل۔

۳۶۳- وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ مِنْ حِفْظِهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ دَمَ الْحَيْضِ دَمٌ أَسْوَدٌ يُعْرَفُ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ وَإِذَا كَانَ الْآخِرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي».

۳۶۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ آتا تھا۔ تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے۔ جب یہ خون ہو تو نماز سے رک جاؤ۔ اور جب دوسرا خون (استحاضہ) ہو تو وضو کر کے نماز پڑھو۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: قَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرٌ وَاحِدٌ وَلَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث بہت سے راویوں نے بیان کی ہے لیکن کسی

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

مَا ذَكَرَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ. نے وہ لفظ بیان نہیں کیے جو ابن ابی عدی نے ذکر کیے ہیں۔

☀️ فائدہ: استحاضے والی عورت کے لیے ضروری ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرے۔ ہر نماز کے لیے غسل ضروری نہیں البتہ مستحب ضرور ہے۔ مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

۳۶۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حیثم رضی اللہ عنہا کو استحاضہ آتا تھا۔ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضہ (بے قاعدہ خون) آتا ہے اور میں کبھی پاک نہیں ہوتی، تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ تو ایک رگ کا خون ہے، حیض نہیں۔ جب حیض آنے لگے تو نماز چھوڑ دو۔ اور جب رگ جائے تو خون دھو کر وضو کرو اور نماز پڑھو کیونکہ یہ ایک رگ کا خون ہے، حیض نہیں ہے۔“ راوی سے کہا گیا: کیا حیض کے اختتام پر وہ غسل کرے گی؟ انھوں نے کہا: اس میں تو کسی کو شک ہی نہیں۔

۳۶۴- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَرَبِيِّ عَنْ حَمَادٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَسْتَحْيِضُ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ أَفَادْعُ الصَّلَاةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاعْسِلِي عَنْكَ الدَّمَ وَتَوَضَّعِي وَصَلِّي، فَإِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ». قِيلَ لَهُ: فَاعْسَلِي؟ قَالَ: وَذَلِكَ لَا يَشْكُ فِيهِ أَحَدٌ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کو ہشام بن عروہ سے بہت سے راویوں نے بیان کیا ہے مگر حماد کے سوا کسی نے [تَوَضَّعِي] کے لفظ ذکر نہیں کیے۔ واللہ اعلم۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: قَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: «وَتَوَضَّعِي» غَيْرُ حَمَادٍ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

☀️ فائدہ: یعنی حماد [تَوَضَّعِي] ”وضو کر“ کے الفاظ کے بیان میں منفرد ہے جبکہ باقی تمام راوی صرف غسل اور نماز کے حکم کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں۔ لیکن راجح بات یہ ہے کہ [تَوَضَّعِي] الفاظ کے بیان میں حماد منفرد نہیں بلکہ ان الفاظ کے بیان میں ابو معاویہ بھی ان کی موافقت کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: (صحیح البخاری) الوضوء، حدیث: (۲۲۸) معلوم ہوا کہ یہاں امام نسائی رضی اللہ عنہ کا موقف مرجوح ہے۔ واللہ اعلم۔

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

۳۶۵- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَأَغْسِلِي عَنْكَ الدَّمَ وَصَلِّي».

۳۶۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضے کا خون آتا ہے اور میں خون سے پاک نہیں ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو ایک رگ ہے حیض نہیں۔ جب حیض آنے لگے تو نماز سے رک جاؤ اور جب حیض ختم ہو جائے تو خون دھو کر نماز پڑھو۔“

۳۶۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: لَا أَطْهَرُ أَفَادَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَأَغْسِلِي عَنْكَ الدَّمَ وَصَلِّي».

۳۶۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں کبھی خون سے پاک نہیں ہوتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں۔ جب حیض آنے لگے تو نماز چھوڑ دو اور جب حیض کے دن گزر جائیں تو خون دھو کر نماز پڑھو۔“

۳۶۷- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي

۳۶۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں پاک نہیں ہوتی تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں یہ تو ایک رگ ہے حیض نہیں۔ جب حیض شروع

۳۶۵- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الدم، ح: ۲۲۸، ومسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۳ من حديث هشام به.

۳۶۶- [صحيح] تقدم، ح: ۲۱۹.

۳۶۷- [صحيح] تقدم، ح: ۲۲۰.

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

لَا أَطْهَرُ أَفَأَتْرُكُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: «لَا، إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ» قَالَ خَالِدٌ وَفِيمَا قَرَأْتُ عَلَيْهِ: «وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاعْسِلِي عَنكَ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي.»

ہو تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو خون دھو کر نماز پڑھو۔

(المعجم ۷) - بَابُ الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ

(التحفة ۲۲۶)

۳۶۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ قَالَ: «أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: كُنَّا لَا نَعُدُّ الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ شَيْئًا.»

۳۶۸- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم زرد اور سفید پانی کو کچھ نہیں سمجھتی تھیں۔ (حیض شمار نہیں کرتی تھیں۔)

☀️ فوائد و مسائل: ① مذکورہ حدیث سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کدرہ اور صفہ حیض نہیں، مگر یہ بات مطلقاً درست نہیں کیونکہ اس موضوع کی دیگر روایات کو جمع کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر زرد اور سفید پانی حیض کے ساتھ ہوں تو سفید پانی آنے تک انھیں حیض ہی شمار کیا جائے گا، البتہ اگر حیض سے پاک ہو جائیں، غسل کر لیں، اس کے بعد سفید پانی شروع ہو جائے یا چند دن گزر جائیں پھر سفید پانی آئے تو وہ حیض نہ ہوں گے کیونکہ حیض کی ابتدا گاڑھے سیاہ خون سے ہوتی ہے، البتہ اختتام زرد یا سفید پانی سے ہو سکتا ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے اور یہی درست ہے۔ ② استحاضے والی عورت ایام حیض ختم ہونے پر غسل کر لے پھر ہر نماز کے لیے وضو کرے۔ اس کا ایک وضو سے دو نمازیں پڑھنا درست نہیں۔

(المعجم ۸) - بَابُ مَا يَنَالُ مِنَ الْحَائِضِ

وَتَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَىٰ فَأَعْتَرِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ الآية [البقرة: ۲۲۲]

باب: ۸- حیض والی عورت سے کیا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”لوگ آپ سے بارے میں پوچھتے ہیں..... کی تفسیر

(التحفة ۲۲۷)

۳۶۸- أخرجه البخاري، الحيض، باب الصفرة والكدرة في غير أيام الحيض، ح: ۳۲۶ من حديث إسماعيل ابن عليه به.



حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

۳- کتاب الحيض والاستحاضة

۳۶۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں میں جب کسی عورت کو حیض آتا تو وہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے نہ ان کے ساتھ گھروں میں رہتے۔ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ آذَىٰ.....﴾ اور لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجیے: وہ پلید چیز ہے لہذا حیض کی حالت میں عورتوں (کے ساتھ جماع) سے دور رہو۔“ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ ان کے ساتھ کھائیں پیئیں اور گھروں میں انہیں ساتھ رکھیں اور جماع کے سوا سب کچھ کریں۔ یہودی کہنے لگے: یہ رسول تو ہر چیز میں ہماری مخالفت کرتا ہے۔ حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے، آپ کو یہ بات بتائی اور کہنے لگے: کیا ہم حیض کی حالت میں جماع بھی کر لیا کریں؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سخت متغیر ہو گیا، حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ آپ ناراض ہو گئے ہیں، لہذا وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ کا تھنہ آ گیا تو آپ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجا، وہ ان کو واپس لایا۔ اور آپ نے ان کو دودھ پلایا جس سے پتہ چل گیا کہ آپ ان پر ناراض نہیں ہیں۔

۳۶۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ الْيَهُودُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ مِنْهُمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهُنَّ وَلَا يُسَارِبُوهُنَّ وَلَا يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ، فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ آذَىٰ﴾ الْآيَةَ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَاكِلُوهُنَّ وَيُسَارِبُوهُنَّ وَيُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ، وَأَنْ يَضْنَعُوا بِيَهْنِ كُلِّ شَيْءٍ مَا خَلَا الْجَمَاعَ، فَقَالَتِ الْيَهُودُ: مَا يَدْعُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفَنَا، فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَادُ بْنُ بَشِيرٍ فَأَخْبَرَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَا: أَنْجَامِعُهُنَّ فِي الْمَحِيضِ؟ فَتَمَعَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَعَّرًا شَدِيدًا حَتَّى ظَنَّنَا أَنَّهُ قَدْ غَضِبَ، فَقَامَا فَاسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةَ لَبْنٍ، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمَا فَرَدَّهُمَا فَسَقَاهُمَا، فَعَرِفَ أَنَّهُ لَمْ يَغْضَبْ عَلَيْهِمَا.

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۸۹ اور اس کے فوائد و مسائل۔

باب: ۹- جو آدمی ممانعت کے حکم کو جاننے کے باوجود بیوی سے حالت حیض میں جماع کرے تو اس پر کیا واجب ہوتا ہے؟

(المعجم ۹) - ذِكْرُ مَا يَجِبُ عَلَى مَنْ أَتَى حَلِيلَتَهُ فِي حَالِ حَيْضِهَا مَعَ عِلْمِهِ بِنَهْيِ اللَّهِ تَعَالَى (التحفة ۲۲۸)

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: فِي الرَّجُلِ يَأْتِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ «يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ - أَوْ بِنِصْفِ دِينَارٍ».

۳۷۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے اس شخص کے بارے میں روایت بیان کرتے ہیں جو حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے کہ وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۹۰ اور اس کے فوائد و مسائل۔

باب: ۱۰- حیض والی عورت کے ساتھ

(المعجم ۱۰) - مُضَاجَعَةُ الْحَائِضِ فِي

حیض کے کپڑوں میں لیٹنا

ثِيَابٍ حَيْضَتِهَا (التحفة ۲۲۹)

۳۷۱- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض شروع ہو گیا۔ میں آہستہ سے نکل گئی اور اپنے حیض کے کپڑے پہن لیے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”کیا تجھے حیض آ گیا؟“ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے مجھے بلایا تو میں آپ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔ اس حدیث کے الفاظ عبید اللہ بن سعید کے ہیں۔

۳۷۱- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - : حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ: بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ حِضْتُ، فَانْسَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَنْفِسْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي فَأَضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْحَمِيلَةِ. وَاللَّفْظُ لِعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ.

☀️ فائدہ: اس روایت میں امام نسائی رحمہ اللہ کے دو استاد ہیں: عبید اللہ بن سعید اور اسحاق بن ابراہیم۔ دونوں کی

۳۷۰- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۹۰.

۳۷۱- [صحيح] تقدم، ح: ۲۸۴، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۵ من طريق إسحاق بن إبراهيم.

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام ومسائل

روایت کا مفہوم ایک ہے، الفاظ میں کچھ فرق ہے۔ بیان کردہ الفاظ عبید اللہ بن سعید کے ہیں نہ کہ اسحاق کے۔ مزید دیکھیے حدیث: ۲۸۳ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ نَوْمِ الرَّجُلِ مَعَ حَلِيلَتِهِ فِي الشَّعَارِ الْوَاحِدِ وَهِيَ حَائِضٌ (التحفة ۲۳۰)

باب: ۱۱- حالت حیض میں خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ ایک کپڑے میں سونا

۳۷۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ جَابِرِ بْنِ صُنْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ خِلَاسًا يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيْتُ فِي الشَّعَارِ الْوَاحِدِ وَأَنَا طَامِثٌ حَائِضٌ فَإِنْ أَصَابَهُ مِثِي شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ لَمْ يَغْدُهُ وَصَلَّى فِيهِ.

۳۷۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ رات کو ایک چادر میں سوتے تھے حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ اگر آپ کو مجھ سے کچھ (خون وغیرہ) لگ جاتا تو آپ اس جگہ کو دھولیتے، اس سے زائد نہ دھوتے، پھر اس میں نماز پڑھ لیتے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۸۵، ۲۸۶ اور ان کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ۱۲) - مَبَاشَرَةُ الْحَائِضِ (التحفة ۲۳۱)

باب: ۱۲- حیض والی عورت کے ساتھ ننگے جسم لیٹنا

۳۷۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْحِبِيلَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ إِخْدَانًا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَنْ تَشُدَّ إِزَارَهَا ثُمَّ يَبَاشِرُهَا.

۳۷۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم (ازواج مطہرات) میں سے کوئی حیض والی حالت میں ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اسے حکم دیتے کہ وہ اپنا ازار باندھ لے پھر آپ اس کے ساتھ لیٹ جاتے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۸۶ اور اس کے فوائد ومسائل۔

۳۷۴- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: ۳۷۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم

۳۷۲- [إسناده حسن] تقدم، ح: ۲۸۵.

۳۷۳- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۸۶، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۸.

۳۷۴- [صحيح] تقدم، ح: ۲۸۷، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۹.

۳- کتاب الحيض والاستحاضة \_\_\_\_\_ حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ،  
عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ  
إِحْدَانًا إِذَا حَاضَتْ أَمْرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
أَنْ تَتَزَرَّ ثُمَّ يَبَاشِرُهَا .

باب: ۱۳- رسول اللہ ﷺ کی کسی بیوی کو  
جب حیض آتا تو آپ کیا کرتے تھے؟

(المعجم ۱۳) - ذِكْرُ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ يَصْنَعُهُ إِذَا حَاضَتْ إِحْدَى نِسَائِهِ  
(التحفة ۲۳۲)

۳۷۵- حضرت شیخ بن عمیر نے کہا کہ میں اپنی  
والدہ اور خالہ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔  
ہم نے ان سے پوچھا کہ جب ازواج مطہرات میں  
سے کسی کو حیض آنے لگتا تو نبی ﷺ کیا کرتے تھے؟  
انہوں نے فرمایا: جب ہم میں سے کسی کو حیض آنے لگتا  
تو آپ اسے حکم دیتے کہ ایک وسیع ازار باندھے پھر  
اس کا سینہ اور پستان اپنے جسم سے لگا لیتے۔

۳۷۵- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ  
عِيَّاشٍ - وَهُوَ أَبُو بَكْرٍ - عَنْ صَدَقَةَ بْنِ  
سَعِيدٍ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا: حَدَّثَنَا جَمِيعُ  
ابْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ مَعَ  
أُمِّي وَخَالَتِي، فَسَأَلْنَاهَا كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ  
ﷺ يَصْنَعُ إِذَا حَاضَتْ إِحْدَاكُنَّ؟ قَالَتْ:  
كَانَ يَأْمُرُنَا إِذَا حَاضَتْ إِحْدَانَا أَنْ تَتَزَرَّ  
بِأَزَارٍ وَاسِعٍ ثُمَّ يَلْتَزِمُ صَدْرَهَا وَتُدْبِيهَا .

۳۷۶- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ  
ﷺ اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کے ساتھ لیٹ جایا  
کرتے تھے جب کہ اسے حیض آ رہا ہوتا تھا۔ اور اس  
پر آدھی رانوں تک یا گھٹنوں تک کپڑا ہوتا۔ لیٹ کی  
حدیث میں ہے کہ وہ اس کپڑے سے اپنے جسم کو  
ڈھانچے ہوتی تھی۔

۳۷۶- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ  
قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهَبٍ، عَنْ  
يُونُسَ، وَاللَيْثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ  
حَبِيبِ مَوْلَى عُرْوَةَ، عَنْ بُدَيَّةَ - وَكَانَ  
اللَيْثُ يَقُولُ: نَدَبَةٌ - مَوْلَاةٍ مَيْمُونَةَ عَنْ  
مَيْمُونَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَبَاشِرُ  
الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ، إِذَا كَانَ

۳۷۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۲۳/۶ من حديث صدقة بن سعيد به . \* صدقة وجميع ضعيفان، ضعفهما  
الجمهور .

۳۷۶- [إسناده حسن] تقدم، ح: ۲۸۸ .

۳- کتاب الحيض والاستحاضة \_\_\_\_\_ حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

عَلَيْهَا إِزَارٌ يَبْلُغُ أَنْصَافَ الْفَخْدَيْنِ  
وَالرُّكْبَتَيْنِ. فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ: تَحْتَجِزُ بِهِ.  
(المعجم ۱۴) - بَابُ مُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ  
وَالشَّرْبِ مِنْ سُورِهَا (التحفة ۲۳۳)

باب: ۱۴- حائضہ عورت کے ساتھ مل کر  
کھانا اور اس کا جوٹھا پینا

۳۷۷- حضرت شرح سے روایت ہے، انہوں نے  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا عورت حیض کی حالت  
میں اپنے خاوند کے ساتھ کھا سکتی ہے؟ انہوں نے فرمایا:  
ہاں، رسول اللہ ﷺ مجھے بلا تے، میں حیض کی حالت میں  
آپ کے ساتھ کھاتی۔ آپ ایک (گوشت والی) ہڈی  
پکڑتے، پھر مجھے قسم دیتے، میں اس سے کچھ گوشت  
نوجتی، پھر اسے رکھ دیتی تو آپ اٹھا لیتے اور اسے نوجنا  
شروع کر دیتے اور اپنا منہ مبارک وہیں رکھتے جہاں  
میں نے رکھا تھا۔ اسی طرح پانی منگواتے اور پینے سے  
پہلے مجھے قسم دیتے (کہ میں پہلے پیوں۔) میں پکڑتی اور  
کچھ پانی پیتی، پھر میں رکھ دیتی تو آپ اٹھا لیتے اور اس  
سے پیتے اور اپنا منہ مبارک وہیں رکھتے جہاں میں نے  
رکھا تھا۔

۳۷۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ جَمِيلٍ  
ابن طَرِيفٍ [قَالَ]: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ  
الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ  
شُرَيْحٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ: هَلْ تَأْكُلُ الْمَرْأَةُ  
مَعَ زَوْجِهَا وَهِيَ طَائِمَةٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ.  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْعُونِي فَأَكُلُ مَعَهُ،  
وَأَنَا عَارِكٌ كَانَ يَأْخُذُ الْعَرَقَ فَيَقْسِمُ عَلَيَّ  
فِيهِ فَأَعْتَرِقُ مِنْهُ ثُمَّ أَصْعُهُ، فَيَأْخُذُهُ فَيَعْتَرِقُ  
مِنْهُ وَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ وَضَعْتُ فَيَمِي مِنَ  
الْعَرَقِ، وَيَدْعُو بِالشَّرَابِ فَيَقْسِمُ عَلَيَّ فِيهِ  
مِنْ قَبْلِ أَنْ يَشْرَبَ مِنْهُ فَأَخْذُهُ فَأَشْرَبُ مِنْهُ  
ثُمَّ أَصْعُهُ، فَيَأْخُذُهُ فَيَشْرَبُ مِنْهُ وَيَضَعُ فَمَهُ  
حَيْثُ وَضَعْتُ فَيَمِي مِنَ الْقَدَحِ.

☀️ فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۲۸۰ اور اس کے فوائد و مسائل۔

۳۷۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے  
رسول ﷺ اپنا منہ مبارک اس جگہ رکھتے جہاں سے میں  
نے پیا تھا اور میرے بچے ہوئے پانی سے پیتے تھے  
حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

۳۷۸- أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ  
قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا  
عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ  
الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ  
عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ

۳۷۷- [صحیح] تقدم، ح: ۷۰، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۲.

۳۷۸- [صحیح] تقدم، ح: ۷۰، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۳.

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

فَاهُ عَلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي أَشْرَبُ مِنْهُ،  
وَيَشْرَبُ مِنْ فَضْلِ شَرَابِي وَأَنَا حَائِضٌ .

(المعجم ۱۵) -- أَلَا تَنْفَاعُ بِفَضْلِ الْحَائِضِ  
(التحفة ۲۳۴)

باب: ۱۵- حائضہ عورت کے بچے ہوئے  
پانی سے فائدہ اٹھانا

۳۷۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ مجھے برتن پکڑاتے، میں اس سے پانی پیتی تھی جب  
کہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی، پھر میں برتن آپ  
کو دے دیتی تو آپ میرے منہ کی جگہ کا قصد کرتے اور  
اس پر اپنا منہ رکھتے۔

۳۷۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ:  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ  
شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ  
تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُتَاوَلُنِي الْإِنَاءَ  
فَأَشْرَبُ مِنْهُ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُعْطِيهِ  
فَيَتَحَرَّى مَوْضِعَ فَمِي فَيَضَعُهُ عَلَيَّ فِيهِ .

۳۸۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حیض کی

حالت میں پیالے سے پانی پیتی، پھر میں پیالہ نبی ﷺ  
کو پکڑا دیتی تو آپ اپنا منہ میرے منہ کی جگہ پر رکھ کر  
پانی پیتے۔ اسی طرح میں کوئی ہڈی نوچتی جب کہ میں  
حیض کی حالت میں ہوتی، پھر میں وہ نبی ﷺ کو پکڑا دیتی،  
تو آپ اپنا منہ مبارک میرے منہ والی جگہ پر رکھتے۔

۳۸۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَ:  
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَسُفْيَانُ  
عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ  
عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَشْرَبُ مِنَ الْقَدَحِ وَأَنَا  
حَائِضٌ، فَأَنَاوَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى  
مَوْضِعٍ فِيَّ فَيَشْرَبُ مِنْهُ، وَأَتَعَرَّقُ مِنَ  
الْعَرَقِ وَأَنَا حَائِضٌ، وَأَنَاوَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ  
فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعٍ فِيَّ .

باب: ۱۶- آدمی اپنی حائضہ عورت کی گود میں  
سر رکھ کر قرآن پڑھ سکتا ہے

(المعجم ۱۶) - بَابُ الرَّجُلِ يَفْرَأُ الْقُرْآنَ  
وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ  
(التحفة ۲۳۵)

۳۸۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

۳۸۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۳۷۹- [صحیح] تقدم، ح: ۷۰.

۳۸۰- [صحیح] تقدم، ح: ۷۰.

۳۸۱- [صحیح] تقدم، ح: ۲۷۵، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۸.

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حِجْرٍ إِحْدَانَا وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ.

☀️ فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۷۴ کے فوائد و مسائل۔

باب: ۱۷- حائضہ عورت کو نماز معاف

(المعجم ۱۷) - بَابُ سُقُوطِ الصَّلَاةِ عَنِ

ہے (قضا دینے کی ضرورت نہیں)

الْحَائِضِ (التحفة ۲۳۶)

۳۸۲- حضرت معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حیض والی عورت حیض کے دنوں کی نماز کی قضا ادا کرے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تو خارجی عورت ہے؟ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی موجودگی میں حیض آتا تھا۔ ہم تو نماز کی قضا ادا نہیں کرتی تھیں اور نہ ہمیں قضا کی ادائیگی کا حکم دیا جاتا تھا۔

۳۸۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ قَالَتْ: سَأَلْتُ امْرَأَةً عَائِشَةَ أَنْتَقِضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَتْ أَحْزُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ فَذَكُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَا نَقْضِي وَلَا نُؤَمَّرُ بِقِضَاءِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت کو خارجی اس لیے کہا کہ خوارج کے نزدیک حیض کے دنوں کی نماز کی قضا ادا کرنا ضروری ہے۔ ② عورت کو حیض کے دنوں کی نماز کی قضا ادا کرنا اس لیے معاف ہے کہ ہر ماہ میں پینتیس نمازوں کی قضا کافی مشکل ہے جب کہ ساتھ ساتھ وقتی نمازوں کی ادائیگی بھی لازمی ہے۔

بخلاف اس کے گیارہ مہینوں میں چھ سات روزوں کی ادائیگی آسان ہے جب کہ ساتھ وقتی روزے بھی نہیں اس لیے حائضہ کو روزوں کی قضا ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ گویا اس مسئلے میں تنگی دور کرنے کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

باب: ۱۸- حائضہ عورت سے کوئی خدمت لینا

(المعجم ۱۸) - بَابُ اسْتِخْدَامِ الْحَائِضِ

(التحفة ۲۳۷)

۳۸۲- أخرجه البخاري، الحيض، باب: لا تقضي الحائض الصلاة، ح: ۳۲۱ من حديث معاذة به، ومسلم، الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة، ح: ۳۳۵ من حديث أيوب السخيتاني به، ورواه أحمد: ۳۲/۶ عن إسماعيل ابن علي به.

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

۳۸۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ قَالَ: «يَاعَائِشَةُ! نَأْوِلِيْنِي الثُّوْبَ» فَقَالَتْ: إِنِّي لَا أَصْلِي، فَقَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ فِي يَدِكَ» فَنَأْوَلْتُهُ..

۳۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے کہ آپ نے فرمایا: ”عائشہ! مجھے کپڑا پکڑاؤ۔“ انھوں نے کہا: میں ان دنوں نماز نہیں پڑھتی۔ آپ نے فرمایا: ”وہ (تیرا حیض) تیرے ہاتھ میں تو نہیں۔“ چنانچہ انھوں نے کپڑا پکڑا دیا۔

۳۸۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ عَيْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَأْوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ» مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَتْ حَيْضَتُكَ فِي يَدِكَ».

۳۸۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے مسجد سے چٹائی پکڑاؤ۔“ میں نے کہا: مجھے حیض آ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔“

قَالَ إِسْحَقُ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

اسحاق بن ابراہیم نے کہا: ہمیں یہ حدیث ابو معاویہ نے بھی اعمش کی سند سے اسی طرح بیان کی ہے۔

☀️ فائدہ: امام اسحاق بن ابراہیم اس حدیث میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے استاد ہیں اور انھوں نے یہ حدیث جریر سے بیان فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت جریر کے علاوہ ابو معاویہ نے بھی اعمش سے اسی سند کے ساتھ اسی طرح بیان فرمائی ہے۔ مزید دیکھیے حدیث: ۲۷۴ کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ۱۹) - بَسَطُ الْحَائِضِ الْخُمْرَةَ  
باب: ۱۹- حائضہ عورت مسجد میں مصلیٰ بچھا سکتی ہے

فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۲۳۸)

۳۸۳- [صحیح] تقدم، ح: ۲۷۱.

۳۸۴- [صحیح] تقدم، ح: ۲۷۲.



۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

۳۸۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَبُودٍ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ رَأْسَهُ فِي حَجَرٍ إِحْدَانَا فَيَتْلُو الْقُرْآنَ وَهِيَ حَائِضٌ، وَتَقُومُ إِحْدَانَا بِحُمْرَتِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَبْسُطُهَا وَهِيَ حَائِضٌ.

۳۸۵- ام المومنین حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک ہم میں سے کسی کی گود میں رکھ کر قرآن مجید تلاوت فرماتے، حالانکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ اسی طرح ہم میں سے کوئی آپ ﷺ کی چٹائی لے جا کر مسجد میں بچھاتی تھی حالانکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

🌞 فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے اسی روایت کو جو کہ اس سے قبل کتاب الطہارۃ، باب بسط الحائض الخمرۃ فی المسجد میں بھی گزر چکی ہے، سنداً ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ یہاں پر اسے صحیح قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں پر شیخ کو وہم ہوا ہے کیونکہ یہ روایت دیگر محققین کے نزدیک بھی صحیح ہے۔ مزید دیکھیے، حدیث: ۲۷۴ کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ تَرْجِيلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۲۳۹)

باب: ۲۰- حائضہ عورت اپنے خاوند کے سر کو نگلھی کر سکتی ہے جب کہ وہ مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہو

۳۸۶- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تُرْجِلُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَهِيَ حَائِضٌ، وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، فَيَنَاوِلُهَا رَأْسَهُ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا.

۳۸۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حیض کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے سر کو نگلھی کر دیا کرتی تھیں جب کہ آپ معتكف ہوتے تھے۔ آپ انھیں اپنا سر پکڑا دیتے تھے اور وہ اپنے حجرے ہی میں ہوتی تھیں۔

(المعجم ۲۱) - غَسْلُ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا (التحفة ۲۴۰)

باب: ۲۱- حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے

۳۸۵- [صحیح] تقدم، ح: ۲۷۴.

۳۸۶- أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب المعتكف يدخل رأسه البيت للغسل، ح: ۲۰۴۶ من حديث معمر، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... الخ، ح: ۲۹۷ من حديث عروة به.

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

۳۸۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنِي سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُذْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۳۸۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: آپ اعتکاف کی حالت میں اپنا سر میرے قریب فرمادیتے تھے میں اس کو دھو ڈالتی تھی، حالانکہ میں حیض سے ہوتی تھی۔

۳۸۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ - وَهُوَ ابْنُ عِيَاضٍ - عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۳۸۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف کی حالت میں اپنا سر مبارک مسجد سے (حجرے میں) نکال دیتے تھے اور میں باوجود حیض کی حالت کے آپ کا سر مبارک دھو دیا کرتی تھی۔

۳۸۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أُرْجِلُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ.

۳۸۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کو باوجود حیض کی حالت کے کنگھی کر دیا کرتی تھی۔

☀️ فوائد و مسائل: ① باب سردھونے کا ہے، مگر اس حدیث میں کنگھی کا ذکر ہے اور بس، مگر اس میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ عموماً سردھونے کے بعد ہی کنگھی کی جاتی ہے۔ ② باب کا مقصد یہ ہے کہ حائضہ عورت کے ہاتھ، بلکہ سارا جسم (سوائے نجاست کی جگہ کے) ظاہر پاک ہوتا ہے۔ گیلا ہو یا خشک۔ پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پانی پلید ہوتا ہے نہ ہاتھ۔ وہ گیلا ہاتھ یا جسم کسی سے لگ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(المعجم ۲۲) - بَابُ شُهُودِ الْحَيْضِ  
باب ۲۲- حیض والی خواتین کا عیدین میں جاننا اور مسلمانوں کی دعائیں شریک ہونا

۳۸۷- [صحیح] تقدم، ح: ۲۷۶، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۹.  
۳۸۸- [صحیح] أخرجه الدارمي: ۲۴۷/۱، ح: ۱۰۷۱ من حديث فضيل بن عياض به، والحديث السابق شاهد له.  
۳۸۹- [صحیح] تقدم، ح: ۲۷۸، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۰.

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

۳۹۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِي يُوْبَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ لَا تَذْكُرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِلَّا قَالَتْ: يَا أَبَا، فَقُلْتُ: أَسَمِعْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا، قَالَتْ: نَعَمْ، يَا أَبَا، قَالَ: لِيَخْرُجَ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحَيْضُ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، وَتَعْتَزِلَ الْحَيْضُ الْمُصَلِّيَ.

۳۹۰- حضرت حفصہ سے روایت ہے کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا جب بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتیں تو ضرور کہتیں: میرا باپ آپ پر فدا ہو۔ میں نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ایسے فرماتے سنا ہے؟ وہ کہنے لگیں: ہاں! میرا باپ آپ پر فدا ہو۔ آپ نے فرمایا: ”بالغ“ پردہ نشین اور حیض والی عورتیں عید کے لیے نکلیں۔ وہ اس نیکی اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں! البتہ حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① [بَيْبَا] یا [بَابَا] دراصل [بَابِي] ہے جس کا ترجمہ متن میں لکھ دیا گیا ہے۔ یہ ان محترمہ کا نبی ﷺ سے اظہار عقیدت و محبت ہے۔ عقیدے کے لحاظ سے بھی یہ بات ہمارے ایمان کا جزو ہے کہ ہماری ہر چیز آپ ﷺ پر فدا ہو جائے چاہے جان ہو یا مال والدین ہوں یا اولاد۔ ② ”ایسے ایسے فرماتے سنا ہے؟“ یعنی عورتوں کے عید میں حاضر ہونے کے بارے میں۔ ③ عید اہل اسلام کی خوشی، شان و شوکت، شکرانے اور عبادت کا عظیم دن ہے اس لیے ہر مرد اور عورت کا جانا ضروری ہے۔ عورتیں پردے کے ساتھ جائیں تاکہ شان و شوکت کے ساتھ نیکی کے جذبات کا اظہار بھی ہو۔ حیض والی عورتوں کے لیے عبادت (نماز کی ادائیگی) تو منع ہے مگر ان کے جانے سے باقی مقاصد پورے ہوں گے۔

(المعجم ۲۳) - الْمَرْأَةُ تَحِيضُ بَعْدَ

بَاب: ۲۳- عورت کو طواف افاضہ کے بعد حیض شروع ہو جائے تو؟

۳۹۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ،

۳۹۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ حضرت صفیہ بنت حبیبہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) کو حیض آنے لگا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ام المومنین) کو حیض آنے لگا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ام المومنین) کو حیض آنے لگا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ام المومنین) کو حیض آنے لگا ہے۔

۳۹۰- أخرجه البخاري، الحج، باب تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت... الخ، ح: ۱۶۵۲ من حديث إسماعيل ابن علي، ومسلم، صلاة العيدين، باب ذكر إباحتها خروج النساء في العيدين إلى المصلى... الخ، ح: ۸۹۰ من حديث حفصة به.

۳۹۱- أخرجه البخاري، الحيض، باب المرأة تحيض بعد الإفاضة، ح: ۳۲۸، ومسلم، الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، ح: ۳۸۵ / ۱۳۲۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بيحي): ۱/ ۴۱۲.

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيِّ قَدْ حَاضَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَعْلَاهَا تَحِيْسُنَا، أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ؟» قَالَتْ: بَلَى، قَالَ: «فَاخْرُجِي».

ﷺ نے فرمایا: ”ہو سکتا ہے وہ ہمیں واپسی سے روک لے؟“ (پھر آپ نے پوچھا: ”کیا اس نے تمہارے ساتھ بیت اللہ کا طواف نہیں کیا؟“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیوں نہیں، بلکہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”پھر چلو نکلو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① طواف افاضہ سے مراد دس ذوالحجہ کا طواف ہے جو حاجی پر فرض ہے۔ افاضہ کے معنی واپسی کے ہیں۔ چونکہ یہ عرفات سے واپسی کے بعد ہوتا ہے اس لیے اسے طواف افاضہ کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کو طواف زیارت اور طواف فرض بھی کہا جاتا ہے۔ ② حج کی ادائیگی کے بعد گھر کو واپسی سے قبل بھی طواف کرنا ضروری ہے اسے طواف وداع کہا جاتا ہے، مگر جو عورت طواف افاضہ کر چکی ہو اس کے بعد اس کو حیض شروع ہو جائے اور گھر واپسی کی تاریخ آجائے تو وہ معذور ہے بغیر طواف وداع کیے گھر واپس جاسکتی ہے۔

(المعجم ۲۴) - مَا تَفْعَلُ النُّسَاءُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ (التحفة ۲۴۳)

باب: ۲۳- نفاس والی عورت احرام کے وقت کیا کرے؟

۳۹۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَبْرِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فِي حَدِيثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ عَمِّسٍ حِينَ نَفَسَتْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «مُرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهَلَّ».

۳۹۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بارے میں روایت ہے جب انھیں ذوالحلیفہ (مدینہ والوں کے احرام باندھنے کی جگہ) میں بچہ پیدا ہوا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اسے کہو کہ وہ غسل کرے اور احرام باندھے۔“

🌞 فائدہ: نفاس یا حیض والی عورت کا احرام کے وقت غسل کرنا طہارت کے لیے نہیں، کیونکہ وہ تو نفاس یا حیض ختم ہونے کے بعد ہوگا، بلکہ یہ غسل جسمانی صفائی کے لیے ہے، کیونکہ احرام کئی دن جاری رہ سکتا ہے۔ مزید فوائد کے لیے دیکھیے: حدیث: ۲۹۲-

۳- کتاب الحيض والاستحاضة ..... حیض اور استحاضے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ۲۵) - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى

النِّسَاءِ (التحفة ۲۴۴)

باب: ۲۵- (عام عورت کی طرح) نفاس

والی عورت کا جنازہ پڑھا جائے گا

۳۹۳- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام کعب رضی اللہ عنہا کا جنازہ پڑھا جو کہ بچے کی پیدائش کے موقع پر فوت ہو گئی تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ جنازے کے دوران میں ان کے درمیان کھڑے ہوئے۔

۳۹۳- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ - يَعْنِي الْمَعْلَمَ - عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَتْ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى أُمَّ كَعْبٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ فِي وَسْطِهَا.

☀️ نوآند ومسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ نفاس کی حالت میں اگرچہ عورت خود نماز نہیں پڑھ سکتی مگر وہ فوت ہو جائے تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس کا نفاس جنازے سے مانع نہیں، نیز وہ ظاہراً پلید نہیں، لہذا نمازی کے آگے رکھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ مومن کا جسم ظاہراً پلید نہیں ہوتا، نہ جنابت سے نہ حیض و نفاس سے اور نہ موت سے۔ نفاس سے جسم کی ناپاکی معنوی پلیدی ہے۔ ② عورت کے جنازے میں امام چارپائی کے وسط کے برابر کھڑا ہوگا جیسا کہ بعض روایات میں صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۳۳۲، و صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۶۳) اس میں نفاس کا کوئی دخل نہیں۔

(المعجم ۲۶) - بَابُ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ

الْثَوْبَ (التحفة ۲۴۵)

باب: ۲۶- حیض کا خون کپڑے کو

لگ جائے تو؟

۳۹۴- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے حیض کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے تو آپ نے فرمایا: ”اس کو (کسی چیز سے) کھرچ دو اور پانی ڈال کر ناخنوں سے ملو اور پھر دھو کر اس میں نماز پڑھ لو۔“

۳۹۴- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنِ عَرَبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ - وَكَانَتْ تَكُونُ فِي حَجْرِهَا -: أَنَّ امْرَأَةً اسْتَفْتَتِ النَّبِيَّ ﷺ

۳۹۳- أخرجه البخاري، الجنائز، باب: أين يقوم من المرأة والرجل؟ ح: ۱۳۳۲، ومسلم، الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت للصلاة عليه، ح: ۹۶۴ من حديث عبدالوارث بن سعيد به.  
۳۹۴- [صحیح] تقدم، ح: ۲۹۴.

حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

۳- کتاب الحيض والاستحاضة

عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ؟ فَقَالَ:  
«حُتِّيهَ وَأَقْرُصِيهِ وَأَنْضِجِيهِ وَصَلِّي فِيهِ».

☀️ فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۲۹۳ کے فوائد و مسائل۔

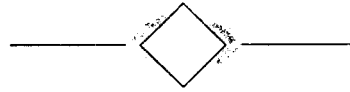
۳۹۵- حضرت ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا سے روایت

ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے؟ تو آپ نے فرمایا: ”اسے کسی لکڑی (یا ہڈی وغیرہ) سے کھرچ دو اور پانی اور پیری کے پتوں سے دھو دو۔“

۳۹۵- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُوَيْبَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْمِقْدَامِ ثَابِتُ الْخَدَّادُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ قَيْسِ بِنْتِ مِحْصَنِ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضَةِ يُصِيبُ الثَّوْبَ؟ قَالَ: «حُكِّهِ بِضَلَعٍ وَأَغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ».

☀️ فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۲۹۳ کے فوائد و مسائل۔





## ۴- کتاب الغسل والتیمم

غسل سے متعلق احکام و مسائل

دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”غدی سے وضو ہے اور منی سے غسل ہے۔“ دیکھیے: (جامع الترمذی، الطہارۃ، حدیث: ۱۱۳، و سنن ابن ماجہ، الطہارۃ، حدیث: ۵۰۳) نیز حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ حق سے حیا نہیں فرماتا، میں معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ جب عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں! جب وہ پانی (مادہ منویہ) دیکھے،“ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح البخاری، العلم، حدیث: ۱۳۰، و صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۱۳) نیز حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا کہ اگر عورت خواب میں وہی دیکھے جو کچھ مرد دیکھتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”اس پر غسل فرض نہیں جب تک اسے انزال نہ ہو۔ جس طرح مرد پر غسل واجب نہیں جب تک اسے انزال نہ ہو۔“ دیکھیے: (مسند أحمد: ۲/۴۰۹)

بنا بریں معلوم ہوا کہ جنابت کی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے، تاہم اگر کوئی خواب میں احتلام دیکھے لیکن نمی یا پانی محسوس نہ کرے تو اس پر غسل واجب نہیں۔ اور جو نمی اور پانی محسوس کرے چاہے اسے احتلام کا ہونا یاد نہ رہے، اس پر غسل واجب ہے جیسا کہ حضرت خولہ بنت حکیم کی روایت سے واضح ہے۔

② مباشرت کی وجہ سے بھی غسل واجب ہے، خواہ انزال نہ ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب آدمی عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے اور اس سے مشغول ہو تو اس پر غسل واجب ہو گیا۔“ (صحیح البخاری، الغسل، حدیث: ۲۹۱، و صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۲۸) صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ صراحت بھی ہے کہ خواہ انزال نہ بھی ہو صرف دخول ہی سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۲۸) اسی مفہوم کی ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب ختنہ (مرد کے آلہ تناسل کا خشفہ) ختنے (عورت کی شرم گاہ) میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو گیا۔“ (جامع الترمذی، الطہارۃ، حدیث: ۱۰۹) ایک روایت میں [مَسَّ الْخِتَانِ الْخِتَانِ] کے الفاظ ہیں، یعنی جب ختنہ ختنے سے چھو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ ختنہ ملنے سے مراد دخول ہے



۴- کتاب الغسل والتیمم \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

اور یہ الفاظ جماع سے کنایہ ہیں۔ بنا بریں جملہ احادیث کو جمع کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مباشرت کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے انزال نہ بھی ہوا ہو۔ واللہ اعلم۔

③ حیض اور نفاس سے فارغ ہونے پر بھی غسل واجب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَىٰ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ (البقرة: ۲۲۲) ”(اے نبی!) لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے: وہ تو گندگی ہے۔ تم حیض (کی حالت) میں عورتوں سے الگ رہو اور ان سے ہم بستری نہ کرو یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت ابوجہش رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضے کا خون آتا ہے اور میں پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھوڑ دیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں! یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے، حیض نہیں۔ جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب ایام حیض ختم ہو جائیں تو خون کو دھو کر نماز پڑھا کرو۔“ (صحیح البخاری، الحيض، حدیث: ۳۰۶)

علامہ شیرازی رحمہ اللہ خون نفاس کی بابت لکھتے ہیں کہ نفاس کا خون آنے سے غسل لازم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ دراصل حیض ہی ہوتا ہے جو جمع شدہ ہوتا ہے اسی وجہ سے اس میں روزہ بھی نہیں رکھا جاسکتا اور مباشرت بھی حرام ہے اور فرض نمازیں بھی اس میں ساقط ہیں۔ الغرض نفاس سے غسل اسی طرح واجب ہے جس طرح حیض سے۔ مزید دیکھیے: (المہذب: ۱۶۷/۲)

امام نووی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ حیض اور نفاس سے غسل واجب ہے۔ دیکھیے: (المجموع: ۱۶۸/۲) حیض، نفاس اور استحاضے سے متعلق تفصیلی احکام و مسائل کتاب الحيض والاستحاضة کے ابتدائیہ میں گزر چکے ہیں۔

\* غسل جنابت کا طریقہ: غسل جنابت کرتے ہوئے ارکان غسل اور سنن غسل کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ارکان غسل: ① نیت: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔“ (صحیح

۴- کتاب الغسل والتیمم \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام ومسائل

البخاری، بدء الوحي، حدیث: (۱) ① پورے بدن پر پانی بہانا۔

غسل کی سنتیں: ① تین بار ہاتھ دھونا۔ ② شرم گاہ دھونا۔ ③ نماز کی طرح وضو کرنا سوائے پاؤں دھونے کے۔ لیکن اگر پانی غسل کرنے کی جگہ پر نہ ٹھہرتا ہو تو پاؤں ساتھ بھی دھونے جاسکتے ہیں۔ ④ سر پر تین بار پانی ڈالنا اور بالوں کا خلال کرنا تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ ⑤ پورے جسم پر پانی بہاتے وقت پہلے دائیں جانب پانی ڈالنا اس کے بعد بائیں جانب ڈالنا۔ اس کی دلیل اور غسل جنابت کا طریقہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کرتے تو پہلے اپنے ہاتھ دھوتے تھے، پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالتے اور شرم گاہ دھوتے اور پھر نماز والا وضو کرتے۔ پھر پانی لے کر بالوں کی جڑوں میں انگلیاں پھیرتے حتیٰ کہ جب آپ سمجھتے کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ گیا ہے تو پھر سر پر تین لپ پانی ڈالتے، اس کے بعد اپنے پورے جسم پر پانی بہاتے اور بعد ازاں پاؤں دھو لیتے تھے۔ (صحیح البخاری، الغسل، حدیث: ۲۳۸) اسی طرح حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غسل کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر شرم گاہ کو دھویا، پھر بایاں ہاتھ جس سے شرم گاہ کو دھویا تھا زمین پر رگڑا، پھر اس کو دھویا، پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، پھر چہرہ دھویا، پھر کہنیوں تک ہاتھ دھوئے، پھر سر پر (تین لپ) پانی ڈالا اور بالوں کی جڑوں تک پہنچایا، اس کے بعد تمام بدن پر پانی بہایا۔ اور اس کے بعد جہاں آپ نے غسل کیا تھا اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔ (صحیح البخاری، الغسل، حدیث: ۲۵۹، ۲۵۷)

\* مرد اور عورت کے غسل میں فرق: مرد اور عورت کے غسل کا طریقہ ایک ہی ہے کہ پہلے وضو کریں اور پھر پورے جسم پر پانی بہادیں جیسا کہ تفصیل اوپر گزر چکی ہے، تاہم غسل جنابت میں عورت کو اجازت ہے کہ اگر اس کے بال گندھے ہوئے ہوں یا مینڈھیاں بنائی ہوئی ہوں تو انھیں کھولے بغیر ہی تین چلو سر پر ڈال لے، البتہ حیض اور نفاس سے پاک ہو کر غسل کرنے کی صورت میں عورت کے لیے بال کھولنا ضروری ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں بال کھولنے کا حکم دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، الطہارۃ، حدیث: ۶۳۱) نیز اس بات پر اجماع بھی ہے کہ غسل میں بدن کے تمام اعضاء و اجزاء کو دھونا واجب ہے اور یہ حکم مرد و عورت ہر دو کے لیے ہے اور اس میں بالوں کا

۴- کتاب الغسل والتیمم

غسل سے متعلق احکام و مسائل

دھونا بھی آتا ہے۔ اس حدیث اور اس مفہوم کی دیگر احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عورت غسل حیض میں مینڈھیاں وغیرہ کھولے گی۔ رہی صحیح مسلم کی وہ حدیث جس میں غسل حیض میں بھی بال نہ کھولنے کی رخصت ہے تو محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ غسل حیض میں مینڈھیاں اور بال نہ کھولنے والے الفاظ شاذ ہیں جیسا کہ صاحب عون المعبود اور شیخ البانی رحمہما نے اس کی صراحت کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (عون المعبود، وسلسلة الأحادیث الصحيحة للألبانی، حدیث: ۱۸۸) نیز سعودی مقتیان عورت کے غسل حیض میں بال کھولنے کی بابت لکھتے ہیں کہ افضل یہ ہے کہ احتیاط کے طور پر عورت غسل حیض میں بالوں کو کھول لے۔ اس سے اختلاف بھی ختم ہو جائے گا اور تمام دلائل میں تطبیق بھی ہو جائے گی۔ دیکھیے: (فتاویٰ اسلامیہ (اردو) جلد: اول، ص: 287، طبع دارالسلام) بنا بریں راجح اور درست بات یہی ہے کہ عورت غسل حیض میں ضرور بال کھولے، تاہم غسل جنابت میں اسے رخصت ہے۔ واللہ اعلم۔

غسل جنابت میں سر کا مسح نہیں ہے بلکہ تین چلو پانی ڈال کر اچھی طرح خلال کرنا ہے نیز میاں بیوی اکٹھے اور ایک ہی برتن سے پانی لے کر غسل کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے نہاتے اور دونوں اس سے چلو بھر بھر کر لیتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الغسل، حدیث: ۲۴۳) مزید تفصیل کے لیے سنن نسائی کی کتاب المیاء کا ابتدائیہ دیکھیے جس میں غسل کے لیے پانی وغیرہ سے متعلق احکام بالتفصیل بیان کیے گئے ہیں۔

\* غسل جنابت کے دوران میں کیے جانے والے وضو کا حکم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الطہارۃ، حدیث: ۱۰۷) یعنی رسول اللہ ﷺ غسل کے شروع میں جو وضو کرتے تھے اسی کو کافی سمجھتے تھے اور نماز وغیرہ کے لیے دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ دوران غسل میں شرم گاہ کو (آگے پیچھے) ہاتھ نہ لگے ورنہ دوبارہ وضو کرنا ضروری ہوگا۔ واللہ اعلم۔

④ اسلام قبول کرنے والے نو مسلم کے لیے بھی غسل واجب ہے۔ حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں غسل کروں اور پانی میں بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں۔ (سنن ابی داؤد، الطہارۃ،

۴- کتاب الغسل والتیمم \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

حدیث: (۳۵۵) تفصیل کے لیے دیکھیے: (عون المعبود، شرح حدیث مذکور)

⑤ جمعہ کے لیے بھی غسل واجب ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے روز غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔“ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۸۹۵) نیز حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بالغ پر جمعہ کے لیے جانا لازم ہے اور ہر وہ شخص جس پر جمعہ کے لیے جانا لازم ہے اس پر غسل (بھی لازم) ہے۔“ (سنن النسائی، الجمعة، حدیث: ۱۳۷۲) اہل علم کے ایک گروہ نے ان احادیث اور اس مفہوم کی دیگر احادیث سے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ جمعہ کے لیے غسل واجب ہے۔ کسی بھی مسلمان بالغ مرد و عورت کو بغیر معقول عذر کے اس بارے میں غفلت نہیں کرنی چاہیے۔ اہل علم کا ایک دوسرا گروہ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث: جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اس نے سنت پر عمل کیا اور یہ بہت عمدہ سنت ہے اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔“ (جامع الترمذی، الجمعة، حدیث: ۳۹۷) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول: جس میں انھوں نے جمعہ کے غسل کی ابتدا کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ اس وقت لوگ اونٹنی کپڑے پہنتے تھے اور موسم بھی گرم ہوتا تھا اس وجہ سے انھیں پسینہ وغیرہ آتا تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انھیں غسل کا حکم دیا تھا۔ اب چونکہ یہ سب علتیں ختم ہو چکی ہیں، یعنی لوگ لباس موسم کے مطابق پہنتے ہیں اور مسجدیں بھی کشادہ ہو گئی ہیں لہذا اب غسل کی چنداں ضرورت نہیں۔ (مسند أحمد: ۱/۲۶۸) سے استدلال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ غسل جمعہ واجب نہیں ہے بلکہ مسنون، مستحب اور مؤکد ہے۔ لیکن راجح اور حق بات یہی ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے جیسا کہ مندرجہ بالا احادیث میں مذکور ہے نیز ایک دوسری حدیث میں مروی ہے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انھیں خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ایک دفعہ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا تو حضرت عمر نے کہا: کیا تم لوگ نماز سے رکتے ہو (اور تاخیر سے آتے ہو؟) اس آدمی نے جواب دیا: اس کے سوا کچھ نہیں ہوا کہ میں نے اذان سنی تو فوراً وضو کیا (اور حاضر ہو گیا۔) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: صرف وضو؟ کیا تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا: ”جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو وہ غسل کرے۔“ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۸۸۲) اس حدیث میں مذکور دوران خطبہ میں تاخیر

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

سے آنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ اور حضرت عمر کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کو برسرِ منبر اجلہ صحابہ کی موجودگی میں اس طرح تشبیہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ بالعموم غسل جمعہ کو واجب سمجھتے تھے۔ اگر یہ مستحب محض ہوتا تو اس انداز میں ہرگز تشبیہ نہ کی جاتی۔

بلاشبہ ابتداءً غسل جمعہ کے حکم کی بنیادی وجہ وہی تھی جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمائی ہے۔ لیکن جب مسلمان اس کے قائل و فاعل ہو گئے تو انہیں اس کا شرعی اعتبار سے پابند کر دیا گیا جیسا کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ اب اگرچہ وہ بنیادی سبب موجود نہیں مگر حکم و وجوب باقی ہے جیسا کہ مسئلہ حج میں طوافِ قدم میں رمل کرنے (آہستہ آہستہ دوڑنے) کا بنیادی سبب موجود نہیں مگر حکم و وجوب باقی ہے اس لیے راجح یہی ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے۔ اس کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس میں غفلت بہت بڑی محرومی ہے۔ واللہ اعلم۔ غسل جمعہ کے بعد ان احوال کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں غسل کرنا مسنون یا مستحب ہے۔

\* عیدین کے لیے غسل: نماز عید کے لیے جانے سے پہلے غسل کرنا مستحب ہے۔ امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عید کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔ (المغنی لابن قدامة: ۳/۲۵۶) علاوہ ازیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے قبل غسل کیا کرتے تھے۔ (الموطأ للإمام مالک، العیدین، باب العمل فی غسل العیدین، حدیث: ۴۳۶) امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: [وَأَنَا أَفَعَلُهُ] ”اور میں بھی عید کے روز غسل کرتا ہوں۔“ دیکھیے: (مصنف عبدالرزاق: ۳/۳۰۹) نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بابت معروف ہے کہ وہ متبع سنت تھے بنا بریں وہ جو نماز عید سے قبل غسل کیا کرتے تھے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کرتے دیکھا ہو۔ اور بعد میں اس پر عمل شروع کر دیا ہو۔ واللہ اعلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل عیدین کی بابت صریحاً مرفوع کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔ البتہ سنن ابن ماجہ کی روایت سے اس کا استحباب معلوم ہوتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یقیناً جمعہ کے دن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے عید بنایا ہے، چنانچہ جو شخص جمعہ کے لیے آئے اس کو چاہیے کہ غسل

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

کرے اور اگر خوشبو میسر ہو تو استعمال کرے اور مسواک کرے۔“ (سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، حدیث: ۱۰۹۸) مذکورہ حدیث میں جب جمعہ کے دن غسل، خوشبو اور مسواک کرنے کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ جمعہ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لیے عید بنایا ہے تو عید کے دن تو ان تینوں کاموں کا کرنا اور زیادہ ضروری اور پسندیدہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

\* احرام باندھنے سے قبل غسل: احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا مسنون اور مستحب ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں، میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لیے اپنے کپڑے اتار دے اور غسل فرمایا۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الحج، حدیث: ۸۳۰)

\* مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا غسل: مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا مسنون اور مستحب ہے۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی مکہ مکرمہ آتے تھے تو وادی ذی طوی میں رات گزارتے۔ صبح ہو جاتی تو غسل کرتے، پھر دن چڑھے مکہ میں داخل ہوتے اور فرمایا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۲۵۹)

\* میت کو غسل دینے والے کا غسل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کسی میت کو نہلائے تو وہ غسل کرے۔“ (سنن أبي داود، الجنائز، حدیث: ۳۱۲۲) نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم پر میت کو غسل دینے سے کوئی غسل واجب نہیں کیونکہ تمہاری میت طاہر ہوتی ہے نجس نہیں، لہذا تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ اپنے ہاتھ دھولو۔“ (السنن الكبرى للبيهقي، حدیث: ۳۹۸/۳) مذکورہ دونوں احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جو شخص میت کو غسل دے اس کے لیے نہانا مستحب ہے ضروری نہیں جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم میت کو غسل دیتے تو ہم میں سے بعض لوگ غسل کرتے اور بعض نہ کرتے۔ (السنن الكبرى للبيهقي، ۳۰۶/۱) حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (أحكام الجنائز و بدعها، للألباني، مسئلہ: ۳۱)

\* مستحاضہ کا غسل: وہ عورت جسے استحاضہ کا عارضہ لاحق ہو اس کے لیے ہر نماز کے لیے غسل کرنا یا ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرنا اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل کرنا اور فجر کے لیے ایک غسل

۴- کتاب الغسل والتیمم \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

کرنا مستحب ہے جیسا کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! فاطمہ بنت ابوحامیش کو اتنے اتنے دنوں سے استحاضہ ہے اور اس نے نماز نہیں پڑھی تو آپ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اسے چاہیے کہ ٹب میں بیٹھے، اگر پانی پر زردی غالب ہو تو چاہیے کہ ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے ایک غسل کرے اور ان کے مابین وضو کرے۔“ (دیکھیے: سنن أبي داود، الطهارة، حدیث: ۲۹۶) بنا بریں اس حدیث اور اس کے ہم معنی دیگر احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر نماز کے لیے غسل یا دو نمازوں کے لیے غسل، استحباب کے معنی میں ہے، یعنی بہتر ہے، ضروری نہیں۔ نیز جمہور علماء کا بھی یہی موقف ہے۔ واللہ اعلم۔

\* مشرک اور کافر کو دفن کرنے کے بعد غسل: کسی مشرک اور کافر کو دفن کرنے کے بعد غسل کرنا مستحب اور مسنون ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ آپ کا بوڑھا گمراہ چچا مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ اور اپنے والد کو زمین میں دباؤ، پھر کوئی کام نہ کرنا حتیٰ کہ میرے پاس آ جانا۔“ چنانچہ میں گیا اور اسے زمین میں دبا آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے غسل کیا۔ اور آپ نے میرے لیے دعا فرمائی۔ (سنن أبي داود، الجنائز، حدیث: ۳۲۱۳، و سنن النسائي، الجنائز، حدیث: ۲۰۰۸) بنا بریں معلوم ہوا کہ مشرک اور کافر وغیرہ کو دفن کرنے کے بعد غسل کرنا مسنون اور مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔

\* ایک بیوی کے بعد دوسری بیوی سے مباشرت کرنے سے قبل غسل: حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار اپنی ازواج کے پاس آئے اور ہر ایک کے ہاں غسل کیا۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ (آخر میں) ایک ہی غسل نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ زیادہ پاکیزہ عمدہ اور طہارت کا باعث ہے۔“ (سنن أبي داود، الطهارة، حدیث: ۲۱۹، و سنن ابن ماجه، الطهارة، حدیث: ۵۹۰)

غسل کرتے وقت جہاں مذکورہ باتوں کا خیال اور لحاظ رکھنا ضروری ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ غسل کرتے وقت پردے کا بھی اہتمام کیا جائے۔ دلائل سے واضح ہے کہ عورت کا پورا جسم عورت ہے اور

۴- کتاب الغسل والتیمم سے متعلق احکام و مسائل

مرد کا ناف سے لے کر گھٹنے تک۔ بنا بریں غسل کرتے وقت پردے کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔  
 آج کل ہمارے ہاں سیر و تفریح کے نام سے بعض تفریحی پارکوں میں عورتوں اور بچیوں کے نہانے کے لیے تالاب اور حوض وغیرہ بنائے گئے ہیں جو کہ سراسر بے حیائی پھیلانے کے مترادف ہے لہذا ان میں نہانے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ عورت اگر کپڑوں سمیت بھی ان میں نہائے تو اس کے جسم کے وہ خدو خال نظر آتے ہیں جنہیں شریعت میں ڈھانپنے اور پردے میں رکھنے کا حکم ہے، تاہم غسل خانے وغیرہ میں مرد و عورت اپنے کپڑے وغیرہ اتار سکتے ہیں کیونکہ وہاں بے پردگی کا خطرہ نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔ غسل کے پانی کی بابت تفصیلی احکام و مسائل کے لیے دیکھیے سنن النسائی کی کتاب المیاء کا ابتداء۔

## تیمم سے متعلق احکام و مسائل

اسلامی شریعت کی بنیاد چونکہ آسانی اور سہولت پر ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے عذر میں مبتلا لوگوں کے لیے عبادات کے ادا کرنے میں حسب عذر تخفیف کر دی ہے تاکہ وہ کسی حرج اور مشقت کے بغیر عبادات کی ادائیگی کر سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج ۲۲: ۷۸) ”اور اس (اللہ تعالیٰ) نے تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔“ نیز فرمایا: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمْ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرة ۲: ۱۸۵) ”اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا۔“ نیز رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا: ”دین آسان ہے۔“ (صحیح البخاری، الإیمان، حدیث: ۳۹) اسی آسانی اور سہولت کے پیش نظر شریعت اسلامیہ نے پانی دستیاب نہ ہونے یا اس کے استعمال پر عدم قدرت کی صورت میں تیمم کی سہولت بہم پہنچا کر امت مسلمہ کے لیے بہت بڑی آسانی فراہم کر دی ہے۔

تیمم کے لغوی معنی قصد اور ارادہ کرنے کے ہیں جبکہ شرعی اصطلاح میں نماز وغیرہ کو مباح کرنے کی غرض سے چہرے اور ہاتھوں پر طے کے لیے پاک مٹی کے قصد و ارادے کو تیمم کہتے ہیں۔

\* تیمم کی مشروعیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ



۴- کتاب الغسل والتیمم سے متعلق احکام ومسائل۔

أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ (المائدة ۶:۵) ”اور اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی ضروری حاجت سے (فارغ ہو کر) آیا ہو یا تم نے عورتوں سے ہم بستری کی ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو، پس اسے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مل لو۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ نکلے، جب ہم بیدار یا ذات الخبثت پہنچے تو میرا ہارٹوٹ کر گر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش کے لیے قیام فرمایا تو دوسرے لوگ بھی آپ کے ہمراہ ٹھہر گئے۔ وہاں کہیں پانی نہ تھا لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ نہیں دیکھتے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں کو ٹھہرا لیا، اور یہاں پانی بھی نہیں ملتا اور نہ ان کے پاس ہی ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھے محو استراحت تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: تم نے رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں کو یہاں ٹھہرا لیا، حالانکہ ان کے پاس پانی نہیں ہے اور نہ اس جگہ دستیاب ہی ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ پر سخت ناراض ہوئے اور جو اللہ کو منظور تھا (برا بھلا) کہا، نیز میری کوکھ میں ہاتھ سے کچھ کے لگانے لگے۔ میں نے حرکت اس لیے نہ کی کہ میری ران پر رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک تھا۔ صبح کے وقت اس بے آب مقام پر رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمادی، چنانچہ لوگوں نے تیمم کر لیا۔ اس وقت حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بولے: اے آل ابوبکر! یہ کوئی تمھاری پھٹی برکت نہیں ہے۔ (صحیح البخاری، التیمم، حدیث: ۳۳۳) مذکورہ آیت اور حدیث میں تیمم کے آغاز کی صراحت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی کی عدم موجودگی یا استعمال پر عدم قدرت کی صورت میں پاک مٹی سے تیمم کرنا جائز ہے۔

\* وہ اسباب جن کے باعث تیمم کرنا جائز ہے: جب آدمی پانی استعمال کرنے سے قاصر ہو تو وہ تیمم کر سکتا ہے، مثلاً: آس پاس کہیں پانی موجود ہی نہ ہو یا کسی بیماری کے باعث استعمال نہ کر سکتا ہو کہ اس سے اذیت بڑھ جائے گی یا بہت زیادہ سردی ہو جس میں پانی استعمال کرنے سے نقصان کا اندیشہ ہو۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ نے

#### ۴- کتاب الغسل والتیمم

تیمم سے متعلق احکام و مسائل

لوگوں کو نماز پڑھائی، بعد میں دیکھا کہ ایک آدمی الگ بیٹھا ہوا ہے آپ نے پوچھا: ”کیا وجہ ہے کہ تم نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟“ اس نے کہا کہ میں جنابت سے ہوں اور یہاں پانی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تیرے لیے پاک مٹی سے تیمم کرنا ہی کافی تھا۔“ (صحیح البخاری، التیمم؛ حدیث: ۳۲۳) اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نکلے تو ایک آدمی کو پتھر لگا جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا، پھر اسے احتلام بھی ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا میرے لیے رخصت ہے؟ انھوں نے کہا: تم پانی استعمال کرنے پر قادر ہو، اس لیے تمہارے لیے کوئی رخصت نہیں، چنانچہ اس نے غسل کر لیا جس کے نتیجے میں وہ فوت ہو گیا۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس کی وفات کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: ”انھوں نے اس کو قتل کر ڈالا اللہ انہیں ہلاک کرے۔ انھوں نے پوچھ کیوں نہ لیا جبکہ انہیں علم نہ تھا۔ بے شک عاجز (جاہل) کی شفا سوال کر لینے میں ہے۔“ (سنن أبي داود، الطهارة؛ حدیث: ۳۳۶، و سنن ابن ماجه، الطهارة؛ حدیث: ۵۷۲) نیز حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ ذات سلاسل میں مجھے ایک ٹھنڈی رات میں احتلام ہو گیا، مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا، چنانچہ میں نے تیمم کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ انھوں نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا تو آپ نے پوچھا: ”اے عمرو! کیا تو نے جنبی ہوتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی جماعت کرائی تھی۔“ میں نے بتایا کہ کسی وجہ سے میں نے غسل نہیں کیا تھا اور میں نے یہ بھی کہا کہ میں نے اللہ کا فرمان سنا ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (النساء: ۲۹) ”اپنے آپ کو قتل نہ کرو اللہ تم پر بہت ہی مہربان ہے۔“ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا۔ (مسند أحمد: ۲۰۳/۴، و سنن أبي داود، الطهارة؛ حدیث: ۳۳۵، ۳۳۴)

\* تیمم کن چیزوں سے کیا جاسکتا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (المائدة: ۶) ”پاک مٹی سے تیمم کر لو۔“ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهْرُ الْمُسْلِمِ، وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِينَ] (جامع الترمذی، الطهارة؛ حدیث: ۱۲۳) ”پاک مٹی مسلمان کے لیے طہارت کا ذریعہ ہے اگرچہ دس برس پانی نہ ملے۔“ مذکورہ آیت اور

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... تیمم سے متعلق احکام ومسائل

حدیث میں صعید سے تیمم کرنے کا کہا گیا ہے۔ لغت عرب میں صعید سے مراد فقط مٹی نہیں بلکہ سطح زمین ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد پاک زمین ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ہر پاک مٹی کو صعید کہا جاتا ہے۔ المصباح الممیر میں ہے: [الصَّعِيدُ وَجْهُ الْأَرْضِ تُرَابًا كَانَ أَوْ غَيْرَهُ] ”صعید سے مراد سطح زمین ہے چاہے وہ مٹی ہو یا کوئی اور چیز۔“ امام زجاجؒ جو کہ لغت کے امام مانے جاتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اس معنی میں اہل لغت میں اختلاف ہو۔ دیکھیے: (المصباح المنیر: ۳۳۹-۳۴۰) امام ابن حزمؒ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ جس لغت میں قرآن نازل ہوا ہے اس میں صعید سے مراد سطح زمین ہے۔ دیکھیے: (محللی ابن حزم: ۱۵۹/۲) نیز امام ابواسحاق اس کی بابت لکھتے ہیں کہ صعید سے مراد سطح زمین ہے اور انسان کے ذمے یہی ہے کہ سطح زمین پر اپنے ہاتھ مارے یہ خیال کیے بغیر کہ وہاں مٹی ہے یا نہیں کیونکہ صعید کے معنی مٹی نہیں ہیں بلکہ سطح زمین کو صعید کہتے ہیں وہ مٹی ہو یا کچھ اور۔ بالفرض اگر زمین ساری کی ساری پتھر ہی ہو اور وہاں مٹی نہ ہو اور تیمم کرنے والا اگر اپنے ہاتھ انھی پتھروں پر مار کر اپنے چہرے پر پھیر لے تو یہی اس کے لیے طہارت کا ذریعہ ہوگا۔ دیکھیے: (الروضة الندیة: ۱۷۴/۱-۱۷۶) امام ابن خزیمہؒ نے بھی اپنی صحیح میں باب باندھ کر اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ صعید سے مراد صرف مٹی ہی نہیں بلکہ اس سے شوریلی زمین بھی مراد ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۱۳۳/۱) امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اس زمین سے تیمم فرماتے تھے جس پر آپ نے نماز پڑھنی ہوتی تھی وہ خود مٹی ہوتی یا شوریلی زمین یا ریتلی۔ نبی اکرم ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: ”جس جگہ میری امت کے کسی فرد کو نماز (کا وقت) پالے وہیں اس کی مسجد اور اسے پاک کرنے والی چیز ہے۔“ (مسند أحمد: ۲۴۸/۵)

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ یہ نص صریح ہے کہ جو شخص ریت میں ہو اور نماز کا وقت آجائے تو اس کے لیے ریت باعث طہارت ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تبوک کا سفر کیا تو دوران سفر میں ان کا گزر ریتلے علاقے سے بھی ہوا اور ان کے پاس پانی انتہائی قلیل تھا اور آپ سے یہ بھی منقول نہیں کہ آپ نے اپنے ساتھ مٹی اٹھائی ہو یا اس کے اٹھانے کا حکم دیا ہو اور نہ صحابہ ہی میں سے کسی نے ایسا کیا۔ جبکہ قطعی طور پر معلوم تھا کہ اس راستے میں مٹی سے ریت کہیں زیادہ ہے۔ حجاز وغیرہ کی

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... تیمم سے متعلق احکام و مسائل

زمین بھی اسی طرح کی ہے۔ جو اس بارے میں تدریکرے وہ یقیناً اس بات کا قائل ہوگا کہ آپ ریت سے بھی تیمم کر لیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم. دیکھیے: (زاد المعاد: ۱/۱۹۹: ۲۰۰) علاوہ ازیں شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلے کی بابت فرماتے ہیں کہ راجح بات یہ ہے کہ اگر کوئی انسان زمین پر ہاتھ مار کر تیمم کر لیتا ہے چاہے زمین پر غبار وغیرہ ہو یا نہ ہو۔ اس کا تیمم صحیح ہے۔ دیکھیے: (مجموع فتاویٰ شیخ ابن عثیمین: ۳/۲۳۸)

بعض حضرات نے صحیح مسلم کی روایت: [وَجُعِلَتْ تَرَبُّهَا لَنَا طَهُورًا] اور مسند احمد کی روایت: [وَجُعِلَ التَّرَابُ لِي طَهُورًا] سے استدلال کرتے ہوئے صرف مٹی ہی سے تیمم کرنے کو ضروری قرار دیا ہے لیکن ان کا یہ استدلال محل نظر معلوم ہوتا ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ اگر عام کے افراد میں سے کسی کی تخصیص کر لی جائے تو اس سے باقی افراد کا عموم ختم نہیں ہو جاتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فِيهَا فَآكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ﴾ (الرحمن: ۵۵: ۶۸) ”ان جنتوں میں لذیذ پھل ہوں گے اور کھجوریں اور انار بھی۔“ نیز ارشاد ہے: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ.....﴾ (البقرة: ۲: ۹۸) ”جو کوئی اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کے رسولوں کا اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہے تو بے شک اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے۔“ پہلی آیت میں ﴿فَآكِهَةٌ﴾ ”پھل“ ذکر کرنے کے بعد ﴿نَخْلٌ﴾ ”کھجور“ اور ﴿رُمَّانٌ﴾ ”انار“ کا ذکر ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ”پھل“ اور رمان پھل نہیں ہیں، اسی طرح دوسری آیت میں پہلے مطلق ملائکہ کا ذکر ہے اور بعد میں جبریل اور میکائیل کا ذکر ہے۔ اس کے بھی یہ معنی نہیں کہ جبریل اور میکائیل فرشتوں میں سے نہیں ہیں۔ بالکل بعینہ یہی بات مذکورہ دونوں روایتوں سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے ان میں تراب (مٹی) کا لفظ بولا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس سے مراد صرف مٹی ہی ہے اور کوئی چیز نہیں۔ چونکہ مٹی عام ہے اس لیے اس کی تخصیص کر دی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سبل السلام: ۱/۱۹۳: ۱۹۴) ونیل الأوطار: ۱/۳۲۸، وذخيرة العقبي شرح سنن النسائي: ۵/۳۸۱-۳۸۷ (مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ راجح موقف یہی ہے کہ تیمم صرف مٹی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سطح زمین پر جو کچھ بھی ہو اس سے تیمم کیا جاسکتا ہے خواہ وہ مٹی ہو یا ریت وغیرہ۔ واللہ اعلم.

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... تیمم سے متعلق احکام و مسائل

\* تیمم کا طریقہ: حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں سفر کی حالت میں جنبی ہو گیا اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے خاک میں لوٹ پوٹ ہو گیا، پھر سفر سے آ کر یہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ”تمہیں صرف اس طرح کر لینا کافی تھا۔“ پھر آپ نے ایک بار زمین پر اپنا ہاتھ مارا، پھر اس سے غبار کو جھاڑا، اس کے بعد اپنے ہاتھ کی پشت کا بائیں ہاتھ سے مسح فرمایا یا اپنے بائیں ہاتھ کی پشت کا اپنے ہاتھ سے مسح فرمایا، پھر ان سے اپنے چہرے پر مسح کیا۔ (صحیح البخاری، التیمم، حدیث: ۳۴۷) مذکورہ روایت میں صرف ہاتھ کی پشت کا ذکر ہے۔ باطن کف، یعنی ہاتھ کے اندر کی جانب مسح کا ذکر نہیں ہے، تاہم دیگر روایات میں اس کی وضاحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر ہاتھ مارا، پھر اسے جھاڑا، پھر بائیں ہاتھ سے دائیں کا اور دائیں سے بائیں کا مسح کیا، اس کے بعد چہرے کا مسح کیا۔ (سنن أبي داود، الطهارة، حدیث: ۳۲۱) نیز حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ اسماعیلی کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ بہت ہی واضح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تجھے اتنا ہی کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارتا، پھر انھیں جھاڑتا، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں کا اور بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کا مسح کرتا، اس کے بعد اپنے چہرے کا مسح کرتا۔“ (فتح الباری: ۵۹۲) تحت حدیث: ۳۴۷) ان روایات سے معلوم ہوا کہ ہاتھوں کو صرف ایک ہی دفعہ زمین پر مارنا چاہیے یعنی ہاتھوں پر تیمم کرنے کے بعد منہ کے لیے دوبارہ ہاتھ زمین پر مارنے کی ضرورت نہیں اور نہ کہنیوں وغیرہ پر ہاتھ پھیرنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے دو ضربوں کے قائلین کے نام لیے ہیں جن میں صحابہ بھی ہیں اور تابعین بھی اور ائمہ فقہ بھی، نیز موطا امام مالک میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بھی مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تیمم میں کہنیوں تک ہاتھ پھیرتے تھے۔

دیکھیے: (الموطأ للإمام مالك، باب العمل في التيمم، حدیث: ۱۵۳)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ دو مرتبہ ہاتھ زمین پر مارنے والی تمام روایات میں مقال ہے۔ اگر یہ روایات صحیح ہوتیں تو ان پر عمل کرنا متعین ہوتا کیونکہ اس میں ایک بات زیادہ ہے جسے قبول کرنا ضروری ہوتا، اس لیے حق بات یہ ہے کہ صحیحین کی حضرت عمار کی روایت ہی کو کافی سمجھا جائے جس میں ایک مرتبہ ہاتھ زمین پر مارنے کا ذکر ہے، جب تک کہ دو مرتبہ والی روایت صحیح ثابت نہ ہو جائے۔ دیکھیے: (ذیل

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... تیمم سے متعلق احکام و مسائل

الأوطار: ۱/۲۶۳) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تیمم میں کہنیوں تک ہاتھ پھیرنا یہ ان کا اپنا عمل ہے رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ جس سے زیادہ سے زیادہ جواز کی گنجائش نکلتی ہے تاہم دلائل کی رو سے یہی موقف راجح اور اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے کہ تیمم میں صرف ایک ضرب ہے اور وہ بھی صرف ہاتھوں اور چہرے کے لیے ہے اس میں کہنیاں شامل نہیں ہیں۔ واللہ اعلم۔

تیمم جس طرح وضو کا قائم مقام ہے اسی طرح غسل کا بھی یعنی پانی نہ ملنے کی صورت میں جیسے وضو کی بجائے تیمم کیا جاسکتا ہے ایسے ہی کسی پر غسل واجب ہو تو وہ بھی تیمم کر سکتا ہے۔

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں پانی ملنے کی صورت میں یا جس عذر کی وجہ سے تیمم کیا تھا اس کے ختم ہو جانے پر تیمم کا جواز بھی ختم ہو جاتا ہے۔ ورنہ جب تک تیمم نہیں ٹوٹتا اس سے متعدد نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں، جیسے وضو برقرار رہے تو کئی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔

پانی کے استعمال پر قدرت کے باوجود صرف اس اندیشے کی وجہ سے تیمم کرنا کہ وضو یا غسل کرنے سے نماز کا وقت ختم ہو جائے گا، درست اور جائز نہیں۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی بابت لکھتے ہیں: شریعت میں نص قرآن سے ثابت ہے کہ جب پانی نہ ہو تو آدمی تیمم کر سکتا ہے، اس میں سنت مطہرہ نے یہ اضافہ کر دیا ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو یا سخت سردی کے باعث پانی کا استعمال مضر ہو تو اس صورت میں بھی تیمم کیا جاسکتا ہے۔ مگر یہ کہیں ثابت نہیں کہ انسان پانی استعمال کرنے پر قادر ہونے کے باوجود تیمم کر لے۔ آخر اس کی کیا دلیل ہے؟ اگر کہا جائے کہ وقت نکل جانے کا خدشہ ہو تو تیمم کا جواز ہو سکتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ بات بالکل غلط ہے اور یہ عذر کوئی صحیح دلیل نہیں کیونکہ یہ شخص جسے وقت نکل جانے کا اندیشہ ہے دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو یہ اندیشہ اس کے اپنے عمل سستی اور غفلت کی وجہ سے لاحق ہوا ہے یا اس کا اس میں کوئی اختیار نہ تھا، مثلاً: وہ سو گیا تھا یا بھول گیا تھا۔ تو اس دوسری حالت میں اس کی نماز کا وقت ہی اس وقت شروع ہوا ہے جب وہ بیدار ہوا یا اسے یاد آیا۔ اسے اسی وقت نماز ادا کر لینی چاہیے جیسے اسے حکم دیا گیا ہے۔ اس کی دلیل صحیحین کی روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص نماز بھول گیا یا سویا رہا، اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب اسے یاد آئے پڑھ لے۔“ (صحیح البخاری، ماہ اقیات الصلاة، حدیث:

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... تیمم سے متعلق احکام ومسائل

(۵۹۷) شارح الحکیم نے اس معذور کے لیے اجازت روا رکھی ہے کہ وہ ویسے ہی نماز پڑھے جس طرح اسے حکم ہے۔ اپنے وضو یا غسل کے لیے پانی استعمال کرے۔ اس کے لیے وقت نکل جانے کا کوئی خطرہ نہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ اس شخص کے لیے تیمم کرنا جائز نہیں۔ اس کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی بات اختیار کی ہے اور مسائل مار دینیہ کے صفحہ: ۶۵ پر لکھا ہے کہ جمہور کا بھی یہی موقف ہے۔ اور پہلی صورت میں بھی یہی بات ہے کہ وہ پانی استعمال کرے اور پانی استعمال کر کے نماز پڑھے اگر بروقت پڑھ لی تو بہتر اور اگر وقت نکل گیا تو اپنے آپ کو ملامت کرے کیونکہ یہ اس کی اپنی کوتاہی کا نتیجہ ہے۔ یہی وہ بات ہے جس پر مجھے شرح صدر اور دلی اطمینان ہے اگرچہ شیخ الاسلام اور بعض دیگر ائمہ اس کے قائل ہیں کہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ بعد میں میں نے شیخ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کیا تو وہ بھی اسی موقف کی طرف مائل ہیں جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (تمام المنۃ، ص: ۱۳۲، ۱۳۳، و سبیل الجراز: ۱/۳۱۱، ۳۱۲) مذکورہ تفصیل اور دیگر دلائل کی رو سے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہی راجح معلوم ہوتا ہے کہ پانی کے استعمال پر قدرت کے باوجود صرف اس وجہ سے تیمم کرنا کہ وضو یا غسل کرنے سے نماز کا وقت نکل جائے گا درست نہیں۔ واللہ اعلم۔



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ٤) - كِتَابُ الْغُسْلِ وَالتَّيْمُمِ (التحفة ...)

مِنَ الْمُجْتَبَى

غسل اور تیمم سے متعلق احکام و مسائل

باب ۱: جنبی کو ٹھہرے پانی میں غسل کرنے کی ممانعت کا ذکر

۳۹۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جنابت کی حالت میں ٹھہرے پانی کے اندر غسل نہ کرے۔“

۳۹۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی شخص ٹھہرے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اسے اس سے غسل یا وضو کرنا پڑے۔“

(المعجم ١) - بَابُ ذِكْرِ نَهْيِ الْجُنُبِ عَنِ الْاِغْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ (التحفة ٢٤٦)

۳۹۶- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا السَّائِبِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ».

۳۹۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَبُولَنَّ الرَّجُلُ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ أَوْ يَتَوَضَّأُ».

۳۹۶- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۱.

۳۹۷- [إسناده صحیح] أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ۹۶/۲۸۲ من حديث معمر به، وهو في صحيفه همام بن منبه، ح: ۷۳.



۴- کتاب الغسل والتیمم \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

۳۹۸- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحِ الْبُغْدَادِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَجَلَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يُغْتَسَلَ فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۳۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ٹھہرے پانی میں پیشاب کیا جائے کہ پھر اس سے جنابت کی وجہ سے نہانا پڑے۔

☀️ فائدہ: ٹھہر پانی وضو یا غسل کے کام آ سکتا ہے اور یہی اس کا اصل مقصود اور استعمال ہے، لہذا اسے پیشاب کر کے ناقابل استعمال نہیں بنانا چاہیے کیونکہ اجازت عامہ کی صورت میں آخر وہ پانی متعفن ہو ہی جائے گا۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (کتاب المیاء کا ابتدائیہ اور حدیث: ۳۵، ۲۲۱، ۲۲۲ کے فوائد و مسائل)

۳۹۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ ثُمَّ يُغْتَسَلَ مِنْهُ.

۳۹۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا کہ پھر اس سے نہایا جائے۔

۴۰۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ يُغْتَسَلُ مِنْهُ.

۴۰۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے پانی میں پیشاب نہ کرے جو چلتا نہیں ہے کہ پھر اس سے غسل کرے۔

قَالَ سُفْيَانُ: قَالُوا لِهَشَامٍ - يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ - إِنَّ أَيُّوبَ إِذَا يَنْتَهِي بِهَذَا الْحَدِيثِ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ؟ فَقَالَ: إِنَّ أَيُّوبَ

حضرت سفیان نے کہا: لوگوں نے ہشام بن حسان سے کہا کہ ایوب تو اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ تک ہی رکھتے ہیں (رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچاتے؟) وہ

۳۹۸- أخرجه البخاري، الوضوء، باب البول في الماء الدائم، ح: ۲۳۹ من حديث أبي الزناد به.

۳۹۹- [صحيح] تقدم، ح: ۲۲۲.

۴۰۰- [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي، ح: ۹۷۶ عن سفیان بن عيينة به وموفوعاً، وأخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ۲۸۲ من حديث محمد ابن سيرين به.

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل  
 لَوِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَرْفَعَ حَدِيثًا لَمْ يَرْفَعَهُ . فرمانے لگے: ایوب کے بس میں ہوتا تو وہ کسی بھی  
 حدیث کو مرفوع (رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب) بیان  
 نہ کرتے۔

فوائد و مسائل: ① دراصل حضرت ہشام بن حسان اس حدیث کو مرفوع بیان فرماتے تھے اور حضرت ایوب  
 سے موقوف (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا اپنا فرمان) بیان کرتے تھے اس لیے شاگردوں نے حضرت ہشام سے  
 وضاحت طلب کی۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع ثابت ہے۔ حضرت ایوب کا اسے موقوف بیان  
 کرنا ان کی احتیاط ہے۔ بہت سے محدثین حدیث کو مرفوع بیان کرنے سے ڈرا کرتے تھے کہ کہیں کوئی غلط بات  
 آپ کی طرف منسوب نہ ہو جائے اس لیے وہ تابعی صحابی تک رک جایا کرتے تھے۔ مگر یہ ضرورت سے زیادہ  
 احتیاط ہے اس لیے اس سے روایت کی صحت میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے۔ ② یہ دراصل نبی ﷺ کا فرمان  
 ہے جسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے نقل فرمایا۔ کسی راوی نے اسے انھیں کی طرف منسوب کر دیا۔ دوسرے راویوں سے  
 بلاشک و شبہ یہ فرمان رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب بیان ہوا ہے۔ ③ عربی الفاظ میں [الْمَاءُ الدَّائِمُ] کے  
 ساتھ [الَّذِي لَا يَجْرِي] کی قید مزید وضاحت کے لیے ہے۔ ④ جاری پانی میں جبکہ شدید حاجت ہو، پیشاب  
 کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہاں نجاست پانی کے ساتھ ہی آگے چلی جائے گی بلکہ تحلیل ہو جائے گی اور تعفن پیدا نہیں  
 ہوگا تاہم جہاں تک ہو سکے بچنا ہی بہتر ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ الرُّحْصَةِ فِي دُخُولِ  
 الْحَمَّامِ (التحفة ۲۴۷)  
 باب: ۲- (غسل کے لیے) حمام میں  
 داخل ہونے کی رخصت

۴۰۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:  
 أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي  
 عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ  
 النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
 الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلُ الْحَمَّامَ إِلَّا بِمِزْرٍ».

فوائد و مسائل: ① حَمَّامٌ حَمِيمٌ سے ہے جس کے معنی گرم پانی کے ہیں۔ حمام سے وہ مشترک غسل  
 خانے مراد ہیں جن میں گرم پانی کا انتظام ہوتا ہے اور ہر آدمی آکر غسل کر سکتا ہے۔ چونکہ یہاں ہر وقت آدمی

۴۰۱- [حسن] أخرجه الحاكم ۴/ ۲۸۸ من حديث إسحاق بن إبراهيم به مطولاً، وصححه علي شرط مسلم،  
 ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة عند الترمذي، ح: ۲۸۰۱، ۲۸۰۲ وغيره.

۴- کتاب الغسل والتيمم ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

آتے رہتے ہیں لہذا بے پردگی کا خطرہ ہے، خصوصاً اس دور میں جب کہ وہاں ایک کمر کپڑے اتارنے اور پہننے کے لیے مختص ہوتا تھا۔ وہاں سے غسل خانے میں ننگے جاتے تھے اور غسل خانے کی قطار میں کئی کئی نہانے والے ننگے ہوا کرتے تھے اس بنا پر بعض احادیث میں حمام کی مذمت کی گئی ہے۔ ① بہتر یہی ہے کہ انسان اپنے مخصوص گھریلو غسل خانے میں نہائے جہاں نہ عام لوگ آتے ہیں اور نہ بے پردگی کا خطرہ ہے لیکن اگر کبھی مجبوراً ”حمامات“ (مشرکہ غسل خانوں) میں نہانا پڑے تو ازار باندھ کر نہائے تاکہ بے پردگی نہ ہو۔ عورتوں کا نہانہ ”حمامات“ میں نہانا سخت گناہ ہے کہ اس کا تقریباً سارا جسم پردہ ہے۔ ہمارے ہاں موجود حمام ایسے نہیں ہیں اور نہ ان میں مذکورہ بالا قباحتیں پائی جاتی ہیں۔

باب: ۳- برف اور اولوں سے (پگھل

جانے کے بعد) غسل کرنا

(المعجم ۳) - بَابُ الْأَغْتِسَالِ بِالتَّلْجِ

وَالْبَرْدِ (التحفة ۲۴۸)

۴۰۲- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت

ہے نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: [اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي بِالتَّلْجِ مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا..... وَالْمَاءِ الْبَارِدِ] ”اے اللہ! مجھے گناہوں اور غلطیوں سے پاک کر دے۔ اے اللہ! مجھے ان سے اس طرح صاف فرما دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی سے پاک صاف کر دے۔“

۴۰۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ:

حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَجْزَأَةَ بِنِ زَاهِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو: «اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا، اللَّهُمَّ تَقَيَّ مِنْهَا كَمَا يُتَقَى الثُّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي بِالتَّلْجِ وَالبَرْدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ».

فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے، حدیث: ۶۰ اور اس کا فائدہ۔

باب: ۴- ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا

(المعجم ۴) - بَابُ الْأَغْتِسَالِ بِالمَاءِ

البَارِدِ (التحفة ۲۴۹)

۴۰۳- حضرت ابن ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں

نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: [اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي بِالتَّلْجِ

۴۰۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى [بْنِ

مُحَمَّدٍ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا

۴۰۲- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع؟ ح: ۴۷۶/۲۰۴ من حديث شعبة به.

۴۰۳- [صحيح] انظر الحديث السابق.

۴- کتاب الغسل والتيمم

غسل سے متعلق احکام و مسائل

إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ مَجْرَأَةَ الْأَسْلَمِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ طَهِّرْ نِي بِالطَّلُجِ وَالْبَرْدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اللَّهُمَّ طَهِّرْ نِي مِنَ الذُّنُوبِ كَمَا يُطَهَّرُ الثُّوبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ».

وَالْبَرْدُ ..... مِنَ الدَّنَسِ [ اے اللہ! مجھے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی سے پاک کر دے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔“

فائدہ: میل کچیل اتارنے کے لیے عام طور پر گرم پانی استعمال کیا جاتا ہے نہ کہ ٹھنڈا، مگر یہاں برف پانی اور اولوں سے اللہ تعالیٰ کی مخصوص رحمتیں مراد ہیں لہذا ٹھنڈک کا ذکر فرمایا کہ وہ سکون کا ذریعہ ہے۔ اللہ کی رحمت کو آگ کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ (پانی آگ سے گرم کیا جاتا ہے۔) اس لیے ٹھنڈے پانی کا ذکر فرمایا۔ ویسے عرب کی گرم ترین فضا میں ٹھنڈا پانی مطلوب و محبوب ہوتا ہے۔

باب: ۵- نیند سے پہلے غسل جنابت

کر لینا

۴۰۴- حضرت عبد اللہ بن ابوقیس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ کے رسول ﷺ جنابت کی حالت میں کیسے سوتے تھے؟ کیا سونے سے پہلے غسل فرماتے تھے یا غسل سے پہلے سو جاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ دونوں طرح کر لیتے تھے۔ کبھی غسل فرما کر سوتے اور کبھی صرف وضو کر کے سو جاتے۔

باب: ۶- شروع رات ہی میں غسل

(جنابت) کر لینا

۴۰۵- حضرت غصیف بن حارث نے کہا: میں

(المعجم ۵) - بَابُ الْأَغْتِسَالِ قَبْلَ النَّوْمِ

(التحفة ۲۵۰)

۴۰۴- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ نَوْمُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْجَنَابَةِ؟ أَيْتَسَلُّ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ أَوْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا نَوَّضًا فَنَامَ.

(المعجم ۶) - بَابُ الْأَغْتِسَالِ أَوَّلَ اللَّيْلِ

(التحفة ۲۵۱)

۴۰۵- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بِنِ

۴۰۴- أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له ... الخ، ح: ۳۰۷ من حديث عبدالرحمن بن مهدي به.

۴۰۵- [إسناده حسن] تقدم، ح: ۲۲۳.

۴- کتاب الغسل والتیمم

غسل سے متعلق احکام و مسائل

عَرَبِيٌّ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ بُرْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا فَقُلْتُ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ مِنْ آخِرِهِ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذَلِكَ كَانَ، رُبَّمَا اغْتَسَلَ مِنْ أَوَّلِهِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ مِنْ آخِرِهِ. قُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے پوچھا: کیا اللہ کے رسول ﷺ غسل جنابت رات کے شروع میں فرماتے تھے یا آخر میں؟ انھوں نے فرمایا: آپ دونوں طرح کر لیتے تھے۔ کبھی شروع رات میں غسل فرمایا کرتے تھے اور کبھی آخر رات میں۔ میں نے کہا: ہر قسم کی تعریف اللہ کی جس نے اس معاملے میں فراخی رکھی۔

☀️ فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۲۳ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ۷) - بَابُ الْأِسْتِنَارِ عِنْدَ الْغُسْلِ

(التحفة ۲۵۲)

۴۰۶- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي النَّفِيلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ يَعْلَى: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبِرَازِ، فَصَعِدَ الْمُنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَلِيمٌ حَيِيٌّ سِتِيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسُّتْرَ، فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتِرْ».

۴۰۶- حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک آدمی کو کھلی جگہ میں غسل کرتے دیکھا۔ آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: ”اللہ عزوجل بہت بردبار، حیادار اور پردے والا ہے۔ جہاں اور پردے کو پسند فرماتا ہے لہذا جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردے میں کرے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① حَلِيمٌ - سِتِيرٌ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام صفات کاملہ سے متصف ہے اور وہ صفات اللہ تعالیٰ میں اس کی شان کے مطابق تحقق ہوتی ہیں۔ ہمیں ان کی حقیقت سے متعلق بحث نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہم ان کی حقیقت کو جان ہی سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات ہماری عقل سے ماورا ہیں۔ ارشاد الہی ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ ۱۱: ۴۲) ”اس جیسی کوئی چیز نہیں۔“ ان صفات کو تسلیم کرنا اور بلاوجہ ان کی من گھڑت تاویلات سے اجتناب ضروری ہے ورنہ قرآن و حدیث کا انکار لازم آسکتا

۴۰۶- [صحیح] أخرجه أبو داود، الحمام، باب النهي عن التعري، ج: ۴، ح: ۴۰۱۲ عن عبد الله بن محمد بن نفيل النفيلي. \* عطاء بن أبي رباح سمعه من صفوان بن يعلى، انظر الحديث الآتي.

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... غسل سے متعلق احکام ومسائل

ہے۔ ① غسل اس طرح پردے میں ہونا چاہیے کہ جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آئے۔ یہ بہتر ہے۔ اس طرح انسان جن وانس کے برے اثرات سے محفوظ رہے گا۔ ورنہ نظر وغیرہ لگنے کا خطرہ رہے گا، نیز اس سے شرم و حیا میں اضافہ ہوگا۔ اور شرم و حیا ایمان کا جز ہے۔

۴۰۷- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَقَ قَالَ : حضرت يعلى بن عيسى رضي الله عنه سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”يقيناً الله تعالى بهت پردے والا ہے۔ جب تم میں سے کوئی غسل کرنے کا ارادہ کرے تو کسی چیز کی اوٹ میں چھپ جائے۔“

۴۰۷- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَقَ قَالَ : عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ بِنْتِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بِنْتِ أَبِي سَلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ سَيِّئٌ فَإِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ» .

۴۰۸- حضرت میمونہ رضي الله عنها (ام المؤمنین) فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے (غسل کے) لیے پانی رکھا، پھر میں نے آپ کو پردہ کیا۔ چنانچہ آپ نے غسل فرمایا، پھر میں آپ کے پاس (جسم کی صفائی کے لیے) ایک کپڑا لائی۔ آپ نے اس کی ضرورت محسوس نہ کی۔

۴۰۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنَا عَمِيْدَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ : وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَاءً، قَالَتْ : فَسَتَرْتُهُ، فَذَكَرَتِ الْغُسْلَ قَالَتْ : ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا .

☀️ فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۵۴، ۲۵۵ اور ان کے فوائد ومسائل۔

۴۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک دفعہ حضرت ایوب رضي الله عنه نے غسل کر رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں گریں۔ وہ ان کو اپنے

۴۰۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ

۴۰۷- [صحیح] أخرجه أبو داود، ح: ۴۰۱۳ (انظر الحديث السابق) من حديث الأسود بن عامر به، وطعن أبو حاتم في هذا الحديث. \* أبو بكر بن عياش تابعه أسباط بن محمد (النكت الظراف: ۱۱۵/۹).

۴۰۸- [صحیح] تقدم، ح: ۲۵۴.

۴۰۹- [إسناده صحيح] علقه البخاري، الغسل، باب من اغتسل عرياناً وحده في خلوة، ح: ۲۷۹ عن إبراهيم بن طهمان عن موسى بن عقبة به.

۴- کتاب الغسل والتيمم ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

ابن سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَيْنَمَا أَيُّوبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، يَغْتَسِلُ عُزْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَحْتَبِي فِي ثَوْبِهِ، قَالَ: فَتَادَاهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا أَيُّوبُ! أَلَمْ أَكُنْ أَعْنَيْتُكَ؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ! وَلَكِنْ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَاتِكَ».

کپڑے میں ڈالنے لگے تو ان کو ان کے رب تعالیٰ نے پکارا: اے ایوب! کیا میں نے تجھے غنی نہیں بنایا؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں میرے پروردگار! لیکن میں تیری برکتوں سے بے نیازی نہیں برت سکتا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① حضرت ایوب علیہ السلام کے ننگے نہانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بے پردہ نہا رہے تھے بلکہ وہ ایک محفوظ اور بند جگہ میں نہا رہے تھے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ پیشاب اور جماع وغیرہ کے وقت بھی تو شرم گاہ پر پردہ نہیں ہوتا، مگر چونکہ کسی کے دیکھنے جھانکنے کا خطرہ نہیں ہوتا لہذا جائز ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ سمجھ لیجئے۔ ② انسان جس قدر بھی مالدار ہو جائے اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت سے بے نیاز نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے صحت ہدایت اور برکت مانگتے رہنا چاہیے کہ یہ انسان اور بندے کی شان ہے۔ بے نیاز تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اسی طرح معافی کا سوال بھی ہر وقت جاری رہنا چاہیے، غلطی ہو یا نہ۔ اللہ تعالیٰ کو مانگنے والا ہی اچھا لگتا ہے۔

(المعجم ۸) - بَابُ الدَّلَالَةِ عَلَى أَنْ لَا تَوْقِيَتْ فِي الْمَاءِ الَّذِي يُغْتَسَلُ فِيهِ  
(التحفة ۲۵۳)

باب: ۸- اس بات کی دلیل کہ غسل کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں

۴۱۰- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ فِي الْإِنَاءِ، وَهُوَ الْفَرَقُ، وَكُنْتُ أَعْتَمِلُ أَنَا وَهُوَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

۴۱۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک فرق (برتن) سے غسل فرمایا کرتے تھے، نیز میں اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے۔

۴۱۰- [صحیح] الزہری تابعہ أفلح عند البخاری، ح: ۲۶۱، وللحديث شواهد كثيرة عند الشيخين وغيرهما.

۴- کتاب الغسل والتیمم

غسل سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① باب پر دلالت آخری ٹکڑے سے ہے۔ جب دو افراد کٹھے ایک برتن سے غسل کر رہے ہوں تو ضروری نہیں کہ دونوں یکساں پانی استعمال کریں۔ لازماً کمی بیشی ہوگی۔ یہی باب کا عنوان ہے کہ غسل کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں۔ ② ”فرق“ تین صاع کا ہوتا ہے۔ اور ایک صاع تقریباً ڈھائی کلو کا ہوتا ہے۔ بعض احادیث میں غسل کے لیے ایک صاع کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، حدیث: ۲۵۱) اور بعض میں ڈیڑھ صاع کا ذکر ملتا ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي، الطهارة، حدیث: ۲۲۷) ان احادیث میں باہم کوئی تعارض نہیں بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ غسل میں کم سے کم پانی استعمال کیا کرتے تھے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۱۲۳۳ اور اس کا فائدہ)

(المعجم ۹) - بَابُ اغْتِسَالِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ نِسَائِهِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ  
(التحفة ۲۵۴)

۴۱۱- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ وَأَنَا مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ نَعْتَرِفُ مِنْهُ جَمِيعًا.

۴۱۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور میں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔ ہم اکٹھے پانی کے چلو لیتے تھے۔

وَقَالَ سُوَيْدٌ: قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا. حضرت سوید نے اپنی حدیث میں کہا: [كُنْتُ أَنَا]

☀️ فائدہ: اس روایت میں امام نسائی رضی اللہ عنہ کے دو استاد ہیں سوید بن نصر اور قتیبہ بن مالک۔ قتیبہ نے حدیث بیان کرتے وقت یوں کہا: [كَانَ يَغْتَسِلُ وَأَنَا] ”رسول اللہ ﷺ اور میں اکٹھے غسل کیا کرتے تھے“ جبکہ سوید بن نصر نے یوں کہا: [كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ] ”میں اور رسول اللہ ﷺ اکٹھے غسل کیا کرتے تھے“ صرف لفظی تقدیم و تاخیر ہے، معنی میں کوئی فرق نہیں۔ یہ محدثین کی دیانت اور حفظ کا کمال ہے کہ انہوں نے ایسے معمولی لفظی فرق کو بھی نہ صرف یاد رکھا بلکہ اس کی وضاحت بھی فرمادی۔

۴۱۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ۴۱۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور

۴۱۱- [صحیح] تقدم، ح: ۲۳۳.

۴۱۲- [صحیح] تقدم، ح: ۲۳۴.



۴- کتاب الغسل والتیمم

غسل سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيْكُ مِنْ بَرْتَنٍ سَعَى (بَيْكُ وَتَمْت) غَسَلَ  
أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:  
كُنْتُ أَعْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ  
وَإِحْدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۴۱۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ  
إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ  
قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَنَا زَوْجُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
الْإِنَاءَ أَعْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ مِنْهُ.

۴۱۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ سے برتن کے سلسلے میں چھینا چھپٹی کرتی تھی، ہم دونوں اس سے غسل کر رہے ہوتے تھے۔

☀️ فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۳۵ اور اس کا فائدہ۔

باب: ۱۰- اس چیز کی رخصت

(المعجم ۱۰) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ  
(التحفة ۲۵۵)

۴۱۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ، ح:  
وَأَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ [قَالَ]: أَخْبَرَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَاصِمِ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ  
عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَعْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَإِحْدٍ أَبَادِرُهُ وَيُنَادِرُنِي  
حَتَّى يَقُولَ: دَعِيَ لِي، وَأَقُولُ أَنَا: دَعِيَ لِي.  
قَالَ سُؤَيْدٌ: يُنَادِرُنِي وَأَبَادِرُهُ فَأَقُولُ:  
دَعِيَ لِي، دَعِيَ لِي.

۴۱۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے۔ میں (پانی لینے میں) آپ سے جلدی کرتی تھی اور آپ مجھ سے جلدی کرتے تھے حتیٰ کہ آپ فرماتے: ”میرے لیے بھی پانی رہنے دے۔“ اور میں کہتی تھی: میرے لیے بھی پانی رہنے دیں۔

حضرت سؤید نے یوں حدیث بیان فرمائی: [يُنَادِرُنِي وَأَبَادِرُهُ فَأَقُولُ: دَعِيَ لِي دَعِيَ لِي] ”آپ مجھ سے

۴۱۳- [صحیح] تقدم، ح: ۲۳۵.

۴۱۴- [صحیح] تقدم، ح: ۲۴۰.

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

جلدی کرتے، میں آپ سے جلدی کرتی۔ میں کہتی  
میرے لیے بھی پانی رہنے دیں، میرے لیے بھی پانی  
رہنے دیں۔“

☀️ فائدہ: اس روایت میں بھی امام نسائی رحمہ اللہ کے دو استاد ہیں، محمد بن یسار اور سوید بن نصر۔ دونوں کے الفاظ  
میں تقدیم و تاخیر ہے۔ معنی میں کوئی فرق نہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس لفظی فرق کی بھی وضاحت فرمادی۔ مزید  
دیکھیے: حدیث: ۲۴۰ کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ الْأَعْتِسَالِ فِي قِصْعَةِ  
فِيهَا أَنْزُرُ الْعَجِينَ (التحفة ۲۵۶)  
باب: ۱۱- ایسے پیالے (برتن) سے غسل  
کرنا جس میں گندھے ہوئے آٹے  
کے نشان ہوں

۴۱۵- حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ  
فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں جب کہ آپ  
غسل فرما رہے تھے اور اس (فاطمہ بنت رسول) نے  
ایک کپڑے سے آپ کے آگے پردہ کر رکھا تھا اور پانی  
والے پیالے (برتن) میں گندھے ہوئے آٹے کے  
نشان تھے پھر جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ  
نے صلاۃ ضحیٰ (نماز چاشت) پڑھی۔ میں نہیں جانتی کہ  
آپ نے کتنی رکعات پڑھیں۔

۴۱۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ  
مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ  
أَعِينٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي  
سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أُمُّ  
هَانِيَةَ: أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ  
فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَعْتَسِلُ قَدْ سَتَرَتْهُ بِنُوبٍ دُونَهُ  
فِي قِصْعَةٍ فِيهَا أَنْزُرُ الْعَجِينَ قَالَتْ: فَصَلَّى  
الضُّحَى فَمَا أَدْرِي كَمْ صَلَّى حِينَ قَضَى  
غُسْلَهُ.

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت کے الفاظ: [فَمَا أَدْرِي كَمْ صَلَّى] ”میں نہیں جانتی کہ آپ نے کتنی رکعات پڑھی  
ہیں۔“ شاذ ہیں، اگرچہ محقق کتاب نے ساری روایت ہی کو حسن قرار دیا ہے۔ تاہم درست اور صحیح بات یہ ہے  
کہ صحیحین کی روایت کے مطابق خود ام ہانی نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ آپ نے آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی  
تھی۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ان الفاظ کو سنن نسائی میں شاذ قرار دیا ہے۔ مزید دیکھیے، حدیث: ۲۲۶ اور اس  
کے فوائد و مسائل۔

۴- کتاب العسل والتیمم

غسل سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱۲- غسل جنابت کے وقت عورت

کے لیے سر کی مینڈھیاں کھولنا ضروری نہیں

(المعجم ۱۲) - بَابُ تَرْكِ الْمَرْأَةِ نَقْضَ

رَأْسِهَا عِنْدَ الْأَغْسَالِ (التحفة ۲۵۷)

۴۱۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ واللہ! مجھے

اچھی طرح یاد ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔ وہاں ایک تھال سا پڑا تھا جو ایک صاع یا اس سے کچھ کم ہوگا چنانچہ ہم بیک وقت اس سے غسل شروع کرتے۔ میں اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالتی اور میں سر کا ایک بال بھی نہیں کھولتی تھی۔

۴۱۶- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَعْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ هَذَا فَإِذَا تَوُرَّ مَوْضُوعٌ مِثْلُ الصَّاعِ أَوْ دُونَهُ فَتَشْرَعُ فِيهِ جَمِيعًا فَأُفِيضُ عَلَى رَأْسِي بِيَدِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَمَا أَنْقَضُ لِي شَعْرًا.

فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۳۲ اور اس کے فوائد و مسائل۔

باب: ۱۳- جب کوئی خوشبو لگا کر غسل کرے

اور خوشبو کے اثرات باقی رہ جائیں تو؟

(المعجم ۱۳) - بَابُ: إِذَا تَطَيَّبَ وَاعْتَسَلَ

وَبَقِيَ أَثَرُ الطَّيِّبِ (التحفة ۲۵۸)

۴۱۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ میں اپنے

جسم پر تار کول ملوں یہ مجھے اس بات سے اچھا لگتا ہے کہ میں احرام باندھوں اور مجھ سے خوشبو کی مہک آ رہی ہو۔ (ان کے شاگرد محمد بن منتشر نے کہا) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ بات بتلائی تو انھوں نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی آپ اپنی سب عورتوں کے پاس گئے اور پھر غسل کر کے احرام باندھا۔

۴۱۷- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

وَكَيْعٍ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: لِأَنَّ أَضْيَحَ مُطَلِّيًا بَقَطْرَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَضْيَحَ مُحْرِمًا أَنْضَحُ طَيْبًا، فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهِ فَقَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَطَافَ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ أَضْيَحَ مُحْرِمًا.

۴۱۶- أخرجه مسلم، الحيض، باب حكم صفائر المغتسلة، ح: ۵۹/۳۳۱ من حديث أبي الزبير به.

۴۱۷- أخرجه مسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح: ۴۹/۱۱۹۲ من حديث وكيع عن سفیان، والبخاري، الغسل، باب إذا جامع ثم عاد ومن دار على نساؤه في غسل واحد، ح: ۲۶۷ من حديث إبراهيم بن محمد بن المنتشر به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۸۵.

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... غسل سے متعلق احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس روایت کے ایک طریق میں [يُنْصَحُ طَيِّبًا] یعنی جب آپ غسل کر کے احرام باندھتے تھے تو آپ سے خوشبو کی مہک آ رہی ہوتی تھی۔ کے الفاظ مروی ہیں۔ دیکھیے حدیث: ۴۳۱- ① مختلف فیہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگائی جائے اس کے بعد باوجود غسل کرنے کے اس کی مہک ختم نہ ہو تو کیا یہ چیز احرام کے منافی ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اسے منافی سمجھتے تھے، مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے واضح فرمایا کہ احرام کی حالت میں خوشبو لگانا منع ہے۔ احرام سے قبل لگائی ہوئی خوشبو کی مہک ممنوع نہیں کیونکہ بسا اوقات باوجود دھونے اور غسل کے مہک ختم نہیں ہوتی، لہذا محرم معذور ہوگا۔ اس کے ذمے غسل کرنا تھا، وہ اس نے کر لیا۔ مہک ختم نہ ہو تو اس کا کوئی تصور نہیں۔ اور یہی بات شرع کے اصول و مقاصد سے مناسبت رکھتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل بھی اسی کا مؤید ہے۔ ② چونکہ یہ باب احرام سے خاص نہیں بلکہ عام غسل سے متعلق ہے، لہذا باب کا مقصود یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غسل کے لیے ضروری نہیں کہ مبالغے کے ساتھ مل کر دھویا جائے کہ جسم لگگی ہوئی چیزوں کے اثرات بھی ختم ہو جائیں بلکہ سادہ پانی بہالینا کافی ہے۔ کوئی جگہ خشک نہ رہے اور نجاست زائل ہو جائے۔ ویسے امام مالک رحمہ اللہ نے غسل میں ”دلک“ یعنی ملنے کو ضروری قرار دیا ہے تاکہ پانی ہر جگہ پہنچ سکے۔

باب: ۱۴- جنبی کو جسم پر پانی بہانے سے پہلے نجاست وغیرہ دھولینی چاہیے

۴۱۸- ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نماز والا وضو فرمایا مگر پاؤں نہ دھوئے، پھر اپنی شرم گاہ اور لگ جانے والی آلودگی کو دھویا، پھر جسم پر پانی بہایا، پھر اپنے پاؤں ایک طرف کر کے دھوئے۔ انھوں نے فرمایا: یہ آپ کے غسل جنابت کا طریقہ ہے۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ إِزَالَةِ الْجُنْبِ الْأَذَى عَنْهُ قَبْلَ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَيْهِ (التحفة ۲۵۹) .  
.. ۴۱۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثُمَّ نَحَى رِجْلَيْهِ فَعَسَلَهُمَا قَالَتْ: هَذِهِ غَسْلَةٌ مِنَ الْجَنَابَةِ.

☀️ **فائدہ:** اس روایت میں استنجا کرنے سے پہلے وضو کرنے کا بیان ہے۔ یہ بیان میں سہو ہے۔ اگلی روایت سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ سب سے پہلے گندگی صاف کی جائے، یعنی استنجا کیا جائے، اس کے بعد نماز

۴- کتاب الغسل والتيمم ----- غسل سے متعلق احکام و مسائل

والا وضو کیا جائے۔ صرف سر کا مسح نہیں ہوگا۔ اس کی بجائے تین چلو پانی سر میں ڈالا جائے گا اور پاؤں بھی غسل کرنے کے بعد آخر میں دھوئے جائیں گے، لیکن یہ ضروری نہیں بلکہ شروع میں بھی دھوئے جاسکتے ہیں جبکہ بعد میں پاؤں کے آلودہ ہونے کا خدشہ نہ ہو۔ واللہ اعلم۔ مزید دیکھیے، حدیث: ۲۵۴ اور اس کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ مَسْحِ الْيَدِ بِالْأَرْضِ  
بَعْدَ غَسْلِ الْفَرْجِ (التحفة ۲۶۰)  
باب: ۱۵- شرم گاہ دھونے کے بعد ہاتھ  
زمین پر ملنا

۴۱۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ، ثُمَّ يَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَمْسَحُهَا ثُمَّ يَغْسِلُهَا، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُفْرِغُ عَلَى رَأْسِهِ وَعَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ يَتَنَحَّى فَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ.

۴۱۹- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ميمونه بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو سب سے پہلے ہاتھ دھوتے، پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اپنی شرم گاہ دھوتے، پھر اپنا (بایاں) ہاتھ زمین پر مارتے، پھر اسے ملتے، پھر اس کو دھوتے، اس کے بعد اپنا نماز والا وضو فرماتے، پھر اپنے سر اور باقی جسم پر پانی ڈالتے، پھر ایک طرف کو ہو جاتے اور اپنے پاؤں دھوتے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① اگر چہ استنجا کرنے سے شرم گاہ کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی صاف ہو جاتا ہے مگر چونکہ ہاتھ افضل جزو ہے۔ نماز، قراءت قرآن اور کھانے پکانے وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے لہذا اس کی خصوصی صفائی کرنی چاہیے، یعنی اسے مٹی یا صابن وغیرہ سے مل کر اچھی طرح دھویا جائے۔ ② مٹی نجاست کی بو اور چکناہٹ وغیرہ کو ختم کرتی ہے اس لیے استنجا کے بعد ہاتھ کو مٹی سے ملنا چاہیے۔ آج کل صابن یہی کام کر سکتا ہے۔ مزید دیکھیے، حدیث: ۲۵۴ اور اس کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ الْإِيتِدَاءِ بِالْوَضُوءِ  
فِي غَسْلِ الْجَنَابَةِ (التحفة ۲۶۱)  
باب: ۱۶- غسل جنابت میں سب سے  
پہلے وضو کیا جائے

## ۴- کتاب الغسل والتیمم

غسل سے متعلق احکام و مسائل

۴۲۰- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدِهِ شَعْرَهُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرَوَى بَشْرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ.

۴۲۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو ہاتھ دھوتے پھر نماز والا وضو فرماتے، پھر غسل شروع فرماتے، پھر اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو تر کر کے اپنے سر کے بالوں میں پھیرتے حتیٰ کہ جب آپ کو یقین ہو جاتا کہ آپ نے سر کا چمڑا تر کر لیا ہے تو تین دفعہ پانی بہاتے اس کے بعد باقی جسم دھوتے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① غسل جنابت کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ پہلے وضو کیا جائے کیونکہ وضو غسل میں داخل ہے البتہ اگر صرف کلی اور استنشاق کے ساتھ ساتھ سارے جسم پر پانی بہا لیا جائے تو جہور اہل علم کے نزدیک غسل پھر بھی معتبر ہوگا، گویا غسل میں ترتیب شرط نہیں۔ اسی طرح سر کے بالوں کا خلال بھی مسنون ہی ہے خصوصاً جب بال زیادہ لمبے ہوں۔ اگر سر کا چمڑا اور بال خلال کے بغیر بھی تر ہو جائیں تو غسل معتبر ہوگا۔ اسی طرح آخر میں پاؤں دھونا بھی مسنون ہے۔ ② اس روایت میں بھی وضو سے پہلے استنجا کرنے کا ذکر نہیں ہے تاہم اس کی وضاحت دوسری روایات سے ہو جاتی ہے۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ التَّيْمَنِ فِي الطُّهُورِ  
(التحفة ۲۶۲)

باب: ۱۷- طہارت (وضو اور غسل) میں  
دائیں طرف کو ترجیح دینا

۴۲۱- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيْمَانَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَتَنَعُلِهِ وَتَرَجُّلِهِ -

۴۲۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ جہاں تک ممکن ہوتا اپنے وضو اور غسل فرمانے، جوتا پہننے، کنگھی کرنے میں دائیں طرف کو پسند فرماتے تھے۔ (شعبہ نے کہا کہ میرے استاد اشعث نے کئی بار یہ حدیث بیان کی) اس نے واسط (شہر) میں (یہ حدیث

۴۲۰- أخرجه البخاري، الغسل، باب تخليل الشعر حتى إذا ظن أنه قد أروى بشرته أفاض عليه، ح: ۲۷۲ من حديث عبدالله بن المبارك، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ۳۱۶ من حديث هشام به.  
۴۲۱- [صحيح] تقدم ح: ۱۱۲.

۴- کتاب الغسل والتیمم  
وَقَالَ بِوَأَسِطٍ - : فِي شَأْنِهِ كُلُّهُ .  
بیان کی تو کہا: (آپ ﷺ کو) تمام امور میں (دائیں  
جانب سے ابتدا کرنا پسند تھا)۔

☀️ فائدہ: جو تپنا اور کنگھی کرنا اگرچہ عبادات میں داخل نہیں مگر نبی ﷺ نے ان میں بھی دائیں جانب کو اختیار کرنا پسند فرمایا۔ بعض لوگ عادات اور عبادات میں فرق کرتے ہیں اور عادات میں اتباع رسول کو صرف مستحسن قرار دیتے ہیں، ضروری نہیں سمجھتے، لیکن محدثین دونوں ہی میں اتباع کو ضروری سمجھتے ہیں، الایہ کہ وہ عادات صرف خصوصی ماحول کا نتیجہ یا آپ کے خاص مزاج و طبیعت کا حصہ ہوں۔ مزید دیکھیے، حدیث: ۱۱۲ اور اس کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ تَرْكِ مَسْحِ الرَّأْسِ  
فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْجَنَابَةِ (التحفة ۲۶۳)  
باب: ۱۸- غسل جنابت کے وضو  
میں سر کا مسح چھوڑ دینا

۴۲۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا..... اور احادیث اس بیان پر متفق ہیں..... (تو آپ نے فرمایا:) ”سب سے پہلے اپنے دائیں ہاتھ پر دو یا تین دفعہ (براہ راست برتن سے) پانی ڈالے پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈال کر اپنی شرم گاہ پر پانی ڈالے اور بائیں شرم گاہ پر ہو۔ اس سے اس کی آلودگی دھوئے حتیٰ کہ اسے بالکل صاف کر دے پھر اگر چاہے تو اپنا بائیں ہاتھ مٹی پر لے پھر بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اسے اچھی طرح صاف کر لے پھر دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھوئے اور کلی اور استنشاق کرے اور چہرے اور بازوؤں کو تین دفعہ دھوئے حتیٰ کہ جب سر تک پہنچے تو مسح نہ کرے بلکہ سر پر پانی ڈالے۔“  
ایسے ہی اللہ کے رسول ﷺ کا غسل ذکر کیا گیا ہے۔

۴۲۲- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - هُوَ ابْنُ سَمَاعَةَ - : أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ عَمْرٍو بْنِ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَاتَّسَقَتْ الْأَحَادِيثُ عَلَى هَذَا يَبْدَأُ فَيَغْرِغُ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَدْخُلُ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ فَيَضُبُّ بِهَا عَلَى فَرْجِهِ وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَرْجِهِ فَيَغْسِلُ مَا هُنَالِكَ حَتَّى يُنْقِيَهُ ثُمَّ يَضَعُ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى التُّرَابِ إِنْ شَاءَ ثُمَّ يَضُبُّ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى حَتَّى يُنْقِيَهَا، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ ثَلَاثًا

۴- کتاب الغسل والتیمم

غسل سے متعلق احکام و مسائل

وَيَسْتَنْشِقُ] وَيُمَضِّمُ وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ  
وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا حَتَّى إِذَا بَلَغَ رَأْسَهُ لَمْ  
يَمْسَحْ وَأَفْرَغَ عَلَيْهِ الْمَاءَ. فَهَكَذَا كَانَ  
غُسْلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا ذَكَرَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث کو دو صحابی بیان کر رہے ہیں حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نیز دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی نبی ﷺ کے غسل کی بابت روایات آئی ہیں۔ امام نسائی رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ تمام روایات (ان دو صحابہ سے بھی اور دیگر صحابہ سے بھی) اس بیان پر متفق ہیں کہ نبی ﷺ غسل کی ابتدا استنجا اور وضو سے فرماتے تھے۔ ② اس حدیث کے آخری الفاظ: [فَهَكَذَا كَانَ غُسْلُ..... الخ] بھی امام نسائی رضی اللہ عنہ کے ہیں حدیث کا حصہ نہیں۔ ③ سب سے پہلے دایاں ہاتھ تب دھونا ہے اگر اس پر نجاست لگی ہو یا وہ مشکوک ہو۔ ④ ”اگر چاہے“ گویا مٹی پر ہاتھ ملنا ضرورت کی بنا پر ہے۔ اگر نجاست لیس دار ہو تو لیس دور کرنے کے لیے مٹی پر مل لے ورنہ کوئی ضروری نہیں۔ آج کل صابن مٹی کے قائم مقام ہے۔ ⑤ ”مسح نہ کرنے“ کیونکہ سر دھونا ہے تو مسح بے فائدہ ہوگا۔ کسی بھی حدیث میں غسل کے دوران میں صراحتاً مسح کرنے کا ذکر نہیں ہے البتہ یہ الفاظ ہیں: [تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرِ رَجْلَيْهِ] ”آپ ﷺ نے نماز والا وضو کیا سوائے اپنے پاؤں کے، یعنی پاؤں نہیں دھوئے۔“ ان الفاظ سے کوئی سمجھ سکتا ہے کہ مسح کرنا چاہیے مگر یہاں استنجا دھوئے جانے والے اعضاء کے لحاظ سے ممکن ہے اور یہی درست ہے۔ اس حدیث میں اس کی صراحت ہے [لَمْ يَمْسَحْ] ”مسح نہ کرے۔“ جبکہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے دونوں طرح منقول ہے، کبھی مسح کر لیتے اور کبھی چھوڑ دیتے جیسا کہ مذکورہ روایت میں ہے۔ جبکہ مسح کرنے کی تائید بظاہر ان الفاظ سے ہوتی ہے: [تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرِ رَجْلَيْهِ] بہر حال غسل جنابت میں پہلے وضو کرتے وقت سر کا مسح کرنا ضروری نہیں۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۱۹) - بَابُ اسْتِئْبَاءِ الْبَشْرَةِ فِي  
الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ (التحفة ۲۶۴)  
باب: ۱۹- غسل جنابت میں سارے جسم  
کا ٹاٹا ہری چھڑا تر کرنا

۴۲۳- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا  
عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ  
أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ  
۴۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے وہ فرماتی  
ہیں: رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو اپنے  
ہاتھ دھوتے، پھر نماز والا وضو فرماتے، پھر اپنے سر کے  
بالوں میں انگلیاں تر کر کے داخل کرتے حتیٰ کہ جب

۴۲۳- [صحیح] تقدم، ح: ۲۶۸، ۴۲۰، و اخرجه مسلم، ح: ۳۱۶ عن علي بن حجر به.



۴- کتاب الغسل والتیمم \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام و مسائل

سمجھتے کہ آپ نے سر کا چمڑا اچھی طرح تر کر لیا ہے تو اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے پھر سارا جسم دھوتے۔

تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يَخْلُلُ رَأْسَهُ بِأَصَابِعِهِ حَتَّى إِذَا خِيلَ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ اسْتَبْرَأَ الْبَشْرَةَ عَرَفَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ.

۴۲۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت فرماتے تو اونٹنی کے دودھ والے برتن جیسا کوئی برتن منگواتے۔ پھر اپنی ہتھیلی میں پانی لیتے، پہلے سر کی دائیں جانب ڈال لیتے، پھر بائیں جانب، پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لیتے اور اپنے سر پر ڈالتے۔

۴۲۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوِ الْجَلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفِّهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ.

باب: ۲۰- جنبی کے لیے اپنے سر پر کتنا پانی بہانا کافی ہے

(المعجم ۲۰) - بَابُ مَا يَكْفِي الْجُنُبَ مِنْ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَى رَأْسِهِ (التحفة ۲۶۵)

۴۲۵- حضرت جمیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غسل کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”میں تو اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالتا ہوں۔“ یہ سوید کے لفظ ہیں۔

۴۲۵- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ ح: وَأَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ يُحَدِّثُ عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ عِنْدَهُ الْغُسْلُ فَقَالَ: «أَمَّا أَنَا فَأَفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا» لَفْظُ سُؤَيْدٍ.

۴۲۴- أخرجه البخاري، الغسل، باب من بدأ بالجلاب أو الطيب عند الغسل، ح: ۲۵۸، ومسلم، الحيض، باب

صفة غسل الجنابة، ح: ۳۱۸ عن محمد بن المنثري به.

۴۲۵- [صحيح] تقدم، ح: ۲۵۱.

## ۴- کتاب الغسل والتیمم

غسل سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① اس روایت میں امام نسائی رحمہ اللہ کے دو استاد ہیں عبداللہ بن سعید اور سوید بن نصر۔ امام صاحب صراحت فرما رہے ہیں کہ مذکورہ الفاظ حدیث استاد سوید کے بیان کردہ ہیں۔ ② سر کو اہتمام سے دھونا چاہیے اسی لیے اس میں تین دفعہ دھونے کی مشروعیت ہے۔ اس تعداد سے سر کی جلد اچھی طرح تر ہو جاتی ہے۔ اس سے زائد دفعہ دھونا ممنوع ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کا باب سے یہی مقصد معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۲۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ جب غسل فرماتے تو سر پر تین دفعہ پانی ڈالتے۔

۴۲۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا.

باب: ۲۱- حیض کے بعد غسل کا طریقہ

(المعجم (۲۱) - بَابُ الْعَمَلِ فِي الْغُسْلِ

مِنَ الْحَيْضِ (التحفة ۲۶۶)

۴۲۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک

عورت نے نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حیض سے پاک ہونے کے بعد کیسے غسل کروں؟ آپ نے فرمایا: ”روئی کا ستوری لگا ہوا نکلا لے لو اور اس سے صفائی کرو۔“ اس نے کہا: کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: ”اس سے صفائی کر لو۔“ اس نے کہا: کیسے کروں؟ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے (تعجب اور شرماتے ہوئے) فرمایا: ”سبحان اللہ!“ اور منہ ایک طرف کر لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کا مقصد سمجھ گئیں۔ وہ کہتی ہیں: چنانچہ میں نے اسے پکڑا اور اپنی طرف کھینچا۔ اور اسے رسول اللہ ﷺ کا مقصد سمجھایا۔

۴۲۷- أَخْبَرَنَا [الْحَسَنُ] بْنُ مُحَمَّدٍ:

حَدَّثَنَا عَفَّانٌ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهُورِ؟ قَالَ: «كُنْ حَذِي فِرْصَةَ مُمْسِكَةٍ فَتَوَضَّئِي بِهَا». قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا؟ قَالَ: «تَوَضَّئِي بِهَا» قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا؟ قَالَتْ: ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَبَّحَ وَأَعْرَضَ عَنْهَا فَفَطِنَتْ عَائِشَةُ لِمَا يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: فَأَخَذَتْهَا وَجَبَدَتْهَا إِلَىَّ فَأَخْبَرْتُهَا بِمَا يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۴۲۶- أخرجه البخاري، الغسل، باب من أفاض على رأسه ثلاثاً، ح: ۲۵۵ من حديث شعبة، ومسلم، الحيض،

باب استحباب إفاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثاً، ح: ۳۲۹ من حديث أبي جعفر محمد بن علي به.

۴۲۷- [صحيح] تقدم، ح: ۲۵۲.

۴- کتاب الغسل والتيمم \_\_\_\_\_ غسل سے متعلق احکام ومسائل

☀️ فائدہ: نبی ﷺ نے اسے غسل کی پوری کیفیت بتائی تھی جیسا کہ دوسری روایات میں صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الحيض، حدیث: ۳۱۳، و صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۳۲) یہاں راوی نے اختصار سے کام لیا ہے۔ صرف غسل حیض کی ایک خصوصیت بیان کی ہے۔ اور وہ ہے حیض کی جگہ خوشبو لگانا تاکہ بدبو کا ازالہ ہو سکے۔ مزید دیکھیے حدیث: ۲۵۲ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ۲۲) - بَابُ الْغُسْلِ مَرَّةً وَاحِدَةً

(التحفة ۲۶۷)

۲۲۸- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے غسل جنابت فرمایا، چنانچہ آپ نے اپنی شرم گاہ کو دھویا اور اپنا ہاتھ زمین یا دیوار پر ملا، پھر نماز والا وضو فرمایا، پھر اپنے سر اور باقی جسم پر پانی بہایا۔

۴۲۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: اغْتَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ فَعَسَلَ فَرْجَهُ وَذَلِكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوْ الْحَائِطِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ أَقَاضَ عَلَى رَأْسِهِ وَسَائِرِ جَسَدِهِ.

☀️ فائدہ: غسل جنابت میں شرط یہ ہے کہ جسم کا کوئی حصہ خشک نہ رہے، خواہ پانی جسم پر ایک دفعہ ڈالا جائے یا زیادہ دفعہ۔

باب: ۲۳- احرام باندھتے وقت نفاس والی خواتین کا غسل کرنا

(المعجم ۲۳) - بَابُ اغْتِسَالِ النَّفْسَاءِ

عِنْدَ الْإِحْرَامِ (التحفة ۲۶۸)

۲۲۹- محمد بن علی باقر کہتے ہیں کہ ہم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور ان سے حجۃ الوداع کے بارے میں پوچھا، انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نکلے تو ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے۔ جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو حضرت

۴۲۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - [قَالَ]: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْتَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلَنَا عَنْ

۴۲۸- [صحیح] تقدم، ح: ۲۵۴.

۴۲۹- [إسناده صحیح] تقدم، ح: ۲۹۲.

۴- کتاب الغسل والتیمم

تیمم سے متعلق احکام و مسائل

حَجَّةِ الْوُدَاعِ، فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ لِحِمْسِ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ أَضْنَعُ؟ فَقَالَ: «إِعْتَسِلِي ثُمَّ اسْتَفْرِي ثُمَّ أَهْلِي».

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابی بکر کو جہم دیا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھجوایا کہ میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”غسل کر کے لگوٹ باندھ لو پھر احرام باندھ لو۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① نفاس والی عورت کا احرام کے موقع پر غسل صرف جسمانی صفائی یا احرام کی اہمیت کے لیے ہے نہ کہ پاکیزگی کے لیے کیونکہ وہ غسل تو نفاس (خون) ختم ہونے کے بعد ہوگا۔ ② لگوٹ باندھنا اس لیے ہے تاکہ خون کپڑوں اور جسم کو خراب نہ کرے۔ مزید دیکھیے، حدیث: ۲۹۲ اور اس کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ۲۴) - بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ (التحفة ۲۶۹)

باب: ۲۴- غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں

۴۳۰- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ بْنِ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبِي [قَالَ]: حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ.

۴۳۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔

☀️ فائدہ: چونکہ مسنون غسل کی ابتدا ہی وضو سے ہوتی ہے لہذا بعد میں وضو کی ضرورت نہیں؛ بشرطیکہ وضو کرنے کے بعد غسل کے دوران میں شرم گاہ کو ہاتھ نہ لگا ہو۔ اگر غسل مسنون نہ ہو یعنی وضو کے بغیر کیا گیا ہو تو بعد میں وضو کرنا ہوگا۔ مزید دیکھیے، حدیث: ۲۵۳ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ۲۵) - بَابُ الطَّوَّافِ عَلَى الْمَنَسَاءِ فِي غُسْلِ وَاحِدٍ (التحفة ۲۷۰)

باب: ۲۵- تمام بیویوں کے پاس جانے کے بعد ایک ہی غسل کرنا

۴- کتاب الغسل والتیمم

تیمم سے متعلق احکام و مسائل

۴۳۱- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بَشِيرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفْضَلِ - : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَتْ عَائِشَةُ : كُنْتُ أُطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَيَطُوفُ عَلَيَّ نِسَائِهِ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرَمًا يَنْضَحُ طَيِّبًا .

۴۳۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کو خوشبو لگاتی تھی پھر آپ اپنی سب بیویوں کے پاس جاتے پھر (غسل کر کے) احرام باندھتے اور آپ سے خوشبو کی مہک آرہی ہوتی تھی۔

☀️ فائدہ: دیگر روایات میں صراحت ہے کہ آپ ﷺ آخر میں ایک ہی غسل فرماتے تھے۔ امام نسائی رضی اللہ عنہ کا استدلال اس طرح ہے کہ اگر ہر جماع کے بعد غسل فرماتے تو خوشبو کا اثر کلیتاً زائل ہو جاتا اور مہک نہ آتی، نیز یہ کہ ہر بیوی سے جماع کے بعد غسل کرنا ضروری نہیں، تمام سے فراغت کے بعد صرف ایک ہی غسل کفایت کر سکتا ہے۔ مزید دیکھیے حدیث: ۴۱۷ اور اس کے فوائد و مسائل۔

باب: ۲۶- مٹی سے تیمم کرنا

(المعجم ۲۶) - بَابُ التِّيمَمِ بِالصَّعِيدِ

(التحفة ۲۷۱)

۴۳۲- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَلِيمَانَ : حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ : حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «أُعْطِيتُ حَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي : نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيْنَمَا أَدْرَكَ الرَّجُلُ مِنْ أُمَّتِي الصَّلَاةَ يُصَلِّي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ وَلَمْ يُعْطَ نَبِيٌّ قَبْلِي، وَوُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَكَانَ النَّبِيُّ يُعْثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً» .

۴۳۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ مجھے ایک ماہ کی مسافت تک رعب عطا فرمایا گیا اور میرے لیے زمین کو نماز کی جگہ اور ذریعہ طہارت بنایا گیا، لہذا میری امت کے آدمی کو جہاں بھی نماز پائے وہ پڑھ لے اور مجھے شفاعت عامہ دی گئی جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی اور مجھے سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے جب کہ دوسرے نبی خاص طور پر اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔“

۴۳۱- [صحیح] تقدم، ح: ۴۱۷ .

۴۳۲- أخرجه البخاري، التيمم، باب (۱)، ح: ۳۳۵، ومسلم، المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاة، ح: ۳/۵۲۱ من حديث هشيم به .

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... تیمم سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① مٹی سے تیمم کی پوری بحث کے لیے کتاب الغسل والتیمم کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیں۔ ② ”ایک ماہ کی مسافت تک رعب“ سے مراد آپ کے تمام دشمنوں پر رعب ہے کہ وہ آپ سے ایک مہینے کی مسافت پر رہتے ہوئے مرعوب ہو جائیں گے، یہی خصوصیت آپ کی امت کو دی گئی ہے بشرطیکہ وہ شریعت کے پابند ہوں۔ ③ تمام زمین نماز گاہ بنا دی گئی ہے سوائے ان مقامات کے جن کو نجاست یا بعض دیگر وجوہ کی بنا پر مشفق کر دیا گیا ہے۔ بعض احادیث میں صراحتاً ان کا ذکر آیا ہے۔ ④ شفاعت سے مراد شفاعت کبریٰ ہے جو تمام امتوں کے لیے آپ فرمائیں گے جسے ”مقام محمود“ سے بیان کیا گیا ہے ورنہ شفاعت تو دوسرے بھی کریں گے۔

باب: ۲۷- تیمم کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کے بعد پانی مل جائے تو؟  
 (المعجم ۲۷) - بَابُ التَّيْمُمِ لِمَنْ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ الصَّلَاةِ (التحفة ۲۷۲)

۴۳۳- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ دو آدمیوں نے تیمم سے نماز پڑھی مگر ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ پانی مل گیا۔ ان میں سے ایک نے وضو کیا اور وقت کے اندر ہی دوبارہ نماز پڑھ لی۔ دوسرے نے دوبارہ نہ پڑھی۔ پھر انھوں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے اس آدمی کو جس نے نماز نہیں دہرائی تھی فرمایا: ”تو نے سنت کے مطابق کیا ہے۔ تیری پہلی نماز ہی تیرے لیے کافی ہے۔“ اور دوسرے آدمی سے فرمایا: ”تجھے دہرائی تو اب ملے گا۔“

۴۳۳- أَخْبَرَنَا مُسْلِمٌ بْنُ عَمْرٍو بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ نَافِعٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَجُلَيْنِ تَيَمَّمَا وَصَلِيَا ثُمَّ وَجَدَا مَاءً فِي الْوَقْتِ فَتَوَضَّأَا أَحَدُهُمَا وَعَادَ لِصَلَاتِهِ مَا كَانَ فِي الْوَقْتِ وَلَمْ يُعِدِ الْآخَرَ فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ: «أَصَبْتَ السَّنَةَ وَأَجْزَأُكَ صَلَاتُكَ». وَقَالَ لِلْآخَرَ: «أَمَا أَنْتَ فَلَاكَ مِثْلُ سَهْمِ جَمْعٍ».

☀️ فوائد و مسائل: ① اصل قاعدہ یہی ہے کہ تیمم پانی نہ ملنے کی صورت میں وضو کی طرح ہے لہذا نماز دہرانے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اس شخص کا اجتہاد صحیح تھا بھی اسے ”سنت“ فرمایا اور دوسرے شخص کا اجتہاد اگرچہ صحیح نہیں مگر چونکہ نیت نیک ہے مشقت بھی زیادہ اٹھائی ہے اور عمل صالح بھی دوسرے کیا ہے لہذا وہ ثواب کا حق دار بنا۔ لیکن اب دہرانے کی اجازت نہیں کیونکہ مسئلہ واضح ہو چکا ہے اور سنت متعین ہو چکی ہے۔ اب اجتہاد کی

۴۳۳- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب التيمم يجد الماء بعد ما يصلي في الوقت، ح: ۳۳۸ من حديث عبدالله بن نافع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۱۷۸، ووافقه الذهبي.

۴- کتاب الغسل والتیمم \_\_\_\_\_ ندی سے متعلق احکام و مسائل

ضرورت ہے نہ اجازت۔ اور ایک فرض نماز دو دفعہ فرض کی نیت سے پڑھنا ممنوع ہے۔ ② [سَهْمٌ جَمْعٌ] کے معنی ہیں: دہرا ثواب، یعنی پہلی نماز کا بھی اور دوسری کا بھی۔ بعض حضرات نے اس کے معنی لشکر کا حصہ، یعنی ”غنیمت“ کیے ہیں۔

۴۳۴- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِيرَةُ وَعَبْدُ اللَّهِ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَجُلَيْنِ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۴۳۳- عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ دو آدمی..... اور ساری حدیث بیان کی۔

☀️ فائدہ: سابقہ حدیث اور اس حدیث میں فرق یہ ہے کہ سابقہ حدیث میں حضرت عطاء حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے بیان کر رہے ہیں جب کہ اس حدیث میں ان کا اپنا بیان ہے، حضرت ابوسعید کا ذکر نہیں۔

۴۳۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنَّ مُحَمَّدًا قَالَ: حَدَّثَنَا طَارِقُ بْنُ شَهَابٍ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يُصَلِّ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: «أَصَبْتَ». فَأَجْنَبَ رَجُلٌ آخَرُ فَتَيَمَّمَّ وَصَلَّى فَأَتَاهُ فَقَالَ نَحْوًا مِمَّا قَالَ لِالْآخِرِ - يَعْنِي «أَصَبْتَ».

۴۳۵- حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ ایک آدمی جنابی ہو گیا۔ (اسے پانی نہ ملا) تو اس نے نماز نہ پڑھی، پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”تو نے ٹھیک کیا۔“ ایک اور آدمی جنابی ہوا۔ (اسے پانی نہ ملا) تو اس نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اسے بھی وہی الفاظ کہے جو دوسرے سے کہے تھے، یعنی ”تو نے ٹھیک کیا۔“

☀️ فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے حدیث: ۳۲۵ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَدْيِ

(التحفة ۲۷۳)

۴۳۶- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

۴۳۴- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

۴۳۵- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۳۲۵.

۴۳۶- [صحيح] انظر، ح: ۴۳۸.

۴- کتاب الغسل والتیمم مذی سے متعلق احکام ومسائل

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَذَاكَرَ عَلِيٌّ وَالْمِقْدَادُ وَعَمَّارٌ فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنِّي أَمْرُؤُ مَذَاءٌ وَإِنِّي أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ مِنِّي فَيَسْأَلُهُ أَحَدُكُمَا، فَذَكَرَ لِي: أَنَّ أَحَدَهُمَا - وَنَسِيَتْهُ - سَأَلَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ذَاكَ الْمَذْيُ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَسَلَّ ذَلِكَ مِنْهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ أَوْ كَوَضُوءِهِ لِلصَّلَاةِ».

حضرت علیؑ حضرت مقداد اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم آپس میں باتیں کر رہے تھے تو حضرت علیؑ نے کہا: تحقیق مجھے مذی بہت آتی ہے اور مجھے یہ مسئلہ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہے اس لیے تم میں سے کوئی آپ سے (یہ مسئلہ) پوچھے۔ (عطاء نے کہا: ابن عباس نے مجھے بتایا کہ ان دونوں میں سے کسی نے آپ سے پوچھا..... میں اس کا نام بھول گیا..... چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مذی کو پائے تو اسے اپنے جسم (شرمگاہ وغیرہ) سے دھو دے اور نماز والا وضو کرے۔“

☀️ فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے احادیث: ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۷ اور ان کے فواید ومسائل۔

.....الاختلاف على سليمان

سليمان پر اختلاف کا بیان

☀️ وضاحت: درج ذیل دو احادیث میں حضرت سلیمان اعمش کے شاگرد سلیمان سے اوپر والی سند مختلف بیان کرتے ہیں۔ پہلی حدیث میں سلیمان کے استاد حبیب بن ابی ثابت ہیں اور دوسری حدیث میں ان کے استاد منذر ہیں۔ اس سے اوپر بھی سند مختلف ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ روایت مضطرب ہے یا کوئی ایک سند غلط ہے بلکہ دونوں درست ہیں۔ صرف راویوں کا اختلاف بیان کرنا مقصود ہے، حدیث میں طعن کرنا مراد نہیں۔ واللہ اعلم۔

۴۳۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عبيدة قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَلِيٍّ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ] قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَاءً فَأَمَرْتُ رَجُلًا

۴۳۷- حضرت علیؑ بیان کرتے ہیں کہ میں بہت مذی والا آدمی تھا۔ میں نے ایک آدمی سے کہا تو اس نے نبی ﷺ سے پوچھا چنانچہ آپ نے فرمایا: ”اس میں وضو ہے۔“



۴- کتاب الغسل والتیمم ..... مذی سے متعلق احکام و مسائل


فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «فِيهِ الْوُضُوءُ».

۴۳۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سے مذی کے بارے میں پوچھتے ہوئے شرم آتی تھی۔ تو میں نے مقداد سے کہا، انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اس میں وضو ہے۔“

۴۳۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ مُنْذِرًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: إِسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ مِنْ أَجْلِ فَاطِمَةَ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: «فِيهِ الْوُضُوءُ».

بکیر پر اختلاف کا بیان

.....الإختلاف على بكير

 وضاحت: درج ذیل تین روایات ایک ہی حدیث کی مختلف سندیں ہیں۔ پہلی دو روایات میں بکیر سے اوپر والی سند مختلف ہے۔ پہلی روایت میں بکیر کے استاد سلیمان بن یسار ہیں جو حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں حضرت بکیر کے استاد تو سلیمان بن یسار ہیں مگر وہ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے کے بغیر بیان کرتے ہیں۔ تیسری روایت میں سلیمان بن یسار حضرت مقداد بن اسود سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ تیسری روایت میں بکیر کا ذکر نہیں ہے۔ امام نسائی رضی اللہ عنہ اسے صرف تائید کے لیے لائے ہیں۔ ان روایات میں ایک اور اختلاف ہے، پہلی اور تیسری روایت میں [نضح] کا ذکر ہے جب کہ دوسری روایت میں [غسل] کا ذکر ہے۔ امام ابو عبد الرحمن نسائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مخرمہ بن بکیر نے اپنے والد بکیر سے کوئی حدیث نہیں سنی گویا یہ روایت منقطع ہے البتہ بہت سے محدثین اس روایت کو متصل سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک مخرمہ کا ان کے والد سے سماع صحیح ہے۔ خیر جو بھی صورت ہو متن صحیح ہے کیونکہ وہ متصل اور صحیح سند سے بھی مروی ہے۔ مقصود اسانید کے اختلاف کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ اس سے ضعف لازم نہیں آتا۔ واللہ اعلم۔

۴۳۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

۴۳۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى عَنِ ابْنِ

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ وہ

وَهُبْ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعَهَا: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ

۴۳۸- أخرجه مسلم، الحيض، باب المذي، ح: ۳۰۳/۶۸ من حديث خالد بن الحارث به.

۴۳۹- أخرجه مسلم، ح: ۳۰۳/۱۹ عن أحمد بن عيسى به، انظر الحديث السابق. \* مخرمة روى من كتاب أبيه إما

إجازة أو وجادة أو غيرهما فيحتاج به.

۴- کتاب الغسل والتیمم ————— مذی سے متعلق احکام ومسائل

آپ سے مذی کے بارے میں پوچھیں (انہوں نے پوچھا تو) آپ نے فرمایا: ”وضو کرو اور شرم گاہ کو دھو لو۔“

ابنُ بَكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: أُرْسِلْتُ الْمَقْدَادَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَسْأَلُهُ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ: «تَوَضَّأْ وَأَنْضِخْ فَرْجَكَ».

امام ابو عبدالرحمن (نسائی) رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مخرمہ نے اپنے والد (بکیر) سے کوئی حدیث نہیں سنی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: مَخْرَمَةٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا.

۴۴۰- حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ وہ آپ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھیں جو مذی پاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ اپنا ذکر (عضو خاص) دھولے پھر وضو کرے۔“

۴۴۰- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ بَكَيْرِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: أُرْمِلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْمَقْدَادَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَسْأَلُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْمَذْيَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَغْسِلُ ذَكَرَهُ ثُمَّ لِيَتَوَضَّأَ».

۴۴۱- حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی کے بارے میں سوال کریں کہ جب وہ اپنی بیوی کے قریب جاتا ہے تو اس سے مذی نکلتی ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میرے نکاح میں ہے اس لیے مجھے خود آپ سے پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی یہ صورت پائے تو وہ اپنی شرم گاہ دھوے

۴۴۱- أَخْبَرَنَا عُثْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَرِئَ عَلَى مَالِكٍ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْمَقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنَ الْمَرْأَةِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَتَهُ وَأَنَا أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: «إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَنْضِخْ فَرْجَهُ

۴۴۰- [صحیح] انظر الحديث السابق .

۴۴۱- [صحیح] تقدم، ح: ۱۵۶ .

۴- کتاب الغسل والتیمم

نیند سے وضو کرنے سے متعلق احکام و مسائل

[وَلْيَتَوَضَّأْ] وَضُوءُهُ لِلصَّلَاةِ . اور نماز والا وضو کرے۔“

فائدہ: مندرجہ بالا احادیث سمجھنے کے لیے دیکھیے فوائد احادیث: ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۷۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ (التحفة ۲۷۴)

باب: ۲۹- نیند کی وجہ سے وضو کرنے کا حکم

۴۴۲- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَإِنْ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ».

۴۴۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی رات کو نیند سے اٹھے تو وہ اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتیٰ کہ اس پر دو تین دفعہ پانی ڈال لے کیونکہ تم میں سے کسی کو علم نہیں کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے (معلوم نہیں کہاں کہاں لگتا رہا ہے)۔“

فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۶۱، ۱۶۲ اور ان کے فوائد و مسائل۔

۴۴۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى ثُمَّ اضْطَجَعَ وَرَفَدَ فَجَاءَهُ الْمُؤَدَّنُ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. مُخْتَصَرٌ.

۴۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا تو آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا، پھر نماز پڑھتے رہے پھر لیٹ کر سو گئے۔ مؤذن آپ کے پاس آیا۔ آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

۴۴۲- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء: إذا استيقظ أحدكم من منامه... الخ، ح: ۲۴، وابن ماجه، الطهارة، باب الرجل يستيقظ من منامه... الخ، ح: ۳۹۳ من حديث الأوزاعي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وأخرجه مسلم، ح: ۲۷۸ من حديث الزهري به.

۴۴۳- أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا قام الرجل عن يسار الإمام... الخ، ح: ۷۲۶ عن قتبية، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ۱۸۶/۷۶۳ من حديث عمرو بن دينار به.

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو کرنے سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو تو وہ آگے پیچھے کی بجائے برابر کھڑے ہوں گے۔ امام بائیں طرف، مقتدی دائیں طرف۔ ② لیٹ کر سونا اور پھر وضو نہ کرنا آپ کا خاصہ ہے کیونکہ آپ کا دل اس حالت میں بھی جاگتا رہتا تھا۔ آپ نے خود فرمایا ہے: ”میری آنکھیں سوتی ہیں، دل (دماغ) جاگتا رہتا ہے۔“ (صحیح البخاری، التہجد، حدیث: ۱۱۳۷، و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۷۳۸) ہماری یہ کیفیت نہیں ہے لہذا ہمیں ایسی صورت میں وضو کرنا ہوگا۔ مذکورہ روایت یہاں سنن نسائی میں تو مختصر ہے لیکن صحیحین، یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں تفصیلاً موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۱۳۸، و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۷۳۳)

۴۴۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آئے تو وہ نماز چھوڑ دے اور سوجائے۔“

۴۴۴- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّنَّابِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَنْصِرْ وَلْيُرْقُدْ».

☀️ فائدہ: اس مسئلے میں تھوڑی سی تفصیل ہے، وہ یہ کہ اگر نیند کا غلبہ ہے اور نماز پڑھنے والے کو کسی چیز کا شعور نہیں کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے اور کیا نہیں پڑھ رہا تو ایسی صورت میں نماز بالکل چھوڑ دے۔ جب نیند کا غلبہ ختم ہو اور اس کا شعور بحال ہو تو اس وقت وضو کرے اور نماز پڑھے کیونکہ ایسی نیند جو شعور کو ختم کر دے وہ ناقص وضو ہوتی ہے، یعنی اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں منقول حدیث سے اسی مفہوم کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۲۱۳، ۲۱۲) لیکن اگر نیند کا غلبہ نہیں بلکہ شعور بحال ہے، بس ویسے ہی ہلکی پھلکی اونگھ کی کیفیت طاری ہے تو اس صورت میں نماز کو مختصر کر کے مکمل کر لے، نماز کو چھوڑے نہیں کیونکہ نمازی کے حواس بحال ہیں اور شعور بھی۔ ایسی صورت میں نماز میں اختصار کر لے۔ ان شاء اللہ نماز درست ہو گی۔ دونوں حدیثوں میں تطبیق کی یہی صورت راجح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم.

باب: ۳۰- عضو مخصوص کو ہاتھ لگانے سے وضو کرنا

(المعجم ۳۰) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكْرِ (التحفة ۲۷۵)

۴۴۴- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من النوم ومن لم ير من النعسة... الخ، ح: ۲۱۳ من حديث أيوب به.

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۴۴۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُوَيْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي بَكْرٍ - قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَلَمْ أَتَقِنُهُ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بُسْرَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

۴۴۵- حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے تو چاہیے کہ وہ وضو کرے۔“

۴۴۶- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُمْ بِيَدِهِ إِلَى فَرْجِهِ فَلْيَتَوَضَّأْ».

۴۴۶- حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنا ہاتھ اپنی شرم گاہ کو لگائے تو وضو کرے۔“

۴۴۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ قَالَ: أَلْوَضُوءُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرْتَنِيهِ بِسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ فَأَرْسَلَتْ عُرْوَةَ قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا يَتَوَضَّأُ مِنْهُ، فَقَالَ: «مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ».

۴۴۷- حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے کہا: عضو مخصوص چھونے سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔ مروان نے کہا: مجھے یہ بات بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے بتائی۔ عروہ نے ان (بسرہ) کو پیغام بھیجا تو انھوں نے فرمایا: ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان چیزوں کا ذکر فرمایا جن سے وضو واجب ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا: ”عضو کو چھونے سے بھی۔“

۴۴۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۴۸- حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے منقول

۴۴۵- [صحیح] تقدم، ح: ۱۶۳.

۴۴۶- [صحیح] تقدم، ح: ۱۶۳.

۴۴۷- [صحیح] تقدم، ح: ۱۶۳.

۴۴۸- [صحیح] تقدم، ح: ۱۶۳.

۴- کتاب الغسل والتیمم ..... شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو کرنے سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَا يُصَلِّي حَتَّى يَتَوَضَّأَ».

ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اپنے عضو کو ہاتھ لگائے تو وہ وضو کے بغیر نماز نہ پڑھے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہشام بن عروہ نے یہ حدیث اپنے باپ (حضرت عروہ) سے نہیں سنی۔

آخِرُ كِتَابِ الْغُسْلِ وَالتَّيْمُمِ مِنَ الْمُجْتَبَى.

☀️ فوائد و مسائل: ① صرف یہ حدیث نہیں سنی وگرنہ ہشام کا سماع حضرت عروہ سے معروف ہے۔ اس حدیث میں [أَخْبَرَنِي أَبِي] کے الفاظ کسی راوی کا وہم ہے۔ اس وہم پر تنبیہ کی جا رہی ہے۔ ② اس مسئلے کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے حدیث: ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵ اور ان کے فوائد و مسائل۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کپڑے کے بغیر اگر عضو مختصر کو ہاتھ لگے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم۔





## نماز اور اس کی فرضیت و اہمیت اور فضیلت

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ طہارت اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل بیان کرنے کے بعد ایسی عبادت سے متعلق احکام و مسائل بیان کرنا چاہتے ہیں کہ جس سے پہلے طہارت شرط ہے۔ اور وہ عبادت نماز ہے جس کی بابت احادیث میں مروی ہے کہ دین اسلام میں شہادتین کے اقرار کے بعد نماز دین کا اہم ترین رکن ہے اور حقوق اللہ میں سے اسی کا سب سے پہلے حساب ہوگا۔ ذیل میں اسی عبادت کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور اس کی فرضیت و اہمیت اور فضیلت کو احادیث کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے تاکہ قارئین احکام و مسائل جاننے اور پڑھنے سے قبل اس کی اہمیت اور فضیلت بھی جان لیں۔

صلاة (نماز) کے لغوی معنی ”دعا“ کے ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے: ﴿وَوَصَّلْ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ﴾ (التوبة: ۹: ۱۰۳) ”ان کے لیے آپ دعا کریں، یقیناً آپ کی دعا ان کے لیے باعث تسکین ہے۔“ چونکہ یہ عبادت (نماز) دعا پر مشتمل ہے اس لیے اسے اس نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ (سبل السلام: ۱/۱۹۳)

شرعی اصطلاح میں نماز چند اقوال و افعال کا نام ہے جن کا آغاز چند مخصوص شرائط کے ساتھ تکبیر تحریمہ سے ہوتا ہے اور اختتام سلام پر۔ دیکھیے: (الفقه علی المذاهب الأربعة، ص: ۱۰۳، طبع جدید



۵- کتاب الصلاة ..... نماز اور اس کی فرضیت و اہمیت اور فضیلت

دار ابن الہیثم)

توحید و رسالت کے اقرار کے بعد ایک بالغ مسلمان مرد و عورت پانچ وقت اقامتِ صلاۃ کا پابند ہے؛ نیز نماز ارکانِ خمسہ میں سے اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے لہذا جو شخص جانتے بوجھتے اس کی فرضیت کا منکر ہو، وہ بالاتفاق دائرۃ اسلام سے خارج ہوگا۔ نماز مومن کی ایک اہم پہچان ہے۔ یہ برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ اس کی مداومت و محافظت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فلاح و فوز کا وعدہ ہے۔ بلوغت سے تادمِ حیات انسان اس کا پابند ہے۔ عذر کی صورت میں کیفیتِ ادا میں تو اس کی تخفیف ہے لیکن معافی قطعاً نہیں۔ اس کا مقصد اعظم تو یاد الہی ہے لیکن عاجزی و در ماندگی کے اظہار کے لیے اللہ کے سامنے یہ ایک عمدہ صورت ہے۔ یہ نفس کا سکون اور روح کی غذا ہے۔ ہم و غم اور دکھ درد کا کامیاب علاج ہے۔ مردہ دلوں کی مایوسی اور ویرانی کے لیے آبِ حیات ہے۔ براہِ راست رب العالمین سے مناجات کا ذریعہ اور مومن کی معراج ہے۔ بے صبری میں نسخہٴ کیمیا اور مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ [جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ]

بہر حال قرآن کریم کی بیسیوں آیات میں نماز کا حکم اس کی اہمیت کے لیے کافی ہے۔ علاوہ ازیں احادیث میں اس کے احکام و اوامر اس کی اہمیت و وقعت کو چارچاندی سے بیان کیا گیا ہے؛ لہذا تارکِ صلاۃ یا اس کے حق میں سستی برتنے والے کے لیے بالکل گنجائش کا کوئی راستہ نہیں نکلتا۔ یاد رہے! نماز کی ادائیگی کے لیے ”اقامت“ کا لفظ استعمال ہوا ہے جو اپنے اندر وسیع تر مفہوم رکھتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ نماز اپنی حدود و قیودِ فرائض و واجبات، شرائط اور مسنون طریقے کے مطابق ادا کی جائے تب مذکورہ بالا فوائد کا حصول ممکن اور اقامتِ صلاۃ کا اہتمام ہو سکتا ہے وگرنہ مرضی یا وقت گزاری کی نماز عند اللہ شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتی۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے: [مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لَوْ قَتِهِنَّ وَآتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَسُجُودَهُنَّ وَخَشُوعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ، فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَهُ وَ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ] ”جس شخص نے عمدہ طریقے سے ان (نمازوں) کا وضو کیا، بروقت ان کی ادائیگی کی اور ان کے رکوع و سجود اور خشوع کو مکمل طور پر بجالایا تو اس

۵- کتاب الصلاة ..... نماز اور اس کی فرضیت و اہمیت اور فضیلت

کے حق میں اللہ کا وعدہ اور ذمہ ہے کہ وہ اسے بخش دے گا۔ اور جس نے (اس طرح) بجا آوری نہ کی تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی ذمہ نہیں چاہے تو اسے بخش دے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۳۲۵، وانظر صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني، حدیث: ۳۵۲) یہی وجہ ہے کہ نماز کی ادائیگی میں ان امور کا خیال نہ کرنے والے کے اجر و ثواب میں کمی ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے: ”(جب) بندہ نماز پڑھتا ہے تو اس کے حق میں نماز کے دسویں حصے، نویں آٹھویں، ساتویں، چھٹے، پانچویں، چوتھے، تیسرے یا آدھے حصے کا (ثواب) لکھا جاتا ہے۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۷۹۶، و صفة صلاة النبي (مفصل) للألباني: ۱۵/۱) اور اگر کوئی جلد بازی کا ثبوت دے اور نماز کے ارکان و واجبات کا خیال نہ رکھے تو بعینہ نہیں کہ اللہ کے حضور اس کی یہ نماز قبول نہ ہو جیسا کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک ”مسیئی الصلاة“ کو دو تین دفعہ نماز پڑھنے کے باوجود فرمایا: ”تم نے نماز نہیں پڑھی۔“ (صحيح البخاري، الأذان، حدیث: ۷۵۷) اسلام میں نماز کی اس قدر اہمیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بچہ سات برس کا ہو تو اسے نماز کا حکم دو، اگر دس برس کا ہو جائے (اور نماز میں سستی کا مرتکب ہو) تو اسے سزا دو۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۳۹۳)

نماز کی اہمیت و فضیلت سے متعلق کچھ دیگر احادیث بطور دلیل و حجت کے حاضر خدمت ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے پوچھا: ”مجھے بتاؤ اگر تم میں سے کسی ایک کے گھر کے سامنے نہر بہ رہی ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ نہائے، کیا اس کے بدن پر میل پچیل باقی رہ جائے گا؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: نہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ نمازوں کی مثال ایسے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔“ (صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، حدیث: ۵۲۸، و صحيح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۶۷) نیز حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(گناہوں کی وجہ سے) تم جلتے ہو، جھلتے ہو۔ جب تم صبح کی نماز پڑھتے ہو تو یہ گناہوں کو دھو ڈالتی ہے، پھر تم جھلتے ہی رہتے ہو یہاں تک کہ ظہر کی نماز پڑھتے ہو تو یہ خطاؤں کو دھو ڈالتی ہے۔ پھر تم (گناہوں کی آگ میں) جلتے جھلتے ہو اور جب عصر کی نماز پڑھ لیتے ہو تو یہ انھیں دھو دیتی ہے..... پھر (خطاؤں کی تپش سے) جلتے ہو حتیٰ کہ تم عشاء کی نماز پڑھتے ہو تو یہ نماز

۵- کتاب الصلاة ..... نماز اور اس کی فرضیت و اہمیت اور فضیلت

ان (گناہوں) کو دھو ڈالتی ہے، پھر تم سو جاتے ہو اور تمہارا کچھ بھی نہیں لکھا جاتا یہاں تک کہ تم بیدار ہو جاؤ۔“ (المعجم الكبير للطبراني، حدیث: ۸۷۳۹ موقوفاً، والأوسط له، حدیث: ۲۲۲۳ وصحيح الترغيب والترهيب، حدیث: ۳۵۷) نیز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر نماز کے وقت منادی کرتا ہے: اے بنی نوع انسان! تم نے جو آگ بھڑکائی ہے اسے بچھانے کے لیے اٹھو یعنی نماز پڑھو۔“ (المعجم الأوسط للطبراني، حدیث: ۹۴۵۲ وانظر صحيح الترغيب والترهيب، حدیث: ۳۵۸) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب بندہ مسلمان نماز پڑھتا ہے تو اس کی خطائیں اس کے سر پر بلند ہوتی ہیں؛ جب بھی وہ سجدہ کرتا ہے تو اس سے گرتی جاتی ہیں؛ بالآخر جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کی لغزشیں گر (معاف ہو) چکی ہوتی ہیں۔“ (المعجم الكبير للطبراني، حدیث: ۶۱۲۵، وانظر سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، حدیث: ۳۴۰۲) ترک صلاة یا اس میں کمی کوتاہی یا سستی کفریہ و تیرہ اور منافقانہ روش ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بندے اور کفر و شرک کے درمیان حد امتیاز ترک صلاة کو قرار دیا ہے۔ (صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: ۸۲) امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب زخمی تھے انھوں نے نماز ادا کی اور فرمایا: ”جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔“ (الموطأ للإمام مالك، الطهارة، باب العمل فيمن غلبه الدم، حدیث: ۵۱)

یہ تو تھی نماز کی فرضیت اور اہمیت و فضیلت جبکہ نماز کے دیگر احکام و مسائل امام نسائی رضی اللہ عنہ نے بیان کیے ہیں جن کی تفصیل آگے اپنے اپنے مقام پر آئے گی۔ إن شاء اللہ.




## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۵) - كِتَابُ الصَّلَاةِ (التحفة ۲)

### نماز سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - فَرَضُ الصَّلَاةِ وَذِكْرُ  
اِخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ فِي إِسْنَادِ حَدِيثِ أَنَسِ  
ابْنِ مَالِكٍ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ] وَاجْتِلَافِ  
أَلْفَاظِهِمْ فِيهِ (التحفة ۱)

باب: ۱- نماز کی فرضیت کا بیان اور حضرت  
انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند میں  
راویوں کے اختلاف اور اس (کے متن) میں  
ان کے لفظی اختلاف کا ذکر

 وضاحت: حدیث ۴۳۹ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حدیث بیان فرماتے ہیں جبکہ حدیث ۴۵۰، ۴۵۱ میں وہ براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرما رہے ہیں۔ کوئی بعید نہیں کہ انھوں نے حضرت مالک بن صعصعہ سے بھی یہ حدیث سنی ہو اور پھر یہ حدیث یا اس کے بعض حصے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست بھی سنے ہوں۔ دونوں صورتوں میں روایت کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اگر بالفرض کہیں واسطہ حذف بھی کر دیا ہو تب بھی روایت صحیح ہے کیونکہ وہ واسطہ صحابی ہی کا ہوگا۔ اور صحابہ سب کے سب عادل اور ثقہ ہیں۔ اور راجح موقف کے مطابق مرسل صحابی حجت ہے۔

۴۴۹ - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ :  
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ  
الدَّسْتَوَائِي: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ  
مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ النَّبِيَّ  
ﷺ قَالَ: «بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ

۴۳۹- حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک دفعہ میں بیت اللہ کے  
پاس جاگئے اور سونے کی درمیانی کیفیت میں تھا کہ تین  
آدمی آئے۔ ایک آدمی ان میں سے دو کے درمیان  
تھا۔ میرے پاس سونے کا تھا لایا گیا جو حکمت اور

۴۴۹- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، ح: ۳۲۰۷، ومسلم، الإيمان، باب  
الإسراء برسول الله ﷺ إلى السموات وفرض الصلوات، ح: ۱۶۴/۲۶۵ من حديث هشام الدستوائي به، ورواه  
أحمد: ۲۰۷/۴ عن يحيى القطان به.

نماز کی فرضیت کا بیان

ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اس درمیان والے آدمی نے (میرا بدن) سینے سے لے کر پیٹ کے نیچے تک چاک کر دیا پھر اس نے میرے دل کو زمزم کے پانی سے دھویا پھر اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا پھر میرے پاس شجر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا جانور لایا گیا پھر میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ چلا چنانچہ ہم پہلے (قریبی) آسمان تک آئے۔ (دروازہ کھٹکھٹانے پر) پوچھا گیا: کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: جبریل ہوں۔ پوچھا گیا: اور تیرے ساتھ کون ہے؟ (جبریل علیہ السلام نے) فرمایا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ کہا گیا: کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ (سوال و جواب کے بعد دروازہ کھولا گیا اور کہا گیا: آپ کو خوش آمدید ہو۔ آپ بہت ہی خوب آئے۔ (اس آسمان پر) میں آدم علیہ السلام کے ہاں پہنچا اور میں نے انھیں سلام کیا۔ انھوں نے فرمایا: خوش آمدید ہو تمہیں اے میرے بیٹے اور نبی! پھر ہم دوسرے آسمان پر آئے۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل۔ کہا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں بھی پہلے آسمان کی طرح ہوا چنانچہ میں یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے پاس آیا اور میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے کہا: خوش آمدید ہو آپ کو اے ہمارے بھائی اور نبی! پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے۔ پوچھا گیا کون ہے؟ کہا: جبریل۔ کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہاں بھی اسی طرح ہوا چنانچہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس آیا۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ وہ کہنے لگے: خوش آمدید ہو آپ کو اے بھائی اور نبی! پھر ہم چوتھے آسمان تک پہنچے۔ وہاں بھی وہی کچھ

وَالْيَقْظَانَ إِذْ أَقْبَلَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، فَأَتَيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَلَأَى حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَشَقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِ الْبُطْنِ فَعَسَلَ الْقَلْبَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ - يَعْنِي - مَلَأَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، ثُمَّ أَتَيْتُ بِدَابَّةٍ دُونَ الْبَعْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَقِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَحْجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ ابْنِ وَنِيِّي، ثُمَّ أَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ: قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ. قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ فَمِثْلُ ذَلِكَ، فَأَتَيْتُ عَلَى يَحْيَى وَعِيسَى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمَا فَقَالَا: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخِ وَنِيِّي، ثُمَّ أَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّلَاثَةَ قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، فَمِثْلُ ذَلِكَ، فَأَتَيْتُ عَلَى يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخِ وَنِيِّي ثُمَّ أَتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَمِثْلُ ذَلِكَ، فَأَتَيْتُ عَلَى إِدْرِيسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخِ وَنِيِّي، ثُمَّ أَتَيْنَا السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَمِثْلُ

ہوا۔ میں اور میں علیہ کو ملا۔ میں نے انھیں سلام کیا۔ انھوں نے کہا: خوش آمدید ہو آپ کو اے بھائی اور نبی! پھر ہم پانچویں آسمان پر آئے۔ یہاں بھی وہی کچھ ہوا۔ میں ہارون علیہ کو ملا۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انھوں نے کہا: خوش آمدید ہو آپ کو اے بھائی اور نبی! پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے۔ وہاں بھی یہی کچھ ہوا۔ پھر میں موسیٰ علیہ کے پاس آیا اور میں نے ان کو سلام کیا۔ انھوں نے کہا: خوش آمدید ہو آپ کو اے بھائی اور نبی! جب میں ان سے آگے گزرا تو وہ رونے لگے۔ پوچھا گیا: آپ کیوں روتے ہیں؟ انھوں نے کہا: یا رب! یہ نوجوان جس کو تو نے میرے بعد نبی بنایا، اس کی امت سے میری امت کے مقابلے میں زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے اور وہ افضل بھی ہوں گے۔ پھر ہم ساتویں آسمان پر گئے۔ وہاں بھی یہی کچھ ہوا۔ میں ابراہیم علیہ کے پاس گیا۔ ان کو سلام کیا۔ انھوں نے فرمایا: خوش آمدید ہو آپ کو اے بیٹے اور نبی! پھر مجھے بیت معمور دکھلایا گیا۔ میں نے جبریل سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ یہ بیت معمور ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ اس سے ایک دفعہ نکل جاتے ہیں تو عمر بھر دوبارہ نہیں آسکتے۔ پھر مجھے سدرة المنتہی کی طرف بلند کیا (چڑھایا) گیا۔ اس کے ہر علاقہ ہجر کے مکلوں کے برابر اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جتنے بڑے تھے۔ اس کی جڑ میں چار نہریں تھیں۔ دو پوشیدہ دو ظاہر۔ میں نے جبریل علیہ سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ پوشیدہ نہریں توجنت میں ہیں اور ظاہر نیل و فرات

ذَلِكَ، فَأَتَيْتُ عَلَى هَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيِّ، ثُمَّ أَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَمِثْلُ ذَلِكَ، ثُمَّ أَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيِّ فَلَمَّا جَاوَزْتَهُ بَكَى قِيلَ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: يَا رَبِّ! هَذَا الْعُلَامُ الَّذِي بَعَثْتُهُ بَعْدِي يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِهِ الْجَنَّةَ أَكْثَرُ وَأَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي، ثُمَّ أَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ فَمِثْلُ ذَلِكَ، فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ ابْنِ وَنَبِيِّ ثُمَّ رُفِعَ إِلَى النَّبِيِّ الْمَعْمُورِ فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ، فَقَالَ: هَذَا النَّبِيُّ الْمَعْمُورُ يُصَلِّي فِيهِ كُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ فَإِذَا خَرَجُوا مِنْهُ لَمْ يَعُودُوا فِيهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ رُفِعْتُ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى فَإِذَا نَبَقُهَا مِثْلُ قَلَالٍ هَجَرَ وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفَيْلَةِ وَإِذَا فِي أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ بَاطِنَانِ، وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ فَقَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالْفُرَاتُ وَالنَّيْلُ، ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُونَ صَلَاةً فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُونَ صَلَاةً قَالَ: إِنِّي أَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ إِنِّي

ہیں۔ پھر مجھ پر پچاس (۵۰) نمازیں فرض کی گئیں۔ میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا: کیا کر آئے؟ میں نے کہا: مجھ پر پچاس (۵۰) نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ انھوں نے کہا: میں لوگوں کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں۔ مجھے بنی اسرائیل کا زبردست تجربہ ہے۔ آپ کی امت ہرگز اس کی طاقت نہ رکھے گی، لہذا واپس اپنے رب تعالیٰ کے پاس جائیں اور ان سے تخفیف کا سوال کریں۔ میں دوبارہ اپنے رب تعالیٰ کے پاس گیا اور تخفیف کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو چالیس (۴۰) بنا دیا۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا: کیا کر آئے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے چالیس (۴۰) کر دی ہیں۔ لیکن انھوں نے پھر پہلی بات دہرائی۔ میں پھر اپنے رب تعالیٰ کے پاس گیا تو اللہ تعالیٰ نے تیس (۳۰) کر دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور انھیں بتایا تو انھوں نے پھر پہلی بات ہی کی۔ میں پھر اپنے رب تعالیٰ کے پاس گیا تو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیس (۲۰) پھر دس (۱۰) اور پھر پانچ (۵) کر دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے پھر پہلی بات دہرائی۔ میں نے کہا: اب تو مجھے اپنے رب تعالیٰ کی طرف جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ چنانچہ اتنے میں اعلان ہوا: میں نے اپنا فریضہ جاری (نافذ) کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کی اور میں ہر نیکی کا بدلہ دس گنا دوں گا۔“

عَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ وَإِنَّ أُمَّتَكَ لَنْ يُطِيقُوا ذَلِكَ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَأَلُهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنِّي، فَجَعَلَهَا أَرْبَعِينَ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: جَعَلَهَا أَرْبَعِينَ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولَى، فَارْجَعْتُ إِلَى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَجَعَلَهَا ثَلَاثِينَ؛ فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولَى، فَارْجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَجَعَلَهَا عِشْرِينَ، ثُمَّ عَشْرَةَ، ثُمَّ خَمْسَةَ، فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولَى، فَقُلْتُ إِنِّي أَسْتَحْيِي مِنْ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْهِ فَنُودِيَ أَنْ قَدْ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي وَأَجْزِي بِالْحَسَنَةِ عَشْرَ أَمْثَالِهَا.

فوائد و مسائل: ① [عِنْدَ النَّبِيِّ] سے بیت اللہ مراد ہے۔ آپ بیت اللہ کے ایک حصے ”حجر“ میں لیٹے ہوئے تھے۔ اسے حطیم بھی کہتے ہیں۔ بعض روایات میں ام ہانی کے گھر کا ذکر ہے۔ (تفسیر طبری: ۵/۹) ممکن ہے وہیں سوئے ہوں، پھر حطیم میں آگئے ہوں۔ ② ”جاگئے سونے کے درمیان“ آپ کی عمومی نیند ایسی ہی تھی اور

۵- کتاب الصلاة ..... نماز کی فرضیت کا بیان

یہاں اس کا مطلب گہری نیند کی نفی ہے یعنی آپ نیند کے ابتدائی مرحلے میں تھے، اسے جاگنے اور سونے کے درمیان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ⑤ ”تین آدمی آئے“ ظاہر صورت کے لحاظ سے آدمی کہا ورنہ وہ فرشتے تھے۔ دو کا نام بعض روایات میں ہے: جبریل اور میکائیل ﷺ۔ ⑥ آپ کے سینہ اطہر کا چیرا جانا، پھر زمزم سے دھویا جانا اور ایمان و حکمت سے بھرا جانا، یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ترین رسول ﷺ کا باہمی راز ہے جس کی کوئی توجیہ نہیں کی جاسکتی، ممکن ہے یہ آسمانوں پر جانے کی تیاری کا ابتدائی مرحلہ ہو۔ ⑦ استدلال کیا گیا ہے کہ زم زم کا پانی جنت کے پانی سے افضل ہے۔ تبھی آپ کے قلب اقدس کو اس سے دھویا گیا۔ ⑧ ”جانور“ کا نام روایات میں ”براق“ آیا ہے۔ (صحیح البخاری، مناقب الأنصار، حدیث: ۳۸۸۷، وصحیح مسلم، الإیمان، حدیث: ۱۶۳) مگر یہ بھی وصفی نام ہے جو برق سے لیا گیا ہے۔ ⑨ ”میں جبریل کے ساتھ چلا۔“ آنے والے تین مہراہیوں میں سے ایک جبریل ﷺ ہی تھے۔ اس کے بعد باقی دو کا ذکر نہیں۔ ظاہر ہے وہ خالی تھا لے کر اور آپ کے دیدار سے مشرف ہو کر واپس چلے گئے۔ ⑩ ”ہم آسمان دنیا کے پاس آئے۔“ روایت مختصر ہے۔ بعض روایات میں مدینہ منورہ، طور سینا، بیت اللحم اور بیت المقدس جانے کا بھی ذکر ہے۔ (دیکھیے، حدیث: ۳۵۱) لیکن اس اضافے کے ساتھ یہ روایت منکر ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإسراء والمعراج للذہبی، ص: ۴۴) ⑪ ساتوں آسمانوں پر مختلف انبیاء ﷺ سے آپ کی ملاقات، ممکن ہے ان کو آپ کے استقبال و ملاقات کے لیے خصوصی طور پر لایا گیا ہو۔ اور یہی نسب ہے۔ ⑫ حضرت آدم اور ابراہیم ﷺ کا آپ کو بیٹا کہنا اس لیے ہے کہ وہ آپ کے اجداد میں شامل ہیں۔ نسب میں ان کا ذکر ہوتا ہے جب کہ دوسرے انبیاء ﷺ آپ کے نسب میں نہیں آتے، لہذا وہ آپ کے چچا زاد بھائیوں کے رتبے میں ہیں، تبھی انھوں نے آپ کو بھائی کہا۔ ⑬ موسیٰ ﷺ کا رونا آپ یا آپ کی امت پر حسد کے طور پر نہیں تھا۔ حاشا وکلا۔ انبیاء ﷺ اس بیماری سے معصوم ہوتے ہیں، بلکہ یہ اپنی امت پر انفسوس کی بنا پر تھا کہ میں نے اتنی محنت کی، اتنا عرصہ گزارا مگر میں یہ رتبہ حاصل نہ کر سکا کیونکہ جس نبی کے جتنے زیادہ پیروکار ہوں گے اسے اتنا ہی اجر و ثواب سے نوازا جائے گا۔ اگر حسد ہوتا تو واپسی کے وقت امت مسلمہ کی خیر خواہی کیوں کرتے اور پچاس (۵۰) سے پانچ (۵) نمازیں رہ جانے کا سبب کیوں بنتے؟ شاید اسی شبہ کے ازالے کے لیے یہ باتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بجائے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہلوائی گئیں، ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر تھے۔ واپسی پر آپ ﷺ ان کی سے ملاقات پہلے ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام تو چھٹے آسمان پر تھے۔ بعض محدثین نے یہ امکان بھی ظاہر کیا ہے کہ واپسی کے وقت انبیاء ﷺ کی ترتیب بدل گئی ہوگی۔ ⑭ ”بیت المعمور“ بیت اللہ کے عین اوپر ساتویں آسمان پر ہے جس میں فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ جو ایک دفعہ آتا ہے اس کی دوبارہ باری نہیں آتی۔ اور داخل بھی روزانہ ستر ہزار ہوتے ہیں۔ اس سے یہ اخذ کیا گیا ہے کہ فرشتے دیگر تمام مخلوقات سے تعداد میں زیادہ ہیں۔ واللہ اعلم۔ (صحیح البخاری، بدء الخلق، حدیث: ۳۲۰۷) ⑮ سدرۃ المنتہیٰ بیری کا درخت ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے؟ قطعیت سے کچھ



۵- کتاب الصلاة نماز کی فریضت کا بیان

نہیں کہا جاسکتا۔ صوفیاء نے اسے اللہ تعالیٰ کی صفت خلق کا تمثیل قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم۔ ”سدرہ“ عربی زبان میں پیری کے درخت کو کہتے ہیں۔ ”النتہی“ کے معنی ہیں: آخری، یعنی یہ مخلوقات کی انتہا ہے یہاں عالم خلق ختم ہو جاتا ہے۔ بقول صوفیاء اس سے اوپر عالم امر ہے جہاں کسی مخلوق کی رسائی نہیں خواہ وہ کوئی انسان ہو یا فرشتہ۔ اس حدیث میں اسے ساتویں آسمان سے اوپر قرار دیا گیا ہے۔ آگے ایک حدیث میں اسے چھٹے آسمان پر بتلایا گیا ہے۔ تطبیق یوں ہے کہ جڑ چھٹے آسمان پر ہوگی اور شاخیں ساتویں آسمان پر پہنچی ہوئی ہوں گی۔ واللہ اعلم۔

④ سدرہ المنتہی کی جڑ میں چار نہروں (یا دریاؤں) کا جو ذکر ہے ان میں سے دو کو پوشیدہ بتلایا گیا ہے نیز یہ کہ وہ جنت میں ہیں۔ اور دو کو ظاہر کیا گیا ہے جو نیل اور فرات ہیں۔ صحیح مسلم کی روایت میں جنت کی دو باطنی نہروں کے نام ”سبحان“ اور ”جیحان“ بتلائے گئے ہیں۔ (صحیح مسلم، الحنہ و نعیمہ، حدیث: ۲۸۳۹) علاوہ ازیں ان چاروں نہروں کو جنت کی نہریں قرار دیا گیا ہے۔ دریائے نیل و فرات تو مشہور اور ان کے علاقے بھی معلوم ہیں اور سبحان و جیحان کی بابت مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں کہ یہ دونوں نہریں بہت بڑی ہیں اور ترکی میں ہیں۔ جیحان کی گزرگاہ مَصِیصَہ ہے اور سبحان کی گزرگاہ اَذْنَه ہے۔ اور یہ دونوں نہریں بحر روم میں گرتی ہیں۔ ان کے علاوہ دونہریں اور ہیں جن کے نام ان سے ملتے جلتے ہیں، یعنی جیحون اور سبحون۔ اس سے بعض لوگوں کو یہ مغلط ہوا کہ حدیث میں مذکور ”جیحان اور سبحان“ سے یہی مراد ہیں۔ لیکن امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی تردید کی ہے اور مولانا مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اور مولانا موصوف نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ دریائے جیحون وہی ہے جسے آج کل دریائے آمو کہا جاتا ہے اور یہ افغانستان اور ازبکستان کے درمیان حد ہے۔ یہ بلخ، ترند اور آمل و درغان سے گزرتا ہوا بحیرہ خوارزم میں جا گرتا ہے۔ اور سبحون، جیحون کے ماوراء ہے جو خجندہ اور خوقند کے قریب اور تاشقند سے پہلے گزرتا ہے۔ اسے آج کل سیر دریا کہا جاتا ہے۔ ان چاروں دریاؤں کے جنت سے ہونے کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ ان کی اصل جنت ہے اور وہاں سے یہ زمین پر اتارے گئے ہیں۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ان نہروں کے جنت سے ہونے سے مراد شاید یہ ہے کہ ان کی اصل جنت سے ہے جیسے انسان کی اصل جنت سے ہے۔ چنانچہ یہ حدیث اس بات کے منافی نہیں ہے جو ان نہروں کی بابت مشہور و معلوم ہے کہ یہ نہریں زمین کے معروف سرچشموں سے پھوٹی ہیں۔ اور اگر اس کے یہ یا اس سے ملتے جلتے معنی نہیں ہیں تو یہ حدیث امور غیب سے متعلق ہے جن پر ایمان رکھنا اور جو خبر دی گئی ہے اس کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔“ (سلسلۃ الأحادیث الصحیحہ، ۱/۱۷۷، ۱۷۸)

بعض لوگوں نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن علاقوں میں یہ نہریں بہتی ہیں ان میں اسلام کا پھیلاؤ اور غلبہ ہوگا۔ یا یہ مطلب ہے کہ ان نہروں کے پانی سے پیدا ہونے والی خوراک جو لوگ استعمال کریں گے وہ جنتی ہوں گے۔ لیکن امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں تاویلوں کے مقابلے میں اس کا پہلا ظاہری معنی ہی زیادہ صحیح ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی، الحنہ،

۵- کتاب الصلاة ..... نماز کی فرضیت کا بیان

حدیث: ۲۸۳۹، ومنة المنعم ۳/۳۲۲، مطبوعة دارالسلام، الرياض) ۱۵) واپسی کے موقع پر موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور نبی کا ذکر نہیں۔ ممکن ہے واپسی پر دیگر انبیاء سے ملاقات ہی نہ ہوئی ہو، یعنی جہاں سے ان کو لایا گیا تھا وہیں بھیج دیا گیا۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ ان سے کوئی خصوصی بات نہ ہوئی ہو اس لیے ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ۱۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے توجہ دلانے پر نبی ﷺ کا واپس اللہ عزوجل کے پاس جانا شاید اس شے کو دور کرنے کے لیے تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو آپ کی امت پر حسد ہے۔ جس طرح بنی اسرائیل کے الزام سے بچانے کے لیے دنیا میں پتھر والا واقعہ پیش آیا تھا۔ (صحیح البخاری، الغسل، حدیث: ۲۷۸، صحیح مسلم، الحیض، حدیث: ۳۳۹) ۱۷) نمازوں کی تخفیف بعض روایات کے مطابق پانچ (۵) پانچ (۵) سے ہوئی۔ (صحیح مسلم، ایمان، حدیث: ۱۶۲) گویا اس روایت میں اختصار ہے۔ آخر میں پانچ (۵) کا رہ جانا بھی اس کا مؤید ہے۔ ۱۸) [أَمْضِيْتُ فَرِيضَتِي] ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل فریضہ پانچ (۵) نمازیں ہی تھیں۔ پچاس نمازوں کا مقرر ہونا گویا ان کے ثواب کے اظہار کے لیے تھا بار بار آنے جانے سے یہ عقدہ حل ہو گیا۔

۲۵۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما اور ابن حزم رضی اللہ عنہما

سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں یہ (حکم) لے کر لوٹا حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر رہا تھا تو انھوں نے کہا: آپ کی امت پر اللہ تعالیٰ نے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس (۵۰) نمازیں فرض کی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے کہا: آپ اپنے رب کے پاس جائیں (اور تخفیف کا سوال کریں) کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی چنانچہ میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا (اور تخفیف کا سوال کیا) تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک حصہ معاف فرما دیا۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا اور انھیں بتایا تو انھوں نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ سے رجوع کیجئے آپ کی امت اس کی بھی

۴۵۰- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى :

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ حَزْمٍ قَالَا : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «فَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى أُمِرَ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ : مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ : فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِينَ صَلَاةً . قَالَ لِي مُوسَى : فَرَاغِعْ رَبَّكَ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَرَاغِعْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَوَضَعَ سَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ : رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَرَاغِعْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ : هِيَ خَمْسٌ

۴۵۰- أخرجه البخاري، الصلاة، باب: كيف فرضت الصلوات في الإسراء، ح: ۳۴۹، وانظر، ح: ۳۳۴۲، ومسلم، ح: ۱۶۳، انظر الحديث السابق من حديث ابن وهب، وهو في الكبرى، ح: ۳۱۴.

نماز کی فرضیت کا بیان

طاقت نہیں رکھتی چنانچہ میں پھر اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میرے رب تعالیٰ نے فرمایا: نمازیں پانچ ہیں مگر ثواب میں پچاس ہی ہوں گی۔ بات میرے ہاں تبدیل نہیں ہوتی۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا تو وہ کہنے لگے: پھر رب تعالیٰ سے رجوع کیجیے۔ میں نے کہا: تحقیق (اب تو) مجھے اپنے رب عزوجل سے (بار بار تکرار پر) شرم آنے لگی ہے۔“

وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ: رَاجِعْ رَبِّكَ فَقُلْتُ: إِنِّي اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ“.

☀️ فوائد و مسائل: ① ”نماز کا ایک حصہ معاف کر دیا“ عربی میں لفظ [شَطْرًا] ہے جس کے معنی نصف بھی ہیں اور ایک حصہ بھی اس لیے دوسرے معنی اختیار کیے گئے ہیں۔ اس روایت میں بھی اختصار ہے ورنہ نمازیں پانچ پانچ کر کے کم ہوں۔ ② [لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ] میں قول سے مراد کبھی ہوئی بات ہے یعنی پچاس نمازوں والا قول کہ تخفیف کے باوجود ان کا ثواب برقرار رہا۔ ③ سند میں مذکور ابن حزم سے مراد ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہیں۔ ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔

۳۵۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نظر پہنچتی تھی۔ میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ اس پر سوار ہو گیا۔ میں کچھ چلا تو جبریل علیہ السلام نے کہا: اترو! نماز پڑھو! میں نے نماز پڑھی۔ کہنے لگے: آپ جانتے ہیں کہاں نماز پڑھی ہے؟ آپ نے مدینہ طیبہ میں نماز پڑھی ہے اور اسی کی طرف آپ ہجرت فرمائیں گے پھر کہنے لگے: اترو! نماز پڑھو۔ میں نے پڑھی۔ کہنے لگے: آپ جانتے ہیں کہاں نماز پڑھی ہے؟ آپ نے طور سینا میں نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے

۴۵۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أُتِيَتْ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَعْلِ حَطُّوْهَا عِنْدَ مُنْتَهَى طَرَفِهَا، فَرَكِبْتُ وَمَعِيَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمَسْرُتُ فَقَالَ: أَنْزِلْ فَصَلَّ فَقَعَلْتُ فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتُ؟ صَلَّيْتُ بِطَيْبَةَ وَإِلَيْهَا الْمَهَاجِرُ، ثُمَّ قَالَ: أَنْزِلْ فَصَلَّ فَصَلَّيْتُ، فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتُ؟ صَلَّيْتُ بِطُورِ سَيْنَاءَ حَيْثُ كَلَّمَ اللَّهُ [عَزَّ

۴۵۱- [إسناده حسن] وله شواهد كثيرة، منها ما أخرجه الطبري في تفسيره: ۴/۱۵ باسناد صحيح عن شريك بن أبي نمر عن أنس به.

نماز کی فرضیت کا بیان

موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا۔ پھر کہنے لگے: اترا اور نماز پڑھو! میں اترا اور نماز پڑھی۔ کہنے لگے: آپ جانتے ہیں کہاں نماز پڑھی ہے؟ آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا۔ وہاں میرے لیے انبیاء علیہم السلام جمع کیے گئے تھے، چنانچہ مجھے جبریل علیہ السلام نے آگے کر دیا۔ میں نے ان کی امامت کی۔ پھر مجھے لے کر قریبی (پہلے) آسمان کی طرف چڑھے۔ اس میں آدم علیہ السلام تھے پھر وہ مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے چڑھے۔ اس میں دو خالہ زاد بھائی عیسیٰ اور یحییٰ علیہم السلام تھے، پھر وہ مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو اس میں یوسف علیہ السلام تھے، پھر وہ مجھے چوتھے آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو اس میں ہارون علیہ السلام تھے، پھر وہ مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو اس میں ادریس علیہ السلام تھے، پھر وہ مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو اس میں موسیٰ علیہ السلام تھے، پھر وہ مجھے ساتویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو وہاں ابراہیم علیہ السلام تھے۔ پھر وہ مجھے ساتویں آسمان سے اوپر لے گئے تو ہم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ وہاں مجھے ایک بادل نے ڈھانپ لیا۔ میں سجدے میں گر پڑا۔ مجھے کہا گیا: تحقیق میں نے جس دن آسمان و زمین پیدا کیے تھے آپ اور آپ کی امت پر پچاس (۵۰) نمازیں فرض کر دی تھیں لہذا آپ اور آپ کی امت یہ نمازیں پڑھیں۔ میں ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹا تو انھوں نے مجھ سے کچھ نہیں پوچھا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور

وَجَلَّ [موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ قَالَ: اِنزِلْ فَصَلِّ فَتَزَلَّتْ فَصَلَّيْتُ، فَقَالَ: اَتَدْرِي اَيْنَ صَلَّيْتُ؟ صَلَّيْتُ بَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ دَخَلْتُ اِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَجَمِعَ لِي الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِي جِبْرِئِيلَ حَتَّى اَمْتَنَّهُمْ ثُمَّ صُعِدَ بِي اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَاِذَا فِيهَا اَدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي اِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاِذَا فِيهَا ابْنَا الْخَالَةِ عِيسَى وَيَحْيَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي اِلَى السَّمَاءِ الثَّلَاثَةِ فَاِذَا فِيهَا يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي اِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاِذَا فِيهَا هَارُونُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي اِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاِذَا فِيهَا اِدرِيسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي اِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاِذَا فِيهَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاِذَا فِيهَا اِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي فَوْقَ سَبْعِ سَمَوَاتٍ فَاتَيْنَا سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى فَعَشَيْتَنِي ضَبَابَةً فَخَرَزْتُ سَاجِدًا فَقِيلَ لِي: [اِنِّي] يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَعَلَى اُمَّتِكَ خَمْسِينَ صَلَاةً فَقُمْ بِهَا اَنْتَ وَاُمَّتُكَ، فَرَجَعْتُ اِلَى اِبْرَاهِيمَ فَلَمْ يَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ ثُمَّ اَتَيْتُ عَلِيَّ مُوسَى، فَقَالَ: كَمْ فَرَضَ اللهُ عَلَيْكَ وَعَلَى اُمَّتِكَ؟ قُلْتُ:

آپ کی امت پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ میں نے کہا: پچاس۔ انھوں نے کہا: تحقیق آپ اتنی نمازیں پڑھ سکتے ہیں نہ آپ کی امت اس لیے رب تعالیٰ کے پاس جائیں اور کمی کا سوال کریں۔ میں اپنے رب تعالیٰ کے پاس گیا (اور کمی کا سوال کیا) تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے دوبارہ جانے کو کہا۔ میں پھر گیا تو اللہ تعالیٰ نے مزید دس کم کر دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے پھر واپس جانے کو کہا۔ میں پھر گیا تو اللہ تعالیٰ نے مزید دس کم کر دیں۔ آخر کار پانچ رہ گئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: پھر اپنے رب کے پاس جائیں اور مزید کمی کا سوال کریں۔ تحقیق بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض تھیں، وہ دو بھی نہ پڑھ سکے۔ میں پھر رب تعالیٰ کے پاس گیا اور مزید کمی کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے جس دن زمین و آسمان پیدا کیے تھے آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ اب پچاس کی بجائے پانچ ہیں۔ سو آپ اور آپ کی امت انھیں پڑھا کریں۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعی ہیں۔ چنانچہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا تو انھوں نے کہا: دوبارہ جائیں لیکن مجھے علم تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعی ہیں لہذا میں واپس نہ لوٹا۔“


خَمْسِينَ صَلَاةً. قَالَ: فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تَقُومَ بِهَا أَنْتَ وَلَا أُمَّتُكَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ أَتَيْتُ إِلَى مُوسَى فَأَمَرَنِي بِالرُّجُوعِ فَرَجَعْتُ فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ أَتَيْتُ مُوسَى فَأَمَرَنِي بِالرُّجُوعِ فَرَجَعْتُ فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا، ثُمَّ رُدَّتْ إِلَيَّ خَمْسَ صَلَوَاتٍ قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّهُ فَرَضَ عَلَيَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ صَلَاتَيْنِ فَمَا قَامُوا بِهِمَا، فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَسَأَلْتُهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ: إِنِّي يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّتِكَ خَمْسِينَ صَلَاةً فَخَمْسٌ بِخَمْسِينَ فَقُمْ بِهَا أَنْتَ وَأُمَّتُكَ، فَعَرَفْتُ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ صِرَى فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: إِزْجِعْ فَعَرَفْتُ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ صِرَى يَقُولُ: حَتَّمْ فَلَمْ أَرْجِعْ».

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت اس سیاق سے منکر ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس روایت کے طریق کے متعلق فرماتے ہیں: [فِيهَا غَرَابَةٌ وَ نِكَاةٌ جَدًّا] "اس طریق میں سخت غرابت و نکارت ہے۔" اس کی سند میں ایک تو یزید بن عبدالرحمن بن ابی مالک دمشقی ہے جو صدوق ہے لیکن کبھی کبھار وہم کا شکار ہو جاتا تھا دوسرے اس سے روایت کرنے والے سعید بن عبدالعزیز تنوخی ہیں اگرچہ ثقہ ہیں لیکن آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ (تقریب) لہذا اس روایت میں مدینہ طیبہ، طور سینا اور بیت اللحم میں اترنے اور وہاں نماز

۵- کتاب الصلاة ..... نماز کی فرضیت کا بیان

پڑھنے کا واقعہ درست نہیں۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإسراء والمعراج للألبانی، ص: ۴۴)

۴۵۲- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کروائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ اور وہ (اس کی جڑ) چھٹے آسمان میں ہے۔ نیچے سے جو چیز اوپر جاتی ہے وہ وہاں جا کر رک جاتی ہے۔ اور اوپر سے جو کچھ اترتا ہے وہ بھی وہاں آ کر رک جاتا ہے، حتیٰ کہ وہاں سے وصول کر لیا جاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿إِذْ يَعْنَى السِّدْرَةَ مَا يَعْنَى﴾ (النجم: ۵۳: ۱۶) سے مراد سونے کے پتنگے ہیں (جنہوں نے سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانپ رکھا تھا)۔ وہاں آپ کو تین چیزیں عطا فرمائی گئیں: پانچ نمازیں، سورۃ بقرہ کی آخری آیات اور آپ کی امت کے ہر اس شخص کے کبائر معاف کر دیے جائیں گے جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا تھا۔

 فوائد و مسائل: ① براق کا ذکر روایات معراج میں بیت المقدس تک ہی ملتا ہے اس لیے کہا گیا ہے کہ بیت المقدس سے آگے آسمانوں کا سفر ایک سیڑھی نما چیز ”معراج“ کے ذریعے سے ہوا لیکن اس کی کوئی واضح دلیل موجود نہیں۔ واللہ اعلم۔ ② بیت المقدس میں تمام انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے حاضر ہونا اور آپ کا ان کی امامت کروانا آپ کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے جو کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوا۔ ظاہر تو یہی ہے کہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم جسمانی طور پر حاضر تھے نہ کہ صرف روحانی طور پر جیسے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جسمانی طور پر بیت المقدس اور آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ فوت شدہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے جسم بھی اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے۔ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۱۰۴۷) اگر انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم صرف روحانی طور پر ہی لائے گئے ہوں تو بھی واقعہ کی اہمیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بہر حال یہ معاملہ برزخ کا ہے جو انسان کی رسائی سے باہر ہے۔ ③ عام احادیث میں سدرۃ المنتہیٰ تک جانے کا ذکر ہی ملتا ہے مگر صحیحین کی ایک روایت میں ایک اور مقام پر آپ کے

۴۵۲- أخرجه مسلم، الإيمان، باب في ذكر سدرۃ المنتهى، ح: ۱۷۳ من حديث مالك بن مغول به، وهو في الكبرى، ح: ۳۱۵.

چڑھنے کا ذکر ہے جہاں سے آپ کو قلموں کی سرسراہٹ بھی سنائی دی۔ (صحیح البخاری، الصلاة، حدیث: ۳۳۹، و صحیح مسلم، الإيمان، حدیث: ۱۶۳) لیکن اس مقام کا کوئی نام ذکر نہیں کیا گیا۔ ⑤ سورۃ البقرہ کی آخری آیات کا نزول بالاتفاق مدنی ہے اور واقعہ معراج کی ہے۔ معراج میں سورۃ بقرہ کی آخری آیات دیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ آیات عطا کرنے کا وعدہ کر لیا گیا جب کہ نزول بعد میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔ ⑥ کبار کی معافی کی دو صورتیں ہوں گی: جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا پہلے مرحلے ہی میں اپنے فضل و کرم سے معاف فرما کر جنت میں داخل فرما دے گا کیونکہ بعض کے بلا توبہ بھی کبار کبھی معاف ہو جائیں گے ورنہ جہنم میں سزا بھگت کر پھر معافی ہوگی۔

(المعجم ۲) - بَابُ: أَيْنَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ

(التحفة ۲)

۳۵۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نمازیں مکہ (مکی دور) میں فرض ہوئیں۔ دو فرشتے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو زمزم کی طرف لے گئے، پھر آپ کا (سینہ اور) پیٹ چیرا اور اندرونی چیزیں سونے کے ایک تھال میں نکالیں، پھر ان کو زمزم کے پانی سے دھویا، پھر آپ کے پیٹ میں حکمت اور علم ڈال کر اوپر سے بند کر دیا۔

۴۵۳- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَ رَبِّهِ بْنَ سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْبَنَانِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ الصَّلَوَاتِ فُرِضَتْ بِمَكَّةَ، وَأَنَّ مَلَكَئِينَ آتَيَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَهَبَا بِهِ إِلَى زَمْزَمَ، فَشَقَّ بَطْنَهُ وَأَخْرَجَا حَشْوَهُ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَغَسَلَاهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ كَبَسَا جَوْفَهُ حِكْمَةً وَعِلْمًا.

☀️ فوائد و مسائل: ① معراج کی طویل حدیث میں صرف دل کے دھونے کا ذکر ہے۔ اس روایت میں دل کے علاوہ بھی ذکر ہے۔ گویا مقصود تو دل کی صفائی تھی بالتحقیق رگیں وغیرہ بھی دھوئی گئیں۔ ② پہلی روایت میں سونے کے تھال میں حکمت اور علم لانے کا ذکر ہے اس حدیث میں تھال میں دھونے کا ذکر ہے ایک ہی تھال میں دونوں چیزیں ممکن ہیں۔ اور ممکن ہے کہ دو تھال لائے گئے ہوں، ایک علم و حکمت سے بھرا ہوا دوسرا دھونے کے لیے۔ ③ سونا استعمال کرنا ہمارے لیے منع ہے نہ کہ فرشتوں کے لیے لہذا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ ④ معراج بالاتفاق مکی دور میں ہوئی (اگرچہ اس کی تاریخ میں اختلاف ہے)۔ پانچ نمازیں معراج میں فرض ہوئیں لہذا نماز کی فرضیت بالاتفاق مکی دور میں ہوئی ہے۔

۵- کتاب الصلاة ..... نمازی فرضیت کا بیان

(المعجم ۳) - بَابٌ : كَيْفَ فُرِضَتْ

باب: ۳- نماز کیسے فرض ہوئی؟

الصَّلَاةُ (التحفة ۳)

۴۵۴- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ شروع  
 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُرْوَةَ عَن عَائِشَةَ قَالَتْ : أَوَّلَ مَا فُرِضَتِ الصَّلَاةُ شروع میں نماز دو رکعت فرض ہوئی تھی پھر سفر کی نماز  
 رَكَعَتَيْنِ فَأَقْرَبَتْ صَلَاةَ السَّفَرِ وَأَتَمَّتْ صَلَاةَ اَلْحَضَرِ اسی طرح رہنے دی گئی اور حضر (اقامت) کی نماز (چار رکعت) مکمل کر دی گئی۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں نماز سے مراد مغرب اور فجر کے علاوہ ہیں کیونکہ یہ نمازیں سفر و حضر میں  
 تبدیل نہیں ہوتیں۔ مغرب ہر حال میں تین رکعت اور فجر ہر حال میں دو رکعت ہے۔ ② اس حدیث کا ظاہر مراد  
 نہیں کیونکہ قرآن مجید کی آیت ﴿فَلْيَسَّ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ﴾ (النساء: ۴۰: ۱۰۱) سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ قصر والی نمازیں چار رکعت تھیں۔ مسافر کو رخصت دی گئی کہ دو پڑھ لے، الا یہ کہ حدیث کا  
 مطلب یہ ہو کہ معراج سے پہلے نماز دو رکعت تھی۔ جب معراج کے موقع پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں تو بعض کو  
 چار رکعت کر دیا گیا، پھر سفر کی نماز دو رکعت کر دی گئی تو گویا وہ معراج سے پہلے والی حالت میں رہ گئی اور گھر کی  
 نماز مکمل رہنے دی گئی۔ ③ اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا ہے کہ سفر کی نماز دو رکعت ہی ہے۔ چار  
 پڑھ ہی نہیں سکتا جس طرح ظہر کی چھ نہیں پڑھ سکتا، مگر یہ مطلب مذکورہ قرآنی آیت کے علاوہ خود راوی حدیث  
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسلک کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ سفر میں چار بھی پڑھتی تھیں۔ اور احناف کے نزدیک  
 راوی کی رائے کو ترجیح دی جاتی ہے نہ کہ روایت کے ظاہر الفاظ کو۔

۴۵۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ : حضرت اوزاعی نے حضرت زہری سے پوچھا  
 البَعْلَبَكِيُّ قَالَ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ : کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ ہجرت فرمانے سے قبل مکہ میں  
 أَخْبَرَنِي أَبُو عَمْرٍو - يَعْنِي الْأَوْزَاعِيَّ - أَنَّهُ کیسے نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: مجھے حضرت عروہ  
 سَأَلَ الزُّهْرِيَّ عَنِ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، انھوں نے فرمایا:  
 بِمَكَّةَ قَبْلَ الْهَجْرَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ : شروع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر دو رکعتیں نماز

۴۵۴- أخرجه البخاري، التفسير، باب: يقصر إذا خرج من موضعه، ح: ۱۰۹۰، ومسلم، صلاة المسافرين، باب  
 صلاة المسافرين وقصرها، ح: ۳/۶۸۵ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۱۷.

۴۵۵- [إسناده صحيح] أخرجه البخاري ومسلم، وغيرهما من حديث الزهري به، انظر الحديث السابق.



۵- کتاب الصلاة ..... نماز کی فرضیت کا بیان

أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ أَوَّلَ مَا فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أُتِمَّتْ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَأَقْرَتْ صَلَاةَ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيضَةِ الْأُولَى.

فرض کی تھی پھر گھر کی نماز کو چار رکعت مکمل کر دیا گیا اور سفر کی نماز پہلی حالت پر رہنے دی گئی۔

☀️ فائدہ: اس حدیث میں سابقہ حدیث ہی کی کچھ تفصیل آئی ہے، یعنی سوال معراج سے قبل مکی زندگی کی نماز کے بارے میں تھا کیونکہ معراج، محقق قول کے مطابق ہجرت سے صرف چھ ماہ قبل ہوئی، قرب کی بنا پر معراج اور ہجرت مدینہ کو ایک ہی سمجھ لیا گیا۔ اب مطلب صاف ہے جیسا کہ حدیث: ۴۵۴ کے فوائد میں بیان کیا گیا۔

۴۵۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ نَالَتْ: فَرَضَتِ الصَّلَاةَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَأَقْرَتْ صَلَاةَ السَّفَرِ وَزَيْدٌ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ.

۴۵۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ شروع میں نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھی، پھر سفر کی نماز تو اتنی ہی رہنے دی گئی اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

۴۵۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَتِ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً.

۴۵۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی زبان پر حضر کی نماز چار رکعت، سفر کی نماز دو رکعت اور خوف کی نماز ایک رکعت فرض کی گئی۔

☀️ فوائد و مسائل: ① ہر نماز چار رکعت نہیں، مغرب چونکہ وتر النہار ہے، لہذا وہ تین رکعت ہے اور تین ہی رہے گی۔ اور فجر میں قراءت لمبی ہوتی ہے حتیٰ کہ دو رکعت چار رکعت سے بھی بڑھ جاتی ہیں، لہذا یہ نماز بھی حضر و سفر میں دو رکعت ہی رکھی گئی۔ باقی تین نمازیں گھر میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت ہیں، البتہ محقق

۴۵۶- أخرجه البخاري، الصلاة، باب: كيف فرضت الصلاة في الإسرائاء ۴: ح: ۳۵۰، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ۱/۶۸۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۴۶.

۴۵۷- أخرجه مسلم، ح: ۵/۶۸۷ (انظر الحديث السابق) من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۱۸.

۵- کتاب الصلاة نماز کی فرضیت کا بیان

قول کے مطابق اگر کوئی مسافر چار رکعت پڑھنا چاہے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضرت عائشہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے صحیح ثابت ہے۔ (صحیح البخاری، التقصیر، حدیث: ۱۰۸۳) ہاں! دو رکعت پڑھنا بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا معمول یہی رہا ہے۔ اگر کوئی چار پڑھے گا تو اس کا بھی جواز ہے۔ واللہ اعلم۔ ⑤ ”خوف کی نماز ایک رکعت“۔ نماز خوف کی مخصوص مختلف صورتوں میں سے یہ بھی ایک صورت ہے، یعنی شدید خوف میں ایک رکعت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ لیکن جمہور علماء اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ ایک رکعت سے مراد امام کے ساتھ ایک رکعت ہے اور دوسری رکعت اپنے طور پر پڑھے۔ صرف ایک رکعت نماز درست نہیں۔ لیکن جمہور علماء کا یہ موقف دلائل کی روشنی میں محل نظر معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ایک رکعت نماز بھی متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے، لہذا موقع محل کی مناسبت سے ایک رکعت بھی بلا تامل پڑھی جاسکتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۱۳۳۲ اور ۱۵۳۰ کے فوائد و مسائل دیکھیے۔

۳۵۸- امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ آپ نماز کیسے قصر کرتے ہیں؟ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ ..... إِنْ خِفْتُمْ﴾ ”تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم نماز قصر کرو اگر تمہیں خوف ہو۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! اللہ کے رسول ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم گمراہ تھے۔ آپ نے ہمیں تعلیم دی۔ جو کچھ آپ نے سکھایا اس میں یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم سفر میں دو رکعتیں پڑھیں۔

۴۵۸- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ : حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الشَّعْبِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ ، عَنْ أُمِّيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أَسِيدٍ : أَنَّهُ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ : كَيْفَ تَقْصُرُ الصَّلَاةَ ؟ وَإِنَّمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ﴾ [النساء : ۱۰۱] فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : يَا ابْنَ أَخِي ! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَانَا وَنَحْنُ ضَلَالٌ فَعَلَّمَنَا فَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنَا أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَنَا أَنْ نُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ .

(محمد بن عبد اللہ) شعبی نے کہا: زہری یہ حدیث عبد اللہ بن ابوبکر سے بیان کرتے تھے۔

قَالَ الشَّعْبِيُّ : وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ .

۴۵۸- [سناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب تقصير الصلاة في السفر، ح: ۱۰۶۶ من حديث عبدالله بن أبي بكره، وتابعه الزهري، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۴۶، وابن حبان، ح: ۱۰۱، والحاكم: ۲۵۸/۱، ووافقه الذهبي .

دن رات میں فرض نمازوں کی تعداد کا بیان

فوائد و مسائل: ① اعتراض یہ تھا کہ قرآن مجید میں قصر صلاۃ کے لیے خوف کی قید مذکور ہے جب کہ یہ لوگ بغیر خوف کے قصر کر رہے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اصولی جواب دیا کہ ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اصل ہے۔ قرآن مجید کا مطلب بھی وہی معتبر ہے جو آپ ارشاد فرمائیں کیونکہ قرآن مجید بھی تو آپ ہی لے کر آئے ہیں۔ آپ ہی اس کا صحیح مفہوم جانتے ہیں۔ آپ نے بارہا سفر میں قصر کی حالانکہ کوئی خوف نہیں تھا، حتیٰ کہ حجۃ الوداع میں بھی قصر کی جب کہ آپ کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ ② حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اصولی جواب کے علاوہ بھی جوابات دیئے گئے ہیں، مثلاً: ① جب قصر کی آیت اتری، اس وقت خوف بھی تھا لہذا آیت میں واقعہ کی مناسبت سے خوف کا ذکر کر دیا گیا ورنہ یہ شرط مقصود نہ تھی، سفر ہی شرط تھا۔ ② قرآن مجید میں صلاۃ خوف ہی کا ذکر ہے۔ صلاۃ سفر کا ذکر صرف احادیث میں ہے۔ قرآن مجید میں سفر کی نماز کا ذکر ہی نہیں۔ ③ ﴿إِنْ خِفْتُمْ... الخ﴾ سے صلاۃ خوف کا ذکر ہے اور اس سے پہلے صلاۃ سفر مذکور ہے، گویا ﴿إِنْ خِفْتُمْ﴾ کا تعلق ما قبل سے نہیں مابعد سے ہے، دونوں الگ الگ جملے ہیں۔ ④ ﴿أَمَرْنَا﴾ سے مراد وجوبی حکم نہیں بلکہ استحبابی حکم مراد ہے جیسا کہ پیچھے گزرا۔

باب: ۴- دن اور رات میں کتنی نمازیں فرض ہیں؟

(المعجم ۴) - بَابُ: كَمْ فَرَضَتْ فِي  
الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ (التحفة ۴)

۴۵۹- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نجد والوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ ہم اس کی آواز کی بھنبھناہٹ تو سنتے تھے لیکن ہمیں اس کی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی حتیٰ کہ وہ قریب آ گیا تو ناگہاں وہ اسلام کے بارے میں پوچھنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ”دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔“ اس نے کہا: کیا ان کے علاوہ بھی کوئی نماز مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، مگر یہ کہ تو نفل

۴۵۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عَبِيدِ اللَّهِ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرِ الرَّأْسِ [نَسْمَعُ] دَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْهَمُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خَمْسٌ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ» قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ» قَالَ: «وَصِيَامُ شَهْرٍ

۴۵۹- أخرجه البخاري، الإيمان، باب: الزكاة من الإسلام، ح: ۴۶، ومسلم، الإيمان، باب بيان الصلوات التي هي أحد أركان الإسلام، ح: ۹، ۸/۱۱، عن قتيبة من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۷۵، والكبرى، ح: ۳۱۹.

۵- کتاب الصلاة ..... دن رات میں فرض نمازوں کی تعداد کا بیان

پڑھے۔“ آپ نے فرمایا: ”اور ماہ رمضان کے روزے ہیں۔“ اس نے کہا: کیا ان کے علاوہ بھی کوئی روزہ مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، مگر یہ کہ تو نفل روزے رکھے۔“ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے زکاۃ کا ذکر فرمایا۔ اس نے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ (مالی صدقہ) فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، مگر یہ کہ تو نفلی صدقہ دے۔“ وہ آدمی واپس مڑا اور کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! نہ اس سے زائد کروں گا نہ اس میں کمی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ سچا ہوا تو کامیاب رہا۔“

رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ» وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الزَّكَاةَ قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ» فَأَذَبَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَيَّ هَذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ».

☀️ فوائد و مسائل: ① ”بھینٹنا ہٹ سنتے تھے۔“ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گفتگو جیسی آواز میں کر رہا تھا۔ ② چونکہ وہ سائل پہلے سے مسلمان تھا، شہادتین کا اقرار کر چکا تھا، اس لیے آپ نے اس کو دوسرے ارکان اسلام بیان فرمائے۔ حج کا ذکر نہیں فرمایا کہ وہ ابھی تک فرض نہ ہوا تھا۔ محقق بات یہ ہے کہ حج ۹ ہجری میں فرض ہوا۔ ③ ”مگر یہ کہ تو نفل کرے۔“ گویا اصل سوال فرائض کے بارے ہی میں تھا۔ فلاح کا مدار بھی فرائض ہی پر ہے، باقی رہے سنن و نوافل، تو وہ فرائض کی تکمیل کے لیے ہیں۔ فرائض کی ادائیگی میں کسی قسم کی کمی سنن و نوافل سے پوری ہوتی ہے۔ شاید ہی کوئی شخص فرائض کی مکمل ادائیگی کا دعویٰ کر سکے، اس لیے سنن و نوافل خصوصاً رواتب کی پابندی بڑی اہمیت کی حامل ہے، اس لیے بھی کہ رسول اکرم ﷺ نے ان کی پابندی فرمائی ہے اور ہمارے لیے آپ کی سنن کی اتباع لازم ہے، نیز رواتب (فرض نماز کی اگلی پچھلی سنتیں) فرض کے تابع ہیں، الگ نہیں، لہذا سفر، مرض اور انتہائی مصروفیت کے علاوہ ان پر دوام کیا جائے۔ باقی رہا بعض لوگوں کا یہ قول کہ ”نفل نماز یا روزہ شروع کرنے سے بھی واجب ہو جاتا ہے کیونکہ راستے میں چھوڑ دینے سے بطلان عمل ہوگا اور قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا تَبْتَغُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد ۴: ۳۳) تو رسول اکرم ﷺ کے طرز عمل اور احادیث سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے نفلی روزہ مکمل کرنے سے پہلے افطار کیا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الصیام، حدیث: ۱۱۵۴) اس لیے جمہور اہل علم کے مطابق شروع کرنے سے نفل فرض نہیں بن جاتا، البتہ تکمیل بہتر ہے۔ باقی رہی آیت مبارکہ تو اس کا سیاق و سباق بعض لوگوں (احناف) والا معنی لینے سے مانع ہے کیونکہ اس آیت میں خلاف سنت کام کرنے کو باطل کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم.

۵- کتاب الصلاة ..... نماز پنجگانہ کی ادائیگی پر بیعت لینے کا بیان

۴۶۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ان سے پہلے یا بعد بھی کچھ فرض کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں (ہی) فرض کی ہیں۔“ تو اس آدمی نے قسم کھائی کہ وہ اس سے زائد پڑھے گا نہ ان میں کمی کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ سچا رہا تو ضرور جنت میں داخل ہوگا۔“

۴۶۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ [عَنْ خَالِدِ بْنِ قَيْسٍ]، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَمْ افْتَرَضَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى عِبَادِهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ؟ قَالَ: «افْتَرَضَ اللَّهُ عَلَى عِبَادِهِ صَلَوَاتٍ [خَمْسًا]». قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ قَبْلَهُنَّ أَوْ بَعْدَهُنَّ شَيْئًا؟ قَالَ: «افْتَرَضَ اللَّهُ عَلَى عِبَادِهِ صَلَوَاتٍ [خَمْسًا]» فَحَلَفَ الرَّجُلُ لَا يَزِيدُ عَلَيْهِ شَيْئًا وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُ شَيْئًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ».

فائدہ: اس حدیث کا مفہوم پچھلی حدیث کے فوائد میں بیان ہو چکا ہے۔

باب: ۵- پانچ نمازوں کی ادائیگی پر

بیعت (عہد) کرنا

۴۶۱- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے) تھے کہ آپ نے فرمایا: ”کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟“ آپ نے یہ جملہ تین دفعہ دہرایا تو ہم نے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے اور آپ سے بیعت کی پھر ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کی بیعت تو کر لی ہے مگر یہ کس بات پر ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس بات پر کہ تم اللہ تعالیٰ

(المعجم ۵) - بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ

الْخَمْسِ (التحفة ۵)

۴۶۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسَهَّرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَبِيبُ الْأَمِينُ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «أَلَا تَبَايَعُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟»

۴۶۰- [صحیح] أخرجه أحمد ۳/ ۲۶۷ من حديث نوح به، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

۴۶۱- أخرجه مسلم، الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، ح: ۱۰۸/۱۰۴۳ من حديث سعيد بن عبد العزيز به، وهو في الكبرى، ح: ۳۲۰.

۵- کتاب الصلاة — نماز پنجگانہ کی پابندی کرنے کا بیانا

فَرَدَّدَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، فَقَدَّمْنَا أَيْدِينَا فَبَايَعَنَاهُ  
فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلَامَ ؟  
قَالَ : «عَلَى أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ  
شَيْئًا وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ» وَأَسْرَّ كَلِمَةً  
خَفِيَّةً «أَنْ لَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا» .

کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں  
ٹھہراؤ گے اور پانچ نمازیں پڑھو گے۔“ اور آپ نے  
ایک بات آہستہ کی: ”تم کسی سے کچھ نہیں مانگو گے۔“

☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے دور اقدس میں چار قسم کی بیعت رائج تھی: ☀ بیعت اسلام یعنی اسلام لاتے  
وقت۔ ☀ ہجرت کرنے کے لیے بیعت۔ ☀ بیعت جہاد یعنی کسی لڑائی کے وقت؛ مثلاً؛ صلح حدیبیہ کے وقت۔  
☀ بیعت اطاعت یعنی اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی پابندی کے لیے جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث میں ذکر ہے۔  
پھر بیعت اسلام کی بجائے بیعت خلافت شروع ہو گئی۔ بیعت جہاد قائم رہی؛ البتہ بیعت اطاعت ختم ہو گئی؛ گویا  
کہ یہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ صحابہ کرام اور تابعین کے دور میں ایسا ہی رہا۔ بعد میں صوفیائے کرام نے  
بیعت لینا شروع کر دی؛ اپنے سلسلے میں داخل کرنے کے لیے اور اپنی ہر بات کی اطاعت کرانے کے لیے؛ یہ ایک  
نئی چیز ہے؛ اگر یہ بیعت اطاعت شریعت ہے تو جواز ہو سکتا ہے مگر صحابہ و تابعین نے ایسے نہیں کیا؛ لہذا مستحسن  
نہیں۔ اور اگر یہ اپنی اطاعت کی بیعت ہے تو ممنوع ہے؛ کیونکہ شریعت اسلامیہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے سوا  
کوئی مطاع نہیں کہ اس کی اطاعت مطلقاً جائز ہو۔ بیعت سے متعلق دیگر احکام و مسائل بالتفصیل کتاب البيعة  
میں ملاحظہ فرمائیں۔

باب ۶: پانچ نمازوں کی پابندی کرنا  
(ضروری ہے)

(المعجم ۶) - بَابُ الْمَحَافَظَةِ عَلَى  
الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ (التحفة ۶)

۴۶۲- ابن مہیریز سے روایت ہے کہ بنو کنانہ کے  
ایک آدمی نے جسے مخدجی کہا جاتا تھا؛ شام کے  
علاقے میں ایک آدمی کو جس کی کنیت ابو محمد تھی؛ یہ کہتے  
ہوئے سنا کہ و ترا جب ہے۔ مخدجی نے کہا: میں حضرت  
عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جب کہ وہ مسجد کو جا  
رہے تھے۔ میں نے ان کو آگے سے روک لیا اور ابو محمد

۴۶۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ  
يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ  
حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي  
كِنَانَةَ يُدْعَى الْمُخَدَجِيَّ سَمِعَ رَجُلًا  
بِالشَّامِ يُكْنَى أَبَا مُحَمَّدٍ يَقُولُ: أَلْوَتُّ  
وَأَجِبْتُ، قَالَ الْمُخَدَجِيَّ: فَرُخْتُ إِلَيَّ

۴۶۲- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب فيمن لم يوتر، ح: ۱۴۲۰ من حديث مالك به، وهو في  
الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۲۳، والكبرى، ح: ۳۲۲، وصححه ابن حبان، ح: ۲۵۲، ۲۵۳ وغيره، وحسنه المنذري.

۵- کتاب الصلاة - نماز، جگانہ کی ادائیگی کی فضیلت کا بیان

عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَأَعْتَرَضْتُ لَهُ وَهُوَ رَائِحٌ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ، فَقَالَ عِبَادَةُ: كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللَّهُ عَلَى الْعِبَادِ، مَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيَّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ، كَانَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ عَذَبَهُ وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ».

کے قول کی خبر دی۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: البومر نے غلط کہا ہے۔ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”پانچ نمازیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض کی ہیں جو آدمی انہیں ادا کرے ان میں سے کسی کو ان کی حیثیت ہلکی سمجھ کر ضائع نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لیے وعدہ ہو چکا ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور جو شخص ان کو ادا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لیے کوئی عہد نہیں۔ چاہے اسے عذاب دئے چاہے جنت میں داخل کرے۔“

فوائد ومسائل: ① احناف و ترکو واجب کہتے ہیں مگر ان کا استدلال ایسی روایات سے ہے جو کمزور ہیں یا وہ ایک سے زائد معانی کا احتمال رکھتی ہیں جب کہ ان کے مقابلے میں صحیح اور قطعی روایات جو تواتر کو پہنچتی ہیں پانچ نمازوں کی فرضیت کا اعلان کرتی ہیں اور زائد کی فرضیت و وجوب کی نفی کرتی ہیں لہذا ان کی بات صحیح نہیں بلکہ اسے سنت مؤکدہ کہنا چاہیے جسے بلاوجہ ترک نہیں کیا جاسکتا۔ ② وتر کے معنی عربی میں ”طاق“ کے ہیں۔ تعداد رکعات کا لحاظ رکھتے ہوئے اس نماز کو وتر کہا جاتا ہے۔ ③ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کا استدلال واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح طور پر پانچ نمازوں کی فرضیت کا اظہار فرمایا اور انہیں دخول جنت کا لازمی سبب بتایا ہے۔ اگر وتر فرض ہوتا تو آپ اس کا بھی ذکر فرماتے۔ ④ [أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ] کیونکہ نماز دوسرے فرائض کی ادائیگی اور منہیات سے اجتناب کا سبب بنتی ہے بلکہ ضامن ہے اس لیے نمازی کے لیے دخول جنت کا انعام ہے اولاً ہو یا ثانیاً۔ ⑤ ”چاہے تو جنت میں داخل کرے۔“ یہ اللہ تعالیٰ کی کمال رحمت ہے کہ اپنے حقوق میں کوتاہی پر باز پرس نہ کرے۔

باب: ۷- پانچ (فرض) نمازوں کی ادائیگی کی فضیلت

(المعجم ۷) - بَابُ فَضْلِ الصَّلَوَاتِ  
الْخَمْسِ (التحفة ۷)

۴۶۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۴۶۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ

۴۶۳- أخرجه مسلم، المساجد، باب المشي إلى الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات، ح: ۶۶۷ عن قتيبة، والبخاري، مواقيت الصلاة، باب: الصلوات الخمس كفارة، ح: ۵۲۸ من حديث يزيد بن عبد الله بن الهاد به، وهو هي الكبرى، ح: ۳۲۳.

۵- کتاب الصلاة - نماز چھوڑنے والے کا حکم

ابن المہادی، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بَيْنَ آبِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ يَنْتَفِي مِنْ ذَرَيَةِ شَيْءٍ؟» قَالُوا: لَا يَنْتَفِي مِنْ ذَرَيَةِ شَيْءٍ قَالَ: «فَكَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللَّهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بتاؤ! اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے سے نہر گزرتی ہو وہ اس سے ہر روز پانچ دفعہ غسل کرتا ہو کیا اس کا کچھ بھی میل کچیل باقی رہ جائے گا؟“ صحابہ نے کہا: کچھ بھی میل کچیل نہیں رہے گا۔ آپ نے فرمایا: ”پانچ نمازوں کی مثال بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ غلطیاں مٹا دیتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اگرچہ اہل علم کی ایک جماعت نے یہاں [خَطَايَا] سے مراد صغائر لیے ہیں لیکن یہ حدیث کے ظاہر مفہوم کے موافق نہیں۔ ”خطایا“ میں عموم ہے خواہ صغائر ہوں یا کبائر کیونکہ اللہ کی رحمت اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ ② توبہ اگرچہ ایک سبب مغفرت ہے لیکن بخشش صرف اسی پر متوقف نہیں کہ اس کے بغیر بخشش ہو ہی نہیں سکتی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ سچی توبہ سے بخشش یقینی ہو جاتی ہے۔

(المعجم ۸) - بَابُ الْحُكْمِ فِي تَارِكِ  
الصَّلَاةِ (التحفة ۸)

باب: ۸- نماز چھوڑنے والے کا حکم

۴۶۴- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان امتیاز نماز سے ہے۔ جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے کفر کیا۔“

۴۶۴- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْعَهْدَ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ».

۴۶۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندے اور کفر کے درمیان صرف نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔“

۴۶۵- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۴۶۴- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في ترك الصلاة، ح: ۲۶۲۱ عن الحسين بن حرب به، وقال: 'حسن صحيح غريب'، وهو في الكبرى، ح: ۳۲۹، وسنن ابن ماجه، ح: ۱۰۷۹ من حديث ابن واقد.

۴۶۵- [صحيح] أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، ح: ۸۲ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ۳۳۰.



۵- کتاب الصلاة ..... نماز کے بارے میں پوچھ گچھ کا بیان

ﷺ: «لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ إِلَّا تَرَكَ الصَّلَاةَ».

☀️ فوائد و مسائل: ① "مسلمان اور کافر میں امتیاز نماز سے ہے۔" کیونکہ ارکان اسلام میں سے یہی ایک ایسا رکن ہے جس سے مسلم کی پہچان ہو سکتی ہے۔ شہادتین کی ادائیگی تو کبھی کبھار ہوتی ہے، نیز وہ نظر آنے والی چیز نہیں۔ تصدیق دل سے ہوتی ہے۔ روزہ بھی مخفی چیز ہے۔ زکاۃ کی ادائیگی صرف امیر لوگوں پر سال میں ایک دفعہ ہوتی ہے اور وہ علانیہ بھی نہیں ہوتی۔ حج زندگی میں ایک بار ہے، وہ بھی صرف صاحب استطاعت پر فرض ہے، لہذا نماز ہی ایک ایسا رکن ہے جو ہر غریب و امیر، مرد و زن، بوڑھے، جوان، تندرست اور بیمار پر دن میں پانچ مرتبہ فرض ہے۔ اور یہ نظر آنے والی چیز ہے۔ علانیہ اذان و جماعت سے ادا ہوتی ہے اس لیے اس سے بڑھ کر مسلمان کے لیے امتیاز کیا ہو سکتا ہے؟ ② "جس نے اسے چھوڑ دیا، کفر کیا۔" کیونکہ جو شخص کبھی بھی نماز نہیں پڑھتا اس نے مطلقاً نماز کو چھوڑ رکھا ہے۔ بظاہر کافر اور اس میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا، یعنی دیکھنے میں کافروں جیسا ہے۔ ویسے بھی نماز کا ترک کافروں کا کام ہے۔ جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس نے کفر کے کام کا ارتکاب کیا، البتہ اس میں چونکہ اسلام کے کام بھی پائے جاتے ہیں، مثلاً: شہادتین کا اقرار اور تصدیق وغیرہ، لہذا وہ صریح کافر تو نہیں مگر دائرۃ اسلام کے تحت کافر ہے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے [کُفْرٌ دُونَ كُفْرٍ] کہا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الإیمان، باب کُفْرَانَ الْعَشِيرِ وَ كُفْرٍ دُونَ كُفْرٍ، رقم الباب: ۴۱) یعنی بڑے کفر سے کم درجے کا کفر جس سے وہ دائرۃ اسلام سے خارج نہ ہوگا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر الفاظ کے پیش نظر اسے صریح کافر کہا ہے۔ واللہ اعلم۔ ③ "صرف نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔" کیونکہ ترک صلاۃ سے مسلمان کا امتیاز ختم ہو گیا، لہذا اس کا تعلق کفر سے جڑ گیا۔

باب: ۹- نماز کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی

(المعجم ۹) - بَابُ الْمُحَاسَبَةِ عَلَى الصَّلَاةِ (التحفة ۹)

۴۶۶- حضرت حریث بن قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں مدینہ آیا تو میں نے دعا کی: اے اللہ! مجھے کوئی نیک ہم نشین میسر فرما۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہم نشینی میسر ہوئی۔ میں نے ان سے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے

۴۶۶- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَارُونُ - هُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازُ - قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حُرَيْثِ بْنِ قَبِيصَةَ قَالَ:

۴۶۶- [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء أن أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلاة، ح: ۴۱۳ من حديث همّام به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ۳۲۵، وله شواهد، منها الحديثان الآتيان.

نماز کے بارے میں پوچھ گچھ کا بیان

دعا کی تھی کہ مجھے نیک ہم نشین میسر فرما، لہذا آپ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ امید ہے اللہ تعالیٰ مجھے اس سے فائدہ پہنچائے گا۔ آپ نے بیان کیا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا: ”سب سے پہلے بندے سے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔ اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ ناکام رہا اور خسارے میں گیا۔“ ہمام کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ یہ الفاظ قتادہ کے ہیں یا روایت (حدیث) کے ہیں۔ ”اگر اس کے فرضوں میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: (اے فرشتو!) دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کچھ نفل ہیں؟ تو ان کے ساتھ اس کے فرضوں کی کمی پوری کی جائے گی۔ پھر باقی اعمال میں بھی اسی طرح (حساب) ہو گا۔“ حضرت ابو عوام نے سند میں حضرت ہمام کی مخالفت کی ہے۔

قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ قَالَ: قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ! يَسِّرْ لِي جَلِيْسًا صَالِحًا، فَجَلَسْتُ اِلَى اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: فَقُلْتُ اِنِّي دَعَوْتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يُيسِّرَ لِي جَلِيْسًا صَالِحًا، فَحَدَّثَنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لَعَلَّ اللهُ اَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: «اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ بِصَلَاتِهِ فَاِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ، وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ» قَالَ هَمَّامٌ: لَا اَدْرِي هَذَا مِنْ كَلَامِ قَتَادَةَ اَوْ مِنَ الرَّوَايَةِ «فَاِنْ اَنْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ: اُنْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهِ مَا نَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلٰى نَحْوِ ذَلِكَ» خَالَفَهُ اَبُو الْعَوَّامِ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① ابو عوام اور ہمام دونوں حضرت قتادہ کے شاگرد ہیں۔ دونوں سند کے بیان کرنے میں مختلف ہیں جیسا کہ اس حدیث اور اگلی حدیث کی سندیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ہمام کی سند میں حضرت حسن کے استاد حرث بن قبیصہ ہیں جب کہ ابو عوام کی سند میں حسن کے استاد ابو رافع ہیں۔ ② معلوم ہوا کہ نوافل اور سنن کی ادائیگی میں قطعاً سستی نہیں کرنی چاہیے تاکہ فرائض کی تکمیل اور رفع درجات کا فائدہ حاصل ہو۔ کون ہے جو فرائض کی صحیح ادائیگی کا دعویٰ کر سکے؟

۴۶۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جس چیز کا حساب ہو گا وہ اس کی نماز ہوگی۔“

۴۶۷- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ - يَغْنِي ابْنَ بِيَانِ بْنِ زِيَادِ بْنِ مَيْمُونٍ - قَالَ: كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ عَنْهُ قَالَ:

نماز کے بارے میں پوچھ گچھ کا بیان

اگر وہ مکمل پائی گئی تو مکمل لکھی جائے گی اور اگر اس میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دیکھو! کیا تم اس کے لیے کچھ نفل پاتے ہو جس کے ساتھ اس کے ضائع کروا، فرض کی کمی پوری کر دی جائے۔ پھر باقی اعمال بھی اسی کے مطابق جاری ہوں گے۔“

۵- کتاب الصلاة۔  
أَخْبَرَنَا أَبُو أَنْعَوَامٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ فَإِنْ وُجِدَتْ تَامَةً كُتِبَتْ تَامَةً، وَإِنْ كَانَ انْتَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ قَالَ: اُنْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ لَهُ مِنْ تَطَوُّعٍ يُكْمَلُ لَهُ مَا ضَيَّعَ مِنْ فَرِيضَتِهِ مِنْ تَطَوُّعِهِ، ثُمَّ سَائِرُ الْأَعْمَالِ تَجْرِي عَلَى حَسَبِ ذَلِكَ».

🌞 فائدہ: بعض روایات میں ہے کہ سب سے پہلے "قتل" کا فیصلہ کیا جائے گا۔ (صحیح البخاری، الرقاق) حدیث: ۶۵۴۳، صحیح مسلم، القسامة والمحارین، حدیث: ۱۶۷۸) یہاں نماز کا ذکر ہے۔ تطیق یہ ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں قتل کا۔ یا پوچھ گچھ پہلے نماز کی ہوگی اور فیصلہ سب سے پہلے قتل کا ہوگا۔

۳۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے پہلے بندے سے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر اس نے نمازوں کو مکمل کیا ہوگا (تو درست) ورنہ اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرمائے گا: دیکھو! کیا میرے بندے کے نامہ اعمال میں کوئی نفل ہیں؟ اگر نفل پائے گئے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان سے فرضوں کی کمی کو پورا کر دو۔"

۴۶۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ صَلَاتُهُ فَإِنْ كَانَ أَكْمَلَهَا وَإِلَّا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: اُنْظُرُوا لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَإِنْ وُجِدَ لَهُ تَطَوُّعٌ قَالَ: اُكْمِلُوا بِهَا الْفَرِيضَةَ».

۴۶۸- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۰۳/۴ من حديث حماد بن سلمة به نحوه إلا أنه قال: "عن رجل من أصحاب النبي ﷺ" بدل: أبي هريرة رضي الله عنه، وهو في الكبرى، ح: ۳۲۵، وله شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ۸۶۶ وغيره.

۵- کتاب الصلاة - نماز کی صحیح اور درست ادائیگی پر ثواب کا بیان

(المعجم ۱۰) - بَابُ ثَوَابِ مَنْ أَقَامَ الصَّلَاةَ (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- جو شخص نماز کی (صحیح) ادائیگی کرے اس کا ثواب

۴۶۹- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسے کام سے مطلع فرمائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور نماز صحیح صحیح ادا کرو زکاۃ ادا کرو اور رشتہوں کو جوڑو (پھر آپ نے اس آدمی سے کہا) اس (اونٹنی کی مہار) کو چھوڑو۔“ گویا کہ آپ اونٹنی پر سوار تھے۔

۴۶۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ التَّقْفِيُّ: حَدَّثَنَا بِهِزُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبُوهُ عُمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ. ذَرُهَا». كَأَنَّهُ كَانَ عَلَى رَاحِلَةٍ.

☀️ فوائد و مسائل: ① [ذُرُّهَا] میں اس چیز کی طرف اشارہ تھا کہ تیرے سوال کا جواب پورا ہو گیا ہے اب اس کو چھوڑ دے۔ اس نے سوال کرنے سے پہلے آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی تھی ② اس حدیث میں ارکان اسلام مذکور ہیں۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ عَدَدِ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي الْحَضَرِ (التحفة ۱۱)

باب: ۱۱- حضر میں ظہر کی نماز کتنی رکعت ہوگی؟

۴۷۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں چار رکعت پڑھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھی۔

۴۷۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُكَدَّرِ وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعَا أَنَسًا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ

۴۶۹- أخرجه البخاري، الأدب، باب فضل صلة الرحم، ح: ۵۹۸۳، ومسلم، الإيمان، باب بيان الإيمان الذي يدخل به الجنة... الخ، ح: ۱۳/۱۳ من حديث بهز بن أسد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۲۸.

۴۷۰- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ۶۹۰ من حديث سفیان بن عینة، والبخاري، التقصير، باب: يقصر إذا خرج من موضعه، ح: ۱۰۸۹ من حديث ابن المنكدر وإبراهيم به، وهو في الكبرى، ح: ۳۴۲.

۵- کتاب الصلاة ..... حضرت اور سفر میں نماز ظہر کی رکعتوں کا بیان  
بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَبِذِي الْحَلِيفَةِ الْعَصْرَ  
رَكْعَتَيْنِ.

فائدہ: مدینہ منورہ میں تو مکمل نماز پڑھی گئی، پھر سفر شروع ہو گیا؛ ذوالحلیفہ چونکہ شہر سے باہر ہے، سفر لمبا تھا؛  
لہذا ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز کا وقت آجانے پر قصر یعنی دو رکعت پڑھی گئی۔ یاد رہے یہ حج کا سفر تھا۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي  
السَّفَرِ (التحفة ۱۲)  
باب: ۱۲- سفر کے دوران میں  
ظہر کی نماز

۳۷۱- حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ..... ابن مثنیٰ نے کہا:  
بطحاء (مکہ میں مقبرہ معلّات سے صفا مروہ کی طرف جانے  
والے راستے) کی طرف ..... نکلے۔ آپ نے وضو فرمایا؛  
پھر ظہر و عصر دو دو رکعت پڑھیں اور آپ کے آگے ایک  
چھوٹا نیزہ گاڑا گیا تھا۔

۴۷۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى  
وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ  
جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ  
عُثَيْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ: خَرَجَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ - قَالَ ابْنُ  
الْمُثَنَّى: إِلَى الْبُطْحَاءِ - فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى  
الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ  
عَنْزَةً.

فائدہ: آپ کے آگے عنزہ (چھوٹا نیزہ) سترے کے طور پر گاڑا گیا تھا؛ لہذا کھلی یا بند جگہ میں سترہ  
ضروری ہے۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعَصْرِ  
(التحفة ۱۳)  
باب: ۱۳- عصر کی نماز کی فضیلت

۳۷۲- حضرت عمارہ بن روبیعہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی  
ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے  
۴۷۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْلَانَ قَالَ:  
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا مِسْرَعٌ وَابْنُ أَبِي خَالِدٍ

۴۷۱- أخرجه مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي... الخ، ح: ۵۰۳ عن محمد بن المثنى، ومحمد بن بشار،  
والبخاري، الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس، ح: ۱۸۷ وغيره من حديث شعبة به، وهو في الكبرى،  
ح: ۳۴۳.

۴۷۲- أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ح: ۶۳۴ من حديث وكيع  
به، وهو في الكبرى، ح: ۳۵۴.

۵- کتاب الصلاة ..... نماز عصر سے متعلق احکام و مسائل

وَالْبُخْتَرِيُّ بْنُ أَبِي الْبُخْتَرِيِّ، كُتِبَتْ سَمِعُوهُ مِنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَنْ يَلِجَ النَّارَ مَنْ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا».

سنا: ”وہ آدمی ہرگز آگ میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج طلوع اور غروب ہونے سے قبل کی نمازیں (فجر اور عصر) ادا کیں۔“

☀️ فائدہ: عصر اور فجر کی نمازیں مشکل اوقات میں ہیں۔ عصر کا وقت کاروبار اور مصروفیت کا وقت ہوتا ہے اور فجر کا وقت نیند اور غفلت کا، تو جو شخص ان دو نمازوں کو باجماعت پابندی سے ادا کرتا ہے وہ باقی نمازوں کو بدرجہ اولیٰ پابندی سے ادا کرے گا۔ اور نماز دین کی بنیاد ہے لہذا وہ پکا مومن ہوگا اس لیے ہرگز آگ میں نہ جائے گا۔ واللہ اعلم۔

باب: ۱۴- نماز عصر کی پابندی

(المعجم ۱۴) - بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى

صَلَاةِ الْعَصْرِ (التحفة ۱۴)

۴۷۳- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابویونس کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لیے قرآن مجید کا ایک نسخہ لکھوں۔ فرمانے لگیں: جب تو اس آیت پر پہنچے ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ (البقرة: ۲۳۸) ”نمازوں کی خصوصاً صلاۃ وسطیٰ کی پابندی کرو۔“ تو مجھے اطلاع کرنا۔ جب میں اس آیت پر پہنچا تو آپ نے مجھے یوں لکھوایا: [حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَفُومُوا لِلَّهِ الْعَصْرِ وَفُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ] پھر فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے یونہی سنا ہے۔

۴۷۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمٍ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَمَرْتَنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مِصْحَفًا فَقَالَتْ: إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَادْنِي: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ [البقرة: ۲۳۸] فَلَمَّا بَلَغْتَهَا آذَنْتَهَا فَأَمَلْتُ عَلَيَّ: حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَفُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ، ثُمَّ قَالَتْ: سَمِعْتَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۴۷۳- أخرجه مسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلاة الوسطى هي صلاة العصر، ح: ۶۲۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۳۸، ۱۳۹.

۵- کتاب الصلاة ..... نماز عصر سے متعلق احکام و مسائل

🌅 فوائد و مسائل: ① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو وَصَلَاةِ الْعَصْرِ کا اضافہ فرمایا ہے یہ دراصل تفسیر ہے ”صلاة وسطیٰ“ کی جو بعض احادیث میں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے ورنہ یہ قرآن مجید کے الفاظ نہیں۔ ”صلاة وسطیٰ“ سے مراد ہے افضل نماز۔ اور وہ احادیث صحیحہ کے مطابق عصر کی نماز ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الدعوات، حدیث: ۶۳۹۶، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۲۸) اگرچہ بعض لوگوں نے ”صلاة وسطیٰ“ کے معنی درمیانی نماز کیے ہیں، لیکن ہر نماز درمیانی بن سکتی ہے، مثلاً: ظہر دن کے درمیان میں ہے۔ مغرب رکعات کے لحاظ سے درمیانی نماز ہے۔ عشاء جہری نمازوں میں سے درمیانی نماز ہے۔ فجر کی نماز دن اور رات کے درمیان ہے، لہذا یہ معنی صحیح معلوم نہیں ہوتے۔

۴۷۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، نبی ﷺ نے حَدَّثَنَا خَالِدٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ ، عَنْ عَيْدَةَ ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «شَعَلُونَا عَنْ الصَّلَاةِ الْوَسْطَى حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ» .  
۴۷۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”(کافروں نے) ہمیں صلاة وسطیٰ سے مصروف رکھا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔“

🌅 فوائد و مسائل: ① ظاہر ہے غروب شمس سے پہلے عصر ہی کی نماز ہے۔ اسے ہی آپ نے صلاة وسطیٰ کہا ہے۔ صحیحین کی روایت میں اس کی صراحت ہے۔ ② غزوة احزاب، یعنی جنگ خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، المغازی، حدیث: ۴۱۱۱، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۲۷)

(المعجم ۱۵) - بَابُ مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ (التحفة ۱۵)  
باب: ۱۵- جس شخص نے عصر کی نماز چھوڑ دی

۴۷۵- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ :  
۴۷۵- ابو یلیح بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک ابرار آلود دن میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو انھوں نے کہا: نماز (عصر) جلدی پڑھ لو کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ

۴۷۴- أخرجه مسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلاة الوسطى هي صلاة العصر، ح: ۶۲۷ من حديث شعبة، والبخاري، الجهاد، باب الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة، ح: ۲۹۳۱ من حديث عبيدة به.  
۴۷۵- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب من ترك العصر، ح: ۵۵۳ من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۴.

۵- کتاب الصلاة

نماز عصر سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ: كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِي يَوْمِ ذِي عَيْمٍ فَقَالَ: بَكَّرُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ».

نے فرمایا ہے: ”جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل ضائع ہو گیا۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① ابراہم لوددن میں سورج نظر نہیں آتا اس لیے خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں غروب ہی نہ ہو جائے لہذا عصر کی نماز اول وقت ہی میں پڑھ لینی چاہیے تاکہ تاخیر قضا تک نہ پہنچا دے۔ ایک مرفوع روایت میں یہ بات صراحتاً بیان کی گئی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، مواقیب الصلاة، حدیث: ۵۹۴) ② ”اس کا عمل ضائع ہو گیا۔“ بعض گناہ حیط اعمال کا سبب بن جاتے ہیں جیسے نبی ﷺ کے سامنے جھگڑنا اور آواز بلند کرنا، ریا کاری کرنا، نجومی اور دست شناس وغیرہ کے پاس جانا، البتہ یہ ضروری نہیں کہ سارے سابقہ اعمال ضائع ہو جائیں کیونکہ اس قسم کا احباط تو کفر و ارتداد ہی کی بنا پر ہوتا ہے۔ مذکورہ حدیث میں وہ عمل مراد ہے جس کی بنا پر وہ نماز سے مشغول رہا۔ اور ضائع ہونے کا مطلب ہے کہ وہ عمل اسے فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ یا کسی اور وجہ سے کامل احباط بھی ممکن ہے جبکہ مرے سے اس کے وجوب کا منکر ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ ان الفاظ سے تشدید و تعظیم گناہ مقصود ہے نہ کہ ظاہری الفاظ۔ یہ مفہوم اگرچہ بعید نہیں مگر مندرجہ بالا مفہوم الفاظ کے قریب تر ہے۔

باب: ۱۶- حضر میں عصر کی نماز کی

المعجم (۱۶) - بَابُ عَدَدِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

رکعات کتنی ہیں؟

فِي الْحَضْرِ (التحفة ۱۶)

۳۷۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ ہم ظہر اور عصر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کا اندازہ لگاتے تھے۔ ہم نے ظہر کی نماز میں آپ کے قیام کا اندازہ پہلی دو رکعتوں میں سورہ سجدہ کے برابر تقریباً تیس (۳۰) آیات لگایا اور آخری دو رکعتوں میں اس سے نصف۔ اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ظہر کی آخری دو رکعتوں کے برابر اور عصر کی آخری دو رکعتوں میں اس سے نصف قیام کا اندازہ لگایا۔

۴۷۶- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورُ ابْنُ زَادَانَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نَحْزُرُ قِيَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الظُّهْرِ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً، قَدْرَ سُورَةِ السَّجْدَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ عَلَى

۴۷۶- [صحیح] أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ۴۵۲ من حديث هشيم به، وهو في الكبرى، ح: ۳۵۱.



۵- کتاب الصلاة نماز عصر سے متعلق احکام و مسائل

النَّصْفِ مِنْ ذَلِكَ وَحَزْرَنَا قِيَامَهُ فِي  
الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ  
الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَحَزْرَنَا قِيَامَهُ فِي  
الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى  
النَّصْفِ مِنْ ذَلِكَ.

☀️ فائدہ: عصر کی نماز کی رکعات معلوم ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ عصر کی آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھتے تھے مزید کوئی سورت نہ ملاتے تھے البتہ ظہر کی آخری دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت بھی پڑھتے تھے، گویا فرض کی آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ بھی کافی ہے اور اگر کوئی سورت ملای جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

۴۷۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے منقول ہے

کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں قیام فرماتے تو ہر رکعت میں تقریباً تیس آیات تلاوت فرماتے، پھر عصر کی پہلی دو رکعتوں میں پندرہ آیات کے بقدر قراءت فرماتے۔

۴۷۷- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ : أَخْبَرَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَبِي عَوَّانَةَ، عَنْ  
مَنْصُورِ بْنِ زَادَانَ، عَنِ الْوَلِيدِ أَبِي بَشِيرٍ،  
عَنْ أَبِي الْمُتَوَكَّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ  
قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُومُ فِي الظُّهْرِ  
فَيَقْرَأُ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ يَقُومُ  
فِي الْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ قَدْرَ  
خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً.

☀️ توضیح: [فِي كُلِّ رَكْعَةٍ] سے مراد ہے پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تقریباً تیس آیات کے بقدر قراءت کرتے نہ کہ چار رکعات میں تیس تیس آیات کی تلاوت مراد ہے کیونکہ تفصیلی روایات سے یہی مفہوم سمجھ میں آتا ہے۔

باب: ۱۷- سفر میں عصر کی نماز کتنی ہے؟

(المعجم ۱۷) - بَابُ صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي

السَّفَرِ (التحفة ۱۷)

۴۷۷- [إسناده صحيح] أخرجه الدولابي في الكنى ۱/ ۱۲۹ عن النسائي عن سويد بن نصر به، وهو في الكبرى، ح: ۳۵۲. \* الوليد هو ابن مسلم بن شهاب العبيري.

۴۷۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ.

۴۷۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں چار رکعت اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھی۔

☀️ فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے حدیث: ۴۷۰ اور اس کا فائدہ۔

۴۷۹- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شَرِيحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ أَنَّ عِرَاكَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ نَوْفَلَ بْنَ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ».

۴۷۹- حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس کی عصر کی نماز رہ گئی، وہ یوں سمجھے کہ اس سے اس کے اہل و مال لوٹ لیے گئے۔“

قَالَ عِرَاكُ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ». خَالَفَهُ يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ.

عراک کہتے ہیں: مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس سے عصر کی نماز رہ گئی، وہ یوں سمجھے کہ اس سے اس کے اہل و مال لوٹ لیے گئے۔“ یزید بن ابی حبیب نے (سند اور متن کے بیان میں جعفر بن ربیعہ کی) مخالفت کی ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① یزید بن ابی حبیب اور جعفر بن ربیعہ حضرت عراک کے شاگرد ہیں۔ دونوں نے سند میں بھی اختلاف کیا ہے اور متن میں بھی۔ سند کا اختلاف تو یہ ہے کہ یزید بن ابی حبیب کی روایت میں ہے کہ حضرت عراک کو یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت نوفل بن معاویہ یوں فرماتے تھے، گویا عراک نے خود حضرت نوفل

۴۷۸- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ۶۹۰ عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب رفع الصوت بالإهلال، ح: ۱۵۴۸ من حديث حماد بن زيد به.

۵- کتاب الصلاة

مغرب کی نماز کا بیان

سے نہیں سنا جب کہ جعفر بن ربیعہ کی روایت میں سماع اور تحدیث کی صراحت ہے۔ ممکن ہے پہلے عراق نے یہ روایت واسطے سے سنی ہو پھر براہ راست سن لی۔ اور دونوں طرح بیان کر دیا۔ متن میں اختلاف یہ ہے کہ جعفر کی روایت میں نماز عصر کی صراحت ہے جب کہ یزید بن ابی حبیب کی روایت میں ”کسی ایک نماز“ کا ذکر ہے۔ ممکن ہے حضرت نوفل کی روایت میں عصر کی صراحت نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہو۔ پہلے حضرت عراق بہم بیان کرتے ہوں گے پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما صراحت کے بعد انھوں نے حضرت نوفل کی روایت میں بھی نماز عصر کی صراحت شروع کر دی ہو۔ واللہ اعلم۔ (۵) حدیث: ۴۷۵ میں حیط عمل کا ذکر ہے اور یہاں اہل و مال کے لوٹ لیے جانے کا۔ دراصل وہ روایت نماز ترک کر دینے کے بارے میں ہے کہ نہ ادا کی گئی ہو اور نہ قضا ہی پڑھی گئی ہو۔ اور یہ روایت سستی کی بنا پر نماز وقت سے رہ جانے کے بارے میں ہے جب کہ وقت کے بعد قضا پڑھ لی گئی ہو۔ اہل و مال کا لوٹا جانا بھی معمولی نقصان نہیں ہے۔

۴۸۰- أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغَبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَالِكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ نَوْفَلَ بْنَ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَأَنَّمَا وَتَرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ». قَالَ ابْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «هِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ» خَالَفَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ.

۴۸۰- حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا: ”نمازوں میں سے ایک نماز ایسی ہے کہ جس سے وہ رہ جائے وہ یوں سمجھے کہ اس کے اہل و مال لوٹ لیے گئے۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا کہ وہ عصر کی نماز ہے۔ محمد بن اسحاق نے (حضرت لیث کی) مخالفت کی ہے۔

☀️ فائدہ: محمد بن اسحاق اور لیث دونوں یزید بن ابی حبیب کے شاگرد ہیں۔ دونوں سند کے بیان میں بھی مختلف ہیں اور متن کے بیان میں بھی۔ سند کا اختلاف تو یہ ہے کہ حضرت لیث کی روایت میں عراق کے حضرت نوفل سے سماع کی صراحت نہیں جبکہ محمد بن اسحاق کی روایت میں سماع کی صراحت ہے۔ تطبیق سابقہ وضاحت میں گزر چکی ہے۔ متن کا اختلاف یہ ہے کہ حضرت لیث کی روایت مرفوع ہے جبکہ محمد بن اسحاق کی روایت موقوف یعنی صحابی کا قول ہے۔ ویسے ان میں تعارض نہیں ہے کیونکہ اصلاً تو یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہی ہے۔ صحابی نے بھی یہی فتویٰ دیا۔ ظاہر ہے ایسے عام ہوتا ہے۔ اس سے روایت کے مرفوع ہونے میں کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا۔


۴۸۰- [صحیح] أخرجه ابن أبي عاصم في الأحاد والمثنائي: ۲/۲۰۲، ح: ۹۵۲ من حديث الليث بن سعد به، وانظر الحديث السابق والآتي.

مغرب کی نماز کا بیان

۵- کتاب الصلاة

۴۸۱- عراق بن مالک نے کہا کہ میں نے نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: ایک نماز ایسی ہے کہ جس سے وہ رہ جائے گو یا اس کے اہل و مال لوٹ لیے گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ عصر کی نماز ہے۔“

۴۸۱- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ نُوْفَلَ بْنَ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: صَلَاةٌ مِنْ فَاتَتُهُ فَكَأَنَّمَا وَتَرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ».

 فوائد و مسائل: ① حدیث: ۴۸۰ اور حدیث: ۴۸۱ میں فرق یہ ہے کہ پہلی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اور دوسری نوفل بن معاویہ کا اپنا قول۔ ② ان تین روایات کا ظاہر اباب سے کوئی تعلق نہیں بنتا الا یہ کہ کہا جائے کہ سفر میں سستی ہو جاتی ہے۔ بسا اوقات نماز کا وقت بھی گزر جاتا ہے۔ مسافر کو چاہیے کہ عصر کی نماز وقت سے ضائع نہ کرے ورنہ سخت نقصان ہوگا۔ وقت کے اندر ادا کرے۔

باب: ۱۸- مغرب کی نماز

(المعجم ۱۸) - بَابُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

(التحفة ۱۸)

۴۸۲- سلمہ بن کہیل سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت سعید بن جبیر کو مزدلفہ میں دیکھا، انھوں نے اقامت کہی اور مغرب کی نماز تین رکعت پڑھی، پھر اقامت کہی اور عشاء کی نماز دو رکعت پڑھی، پھر انھوں نے ذکر کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس جگہ ان کو ایسے ہی نمازیں پڑھائیں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ اسی طرح کیا تھا۔

۴۸۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَجْمَعُ أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى - يَعْنِي - الْعِشَاءَ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ صَنَعَ بِهِمْ مِثْلَ ذَلِكَ فِي ذَلِكَ الْمَكَانِ، وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ ذَلِكَ فِي ذَلِكَ الْمَكَانِ.

۴۸۱- [صحيح و إسناده حسن] انظر، ح: ۴۷۹، وهو شاهد له.

۴۸۲- أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة... الخ، ح: ۲۸۸/۱۲۸۸ من حديث شعبة

نماز عشاء کی فضیلت کا بیان

🌞 فائدہ: مغرب کی نماز سفر و حضر میں تین رکعت ہی رہتی ہے کیونکہ یہ دن کے وتر ہیں نصف کرنا ممکن نہیں ہے۔ دو رکعت پڑھی جائیں تو وتر نہیں رہے گی جب کہ عشاء کی نماز سفر میں دو رکعت ہو جاتی ہے۔

(المعجم ۱۹) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ  
باب: ۱۹- نماز عشاء کی فضیلت  
(التحفة ۱۹)

۴۸۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک رات) عشاء کی نماز کو مؤخر کیا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو (مسجد سے) بلند آواز میں پکارا کہ عورتیں اور بچے سو گئے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ باہر (مسجد میں) تشریف لائے اور فرمایا: ”تمہارے علاوہ کوئی شخص یہ نماز نہیں پڑھتا۔“ اور (واقعتاً) ان دنوں اہل مدینہ کے علاوہ کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا تھا۔

۴۸۳- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ نَصْرِ  
عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ عَنِ  
الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَعْتَمَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْعِشَاءِ حَتَّى نَادَاهُ عُمَرُ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: نَامَ النِّسَاءُ وَالصَّبِيَانُ  
فَفَرَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ  
أَحَدٌ يُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ غَيْرُكُمْ» وَلَمْ يَكُنْ  
يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ يُصَلِّي غَيْرَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ضرورت پڑنے پر رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز سے پکارنا جائز تھا۔ آپ کی موجودگی میں بلا ضرورت اونچی آواز سے بولنا گناہ تھا گستاخی تھی اور موجب حرمان تھا پھر یہ واقعہ سورہ حجرات کے نزول سے پہلے اسلام کے ابتدائی ایام کا ہے جبکہ اونچی آواز سے پکارنے کی ممانعت اور اس پر عمل کی بربادی کی وعید سورہ حجرات میں آئی ہے۔ ② ”عورتیں اور بچے سو گئے۔“ یعنی وہ عورتیں جو باجماعت نماز کے لیے مسجد میں آئی تھیں اور ان کے ساتھ ان کے چھوٹے بچے بھی تھے۔ یا گھروں میں عورتیں اور بچے سو گئے۔ دروازہ کھلوانا مشکل ہوگا۔ لیکن پہلا مفہوم ہی درست ہے۔ ③ ”تمہارے علاوہ کوئی شخص یہ نماز نہیں پڑھتا۔“ کیونکہ عیسائی و یہودی تو عشاء کی نماز پڑھتے ہی نہیں، صرف مسلمان ہی پڑھتے ہیں اور اس وقت اسلام مدینے سے باہر نہیں پھیلا تھا یا پھر مکہ میں چند مجبور و مقہور مسلمان تھے جن کو علاوہ نماز باجماعت پڑھنے کی ہمت ہی نہ تھی، چھپ چھپا کر پڑھتے تھے۔ اس جملے کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اتنی تاریخ کے ساتھ مسجد نبوی کے علاوہ کہیں نماز نہیں پڑھی جاتی کیونکہ مدینہ منورہ کی دیگر مساجد میں لوگ جلدی نماز پڑھ کر سو جاتے تھے۔ اس صورت میں ”تم“ سے مراد مسجد نبوی کے نمازی ہوں گے، پہلی صورت میں عام مسلمان مراد ہوں گے۔

۴۸۳- أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والظهور... الخ، ح: ۸۶۲،  
ومسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ۶۳۸ من حديث الزهري به، أخرجه البخاري من حديث  
عبدالأعلى بن عبدالأعلى به، ح: ۸۶۲.

۵- کتاب الصلاة \_\_\_\_\_ سفر میں نماز عشاء کے رکعتوں کی تعداد کا بیان

واللہ اعلم۔ ۴) اس حدیث سے بظاہر امام صاحب کا استدلال واضح نہیں ہے لیکن آپ کا یہ فرمانا: ”تمہارے علاوہ کوئی شخص یہ نماز نہیں پڑھتا“ اس امت کی خصوصیت واضح کرتا ہے اس لیے اس نماز کا اہتمام ضروری ہے۔ نماز کے لیے منتظر رہنا اس کے اہتمام میں شامل ہے لہذا یہ عمل اس کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ (التحفة ۲۰)

باب: ۲۰- سفر میں عشاء کی نماز کتنی ہوگی؟

۴۸۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ قَالَ: صَلَّى بِنَا سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ بِجَمْعِ الْمَغْرِبِ ثَلَاثًا بِإِقَامَةٍ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ فَعَلَ ذَلِكَ، وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَ ذَلِكَ.

۳۸۴- حضرت حکم سے روایت ہے انہوں نے کہا: جناب سعید بن جبیر نے ہمیں مزدلفہ میں مغرب کی نماز اقامت کے ساتھ تین رکعت پڑھائی پھر سلام پھیرا پھر عشاء کی نماز دو رکعتیں پڑھائیں اور کہا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسے کیا۔ اور انہوں (ابن عمر) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔

۴۸۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ ابْنُ كَهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ صَلَّى بِجَمْعِ فَأَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ فِي هَذَا الْمَكَانِ.

۳۸۵- جناب سعید بن جبیر نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا آپ نے مزدلفہ میں اقامت کہی اور مغرب کی نماز تین رکعت پڑھی پھر عشاء کی نماز دو رکعت پڑھی پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

(المعجم ۲۱) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ (التحفة ۲۱)

باب: ۲۱- نماز باجماعت کی فضیلت

۴۸۴- [صحیح] تقدم، ح: ۴۸۲، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۴.

۴۸۵- [صحیح] تقدم، ح: ۴۸۲، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۵.

نماز باجماعت کی فضیلت کا بیان

۴۸۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رات اور دن کے وقت فرشتے تم پر باری باری آتے ہیں اور فجر اور عصر کی نماز میں (دن اور رات کے) فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر جن فرشتوں نے تم میں رات گزاری ہوتی ہے وہ اوپر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے: تم میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں: ہم ان کو نماز پڑھتا چھوڑ کر آئے ہیں اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے تو وہ اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے۔“

۴۸۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ».

۴۸۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”باجماعت نماز تمہارے اکیلے کی نماز سے پچیس گنا فضیلت رکھتی ہے۔ اور فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ چاہے تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ لو: ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ ”اور صبح کی نماز قائم کرو کیونکہ صبح کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔“

۴۸۷- أَخْبَرَنَا كَثِيرٌ بْنُ عُبيدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «تَفْضُلُ صَلَاةِ الْجَمْعِ عَلَى صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسِينَ وَعِشْرِينَ جُزْءًا وَيَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَاقْرَأُوا إِن شِئْتُمْ: ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾». [الإسراء: ۷۸]

☀️ فوائد و مسائل: ① ”پچیس گنا“ کیونکہ باجماعت نماز پڑھنے کے لیے انسان کو بہت سے نیک کام زائد

۴۸۶- أخرجه البخاري، التوحيد، باب كلام الرب تعالى مع جبريل... الخ، ح: ۷۴۸۶ عن قتبية، ومسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ح: ۶۳۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۷۰.

۴۸۷- أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة... الخ، ح: ۶۴۹ من حديث الزهري به، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ۶۴۸، ۴۷۱۷، ومسلم، ح: ۲۴۶/۶۴۹ باختلاف يسير.

۵- کتاب الصلاة \_\_\_\_\_ قبلے سے متعلق احکام و مسائل


کرنے پڑتے ہیں؛ مثلاً: گھر سے نماز کے ارادے سے نکلنا، دعا پڑھنا، مسجد کی طرف چلنا، راستے میں ملنے والوں سے سلام و جواب کرنا، مریض کی پیٹار پرسی کرنا، راستے کو صاف رکھنا، کسی کو راستہ بتانا اور عاجز کی مدد کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ① ویسے تو فرشتے ہر نماز میں حاضر ہوتے ہیں مگر چونکہ فجر کی نماز میں دن اور رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں اس لیے اس کا خصوصی ذکر فرمایا۔

۴۸۸- حضرت عمارہ بن رویہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ”وہ شخص آگ میں نہیں جائے گا جس نے طلوع شمس اور غروب شمس سے پہلے کی نمازیں پڑھیں۔“

۴۸۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَيَعْقُوبُ

ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَلْجُ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ».

 فائدہ: اس حدیث میں نماز باجماعت کا ذکر نہیں، صرف فجر اور عصر کی نماز کا ذکر ہے، گویا نماز پڑھنے سے مراد باجماعت نماز پڑھنا ہی ہے۔ علیحدہ علیحدہ یا بے وقت نماز پڑھنا قابل تعریف نہیں۔ (دیکھیے حدیث نمبر ۴۷۲)

باب: ۲۲- قبلہ کب مقرر ہوا؟

(المعجم ۲۲) - بَابُ فَرَضِ الْقِبْلَةِ

(التحفة ۲۲)

۴۸۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے) سولہ (۱۶) یا سترہ (۱۷) مہینے نماز پڑھی، پھر آپ کو موجودہ قبلے (بیت اللہ) کی طرف پھیر دیا گیا۔

۴۸۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [قَالَ]: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، سَكَتَ سُفْيَانُ، وَصُرِفَ إِلَى الْقِبْلَةِ.

فائدہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں۔ ظاہر ہے انہوں نے ہجرت کے بعد ہی آپ ﷺ

کے ساتھ نمازیں پڑھیں۔ تو حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ ہجرت سے سولہ سترہ ماہ بعد تک قبلہ بیت المقدس ہی

۴۸۸- [صحیح] تقدم، ح: ۴۷۲.

۴۸۹- أخرجه البخاري، التفسير، باب: "ولكل وجهة هو موليها..."، ح: ۴۴۹۲، ومسلم، المساجد، باب

تحويل القبلة من القدس إلى الكعبة، ح: ۱۲/۵۲۵ من حديث يحيى القطان به.




قبیلے سے متعلق احکام و مسائل

۱۵۔ رجب یا شعبان ۲ ہجری میں بیت اللہ کو قبلہ مقرر کیا گیا۔ قبیلے سے متعلق تفصیلی احکام و مسائل کے لیے کتاب القبلة کا ابتدائی ملاحظہ فرمائیں۔

۴۹۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے سولہ (۱۶) مہینوں تک بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی پھر آپ کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا گیا۔ ایک آدمی جس نے (قبیلے کی تبدیلی کے بعد) آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی انصار کے ایک قبیلے کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا: میں قسم کھاتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کا قبلہ کعبے کی طرف کر دیا گیا ہے۔ تو وہ (نماز ہی میں) کعبے کی طرف مڑ گئے۔

۴۹۰۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِيُّ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَصَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ إِنَّهُ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَمَرَّ رَجُلٌ قَدْ كَانَ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ. فَانْحَرَفُوا إِلَيَّ الْكَعْبَةَ.

 فوائد و مسائل: ① انصار کے اس قبیلے کا نام بنو حارث تھا۔ ② انصار کا نماز ہی میں بیت اللہ کی طرف رخ کرنا تمام نمازیوں کے لیے کچھ نہ کچھ حرکت کا باعث بنا کیونکہ بیت اللہ بیت المقدس سے بالکل مخالف جانب ہے۔ ظاہر ہے امام کو صفیں چیر کر دوسری جانب آنا پڑا اور مقتدیوں کو بھی صفیں بدلنی پڑیں۔ معلوم ہوا کہ نماز کی اصلاح کے لیے جو بھی حرکت کرنی پڑے وہ نماز کے فساد کا موجب نہیں، قلیل ہو یا کثیر۔ ③ ثابت ہوا کہ خبر واحد حجت ہے۔ ④ کسی حکم کے علم سے قبل اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ تبدیلی قبلہ کا حکم تو اس قبیلے کے نماز شروع کرنے سے قبل آچکا تھا مگر چونکہ ان کو علم نماز کے دوران میں ہوا لہذا پہلے سے پڑھی ہوئی نماز جو دوسرے قبیلے کی طرف تھی فاسد نہیں ہوئی۔ ⑤ یہ بات اختلافی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ کا بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا وحی سے تھا یا اہل کتاب سے موافقت کی بنا پر۔


(المعجم ۲۳) - بَابُ الْحَالِ الَّتِي يَجُوزُ فِيهَا اسْتِقْبَالُ غَيْرِ الْقِبْلَةِ (التحفة ۲۳)  
باب: ۲۳۔ وہ حالت جس میں قبیلے کی بجائے کسی اور طرف نماز پڑھنا جائز ہے

۴۹۰۔ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: الصلاة من الإيمان، ح: ۴۰، ۳۹۹، ۴۴۸۶، ۴۴۹۲، ۷۲۵۲، ومسلم، المساجد، باب تحويل القبلة من القدس إلى الكعبة، ح: ۵۲۵ من حديث أبي إسحاق به.

قبلے سے متعلق احکام و مسائل

۴۹۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نفل نماز پڑھتے تھے سواری کا منہ جس طرف بھی ہوتا۔ اسی طرح وتر بھی سواری پر پڑھتے تھے۔ مگر فرض نماز سواری پر نہیں پڑھتے تھے۔

۴۹۱- أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغَبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهَبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قَبْلَ أَيِّ وَجْهِ تَتَوَجَّهُ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ.

 فوائد و مسائل: ① نفل نماز چونکہ ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے سفر میں بھی حضر میں بھی۔ اگر سفر میں قبلے کا یا نیچے اتر کر پڑھنے کا پابند کیا جاتا تو یہ ہوتا کہ مسافر نفلوں سے محروم رہتا یا سفر نہ کر سکتا اس لیے نفل نماز میں رعایت رکھی گئی کہ مسافر سفر کے دوران میں سواری پر نماز پڑھ سکتا ہے خواہ قبلے کی طرف منہ نہ ہو اور خواہ رکوع اور سجدہ نہ کر سکے تاہم یہ ضروری ہے کہ آغاز کرتے وقت سواری کا رخ قبلے کی طرف ہو بعد میں چاہے جس طرف ہو جائے۔ ② وتر کی نماز سواری پر پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر فرض یا واجب نہیں بلکہ نفل ہیں۔ احتیاف وتر کو واجب کہتے ہیں۔ مزید دیکھیے: (حدیث: ۴۶۲) ③ قبلے کی شرط اس وقت تک ہے جب تک ممکن ہو جب قبلہ رخ ہونا انسان کے بس ہی میں نہ ہو یا بعد میں بدستور قبلہ رخ رہنا محال ہو اور نماز کا وقت بھی چارہا ہو اور نیچے اترنا ناممکن اور بس میں نہ ہو اور بعد میں اس کی قضا ادا کرنا بھی پریشانی کا باعث ہو تو سواری پر فرض نماز پڑھی جاسکتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا حکم دیا اور اگر ایسے نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھنے کی بھی اجازت دی ہے۔

۴۹۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ آتے ہوئے سواری پر نماز پڑھتے تھے اور اسی کے بارے میں یہ آیت اتری: ﴿فَإِنَّمَا تَوَلَّوْا فَنَمَّ وَجْهَ اللَّهِ﴾ ”تم

۴۹۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى دَابَّتِهِ

۴۹۱- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ۷۰۰/ ۳۹ من حديث ابن وهب، والبخاري، التقصير، باب: ينزل للمكتوبة، ح: ۱۰۹۸ من حديث يونس بن يزيد به.

۴۹۲- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ۷۰۰/ ۳۳ من حديث يحيى القطان به.

۵- کتاب الصلاة قبلہ سے متعلق احکام و مسائل

وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَفِيهِ أَنْزَلَتْ: ﴿فَأَيْنَمَا تُولُوا فَتَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ [البقرة: ۱۱۵].

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ بھی نفل نماز کی بات ہے۔ ② مکہ سے مدینہ آتے ہوئے ظاہر ہے قبلہ پیٹھ کی طرف ہو گا۔ ③ اس آیت کی شان نزول خاص ہے لیکن حکم عام ہے، یعنی اس جیسے ہر مسئلے میں یہ حکم لاگو ہوگا مثلاً: قبلہ کا پتہ نہ چلے یا غلطی سے قبلہ کی بجائے کسی اور طرف (منہ کر کے) نماز پڑھ لی گئی ہو وغیرہ۔

۴۹۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى رَأْسِهِ فِي السَّفَرِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ.

۴۹۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں اپنی سواری پر (نفل) نماز پڑھا کرتے تھے جدھر بھی اس کا منہ ہوتا۔

قَالَ مَالِكٌ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

(راوی حدیث) مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن دینار نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

(المعجم ۲۴) - بَابُ اسْتِيبَانَةِ الْخَطَا بَعْدَ الْأَجْتِهَادِ (التحفة ۲۴)

باب ۲۴- پوری کوشش کے باوجود نماز کے بعد غلطی کا پتہ چلے (تو دہرانے کی ضرورت نہیں)

۴۹۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ بَقْبَاءَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَنْزَلَ

۴۹۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: لوگ بقاء میں صبح کی نماز میں تھے کہ ایک آنے والے شخص نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ پر آج رات نیا حکم اترا ہے اور آپ کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا

۴۹۳- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة... الخ، ح: ۳۷/۷۰۰ من حديث مالك، والبخاري، التفسير، باب الإيماء على الدابة، ح: ۱۰۹۶ من حديث عبدالله بن دينار به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۵۱.

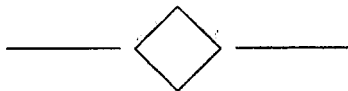
۴۹۴- أخرجه البخاري، الصلاة، باب ماجاء في القبلة ومن لم ير الإعادة على من سها فوصل إلى غير القبلة، ح: ۴۰۳، ومسلم، المساجد، باب تحويل القبلة من القدس إلى الكعبة، ح: ۵۲۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۹۵.

۵- کتاب الصلاة ..... قبلے سے متعلق احکام و مسائل

عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ  
فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ  
فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ .

گیا ہے لہذا کعبے کی طرف منہ کرو۔ ان کے چہرے شام  
کی طرف تھے چنانچہ وہ کعبے کی طرف گھوم گئے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ باجماعت نماز پڑھ رہے تھے تو یہ اطلاع پہنچی، گویا ایسا ہی واقعہ مسجد بنو حارثہ میں عصر کی نماز کے اندر پیش آیا، لیکن چونکہ مسجد قباء کی اپنی فضیلت و اہمیت ہے اس لیے اس کا نام مسجد قبلتین نہیں پڑا تا کہ بحیثیت مسجد قباء ہونے کے اس کی جو اہمیت ہے وہ دب نہ جائے، بخلاف مسجد قبلتین کے کہ اس کا قبلتین ہونا ہی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ ② تمام احادیث کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تحویل قبلہ کا حکم ظہر کی نماز کے وقت اترنا۔ نبی ﷺ نے کعبے کی طرف اولین نماز ظہر کی پڑھی۔ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والوں نے یہ اطلاع دوسری مساجد میں پہنچائی۔ مدینے والوں کو یہ اطلاع عصر کی نماز کے دوران میں ملی۔ انھوں نے نماز کی حالت ہی میں رخ بدل لیا۔ مسجد قباء میں شہر سے واپس جانے والوں نے صبح کی نماز کے وقت اطلاع پہنچائی۔ ③ امام صاحب کا استدلال یوں ہے کہ تحویل قبلہ کے حکم کے بعد تین نمازیں اہل قباء نے غیر قبلہ کی طرف پڑھیں، لیکن چونکہ اس بات کا پتہ ان نمازوں کی ادائیگی کے بعد چلا، لہذا دہرانے کی ضرورت نہ تھی۔ اب بھی اگر نماز کی ادائیگی کے بعد پتہ چلے کہ نماز غلط جانب پڑھی گئی ہے تو دہرانے کی ضرورت نہیں، بشرطیکہ نماز سے پہلے قبلہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔





## اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

امام نسائی رحمہ اللہ نے کتاب الصلاة کے بعد کتاب المواقیح کا انتخاب کیا ہے۔ اگرچہ یہ حصہ کتاب الصلاة ہی سے متعلق ہے لیکن چند مخصوص امتیازی مسائل کی وجہ سے امام صاحب نے اسے الگ سے ذکر کیا ہے تاکہ اس کی اہمیت مزید اجاگر ہو اور اس موضوع کی احادیث کے مفاتیح و مقاصد کو خوب ذہن نشین کر لیا جائے۔

\* بروقت نماز ادا کرنے کی اہمیت: جہاں تک پانچ نمازوں کے اوقات کی بات ہے تو قرآن و حدیث میں ان کا وقت محدود و متعین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾ (النساء: ۴: ۱۰۳) ”یقیناً نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے۔“ بلا عذر شرعی کوئی نماز اس کے متعین وقت سے مؤخر کرنا گناہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ (الماعون: ۱۰۷: ۵۳) ”ہلاکت ہے ایسے نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں۔“

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ مَوْقُوتَةً بِمَوَاقِيحَ مُحَدَّدَةٍ] ”تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ پانچ نمازوں کی ادائیگی ان کے مقررہ اوقات میں فرض ہے۔“ (المغنی لابن قدامة: ۴۱۲/۱)

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

اسی لیے نماز میں سستی کرنے والوں کے متعلق اللہ رب العزت نے فرمایا ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ (الماعون ۱۰۷: ۵۳) ”ہلاکت ہے ایسے نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں۔“ اس آیت کی تفسیر میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنی نماز اصل وقت سے لیٹ پڑھتے ہیں۔ (تفسیر الطبری، الماعون: ۲۰۴/۱۵، ومسند أبي يعلى، حدیث: ۷۰۱) اس کی سند حسن ہے۔ یہ مرفوعاً بھی مروی ہے لیکن اس کی سند میں مکرمہ بن ابراہیم ضعیف ہے کذا قال شیخنا الأثری۔ حافظ ابن کثیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”تاخیر صلاة (نماز) سے مراد اسے کلیتاً ترک کرنا یا اس کے شرعاً مقررہ وقت سے لیٹ کر کے پڑھنا ہے یا نماز کے اول وقت سے مؤخر کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۷۱۸/۳)

بہر حال ﴿عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ کے تحت یہ سارے مفہوم آ سکتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: [الصَّلَاةُ عَلَى وَفْتِهَا] ”نماز کو اس کے وقت پر (بروقت) ادا کرنا۔“ (صحیح البخاری، موقایت الصلاة، حدیث: ۵۲۷) ”اس کے وقت پر“ اس سے مراد نماز کا اول وقت ہے۔

اس کی توضیح حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث سے ہوتی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ترین عمل کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: [الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا] ”(افضل ترین عمل) نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا ہے۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث:

۲۲۶، مزید دیکھیے: صحیح سنن أبي داود (مفصل) للألبانی، حدیث: ۲۵۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں: [مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قُتِلَ فِيهَا إِلَّا خَيْرَ مَرَّتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ] ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز اس کے آخری وقت میں دو مرتبہ بھی نہیں پڑھی تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر لی۔“ (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۷۴) اس حدیث کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں: [هَذَا حَدِيثٌ (حَسَنٌ) غَرِيبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ] ”یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس کی سند متصل نہیں ہے۔“ جبکہ درحقیقت یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ مستدرک حاکم میں یہ موصولاً مروی ہے۔ امام حاکم رضی اللہ عنہ نے شیخین کی شرط پر اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ان کی موافقت کی

۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

ہے۔ (المستدرک للحاکم: ۱۹۰/۱، وهدایة الرواة بتعلیق الألبانی: ۲۹۸/۱، والتلخیص الحبیر: ۳۲۵/۱، طبعہ مؤسسۃ قرطبۃ) ان دلائل سے معلوم ہوا کہ شرعی عذر کے سوا نماز اول وقت ہی میں ادا کرنا افضل ہے، سوائے نمازِ عشاء کے کہ اسے دیر سے پڑھنا افضل ہے۔ اس کے سوا کسی نماز کو اس کے درمیانی یا آخر وقت میں ادا کرنا افضل نہیں بلکہ صرف جائز اور مباح ہے جیسا کہ آئندہ بحث میں آئے گا۔ نمازوں کے اوقات کی اسی اہمیت کے پیش نظر بالخصوص اول وقت میں ان کی ادائیگی کی اہمیت و افضلیت اجاگر کرنے کے لیے صحیح احادیث کی روشنی میں پانچوں نمازوں کے اوقات قدرے تفصیل سے ذکر کیے گئے ہیں۔ اس تفصیلی گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی نمازیں بروقت ادا کریں اور اس فکر کو عام کرنے کی کوشش بھی کریں تاکہ بروقت نماز پڑھنے سے ہم صحیح معنوں میں نبی اکرم ﷺ کی اس عظیم بشارت کے مستحق قرار پائیں۔ ارشادِ گرامی ہے: [مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أَمَرَ وَصَلَّى كَمَا أَمَرَ، غُفِرَ لَهُ، مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ] ”جس نے اس طرح وضو کیا جیسے حکم دیا گیا اور نماز بھی اسی طرح پڑھی جیسے حکم دیا گیا (یعنی مسنون اوقات و اعمال کا خیال رکھا) تو اس کی گزشتہ ہر قسم کی لغزش معاف کر دی جائے گی۔“ (سنن النسائي، الطهارة، حدیث: ۱۳۳)

اس سے بڑھ کر ان اوقات نماز پنجگانہ کی اہمیت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے خود جبریل علیہ السلام نے دو دن عملاً سید الانبیاء ﷺ کو پانچ وقت نماز پڑھائی۔

\* صبح کی نماز کا اول و آخر وقت: طلوع فجر صادق سے طلوع آفتاب سے قبل تک وقت جواز و ادا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ.....] ”صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے اس وقت تک ہے جب تک سورج طلوع نہ ہو.....“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۱۲) یعنی اس کا اول وقت طلوع فجر اور آخری وقت طلوع شمس ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ] ”نماز فجر کا اول وقت وہ ہے جب فجر صادق پھوٹی ہے اور اس کا آخری وقت طلوع شمس ہے۔“ (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۵۱)

امام ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ نے اس مرفوع روایت کو معلول قرار دیا ہے۔ وہ اس طرح کہ یہ روایت مجاہد کا



۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

اپنا کلام ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی سند میں اعمش ہیں ان کے متعدد شاگرد ہیں۔ جب وہ یہ روایت اعمش سے بیان کرتے ہیں تو سب مجاہد پر موقوفاً بیان کرتے ہیں۔ صرف ایک شاگرد محمد بن فضیل یہ روایت مرفوع بیان کرتے ہیں اور اختلاف کے وقت اکثر کی بات قابل قبول ہوتی ہے۔ لیکن اس طرح حدیث کو مجروح و معلول قرار دینا اصولاً درست نہیں کیونکہ محمد بن فضیل ثقہ راوی ہیں۔ امام علی بن مدینی جو کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قابل فخر استاد ہیں انھوں نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: **اَكَانَ ثِقَّةً نَبْتًا فِي الْحَدِيثِ** [وہ حدیث میں ثقہ اور ثبت تھے۔] ان کی عدالت اور حفظ و اتقان کے حوالے سے قطعاً کوئی جرح نہیں اس لیے ان کی بیان کردہ روایت زیادتی ثقہ کی قبیل سے ہے جو کہ مقبول ہوتی ہے۔ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے بایں الفاظ اس علت کی تردید کی ہے: **وَمَا يَضُرُّ إِسْنَادًا مَنْ أَسْنَدَ إِيقَافُ مَنْ أَوْقَفَ** [روایت کو موقوف بیان کرنے والے کا موقوفاً بیان کرنا مسنداً بیان کرنے والے کے لیے کوئی ضرر رساں نہیں۔] امام ابن جوزی نے بھی ”التحقیق“ میں ابن فضیل کو ثقہ قرار دیا ہے اور یہ صورت نکالی ہے کہ ممکن ہے اعمش نے مجاہد سے مرسل اور ابوصالح سے مسنداً بیان کیا ہو۔ ابن قطان بھی اس قسم کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بعد نہیں کہ اعمش کے ہاں یہ دو طریق سے منقول ہو۔ ایک مرسل سند سے اور دوسری مرفوع طریق سے۔ اور جس نے اسے مرفوعاً بیان کیا ہے وہ اہل علم میں سے ہیں اور صدوق ہیں انھیں ابن معین نے ثقہ قرار دیا ہے۔ (ملخص ماذکرہ أحمد شاکر)

(العاصم: ان الفاظ سے یہ روایت مرفوعاً ثابت ہے۔ علماء کی بیان کردہ مذکورہ علت اصولاً محل نظر ہے۔ مزید تحقیق اور تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح جامع الترمذی لأحمد شاکر: ۱/۲۸۲، ۲۸۵، و سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی، رقم: ۱۶۹۶)

جبکہ اضطرار کی صورت میں طلوع آفتاب سے بعد تک بھی نماز جائز ہے۔ وہ اس صورت میں کہ جب طلوع شمس سے قبل ایک رکعت کا وقت ملے تو دوسری رکعت طلوع آفتاب کے بعد مکمل کر لی جائے۔ (وہ اپنی نماز بدستور جاری رکھے اگرچہ پہلی رکعت کے بعد سورج طلوع ہو جائے۔ اس کی نماز وقت ہی میں ادا شمار ہوگی۔) (المغنی لابن قدامة: ۱/۳۲۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ.....** [جو طلوع شمس سے قبل صبح کی ایک

## ۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

رکعت پالے تو یقیناً اس نے صبح کی (پوری) نماز پالی.....“ (صحیح البخاری، مواقیب الصلاة، حدیث: ۵۷۹، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۰۸) صحیح بخاری کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: [وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيَتِمَّ صَلَاتَهُ] ”اور جب کوئی صبح کی نماز کا ایک سجدہ (رکعت) طلوع آفتاب سے قبل پالے تو اپنی (باقی) نماز مکمل کرے۔“ (صحیح البخاری، مواقیب الصلاة، حدیث: ۵۵۶)

\* فجر صادق: صبح کے وقت افتح پر پھیلی ہوئی سفیدی فجر صادق کی علامت ہے۔ یہ نماز فجر کا اول وقت ہوتا ہے۔ لیکن اگر سفیدی افتح پر پھیلنے کی بجائے سیدی اور اوپر کو اٹھی ہوئی ہو تو یہ فجر کاذب ہے جو فجر صادق سے پہلے پھوٹی ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ ابھی تک نماز کا وقت نہیں ہوا۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغنی: ۳۲۹/۱)

نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ نماز فجر اول وقت، یعنی اندھیرے ہی میں پڑھی ہے، صرف ایک دفعہ روشنی ہونے پر پڑھی اور یہ صرف بیان جواز کے لیے تھا۔ ابو سعود بدری رضی اللہ عنہ کی حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے وہ فرماتے ہیں: [وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بَعْلَسَ، ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرَى فَاسْفَرَبَهَا، ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ التَّغْلِيْسِ حَتَّى مَاتَ وَكَمْ يُعَدُّ إِلَى أَنْ يُسْفِرَ] ”نبی ﷺ نے ایک بار فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھی، پھر دوسری مرتبہ روشنی میں پڑھی، پھر اس کے بعد آپ کی نماز ہمیشہ اندھیرے ہی میں ہوا کرتی تھی حتیٰ کہ آپ کی وفات ہو گئی اور دوبارہ (کبھی) روشنی میں نہ پڑھی۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۳۹۴، و صحیح سنن أبي داود (مفصل) للألبانی، حدیث: ۴۱۸)

ملفوظ: اس روایت کی صحت پر اعتراض کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ اس میں اوقات کے بیان و تفسیر میں اسامہ بن زید متفرد ہے جو کہ متکلم فیہ بھی ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۳۹۴) لیکن راجح بات یہی ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔ اس میں مذکورہ اضافہ زیادتی ثقہ کی قبیل سے ہے۔ زہری سے بیان کرنے والے دیگر رواۃ جو یہ اضافہ بیان نہیں کرتے ان کی بیان کردہ روایت سے اس زیادتی کی نفی نہیں ہوتی، لہذا اصولاً یہ اضافہ واجب القبول ہے۔ ہاں جس زیادتی ثقہ سے دیگر راویوں کی بیان کردہ روایت کی نفی یا تعارض و تضاد لازم آئے ایسی زیادتی واقعی شاذ اور ناقابل عمل ہوتی ہے لیکن

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

یہاں یہ بات امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ثابت ہوتی ہے نہ امر واقع میں ایسا ہے۔ دوسرے اسامہ بن زید لیشی کے بارے میں جو بعض ائمہ کی جرح ہے وہ غیر مفسر ہے۔ اس کے برعکس دیگر ائمہ نے اسے ثقہ اور صدوق اور اس کی روایت کو صحیح الاسناد بھی کہا ہے۔

❊ فن رجال کے امام علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اسے یحییٰ بن معین نے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن عدی نے فرمایا: [لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ] "اس کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں۔" (میزان الاعتدال: ۱۷۴/۱ مطبوعۃ المكتبة الأثرية)

❊ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [وَقَالَ أَبُو يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ عَنْهُ: ثِقَّةٌ صَالِحٌ، وَقَالَ عَثْمَانُ الدَّارِمِيُّ عَنْهُ: لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَقَالَ الدُّورِيُّ وَعَيْرُهُ عَنْهُ: ثِقَّةٌ] "ابو یعلیٰ موصلی نے انھیں ثقہ صالح کہا ہے۔ عثمان دارمی فرماتے ہیں کہ ان کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں۔ امام دوری وغیرہ نے بھی اسے ثقہ قرار دیا ہے۔" (تہذیب التہذیب: ۱۸۳/۱)

❊ امام عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ثقہ کہا ہے۔ (تاریخ الثقات، رقم: ۵۹، ص: ۶۰)

❊ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے امام یعقوب کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اسامہ بن زید (لیشی) علمائے مدینہ کے نزدیک ثقہ اور مامون ہے۔ (السنن الكبرى للبيهقي: ۲۳۹/۵)

❊ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [صَدُوقٌ يَهُمُّ] "صدوق ہیں لیکن وہم کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔" (تقریب التہذیب، ص: ۱۲۳) اسی لیے محدث العصر ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: [وَفِي أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ كَلَامٌ لَا يَضُرُّ] "اسامہ بن زید میں کچھ کلام ہے لیکن نقصان دہ نہیں۔" (صحیح سنن أبي داود (مفصل): ۲۵۱/۲، حدیث: ۳۱۸)

امام منذری رحمۃ اللہ علیہ ان کی زیادت کے بارے فرماتے ہیں: [وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ فِي قِصَّةِ الْإِسْفَارِ رَوَاتُهَا عَنْ آخِرِهِمْ ثِقَاتٌ، وَالزِّيَادَةُ مِنَ الثَّقَةِ مَقْبُولَةٌ] "قصہ اسفار میں یہ ایک ایسی زیادتی (اضافہ) ہے جس کے تمام راوی شروع سے آخر تک ثقہ ہیں اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔" (مختصر سنن أبي داود مع معالم السنن: ۲۳۳/۱)

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے معالم السنن میں اسے "صحیح الاسناد" قرار دیا ہے۔ (معلم السنن مع مختصر

## ۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

المنذری: ۱/۲۳۵)

امام ابن خزیمہ اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ (ابن خزیمہ: ۱/۱۸۱، وابن حبان، حدیث: ۲۷۹،  
والمستدرک للحاکم: ۱/۱۹۲، ۱۹۳)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: [وَصَحَّحَهُ  
ابْنُ خُزَيْمَةَ وَعَيْرُهُ مِنْ طَرِيقِ ابْنِ وَهْبٍ.....] "ابن خزیمہ وغیرہ نے اسے ابن وہب کے  
طریق سے صحیح قرار دیا ہے۔" دیکھیے: (فتح الباری: ۵/۲، تحت حدیث: ۵۲۱) نیز ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے  
ہیں: "میں نے ایک ایسی دلیل پائی ہے جس سے اسامہ کی روایت کو تقویت ملتی ہے۔ مزید یہ کہ حدیث  
میں وارد بیان فعل جبریل علیہ السلام سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ روایت باغندی نے "مسند عمر بن عبدالعزیز" میں اور  
بیہقی نے "سنن کبریٰ" میں یحییٰ بن سعید الأنصاری عن أبي بكر بن حزم أنه بلغه عن  
أبي مسعود کے طریق سے روایت کی ہے تو اس نے اسے منقطع ذکر کیا ہے، لیکن طبرانی نے اسے ایک  
دوسرے طریق سے بواسطہ ابو بکر بن حزم عن عروہ روایت کیا ہے۔ الغرض حدیث پھر عروہ کی طرف  
لوٹ آئی اور واضح ہو گیا کہ اس کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے، جبکہ مالک اور جو رواۃ ان کی متابعت کرتے  
ہیں ان کی روایت میں اختصار ہے۔ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بالجزم یہی بات کہی ہے لہذا مالک اور ان  
کی متابعت کرنے والوں کی روایت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو (اسامہ) کے مذکورہ اضافے کی نفی  
کرتی ہو، بہر حال جب صورت حال یہ ہے تو اس زیادتی کو شاؤ نہیں کہا جا سکتا۔" دیکھیے: (فتح الباری:  
۶/۲، تحت حدیث: ۵۲۱) ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصریح اپنی جگہ اکابر احناف نے تو یہاں تک صراحت کی  
ہے کہ اگر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباری" اور "تلخیص الحمیر" میں کسی حدیث پر خاموشی بھی اختیار کریں تو  
یہ تقویت حدیث کی دلیل ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں: [عَلَى أَنَّ شَرْطَهُ فِي التَّلْخِيصِ وَالْفَتْحِ مِنَ  
السُّكُوتِ عَلَى حَدِيثِ دَلِيلٍ عَلَى قُوَّةِ الْحَدِيثِ] [معارف السنن: ۱/۳۸۵] محدث العصر  
علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صحیح سنن ابی داؤد (حدیث: ۴۱۸) کی اپنی مایہ ناز تحقیق میں اس کی سند  
کو حسن کہا ہے۔ فرماتے ہیں: [إِسْنَادُهُ حَسَنٌ، وَكَذَا قَالَ النَّوَوِيُّ، وَهُوَ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ،  
وَأَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ (۱۴۹۲)، وَقَالَ الْحَاكِمُ: صَحِيحٌ وَأَقْرَهُ الذَّهَبِيُّ،

۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ: هُوَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَقَوَاهُ الْمُنْذِرِيُّ، وَالْعَسْقَلَانِيُّ، وَصَحَّحَهُ ابْنُ حُزَيْمَةَ أَيْضًا] ”اس کی سند حسن ہے، نووی نے اسی طرح فرمایا ہے اور یہ مسلم کی شرط پر ہے۔ اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور حاکم نے فرمایا: صحیح ہے اور ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے اور خطابی نے اسے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے۔ منذری اور ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ نے اسے قوی قرار دیا ہے اور ابن خزیمہ نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔“ شیخ سلام اللہ حنفی نے موطا کی شرح میں اسے قابل حجت بلکہ درجہ حسن تک پہنچایا ہے۔ دیکھیے: (معیار الحق، ص: ۲۳۵، طبعہ جدیدہ)

الحاصل: جن ائمہ سے اسامہ پر جرح منقول ہے ان کی جرح مبہم ہے۔ یہ قاعدہ ہے کہ تعدیل کے مقابلے میں جرح مفسر ہی قبول ہوتی ہے جیسا کہ ائمہ فہن نے تصریح کی ہے۔ خاتمۃ الحفاظ علامہ عسقلانی فرماتے ہیں: [وَالْحَرْحُ مُقَدَّمٌ عَلَى التَّعْدِيلِ، وَأُطْلِقَ ذَلِكَ عَلَى جَمَاعَةٍ وَلَكِنْ مَحَلُّهُ إِنْ صَدَرَ مُبَيَّنًا مِنْ عَارِفٍ بِأَسْبَابِهِ، بَأَنَّهُ إِنْ كَانَ غَيْرَ مُفَسِّرٍ، لَمْ يَقْدَحْ فِيْمَنْ ثَبَّتَ عَدَالَتَهُ.....] ”تعدیل پر جرح مقدم ہوتی ہے۔ رواۃ کی ایک جماعت پر مطلق جرح کی گئی ہے (یعنی جرح غیر مفسر) لیکن جرح تعدیل پر اس وقت مقدم ہوتی ہے جب مبین و مفسر ہو اور اسباب جرح سے واقف انسان جرح کرے، لیکن اگر جرح غیر مفسر ہو تو یہ اس شخص کے حوالے سے نقصان دہ اور قدح کا سبب نہیں ہوتی جس کی عدالت ثابت ہو۔“ دیکھیے: (شرح نخبۃ الفکر، ص: ۳۳۳ مع شرح العثیمین) بہر حال اس بارے میں یہی موقف درست ہے، بالخصوص جب کہ کوئی صحیحین کا راوی ہو۔

ہدی الساری میں ابن حجر رحمہم اللہ فرماتے ہیں: [قُلْتُ: فَلَا يُقْبَلُ الطَّعْنُ فِي أَحَدٍ مِنْهُمْ إِلَّا بِقَادِحٍ وَوَاضِحٍ.....] ”میں کہتا ہوں کہ ان میں سے کسی پر طعن اس وقت تک قبول نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ واضح اور مبین نہ ہو۔“ (ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری، ص: ۵۳۸، الفصل التاسع، مطبوعہ دارالسلام) شیخ سلام اللہ حنفی رحمہم اللہ فرماتے ہیں: [وَأَسَامَةُ مِنْ رِجَالِ الْبُخَارِيِّ وَقَدْ قَالُوا: مَنْ رَوَى عَنْهُ الشَّيْخَانِ أَوْ أَحَدَهُمَا عَنْهُ لَا يُنْظَرُ لِلطَّاعِنِينَ فِيهِ وَإِنْ كَثُرُوا] ”اسامہ رجال بخاری میں سے ہے۔ علماء کا قول ہے کہ جس سے شیخین یا ان میں سے کسی ایک نے روایت کی ہو تو اس کے بارے میں جرح کرنے والوں کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ تعداد

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

میں زیادہ ہی ہوں۔“ (معیارالحق، ص: ۲۳۵) جارحین کی جرح کے جواب کے لیے دیکھیے: (دین الحق: ۱/۱۵۵-۱۵۸)

عہد نبوی میں مسلمان خواتین رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز فجر اندھیرے ہی میں ادا کرتی تھیں۔ اتنا اندھیرا ہوتا کہ انھیں پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: [كُنَّ نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفَّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْعَلَسِ] ”مومن عورتیں (صحابیات) اپنی چادروں میں لپیٹی ہوئی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فجر کی ادائیگی کے لیے حاضر ہوتی تھیں پھر جب وہ نماز ادا کرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انھیں کوئی پہچانتا نہیں تھا۔“ (صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، حدیث: ۵۷۸، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۳۵، و إرواء الغلیل: ۱/۲۷۸) اسی حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں: [ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ] ”پھر وہ اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹتیں۔“ (صحیح البخاری، الصلاة، حدیث: ۳۷۲) اور بعض میں یہ الفاظ ہیں: [فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفَّعَاتٍ] ”اس کے بعد عورتیں چادروں میں لپیٹی (گھروں کی طرف) پھرتیں۔“ (صحیح البخاری، الأذان، حدیث: ۸۶۷) اور ایک طریق میں جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ الفاظ ہیں: [لَا يَعْرِفْنَ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا] ”عورتیں آپس میں ایک دوسری کو نہیں پہچانتی تھیں۔“ (صحیح البخاری، الأذان، حدیث: ۸۷۲، والتلخیص الحبیبر: ۱/۳۲۳) شیخ البانی رحمہ اللہ نے مسند سراج کے حوالے سے یہ اضافہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ عورتیں قبیلہ بنو عبدالمطلب سے تعلق رکھتی تھی اور مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر رہائش پذیر تھیں۔ (الإرواء: ۱/۲۷۸، وإِسْنَادُهُ حَسَنٌ). صحیح مسلم میں مندرجہ ذیل الفاظ سے اس بات کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ عورتوں کا نہ پہچانا جانا صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ ﷺ اول وقت اور اندھیرے میں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ [ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ وَمَا يَعْرِفْنَ مِنْ تَغْلِيْسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالصَّلَاةِ] ”پھر وہ اپنے گھروں کی طرف پلٹتیں اور نبی ﷺ کے اندھیرے میں نماز پڑھانے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: (۳۲۱)-۶۳۵، والتلخیص الحبیبر: ۱/۳۲۳، طبعہ

## ۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

مؤسسة قرطبة)

\* غلَس کے معنی: حدیث عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے متعدد طرق سے واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اندھیرے میں نماز فجر پڑھا کرتے تھے اور جس [غلَس] [اندھیرے] کا ذکر ان احادیث میں آیا ہے اس سے مراد رات کے آخری حصے کا اندھیرا ہے نہ کہ بند مسجد کے اندر کا اندھیرا جیسا کہ مذکورہ حدیث کی اس طرح توضیح کر کے احناف نے حدیث سے جان چھڑانے اور مذہب حنفی کے اثبات و تائید کے لیے بھرپور کوشش کی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ غلَس کی توضیح میں فرماتے ہیں: [هُوَ بَقَايَا ظِلَامِ اللَّيْلِ] ”رات کے باقی ماندہ اندھیرے کو غلَس کہتے ہیں۔“ (شرح صحیح مسلم للنووي: ۲۰۱/۵) امام خلیل بن احمد فرماتے ہیں: [ظِلَامُ آخِرِ اللَّيْلِ] ”غلَس سے مراد رات کے آخری حصے کے اندھیرے ہیں۔“ (کتاب العين، ص: ۷۱۸) علامہ فیروز آبادی لکھتے ہیں کہ [ظُلْمَةُ آخِرِ اللَّيْلِ] ”رات کے آخری حصے کا اندھیرا“، غلَس کہلاتا ہے۔ (القاموس المحيط، ص: ۵۶۱) اس کی شرح میں علامہ مرتضیٰ زبیدی حنفی لکھتے ہیں: [ظُلْمَةُ آخِرِ اللَّيْلِ إِذَا اخْتَلَطَتْ بِضَوْءِ الصَّبَاحِ وَمِنْهُ الْحَدِيثُ: كَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ بَغْلَسٍ] ”غلَس سے مراد رات کے آخری حصے کا وہ اندھیرا ہے جس میں صبح کی روشنی شامل ہوگئی ہو۔ حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ غلَس (اندھیرے) میں صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے۔“ (تاج العروس: ۳۸۷/۸) الغرض ”غلَس“ کو مسجد کے اندر کا اندھیرا قرار دینا دلائل کی روشنی میں بے معنی توجیہ ہے۔ حدیث میں وارد الفاظ [لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِّنَ الْغُلَسِ] کا کیا مفہوم ہے؟ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق امام داودی کا قول نقل کیا ہے کہ یہ پتا نہ چلتا تھا کہ یہ مرد ہیں یا عورتیں۔ اور یہ بھی ایک قول ہے کہ عورتوں کا امتیاز نہ ہوتا تھا کہ آیا یہ زینب ہے یا خدیجہ، یعنی نفس ان کی ذات کی پہچان نہ ہوتی۔ (فتح الباری: ۵۵/۲) بنص صرف) اگرچہ اس کے مفہوم کے تعین میں خاصا اختلاف ہے لیکن مؤخر الذکر مفہوم کی تائید حدیث عائشہ ہی کے ایک دوسرے طریق سے ہوتی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اوقات نماز کے متعلق لمبی حدیث مروی ہے۔ اس کے آخر میں نماز فجر کے وقت کی تعین و تحدید بھی منقول ہے وہ فرماتے ہیں: [وَالصُّبْحُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيَهَا بَغْلَسٍ] ”اور صبح کی نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غلَس (رات کی تاریکی) میں پڑھا کرتے تھے۔“ (صحیح

۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

البخاری، مواقیب الصلاة، حدیث: ۵۶۰، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۳۶) اس حدیث کی روشنی میں بھی معلوم ہوا کہ نماز فجر تاریکی میں ادا کرنا افضل ہے کیونکہ یہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی نیز نماز فجر اندھیرے ہی میں پڑھنے کی دلیل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ اس سے بھی صراحتاً فجر کی نماز جلدی پڑھنے کی دلیل ملتی ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: [أَنَّهُمْ تَسَحَّرُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ أَوْ سِتِّينَ، يَعْنِي آيَةً] ”کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سحری کی، پھر بعد ازاں نماز پڑھی۔ میں نے پوچھا: نبی اکرم ﷺ کی سحری اور نماز کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ تو سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تقریباً پچاس یا ساٹھ قرآنی آیات کا۔“ (صحیح البخاری، مواقیب الصلاة، حدیث: ۵۷۵)

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: [وَأَسْتَدَلَّ الْمُصَنِّفُ بِهِ عَلَى أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الصُّبْحِ طُلُوعُ الْفَجْرِ لِأَنَّهُ الْوَقْتُ الَّذِي يَحْرُمُ فِيهِ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ، وَالْمُدَّةُ الَّتِي بَيْنَ الْفَرَاعِ مِنَ السُّحُورِ وَالِدُخُولِ فِي الصَّلَاةِ. وَهِيَ قِرَاءَةُ الْخَمْسِينَ آيَةً أَوْ نَحْوَهَا. .... فَأَشْعَرَ ذَلِكَ بِأَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الصُّبْحِ أَوَّلَ مَا يَطْلُعُ الْفَجْرُ، وَفِيهِ أَنَّهُ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ فِيهَا بَعْلَسَ] ”مصنف (امام بخاری رضی اللہ عنہ) نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز صبح کا اول وقت طلوع فجر ہے کیونکہ یہی وہ وقت ہے جس میں کھانا پینا حرام ہوتا ہے اور سحری سے فراغت اور نماز میں داخل ہونے کی یہ درمیانی مدت (وقفہ) پچاس آیات کی قراءت و تلاوت یا اس کے قریب قریب ہے..... اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صبح کا اول وقت، طلوع فجر کا اول وقت ہے اور اس حدیث میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر کا آغاز اندھیرے میں فرمایا کرتے تھے۔ (فتح الباری: ۵۵/۲، حدیث: ۵۷۸)

ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی رسول اللہ ﷺ سے نماز فجر جلدی پڑھنا مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: [كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَأَحَدُنَا يَعْرِفُ حَلِيسَهُ وَ يَقْرَأُ فِيهَا مَا بَيْنَ السَّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ.....] ”نبی اکرم ﷺ نماز فجر پڑھ لیتے اور ہم میں سے کوئی اپنے پہلو میں بیٹھے ساتھی کو پہچان



۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

لیتا تھا اور آپ ﷺ ساتھ آیات سے لے کر سو آیات تک کی قراءت فرمایا کرتے.....“ (صحیح البخاری) مواقیب الصلاة، حدیث: ۵۴۱، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۲۷) اس حدیث پر غور کیا جائے تو یقیناً پتا چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر اول وقت میں شروع کرتے اور مذکورہ آیات کے بقدر تلاوت فرماتے، تب ممکن ہوتا کہ ساتھ بیٹھے ساتھی کو بیچانا جاسکے وگرنہ ابو بزرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ تصریح بظاہر بے محل ٹھہرتی ہے۔ بالفرض اگر رسول اللہ ﷺ نماز کا آغاز ہی روشنی ہونے پر فرماتے تو یقیناً اس قدر طویل قراءت کے بعد اور قراءت بھی رسول اللہ ﷺ کی تھی، ضرور سورج نکل آتا، یا کم از نکلنے کے قریب ضرور ہوتا، پھر ساتھی پہچاننے کے کیا معنی؟

\* چند آثار صحابہ: مغیث بن سہمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَقْبَلْتُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ، فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: هَذِهِ صَلَاتُنَا كَانَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ، فَلَمَّا طَعِنَ عُمَرُ أُسْفِرَ بِهَا عُثْمَانُ] ”میں نے عبد اللہ بن زبیر کے ساتھ نماز فجر اندھیرے میں پڑھی، جب انھوں نے سلام پھیرا تو میں ابن عمر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: یہ کیسی نماز ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: یہ ہماری وہ نماز ہے جو ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابو بکر و عمر کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، لیکن جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ (اندھیرے میں) شہید کر دیے گئے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے روشنی میں پڑھانا شروع کر دیا۔“ (سنن ابن ماجہ، الصلاة، حدیث: ۶۷۱، و مسند أبي يعلى، حدیث: ۵۷۴، و ابن حبان بتحقيق الشيخ شعيب، حدیث: ۱۳۹۶، و شرح معاني الآثار: ۱/۱۷۶، و السنن الكبرى للبيهقي: ۱/۴۵۶، و إرواء الغلیل للألبانی: ۱/۲۷۹، و إسناده صحيح)

مغیث بن سہمی نے یہ اس لیے پوچھا کہ اس سے قبل عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما روشنی ہونے پر نماز فجر پڑھایا کرتے تھے۔ [وَ كَانَ يُسْفِرُ بِهَا] اور ان کے اس سفر کی وجہ عثمان رضی اللہ عنہ کا نماز فجر روشنی میں پڑھانا تھا۔ جب اندھیرے میں انھوں نے نماز فجر پڑھائی تو عظیم صحابی رسول ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وضاحت فرمادی کہ اصل وقت یہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت بھی یہی ہے، نیز خلیفۃ الرسول ابو بکر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی تاریکی ہی میں نماز پڑھایا کرتے تھے، لیکن جب اندھیرے میں نماز پڑھاتے ہوئے عمر فاروق

۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ کی شہادت کا سانحہ پیش آیا تو بغرض احتیاط اور وقتی خطرات سے بچاؤ اور تحفظ کی خاطر عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آغاز میں تاخیر سے نماز فجر پڑھانے کی پالیسی اپنائی، بعد ازاں حالات سدھر گئے تو انھوں نے دوبارہ پھر اسی طرح سنت کے مطابق تاریکی میں نماز پڑھانا شروع کر دی۔ اس بات کی تصدیق ایک دوسرے اثر سے ہوتی ہے جو ابوسلمان سے بسند صحیح منقول ہے وہ فرماتے ہیں: [خَدَمْتُ الرَّكْبَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ فَكَانَ النَّاسُ يُغْلَسُونَ بِالْفَجْرِ] ”میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک قافلے کی خدمت کی۔ وہ لوگ نماز فجر اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۸۳/۱) حدیث: ۳۳۳۸، طبعة دار الکتب العلمیة) اس اثر سے معلوم ہوا کہ عثمانی عہد خلافت میں لوگ نماز فجر تاریکی ہی میں ادا کرتے تھے۔ اس مفہوم کی تائید مزید اس اثر سے ہوتی ہے۔ ایسا بڑھتا ہے: [كُنَّا نَصَلِّي مَعَ عُثْمَانَ الْفَجْرَ فَنَنْصِرِفُ وَمَا يَعْرِفُ بَعْضُنَا وَجُوهَ بَعْضٍ] ”ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے جب ہم (نماز سے فراغت کے بعد) واپس آتے تو ہم میں سے کوئی دوسرے کے چہرے کو پہچان نہ سکتا تھا۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۸۳/۱) حدیث: (۳۳۳۱) شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ اثر اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۲۸۹/۱)

امام ابن عبدالبر رضی اللہ عنہ نے بھی اس اثر کی صحت کی طرف اشارہ فرمایا ہے: [وَصَحَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُغْلَسُونَ وَمَحَالٌّ أَنْ يَتْرُكُوا الْأَفْضَلَ وَيَأْتُوا الدُّونَ] ”رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے بسند صحیح ثابت ہے کہ وہ نماز فجر اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے اور محال ہے کہ یہ لوگ افضل عمل ترک کر کے کم تر عمل اختیار کریں۔“ (التمہید لابن عبدالبر: ۳۳۱/۳، طبعة المكتبة القدوسية)

مسند ابویعلیٰ کی حدیث ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: [وَنَنْصِرِفُ وَمَا يَعْرِفُ بَعْضُنَا وَجُوهَ بَعْضٍ] ”اور ہم واپس لوٹتے تو ہم میں سے کوئی ایک دوسری کا چہرہ نہیں پہچان سکتی تھی۔“ (مسند ابی یعلیٰ: ۲۶۶/۲، ۲۶۷/۲، رقم: ۴۲۹۳) اس کی سند صحیح ہے۔ دیکھیے: (جلباب المرأة المسلمة للالباني، ص: ۶۶) مذکورہ معروضات کی روشنی میں معلوم ہوا اول وقت، یعنی غلَس ہی میں نماز فجر پڑھنا افضل ہے۔ یہی موقف و عمل جمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ عظام کا رہا ہے۔

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

\* احناف کی ایک اور دلیل: احناف نماز فجر روشنی میں تاخیر سے پڑھنے کے قائل ہیں ان کے بقول اب مستحب عمل یہی ہے نہ کہ نماز کا اول وقت میں پڑھنا جیسا کہ گزشتہ مباحث سے واضح ہے۔ ان کی ایک دلیل یہ حدیث بھی ہے: [أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ] ”فجر روشن کر کے پڑھو کیونکہ یہ اجر کی بڑھوتری کا باعث ہے۔“ (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۵۴، طرق وشواہد اور تحقیق کے لیے دیکھیے: إرواء الغلیل، حدیث: ۲۵۸)

اس روایت کی بنا پر اول وقت میں نماز پڑھنے کی ترغیب پر مشتمل تمام احادیث کو منسوخ قرار دیا گیا ہے۔ احادیث و آثار اور تحقیق کی روشنی میں یہ موقف باطل ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے مفہوم کی توضیح کرنے کے بعد نسخ کے قول کو حقیقت سے دور قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۵۵/۲)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہاء محدثین، شافعی، احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم سے یہی نقل کیا ہے کہ اس إسفار سے نماز کی تاخیر مراد نہیں ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۵۴)

\* أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ کے درست معنی و مفہوم: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے روزمرہ عمل اور دیگر احادیث و آثار کی روشنی میں اس حدیث کا درست مفہوم یہ ہے کہ طلوع فجر کے بعد ضروری حوائج سے فراغت کے بعد اندھیرے میں نماز کا آغاز ہو، قراءت اور قیام و سجود اس قدر دراز ہوں کہ نماز سے فراغت اس وقت ہو جب روشنی پھیل چکی ہو۔ مزید توضیح ملاحظہ فرمائیے:

امام طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں اس حدیث کا یہی مفہوم ہے۔ وہ متعدد احادیث و آثار کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے اسی مفہوم کو ترجیح دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: [فَالَّذِي يَنْبَغِي، الدُّخُولُ فِي الْفَجْرِ فِي وَقْتِ التَّغْلِيْسِ، وَالْخُرُوجُ مِنْهَا فِي وَقْتِ الْإِسْفَارِ، عَلَى مُوَافَقَةِ مَا رَوَيْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ ﷺ] ”لائق عمل بات یہ ہے کہ تاریکی میں نماز فجر کا آغاز ہو اور روشنی میں اس سے فراغت ہو یہ معنی و تطبیق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمول کے موافق ہے۔ یہی ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے۔“ دیکھیے: (شرح معانی الآثار: ۱۸۳/۱، و فتح الباری: ۵۵/۱)

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

ملا علی قاری حنفی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: [صَلَّاهَا فِي وَقْتِ الْإِسْفَارِ أَوْ طَوَّلُوهَا إِلَى الْإِسْفَارِ، وَهُوَ اخْتِيَارُ الطَّحَاوِيِّ مِنْ أَصْحَابِنَا] ”اسے روشنی میں پڑھو یا (اُسْفِرُوا سے مراد یہ ہے کہ) اسے روشنی ہونے تک لمبا کرو ہمارے اصحاب (احناف) میں سے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مؤخر الذکر موقف پسندیدہ ہے۔“ (مرقاۃ المفاتیح: ۲/۲۹۳، حدیث: ۶۱۳)

علامہ میرک نے بھی دونوں مفہوم ذکر کرنے کے بعد مؤخر الذکر مفہوم ہی کو اقویٰ قرار دیا ہے کیونکہ اس رحمۃ اللہ علیہ یقینہ تطبیق سے اسفار و تغلیس کی تمام روایات میں موافقت پیدا ہو جاتی ہے یعنی تعارض رفع ہو جاتا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح: ۲/۳۹۳) لیکن جمہور احناف کے ہاں یہ مذہب مختار نہیں ہے۔ (حوالہ مذکور)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تغلیس (اندھیرے میں نماز پڑھنے) ہی کو افضل قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۲/۹۵) واضح رہے کہ اس طرح کا طویل قیام و رکوع اور سجود ہی یقیناً اجر و ثواب کے اضافے کا باعث ہے۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ حدیث کی توضیح میں فرماتے ہیں: [وَهَذَا بَعْدَ ثَبُوتِهِ إِنَّمَا الْمُرَادُ بِهِ الْإِسْفَارُ بِهَا ذَوَامًا لَا ابْتِدَاءً، فَيَدْخُلُ فِيهَا مُغْلَسًا وَ يَخْرُجُ مِنْهَا مُسْفِرًا كَمَا كَانَ يَفْعَلُهُ ﷺ، فَقَوْلُهُ مُوَافِقٌ لِّفَعْلِهِ، لَا مُنَاقِضَ لَهُ، وَ كَيْفَ يُظَنُّ بِهِ الْمُوَاطَبَةُ عَلَى فِعْلِ مَا الْأَجْرُ الْأَعْظَمُ فِيهِ خِلَافِهِ] (إعلام الموقعين: ۲/۳۶۳) ”اگر یہ حدیث پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے تو پھر اسفار سے مراد یہ ہے کہ اختتام اس وقت ہونے کہ آغاز یعنی اندھیرے میں نماز کا آغاز کیا جائے اور روشنی ہونے پر فراغت ہو جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا عمل تھا، لہذا آپ ﷺ کا قول، فعل کے موافق ہے نہ کہ اس کے معارض۔ رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایسے فعل پر ہیشتی کا گمان کیسے کیا جاسکتا ہے کہ اجر عظیم اس کے برخلاف کسی اور عمل میں ہو۔“ یعنی آپ ﷺ کے قول اور فعل میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ نبی ﷺ کا روز مرہ عمل تاریکی میں نماز پڑھنا ہی تھا۔ رہی مذکورہ حدیث تو اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ آغاز نماز اندھیرے میں ہو۔

صاحب تحفۃ الاحوذی علامہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ توضیح کے بارے میں فرماتے ہیں: [أَسْلَمَ الْأَجُوبَةُ وَأَوْلَاهَا مَا قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ الْقَيْمِ فِي إِعْلَامِ الْمُؤَقِّعِينَ] ”عمدہ اور محفوظ

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

ترین جواب وہ ہے جو حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلام الموقعین میں دیا ہے۔“ دیکھیے: (تحفة الأحوذی: ۲۰۹/۱) گویا علامہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بھی یہی ہے۔

محدث العصر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی مفہوم کی پرزور تائید کی ہے اور دلیل کے طور پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کی ہے جس سے صراحتاً اس موقف کی تائید ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں: [وَالصُّبْحُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ إِلَى أَنْ يَنْفَسِحَ الْبَصْرُ] ”اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کا آغاز اس وقت کرتے جب فجر صادق طلوع ہوتی اور اس وقت فارغ ہوتے جب صاف دکھائی دیتا۔“ (مسند أحمد: ۱۲۹/۳، ۱۶۹، و إرواء الغلیل: ۲۸۰/۱) مزید فرماتے ہیں: ”یہ حدیث (انس) خصوصاً مسند احمد کے الفاظ نماز فجر کے اندھیرے میں شروع کرنے اور روشنی میں فارغ ہونے پر صریح دلیل ہیں۔ آئندہ آنے والی حدیث: [أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ.....] کے یہی معنی ہیں۔“ (إرواء الغلیل: ۲۸۱/۱)

بعض طرق میں یہ الفاظ بھی ہیں: [فَمَا أَصْبَحْتُمْ بِهَا فَهِيَ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ] ”تم جس قدر اسے روشنی میں پڑھو گے اسی قدر یہ اجر عظیم کا باعث ہوگی۔“ (شرح معانی الآثار: ۱۷۹/۱)

سوال یہ ہے کہ اگر اسفار کے وہی معنی مراد ہوں جو احناف لیتے ہیں تو پھر کیا یہ کہنا درست ہے کہ جس قدر تاخیر سے طلوع شمس سے قبل ممکن ہو نماز فجر کا آغاز کیا جائے تاکہ اجر میں اور اضافہ ہو؟ کیا اس طرح طویل قیام و وجود کا بھی موقع ملے گا جو یقیناً بڑھوتری اجر کا باعث ہے؟ یا مقصد صرف تاخیر ہی تاخیر ہے جس کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزمرہ عمل سے مخالفت کے سوا ظاہراً کوئی وجہ نظر نہیں آتی؟ اسی لیے ائمہ و محدثین نے احناف کے اس جمل غیر صریح حدیث سے مندرجہ بالا استدلال کو مردود قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إعلام الموقعین: ۳۶۳/۲)

حدیث [أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ] کے اور معانی بھی بیان کیے گئے ہیں جن میں سے ایک معنی تحقیق فجر کے ہیں۔ (فتح الباری: ۵۵/۲، تحت حدیث: ۵۷۸) یعنی صبح کے وقت فجر کا ذب اور فجر صادق میں اچھی طرح تمیز کر لینا کہ کہیں غلطی سے وقت سے پہلے اذان نہ ہو۔ لیکن دلائل کی روشنی میں یہ مفہوم مرجوح ہے کیونکہ تحقیق فجر تو فی نفسہ ضروری ہے اس لیے کہ طلوع فجر سے قبل شرعاً نہ تو اذان فجر دی جاسکتی ہے اور نہ فرض نماز جائز ہے جب تک کہ بالیقین اس کا وقت نہ ہو جائے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ یہاں

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

کوئی اور عمل مطلوب ہے جس کی وجہ سے اجر عظیم کی خوشخبری سنائی گئی ہے اور وہ ہے اندھیرے میں نماز شروع کر کے روشنی میں فارغ ہونا جیسا کہ مسند احمد کی حدیث کے حوالے سے گزرا ہے۔ بعض نے حکم اسفار چاندنی راتوں اور بعض نے صرف چھوٹی راتوں کے ساتھ خاص کیا ہے، یعنی نماز فجر میں اس قدر تاخیر ہو کہ لوگوں کی نیند پوری ہو اور وہ نماز باجماعت ادا کر سکیں۔ لیکن یہ اقوال بھی سابقہ قول کی طرح بلا دلیل ہیں۔

احناف اپنے موقف کی تائید میں ابراہیم نخعی کا یہ قول بھی پیش کرتے ہیں: «مَا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مَّا اجْتَمَعُوا عَلَى التَّنْوِيرِ» [اصحاب رسول ﷺ کا جس قدر اتفاق روشنی میں نماز پڑھنے پر ہے، اتنا کسی اور چیز پر نہیں۔]

اولاً: یہ اثر منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ ابراہیم نخعی کا اصحاب رسول اللہ ﷺ سے لقاء و سماع ثابت نہیں ہے۔ علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ لَمْ يَلْقَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ] ”نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ابراہیم نخعی کی کسی سے ملاقات نہیں ہوئی۔“ (علل الحدیث و معرفة الرجال، ص: ۷۵) یہ قول ابن ابی حاتم نے بھی ذکر کیا ہے۔ (کتاب المراسیل، رقم: ۱۹)

⊗ امام ابو زرعة فرماتے ہیں: [إِنَّ إِبْرَاهِيمَ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ وَهُوَ صَغِيرٌ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهَا شَيْئًا] ”ابراہیم جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو چھوٹے بچے تھے اور ان سے کچھ بھی نہیں سنا۔“ (کتاب المراسیل، رقم: ۲۲)

⊗ امام ابو حاتم ان کے متعلق فرماتے ہیں: [لَمْ يَلْقَ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيُّ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا عَائِشَةَ، وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهَا شَيْئًا فَإِنَّهُ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهُوَ صَغِيرٌ، وَأَدْرَكَ أُنْسًا وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ] ”ابراہیم نخعی کی سوائے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کسی اور صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی اور ان سے انھیں شرف سماع نصیب نہیں ہوا کیونکہ جب وہ ان کے پاس آئے تھے تو چھوٹے بچے تھے۔ ہاں انس رضی اللہ عنہ کو پایا ہے لیکن ان سے سماع نہیں کیا۔“ (کتاب المراسیل، رقم: ۲۱)

⊗ امام علی فرماتے ہیں: [إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ لَمْ يُحَدِّثْ عَنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ]

## ۶- کتاب المواقیت - اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

وَقَدْ أَدْرَكَ مِنْهُمْ جَمَاعَةً وَرَأَى عَائِشَةَ رُؤْيَا [ابراہیم بن یزید نے اصحاب النبی ﷺ میں سے کسی سے حدیث بیان نہیں کی۔ صحابہ کرام ﷺ میں سے ایک جماعت کو انھوں نے پایا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو صرف دیکھا ہے۔] (تاریخ الثقات، رقم: ۲۵)

❊ یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لایا گیا تھا۔ (کتاب المراسیل، رقم: ۲۰)

❊ علامہ ذہبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [قَدْ رَأَى زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ وَغَيْرُهُ وَلَمْ يَصِحَّ لَهُ سَمَاعٌ مِّنْ صَحَابِيٍّ] انھوں نے زید بن ارقم وغیرہ کو دیکھا ہے لیکن کسی صحابی سے ان کا سماع درست نہیں۔ (میزان الاعتدال: ۷۵/۱)

الجرح والتعدیل: (۱۸/۲) میں بھی ان کا ترجمہ موجود ہے مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

(تہذیب التہذیب: ۱۵۵/۱)

ثانیاً: بالفرض اگر یہ اثر صحیح بھی ہو تب بھی اس کی روشنی میں مزعومہ اسفار پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کا دعویٰ کرنا باطل ہے کیونکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ: کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے غلس (اندھیرے) میں نماز پڑھنے کا استحباب نقل کیا ہے فرماتے ہیں: [وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ غَيْرٌ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ]

”اس موقف (اندھیرے میں نماز پڑھنے) کو بہت سے اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار فرمایا ہے۔“ (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۵۳) نیز متاخرین احناف اس اثر کا جو مفہوم سمجھتے ہیں، سرخیل احناف امام طحاوی حنفی رضی اللہ عنہ نے اس کے برخلاف سمجھا ہے۔ انھوں نے اس اثر کی توجیہ وہی کی ہے جس کی تصدیق دیگر احادیث و آثار، یعنی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے روزمرہ عمل سے ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں: [فَأَحْبَبَرَأْنَهُمْ كَانُوا قَدْ اجْتَمَعُوا عَلَى ذَلِكَ، فَلَا يَجُوزُ عِنْدَنَا. وَاللَّهِ أَعْلَمُ. اجْتِمَاعُهُمْ عَلَى خِلَافٍ مَا قَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَعَلَهُ إِلَّا بَعْدَ نَسْخِ ذَلِكَ وَبُتُوتِ خِلَافِهِ] (شرح معانی الآثار: ۱۸۴/۱) ”چنانچہ انھوں نے یہ خبر دی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روشنی کرنے پر متفق تھے۔ ہمارے نزدیک ان کا یہ اجماع رسول اللہ ﷺ کے عمل کے برخلاف ممکن نہیں۔ ہاں یہ اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب رسول اللہ ﷺ کا اندھیرے میں نماز پڑھنے کا عمل منسوخ یا اس کے برخلاف

۶- کتاب المواقیب

اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

دلیل کا ثبوت ہو۔“

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے رجحان کے مطابق یہ اثر متاخرین احناف کے اپنے موقف کے برخلاف دلیل ہے بصورت دیگر یہ اثر لائق حجت نہیں کیونکہ دریں صورت دیگر احادیث و آثار سے اس کا سخت تعارض ہوتا ہے۔  
الحاصل: [اَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ] کا رائج اور محفوظ مفہوم یہی ہے کہ اجالے میں نماز فجر سے فراغت ہو نہ کہ آغاز۔ یہی عمل اجر و ثواب کی بڑھوتری کا باعث ہے۔ اسی کو علامہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے [اَسْلَمَ الْأَجْوِبَةُ] ”محفوظ ترین جواب“ قرار دیا ہے۔ لیکن اس پر ایک اشکال واقع ہوتا ہے کہ اگر روشنی میں فراغت مراد ہے تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی معروف حدیث کا کیا مفہوم ہے جس میں اندھیرے ہی میں نماز فجر سے فراغت کا ذکر ہے؟ مزید اس میں یہ صراحت بھی ہے کہ انھیں کوئی اندھیرے کی وجہ سے پہچان نہیں سکتا تھا۔ [لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِّنَ الْعَلَسِ] (صحیح البخاری، المواقیب، حدیث: ۵۷۸) اس کا جواب یہ ہے کہ نماز فجر سے فراغت کی دو مختلف حالتیں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اندھیرے ہی میں فارغ ہو جایا کرتے تھے اور کبھی روشنی میں، گویا ایک ہی عمل پر دو نام نہیں تھا جیسا کہ محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۃ الاحوذی: (۴۱۰/۱) میں فرمایا ہے۔

اس کی تائید ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں: [وَكَاثٌ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ] ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح سے اس وقت فارغ ہوتے جب آدمی اپنے ساتھ بیٹھے ساتھی کو پہچان لیتا تھا۔“ (صحیح البخاری، المواقیب، حدیث: ۵۴۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اس مفہوم کی تصدیق ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں: [وَالصُّبْحُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ إِلَى أَنْ يَنْفَسِحَ الْبَصْرُ] ”اور صبح (کی نماز اس وقت پڑھتے) جب فجر طلوع ہوتی یہاں تک کہ واضح دکھائی دیتا۔“ (مسند أحمد: ۱۶۹/۳)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ تاریکی ہی میں صبح کی نماز سے فراغت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں بلکہ آپ کبھی تاریکی میں فارغ ہوتے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گزشتہ حدیث میں ہے اور کبھی اس وقت جب چہرے دکھائی دیتے اور ایک دوسرے کی پہچان ہو جایا کرتی تھی۔“ (دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۲۸۰/۱) جبکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حدیث عائشہ اور حدیث ابو برزہ رضی اللہ عنہ) کے مابین یوں تطبیق دیتے ہیں کہ حدیث عائشہ میں



۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

دور سے پردے میں لپٹی ہوئی عورت کے بارے میں خبر ہے جبکہ ابو بزرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس شخص کے متعلق خبر ہے جو پہلو میں بیٹھا نماز پڑھنے والا ساتھی ہو۔ (فتح الباری: ۵۵/۲، تحت حدیث: ۵۷۸) الغرض اس قسم کی توجیہات سے تعارض رفع ہو جاتا ہے۔

\* ابتدائے وقت ظہر: حکم باری تعالیٰ ہے: ﴿اقِمِ الصَّلَاةَ لِلدُّلُوكِ الشَّمْسِ﴾ (بنی اسرائیل ۷۸:۱۷) ”نماز قائم کیجیے سورج کے ڈھلنے پر۔“ اس حکم سے ثابت ہوا کہ نماز ظہر سورج ڈھلتے ہی فرض ہو جاتی ہے۔ یہ ظہر کا اول وقت ہے۔

امام ابن منذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الظُّهْرِ زَوَالُ الشَّمْسِ] ”اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ ظہر کا اول وقت زوال شمس ہے۔“ (الأوسط: ۳۲۶/۲)

امام ابن قدامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [وَأَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ] ”اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ ظہر کا وقت اول زوال شمس ہے۔“ (المغنی: ۴۱۲/۱)

امام نووی اور ابن حجر رضی اللہ عنہما نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (المجموع: ۲۳/۳، فتح الباری: ۲۱/۲، تحت حدیث: ۵۳۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [وَقَتِ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ.....] ”ظہر کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج زوال پذیر ہو اور آدمی کا سایہ اس کی لمبائی کے برابر ہو، جب تک عصر نہ ہو۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۱۲ (۱۷۳))

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: [وَقَتِ الظُّهْرِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ] ”ظہر کا وقت (اس وقت تک باقی) رہتا ہے جب تک عصر کا وقت نہ ہو۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۱۲ (۱۷۳))

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب کسی سائل کے سوال میں دیا ہے۔ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۱۲ (۱۷۳)) بلکہ احادیث میں تصریح ہے کہ آپ نے عملاً دو دن نماز پڑھ کر دکھائی، پہلے دن اول وقت

میں اور دوسرے دن تاخیر کے ساتھ۔ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۱۳)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں صراحت ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے دن نماز

## ۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

پڑھائی تو اس وقت سورج زوال پذیر ہو چکا تھا اور سایہ زوال بقدر تسمہ تھا۔ [وَكَاثَتْ قَدْرَ الشَّرَاكِ] (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۳۹۳، وجامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۳۹)

ترمذی کے یہ الفاظ ہیں: [حِينَ كَانَ الْفَيْسُ مِثْلَ الشَّرَاكِ] ”جب سایہ بمثل تسمہ تھا۔“ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سایہ اصلی نکالا جائے گا تب ایک یا دو مثل شمار ہوگا۔ اس مفہوم کی حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي، المواقیت، حدیث: ۵۲۵) لہذا سایہ زوال واضح ہونے کے بعد ظہر کا آغاز ہوگا، خواہ یہ سایہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ اگر یہ سایہ مشرقی جانب نمایاں نہ ہو تو یہ وقت استواء شمس کا ہوتا ہے جو سورج کے ہنوز زوال پذیر نہ ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ جبریل رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے دن سورج ڈھلتے ہی نماز پڑھائی اور آپ نے ان کی اقتدا میں پڑھی۔ (سنن النسائي، المواقیت، حدیث: ۵۰۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی بصراحت ظہر کے اول وقت کی تحدید ہے: [إِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ.....] ”نماز ظہر کا اول وقت زوال شمس ہے۔“ (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۵۱) بغرض تحقیق ملاحظہ ہو: (شرح جامع الترمذی لأحمد شاكر: ۲۸۳/۲۸۵ و سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، حدیث: ۱۶۹۶)

\* معرفت زوال اور ظہر و عصر کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ: ظہر و عصر کے وقت کے متعلق احادیث میں ایک یا دو مثل کا جو ذکر آتا ہے اس کی معرفت حاصل کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ اگرچہ یہ گھڑی اور کیلنڈر کا جدید دور ہے لیکن پھر بھی افضل یہ ہے کہ مثل اول و ثانی کا مشاہدہ مؤذن خود کرے یا پھر وہ شخص جسے اس کی اچھی مشق ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنَّ خِيَارَ عِبَادِ اللَّهِ الَّذِينَ يُرَاعُونَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ، وَالْأُظْلَةَ لِذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ] ”یقیناً اللہ تعالیٰ کے بہترین (پسندیدہ ترین) بندے وہ ہیں جو اللہ کے ذکر کے لیے سورج، چاند، ستاروں اور سایوں کا خیال رکھتے ہیں۔“ (المستدرک للحاکم: ۵۱/۱، و السنن الكبرى للبيهقي: ۳۷۹/۱، و التلخیص الحبير: ۳۷۱/۱) و صحیح الترغیب: ۲۱۷/۱ و قال حسن لغيره، و سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، حدیث: ۳۴۳۰) لیکن انفسوس کہ مصروفیت اور مادہ پرستی کی شدید یلغار اس سنت پر عمل پیرا ہونے سے مانع ہے۔ سایہ دیکھنے

## ۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

اور ناپنے کی یہ عملی مشق اور سنت اب تقریباً متروک ہے۔ لیکن موجودہ تقویّات اور کیلنڈر بھی تو سا لہا سال کی محنت شاقہ اور تجربات و مشاہدات ہی کا نتیجہ ہیں، خصوصاً جدید سائنسی تحقیقات۔ نے تو اس دشوار امر کو مزید آسان تر بنا دیا ہے، لیکن اس کے باوجود ان تقویّات میں غلطی کا امکان رہتا ہے، اس لیے [خَيْرُ الْهُدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ] ”بہترین طریقہ، طریقہ محمدی ہے۔“ لہذا دنیا کے کسی ملک یا خطے میں اگر زوال شمس دیکھنے کی ضرورت ہو تو ایک سیدی لکڑی یا سریا وغیرہ سورج ڈھلنے سے قبل زمین میں بالکل سیدھا گاڑ دیا جائے، پھر دیکھا جائے کہ اگر بدستور سایہ گھٹ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ابھی سورج نہیں ڈھلا اور اگر کم ہوتے ہوتے ایک جگہ پر رک جائے، پھر کم ہونے زیادہ ہو جانے لےجے یہ عین استواء شمس ہے جسے نصف النہار بھی کہا جاتا ہے۔ وہاں نشان لگائے، یہ سایہ اصلی ہوگا۔ زوال کا یہ وقت چند لمحے ہی رہتا ہے۔ اس کے بعد سائے میں جو نیکی کچھ اضافہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اب سورج ڈھل گیا ہے اور نماز ظہر کے وقت کا آغاز ہو چکا ہے۔ وقت عصر کی ابتدا معلوم کرنی ہو تو جب اس لکڑی یا سریے کا سایہ اصلی کے علاوہ ٹھیک ان کی ایک مثل، یعنی لکڑی یا سریے وغیرہ کی لمبائی کے برابر ہو چکا ہو تو یہ مثل اول ہے اور وقت عصر کا آغاز ہے۔

معرفت زوال کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الأوسط لابن المنذر: ۲/۳۲۸) والمغنی لابن قدامة:

۴۱۲/۱، وذخيرة العقبی شرح سنن النسائی: ۶/۳۹۲)

\* انتہائے وقت ظہر: نماز ظہر کے آخری وقت میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور اہل علم کا موقف یہ ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اصلی نکالنے کے بعد اس کے برابر، یعنی ایک مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی قول کو صحیح ترین قرار دیا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ دیکھیے: (الأوسط: ۲/۳۲۸، ۳۲۷) والمغنی: ۱/۴۱۶)

امام نووی رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ (المجموع: ۳/۳۲۷) ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَاخْتَلَفُوا فِي آخِرِ وَقْتِ الظُّهْرِ، فَقَالَ مَالِكٌ وَأَصْحَابُهُ، آخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ إِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ بَعْدَ الْقَدْرِ الَّذِي زَالَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، وَهُوَ أَوَّلُ وَقْتِ

## ۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

العَصْرِ بِالْأَفْضَلِ، وَبِذَلِكَ قَالَ ابْنُ الْمُبَارِكِ وَجَمَاعَةٌ..... [”ظہر کے آخری وقت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور ان کے اصحاب کا قول یہ ہے کہ جب سایہ زوال کے بعد ہر شے کا سایہ اس کی مثل ہو جائے تو یہ ظہر کا آخری وقت ہے اور یہ بغیر کسی وقفے کے عصر کا وقت اول ہے۔ یہی قول ابن مبارک اور ایک جماعت کا ہے۔“ (التمہید: ۷۳/۸، طبعہ المكتبة القدوسية) صحیح اور صریح احادیث کی روشنی میں یہی مذہب حق اور راجح ہے۔ بالاختصار چند دلائل ملاحظہ فرمائیں:

① حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: [وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ، مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ] ”ظہر کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے جب تک کہ عصر کا وقت (شروع) نہ ہو۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۱۴) یعنی زوال شمس سے لے کر ایک مثل تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے امامت جبریل کے متعلق حدیث مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: [وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ.....] ”اور اس نے مجھے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب اس کا سایہ اس کے مثل ہو گیا.....“ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۳۹۳)

③ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی امامت جبریل کے متعلق یہ صراحت موجود ہے: [ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ رَأَى الظِّلَّ مِثْلَهُ] ”پھر جبریل نے عصر کی نماز پڑھائی جب اس نے دیکھا کہ سایہ ایک مثل ہو گیا ہے۔“ (سنن النسائي، المواقیت، حدیث: ۵۰۳)

④ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوقات نماز پچگانہ کے حوالے سے ایک سائل کے جواب میں اسے اپنے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ (سنن النسائي، المواقیت، حدیث: ۵۰۵)

⑤ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی امامت جبریل کے حوالے سے یہ صراحت ملتی ہے کہ جو نبی سورج ڈھلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھی، پھر جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو گیا تو نماز عصر پڑھی..... (السنن الكبرى للبيهقي: ۳۶۵/۱)

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

مذکورہ صحیح اور صریح احادیث سے معلوم ہوا کہ ظہر کا آخری وقت ایک مثل تک ہے۔ اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس دوسرا قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے۔ ان کا استدلال حضرت انس اور ابوذر رضی اللہ عنہما سے مروی ان احادیث سے ہے جن میں نمازِ ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا حکم ہے یا صحیح بخاری کی حدیث: [مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ أَهْلِ الْكِتَابِ قَبْلَكُمْ] (حدیث: ۲۲۶۸) سے ہے جس میں اہل کتاب کی مزدوری کا ذکر ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان احادیث میں یہ صراحت کہاں ہے کہ ظہر کا وقت مثلین تک باقی رہتا ہے یا عصر کا اس وقت تک آغاز نہیں ہوتا؟

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن منذر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اس بات کا کوئی قائل نہیں۔ دیکھیے: (المجموع: ۲۵/۳) لیکن احناف نے فرط عقیدت و تقلید میں امام صاحب کی اس مرجوح اور بے دلیل رائے کی تقویت کے لیے بہت سی صحیح اور صریح احادیث تئیں مشق بنا ڈالیں۔ محتمل دلائل کی آڑ میں ان صریح نصوص صحیحہ کی پروا تک نہیں کی۔ بدستور تاویلات بارہ سے ان کا دفاع کرتے رہے اور ہنوز کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو: (فتح الملہم: ۳۰۷/۲۹۷) مجاہدین سنت اصحاب العلم کا یہ وتیرہ نہیں ہوتا۔ امام صاحب کی فضیلت و منفبت اپنی جگہ لیکن تھے تو وہ بھی انسان بہت سے مسائل میں ان کا رجوع ثابت ہے۔

یاد رہے! امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک رائے جمہور کے موقف کے مطابق بھی ملتی ہے صاحبین (ان کے شاگردانِ رشید) کا موقف بھی وہی ہے لیکن ان کے اس فتوے کی بنیاد امام صاحب کی رائے نہیں بلکہ صریح احادیث ہیں۔ بہر حال علمائے احناف کی اسی قسم کی تاویلات بارہ سے دل برداشتہ ہو کر حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس رویے کو رد سنت سے تعبیر کیا ہے پھر انھوں نے نماز عصر کے آغاز کے متعلق مختصر اور عمدہ بحث کی ہے جس کا ماحصل یہی ہے کہ ایک مثل پر اس کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ دیکھیے: (إعلام الموقعین: ۳۶۵/۲۳۶۳/۲)

یہی وجہ ہے کہ احناف کی تاویلات بارہ اور کھوکھلی دلیلوں کا تجزیہ کرنے کے بعد بالآخر گرامی قدر مولانا تقی عثمانی نے حقیقت پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے تسلیم کیا ہے کہ حدیث جبریل میں صراحتاً پہلے دن عصر کی نماز، مثلِ اول پر پڑھنے کا ذکر موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مثلِ اول پر ظہر کے وقت کا اختتام ہو

## ۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

جاتا ہے۔ فرماتے ہیں: ”مثلیں پر ظہر کا وقت ختم ہونے کے سلسلہ میں عموماً احناف کی طرف سے بھی تین دہلیں پیش کی جاتی ہیں، لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ ان میں سے کوئی حدیث بھی اوقات کی تحدید پر صریح نہیں ہے۔ اس کے برخلاف حدیث جبریل میں صراحتاً پہلے دن عصر کی نماز مثل اول پر پڑھنے کا ذکر موجود ہے اس لیے یہ حدیثیں حدیث جبریل کا مقابلہ نہیں کر سکتیں، اسی بنا پر بعض احناف نے مثل اول والی روایت کو لیا ہے۔ کمافی الدر المختار.....“ (درس ترمذی: ۱/۳۹۶، ناشر مکتبہ دارالعلوم، کراچی)

\* اکابر علمائے احناف کی انتہائے وقت ظہر کے متعلق تحقیقات: امام محمد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بلا واسطہ شاگرد ہیں، وہ فرماتے ہیں: [نَقُولُ: إِذَا زَادَ الظَّلُّ عَلَى المِثْلِ فَصَارَ مِثْلَ الشَّيْءِ وَ زِيَادَةٌ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ دَخَلَ وَقْتُ العَصْرِ] ”ہم کہتے ہیں کہ جب سایہ ایک مثل سے کچھ اوپر بڑھ جائے اور وہ زوال شمس کے وقت سے لے کر کسی چیز کے ایک مثل اور اس سے کچھ زیادہ ہو تو عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔“ (موطأ امام محمد، ص: ۲۳۳/۲۳۲)

صاحب قدوری لکھتے ہیں: [قَالَ أَبُو يُوسُفَ وَ مُحَمَّدٌ رحمۃ اللہ علیہ: إِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ] ”جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل (برابر) ہو جائے تو امام ابو یوسف اور امام محمد کا کہنا ہے کہ عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔“ (القدوری مع التنقیح الضروري، ص: ۱۹) اسی لیے شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس مسئلہ میں تمام امام مجتہد ایک طرف ہیں اور اکیلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بنا برمد ہب مشہور کے ایک طرف، یہاں تک کہ امام محمد اور امام ابو یوسف شاگرد ان کے بھی، اس مسئلہ میں ان سے الگ ہیں..... اور اکیلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مشہور ہے کہ دو مثل تک وقت ظہر کا باقی رہتا ہے اور عصر داخل نہیں ہوتی مگر بعد دو مثل کے۔“ (معیار الحق، ص: ۲۶۶، طبع جدید)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: [وَأَمَّا آخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ فَلَمْ يُوجَدْ فِي حَدِيثِ صَحِيحٍ وَلَا ضَعِيفٍ أَنَّهُ يَنْقُى بَعْدَ مَصِيرِ ظِلِّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، وَلِذَا خَالَفَ أَبَا حَنِيفَةَ فِي هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ صَاحِبَاهُ، وَوَأَفَقَا الْجُمْهُورَ] ”جہاں تک ظہر کے آخر وقت کی بات ہے تو کسی صحیح یا ضعیف حدیث میں یہ نہیں ملتا کہ ہر شے کے سائے کے ایک مثل ہونے کے بعد بھی وہ باقی رہتا ہے، اسی لیے اس مسئلے میں ان کے دونوں شاگردوں نے ان کی مخالفت اور جمہور کی موافقت کی

ہے۔“ (تفسیر مظہری، سورۃ النساء ۳: ۱۰۳)

علامہ نبوی فرماتے ہیں: [وَإِنِّي لَمْ أَجِدْ حَدِيثًا صَرِيحًا صَحِيحًا أَوْ ضَعِيفًا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ إِلَى أَنْ يَصِيرَ الظُّلُّ مِثْلِي] ”مجھے ایسی کوئی صحیح صریح یا کوئی ضعیف حدیث نہیں ملی جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ ظہر کا وقت سائے کے دو مثل ہونے تک رہتا ہے۔“ (آثار السنن، ص: ۵۳)

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [الْإِنْصَافُ فِي هَذَا الْمَقَامِ أَنَّ أَحَادِيثَ الْمِثْلِ صَرِيحَةً صَحِيحَةً، وَأَخْبَارَ الْمِثْلِينَ لَيْسَتْ صَرِيحَةً فِي أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ إِلَى الْمِثْلِينَ، وَأَكْثَرُ أَخْبَارِ الْمِثْلِينَ إِنَّمَا ذُكِرَ فِيهِ تَوْجِيهَةٌ أَحَادِيثُ، أُسْتَنْبَطَ مِنْهَا هَذَا الْأَمْرُ وَالْأَمْرُ الْمُسْتَنْبَطُ لَا يُعَارِضُ الصَّرِيحَ] ”اس مقام پر انصاف کی بات یہ ہے کہ احادیث مثل صریح اور صحیح ہیں جبکہ مثلیں کی احادیث غیر صریح (بہم) ہیں اس بات میں کہ وقت عصر دو مثل تک داخل نہیں ہوتا۔ مثلیں کی اکثر احادیث میں صرف توجیہات کی جاتی ہیں اور استنباط کیا جاتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ استنباط شدہ امر صریح (بات) کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔“ (التعلیق الممجد، ص: ۳۳)

درسی نسخہ) بلکہ انھوں نے اس کے بعد برملا اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ صاحب البحر الرائق علامہ ابن نجیم نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے جس میں انھوں نے بڑی طویل بحث کی ہے لیکن [لَمْ يَأْتِ بِمَا يُفِيدُ الْمُدْعَى وَ يَثْبُتُ الدَّعْوَى] ”وہ کوئی ایسا ثبوت و دلیل پیش نہیں کر سکے جو مدعا کے لیے مفید ہو اور جس سے ان کا دعویٰ ثابت ہوتا ہو نیز وہ لکھتے ہیں: [وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: أَوْلُ وَقْتُ الْعَصْرِ مِنْ جِبِنِ يَصِيرُ الظُّلُّ مِثْلِينَ وَ هَذَا خِلَافُ الْأَثَارِ وَ خِلَافُ الْجُمْهُورِ وَ هُوَ قَوْلٌ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِهِ وَ غَيْرِهِمْ مَهْجُورٌ] ”امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ جب سایہ دو مثل ہو جائے تو تب عصر کا وقت اول ہوتا ہے مگر یہ قول آثار و احادیث کے خلاف ہے اور جمہور کے بھی خلاف ہے۔ یہ قول ان کے فقہاء اصحاب (شاگردان) اور ان کے علاوہ دیگر فقہاء کے ہاں بھی مہجور و متروک ہے۔“ (التعلیق الممجد، ص: ۳۳)

مذکورہ معروضات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کا آخری وقت مثل اول پر ختم ہو جاتا ہے۔ مثلیں کا قول مرجوح اور ناقابل حجت ہے نیز مولانا شبیر احمد عثمانی وغیرہ کا یہ باور کرنا کہ مثل اول اختتام ظہر اور آغاز عصر

۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام ومسائل

کے حوالے سے مشکوک اور غیر یقینی ہے، محض سینہ زوری ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: (فتح الملہم: ۳۰۴/۳) تنبیہ: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت کے مطابق منقول ہے کہ مثل اول پر ظہر اور عصر کا وقت مشترک ہوتا ہے اور یہ اشتراک تقریباً چار رکعات کے بقدر رہتا ہے لیکن یہ قول صریح احادیث کی روشنی میں درست نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک صحیح حدیث میں پانچ نمازوں کے اول و آخر اوقات کی تحدید ہے جس میں ظہر کے آخری وقت کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [وَأَخِرُّ وَقْتَهَا حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ.....] ”ظہر کا آخری وقت وہ ہے جب عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔“ (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۵۱)

معلوم ہوا جو نبی عصر کا وقت شروع ہوتا ہے ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ یہ موقف امام مالک شافعی، جمہور اور صاحبین کا ہے۔ (فتح الملہم: ۳۰۵/۳ و درس ترمذی: ۱/۳۹۵) حدیث جبریل میں دوسرے دن نماز ظہر کے متعلق جو آتا ہے: [وَوَصَّلَىٰ بِي الظُّهْرِ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَهُ] ”جبریل نے مجھے دوسرے دن ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہوا۔“ اس کا یہ مقصد نہیں کہ ایک مثل ہونے پر نماز ظہر کا آغاز کیا بلکہ مقصود یہ ہے کہ ایک مثل پر نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی معنی کو ترجیح دی ہے۔ دیکھیے: (شرح معانی الآثار: ۱/۱۳۹) وحاشیة ابن عابدین) کیونکہ پہلے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک مثل ہونے پر عصر پڑھی تو لازماً دوسرے دن ایک مثل ہونے سے قبل نماز ظہر سے فراغت ہوئی، اس لیے کہ اگر اس طرح نہ ہو تو انتہائے وقت ظہر کی تحدید نہیں ہوتی جبکہ امامت جبریل سے اولین مقصد یہی تھا اور اس حدیث سے تو بالکل اس موقف کی تردید ہوتی ہے جس میں یہ صراحت ہے: [وَوَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ] ”ظہر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک عصر کا وقت نہ ہو۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۱۷۲-۶۱۲ عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) واللہ اعلم.

امام ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشتراک ظہرین (ظہر و عصر) کے موقف کی تردید فرمائی ہے! اگرچہ [فَصَّلَىٰ بِي] ”مجھے نماز پڑھائی“ کے دونوں مفہوم ہو سکتے ہیں: آغاز کیا یا فارغ ہوئے، لیکن یہاں



۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

فراغت ہی مراد ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [لِإِنَّهُ إِنْ لَمْ يَكُنْ مَعْنَى قَوْلِهِ: وَصَلَّى بِي الظُّهْرَ..... فَرَغَ لَمْ يَكُنْ بَيَانًا] ”کیونکہ اگر [وَصَلَّى بِي الظُّهْرَ] کے معنی فارغ ہونے کے نہیں تو یہ (وقت نماز کے لیے) بیان (و تحدید) نہیں۔“ اسی لیے سختی سے اشتراک ظہرین کی نفی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [وَتَأَلَّهَ مَا بَيْنَهُمَا اشْتِرَاكًا] ”اللہ کی قسم! دونوں کے درمیان اشتراک وقت نہیں ہے۔“ (القبس: ۱۵۲/۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔ دیکھیے: (شرح العمدة لشيخ الإسلام: ۱۵۲/۲)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ امامت جبریل والی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: [مَعْنَاهُ: فَرَغَ مِنَ الظُّهْرِ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَ شَرَعَ فِي الْعَصْرِ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ فَلَا اشْتِرَاكَ بَيْنَهُمَا فَهَذَا التَّأْوِيلُ مُتَعَيِّنٌ لِلْجَمْعِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ وَأَنَّهُ إِذَا حُمِلَ عَلَى الْإشْتِرَاكِ يَكُونُ آخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ مَجْهُولًا..... وَلَا يَحْضُلُ بَيَانُ حُدُودِ الْأَوْقَاتِ] ”اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل (برابر) ہوا۔ اور پہلے دن جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوا تو عصر پڑھنا شروع کی تھی۔ اس طرح ان کے مابین اشتراک وقت نہ رہا۔ احادیث کے مابین جمع و تطبیق اور موافقت کے لیے یہ تاویل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر یہ حدیث اشتراک پر محمول کی جائے تو ظہر کا آخری وقت مجہول (نامعلوم) رہے گا..... اور اوقات کی حدود کا بیان حاصل نہ ہوگا۔“ (شرح صحيح مسلم للنووي: ۱۵۲/۵ تحت حدیث: ۱۱۲)

یعنی اس طرح اوقات کی حد بندی نہیں ہو سکتی۔ شیخ سلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے محلی شرح موطا میں عدم اشتراک ظہرین کے موقف ہی کی موافقت کی ہے اور اس حوالے سے جمہور کا یہ موقف ذکر کیا ہے: [مَعْنَاهُ: فَرَغَ مِنَ الظُّهْرِ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ فَلَا اشْتِرَاكًا، وَهَذَا التَّأْوِيلُ مُتَعَيِّنٌ لِلْجَمْعِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ] ”یہاں اس کے معنی یہ ہیں کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہوا تو آپ نماز ظہر سے فارغ ہو چکے تھے لہذا اس طرح (ظہرین کے مابین) کوئی شراکت نہ رہی۔ مختلف احادیث کے مابین تطبیق کے لیے یہ تاویل لازمی ہے۔“ (بحوالہ معيار الحق، ص: ۲۷۱)

حدیث ابوموسیٰ سے اس موقف کی واضح تائید ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں: [لَمْ أَخْرَجَ الظُّهْرَ حَتَّى كَانَ قَرِيْبًا مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ] ”پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر مؤخر کی یہاں تک کہ گزشتہ

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

کل کے وقت عصر کے قریب قریب وقت ہو گیا۔ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۱۳)  
اس تصریح سے دیگر روایات میں واقع اجمال رفع ہو جاتا ہے وہ اس طرح کہ جب عصر کے قریب وقت ہو تو اس وقت نماز ظہر سے فراغت ہو چکی تھی۔

ان تصریحات کی روشنی میں یقیناً انتہائے وقت ظہر کی تحدید ہوتی ہے اور وہ ہے انتہائے مثل اول لہذا علامہ صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کا [صَلَّى بِي الظُّهْرِ..... حِينَ صَارَ ظِلُّ الشَّيْءِ مِثْلَهُ] کے مثل اول پر فارغ ہونے کے معنی و تاویل کو بعید قرار دینا از خود بعید از صواب ہے۔ (سبل السلام: ۱۹۴/۱)

اکثر علمائے احناف نے بر بنائے احتیاط اور اشتراک ظہرین کے تردد و شک سے بھاگتے ہوئے مشلین ہی کا موقف اختیار کیا ہے (اور ایڑی چوٹی کا یہ سارا زور صرف امام صاحب سے منقول ایک مرجوح روایت اور شاذ رائے کی تقدیم و اثبات کی خاطر ہے) کہ مثل اول سے کچھ قبل ظہر کا وقت بالاتفاق قطعی طور پر ثابت ہے اور ایک مثل سے مابعد تک بھی۔ اگرچہ اس اثنا میں عصر کا وقت ہو جاتا ہے لیکن مشکوک ہوتا ہے۔ اس کا بالیقین وقت تب شروع ہوتا ہے جب سایہ دو مثل ہو جائے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (فتح الملہم: ۳۰۴/۳)

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا جبریل علیہ السلام نے پہلے دن (نعوذ باللہ) مشکوک وقت میں نماز پڑھائی کہ انھیں عصر کے وقت کا قطعی تحقق نہ ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شک و اضطراب کی حالت میں نماز پڑھی کہ جنھیں پوری امت کے لیے نمونہ قرار دیا گیا ہے جبکہ یہ نماز تھی بھی بطور تعلیم اور تحدید وقت کے لیے مزید برآں یہ کہ اس تردد و شک پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ بھی خاموش رہا اور جبریل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مشکوک عمل پر برقرار رکھا اور کوئی تبصیر نہ فرمائی؟ و العباد باللہ. اس طرح تو گویا جس مقصد کے لیے جبریل علیہ السلام کی تشریف آوری ہوئی، وہ بھی پورا نہ ہوا۔ الغرض مثل اول کی اختتامی اور وقت عصر کی ابتدائی گھڑیوں کو مشکوک قرار دے کر احتیاط امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول و عمل میں نہیں جنھیں واجب التقلید سمجھ لیا گیا ہے بلکہ احتیاط اس معصوم ہستی کے اعمال و اقوال اپنانے میں ہے جو شریعت کے بارے میں اپنی مرضی سے کبھی لب کشائی نہیں کرتی۔ صلی اللہ علیہ وسلم

\* مسئلہ بتعمیل و ابراد: گزشتہ صفحات میں بتعمیل ظہر دلائل کی روشنی میں افضل قرار دی گئی ہے۔ اس

پر علماء کا اجماع ہے اور اس کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود بھی اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے: [كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ] (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۳۶) لیکن کچھ احادیث ایسی ہیں جن میں ابراد یعنی نماز ظہر کو ٹھنڈک میں پڑھنے کی تلقین ہے مثلاً: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ سفر میں تھے جب مؤذن نے ظہر کی اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: ”ٹھنڈک ہونے دو۔“ پھر مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: ”ٹھنڈک ہونے دو۔“ یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ] ”بلاشبہ گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ کا حصہ ہے لہذا جب گرمی زیادہ ہو تو نماز (ظہر) ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔“ (صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، حدیث: ۵۳۹) نیز ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی حدیث ابراد مروی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، حدیث: ۵۳۸)

مزید جن سے یہ روایت مروی ہے، امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے وفی الباب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۵۷)

یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ شدت حرارت کی وجہ سے جہنم نے اللہ عزوجل سے شکایت کی کہ ”میرا کچھ حصہ دوسرے کو کھا گیا ہے۔“ تو اسے دو سانسوں کی اجازت ملی: ایک گرمی میں اور ایک سردی میں۔“ (صحیح البخاری، بدء الخلق، حدیث: ۳۲۶۰) و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۱۷) لہذا یہ گرمی اور سردی حقیقت میں جہنم ہی کا حصہ ہیں۔ اگرچہ بعض علماء نے یہاں اور بھی مفاہیم بیان فرمائے ہیں لیکن اقرب الی الصواب اور ظاہر الفاظ کے زیادہ موافق یہی معنی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے اس قسم کی احادیث ابراد (ٹھنڈک کرنا) میں تاخیر کا حکم صرف اسی وجہ سے دیا ہے، نیز یہ حکم عموم علت کی وجہ سے ہر فرد کے لیے ہے، تخصیص کی ضرورت نہیں۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اہل علم کی ایک جماعت نے شدید گرمی میں نماز ظہر کو مؤخر کرنا پسند کیا ہے۔ یہ قول ابن مبارک، احمد اور اسحاق رضی اللہ عنہم کا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ نماز ظہر کے لیے حکم ابراد اس شخص کے لیے ہے جو مسجد میں دور سے آتا ہو، رہا وہ شخص جو اکیلے یا قبیلے کی مسجد میں نماز پڑھتا ہو تو میرے نزدیک

## ۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

پسندیدہ یہ ہے کہ شدید گرمی میں وہ نماز لیٹ نہ کرے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جس کا موقف شدید گرمی میں تاخیر ظہر کا ہے وہی اولیٰ اور اتباع سنت کے زیادہ موافق اور لائق ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۵۷، تحت حدیث: ۵۳۳، ۵۳۴)

بہر حال اس رخصت میں مقیم، مسافر، منفرد یا باجماعت نماز پڑھنے والے بھی افراد داخل ہیں کیونکہ [إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ] کی علت عام ہے۔

\* ابراد کے معنی و مفہوم اور حد: علامہ زخشری اس کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [حَقِيقَةُ الْإِبْرَادِ الدُّخُولُ فِي الْبُرْدِ] ”ٹھنڈک کے وقت میں داخل ہونے کو ابراد کہتے ہیں۔“ نیز [إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرُدُوا بِالصَّلَاةِ] کی توضیح میں وہ فرماتے ہیں: [صَلُّوْهَا إِذَا انْكَسَرَ وَهَجَّ الشَّمْسُ بَعْدَ الزَّوَالِ] ”بعد از زوال جب سورج کی شدت کم ہو جائے تو اس وقت یہ نماز پڑھو۔“ مزید فرماتے ہیں: جب عرب کسی سفر پر ہوتے، سورج ڈھل جاتا اور ہوائیں چلنا شروع ہو جاتیں تو آپس میں پکاراٹھتے: اب تم ٹھنڈک میں کوچ کرو۔ (الفائق، ص: ۸۹، طبع المكتبة العصرية، وفتح الباري: ۱۶/۲، تحت حدیث: ۵۳۳، ۵۳۴)

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [مَعْنَى الْإِبْرَادِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ انْكِسَارُ شِدَّةِ حَرِّ الظَّهْرِ] ”اس حدیث میں ابراد سے مراد دوپہر کے وقت شدت گرمی کا ٹوٹنا ہے۔“ (معالم السنن: ۱/۱۱۱)

احادیث میں حکم ابراد سے مقصود حقیقتاً ٹھنڈک میں نماز ظہر پڑھنا نہیں بلکہ شدید گرمی میں نسبتاً تاخیر مراد ہے کیونکہ حرارت میں کمی آ جانا بھی شدید دھوپ کی نسبت ٹھنڈک ہی ہے۔ اسی تاخیر کو ابراد سے تعبیر کیا گیا ہے یہ نہیں کہ حقیقتاً ٹھنڈک کا انتظار کیا جائے وہ تو یقیناً عصر بلکہ اس کے بعد تک بھی نہیں ہوتی۔ کلام عرب سے اس مفہوم کی تصدیق ہوتی ہے۔ مزید دیکھیے: (عمدة القاري: ۲۹/۵، تحت حدیث: ۵۳۳، ۵۳۴)

الغرض گرمی کی شدت کے پیش نظر نماز ظہر میں تاخیر کی جاسکتی ہے بالخصوص سفر میں زیادہ تاخیر کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ اس کی تائید ابو ذر رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے: [حَتَّى سَاوَى الظِّلِّ التُّوَلَّ] یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اتنی تاخیر سے پڑھائی کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا۔ (صحیح البخاری، الأذان،

۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

حدیث: (۶۶۹)

نمازِ ظہر موسمِ گرما میں کتنی مؤخر کی جاسکتی ہے؟ احادیث کی روشنی میں اس کی تحدید کا صراحت کے ساتھ ثبوت نہیں ملتا، البتہ کچھ علمائے کرام نے اس کی تحدید بھی کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زیادہ سے زیادہ ٹھنڈک میں پڑھنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے: ایک قول یہ ہے کہ جب سایہ زوال کے بعد سایہ ایک ہاتھ ہو جائے۔ بعض نے ربع قامت (قد کا چوتھائی) کہا ہے۔ بعض نے ٹکٹ (تہائی) قامت اور بعض نے نصف قامت وغیرہ، جبکہ مازری نے مختلف اوقات و حالات کا اعتبار کیا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ اختلاف احوال سے اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ابراد آخری وقت تک ممتد نہ ہو۔ (یعنی ظہر اتنی مؤخر نہ ہو کہ اس کا آخری وقت آن پہنچے اور بجائے ظہر کے عصر محسوس ہونے لگے۔) (فتح الباری: ۲/۲۱۲۰، تحت حدیث: ۵۳۹)

البتہ سنن ابوداؤد اور سنن نسائی وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے اس کی تاخیر کا کچھ اندازہ ملتا ہے، وہ فرماتے ہیں: [كَانَ قَدْرُ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ فِي الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ أَقْدَامٍ، إِلَى خَمْسَةِ أَقْدَامٍ، وَ فِي الشِّتَاءِ خَمْسَةَ أَقْدَامٍ إِلَى سَبْعَةِ أَقْدَامٍ] ”گریموں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ظہر کا اندازہ یہ ہوتا تھا کہ انسان کا سایہ تین قدم سے لے کر پانچ قدم تک اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم کے بائیں ہوتا تھا۔“ (سنن ابی داؤد، الصلاة، حدیث: ۳۰۰، و سنن النسائي، المواقب، حدیث: ۵۰۳)

تنبیہ: جس انسان کا سایہ دیکھا جائے، قدم بھی اسی کے ہونے چاہئیں اور اس سائے میں اصل اور زائد دونوں سائے شمار کیے جائیں جیسا کہ علامہ سیوطی اور علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہما نے سنن ابوداؤد اور سنن نسائی کے حاشیے میں وضاحت فرمائی ہے۔

\* ایک اشکال اور اس کا ازالہ: یہاں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے تو یہ آتا ہے کہ آپ نماز ظہر سخت دھوپ میں پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: [كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ] (صحيح البخاري، مواقب الصلاة، حدیث: ۵۶۰، و صحيح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۳۶) اس حدیث سے تو بظاہر یوں لگتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا روزمرہ

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

کاعل یہی تھا۔

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ تعیل ظہر کی احادیث پہلے کی ہیں، یعنی نبی اکرم ﷺ شروع شروع میں نماز ظہر سورج ڈھلتے ہی پڑھ لیتے تھے، خواہ دھوپ کتنی ہی شدید ہوتی۔ بعد میں آپ ﷺ نے سخت دھوپ میں نماز پڑھنے کی بجائے کچھ ٹھنڈک میں پڑھنے کا حکم دیا۔ نسخ کا یہ موقف امام طحاوی وغیرہ کا ہے۔ (شرح معانی الآثار: ۱/۱۸۷، ۱۸۸، وفتح الباری تحت حدیث: ۱۷/۲) نیز خلال نے امام احمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: [هَذَا آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ] ”حکم ابراد نبی ﷺ کا آخر کا حکم ہے۔“ (فتح الباری: ۱۷/۲) اس موقف کی توثیق حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں: [صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ بِالْهَجِيرِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرَدُوا بِالصَّلَاةِ] ”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز ظہر سخت دھوپ میں پڑھائی، اس کے بعد فرمایا: یقیناً شدت حرارت جہنم کی لپٹ کا حصہ ہے، اس لیے نماز ٹھنڈک میں پڑھا کرو۔“ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، اس لیے نسخ کا یہ قول مرجوح ہے۔ دیکھیے: (الضعیفۃ للألبانی: ۳/۳۶۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ شدید گرمی میں تعیل ظہر کی نسبت اس میں تاخیر مستحب ہے۔ جمہور ائمہ اسلام کا یہی موقف ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: (شرح صحیح مسلم للنووی: ۵/۱۶۳، وفتح الباری: ۱۶/۲، تحت حدیث: ۵۳۳، ۵۳۴، ومحلی ابن حزم: ۱۸۲/۳)

جہاں تک حدیث خباب کا تعلق ہے جس میں وہ فرماتے ہیں: [شَكُونَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةِ فِي الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا] ”ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سخت گرم ریت میں نماز پڑھنے کا شکوہ کیا تو آپ نے اس کا ازالہ نہ کیا۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۱۹) اس سے بھی اگرچہ بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ احادیث ابراد کے مخالف نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس اشکال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ انہوں نے وقت ابراد کی رخصت سے مزید تاخیر کا مطالبہ کیا تھا اور وہ اس حد تک کہ ریت کی گرمی زائل ہو جائے، جبکہ اس طرح خروج وقت لازم آتا تھا، اس لیے نبی ﷺ نے انہیں جواب نہیں دیا۔ یا پھر یہ حدیث ٹھنڈک میں نماز پڑھنے والی احادیث سے منسوخ ہے کیونکہ وہ بعد کی ہیں۔“ دیکھیے: (فتح الباری: ۱۷/۲)

## ۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

الحاصل: تاخیر کے ساتھ نماز ظہر پڑھنے کا حکم صرف شدید گرمی کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر موسم معتدل ہو یا گرمی شدت اختیار کیے ہوئے نہ ہو یا موسم سرما ہو تو نماز ظہر اول وقت ہی میں پڑھنا افضل ہے۔ نبی ﷺ کا یہی معمول تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ، وَإِذَا كَانَ الْبُرْدُ عَجَّلَ] ”جب گرمی ہوتی تو اللہ کے رسول ﷺ نماز ٹھنڈک میں پڑھتے اور جب سردی ہوتی تو جلدی کرتے۔“ (سنن النسائي، المواقیت، حدیث: ۵۰۰) مولانا ظفر احمد عثمانی نے اس حدیث سے یہی استدلال کیا ہے۔ دیکھیے: (إعلاء السنن: ۱/۳۵) نیز اس حدیث میں صرف گرمی ہی مراد نہیں بلکہ شدت کی گرمی مراد ہے۔ اس کی تصریح سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی سے منقول صحیح بخاری کے ان الفاظ سے ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں: [كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اشْتَدَّ الْبُرْدُ بَكَرَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ] (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۰۶) ”جب سخت سردی ہو جاتی تو نبی اکرم ﷺ نماز ظہر جلد پڑھتے اور جب سخت گرمی پڑتی تو آپ ﷺ نماز ظہر ٹھنڈک میں ادا فرماتے۔“ جبکہ ہمارے ہاں احناف، گرمی ہے۔ یا سردی ہے اس کی ایک ہی وردی ہے، کے مصداق دیگر نمازوں (فجر اور عصر) کی طرح نماز ظہر بھی ہر موسم میں ہمیشہ تاخیر ہی سے پڑھتے ہیں۔ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ، وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ.

\* وقت عصر کی ابتدا و انتہا: صحیح اور صریح نصوص کی روشنی میں وقت عصر کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب سایہ اصلی کے بغیر مثل اول اختتام پذیر اور مثل ثانی کا آغاز ہو۔ یہ عصر کا افضل وقت ہے اگرچہ وقت جواز غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ تفصیل کے لیے ”انتہائے وقت ظہر“ کے تحت ضمنیہ بحث دیکھی جاسکتی ہے، لہذا تاخیر عصر کا قول اور مزید برآں یہ کہ اسے مستحب بھی باور کرنا، اپنی تمام تر کٹختیوں کے باوجود ساقط الاعتبار ہے اس لیے بلا عذر تاخیر عصر غیر مستحب ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سنت تعجیل عصر ہی ہے۔ رافع بن خدیج فرماتے ہیں: [كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ تَنَحَّرُ الْجَزُورُ فَنَقْسِمُ عَشْرَ قِسْمٍ، ثُمَّ نَطْبُخُ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيحًا قَبْلَ مَغِيبِ الشَّمْسِ] ”ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عصر پڑھتے، پھر اونٹ ذبح کرتے اور اسے دس حصوں میں تقسیم کرتے، پھر اسے پکاتے، بعد ازاں غروب آفتاب سے قبل پکا ہوا گوشت کھاتے۔“ (صحیح البخاری، الشركة، حدیث:

۲۳۸۵، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۲۵)

غور فرمائیں! کیا یہ سب کچھ دو مثل کے بعد ممکن ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو بنو سلمہ کا کوئی آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اونٹ ذبح کرنا چاہتے ہیں، ہماری تمنا ہے کہ آپ تشریف لائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ آپ چل دیے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلے۔ دیکھا تو ابھی تک اونٹ ذبح نہیں ہوئے تھے چنانچہ انھیں ذبح کیا گیا، پھر انھیں ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا، پھر ان میں سے کچھ پکایا گیا، پھر ہم نے وہ کھایا جبکہ ابھی تک سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۲۳) انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً حَيَّةً فَيَذْهَبُ الدَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً] ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر اس وقت پڑھتے جبکہ سورج بلند اور زندہ (روشن) ہوتا اور (عصر پڑھ کر) جانے والا عوامی مدینہ کی طرف جاتا اور ان کے پاس پہنچتا جبکہ سورج ابھی بلند ہوتا تھا۔“ (صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، حدیث: ۵۵۰) و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۲۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے: [وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَ الشَّمْسُ.....] ”اور عصر کا وقت (باقی رہتا) ہے جب تک سورج زرد نہ ہو۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کے حوالے سے فرمایا: [وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ] ”اس نے مجھے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب اس کا سایہ اس کے مثل ہوا۔“ (سنن أبی داؤد، الصلاة، حدیث: ۳۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی عصر کے اول و آخر وقت کی تحدید موجود ہے کہ عصر کا وقت اول وہ ہے جب وہ داخل ہوتا ہے (یعنی مثل اول کے اختتام پر اس کا آغاز ہوتا ہے) اور آخری وقت اصفرائش (سورج کا زرد ہو جانا) ہے۔ (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مزید وضاحت ہے کہ غروب شمس سے قبل ایک رکعت نلنے سے پوری نماز عصر مل جاتی ہے: [وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ] ”جس نے غروب آفتاب سے قبل ایک رکعت پالی تو اس نے عصر پالی۔“ (صحیح البخاری، مواقیت



## ۶- کتاب المواقیب

اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

الصلاة، حدیث: ۵۷۹؛ وصحیح مسلم المساجد، حدیث: ۲۰۸)

اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ عصر کی صرف ایک رکعت ہی پڑھ لینے سے فرض کی ادائیگی ہو جائے گی؛ بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس کی یہ نماز بروقت شمار ہوگی اگرچہ باقی تین رکعتیں بدستور نماز جاری رکھتے ہوئے بعد تک ادا کی جائیں اور اس پر اجماع ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سبل السلام: ۲۰۲/۱)

ان الفاظ کے بارے میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کے ظاہری معنی مراد نہیں اور اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے، یعنی ایک رکعت پالینے والا پوری نماز پانے والا نہیں کہ اسے صرف ایک ہی رکعت سے پوری نماز مل جائے اور فرض سے اس کی خلاصی ہو جائے اور وہی ایک رکعت اسے کافی ہو بلکہ یہاں ان الفاظ کی تاویل ضروری ہے۔ یہاں کچھ الفاظ پوشیدہ مانے جائیں گے۔ اس کی تقدیری عبارت یوں ہوگی: [فَقَدْ أَدْرَكَ حُكْمَ الصَّلَاةِ أَوْ جُوبَهَا أَوْ فَضْلَهَا] ”تو اس نے نماز کے حکم یا اس کے وجوب یا اس کی فضیلت کو پالیا۔“ دیکھیے: (شرح صحیح مسلم للنووی، حدیث: ۲۰۸) مزید یہ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں نماز مکمل کرنے کا حکم ہے: [فَلَيْتِمَّ صَلَاتُهُ] ”وہ (بدستور) اپنی نماز کی تکمیل کرے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۲۰۹) سنن نسائی میں یہ الفاظ ہیں: [مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا، إِلَّا أَنَّهُ يَفْضِي مَا فَاتَهُ] ”جس نے نمازوں میں سے کسی نماز کی ایک رکعت پالی تو تحقیق اس نے وہ نماز پالی مگر جو رکعتیں اس سے رہ گئی ہوں، وہ ادا کرے۔“ (سنن النسائي، المواقیب، حدیث: ۵۵۹؛ وصحیح سنن النسائي، حدیث: ۵۷۷؛ مطبوعہ مکتبۃ المعارف) مسند احمد میں یہ حدیث مزید وضاحت سے ہے: [وَمَنْ صَلَّى رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَلَمْ تَفْتُهُ] ”اور جس نے غروب آفتاب سے قبل عصر کی ایک رکعت پڑھ لی تو اس کی یہ نماز فوت نہیں ہوئی (یہ نماز ادا شمار ہوگی)۔“ (مسند أحمد: ۲۵۴/۲، والموسوعة الحديثية، مسند أحمد: ۱۳/۳۲۵) بہر حال وقت ادا کی آخری امکانی حد یہی ہے۔

عبداللہ بن عمرو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما وغیرہ کی احادیث سے انتہائے وقت عصر کی تحدید ہوتی ہے، لیکن بظاہر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے انتہائے وقت عصر کی تحدید اصفرار شمس (سورج کے زرد ہونے)

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

سے قبل تک ہے۔ روایات کے اس اختلاف کے پیش نظر اگرچہ علمائے سلف کے اس کے متعلق مختلف موقف ہیں لیکن امام شافعی وغیرہ نے مشلین اور بعض ائمہ نے حدیث عبد اللہ کو عصر کے آخری وقت مختار سے مقید کیا ہے ہاں بوجہ عذر اس کا وقت جواز غروب آفتاب تک ہے۔ اس طرح دونوں قسم کی احادیث معمول بہ رہتی ہیں اور کسی کا ترک لازم نہیں آتا۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (الأوسط: ۳۳۰/۲-۳۳۳، والمجموع: ۳۲/۳، والمغنی: ۳۱۸-۳۱۹، والروضة الندیة: ۲۲۶/۱) لیکن بلاوجہ تاخیر عصر مکروہ ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے کچھ صحابہ و تابعین سے اس کی کراہت نقل کی ہے۔ (جامع الترمذی، الصلاة حدیث: ۱۵۹) اس کی تائید سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جو آگے آرہی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ تجیل عصر کے موقف ہی کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”یہی مذہب اہل مدینہ کا ہے۔ امام اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں۔ اس قول کی صحت پر احادیث ثابتہ دلالت کرتی ہیں۔“ (الأوسط: ۳۶۳/۲) اس کی تصدیق عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں سب سے افضل عمل نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا قرار دیا گیا ہے۔

\* صلاة وسطیٰ کی تعیین: اللہ تعالیٰ نے تمام نمازوں کی محافظت کے ساتھ ساتھ ”صلاة وسطیٰ“ یعنی نماز عصر کی بطور خاص تاکید فرمائی ہے: ﴿حَافِظُوا عَلَی الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰی.....﴾ (البقرة: ۲۳۸) ”تم سب نمازوں اور خاص طور پر درمیان والی نماز کی حفاظت کرو۔“

صلاة وسطیٰ کی تعیین میں اگرچہ فقہاء و محدثین کے مابین خاصا اختلاف ہے لیکن حق یہ ہے کہ اس سے مراد نماز عصر ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۱/۱۹۵-۱۹۸) تحت حدیث: (۳۵۳۳) میں ”صلاة وسطیٰ“ کے متعلق علماء کے بیس اقوال ذکر کیے ہیں۔ ان کے دلائل کا جائزہ لینے کے بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسی قول کے حاملین کا موقف راجح قرار دیا ہے۔ احادیث صحیحہ سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے باقی سب اقوال مرجوح ہیں۔ اُردودان طبقہ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائے: (فقہ الصلاة از منیر قمر: ۶۹۳/۱-۷۰۶)

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَدَلَّتِ الْأَخْبَارُ الثَّابِتَةُ عَلَی أَنَّ صَلَاةَ الْوُسْطٰی صَلَاةُ الْعَصْرِ] احادیث ثابتہ اس بات پر دلالت کناں ہیں کہ صلاة وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔“ (الأوسط: ۳۶۷/۲) خندق کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ”اللہ تعالیٰ ان سمیت ان کے گھروں اور قبروں

## ۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

کو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے ہمیں صلاۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) سے مصروف رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔“ (صحیح البخاری، المغازی، حدیث: ۴۱۱۱، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۱۶۷۷) غروب شمس کی تصریح سے معلوم ہوا کہ رہ جانی والی یہ نماز، نماز عصر تھی۔ علاوہ ازیں صحیح مسلم، حدیث: ۶۲۸ میں تو بصراحت ”صلاۃ العصر“ کا ذکر موجود ہے۔

بہر حال نماز عصر میں بلا عذر تاخیر درست نہیں۔ علاء بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ میں نماز ظہر پڑھ کر بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر آیا۔ ان کا گھر مسجد کے پہلو میں تھا۔ انہوں نے پوچھا: کیا تم نے عصر پڑھ لی ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ ابھی ہم ظہر سے فارغ ہوئے ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عصر پڑھ لو! جب پڑھ لی تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: [تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ، حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ، قَامَ فَتَفَرَّقَ هَا أَرْبَعًا، لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا] ”یہ منافق کی نماز ہے وہ بیٹھا رہتا ہے، سورج کا منتظر رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان میں ہوتا ہے تو کھڑا ہوتا ہے اور چار ٹھونگیں مارتا ہے اور ان چار (رکعات) میں اللہ کا ذکر تھوڑا ہی کرتا ہے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۲۴) عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ایک دن بوجہ مصروفیت نماز عصر کچھ لیٹ کر دی، اس پر عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں تنبیہ کی اور حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے امامت جبریل والی حدیث بطور دلیل پیش کی۔ مطلب یہ تھا کہ عصر جلدی ہی پڑھنی چاہیے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہ مدینے کے امیر تھے اور مصروفیت کی وجہ بھی عوام الناس کے مسائل تھے۔ یہ اشارہ سنن ابوداؤد وغیرہ کی حدیث سے ملتا ہے: [أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَ قَاعِدًا عَلَى الْمُنْبَرِ، فَأَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا] ”عمر بن عبدالعزیز منبر پر تشریف فرما تھے اور انہوں نے عصر کی نماز کچھ لیٹ کر دی۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۳۹۸۸) معلوم ہوتا ہے کہ مستحب وقت سے کچھ تاخیر ہوئی تھی۔ یہی خیال علامہ ابن عبدالبر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبي شرح سنن النسائي ۶/۳۵۰)

وقت مختار سے عداً نماز لیٹ کرنے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ”مار دینے“ کے مترادف قرار دیا ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ابو ذر! تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب امراء

۶۔ کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام ومسائل

(حکمران) نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر کے یا انھیں موت کے گھاٹ اتار کر پڑھیں گے۔“ انھوں نے جواباً کہا: آپ کا کیا ارشاد ہے؟ تب نبی ﷺ نے فرمایا: ”بروقت نماز پڑھ لینا۔ اگر ان کے ساتھ بھی نماز مل جائے تو پڑھ لینا یہ نماز نفل ہوگی۔“ ملاحظہ ہو: (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۳۸) مذکورہ تصریحات سے یقیناً یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ عصر کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ کی عام عادت مبارکہ کیا تھی اور صحابہ و تابعین کا طرز عمل کیا تھا؟ لیکن اس کے باوجود صریح نصوص چھوڑ کر محتمل اور غیر صریح یا ضعیف روایات کی بنیاد پر تاخیر عصر کو مستحب قرار دینا یقیناً غیر معقول اور راہِ صواب سے دوری ہے اور اس کی وجہ صرف تقلیدی جمود اور احادیث سے بے اعتنائی ہے۔

تأخیر عصر کی یہ رائے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ انتہائے وقت ظہر اور ابتدائے وقت عصر کے بارے میں ان سے چار روایات (آراء) منقول ہیں۔ (درس ترمذی: ۱/۳۹۵) اور ہر رائے دوسری سے مختلف ہے۔ مثیلین کی رائے اکثر احناف کے نزدیک معمول اور مفتی بہ ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں: [وَبِهِ نَأْخُذُ..... وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ] ”ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں اور یہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔“ (إعلاء السنن: ۱/۳۹) ودرس ترمذی: ۱/۳۹۵ یعنی امام صاحب کے نزدیک وقت عصر کا آغاز مثیلین کے بعد ہوتا ہے۔ اس سے قبل نماز پڑھنا جائز نہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (الأوسط: ۱/۳۳۰) ہاں امام صاحب کی جو رائے جمہور اور صحیح صریح احادیث کے موافق ہے احناف کے ہاں وہ متروک ہے اور وہ ہے مثل اول پر ظہر کا اختتام اور عصر کا آغاز۔ ان کے ہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مفتی بہ اس شاذ رائے کے متعلق امام ابن منذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [وَهُوَ قَوْلُ خَالْفِ صَاحِبُهُ الْأَخْبَارِ الثَّابِتَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؛ وَالنَّظَرُ غَيْرُ دَالٍّ عَلَيْهِ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا سَبَقَ قَائِلَ هَذَا الْقَوْلِ إِلَى مَقَالَتِهِ وَعَدَلَ أَصْحَابُهُ عَنِ الْقَوْلِ بِهِ فَبَقِيَ قَوْلُهُ مُنْفَرِدًا لَا مَعْنَى لَهُ] ”یہ ایسا قول ہے جس کے قائل نے نبی اکرم ﷺ کی ثابت شدہ احادیث کی مخالفت کی ہے۔ نظر و قیاس بھی اس پر دلالت نہیں کرتا۔ ہمارے علم کے مطابق ان سے قبل یہ بات کسی نے نہیں کہی اور ان کے اصحاب نے بھی اس قول سے منہ موڑ لیا ہے لہذا ان کا قول اکیلا ہی رہ گیا ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں۔“ (الأوسط: ۲/۳۳۰)

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے فتح الباری میں فرمایا ہے: [وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مُخَالَفَةَ

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

فِي ذَلِكَ، إِلَّا عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، فَالْمَشْهُورُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: أَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ مَصِيرُ ظِلِّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلِيهِ بِالتَّثْنِيَةِ، قَالَ الْقُرْطُبِيُّ: خَالَفَهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ فِي ذَلِكَ حَتَّى أَصْحَابُهُ يَعْنِي الآخِذِينَ عَنْهُ [فتح الباري، باب وقت العصر، تحت حديث: ۵۳۶] ”اور کسی اہل علم سے اس میں مخالفت منقول نہیں ہے سوائے امام ابوحنیفہ کے۔ ان کے مشہور قول کے مطابق عصر کا اول وقت ہر شے کے سائے کے دو مثل ہونے پر ہوتا ہے۔ قرطبی نے کہا: اس میں سب لوگ ان کے مخالف ہیں یہاں تک کہ ان کے شاگرد بھی، یعنی جو ان سے (بلا واسطہ) اخذ کرنے والے ہیں۔“

امام نووی رحمہ اللہ عصر کے اول وقت پر دلالت کرنے والی احادیث کی تشریح میں لکھتے ہیں: [وَفِي هَذِهِ الْأَحَادِيثِ وَمَا بَعْدَهَا دَلِيلٌ لَّمَذْهَبِ مَالِكٍ وَ الشَّافِعِيِّ وَ أَحْمَدَ وَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ أَنَّ وَقْتِ الْعَصْرِ يَدْخُلُ إِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: لَا يَدْخُلُ حَتَّى يَصِيرَ ظِلُّ الشَّيْءِ مِثْلِيهِ، وَ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ حُجَّةٌ لِلْجَمَاعَةِ عَلَيْهِ مَعَ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه فِي بَيَانِ الْمَوَاقِيْتِ، وَ حَدِيثِ جَابِرٍ وَ غَيْرِ ذَلِكَ ] ”ان احادیث اور ان کے بعد کی احادیث میں امام مالک، شافعی، احمد اور جمہور علماء کے مذہب کی دلیل ہے کہ ہر شے کا سایہ ایک مثل ہونے پر وقت عصر شروع ہو جاتا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس وقت تک وقت عصر شروع نہیں ہوتا جب تک کہ سایہ دو مثل نہ ہو جائے۔ اور یہ احادیث اور اس کے ساتھ ابن عباس اور حضرت جابر رضي الله عنه وغیرہ کی احادیث، جو کہ بیان اوقات کے متعلق مروی ہیں، جمہور کے حق میں اور امام صاحب کے خلاف حجت ہیں۔“ (شرح صحیح مسلم للنووي، الصلاة، تحت حديث: ۱۲۱)

شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ نے شیخ سلام اللہ حنفی سے بھی ان کی شرح موطا کے حوالے سے جمہور کا مذکورہ موقف نقل کیا ہے جس سے شیخ سلام اللہ کی جمہور کے ساتھ موافقت ظاہر ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (معیار الحق، ص: ۲۶۷) ائمہ و محققین کے ان تصروں کے بعد اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ اِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ۔

\* تاخیر عصر اور افضلیت تاخیر کے قائلین کے اہم دلائل اور ان کا تحقیقی جائزہ: مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان اہم دلائل کا بلا اختصار تحقیقی تجزیہ کیا جائے جنہیں حاملین فقہ حنفی اپنے موقف کی تائید میں

۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

پیش کرتے ہیں تاکہ احادیث میں بظاہر نظر آنے والا تعارض ختم ہو جائے، احناف کے یہ دلائل حسب ذیل ہیں:

① محمد بن یزید یمامی کے طریق سے علی بن شیبان سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: [قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيُضَاءَ نَقِيَّةٍ] ”ہم مدینے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ عصر کو اس وقت تک مؤخر کرتے جب تک سورج سفید اور صاف رہتا۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۳۰۸)

وضاحت: یہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔ اس کی سند میں باپ بیٹا، محمد اور یزید دونوں مجہول ہیں۔ محمد بن یزید یمامی کو ابن ابی حاتم نے مجہول کہا ہے۔ دیکھیے: (الجرح والتعديل: ۱۲۸/۸)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب (ص: ۹۰۹، طبع دارالعاصم) میں ان کے متعلق حتمی فیصلہ دیتے ہوئے انھیں مجہول قرار دیا ہے۔ مزید دیکھیے: (میزان الاعتدال: ۷۰/۲، ولسان المیزان: ۳۲۶/۵، والمغنی: ۳۸۷/۲، والضعفاء والمتروکین: ۱۰۷/۳)

دوسرے راوی یزید بن عبد الرحمن بن علی بن شیبان کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مجہول۔“ (التقریب، ص: ۱۰۷/۱)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے میزان الاعتدال میں [لَا يُعْرَفُ] کہا ہے لہذا یہ حدیث ناقابل حجت ہے۔ یہ ان صحیح احادیث کے مخالف ہے جن میں عصر کی نماز جلدی پڑھنے کا ذکر ہے۔ غالباً اسی مخالفت کی وجہ سے امام نووی رحمہ اللہ نے اسے [بَاطِلٌ لَا يُعْرَفُ] کہہ کر رد کر دیا ہے کہ یہ حدیث باطل اور غیر معروف ہے۔ دیکھیے: (المجموع: ۵۸/۳)

محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (ضعیف سنن أبي داود (بفصل) للألباني: ۱۲۸/۹) اس لیے صاحب ”اعلاء السنن“ مولانا ظفر احمد عثمانی کا اس ناقابل حجت حدیث سے یہ استدلال کرنا درست نہیں کہ یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کی تغیر شمس سے قبل نماز عصر کی تاخیر کی موافقت پر دلالت کرتی ہے۔ (اعلاء السنن: ۳۷/۲)

② دوسری حدیث جو احناف کے نزدیک تاخیر عصر پر صراحتاً دلالت کرتی ہے، رافع بن خدیج رحمہ اللہ کی

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

حدیث ہے۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ انھیں دیر سے عصر پڑھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے: [كَانَ يَأْمُرُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعَصْرِ] (سنن الدارقطني: ۵۵۸/۱، طبع جدید، دارالمعرفة، و السنن الكبرى للبيهقي: ۴۴۳/۱)

وضاحت: یہ حدیث بھی سنداً ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت ہے۔ اس کی سند میں عبدالواحد بن نافع یا نفع کلاعی ابورماح متکلم فیہ راوی ہے۔

اس کے بارے میں امام ابن حبان فرماتے ہیں: [يُرْوَى عَنْ أَهْلِ الْحِجَازِ الْمُقْلُوبَاتِ وَعَنْ أَهْلِ الشَّامِ الْمُوَضُّوعَاتِ، لَا يَحِلُّ ذِكْرُهُ فِي الْكُتُبِ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ الْقَدْحِ فِيهِ] ”یہ اہل حجاز سے مقلوب اور اہل شام سے موضوع (من گھڑت) روایات بیان کرتا ہے، کتابوں میں اس کا ذکر صرف نقد و جرح کے طور پر جائز ہے۔“ (المجروحین: ۱۵۴/۲)

امام بخاری رحمہ اللہ، بواسطہ موسیٰ بن اسماعیل عبدالواحد بن نافع کے طریق سے منقول اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں: [وَلَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ] ”اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔“ (التاریخ الكبير: ۸۹/۵) یعنی یہ حدیث بیان کرنے میں عبدالواحد متفرد ہے اور ہے بھی متکلم فیہ۔

میزان الاعتدال میں علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے امام ابن القطان کے حوالے سے اسے مجہول الحال قرار دیا ہے۔ (المیزان: ۲/۶۷۷) مزید دیکھیے: (نصب الراية: ۲۳۵/۱، والمغني في الضعفاء: رقم: ۳۸۷۸) و تعجيل المنفعة: رقم: ۶۷۵)

اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے امام دارقطنی رحمہ اللہ اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں: [وَهَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ الْإِسْنَادِ مِنْ جِهَةِ عَبْدِ الْوَاحِدِ هَذَا، لِأَنَّهُ لَمْ يَرَوْهُ عَنِ ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ غَيْرُهُ..... وَلَا يَصِحُّ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ رَافِعٍ وَلَا عَنْ غَيْرِهِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالصَّحِيحِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَعَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ضِدُّ هَذَا وَهُوَ التَّعْجِيلُ بِصَلَاةِ الْعَصْرِ وَالتَّبَكُّيرُ بِهَا] ”یہ حدیث عبدالواحد کی وجہ سے ضعیف الاسناد ہے کیونکہ ابن رافع بن خدیج سے یہ حدیث اس کے سوا کوئی اور بیان نہیں کرتا..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے یہ حدیث نہ تو رافع سے اور نہ کسی دوسرے صحابی سے صحیح طور پر ثابت ہے، ہاں! رافع بن خدیج اور دیگر

۶۔ کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو صحیح طور پر ثابت ہے وہ اس کے برخلاف ہے، اور وہ ہے تعجیل عصر، یعنی نماز عصر جلد پڑھنا۔“ (سنن الدارقطني: ۱/۵۵۸)

گویا امام الجرح والتعديل معروف نقاد حدیث امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ حدیث کسی صحابی سے صحیح سند سے ثابت نہیں۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ انھوں نے تعجیل عصر کے حوالے سے ”وَفِي الْبَابِ“ میں مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حوالہ دیتے ہوئے آخر میں فرمایا: [فَيُرْوَى عَنْ رَافِعِ أَبِيصْبَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ وَلَا يَبْصَحُ] ”رافع بن خديج سے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے تاخیر عصر کی روایت بھی منقول ہے لیکن وہ صحیح نہیں ہے۔“ (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۵۹)

امام ترمذی رضی اللہ عنہ کی اس تصریح کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے ”وَفِي الْبَابِ“ میں رافع بن خديج کے حوالے سے تعجیل عصر کی روایت کا اشارہ کیا ہے جبکہ ان سے تاخیر عصر کی روایت بھی منقول ہے اس لیے امام صاحب نے اس پر تنبیہ کرنا ضروری سمجھا۔ امام نووی رضی اللہ عنہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (المجموع: ۳/۵۸)

الحاصل: ائمہ فہن کی تصریحات کی روشنی میں یہ روایت بھی مردود اور ناقابل حجت ہے۔

③ تاخیر عصر کے قائلین کی تیسری دلیل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا وہ اثر ہے جو عباس بن ذرئج بواسطہ زیاد بن عبداللہ (عبدالرحمن) علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اس میں ہے کہ ہم مسجد الاعظم میں علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دنوں کوفہ بانس اور ککڑیوں کے جھونپڑوں پر مشتمل تھا۔ مؤذن آیا اور اس نے نماز عصر کے لیے امیر المؤمنین کو آواز دی۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گیا، پھر اس نے دوبارہ یہی بات کہی تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کتا ہمیں سنت کی تعلیم دیتا ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، ہمیں عصر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد ہم پلٹے اور اسی جگہ چلے گئے جہاں پہلے بیٹھے ہوئے تھے، پھر ہم اپنے گھنٹوں پر بیٹھ کر سورج غروب ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ (سنن الدارقطني: ۱/۵۵۷)

والمستدرک للحاکم: ۱/۱۹۲)

وضاحت: یہ اثر سنداً ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں زیاد بن عبداللہ (یا عبدالرحمن نخعی) مجہول العین ہے۔



۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں: [زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ مَجْهُوْلٌ، لَمْ يَرَوْ عَنْهُ غَيْرُ الْعَبَّاسِ بْنِ دُرَيْحٍ] ”زیاد بن عبداللہ مجہول ہے یہ حدیث اس سے عباس بن ذریح کے سوا کوئی روایت نہیں کرتا۔“ (سنن الدارقطنی: ۱/۵۵۷، والمیزان: ۹۱/۲)

جبکہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایت کے بعد فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اس کے رواۃ کو قابل حجت سمجھنے کے باوجود اسے ذکر نہیں کیا اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔ لیکن یہ ان کا وہم ہے کیونکہ مذکورہ راوی مجہول ہے، شیخین رحمۃ اللہ علیہ ایسے راوی کو کب قابل حجت سمجھتے ہیں پھر صرف امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح بھی تو محل نظر ہے جیسا کہ اس کے متعلق ائمہ فن کی تصریح موجود ہے: [لَا تَغْتَرَّ بِتَصْحِيحِ الْحَاكِمِ]

اس روایت پر امام ذہبی کی موافقت بھی تعجب خیز ہے کیونکہ انھوں نے اپنی کتاب ”دیوان الضعفاء والمتروكين“ (۱/۳۰۸) اور ”المغني في الضعفاء“ (۳۷۳/۱) وغیرہ میں خود زیاد بن عبداللہ کو امام دارقطنی کے حوالے سے مجہول قرار دیا ہے لہذا جس روایت کی سند میں مجہول راوی ہو اور اس کی ٹھوس متابعت یا شاہد بھی موجود نہ ہو تو وہ کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟ نیز علامہ زلیعی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی حیرانی ہے کہ مذکورہ بالا حدیث رافع اور زبیر بحث حدیث کے بارے میں علمائے جرح و تعدیل کی تضعیف نقل کرنے کے باوجود بھی اپنے مرجوح موقف کی تائید میں یوں فرماتے ہیں کہ وہ احادیث جو ہمارے موقف کی تائید کرتی ہیں..... غور فرمائیں! کیسی تائید؟ ہاں، ضعیف موقف کی تائید، ضعیف احادیث سے۔ پھر اثر علی کے بعد ان کا یہ فرمانا: [وَهَذَا الْأَثَرُ فِي حُكْمِ الْمَرْفُوعِ أَوْ قَرِيبٍ مِنْهُ] ”یہ اثر حکماً مرفوع یا اس کے قریب قریب ہے۔“ درست نہیں کیونکہ سند اتویہ ساقط الاعتبار ہے۔“ (نصب الرایۃ: ۱/۳۳۶)

④ تاخیر عصر کی افضلیت کے قائلین کی چوتھی دلیل حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی درج ذیل حدیث ہے: [كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ، وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ] ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری نسبت ظہر کی نماز بہت جلد پڑھتے تھے اور تم عصر ان سے بہت جلد پڑھتے ہو۔“ (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۶۱)

غور فرمائیں تو حدیث کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ تم ظہر کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول سے لیٹ پڑھتے

اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

ہو جبکہ آپ ﷺ بہت جلد پڑھ لیا کرتے تھے اور تم عصر کی نماز رسول اللہ ﷺ سے بھی پہلے پڑھتے ہو یعنی تمہاری عصر رسول اللہ ﷺ کی نسبت بھی پہلے ہوتی ہے، یہ درست نہیں۔ یہ ہے اس حدیث کا صحیح مفہوم۔ الغرض جو حدیث تاخیر عصر کے استحباب کے طور پر پیش کی گئی، تو تعجیل عصر پر دلالت کرتی ہے اور اپنے ہی موقف کے خلاف نکلی۔ ۱۔ لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ التعلیق الممجد میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”یہ حدیث عصر کی نسبت ظہر کچھ زیادہ جلدی پڑھنے پر دلالت کرتی ہے نہ کہ تاخیر عصر کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔“ (بحوالہ تحفة الأحوذی: ۱/۳۲۳)

بہر حال مذکورہ حدیث سے تاخیر عصر کے استحباب پر استدلال کرنا سینہ زوری ہے۔ سیاق اور الفاظ سے اس مفہوم کی قطعاً تائید نہیں ہوتی۔

یہ ہیں وہ چار بنیادی دلیلیں جنہیں احناف اپنے موقف کی تائید میں بڑے زور و شور سے پیش کرتے ہیں۔ پہلی تین دلیلیں تو ضعیف ہیں اور مؤخر الذکر صحیح لیکن اس سے وجہ استدلال باطل ہے اسی لیے مولانا عبدالحی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے احتقاق حق کے پیش نظر تاخیر عصر کی افضلیت پر دلالت کرنے والے پیش کردہ دلائل کا تحقیقی جائزہ لیتے ہوئے انہیں ناقابل حجت و استناد قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: وَأَوْلَا يَخْفَى عَلَى الْمَاهِرِ مَا فِي الْإِسْتِنَادِ بِهَذِهِ الْأَحَادِيثِ [ان احادیث سے استناد کرنے (حجت پکڑنے) میں جو کمزوری ہے ماہر حدیث پر مخفی نہیں۔“ دیکھیے: (التعلیق الممجد بحوالہ تحفة الأحوذی: ۱/۳۲۱)

خلاصہ کلام: عصر کا آغاز مثل اول کے اختتام پر ہوتا ہے۔ ظہر اور عصر کے وقت میں کوئی اشتراک نہیں۔ عصر کا وقت مختار مثل اول سے لے کر اصرار ٹمس سے قبل تک ہے، جبکہ وقت جواز بوجہ عذر غروب ٹمس سے قبل ایک رکعت پالینے تک ہے۔ دلائل سے اسی موقف کی تائید ہوتی ہے۔ اس کے برعکس موقف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ ان کے نزدیک عصر کا وقت مثلین کے بعد ہوتا ہے۔ اس سے قبل نماز عصر پڑھنا جائز نہیں، ان کی یہی رائے مفتی بہ ہے۔ عملاً اکثر احناف اسی کے قائل و فاعل ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس رائے میں بالکل اکیلے ہیں۔ کتاب و سنت کی کسی صریح صحیح دلیل سے ان کے موقف کی تائید نہیں ہوتی۔ یہ موقف صریح روایات کے بالکل مخالف ہے۔ عقیدت مندوں نے اس شاذ

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

رائے کی توثیق اور اثبات کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے جس کی وجہ سے صحیح اور صریح احادیث کو تحنیہ مشق بنایا گیا، حالانکہ اس موقف میں صاحبین بھی اپنے شیخ کے مخالف ہیں۔ انھوں نے صریح اور صحیح احادیث کی روشنی میں جمہور ہی کا موقف اختیار کیا ہے۔

یاد رہے! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے صریح صحیح احادیث اور جمہور کی رائے کے مطابق بھی ایک رائے منقول ہے لیکن یہ اتفاق رائے اکثر حاملین فقہ حنفی کو ایک نظر نہیں بھاتی۔

اسی طرز تقلید سے رنجیدہ ہو کر امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس رویے کو رد سنت سے تعبیر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جائے تو عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر کوئی ایک عوالی مقام کی طرف جاتا جو تقریباً چار میل کے فاصلے پر واقع تھا تو سورج اس وقت تک بلند ہوتا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی تو بنو سلمہ کا ایک فرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور کہا: اللہ کے رسول! ہم اونٹ ذبح کرنا چاہتے ہیں، ہماری خواہش ہے کہ آپ بھی تشریف لائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ آپ چلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چل پڑے۔ دیکھا تو اونٹ ابھی تک ذبح نہیں ہوئے تھے چنانچہ اونٹ ذبح کیے گئے، انھیں کاٹا گیا اور اس میں سے کچھ گوشت پکایا گیا، پھر ہم نے اس میں سے غروب آفتاب سے قبل کچھ کھایا۔ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۲۳) دو مثل کے بعد یہ سب محال ہے۔ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں: ظہر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک عصر کا وقت نہ ہو۔ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۱۵۲-۶۱۲) من حدیث عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ ان احادیث کی کوئی معارض (مخالف) دلیل نہیں ہے نہ تو صحت میں اور نہ صراحت و بیان میں۔ لیکن یہ احادیث و سنن اس مجمل حدیث کی وجہ سے رد کر دی گئی ہیں: [مَثَلُكُمْ وَ مَثَلُ أَهْلِ الْكِتَابِ قَبْلَكُمْ] (صحیح البخاری، الإحارة، حدیث: ۲۳۶۸)

نیز افسوس کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہائے تعجب! اس حدیث میں دلالت کی کون سی قسم ہے کہ عصر کا وقت اس وقت تک شروع نہیں ہوتا جب تک سایہ دو مثل نہ ہو جائے۔ یہ حدیث صرف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نماز عصر سے غروب آفتاب تک کا وقت نصف النہار سے عصر تک کے وقت سے کم

۶- کتاب المواقیت اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ دیکھیے: (اعلام الموقعین: ۳۶۲/۲، ۳۶۵، طبعہ دارالکتاب العربی) ان اختلافات سے قطع نظر قرآن وحدیث کے عام دلائل کی روشنی میں بھی نیکی کے تمام اعمال میں مسابقت و مسارعت ہی کا حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ﴾ (آل عمران: ۳: ۲۳۸) ”اور اپنے رب کی بخشش کی طرف جلدی کرو۔“ نیز ارشاد ہے: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (البقرة: ۲: ۱۴۲) ”نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔“ مزید فرمایا: ﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝﴾ (الواقعة: ۵۶: ۱۱۱۰) ”اور سبقت لے جانے والے تو سبقت ہی لے جانے والے ہیں۔ یہی لوگ مقرب ہیں۔“ ہاں جو اس عام اصول سے دلیل کی بنا پر مستثنیٰ چیزیں ہیں وہ خارج ہوں گی جیسے نماز عشاء کہ اس میں تاخیر افضل ہے اور ظہر کہ شدت حرارت میں ابراد مستحب ہے، جبکہ باقی نمازوں میں تعجیل و مسارعت ہی افضل ہے۔ وباللہ التوفیق۔ مزید دیکھیے: (محلّی ابن حزم: ۱۸۲/۳)

\* وقت مغرب کی ابتدا و انتہا: جب سورج کی پوری تکیہ افق میں غائب ہو جائے تو مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ حدیث جبریل میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جبریل علیہ السلام نے دو دن سورج غروب ہوتے ہی نماز پڑھائی ہے: [ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ.....] (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۳۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَإِنْ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَغِيبُ الْأَفْقُ] ”مغرب کا اول وقت وہ ہے جب سورج غروب ہو جائے اور آخری وقت جب افق غائب ہو جائے۔“ (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۵۱)

صحیح مسلم میں ہے: [وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ نُورُ الشَّفَقِ] ”اور مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ شفق کی سرخی غائب نہ ہو جائے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۱۴۲-۱۴۳)

امام ابن منذر کے بقول نماز مغرب جلدی پڑھنے پر اہل علم کا اجماع ہے اور یہ افضل ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَأَجْمَعَ كُلُّ مَنْ نَحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَىٰ أَنَّ التَّعْجِيلَ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ أَفْضَلُ] (الأوسط: ۳۶۹/۲)

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: [إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

الشَّمْسُ وَ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ] ”یقیناً رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جب سورج غروب ہو جاتا اور پردے میں چھپ جاتا تھا۔“ (صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، حدیث: ۵۶۱؛ و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۳۶ و اللفظ له)

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: [كُنَّا نَصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَيُنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَ أَنَّهُ لَيُصِرُّ مَوَاقِعَ نَبَلِهِ] ”ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز مغرب پڑھا کرتے تھے اور ہم میں سے جب کوئی نماز سے فارغ ہوتا تو اپنے تیر کے گرنے کی جگہ دیکھ لیتا تھا۔“ (صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، حدیث: ۵۵۹؛ و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۳۷؛ و إرواء الغلیل: ۱/۲۷۷)

مقصود یہ ہے کہ ابھی تک روشنی ہوتی تھی، اندھیرا نہیں چھایا ہوتا تھا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ دونوں حدیثیں اس بات کی دلیل ہیں کہ غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب جلد پڑھ لینی چاہیے۔ اس بات پر اجماع ہے..... جن احادیث میں شفق کے غائب ہونے پر نماز مغرب پڑھنے کا ذکر ہے وہ بیان جواز کے لیے ہیں۔ ثانیاً: وہ کسی سائل کے جواب میں تھیں۔ اور یہ دونوں احادیث نبی ﷺ کی عادت مبارکہ کے بارے میں ہیں جن پر آپ ﷺ سوائے عذر کے مسلسل قائم رہے، لہذا انھی پر اعتماد ہوگا۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۹۰/۵، تحت حدیث: ۶۳۷)

معنی میں ہے: [وَ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ وَ جَبَّتِ الْمَغْرِبُ وَ لَا يُسْتَحَبُّ تَأْخِيرُهَا إِلَى أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ] ”جب سورج غروب ہو جائے تو نماز مغرب واجب ہو جاتی ہے اور اسے شفق کے غائب ہونے تک مؤخر کرنا مستحب نہیں ہے۔“ (المغنی: ۴۲۳/۱) لیکن وقت ادا غروب شفق تک رہتا ہے۔

معلوم ہوا مغرب کا وقت موع ہے اور یہی بات راجح ہے۔ احناف کا یہی قول ہے۔ ابن العربی رحمہ اللہ کے نزدیک امام مالک کا راجح قول بھی یہی ہے۔ دیکھیے: (القبس: ۵۸/۱) اور شوافع کا قول محقق بھی یہی ہے۔ دیکھیے: (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۵۵/۵، تحت حدیث: ۶۱۴)

الغرض دلائل کی روشنی میں وجوب مغرب کا اول وقت غروب آفتاب ہے نیز راجح قول کے مطابق یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ وقت غروب شفق تک باقی رہتا ہے۔ لیکن یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ نبی اکرم ﷺ کو جبریل علیہ السلام نے دو دن غروب آفتاب کے بعد ہی نماز پڑھائی ہے۔ اس سے یوں لگتا ہے

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

کہ مغرب کا وقت موسع (شفق کے غائب ہونے تک وسیع) نہیں بلکہ مضیق (تنگ) ہے، یعنی اس کی ادائیگی کے لیے صرف یہی وقت ہے۔ لیکن یہ خیال مروج ہے۔ علمائے محققین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ حدیث جبریل میں مغرب کے مستحب وقت کا ذکر ہے اور حدیث عبداللہ بن عمرو میں جو آتا ہے: [وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ نَوْرُ الشَّفَقِ] ”مغرب کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک شفق کی سرخی ختم نہ ہو۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۱۲) وہ وقت جواز ہے پھر حدیث جبریل میں فعل ہے اور اس میں آپ کا قول ہے۔ یقیناً قول و فعل کے تعارض کے وقت قول کو ترجیح ہوتی ہے، کما فی کتب الأصول۔ اسی طرح حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے کہ جس میں ایک سائل کے جواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً دو دن نماز پڑھ کر سکھائی۔ دوسرے دن جب نماز پڑھائی تو صراحت ہے: [وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ] ”آپ نے مغرب غروب شفق سے قبل پڑھائی۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۱۳) پھر یہ بھی ہے کہ حدیث جبریل متقدم، یعنی مکی دور کی اور حدیث بریدہ وغیرہ متأخر، یعنی مدنی دور کی ہیں، یقیناً ترجیح متأخر عمل کو ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کا وقت غروب شفق سے قبل تک رہتا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۵۶/۵، و إعلام الموقعین: ۳۶۳/۲ وغیرہ)

\* شفق کا معنی و مفہوم: اگرچہ قول محقق کے مطابق مغرب کا وقت موسع (کشادہ) ہے اور غروب شفق تک رہتا ہے لیکن شفق کے معنی اور مفہوم میں اختلاف ہے کہ آیا اس سے مراد غروب آفتاب کے فوراً بعد مغربی افق پر نمودار ہونے والی سرخی ہے یا وہ سفیدی جو سرخی غائب ہونے کے بعد ہوتی ہے؟ جمہور اہل لغت، محدثین اور فقہائے عظام کے ہاں اس سے مراد وہ سرخی ہے جو غروب آفتاب کے بعد مغربی جانب میں رونما ہوتی اور افق پر پھیلی ہوتی ہے۔ جب یہ سرخی اختتام پذیر اور افق سے غائب ہو جاتی ہے تو اسے غروب شفق کہا جاتا ہے۔ یہ نماز عشاء کے اول وقت اور نماز مغرب کے انتہائے وقت کی علامت ہے۔ دلائل و براہین کی روشنی میں یہی موقف راجح ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

جلیل القدر صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح مروی ہے، انھوں نے فرمایا: [الشَّفَقُ الْحُمْرَةُ] ”شفق سے مراد سرخی ہے۔“ (سنن الدارقطنی: ۵۸۸/۱، و السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳۷۳/۱)

## ۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

اس تفسیر کے تحت بلوغ المرام کی شرح میں علامہ صنعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [قُلْتُ: اَلْبَحْتُ لُعُوِيَّ وَالْمَرْجِعُ فِيهِ اِلَى اَهْلِ اللُّغَةِ؛ وَابْنُ عُمَرَ مِنْ اَهْلِ اللُّغَةِ وَفَحَّ الْعَرَبِ؛ فَكَلَامُهُ حُجَّةٌ، وَ اِنْ كَانَ مَوْقُوفًا عَلَيْهِ] ”میں کہتا ہوں: بحث لغوی ہے۔ اس میں اصل مرجع اہل لغت ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما خالص عربی النسل اور اہل لغت میں سے ہیں لہذا ان کا کلام حجت ہے اگرچہ یہ ان کا موقوف اثر ہے۔“ (سبل السلام: ۲۱۰/۱) نیز علامہ صنعانی نے ﴿فَلَا اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ﴾ کی تفسیر میں بھی یہی معنی کیے ہیں۔ (تفسیر غریب القرآن للصنعانی، ص: ۲۰۴)

\* معتبر ائمہ لغت کی تصریحات: ① موجد علم عروض، امام لغت خلیل بن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [الشَّفَقُ: الْحُمْرَةُ مِنْ غُرُوبِ الشَّمْسِ اِلَى وَقْتِ الْعِشَاءِ] ”شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو غروب آفتاب سے وقتِ عشاء تک باقی رہتی ہے۔“ (کتاب العین، ص: ۲۸۶، طبع دار احیاء التراث العربی)

② ابن فارس فرماتے ہیں: [الشَّفَقُ: النَّدْوَةُ الَّتِي تُرَى فِي السَّمَاءِ عِنْدَ غُيُوبِ الشَّمْسِ وَهِيَ الْحُمْرَةُ] ”شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو غروب آفتاب کے وقت آسمان پر نظر آتی ہے۔“ (معجم مقاییس اللغة: ۱۹۸/۳)

③ پھر اپنی سند سے خلیل بن احمد کا قول بھی نقل کرتے ہیں۔ دیکھیے: (معجم مقاییس اللغة: ۳۹۵/۳) اس کے بعد امام مجاہد اور مقاتل سے بھی شفق کے معنی ”سرخ“ ہی نقل کرتے ہیں۔

④ امام زجاج فرماتے ہیں: [الشَّفَقُ هِيَ الْحُمْرَةُ الَّتِي تُرَى فِي الْمَغْرِبِ بَعْدَ سُقُوطِ الشَّمْسِ] ”شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو مغرب میں غروب شمس کے بعد نظر آتی ہے۔“ (معجم مقاییس اللغة: ۳۹۵/۳)

⑤ امام فراء فرماتے ہیں کہ شفق سے مراد حمرة یعنی سرخی ہے۔ مزید کہتے ہیں: [قَدْ سَمِعْتُ بَعْضَ الْعَرَبِ يَقُولُ: عَلَيْهِ نَوْبٌ مَضْبُوعٌ كَأَنَّهُ الشَّفَقُ وَكَانَ أَحْمَرَ] ”میں نے بعض عرب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس پر رنگا ہوا کپڑا ہے جیسے کہ وہ شفق ہے دیکھا تو وہ سرخ تھا۔“ (معجم مقاییس اللغة: ۱۹۸/۳) مذکورہ عبارت کے بعد علامہ ابن فارس نے فرمایا ہے کہ یہ قول حمرة کا شاہد ہے۔

## ۶- کتاب المواعیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

⑥ علامہ فیروز آبادی فرماتے ہیں: [الْحُمْرَةُ فِي الْأَفْقِ مِنَ الْغُرُوبِ إِلَى الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ أَوْ إِلَى قَرِيْبَيْهَا] ”غروب آفتاب سے نماز عشاء یا اس کے قریب قریب افق پر منتشر سرخی کو کہتے ہیں۔“ (القاموس المحيط، ص: ۸۹۷، مادہ: شفق)

⑦ القاموس المحيط کی شرح میں علامہ مرتضیٰ زبیدی حنفی نے مختلف ائمہ لغت سے شفق کے معنی ”حمرہ“ نقل کرنے کے بعد جب امام فراء کا قول اور مشاہدہ ذکر کیا کہ شفق سے مراد ”حمرہ“ ہے تو فرماتے ہیں: [فَهَذَا شَاهِدُ الْحُمْرَةِ] ”یہ (قائلین) حمرہ کا شاہد ہے۔“ (تاج العروس: ۲۳۳/۱۳)

⑧ علامہ جوہری کا بھی یہی قول ہے۔ تائید میں انھوں نے خلیل اور فراء کا قول پیش کیا ہے۔ دیکھیے: (الصحاح: ۱۳۳۹/۴)

⑨ علامہ راغب فرماتے ہیں: [الشَّفَقُ إِخْتِلَاطُ ضَوْءِ النَّهَارِ بِسَوَادِ اللَّيْلِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ] ”غروب آفتاب کے وقت دن کی روشنی کا رات کی تاریکی سے اختلاط شفق کہلاتا ہے۔“ (مفردات القرآن، ص: ۲۶۷)

⑩ یہ کچھ معتبر ائمہ لغت کی تصریحات ہیں جن سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ شفق سے مراد ”حمرہ“ یعنی سرخی ہے۔ مزید دیکھیے: (المصباح المنیر للفيومي، ص: ۳۶۱)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ازہری اور ابن درید کے حوالے سے بھی یہی معنی نقل کیے ہیں۔ دیکھیے: (المجموع: ۳۵/۳) مزید فرماتے ہیں: [وَالَّذِي يُنْبَغِي أَنْ يُعْتَمَدَ أَنَّ الْمَعْرُوفَ عِنْدَ الْعَرَبِ أَنَّ الشَّفَقَ الْحُمْرَةُ، وَذَلِكَ مَشْهُورٌ فِي شِعْرِهِمْ وَنَثْرِهِمْ، وَ يَدُلُّ عَلَيْهِ أَيْضًا نَقْلُ أُيْمَةَ اللُّغَةِ] ”قابل اعتماد بات یہی ہے کہ عرب کے ہاں شفق کے معروف معنی حمرہ (سرخی) کے ہیں۔ یہ ان کے اشعار اور نثر میں مشہور ہے۔ مزید برآں یہ کہ اس پر اہل لغت کی نقل و روایت بھی دلالت کرتی ہے۔“ صحیح مسلم کی حدیث [وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ نُورُ الشَّفَقِ] سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نُورَان (جس کے معنی سرخی کی تیزی اور اس کی چمک کے ہیں) أحمر (سرخ چیز) کی صفت ہے نہ کہ أبيض (سفید چیز) کی، یعنی جب تک شفق کی سرخی ختم نہ ہو مغرب کا وقت باقی رہتا ہے۔ (المجموع: ۳۹/۳)



## ۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی استدلال کیا ہے اور مزید وضاحت سے اسے بیان کیا ہے۔ دیکھیے:

(شرح العمدة: ۲/۱۷۵)

\* ائمہ و محدثین اور فقہاء کی تصریحات: امام نووی نے امام بیہقی کے حوالے سے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی موقف نقل کیا ہے کہ اس شفق سے مراد مغربی افق پر موجود سرخی ہے۔ ان میں عمر بن خطاب، علی بن ابوطالب، ابن عمر، ابن عباس، ابو ہریرہ، عبادہ بن صامت اور شداد بن اوس رضی اللہ عنہم ہیں؛ نیز زکحول اور سفیان ثوری کا موقف بھی یہی ہے۔ (المجموع: ۳/۳۳۳، والسنن الکبریٰ للبیہقی: ۱/۳۷۳)

امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے مزید جن ائمہ کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں: مالک بن انس، ابن ابی لیلیٰ، شافعی، احمد، اسحاق، ابو ثور، ابو یوسف اور محمد رضی اللہ عنہم..... (الأوسط: ۲/۳۳۰)

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ بھی حدیث میں وارد لفظ ”شفق“ سے شفقِ احمر ہی مراد لیتے ہیں۔ (محلّی ابن

حزم: ۳/۱۹۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے، دلائل کی روشنی میں اس کا اثبات کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [وَالشَّفَقُ شَفَقَان: أَحْمَرٌ، وَهُوَ الْأَوَّلُ، وَالْأَبْيَضُ، وَهُوَ الثَّانِي، وَالْعِبْرَةُ بِمَغِيبِ الشَّفَقِ الْأَحْمَرِ، فَإِذَا غَابَ دَخَلَ وَقْتُ الْعِشَاءِ] ”شفق و درت میں ہیں: شفقِ احمر (سرخ) اور دوسری شفقِ ابیض (سفید) اعتبار شفقِ احمر کے غائب ہونے کا ہے، لہذا جب (سرخ) غائب ہو جائے تو عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔“ (شرح العمدة: ۲/۱۷۴)

امام فراء کے قول: [عَلَيْهِ ثَوْبٌ كَأَنَّهُ الشَّفَقُ وَكَانَ أَحْمَرَ] سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اسی لیے اکثر مفسرین رحمۃ اللہ علیہم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ﴾ سے مراد سرخی اور سرخی سے قبل دن کی روشنی مراد لی ہے، پھر کہتے ہیں: [وَفِيهِمْ أَكْثَرُ الصَّحَابَةِ وَ أَكْثَرُهُمْ مِّنَ الشَّفَقِ الْحُمْرَةِ] ”اکثر اور اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شفق سے سرخی ہی سمجھے ہیں۔“ (شرح العمدة لشيخ الإسلام ابن تيمية: ۲/۱۷۵-۱۷۶)

اور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقف کی تائید میں متعدد دلائل دیتے ہوئے مسند احمد وغیرہ کی اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جس میں یہ صراحت ہے: [ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ قَبْلَ غَيْبِ الشَّفَقِ]

## ۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

”پھر آپ ﷺ نے غروب شفق سے قبل عشاء کی نماز پڑھائی۔“ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی یہ مفصل روایت اگرچہ مسند أحمد: (۳/۳۵۱) وغیرہ میں موجود ہے لیکن مطلوبہ حصہ مجھے اس میں نہیں ملا البتہ یہ نکلنا شرح معانی الآثار (۱/۱۴۷) اور السنن الكبرى للبيهقي (۱/۳۷۳) میں موجود ہے۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے اس کی صحت کے حوالے سے تو کچھ نہیں فرمایا، البتہ اس نکلنے سے جو استدلال شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے کیا ہے وہی استدلال ان سے قبل امام طحاوی رحمہ اللہ بھی کر چکے ہیں جبکہ امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کو اختصار سے ذکر کرنے کے بعد اس اضافے کو ذکر کرتے ہوئے بایں الفاظ اس کے شذوذ کی طرف اشارہ کرتے ہیں: [مُخَالَفٌ لِّلرَّوَايَاتِ] ”مذکورہ الفاظ اس موضوع کی دیگر روایات کے خلاف ہیں۔“ جبکہ علامہ طحاوی اور شیخ الاسلام نے اس اضافے کو حجت مانتے ہوئے متعارض دلائل کے درمیان یہ تطبیق دی ہے کہ یہ بات معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء شفقِ احمر سے پہلے نہیں پڑھی جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تب آپ نے یہ نماز شفقِ ابیض سے پہلے پڑھی ہے۔ (شرح العمدة لشيخ الإسلام: ۲/۱۷۵) گویا یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ شفقِ احمر کے غروب ہونے پر نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے، نیز اس سے لفظ شفق کے معنی کا تعین بھی نبی ﷺ کے عمل سے ہو جاتا ہے۔ واللہ أعلم.

در مختار میں ہے: [الشفق وهو الحمره عندهما، وبه قالت الثلاثة وإليه رجع الإمام كما في شروح المجمع وغيرها، فكان هو المذهب] ”شفق سے مراد صاحبین کے نزدیک حمرہ (سرخ) ہے۔ ائمہ ثلاثہ (مالک، شافعی اور احمد) کا یہی قول ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بھی اسی طرف رجوع فرمایا تھا جیسا کہ مجمع کی شروح وغیرہ میں ہے، لہذا (مفتی بہ) مذہب یہی ہے۔“ (در مختار: ۱/۳۶۱) صدر الشریعہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ ”المواہب“ میں بھی اسی کے مطابق فتویٰ بتایا گیا ہے اور ”البرہان“ میں بھی اسی کو ترجیح دی گئی ہے۔

الغرض یوں ائمہ اربعہ شفق کے معنی ”سرخ“ پر متفق ہو گئے ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ. (مزید تفصیل کے لیے رد المحتار: ۱/۳۶۱ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔) امام زنجیری نے بھی امام صاحب کا رجوع اسد بن عمرو کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [الشفق: الحمره التي تری في المغرب

۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

..... وَرَوَى أَسَدُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ رَجَعَ مِنْهُ [”شفق سے مراد سرنخی ہے جو مغرب میں دکھائی دیتی ہے..... اسد بن عمرو نے امام صاحب کا رجوع نقل کیا ہے۔“ (الکشاف: ۲۷۷/۳) لیکن کچھ احناف نے امام صاحب کے اس رجوع کی تردید کی ہے۔ بہر حال معتبر احناف امام صاحب کے رجوع کے قائل ہیں اور یہی بات اظہر لگتی ہے۔

علامہ ملا علی القاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ”شفق“ کے معنی ”سرنخی“ ہی کو ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں: [الشَّفَقُ وَهُوَ الْحُمْرَةُ الَّتِي تَلِي الشَّمْسَ بَعْدَ الْغُرُوبِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَأَبِي يُوسُفَ وَ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْمَرْوِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَبِهِ يُفْتَى] ”شفق“ غروب شمس کے فوراً بعد نمایاں ہونے والی سرنخی کو کہتے ہیں۔ یہ شافعی، ابو یوسف اور محمد کا موقف ہے اور یہی بات ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور اسی کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے۔“ (المرقاة ۲/۲۶۳ تحت حدیث: ۵۸۱)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق بھی یہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَأَخْرَجَهُ ذَهَابُ الشَّفَقِ الْأَحْمَرِ] ”مغرب کا آخری وقت غروب شفق احمر ہے۔“ (السیل الحرار: ۱/۳۰۸)

البدائر البہیة میں بھی ان کا یہی موقف ہے۔ اس کی شرح میں نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں: [جَمِيعُ كُتُبِ اللُّغَةِ مُصْرَحَةٌ بِهَذَا وَجَمِيعُ أَشْعَارِ الْعَرَبِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فَمَنْ زَعَمَ أَنَّ الشَّفَقَ فِي لِسَانِ أَهْلِ اللُّغَةِ أَوْلَسَانَ أَهْلِ الْبَشَرِ يُطْلَقُ عَلَى الْبَيَاضِ فَعَلَيْهِ الدَّلِيلُ وَلَا دَلِيلٌ.....] ”تمام کتب لغت اس (شفق احمر) کی تصریح کرتی ہیں۔ تمام اشعار عرب اور جو ان کے بعد کے ہیں وہ بھی اس مفہوم کی تائید کرتے ہیں لہذا جو یہ گمان کرتا ہے کہ اہل لغت یا اہل شرع کی زبان میں بیاض (سفیدی) پر بھی شفق کا اطلاق ہوتا ہے تو اس پر دلیل پیش کرنا لازم ہے لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں۔“ مزید فرماتے ہیں کہ اگر اس کا اطلاق بالفرض شفق ابیض پر ہوتا بھی ہو تو وہ نادر ہے جبکہ اعتباراً اغلب اور عام استعمال کا ہے لہذا عام اور اغلب استعمال چھوڑ کر نادر اور شاذ معنی مراد لینا درست نہیں۔ (الروضة الندية: ۱/۲۲۹۶ بترف)

نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سرے سے شفق ابیض کا انکار تو مبالغے پر محمول ہے کیونکہ ثعلب وغیرہ سے اس کی تصریح موجود ہے، نیز علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ شفق کو اضعاد میں شمار کیا ہے۔ (النهاية في غريب

## ۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

الحديث، مادة شفق) بہر حال نواب صاحب کی مؤخر الذکر بات قوی اور دیگر تحقیقات و تصریحات کی روشنی میں درست ہے۔ واللہ اعلم۔

صاحب عون المعبود شمس الحق محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [الْأَحْمَرُ عَلَى الْأَشْهَرِ] ”مشہور ترین قول کے مطابق ”شفق“ سے شفق احمر مراد ہے۔“ (عون المعبود: ۳/۴)

الحاصل: مذکورہ تصریحات سے بالیقین معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں وارد لفظ شفق سے مراد شفق احمر ہے، یعنی نماز مغرب کا وقت ادا بحالت عذراں وقت تک رہتا ہے جب تک مغربی افق پر سرخی باقی رہتی ہے۔ سرخی کے ختم ہونے پر نماز عشاء کا اول وقت شروع ہو جاتا ہے۔

رہا دوسرا موقف کہ شفق سے مراد وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد مغربی افق پر نمایاں ہوتی ہے، اس کے ختم ہونے کے بعد نماز عشاء کا آغاز ہوتا ہے، مرجوح ہے۔ اس بارے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کئی روایات ہیں اور بعض روایات میں جمہور کے قول کی طرف رجوع بھی ثابت ہے، لہذا باتفاق ائمہ اربعہ اور دلائل صریحہ کی روشنی میں یہی موقف راجح ہے کہ شفق سے مراد شفق احمر ہے اگرچہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع کے باوجود حنفیہ کی ایک جماعت ان کی مرجوح رائے ہی پر اڑی ہوئی ہے۔ یہ اپنے اس موقف کی تائید میں مزید ایک صریح روایت بھی پیش کرتے ہیں جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس میں یہ صراحت ہے: [ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِينَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ، وَهُوَ الشَّفَقُ] ”پھر اس نے عشاء کی اذان کہی جس وقت دن کی سفیدی ختم ہوئی اور یہی شفق ہے۔“ (المعجم الأوسط للطبرانی: حدیث:

۶۷۸۷، و مجمع الزوائد: ۳۰۴/۱)

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند حسن قرار دی ہے جبکہ اس کی سند میں امام طبرانی کے شیخ ہیں جن کے حالات نہیں مل سکے۔ طبرانی اوسط کے محقق نے بھی یہ تصریح فرمائی ہے۔ کہتے ہیں: [إِسْنَادُهُ حَسَنٌ، لَوْلَا شَيْخُ الطَّبْرَانِيِّ فَلَمْ أَجِدْهُ] لہذا اس جہالت راوی کی وجہ سے روایت ضعیف ہے۔ اس سے مزعومہ موقف کی تائید نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔

\* نماز مغرب سے قبل اذان اور اقامت کے درمیان، دو رکعت نماز کا استحباب: نماز مغرب اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے لیکن اس سے قبل دو رکعت کی مشروعیت بھی ثابت ہے۔ اس بارے

## ۶- کتاب الموافیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

میں نبی ﷺ کے ترتیبی حکم کے ساتھ ساتھ آپ کی تقریر بھی اس کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے۔ کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عہد نبوت میں اس پر عمل پیرا تھے نیز زریں عہد نبوت کے بعد تابعین عظام کے ہاں بھی یہ عمل معمول بہ تھا اور تاحال حاکمین کتاب و سنت کے ہاں بتوفیق اللہ بدستور اس پر عمل جاری ہے۔

محدث کبیر امام محمد بن نصر مروزی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكَعَتَيْنِ وَ ثَبَّتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَذِنَ فِي ذَلِكَ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ وَفِعَلَ عَلَى عَهْدِهِ بِحَضْرَتِهِ فَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ] ”صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ وہ نماز مغرب سے قبل دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے اس شخص کو اجازت دی ہے جو پڑھنا چاہے۔ اور آپ ﷺ کی موجودگی میں یہ عمل ہوتا رہا لیکن آپ نے اس سے روکا نہیں۔“ (قیام اللیل، ص: ۲۵، طبع مکتبہ سبحانیہ)

لہذا مختصری دو رکعتوں سے، کہ جن پر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ صرف ہوتے ہیں، کوئی تاخیر نہیں ہوتی اور نہ اس سے اول وقت ہی نکلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہد نبوت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے شوق اور لگن سے اس پر عمل پیرا تھے۔ اس موقف کے بنیادی دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ . قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ : لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةً أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً ] ”نماز مغرب سے قبل نماز پڑھو (نماز مغرب سے قبل نماز پڑھو۔) تیسری مرتبہ فرمایا: ”جس کی مرضی ہو۔“ یہ آپ نے اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا کہ کہیں لوگ اسے لازمی نہ سمجھ لیں۔ (صحیح البخاری، التہجد، حدیث: ۱۱۸۳)

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مستخرج میں ابو نعیم کی روایت میں آپ ﷺ نے [صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكَعَتَيْنِ] تین مرتبہ فرمایا ہے، پھر اس کے بعد فرمایا: ”جس کی مرضی ہو۔“ (فتح الباری، حدیث: ۶۰۳، حدیث: ۱۱۸۳)

محب طبری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [لَمْ يَرِدْ نَفْيُ اسْتِحْبَابِهَا لِأَنَّهُ لَا يُمْكِنُ أَنْ يَأْمُرَ بِمَا لَا يُسْتَحَبُّ، بَلْ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَقْوَى الْأَدْلَةِ عَلَى اسْتِحْبَابِهَا] ”اس نماز کے عدم استحباب نافي، اور نہیں، سے کوئیکہ نہ ناممکن سے کہ آپ ﷺ غیر مستحب چیز کا حکم دیں بلکہ یہ حدیث اس کے

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

استحباب پر قوی ترین دلائل میں سے ہے۔“ (فتح الباری: ۶۰/۳، حدیث: ۱۱۸۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [كَانَ الْمُؤَذِّنُ يُؤَدِّئُ عَلَيَّ عَهْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَيَبْتَدِرُ لِبَابِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ السَّوَارِي يُصَلُّونَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَخْرُجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُمْ يُصَلُّونَ] ”عہدِ رسول اللہ ﷺ میں جب مؤذن نماز مغرب کی اذان کہتا تو خواص اور کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلدی سے ستونوں کی طرف لپکتے اور مغرب سے قبل دو رکعت نماز ادا کرتے یہاں تک کہ اللہ کے رسول ﷺ نکلنے سے پہلے نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔“ (صحیح البخاری، الصلاة، حدیث: ۶۲۵۵۰۳، وقيام الليل لابن نصر المروزي، ص: ۳۶، واللفظ له) صحیح بخاری میں: [رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ] کے الفاظ ہیں۔

صحیح مسلم میں یہ اضافہ بھی ہے: [حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صَلُّتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا] ”حتی کہ کوئی اجنبی آدمی مسجد میں داخل ہوتا تو یہ سمجھتا کہ نماز ہو چکی ہے کیونکہ کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔“ (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتين قبل المغرب، حدیث: ۸۴۷)

اس حدیث سے چند باتیں اخذ ہوتی ہیں: ① عبد رسالت میں اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ② یہ عمل کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل ملاحظہ فرما کر خاموشی اختیار فرمائی، لہذا یہ دین ہے۔ اگر یہ عمل ناجائز یا مکروہ یا خلاف اولیٰ ہوتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس کثیر تعداد کو رسول اللہ ﷺ ضرور کوئی نہ کوئی تلقین فرماتے، جبکہ اللہ رب العزت نے بھی اسے برقرار رکھا اور کوئی تردید نہیں فرمائی، اس لیے نبی ﷺ کی یہ خاموشی سند کی حیثیت رکھتی ہے اور امت کے لیے حجت ہے۔ ④ کسی اجنبی کا یہ سمجھنا کہ نماز ہو چکی ہے اور لوگ اب فرضوں کے بعد سنتیں پڑھ رہے ہیں، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ عمل دو چار یا آٹھ دس صحابہ رضی اللہ عنہم کا نہ تھا بلکہ اکثر کا تھا۔ واللہ اعلم۔

عبداللہ بن بریدہ کے واسطے سے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ] ”ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔“ (صحیح البخاری، الأذان، حدیث: ۶۲۳، و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۸۴۸)

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

اذا نین سے مراد اذان اور اقامت ہے۔ تغلیباً اقامت کو بھی اذان سے تعبیر کر لیا جاتا ہے کیونکہ اس میں بھی اعلام اور نماز شروع ہونے کی اطلاع ہوتی ہے جیسے قرین سورج اور چاند کو کہتے ہیں۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۱۰۷/۲، تحت حدیث: ۶۲۳)

\* چند فقہائے محدثین کا مذکورہ حدیث سے استدلال: اس حدیث کے عموم کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ ہر اذان اور تکبیر کے درمیان میں دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے لہذا اس عموم سے اذانِ مغرب کے بعد بھی دو رکعت نماز کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے اسی لیے محدثین رحمہم اللہ نے اس حدیث سے مغرب سے قبل دو رکعت نماز کا استنباط کیا ہے۔

❊ امام ابو داؤد رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: [بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ] اور اس کے تحت مذکورہ حدیث بھی ذکر فرمائی ہے۔ (سنن أبي داود، التطوع، حدیث: ۱۲۸۳)

❊ امام ترمذی رحمہم اللہ نے بھی یہی استنباط کیا ہے۔ (جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في الصلاة قبل المغرب، حدیث: ۱۸۵)

❊ امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے بھی اس سے مغرب سے قبل دو رکعت کے استحباب کا استنباط کیا ہے وہ فرماتے ہیں: [بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ] ترجمۃ الباب کے تحت انھوں نے پہلی حدیث بھی ذکر فرمائی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، حدیث: ۱۱۶۲)

❊ امام دارقطنی رحمہم اللہ نے بھی اس قسم کی احادیث سے یہی مفہوم اخذ کیا ہے۔ (سنن الدارقطنی، ۱/۵۸۰) ملاحظہ: اس حدیث کے بعض طرق میں [إِلَّا الْمَغْرِبَ] کا استثناء مذکور ہے۔ لیکن یہ استثناء ضعیف اور ناقابل حجت ہے جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔

مذکورہ مفہوم کی تصدیق مزید وضاحت کے ساتھ اس صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے: [مَامِنْ صَلَاةٍ مَّفْرُوضَةٍ إِلَّا وَبَيْنَ يَدَيْهَا رَكْعَتَانِ] ”ہر فرض نماز سے قبل دو رکعات ہیں۔“ (قیام اللیل للمروزی، ص: ۴۵، مزید تحقیق و تخریج کے لیے ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الصحيحة للألبانی، ۱/۳۶۶-۳۶۷، حدیث: ۲۳۲)

اس حدیث سے بھی قبل از مغرب دو رکعات کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ اس کی مزید توثیق حضرت

۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں مختار بن فلفل نے نبی ﷺ کے حوالے سے دریافت کیا کہ کیا آپ بھی یہ دو رکعت پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے جواب دیا: آپ ہمیں پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے لیکن ہمیں نہ حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا۔ (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۸۳۶) یہاں ”نہ حکم دیا“ سے مراد حکم ایجاب ہے نہ کہ حکم ترغیب کیونکہ یہ تو احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ آغاز میں عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گزرا ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [ظَاهِرُ حَدِيثِ أَنَسٍ : أَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ كَانَ أَمْرًا فَرَّرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ عَلَيْهِ، وَأَنْهَمُ عَمَلُوا بِذَلِكَ، وَتَضَافَرُوا عَلَيْهِ، حَتَّى سَكَنُوا يَتَنَدَّرُونَ السَّوَارِي لِذَلِكَ، وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى [الْجَوَازِ وَعَدَمِ الْكِرَاهِيَةِ، بَلْ عَلَى] [الْإِسْتِحْبَابِ] ”حدیث انس کا ظاہر اس بات پر دلالت کتا ہے کہ بعد از غروب آفتاب اور قبل از نماز مغرب دو رکعتیں پڑھنا ایسا کام تھا جس پر نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برقرار رکھا ہے اور انھوں نے یہ عمل کیا اور باہم ایک دوسرے کا تعاون کیا یہاں تک کہ اس مقصد کے لیے ستونوں کی طرف لپکنے میں وہ مسابقت کرتے“ اس لیے یہ عمل جواز اور عدم کراہت بلکہ اس کے استحباب پر دلالت کرتا ہے۔“ دیکھیے: (المفہم: ۴/۳۶۷)

شواہد کے ہاں دو قول ہیں لیکن محققین کے نزدیک صحیح اور راجح قول استحباب کا ہے۔ ان کے دلائل مذکورہ بالا احادیث ہیں۔ دیکھیے: (شرح صحیح مسلم للنووی، حدیث: ۸۳۸)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَأِلَى اسْتِحْبَابِهِمَا ذَهَبَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَأَصْحَابُ الْحَدِيثِ] ”ان دو رکعتوں کے استحباب کا قول امام احمد، اسحاق اور اصحاب الحدیث کا ہے۔“ (فتح الباری: ۴/۱۰۸، حدیث: ۶۲۳) نیز امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی امام احمد و اسحاق سے استحباب کا قول نقل کیا ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۸۵)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ طرفین کے دلائل کا تجزیہ کرنے کے بعد اسی موقف کی تائید میں فرماتے ہیں: [قُلْتُ: وَمَحْمُوعُ الْأَدِلَّةِ يُرْشِدُ إِلَى اسْتِحْبَابِ تَخْفِيفِهِمَا كَمَا فِي رَكْعَتِي الْفَجْرِ] ”میں کہتا ہوں: مجموعی دلائل اس طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ ان دو رکعتوں کو مختصر انداز میں ادا کرنا مستحب



۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

ہے جیسا کہ فجر کی دو رکعتوں میں ہے۔“ (فتح الباری: ۱۰۹/۲)

الحاصل: نماز مغرب سے قبل دو رکعت نماز مستحب ہے بشرطیکہ بعد از اذان شروع کر لی جائے اور زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔ کراہت کا قول مرجوح ہے دلیل اور کھوکھلا ہے۔

\* مکروہ کہنے والوں کے دلائل کا مختصر تحقیقی جائزہ: مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک قبل از مغرب دو رکعتیں پڑھنا مکروہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں عام حنفی مساجد میں مؤذن جو نہی اذان سے فارغ ہوتا ہے امام صاحب مصلیٰ پر جلوہ افروز ہو جاتے ہیں فوراً اقامت ہوتی ہے اور تسویہ صفوف (صف بندی) اور اس کی ترغیب کے بغیر تکبیر تحریمہ کہہ دی جاتی ہے۔ احادیث کی روشنی میں یہ تقییل غیر مسنون ہے بلکہ اس قسم کی تقییل مذموم ہے۔ کم از کم اذان کے بعد ادعیہ مسنونہ اور صف بندی کی تلقین ضروری ہے۔ احادیث میں اس کا بیان بڑی وضاحت سے آیا ہے۔ بہر حال وہ چند بنیادی دلائل جن کا سہارا قائلین کراہت لیتے ہیں درج ذیل ہیں:

\* پہلی دلیل: مسند بزار وغیرہ کی روایت ہے جس میں قبل از مغرب نماز پڑھنے کا استثنا مذکور ہے: [بَيْنَ كُلِّ آذَانَيْنِ صَلَاةٌ إِلَّا الْمَغْرِبَ] ”ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے سوائے مغرب کے۔“ (مسند البزار (كشف الأستار) حدیث: ۶۹۳، و سنن الدارقطني: ۵۸۰/۱، حدیث: ۱۰۲۶، و السنن الكبرى للبيهقي: ۳۷۴/۲)

حکم: یہ حدیث [إِلَّا الْمَغْرِبَ] کے اضافے کے ساتھ منکر (ضعیف) ہے۔ اس کی سند میں حیان بن عبید اللہ ہے۔ امام دارقطنی نے مذکورہ حدیث ذکر کرنے کے بعد اسے غیر قوی قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني: ۵۸۰/۱)

امام ابن عدی نے اسے ضعیف میں ذکر کیا ہے۔ دیکھیے: (الکامل فی الضعفاء: ۳/۳۲۷) نیز فرماتے ہیں: [وَعَامَّةٌ مَا يَرَوُهُ إِفْرَادَاتٌ يَنْفَرُ دُبْهَا] ”یہ جو عام روایات بیان کرتا ہے وہ اس کے تفردات ہی ہیں ان میں وہ متفرد رہتا ہے۔“

علامہ بیہقی اور امام ذہبی رحمہما اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مختلط بھی ہے جو سوائے حفظ کی علامت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۲/۲۳۱، و میزان الاعتدال: ۱/۲۲۳)

## ۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

امام بزار نے اگرچہ حیان بن عبید اللہ کو [بَصْرِيٌّ مَشْهُورٌ، لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ] ”مشہور بصری ہے اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں۔“ کہا ہے، لیکن انھوں نے اس کی بیان کردہ روایت کو اس کا تفریق قرار دیا ہے جو کہ دیگر روایات کی روشنی میں مردود ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [لَا نَعْلَمُ أَحَدًا يَرَوِيهِ إِلَّا بُرَيْدَةً وَلَا رَوَاهُ إِلَّا حَيَّانٌ.....] [كشف الأستار، حدیث: ۶۹۳] ”ہمارے علم میں اسے صرف بریدہ اور حیان ہی بیان کرتے ہیں۔“ یہ اصل میں حیان بن عبید اللہ کے شذوذ اور تفریق کی طرف اشارہ ہے۔

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو [هَذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ] ”یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔“ کہہ کر رد کر دیا ہے۔ دیکھیے: (الموضوعات، الصلاة: ۱۸/۲)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو ”اللائی“ میں ذکر کیا ہے چونکہ امام ابن جوزی نے حیان کو فلاس کے حوالے سے کذاب قرار دیا ہے اس لیے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تصحیح فرمائی اور یہ بیان کیا کہ جس حیان کو فلاس نے کذاب قرار دیا ہے وہ یہ حیان نہیں بلکہ وہ حیان بن عبد اللہ ہے۔ (اللائی المصنوعة في الأحاديث الموضوعية: ۱۳/۲) مزید دیکھیے: (تنزيه الشريعة: ۹۹/۲)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ضعیف (شاذ) قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں: اس زیادتی میں حیان بن عبید اللہ منفرد ہے اور اس کی کوئی متابعت موجود نہیں۔ دیکھیے: (الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعية، حدیث: ۱۶)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے قدرے تفصیل سے بحث کی ہے اور اس روایت کو حیان کا تفریق اور اس کی خطا قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَرَوَاهُ حَيَّانُ بْنُ عَبِيدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ وَأَخْطَأَ فِي إِسْنَادِهِ وَأَتَى بِزِيَادَةٍ لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهَا وَفِي رِوَايَةِ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ مَا يُبْطَلُهَا وَيَشْهَدُ بِخَطَايَاهِ فِيهَا] ”اس روایت کو حیان بن عبید اللہ نے عبد اللہ بن بریدہ کے واسطے سے بیان کیا ہے۔ وہ اس کی سند میں غلطی کا مرتکب ہوا ہے اور ایسی زیادتی بیان کی ہے جس پر اس کی کوئی متابعت نہیں جبکہ حسین المعلم کی روایت کی روشنی میں اس کا بطلان ہوتا ہے اور اس میں واقع خطا کا ثبوت ملتا ہے۔“ (السنن الكبرى للبيهقي: ۴۷۳/۲)

اس کے بعد انھوں نے امام ابن خزیمہ کے کلام کی روشنی میں اس روایت کا بطلان کیا، یعنی ابن خزیمہ

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ بھی [إِلَّا الْمَغْرِبَ] کے اضافے کو راوی کی خطا قرار دیتے ہیں۔ ان کے بقول اگر یہ زیادتی مرفوعاً محفوظ ہوتی تو راوی حدیث ابن بربیدہ اس کی اپنے عمل سے مخالفت نہ کرتے کیونکہ مغرب سے قبل وہ خود بھی دو رکعت ادا فرمایا کرتے تھے۔ (السنن الكبرى للبيهقي: ۲/۴۷۵)

یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ یہ زیادتی ناقابل حجت ہے۔ ابن بربیدہ کا یہ اثر صحیح ابن خزیمہ حدیث: ۱۲۸۷ وغیرہ میں بھی ہے۔ شیخ البانی ﷺ نے اس کی سند صحیح قرار دی ہے۔ (سلسلة الأحاديث الضعيفة) القسم الأول: ۱۲/۳۷۷ رقم: ۵۶۶۲)

صاحب الجوزہ انتہی نے امام بیہقی ﷺ کا تعاقب کرتے ہوئے [إِلَّا الْمَغْرِبَ] کے اضافے کو ثقہ کی زیادتی قرار دیا ہے لیکن یہ موقف چند وجوہ سے باطل ہے۔ ایک تو یہ کہ امام ابو حاتم نے جو اسے صدوق کہا ہے اور امام بزار نے "كَيْسٌ بِهِ بَأْسٌ" تو کیا اس کا یہ مقصد ہے کہ یہ راوی مستند اور قابل حجت ہے؟ ایسا ہرگز نہیں۔ ائمہ جرح و تعدیل کی اپنی اپنی اصطلاحات ہیں لہذا ان کے مفہوم اور مقاصد کا تعین اسی کے مطابق ہوگا جیسا کہ ابن ابی حاتم امام ابو حاتم کی اصطلاح کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [وَإِذَا قِيلَ لَهُ: إِمَامٌ صَدُوقٌ أَوْ مَحَلُّهُ الصَّدْقُ أَوْ لَا بَأْسَ بِهِ فَهُوَ مِمَّنْ يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَيُنْظَرُ فِيهِ] "جب کسی راوی کے بارے میں کہا جائے کہ یہ صدوق ہے یا اس کا محل صدق یا یہ لا باس ہے تو اس کا شمار ان لوگوں میں سے ہے جن کی حدیث لکھی جاتی ہے اور اس میں دیکھا (غور کیا) جاتا ہے۔" (الجرح والتعديل: ۲/۳۷)

گویا اس سے علی الاطلاق حجت نہیں پکڑی جائے گی بلکہ اس کی مرویات کی تفتیش کی جائے گی۔ مخالفت اور شذوذ کی صورت میں رد کی جائیں گی جیسا کہ زیر بحث مسئلہ میں ہے لہذا جسے حافظ ابن حجر یا امام ذہبی صدوق کہیں وہ وہ نہ ہوگا جسے ابو حاتم صدوق کہتے ہیں اسی لیے امام دارقطنی ﷺ نے حیان بن عبید اللہ کو غیر قوی اور ابن عدی نے ضعفاء میں شمار کیا ہے۔ مزید یہ کہ یہ مختلط بھی ہے پھر خود امام بزار نے روایت ذکر کرنے کے بعد اس اضافے کو حیان کا تفرّد قرار دیا ہے۔ امام ابن عدی نے بھی اس پر یہی تبصرہ فرمایا: [عَامَّةٌ مَا يَرَوِيهِ إِفْرَادَاتٌ يَنْفَرُ دُبْهَا] نیز ابن خزیمہ ﷺ کی یہ تصریح کہ حیان بن عبید اللہ سے سند اور متن دونوں میں خطا سرزد ہوئی ہے اور اس اضافے پر اس کی کوئی متابعت بھی موجود نہیں اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ راوی علی الاطلاق سببی الحفظ اور تفرّد کی صورت میں ساقط الاعتبار ہے۔ اسے ثقہ کہنا غلط

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

اور اس کی زیادتی کو زیادتی ثقہ باور کرنا دلائل کی روشنی میں مرجوح موقف ہے۔

بنابریں جس راوی کی یہ حیثیت ہو تو اس کی زیادتی، جس میں تین چار معتبر ثقات کی مخالفت بھی ہو، کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے؟ اسی وجہ سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے شاذ قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں: [وَأَمَّا رِوَايَةُ حَيَّانَ فَشَاذَةٌ] (فتح الباری: ۱۰۸/۲) اور التلخیص الحبیر میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَفِي رِوَايَةِ ضَعِيفَةٍ لِلْبَيْهَقِيِّ: بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ مَا خَلَا الْمَغْرِبَ] ”بیہقی کی ایک ضعیف روایت میں ہے: ”مغرب کے سوا ہر دو اذانوں کے مابین نماز ہے۔“ (التلخیص الحبیر: ۳۰/۲ مؤسسۃ قرطبہ)

\* دوسری دلیل: [وَأَمَّ يَكُنْ بَيْنَهُمَا (بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ) شَيْئٌ] ”اذان اور اقامت

کے درمیان زیادہ وقفہ نہ ہوتا تھا۔“ (صحیح البخاری، الأذان، حدیث: ۲۳۵)

اس حدیث کا لفظ ”شئی“ ان کا مدار استدلال ہے۔ یہاں قلت کی نفی کے معنی کرتے ہیں، یعنی ”لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ شَيْئٌ“ ”اذان و اقامت کے درمیان تھوڑا سا وقت بھی نہ ہوتا تھا“، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دو رکعتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں۔ یہ مفہوم غلط ہے کیونکہ پوری حدیث کے سیاق سے یہ مفہوم بے معنی ٹھہرتا ہے، اسی لیے ہم نے ”شئی“ کا ترجمہ ”زیادہ وقفہ“ سے کیا ہے کیونکہ دیگر قرآن اور روایت کے سیاق و سباق کی روشنی میں یہاں ”شئی“ کا یہی مفہوم بنتا ہے، چنانچہ حدیث ملاحظہ فرمائیے: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جب مؤذن اذان دے لیتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ اٹھتے اور جلدی سے ستونوں کی طرف لپکتے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نکل آتے جبکہ وہ اسی حالت میں مغرب سے قبل دو رکعتیں پڑھ رہے ہوتے اور ان دونوں (اذان و اقامت) کے درمیان بہت زیادہ وقت نہ ہوتا تھا۔“ شئی سے اگر قلت کی نفی مراد ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبل از مغرب دو رکعتیں کیسے ادا کر لیتے تھے؟ الغرض یہاں کثرت اور مبالغہ کی نفی ہے، یعنی بہت زیادہ وقفہ نہ ہوتا تھا، صرف اتنا ہوتا تھا کہ دو مختصر رکعتیں پڑھ لی جاتی تھیں۔ ابن خزیمہ فرماتے ہیں: [يُرِيدُ شَيْئًا كَثِيرًا] یعنی ”بہت زیادہ وقت (نہ ہونا) مراد ہے۔“ (صحیح ابن خزیمہ، حدیث: ۱۲۸۸)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث کی شرح میں [شئی] کی تین مبالغے اور تعظیم کی نفی پر محمول کی

۶- کتاب المواقیت ... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

ہے اس کی تائید اگلی معلق روایت سے ہوتی ہے۔ جس کے یہ الفاظ ہیں: [لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا قَلِيلٌ] ”کہ اذان و اقامت کے درمیان تھوڑا وقفہ ہوتا تھا۔“ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیلی کے حوالے سے اسے موصولاً ذکر کیا ہے لہذا یہ قابل حجت ہے۔ (فتح الباری: ۲/۱۰۸)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں اسماعیلی کی سند سے اسے موصولاً بیان کیا ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/۱۹) اس کے الفاظ ہیں: [وَسَكَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ قَرِيبٌ]

امام ابن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن یحییٰ کے حوالے سے [وَسَكَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ يَسِيرٌ] ”اذان اور اقامت کے درمیان تھوڑا وقت ہوتا تھا۔“ کے الفاظ نقل فرمائے ہیں۔ (قیام اللیل للمروزی، ص: ۳۶، مزید دیکھیے: مختصر صحیح البخاری للألبانی: ۱/۲۰۵، و سلسلۃ الأحادیث الصحیحة، حدیث: ۲۳۳)

الحاصل: کثرت و زیادتی اور مبالغے کی نفی سے قلیل و سیر کی نفی نہیں ہوتی، لہذا اس حدیث سے یہ نہیوم اخذ کرنا کہ عہد رسالت مآب میں مغرب کی اذان و اقامت کے درمیان وقفہ بالکل نہ ہوتا تھا یا انتہائی تھوڑا ہوتا کہ دو رکعتوں کی ادائیگی مشکل تھی، دلائل کی روشنی میں مرجوح ہے اس لیے اس حدیث سے قبل از نماز مغرب دو رکعتوں کی کراہت پر استدلال درست نہیں۔

\* تیسری دلیل: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے: [سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيهِمَا] ”ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قبل از مغرب دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا: میں نے عہد نبوی میں کسی کو یہ رکعتیں پڑھتے نہیں دیکھا۔“ (سنن أبي داود، التطوع، حدیث: ۱۲۸۳، و السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱/۲۷۶، ۲۷۷) مذکورہ اثر سے معلوم ہوا کہ یہ نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ یہ ہے ان کا استدلال۔

اس حدیث پر امام ابو داؤد اور منذری رحمۃ اللہ علیہما نے سکوت فرمایا ہے۔ اگرچہ بعض علماء اس سکوت کو تصحیح پر محمول کرتے ہیں لیکن دلائل و براہین اور بحث و تحقیق کی روشنی میں حق یہی ہے کہ ان کا سکوت قابل حجت نہیں کیونکہ عندا للتحقیق بہت سی احادیث پر ان کے سکوت کے باوجود حدیث ضعیف نکلتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (مقدمة صحیح سنن أبي داود (مفصل) للألبانی، و تمام المنة، ص: ۲۷، و مقدمة

(صحیح الترغیب)

ادھر بھی یہی معاملہ ہے، یعنی یہاں بھی انھوں نے سکوت فرمایا ہے جبکہ اس کی سند میں ابو شعیب ہے۔ محدث العصر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس اثر کی تحقیق میں فرماتے ہیں: [قُلْتُ : وَهُوَ عِنْدِي مَسْتُورًا] ”یہ میرے نزدیک مستور ہے۔“ اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ”اگرچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تقریب میں اسے [لَا بَأْسَ بِهِ] کہا ہے۔ اور اس کی بنیاد ابو زرہ کا قول ہے جبکہ ابو زرہ کا یہ قول شعیب سمان کے بارے میں ہے جیسا کہ خود حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب میں یہ ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ یہ صاحب ترجمہ کے علاوہ کوئی اور ہے۔ ابن ابی حاتم کے انداز سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کیونکہ انھوں نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے، لہذا میری (شیخ البانی کی) نظر میں کسی قابل اعتماد محدث نے اس کی تعدیل نہیں فرمائی۔ آخر میں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ خلاصۃ الکلام ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول اس اثر کی صحت کے متعلق دل مطمئن نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتح الباری میں [وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ...] کہہ کر اس کی تضعیف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۲/۱۰۸، حدیث: ۲۸۵)

بالفرض اگر اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے، تب بھی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی مثبت روایت اس کی نفی پر مقدم ہے جیسا کہ امام بیہقی اور ابن حجر وغیرہ نے فرمایا ہے۔ اس کی تائید ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اثر سے ہوتی ہے جسے ابن نصر نے ذکر کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی آدمی سے پوچھا: تم کہاں سے ہو؟ اس نے جواب دیا: اہل کوفہ سے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان میں سے جو چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کرتے ہیں؟ اس نے کہا: اور تم وہ ہو جو قبل از مغرب دو رکعتوں پر مداومت کرتے ہو؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہمیں یہ بات بیان کی جاتی تھی کہ ہر اذان کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔“ (قیام اللیل للمروزی، ص: ۴۷، مکتبہ سبحانیہ)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف سے ان دو رکعتوں کی مشروعیت پر نص ہے اور ان سے جو ضعیف حدیث منقول ہے، یہ اس کے برخلاف ہے۔ لیکن علامہ مقرریزی نے اس کی سند حذف کر دی جیسا کہ عموماً قیام اللیل میں ان کا یہی طریقہ ہے، لہذا اس پر صحت وضعف کا حکم لگانے سے قاصر ہوں۔ (سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، القسم الأول: ۱/۳۶۹، ۴۷۰، رقم: ۲۳۳)

۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

محدث العصر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کی روشنی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ اثر ضعیف ہے۔

دوسرا یہ کہ اگر بالفرض یہ اثر درست بھی تسلیم کر لیا جائے جیسا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فرمایا ہے، تب بھی عدم جواز کی دلیل نہیں بنتا کیونکہ بلاشک و شبہ عہد نبوی میں یہ عمل جاری و ساری رہا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیبی حکم کے ساتھ ساتھ انھیں پڑھتے دیکھ کر برقرار رکھا، لہذا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نفی اپنے علم کی حد تک ہے۔ اس جواب پر علامہ زلیعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سکوت فرمایا ہے اور اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ دیکھیے:

(نصب الراية: ۱۲۰/۲)

\* چوتھی دلیل: ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اثر ہے وہ بیان کرتے ہیں: [لَمْ يُصَلِّ أَبُو بَكْرٍ وَلَا عُمَرُ وَلَا عُثْمَانُ رضی اللہ عنہم قَبْلَ الْمَغْرَبِ رَكْعَتَيْنِ] ”ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے قبل از مغرب دو رکعات نہیں پڑھیں۔“ (قیام اللیل لابن نصر المروزی، ص: ۳۹، و السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/۴۷۶)

یہ اثر منقطع ہے۔ ابراہیم نخعی کی صحابہ میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی سے ملاقات ثابت نہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے باوجود ایک حدیث بھی ان سے نہیں سنی۔

علامہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [قَدْ ثَبَتَ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيَّ لَمْ يَلْقَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَّا عَائِشَةَ وَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهَا شَيْئًا] ”یہ ثابت ہے کہ ابراہیم نخعی کی صحابہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی سے ملاقات نہیں ہوئی سوائے حضرت عائشہ کے۔ لیکن ان سے بھی سماع نہیں ہے۔“ (تحفة الأحوذی: ۱/۲۷۰) جبکہ منقطع روایت ضعیف ہوتی ہے جب تک کہ اس کا متصل ہونا ثابت نہ ہو۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو منقطع قرار دیا ہے۔ (فتح الباری: ۲/۱۰۸) اسی مفہوم کی ایک مرفوع روایت بواسطہ ابراہیم نخعی مروی ہے۔ علامہ زلیعی نے اسے معضل (ضعیف کی ایک قسم ہے جس میں سند سے پے درپے ایک ہی مقام سے دو راوی گزرے ہوتے ہیں) قرار دیا ہے۔ (نصب الراية: ۲/۱۳۱)

ابن نصر مروزی نے ابراہیم نخعی کے حوالے سے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی قبل از مغرب دو رکعات کی عدم ادائیگی نقل کی ہے۔ ان میں علی بن ابوطالب، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ بن یمان، ابوسعود انصاری، عمار بن یاسر اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ (قیام اللیل للمروزی، ص: ۳۹)

یہ اثر ابراہیم نخعی کے شیخ کے مہول (نامعلوم) ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں:

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

[فَأَخْبَرَنِي مَنْ رَمَقَهُمْ] ”مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے انھیں بغور دیکھا“ معلوم ہوا کہ براہ راست ان کا مشاہدہ نہیں ہے۔ خبر دینے والا کون ہے؟ کوئی پتا نہیں، اس لیے یہ مجہول ہے۔ اس جہالت کی وجہ سے مذکورہ اثر ساقط الاعتبار ہے۔ اس سے استدلال ناکافی بلکہ ایک مجہول پر اعتماد ہے۔ محدثین کے ہاں اس قسم کی روایات و آثار ناقابل حجت ہوتے ہیں جب تک کہ شواہد یا متابعات سے تائید نہ ہو۔ بالفرض اسے صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی اس سے کراہت یا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس میں نفی کا ذکر ہے، ممانعت یا نہی نہیں۔ یعنی یہ ذکر ہے کہ مذکورہ حضرات نے یہ دو رکعتیں نہیں پڑھیں، کیوں نہیں پڑھیں؟ ہو سکتا ہے کہ مصروفیات کی وجہ سے نہ پڑھی ہوں یا محض نقلی نماز ہونے کی وجہ سے نہ پڑھی ہوں۔ اس سے یہ استدلال کیسے کیا جاسکتا ہے کہ ان کا پڑھنا یا ان کے نزدیک پڑھنا ناجائز ہے؟ فافہم ولا تکن من الغافلین۔

\* امام ابن نصر کی توجیہ: محدث کبیر امام ابن نصر ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کے اس اثر کے بعد فرماتے ہیں: ابراہیم نخعی کے اس بیان میں جس میں وہ بغور مشاہدہ کرنے والے شخص کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے انھیں (صحابہ کو) یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، کوئی ایسی دلیل نہیں ہے کہ مذکورہ بالا اشخاص بوجہ کراہت یہ دو رکعات ادا نہ کرتے تھے اور ان کے ترک کی یہی وجہ تھی کیونکہ ان دو رکعتوں کا ترک کرنا بھی مباح (جائز) ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا پڑھنا منقول نہیں ہاں آپ نے ان کی ترغیب دی ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نماز کو خود پڑھنے کی نسبت اس کی ترغیب دینا زیادہ موثر اور اہمیت کا حامل ہے، اس لیے ممکن ہے کہ ان حضرات نے کسی اور وقت میں یہ نماز پڑھی ہو جبکہ دیکھنے والے نے اس وقت ان کا مشاہدہ نہ کیا ہو۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ ممکن ہے کہ آپ نے یہ نماز گھر میں پڑھی ہو کیونکہ آپ کی اکثر نفل نماز گھر میں ہوتی تھی کہ جہاں لوگ دیکھتے نہیں تھے۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی یہ ممکن ہے کہ جن لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، وہ اپنے گھروں میں ادا کرتے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ بغور مشاہدہ کرنے والا انھیں نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھ سکا، نیز اکثر علماء بھی تو نفل نماز مساجد میں ادا نہیں کرتے تھے۔ (قیام اللیل للمروزی، ص: ۴۹، بتصرف)

\* حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ کی تحقیق: ابن حجر رضی اللہ عنہ بھی ابن نصر رضی اللہ عنہ کے موقف کی ترجمانی کرتے ہوئے



۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کا اثر منقطع ہے۔ بالفرض اگر پایہ ثبوت کو پہنچتا بھی ہو تب بھی اس میں نسخ اور کراہت کی دلیل نہیں، وہ فرماتے ہیں: [وَلَوْ ثَبَّتْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى النَّسْخِ وَلَا الْكِرَاهَةِ] (فتح الباری: ۱۰۸/۲، حدیث: ۶۲۵)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات بالکل اصولی ہے۔ اگرچہ ابن نصر رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ توضیحات امکانی حد تک درست ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس قسم کے آثار میں یہ قوی احتمال موجود ہے کہ یہ لوگ بوجہ شغل و مصروفیت اس کی ادائیگی نہ کر پاتے ہوں جیسا کہ اس کی تصدیق عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے قول سے ہوتی ہے۔ مرثد بن عبداللہ یزنی کہتے ہیں کہ میں عقبہ بن عامر جہنی کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ کو ابو تمیم (عبداللہ بن مالک جیشانی) سے تعجب نہیں ہوتا؟ وہ نماز مغرب سے قبل دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: [إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَىٰ عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقُلْتُ: فَمَا يَمْنَعُكَ الْآنَ؟ قَالَ: الشُّغْلُ] ”یقیناً ہم یہ دو رکعتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ادا کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: اب کیا رکاوٹ ہے؟ انھوں نے فرمایا: مصروفیت۔“ (صحیح البخاری، التہجد، باب الصلاة قبل المغرب، حدیث: ۱۱۸۳)

لہذا جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بسند صحیح ان کا ترک منقول ہے اس کی وجہ بھی یہی مصروفیت ہو سکتی ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [فَلَعَلَّ غَيْرُهُ أَيْضًا مَنَعَهُ الشُّغْلُ] ”شاید دوسروں کے لیے بھی رکاوٹ مصروفیت ہی ہو۔“ (فتح الباری: ۱۰۸/۲)

ابن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار نقل کیے ہیں جو ان دو رکعت پر مواظبت (ہیشگی) کرتے تھے۔ دیکھیے: (قیام اللیل للمروزی، ص: ۳۶-۳۸)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں: [وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ وَغَيْرُهُ مِنْ طَرَفِ قَوِيَّةٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَ أَبِي بِنِ كَعْبٍ وَ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَ أَبِي مُوسَى وَ غَيْرِهِمْ أَنََّّهُمْ كَانُوا يُوَاطِبُونَ عَلَيْهِمَا] ”محمد بن نصر وغیرہ نے قوی طرف سے عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابی بن کعب، ابودرداء اور ابو موسیٰ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ یہ سب ان دو رکعتوں پر ہیشگی کرتے تھے۔“ (فتح الباری: ۱۰۸/۲)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [وَقَدْ رَوَى عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ [”كئی اصحاب النبی ﷺ سے منقول ہے کہ وہ اذان اور اقامت کے درمیان نماز مغرب سے قبل دو رکعات پڑھا کرتے تھے۔“ (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۸۵)]

\* ابن العربی کا رد: انھی دلائل کی روشنی میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام ابن العربی مالکی کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کا یہ قول [اِخْتَلَفَ فِيهَا الصَّحَابَةُ وَلَمْ يُفْعَلْهَا أَحَدٌ بَعْدَهُمْ] ”ان دو رکعات کے پڑھنے کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے، ان کے بعد کسی نے یہ نماز نہیں پڑھی۔“ مردود ہے کیونکہ محمد بن نصر کہتے ہیں: [وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ] ”صحابہ و تابعین کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ وہ قبل از مغرب دو رکعات ادا فرمایا کرتی تھی۔“ (فتح الباری: ۱۰۸/۲)

امام ابن نصر مروزی نے قیام اللیل میں متعدد اسانید سے صحابہ و تابعین کے ان آثار کی تخریج کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (قیام اللیل، ص: ۳۶-۳۸، مکتبہ سبحانیہ)

دعوائے نسخ: بعض مالکیہ نے قبل از مغرب دو رکعات کی مشروعیت و استحباب کے نسخ کا دعویٰ کیا ہے۔ ان کے بقول مغرب سے قبل دو رکعتوں کی مشروعیت پہلے کی ہے، بعد میں رسول اللہ ﷺ نے تسخیل مغرب کی ترغیب دی تھی لہذا اب یہ منسوخ ہیں۔

یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [دَعْوَى النَّسْخِ لِأَدْلِيلٍ عَلَيْهَا] ”دعوائے نسخ کی کوئی دلیل نہیں۔“ (فتح الباری: ۱۰۸/۲)

علامہ عینی کے بقول ابن شاہین نے بھی [إِنَّ عِنْدَ كُلِّ أَذَانَيْنِ رَكْعَتَيْنِ مَا خَلَا الْمَغْرِبَ] ”مغرب کے سوا ہر دو اذانوں کے مابین نماز ہے۔“ سے نسخ کا دعویٰ کیا ہے لیکن یہ حدیث [مَا خَلَا الْمَغْرِبَ] کے اضافے کے ساتھ منکر ہے۔ تفصیل گزر چکی ہے لہذا ابن شاہین رحمہ اللہ کا دعوائے نسخ بھی کمزور ٹھہرا۔ علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے بھی دعوائے نسخ کی تردید فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں: [وَالْقَوْلُ بِأَنَّهُ مَنْسُوخٌ مِمَّا لَا التِّفَاتِ إِلَيْهِ فَإِنَّهُ لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ] (تحفة الأحموذی: ۱/۳۶۶، ۳۶۷)

یہ تھے فریق مخالف کے وہ چند کھوکھلے دلائل جن کی بنیاد پر وہ نماز مغرب سے قبل دو رکعت نفل نماز کو

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

مکروہ یا اس کے ترک کو اولیٰ قرار دیتے ہیں۔

خلاصہ کلام: مذکورہ تصریحات سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے [صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ، صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ، صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ] کے حکم سے اس عمل کی ترغیب دی ہے۔ پھر غور طلب بات یہ ہے کہ اگر اتنا وقفہ تعجیلِ مغرب کے منافی یا اس کی تاخیر کا سبب ہوتا تو آپ اس کی اتنی ترغیب نہ دیتے۔ غور فرمائیں! تعجیلِ مغرب اگر آپ کی سنت فعلی ہے تو رکعتین کی ترغیب سنتِ قولی ہے۔ ایک سنت کو اپنانا اور دوسری کو ترک کرنا درست نہیں بلکہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اگر بظاہر احادیث میں اس قسم کا تعارض نظر آئے تو اسے جمع و تطبیق سے حل کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ اپنے اپنے محل پر دونوں معمول بہر ہیں چہ جائیکہ دونوں کو ساقط الاعتبار قرار دیا جائے یا ایک حدیث لے کر دوسری ناقابلِ عمل اور رد کر دی جائے۔ متبعین سنت کا یہ شیوہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں یہ نماز پڑھا کرتے تھے اور اسے تاخیر کا سبب یا تعجیلِ مغرب کے منافی نہ سمجھتے تھے۔ پھر تابعین سے بھی اس پر عمل منقول ہے۔ اس سب کے باوجود ضعیف اور محتمل دلائل کو صریح صحیح اور کثیر دلائل پر ترجیح دینا کہاں کی سمجھداری اور کہاں کا انصاف ہے؟

شرح صحیح مسلم امام نووی رحمہ اللہ نے ان لوگوں کی تردید کی ہے جو اسے مکروہ یا خلاف اولیٰ سمجھتے ہیں اور دلیل میں تاخیرِ مغرب کو آڑ بناتے ہیں، فرماتے ہیں: [قَوْلُ مَنْ قَالَ إِنَّ فِعْلَهُمَا يُؤَدِّي إِلَى تَأْخِيرِ الْمَغْرِبِ عَنْ أَوَّلِ وَقْتِهَا خِيَالٌ فَاسِدٌ مُنَابِدٌ لِلسُّنَّةِ، مَعَ ذَلِكَ فَزَمْنُهُمَا زَمْنٌ يَسِيرٌ لَا تَتَأَخَّرُ بِهِ الصَّلَاةُ عَنْ أَوَّلِ وَقْتِهَا] ”جو یہ کہتا ہے کہ ان کی ادائیگی اول وقت سے تاخیر کا سبب بنتی ہے اس کا یہ خیال فاسد اور انکار سنت کے مترادف ہے جبکہ ان کے لیے وقت بھی تھوڑا سا درکار ہوتا ہے جس سے نماز اپنے اول وقت سے لیٹ نہیں ہوتی۔“ دیکھیے: (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷۸/۶)

تحت حدیث: ۸۲۸، وفتح الباری: ۱۰۹/۲

الغرض علامہ زبیلی حنفی رحمہ اللہ کا یہ کہنا: [لَا صَحَابِينَ فِي تَرْكِهَا أَحَادِيثُ] ”ان نوافل کو چھوڑنے کی ہمارے اصحاب (احناف) کے پاس احادیث ہیں۔“ درست نہیں کیونکہ ان ”احادیث“ کی حقیقت واضح کی جا چکی ہے۔

## ۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

ملاحظہ: ابن حبان کے حوالے سے آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بھی قبل از مغرب دو رکعت ادا فرمائی ہیں۔ بعض علماء نے اس سنت فعلی کو صحیح قرار دیا ہے۔ معروف محقق شیخ شعیب ارناؤط نے زاد المعاد (۳۱۲/۱) کی تحقیق میں اس کی سند صحیح قرار دی ہے لیکن اس تصحیح پر محدث کبیر شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ شیخ موصوف کے نزدیک یہ روایت اس اضافے سے شاذ ہے۔ وہ اس اضافے کو راوی کا اور اج قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک مغرب سے قبل دو رکعتیں پڑھنے کا عمل ابن بریدہ کا ہے: [وَكَانَ ابْنُ بَرِيْدَةَ يُصَلِّي قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ] نہ کہ خود اللہ کے رسول ﷺ نے پڑھی ہیں۔ مفصل تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۳۷۳-۳۷۷، حدیث: ۵۶۶۲، وضعیف

موارد الظمان للالباني، حدیث: ۶۲، و سلسلة الأحاديث الصحيحة للالباني، حدیث: ۲۳۳)

اس موقف کی تائید ابن نصر کے قول سے بھی ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [أَلَا تَرَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَفْسُهُ لَمْ يَرَوْعَهُ أَنَّهُ رَكَعَهُمَا] ”کیا آپ دیکھتے نہیں کہ خود نبی اکرم ﷺ سے ان کا پڑھنا منقول نہیں۔“ (قیام الليل، ص: ۳۹) غالباً ان کا مقصد یہ ہے کہ صحیح اور مستند ذریعے سے مروی نہیں۔ واللہ اعلم۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے بالصراحت نبی اکرم ﷺ کے اپنے فعل سے اس کے ثبوت کی نفی کی ہے وہ فرماتے ہیں: [وَأَمَّا الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَإِنَّهُ لَمْ يُنْقَلْ عَنْهُ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهِمَا] ”نبی اکرم ﷺ سے قبل از مغرب دو رکعتوں کا پڑھنا منقول نہیں ہے۔“ (زاد المعاد: ۳۱۲/۱) لیکن آپ کی ترغیب و تقریر سے اس کی مشروعیت ثابت ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے کلام سے بھی اس قسم کا اشارہ ملتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَأَمَّا كَوْنُهُ ﷺ لَمْ يُصَلِّيهِمَا فَلَا يَنْفِي الْإِسْتِحْبَابَ] ”نبی اکرم ﷺ کے نہ پڑھنے سے اس کے استحباب کی نفی نہیں ہوتی۔“ (فتح الباري ۱۰۸/۲، تحت حدیث: ۶۲۵) وَمَا تَوَفَّقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ.

\* نماز عشاء کا مستحب وقت: نماز عشاء تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ ابو بزرہ اسلمی رحمہ اللہ سے مروی ہے: [وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخَّرَ مِنَ الْعِشَاءِ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْعَتَمَةَ] ”نبی اکرم ﷺ نماز عشاء جسے تم رات کی نماز کہتے ہو (آدھی رات تک) مؤخر کرنا پسند فرماتے تھے۔“ (صحیح البخاری،

مواقیت الصلاة، حدیث: ۵۴۷، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۴۷)

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات تاخیر کر دی یہاں تک کہ کافی رات گزر گئی۔ اہل مسجد سو گئے، پھر آپ تشریف لائے اور فرمایا: ”یہ ہے اس کا اصل وقت، اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا ہوتا۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۳۸) کچھ دیگر احادیث میں بھی اس قسم کی تاخیر کا ذکر ملتا ہے۔ حدیث جبریل میں ہے: [ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ] (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۳۹۳، وجامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۳۹، واللفظ له) حدیث ابی موسیٰ اور حدیث بریدہ رضی اللہ عنہما میں بھی ثلث اللیل تک اس تاخیر کا بیان ملتا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں عملاً دو دن نمازیں پڑھ کر دکھائیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۱۳، ۶۱۴)

ان قولی و فعلی احادیث سے نماز عشاء کی تاخیر کی افضلیت ثابت ہوتی ہے، بشرطیکہ عوام الناس اس کے لیے تیار ہوں اور یہ تاخیر ان کے لیے اذیت کا باعث نہ ہو، نیز زیادہ تاخیر سے نمازیوں کے کم ہونے کا خدشہ بھی نہ ہو کہ لوگ نماز ہی سے جان چھڑانا شروع کر دیں۔ تب اس قدر یا اس کے قریب قریب تاخیر مستحب ہے۔

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [مَنْ وَجَدَ بِهِ قُوَّةً عَلَى تَأْخِيرِهَا وَلَمْ يَغْلِبْهُ النَّوْمُ وَلَمْ يَشُقَّ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الْمَأْمُومِينَ فَالتَّأْخِيرُ فِي حَقِّهِ أَفْضَلُ، وَقَدْ قَرَّرَ النَّوَوِيُّ ذَلِكَ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ، وَهُوَ اخْتِيَارُ كَثِيرٍ مِّنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ.] ”جو اسے دیر کر کے پڑھنے کی قوت پاتا ہو، اس پر نیند کا غلبہ بھی نہ ہو اور نہ مقتدیوں میں سے کسی ایک کے لیے باعث مشقت ہو تو ایسے شخص کے حق میں تاخیر افضل ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں اسی کا اثبات کیا ہے۔ شوافع وغیرہ میں سے کثیر اہل الحدیث کا مختار مذہب یہی ہے۔“ واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ۲/۳۸، تحت حدیث: ۵۶۷) بہر حال عوام الناس کو اس قسم کی ترغیب و تشویق دیتے رہنا چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنی چاہیے کیونکہ افضل یہی ہے۔ واللہ اعلم۔

\* انتہائے وقت عشاء: نماز عشاء کا وقت ادا آدھی رات تک رہتا ہے۔ اس کے بعد اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اضطراری حالت اس سے مستثنیٰ ہے، لہذا نصف اول کے بعد ادا کی جانے والی نماز عشاء

۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

(فقہاء کی اصطلاح میں) قضا شمار ہوگی۔ اس کی دلیل عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما وغیرہ سے مروی حدیث ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [وَوَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ] ”عشاء کا وقت نصف شب تک ہے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: (۱۷۲)۔ (۷۱۲) اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: [وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ] ”نماز عشاء کا وقت رات کے نصف اوّل تک ہے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۷۱۲/۷۱۳)

اس مرفوع حدیث کے مطابق عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا فتویٰ بھی موجود ہے، وہ فرماتے ہیں: [وَصَلَاةُ الْعِشَاءِ دَرَكٌ حَتَّى نِصْفِ اللَّيْلِ، فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ إِفْرَاطٌ] ”نصف شب تک نماز عشاء پائی جاسکتی ہے۔ اس کے بعد حد سے تجاوز ہے۔“ (مصنف عبدالرزاق: ۵۸۱/۱، رقم: ۲۲۱۵) اس کی سند میں اگرچہ قتادہ مدلس ہے لیکن سابقہ مرفوع حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

مذکورہ حدیث میں انتہائے وقت عشاء کی جو واضح تحدید ہے، اس کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [وَهُوَ أَيْنُنٌ شَيْئِيءٌ فِي الْمَوَاقِيتِ] ”یہ حدیث اوقات کی تحدید میں واضح ترین ہے۔“ (شرح العمدة لشیخ الإسلام: ۱۷۷/۲) علاوہ ازیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مزید توثیق ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ] ”نماز عشاء کا آخری وقت نصف رات تک ہے۔“ (مسند أحمد: ۲۳۲/۲، وبتحقیق أحمد شاکر، حدیث: ۷۱۷۲، وجامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۱۵۱) یہ حدیث صحیح ہے، محولہ کتب میں شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق بھی یہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ”نماز عشاء کا آخری وقت نصف شب تک ہے۔“ (سلسلة الأحادیث الصحيحة للالباني، رقم: ۱۶۹۶)

ان احادیث کی تائید میں خلیفہ راشد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بھی ملتا ہے جو انھوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے تحریر فرمایا تھا: [وَأَنَّ صَلَّ الْعَتَمَةَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَإِنَّ آخِرَتْ فَإِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ، وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ] ”نماز عشاء تہائی رات کے اندر اندر پڑھنا۔ اگر تاخیر کے ساتھ پڑھنا ہو تو نصف شب تک اور غافلوں میں سے نہ ہونا۔“ (الموطأ للإمام مالك: ۷/۱، حدیث: ۸، ترقیم فواد عبدالباقی، ومعانی الآثار: ۱۵۸/۱، نیز شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام المنة، ص: ۱۳۲ میں اس

۶- کتاب المواقیب اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔) اس صحیح موقوف اثر سے ثابت ہوا کہ نمازِ عشاء نصفِ اول سے پہلے پڑھ لینی چاہیے وگرنہ اس کے بعد غافلین میں شمار ہوگا۔

امام مالک رحمہ اللہ کے ایک قول کے مطابق نمازِ عشاء کا آخری وقت نصف شب تک ہے۔ دیکھیے: (بداية المجتهد: ۱/۱۸۱)

امام ابن العربی رحمہ اللہ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھیے: (القبس: ۱/۵۷) مزید یہ کہ امام مالک رحمہ اللہ یہاں (حدیث عمر لاکر) ایک تشبیہ فرمانا چاہتے ہیں، وہ یہ کہ جب کسی حدیث کی تائید یا موافقت میں کسی خلیفہ راشد کا عمل مل جائے تو اس سے مزید تسلی اور تقویت حاصل ہوتی ہے۔ یہ ترجیح کا ایک قرینہ ہوتا ہے۔ (بترف)

علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے عارضۃ الاحوذی کے حوالے سے امام ابن العربی رحمہ اللہ کا اس موقف کے بارے میں کلام نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: [قَدْ نَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِعْلًا أَنَّهُ أَخْرَجَهَا إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ، وَقَوْلًا لَهُ، قَالَ: وَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ، فَلَا قَوْلَ بَعْدَ هَذَا] وَاللَّهِ أَعْلَمُ. ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے فعلاً نمازِ عشاء آدھی رات تک مؤخر کی ہے اور قولاً بھی آپ سے یہ ثابت ہے، فرمایا: ”نمازِ عشاء کا وقت نصف شب تک ہے۔“ (صحیح مسلم) لہذا اس قولِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قول کی گنجائش نہیں۔“ (تحفة الأحوذی: ۱/۳۳۱)

شوافع میں سے امام ابوسعید اصطخری رحمہ اللہ کی رائے بھی یہی ہے۔ ان کے بقول اگر کوئی آدھی رات کے بعد نمازِ عشاء پڑھے گا تو وہ قضاء شمار ہوگی۔ (المجموع: ۳/۳۹)

امام شوکانی رحمہ اللہ نے اسی موقف کو ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں: [وَأَخْرَجُهُ نِصْفُ اللَّيْلِ] ”عشاء کا آخری وقت نصف اللیل ہے۔“ (السنبل الجرار: ۱/۳۰۸)

الدرر البهية میں بھی یہی موقف ہے جبکہ نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ نے ”الروضۃ الندیة“ میں اس موقف پر ان کی تائید فرمائی ہے۔ دیکھیے: (الروضۃ الندیة مع التعليقات الرضية: ۱/۲۳۰)

بہر حال مذکورہ معروضات سے واضح ہوتا ہے کہ عشاء کا آخری وقت نصف شب تک ہے اور ان شاء اللہ یہی حق ہے۔ جمہور کے نزدیک طلوع فجر تک ہے لیکن دلائل کمزور اور غیر صریح ہیں۔ حافظ ابن

۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

حجر ﷺ فرماتے ہیں: [وَلَمْ أَر فِي امْتِدَادِ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ حَدِيثًا صَرِيحًا يَثْبُتُ] ”نمازِ عشاء کے وقت کے طلوع فجر تک مستند (وسیع) ہونے کی میں نے کوئی ایسی صریح حدیث نہیں دیکھی جو پایہ ثبوت کو پہنچتی ہو۔“ (فتح الباری: ۵۲/۴، تحت حدیث: ۵۷۲)

\* حاملینِ موقفِ ثانی اور ان کے دلائل کا مختصر جائزہ: جمہور علمائے کرام کے نزدیک ماسوائے احناف کے (کیونکہ ان کے ہاں ثلث اللیل تک مستحب وقت ہے) عشاء کا مستحب وقت نصف اول تک ہے اور وقت جواز و ادا طلوع فجر صادق تک۔ ان کے دلائل میں کوئی صریح حدیث موجود نہیں؛ مجمل احادیث سے استدلال ہے۔ علامہ طحاوی ﷺ نے شرح معانی الآثار میں اس موضوع کی روایات ذکر کی ہیں، ان کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

پہلی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے نصف اللیل کے بعد بھی نمازِ عشاء پڑھنا ثابت ہے اور درج ذیل احادیث سے استدلال ہے:

① حدیث ابو برزہ رضی اللہ عنہ: [كَانَ لَا يُبَالِي بَعْضَ تَأْخِيرِهَا، قَالَ: يَعْنِي الْعِشَاءَ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ] ”آپ ﷺ نصف اللیل تک عشاء مؤخر کرنے کی پروا نہ کرتے تھے۔“ (صحیح البخاری، حدیث: ۵۷۲، معلقاً، وموصولاً، ومختصر صحیح البخاری للألبانی: ۱/۱۸۶، وصحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۳۷، واللفظ له)

② سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [أَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ صَلَّى] ”نبی اکرم ﷺ نے (ایک رات) نمازِ عشاء نصف شب تک لیٹ کر دی، پھر نماز پڑھائی۔“ (صحیح البخاری، مواقیب الصلاة، حدیث: ۵۷۲)

لیکن ان احادیث سے بصراحت یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی اکرم ﷺ نے نمازِ عشاء پہلے نصف کے بعد پڑھائی بلکہ مقصود یہ ہے کہ نصف شب تک فراغت ہو چکی تھی۔ اس طرح قولی اور فعلی احادیث میں تعارض پیدا نہیں ہوتا۔ دیگر طرق یا احادیث کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک اندازہ تھا۔ انھی سے مروی بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں: [أَخَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ، أَوْ كَادَ يَذْهَبُ شَطْرَ اللَّيْلِ] ”رسول اللہ ﷺ نے ایک رات عشاء نصف شب



## ۶- کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

تک مؤخر کی یا قریب تھا کہ آدھی رات بیت جاتی۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۴۰) مزید یہ الفاظ بھی منقول ہیں: [نَظَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً، حَتَّى سَكَانَ قَرِيبًا مِّنْ نُّصْفِ اللَّيْلِ]. ”ایک رات ہم نے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کیا یہاں تک کہ وقت نصف شب کے قریب قریب ہو گیا۔“ (حوالہ مذکور)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے: [حَتَّى ذَهَبَ نَحْوُ مِّنْ شَطْرِ اللَّيْلِ] ”یعنی آپ ﷺ نے اتنی تاخیر فرمادی کہ نصف رات کے قریب قریب وقت بیت چکا تھا۔“ (مسند أحمد: ۵/۳) و سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۳۲۲، و صحیح سنن النسائي للألباني، حدیث: ۵۳۷)

نسائی کے حوالہ مقام میں [حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ] کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ اس کے بعد ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [فَجَاءَ فَصَلَّى بِنَا، وَقَالَ: لَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسُقْمُ السَّقِيمِ، وَحَاجَةٌ ذِي الْحَاجَةِ لِأَخْرَجَتْ هَذِهِ الصَّلَاةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ] ”پھر آپ تشریف لائے اور ہمیں نماز پڑھائی، پھر فرمایا: اگر کمزور کی کمزوری، بیمار کی بیماری اور ضرورت مند کی ضرورت کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں یہ نماز نصف شب تک مؤخر کرتا۔“ (حوالہ مذکور)

یہ روایت بالکل واضح ہے اور اس بات کی صریح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں نصف شب سے پہلے پہلے نماز پڑھادی تھی۔ اگر یہ پہلے نصف کے بعد شروع کی ہوتی یا اس کے بعد فراغت ہوتی تو نبی اکرم ﷺ قطعاً یہ کلمات نہ فرماتے: [لَأَخْرَجَتْ هَذِهِ الصَّلَاةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَهَذَا كَلَامٌ مُّفَسَّرٌ مِّنَ النَّبِيِّ ﷺ يُفَضِّلُ بِهِ عَلَى مَا سِوَاهُ مِنَ الْحِكَايَاتِ الْمُحْتَمَلَةِ] ”نبی اکرم ﷺ کا یہ کلام مفسر ہے (تفسیر مجمل کی حیثیت رکھتا ہے) لہذا دیگر محتمل حکایات و روایات کا اس کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے گا۔“ (شرح العمدة از شیخ الإسلام ابن تیمیة: ۱۷۸/۲)

الفرض احناف اور جہور کا اس قسم کی مجمل غیر صریح روایات سے استدلال غیر قوی ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایات سے بایں الفاظ استدلال کیا ہے: [فَفِي هَذِهِ الْآثَارِ أَنَّهُ صَلَّى بَعْدَ مُضِيِّ نِصْفِ اللَّيْلِ] ”ان آثار و احادیث میں یہ دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے نصف

۶۔ کتاب المواقیت ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

شب گزرنے کے بعد نمازِ عشاء پڑھی ہے۔“ (شرح معانی الآثار: ۱/۱۵۸) لیکن مذکورہ معروضات کی روشنی میں یہ استدلال درست نہیں ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس اور دیگر استدلالات کے متعلق محدث مبارکپوری فرماتے ہیں: [لَا شَكَّ فِي أَنَّ كَلَامَ الطَّحَاوِيِّ هَذَا حَسَنٌ، لَوْ كَانَ فِي هَذَا حَدِيثٌ مَرْفُوعٌ صَحِيحٌ، وَلَكِنْ لَمْ أَجِدْ حَدِيثًا مَرْفُوعًا صَحِيحًا] ”بلاشبہ امام طحاوی کا یہ کلام عمدہ ہے اگر اس موضوع پر کوئی مرفوع صحیح حدیث ہوتی، لیکن مجھے کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں ملی۔“ (یعنی جو بصراحت طلوع فجر تک وقتِ عشاء کے منہد ہونے پر دلالت کرتی ہو۔) (تحفة الأحوذی: ۱/۳۳۰ طبع دارالکتب العلمیۃ)

دوسری دلیل: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جس میں وہ فرماتی ہیں: [أَعْتَمَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتَّى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ] ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات تاخیر فرمادی حتیٰ کہ رات کا کافی حصہ بیت گیا۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: (۲۱۹)۔ (۲۳۸) احناف وغیرہ کا اس حدیث سے محل استشہاد یہ ہے کہ یہاں [عَامَّةُ اللَّيْلِ] کے الفاظ آئے ہیں جس کے معنی ہیں: رات کا اکثر حصہ بیت گیا۔ اس مفہوم کے پیش نظر یقیناً یہ لازم آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف شب کے بعد نمازِ عشاء پڑھی ہے۔ لیکن یہاں مذکورہ الفاظ کے یہ معنی غلط ہیں، یعنی عامۃ اللیل، کثیر کے مفہوم میں ہے نہ کہ اکثر اللیل کے معنی میں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: [ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ أَي سَكَبِيرٌ مِنْهُ، وَلَيْسَ الْمُرَادُ أَكْثَرُهُ، وَلَا بُدَّ مِنْ هَذَا التَّأْوِيلِ لِقَوْلِهِ ﷺ: ”إِنَّهُ لَوْ قُتِلَتْهَا“ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهَذَا الْقَوْلِ مَا بَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ، لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَنْ تَأْخِيرَهَا إِلَى مَا بَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ] ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ کے معنی ہیں: رات کا کثیر (کافی) حصہ بیت گیا، نہ کہ یہ مراد ہے کہ اس کا اکثر حصہ یہ تاویل ضروری ہے کیونکہ (اس کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: ”اس نماز کا اصل وقت یہ ہے۔“ اس تاویل کی دلیل ہے لہذا عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ سے نصف شب سے بعد کا وقت مراد لینا درست نہیں کیونکہ علماء میں سے کسی ایک کا بھی یہ قول نہیں کہ آدھی رات کے بعد عشاء کا افضل وقت ہے۔“ (شرح صحیح مسلم: ۵: ۱۹۳، حدیث: ۲۳۸)

۶- کتاب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے اس جواب کے بعد مذکورہ استدلال کی کوئی گنجائش نہیں رہتی، اس لیے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا: [فَفِي هَذَا أَنَّهُ صَلَّىهَا بَعْدَ مُضِيِّ أَكْثَرِ اللَّيْلِ] (معانی الآثار: ۱/۱۵۸) ”اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کا اکثر حصہ گزرنے کے بعد نماز عشاء پڑھائی ہے“ درست نہیں، لہذا عشاء کا وقت طلوع فجر تک ممتد نہیں ہے۔

تیسری دلیل: بواسطہ حبیب بن ابی ثابت، نافع بن جبیر سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ مکتوب ہے جو انھوں نے بنام ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ارسال فرمایا تھا۔ اس میں ہے: [وَصَلَّ الْعِشَاءَ أَيَّ اللَّيْلِ شِئْتَ وَلَا تُغْفَلُهَا] ”رات کے جس حصے میں نماز عشاء پڑھنا چاہو پڑھو، لیکن اس میں غفلت کا شکار نہ ہونا۔“ (شرح معانی الآثار: ۱/۱۵۹)

اس کے بعد امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [فَفِي هَذَا أَنَّهُ جَعَلَ اللَّيْلَ كُلَّهُ وَقْتًا لَهَا.....] ”اس اثر میں یہ دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوری رات کو اس کی ادائیگی کا وقت ٹھہرایا ہے۔“ لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول یہ اثر اس سیاق کے ساتھ ناقابل حجت ہے کیونکہ اس کی سند میں حبیب بن ابی ثابت تیسرے طبقے کا مدلس راوی ہے اور وہ عن سے بیان کر رہا ہے۔ اس درجے کے راوی کی روایت اس وقت قابل قبول ہوتی ہے جب روایت میں اپنے شیخ سے سماع یا تحدیث کی صراحت کرے۔ یہاں یہ بات مفقود ہے۔ مزید دیکھیے: (تحفة الأحوذی: ۱/۳۳۰)

دوسرا یہ کہ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول صحیح اثر کے مخالف بھی ہے جس میں عشاء کی تحدید پہنچ نصف تک ہے۔ اس کے بعد وہ غافلین میں شمار ہوگا۔ اس طرح مذکورہ اثر شاذ بھی قرار پاتا ہے۔ بہر حال ان وجوہ کے سبب یہ اثر ساقط الاعتبار ہے۔

چوتھی دلیل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہ فتویٰ ہے جس میں وہ طلوع فجر تک نماز عشاء نہ پڑھنے کو افراط (حد سے تجاوز) قرار دیتے ہیں۔ (شرح معانی الآثار: ۱/۱۵۹)

صاحب تحفة الأحوذی اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں یہ احتمال موجود ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات حدیث ابو قتادہ کے عموم کے پیش نظر کہی ہو۔ دیکھیے: (تحفة الأحوذی: ۱/۳۳۱) حدیث ابو قتادہ مع جواب آئندہ سطور میں ذکر ہوگی، ان شاء اللہ۔

اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

دوسرا یہ کہ اس اثر کی حیثیت ایک فتوے یا ذاتی اجتہاد کی ہے، نہ نبی ﷺ کا قول یا فعل تو بیان نہیں فرما رہے جبکہ اس کے مقابلے میں امیر المومنین عمر فاروق اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی بھی اپنی اپنی رائے یا ذاتی رجحان ہے اب اختلاف رائے کے وقت ترجیح کس صحابی کے قول و فعل کو ہوگی؟ یقیناً اسی کی رائے اور فعل کو ہوگی جس کی تصدیق و توثیق حدیث رسول ﷺ سے ہوتی ہو اور یہاں صریح احادیث کی روشنی میں فتوائے عمر وغیرہ ہی قابل ترجیح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ (النساء: ۵۹) ”اگر تم کسی چیز میں باہم اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔“

پانچویں دلیل: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طویل سفر کا بیان ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے: ہو ایوں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ساری رات چلتے رہے آخر شب میں قدرے آرام کا پروگرام بنایا گیا، تمام نے ایک جگہ پڑاؤ ڈال دیا اور کچھ استراحت کے لیے لیٹ گئے، سب پر نیند غالب آ گئی، آپ ﷺ کی آنکھ اس وقت کھلی جب سورج کی کرنیں نمودار ہوئیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اٹھے اور اس صورت حال سے گھبرا گئے۔ آپ ﷺ نے طلوع آفتاب کے بعد نماز فجر پڑھائی لیکن نماز پڑھنے کے باوجود صحابہ کے اندر اضطراب کی سی کیفیت تھی۔ تب آپ نے فرمایا: ”کیا تمہارے لیے میرے عمل میں نمونہ نہیں؟“ پھر فرمایا: [أَمَّا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلَى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْآخِرَى] ”نیند کی وجہ سے کوتاہی نہیں ہوتی، غفلت و کوتاہی تو صرف اس صورت میں ہے کہ آدمی (عمداً) نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت ہو جائے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۸۱)

اس حدیث سے احناف وغیرہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ ایک نماز کا دوسری نماز تک وقت جواز مع الکرہت یا مطلقاً جواز رہتا ہے۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث مجمل ہے اور بیان اوقات میں نص نہیں۔ اگر نبی ﷺ نے اس غرض کے لیے یہ فرمایا ہوتا تو یقیناً نماز عشاء وغیرہ کی طرح نماز فجر کا وقت بھی نماز ظہر تک ممتد ہوتا اور اس کا کوئی قائل نہیں اسی لیے جمہور نے اسے مستثنیٰ قرار دیا ہے، جبکہ اس کے مقابلے میں حدیث عبداللہ بن عمرو و تحدید اوقات میں نص ہے، پھر اصولی طور

## ۶- کتب المواقیب ..... اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

پر بھی نماز فجر کا استثنا درست نہیں، اس لیے کہ تاخیر کا یہ مسئلہ نماز فجر کے وقت ہی پیش آیا، لہذا اس حکم کے تحت اسے دخولِ اول حاصل ہے، اسے اس سے خارج نہیں کیا جاسکتا جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ قائلین ہذا کو نماز فجر کا وقت بھی نماز ظہر تک تسلیم کرنا ہوگا۔

الحاصل: اس حدیث میں صرف عمداً تاخیر کرنے والے کے گناہ اور تقصیر کا بیان ہے۔ اوقات کے بیان و تحدید کے لیے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث ہی نص صریح اور حجت قاطعہ ہے۔ واللہ اعلم۔

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: یہ حدیث ان کے قول پر قطعاً دلالت نہیں کرتی کیونکہ یہ ائمہ بھی ہمارے ساتھ اس بات پر متفق ہیں کہ نماز فجر کا وقت ظہر تک ممتد نہیں ہے، لہذا یہ بات درست ٹھہری کہ ہر نماز کا وقت مابعد نماز کے ساتھ متصل نہیں۔ اس میں تو صرف اس شخص کے گناہ کا ذکر ہے جو ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کرتا ہے اور بس۔ اس کا وقت دوسری نماز سے متصل ہو یا نہ ہو، پھر اس حدیث میں اس بات کا بھی تو ذکر نہیں کہ اگر کوئی اس حد تک تاخیر کر دے کہ اس نماز کا وقت تو نکل جائے لیکن دوسری کا وقت ابھی تک نہ ہو۔ اس حدیث میں اس حوالے سے خاموشی ہے جبکہ دیگر احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے کہ اس کا وقت نکل جاتا ہے..... (محلّی ابن حزم: ۱۷۹/۳)

محدث العصر علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [وَ إِذَا قَدْ بَنَتْ أَنَّ الْحَدِيثَ لَا دَلِيلَ فِيهِ عَلَى امْتِدَادِ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ، فَإِنَّهُ يَتَحْتَمُّ الرُّجُوعُ إِلَى الْأَحَادِيثِ الْأُخْرَى الَّتِي هِيَ صَرِيحَةٌ فِي تَحْدِيدِ وَقْتِ الْعِشَاءِ مِثْلُ قَوْلِهِ ﷺ: وَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ.....] [رواه مسلم وغيره] ”جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل نہیں کہ وقتِ عشاءِ فجر تک ممتد ہے تو پھر یقیناً ان احادیث کی طرف رجوع کرنا لازمی ٹھہرتا ہے جن میں صراحتاً وقتِ عشاء کی تحدید موجود ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: ”نمازِ عشاء کا وقت پہلے نصف تک ہے.....“ (تمام المنہ: ۱۳۲/۱۱)

ان معروضات کی روشنی میں پتا چلتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما وغیرہ کی احادیث میں اوقاتِ مستحبه ہی کا بیان نہیں بلکہ اس میں بلا اہتمام صراحتاً اوقات کی تحدید ہے، اس لیے حدیث میں وارد الفاظ: [إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ] سے مراد عشاء کا وقت مختار نہیں جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں فرمایا ہے۔

(شرح صحیح مسلم: ۱۵۵/۵) بلکہ اس کے برعکس اس میں انتہائے وقتِ عشاء کی تحدید ہے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمۃ الباب سے بھی اس موقف کی تائید ہوتی ہے، وہ لکھتے ہیں: [بَابُ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ] (صحیح البخاری، المواقیت، رقم الباب: ۲۵) واللہ أعلم۔

بالفرض اگر اس نقطہ نظر کے حاملین کی یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے کہ ہر نماز کا وقت دوسری نماز تک ممتد ہے لیکن فجر اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ دیگر صریح دلائل کی روشنی میں طلوع آفتاب تک اس کی تحدید ہے تو کیا یہی استثناء و تخصیص دیگر دلائل کی رو سے نمازِ عشاء میں نہیں کی جاسکتی؟ بہر حال مذکورہ گزارشات کی روشنی میں راجح یہی ٹھہرتا ہے کہ وقتِ عشاء طلوع فجر تک ممتد نہیں بلکہ اس کا وقت ادا نصف شب تک ہے۔ ہاں مجبوری اور اضطرار کی صورت میں جب بھی ممکن ہو نمازِ عشاء پڑھی جاسکتی ہے۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ واللہ أعلم۔





## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۶) - كِتَابُ الْمَوَاقِيتِ (التحفة ...)

### اوقات نماز کا بیان

باب: ۱- حضرت جبریل کی امامت

اور پنجگانہ نماز کے اوقات کی حد بندی

(المعجم ۱) - إِمَامَةُ جِبْرِيلَ وَتَحْدِيدُ

أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ (التحفة ۲۵)

۳۹۵- امام ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ (گورنر مدینہ) نے عصر کی نماز وقت سے کچھ مؤخر کی تو حضرت عروہ نے ان سے فرمایا: جبریل علیہ السلام اترے تھے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہو کر آپ کو نماز پڑھائی تھی۔ عمر بن عبدالعزیز کہنے لگے: عروہ دیکھو! کیا کہہ رہے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے بشیر بن ابوسعود کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابوسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جبریل علیہ السلام اترے اور مجھے نماز پڑھائی۔ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں پر پانچوں نمازیں شمار کیں۔

۴۹۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ: أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ نَزَلَ فَصَلَّى أَمَامَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ عُمَرُ: إَعْلَمَ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ! فَقَالَ: سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: «نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ».

۴۹۵- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، ح. ۳۲۲۱، ومسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ۶۱۰ عن قتيبة به.



۶- کتاب المواقیت

🌞 فوائد ومسائل ①: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے نماز عصر کو مستحب وقت سے کچھ مؤخر کیا تھا، نہ کہ کل وقت سے۔ اور یہ ولید بن عبدالملک کے دور کی بات ہے جبکہ آپ اس کی طرف سے مدینے کے گورنر مقرر ہوئے تھے۔ حضرت عروہ کا مقصد یہ تھا کہ نماز کا وقت انتہائی اہمیت کا حامل ہے حتیٰ کہ وقت بتلانے کے لیے حضرت جبریل علیہ السلام اترے تھے لہذا نماز کی ادائیگی میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔ ② حضرت جبریل علیہ السلام نے دو دن نماز پڑھائی تھی۔ پہلے دن سب نمازیں اول وقت میں اور دوسرے دن آخر وقت میں۔ اس روایت میں اوقات ذکر نہیں کیے گئے کیونکہ مقصد صرف یہ بتلانا تھا کہ جبریل علیہ السلام نے اوقات بتلائے تھے، اوقات کا علم حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو پہلے سے تھا۔ ان کے بارے میں منقول ہے کہ مذکورہ روایت سننے کے بعد انھوں نے کبھی نماز میں تاخیر نہیں کی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبیٰ شرح سنن النسائی ۶: ۲۳۱-۲۵۵) ③ امراء اگر کسی خلاف سنت کام کا ارتکاب کریں تو اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ ان کی اصلاح کریں اور گاہے گاہے انھیں تنبیہ کرتے رہیں۔ ④ عالم دین سے مسئلے کی دلیل طلب کی جاسکتی ہے اور عالم کو چاہیے کہ وہ خالص کتاب وسنت کے دلائل سے مسائل کی تفسیح کرائے۔ ⑤ اختلاف کے وقت قرآن وسنت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ ⑥ خبر واحد حجت ہے۔

۱ (المعجم ۲) - أَوَّلُ وَقْتِ الظُّهْرِ

(التحفة ۲۶)

۴۹۶ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى : حَدَّثَنَا خَالِدٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ : حَدَّثَنَا سَيَّارُ ابْنِ سَلَامَةَ قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي يَسْأَلُ أَبَا بَرزَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ : أَنْتَ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ : كَمَا أَسْمَعُكَ السَّاعَةَ، فَقَالَ : سَمِعْتُ أَبِي يَسْأَلُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ : كَانَ لَا يُبَالِي بَعْضَ تَأْخِيرِهَا - يَعْنِي الْعِشَاءَ - إِلَى يَضْبِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا قَالَ

۴۹۶ - سیار بن سلامہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم کو حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں سوال کرتے سنا۔ (سیار کے شاگرد شعبہ کہتے ہیں کہ) میں نے (سیار سے) کہا: کیا آپ نے ان (اپنے باپ) سے سنا ہے؟ انھوں (سیار) نے کہا: (میں نے اسی طرح سنا ہے) جس طرح میں اس وقت تم سے سن رہا ہوں۔ کہا: میں نے اپنے والد سے سنا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں سوال کر رہے تھے تو حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ نے

۴۹۶ - أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التكبير بالصبح في أول وقتها... الخ، ح: ۶۴۷ من حديث خالد ابن الحارث، والبخاري، مواقيت الصلاة، باب: وقت الظهر عند الزوال، ح: ۵۴۱ من حديث شعبة به.

## ۶- کتاب المواقیب

نماز ظہر کے وقت کا بیان

فرمایا کہ آپ ﷺ عشاء کی نماز کو نصف رات تک مؤخر کرنے میں کوئی پروا نہیں کرتے تھے۔ آپ عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور نماز کے بعد باتیں کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ شعبہ کہتے ہیں: بعد ازاں میں ان (سیار) سے ملا تو میں نے (بطور وثوق حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں) پھر سوال کیا تو انھوں (حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ) نے کہا: آپ ﷺ ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ (آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والا) آدمی مدینہ منورہ کی دور دراز بستی تک پہنچ جاتا تھا جب کہ ابھی سورج تیز ہوتا تھا۔ اور مغرب کے بارے میں مجھے علم نہیں کہ انھوں نے کون سا وقت ذکر کیا۔ پھر میں اس کے بعد انھیں ملا تو ان سے پوچھا، فرمانے لگے: اور آپ ﷺ صبح کی نماز اس وقت پڑھتے کہ نمازی سلام پھیر کر اپنے ہم نشین جسے وہ پہلے سے پہچانتا تھا کے چہرے کو دیکھتا تو اسے پہچان لیتا تھا اور آپ صبح کی نماز میں ساٹھ (۶۰) سے سو (۱۰۰) تک آیات تلاوت فرماتے تھے۔

شُعْبَةُ: ثُمَّ لَقِيْتَهُ بَعْدَ فَسَأَلْتُهُ قَالَ: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ، وَالْعَصْرَ يَذْهَبُ الرَّجُلُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةً، وَالْمَغْرِبَ لَا أُدْرِي أَيَّ حِينَ ذَكَرْتُ ثُمَّ لَقِيْتَهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَسَأَلْتُهُ قَالَ: وَكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ جَلِيْسِهِ الَّذِي يَعْرِفُهُ فَيَعْرِفُهُ، قَالَ: وَكَانَ يَقْرَأُ فِيهَا بِالسُّتَيْنِ إِلَى الْجَمَاةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ظہر کی نماز کا اول وقت متفق علیہ ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں اور وہ ہے زوال شمس۔

② عشاء کی نماز نبی ﷺ عمومی طور پر ثلث لیل (تہائی رات) تک پڑھا کرتے تھے۔ کبھی کبھار نصف رات تک مؤخر کر دیتے۔ تمام احادیث کو ملانے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ راجح قول کے مطابق نصف رات عشاء کی نماز کا آخری وقت ہے۔ ③ سورج کے تیز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورج ابھی زرد نہیں ہوتا تھا۔

۴۹۷- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا ۴۹۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ مُحَمَّدٌ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الرَّبِيعِيِّ، عَنِ

۴۹۷- أخرجاه البخاري، ح: ۵۴۰، انظر الحديث السابق، ومسلم، الفضائل، باب توقيفه ﷺ وترك إكثار سؤاله... الخ، ح: ۱۳۶/۲۳۵۹ من حديث الزهري به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۸۴

۶- کتاب المواقیت : نماز ظہر کے وقت کا بیان

الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ الظُّهْرِ.

۴۹۸- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ حَبَّابٍ قَالَ: شَكَّوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَرَّ الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا، قِيلَ لِأَبِي إِسْحَاقَ: فِي تَعْجِيلِهَا؟ قَالَ: نَعَمْ.

۴۹۸- حضرت حباب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے زمین کے گرم ہونے کا شکوہ کیا لیکن آپ نے ہماری شکایت دور نہ کی۔ ابواسحاق سے کہا گیا: (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شکوہ) نماز جلدی پڑھنے کے بارے میں تھا؟ انھوں نے کہا: ہاں۔

فائدہ: اگرچہ آپ گرمیوں کی شدت میں نماز ظہر کو کچھ مؤخر کرتے تھے جیسا کہ آگے آرہا ہے مگر اس وقت تک بھی زمین گرم ہی رہتی ہے لہذا آمد و رفت اور نماز کی ادائیگی میں گرم زمین تکلیف دیتی تھی۔ ظاہر ہے نماز کو اتنا مؤخر نہیں کیا جاسکتا کہ عصر کا وقت ہو جائے۔

(المعجم ۳) - بَابُ تَعْجِيلِ الظُّهْرِ فِي السَّفَرِ (التحفة ۲۷)

۴۹۹- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي حَمْزَةُ الْعَائِذِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا لَمْ يَرْتَجِلْ مِنْهُ حَتَّى يُصَلِّيَ الظُّهْرَ، فَقَالَ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَتْ بِنِصْفِ النَّهَارِ؟ قَالَ: وَإِنْ كَانَتْ بِنِصْفِ النَّهَارِ.

۴۹۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب کسی منزل میں اترتے تھے تو ظہر کی نماز پڑھنے سے پہلے وہاں سے کوچ نہ فرماتے تھے۔ ایک آدمی نے کہا: اگرچہ سورج سر پر ہوتا؟ فرمایا: اگرچہ سورج سر پر ہوتا۔

۴۹۸- أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت... الخ، ح: ۱۹۰/۶۱۹ من حديث زهير به.

۴۹۹- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب المسافر يصلي وهو يشك في الوقت، ح: ۱۲۰۵ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۸۵.

۶- کتاب المواقیب ..... نماز ظہر کے وقت کا بیان

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ سورج ڈھلتے ہی نماز ظہر پڑھ لیتے تھے۔ عرف عام میں اسے بھی سورج سر پر ہونے ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(المعجم ۴) - تَعَجِيلُ الظُّهْرِ فِي الْبَرْدِ  
باب: ۴- سردیوں میں ظہر کی نماز  
جلدی پڑھنا  
(التحفة ۲۸)

۵۰۰- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ أَبُو خَلْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ، وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ.

۵۰۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب گرمی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نماز ظہر کو ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے اور جب سردی ہوتی تو جلدی پڑھتے۔

☀️ فائدہ: اِبْرَاد کے معنی ہیں: نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھنا، مگر حقیقتاً ٹھنڈا وقت مراد نہیں ہے کیونکہ وہ تو گرمیوں میں مغرب کے قریب ہوگا بلکہ نصف النہار کے مقابلے میں کچھ ٹھنڈا وقت مراد ہے، یعنی جب دیواروں کا سایہ پاؤں رکھنے کے قابل ہو جائے۔ سردیوں میں دن چھوٹے ہوتے ہیں وقت کم ہوتا ہے اول وقت سے تاخیر کی کوئی وجہ بھی نہیں ہوتی، اس لیے آپ نماز جلدی ادا فرماتے۔ مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیں۔

(المعجم ۵) - الْإِبْرَادُ بِالظُّهْرِ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ (التحفة ۲۹)  
باب: ۵- گرمی زیادہ ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا

۵۰۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلْمَةَ. بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،

۵۰۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گرمی زیادہ ہو تو نماز کو ٹھنڈی کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کا جوش ہے۔“

۵۰۰- أخرجه البخاري، الجمعة، باب إذا اشتد الحر يوم الجمعة، ح: ۹۰۶، من حديث أبي خديجة، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۸۶.

۵۰۱- أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر، الخ، ح: ۱۸۰/۶۱۵، عن قتيبة، والبخاري، مواقيت الصلاة، باب: الإبراد بالظهر في شدة الحر، ح: ۵۳۶، من حديث ابن شهاب، وهو في أبوسلمة، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۸۹.

نماز ظہر کے وقت کا بیان

۶- کتاب المواقیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ».

**نوائد و مسائل:** ① سخت گرمیوں میں ظہر کو مؤخر کرنا ضرورت کی بنا پر ہے یا مستحب؟ اس میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ اگر لوگوں کو آمدورفت اور نماز کی ادائیگی میں تکلیف نہ ہو، مثلاً: لوگ پہلے سے جمع ہیں اور نماز کی جگہ سایہ دار ہے تو نماز اول وقت میں ادا کرنا ہی افضل ہے۔ اگر نمازیوں کو تکلیف ہو تو نماز لیٹ کی جاسکتی ہے، جب کہ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ شدت گرمی کا وقت جہنم کے ساتھ تشبیہ کی بنا پر مکروہ ہوتا ہے لہذا اس وقت میں نماز مناسب نہیں؛ تاخیر کرنی چاہیے۔ دیگر دلائل کی روشنی میں پہلے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو ظہر قرار دیا ہے۔ چونکہ سردیوں میں اس شدت کا سامنا نہیں ہوتا اور تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی، اس لیے نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے علت کو مقدم رکھا ہے۔ ② ”جہنم کا جوش“ بہت سے اہل علم نے اسے حقیقت پر محمول کیا ہے کہ گرمی کا تعلق جہنم کے ساتھ ہے۔ جب جہنم کو جوش آتا ہے تو گرمی زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ کوئی بعید نہیں۔ اور الفاظ کا ظاہری معنی مراد لینا ہی بہتر ہے۔ دنیا کا سارا نظام ہی غیر مرئی سہاروں پر قائم ہے۔ ممکن ہے کہ سورج کا جہنم سے کوئی تعلق ہو، البتہ بعض حضرات کے بقول اگر اسے تشبیہ پر محمول کیا جائے تو بلاغت کلام کا بہترین نمونہ ہوگا یعنی گرمی کی شدت تکلیف دہ چیز ہے، جہنم کی لو کی طرح۔ اہل اسلام کے نزدیک سب سے لذیذ چیز جنت ہے اور سب سے تکلیف دہ اور قبیح چیز جہنم ہے، اس لیے مفید اچھی اور لذیذ چیز کی نسبت جنت کی طرف اور تکلیف اور نقصان دہ اور قبیح چیز کی نسبت جہنم کی طرف کر دی جاتی ہے۔ یہی حال فرشتے اور شیطان کی طرف نسبت کا ہے کہ مقصد صرف تشبیہ اور ذہنی توجہ ہوتی ہے نہ کہ ظاہر الفاظ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلوغ ترین انسان تھے۔ آپ کا کلام تشبیہات، استعارات اور کنایات کا اعلیٰ نمونہ ہوتا تھا لہذا کوئی بعید نہیں کہ یہ کلام بھی تشبیہ بلوغ کا نمونہ ہو۔ واللہ اعلم۔ ③ جنت اور جہنم کا وجود موجود ہے۔

۵۰۲- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ظہر کی نماز (کچھ) ٹھنڈک میں پڑھو کیونکہ جو گرمی تم محسوس کرتے ہو وہ جہنم کا جوش ہے۔“

۵۰۲- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي ح: وَأَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ ح:

۵۰۲- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۱۴۹۰. \* يزيد وثابت مستوران، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۵۳۷ وغيره.

نماز ظہر کے وقت کا بیان

۶- کتاب المواقیت

وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى يَرْفَعُهُ قَالَ: أَبْرَدُوا بِالظُّهْرِ، فَإِنَّ الَّذِي تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ مِنْ فَتْحِ جَهَنَّمَ.

فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے حدیث: ۵۰۱۵۰۰۔

باب: ۶- نماز ظہر کا آخری وقت

(المعجم ۶) - آخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ

(التحفة ۳۰)

۵۰۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے ہیں، پھر جو نبی فجر طلوع ہوئی انہوں نے صبح کی نماز اور جب سورج ڈھل گیا تو ظہر کی نماز پڑھائی، پھر عصر کی نماز پڑھائی جب انہوں نے ہر چیز کا سایہ اس کے برابر (زوال کے سائے کے علاوہ) دیکھ لیا، پھر مغرب کی نماز پڑھائی جو نبی سورج غروب ہوا اور روزے دار کے لیے روزہ کھولنا حلال ہو گیا، پھر عشاء کی نماز پڑھائی جب رات کی سرفی غائب ہو گئی۔ پھر اگلے دن وہ (جبریل علیہ السلام) دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو صبح کی نماز پڑھائی جب تھوڑی سی روشنی پھیل گئی تھی، پھر آپ کو ظہر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا، پھر عصر کی نماز

۵۰۳- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هَبَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَذَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَاءَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ، فَصَلَّى الصُّبْحَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، وَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ [زَاغَتِ] الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ رَأَى الظِّلَّ مِثْلَهُ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَحَلَّ فِطْرُ الصَّائِمِ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ ذَهَبَ شَفَقُ اللَّيْلِ، ثُمَّ جَاءَهُ الْغَدُّ فَصَلَّى بِهِ الصُّبْحَ حِينَ أَشْفَرَ قَلِيلًا، ثُمَّ صَلَّى بِهِ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ الظِّلُّ مِثْلَهُ، ثُمَّ صَلَّى بِهِ

۵۰۳- [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۱/۱۹۴ من حديث الفضل بن موسى به مختصراً، وهو في الكبرى،

## ۶- کتاب المواقیت نماز ظہر کے وقت کا بیان

الْعَصْرَ حِينَ كَانَ الظَّلُّ مِثْلِيهِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِوَقْتِ وَاحِدٍ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَحَلَّ فِطْرُ النَّصَائِمِ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ: الصَّلَاةُ مَا بَيْنَ صَلَاتِكَ أُمَّسٍ وَصَلَاتِكَ الْيَوْمِ».

پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ دگنا ہو گیا پھر مغرب کی نماز کل والے وقت ہی پر پڑھائی یعنی جب سورج غروب ہو گیا اور روزے دار کے لیے روزہ کھولنا حلال ہو گیا پھر عشاء کی نماز پڑھائی جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا پھر فرمایا: ہر نماز کا وقت تمھاری کل اور آج کی نماز کا درمیانی وقت ہے۔“


 فوائد و مسائل: ① ظہر کی نماز کا آخری وقت اور عصر کی نماز کا اول وقت اس حدیث اور دوسری تمام احادیث صحیحہ کی رو سے مثل اول ہی ہے یعنی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے مگر یہ برابری زوال کے سائے کو نکال کر ہو۔ زوال کے سائے سے مراد وہ سایہ ہے جو سورج ڈھلنے کے وقت کسی چیز کا ہوتا ہے۔ اس سائے کے علاوہ سایہ اس چیز کے برابر ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ یہ جمہور اہل علم، صحابہ تابعین، محدثین اور فقہاء کا مذہب ہے۔ مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظہر کا وقت دو مثل سائے تک رہتا ہے یعنی جب ہر چیز کا سایہ دگنا ہو جائے۔ لیکن یہ بات نقلی دلائل سے خالی ہے اس لیے اس مسئلے میں امام صاحب کے شاگرد بھی ان کا ساتھ نہ دے سکے۔ بعض عقلی دلائل ہیں مگر صریح اور صحیح احادیث کے مقابلے میں عقلی دلائل کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ شاذ مذہب ہے۔ بعض احناف نے امام صاحب کی کچھ رعایت کرتے ہوئے مثل اول اور مثل ثانی کے مابین وقت کو ظہر و عصر دونوں کے لیے ناموزوں قرار دیا ہے، لیکن یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ ظہر کا آخر وقت اور عصر کا اول وقت متصل ہیں درمیان میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ ② عصر کا مختار وقت مثل ثانی پر ختم ہو جاتا ہے جب کہ مجبور و معذور کے لیے غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ ③ مغرب کی نماز دونوں دن تقریباً ایک ہی وقت میں پڑھی کیونکہ مغرب کا وقت دیگر نمازوں کے اوقات کی نسبت کم ہوتا ہے اور غالباً اول وقت ہی کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کا یہ مقصد نہیں کہ فرض نماز سے قبل دو رکعت کی نفی کر دی جائے بلکہ وہ نماز بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور احادیث میں اس کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ بہر حال اعتدال سے کام لینا چاہیے۔ ④ پہلے دن کی نماز کے آغاز اور دوسرے دن کی نماز کے اختتام کا درمیانی وقت اس نماز کا پورا وقت ہے لیکن افضل وقت کون سا ہے؟ وہ عشاء کے علاوہ ہر نماز کا اول وقت ہے اور عشاء کو مؤخر کر کے پڑھنا افضل ہے۔ ⑤ نماز کی اہمیت اور قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایسا عظیم الشان اور اہمیت کا حامل عمل ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیج کر عملی مشق کرائی، دیگر احکام کی طرح صرف قول پر اکتفا نہیں کیا۔ ⑥ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر بذات خود کوئی عمل مشروع قرار نہیں دے سکتے۔ ⑦ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے کہ اس نے نمازوں کے اوقات وسیع رکھے انھیں تنگ نہیں رکھا کہ کہیں لوگ مشقت میں نہ پڑ جائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ فضل عظیم کا مالک ہے۔

۶- کتاب المواقیب

نماز عصر کے وقت کا بیان

۵۰۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی ظہر کی نماز گرمیوں میں تین سے پانچ قدم کے بقدر (سائے میں) اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم کے بقدر (سائے میں) ہوتی تھی۔

۵۰۴- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَذْرَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ قَدْرُ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ فِي الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ أَقْدَامٍ إِلَى خَمْسَةِ أَقْدَامٍ، وَفِي الشِّتَاءِ خَمْسَةَ أَقْدَامٍ إِلَى سَبْعَةِ أَقْدَامٍ.

 فوائد و مسائل: ① سورج کے سائے کا حساب ہر علاقے میں الگ الگ ہوتا ہے البتہ گرمیوں میں زوال کے وقت کم سایہ ہوتا ہے اور سردیوں میں زیادہ۔ نبی ﷺ کا علاقہ مدینہ منورہ ہے لہذا قدموں کا حساب اس علاقے کے لحاظ ہی سے ہوگا۔ ہمارے ہاں پاکستان میں زوال کے وقت مدینہ منورہ کی نسبت زیادہ سایہ ہوتا ہے۔ ② یہاں سائے سے مراد کل سایہ ہے نہ کہ زوال کے سائے کے علاوہ البتہ مدینہ منورہ میں گرمیوں میں زوال کا سایہ ایک آدھ قدم ہی ہوتا ہے جب کہ سردیوں میں چار پانچ قدم گویا کہ آپ ﷺ گرمیوں میں سائے زوال سے تین چار قدم مؤخر کرتے تھے اور سردیوں میں ایک دو قدم۔ ہم اپنے علاقے میں زوال کے سائے کے علاوہ مذکورہ حساب سے تاخیر کر سکتے ہیں۔ ③ اس سائے سے مراد انسان کا اپنا سایہ ہے۔ ہر آدمی کا قد اپنے سات قدم کے برابر ہوتا ہے۔ قدم سے مراد پاؤں ہے نہ کہ دو قدموں (پاؤں) کا درمیانی فاصلہ۔ ④ علامہ سندھی نے سنن نسائی کے حاشیے میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ آپ زوال کے بعد جو زیادہ سے زیادہ تاخیر کرتے، وہ اسی قدر ہوتی تھی کہ گرمیوں میں سایہ تین سے پانچ قدم اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک ہوتا تھا اور اس سائے میں اصل اور زائد دونوں سائے شمار ہوتے ہیں۔

باب: ۷- عصر کی نماز کا اول وقت

(المعجم ۷) - أَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ

(التحفة ۳۱)

۵۰۵- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

۵۰۴- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب وقت صلاة الظهر، ح: ۴۰۰ من حديث عبدة به، وهو في

الكبرى، ح: ۱۴۹۲.

۵۰۵- [إسناده حسن] أخرجه أحمد، ۳/ ۳۵۱، ۳۵۲ عن عبد الله بن الحارث به، وعلقه أبو داود، ح: ۳۹۵.



۶- کتاب المواقیت

نماز عصر کے وقت کا بیان

آدی نے رسول اللہ ﷺ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”میرے ساتھ نماز پڑھو۔“ آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی جب سورج ڈھل گیا اور عصر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور مغرب کی نماز پڑھائی جب سورج غروب ہو گیا۔ اور عشاء کی نماز پڑھائی جب شفق غروب ہو گئی۔ اور (اگلے دن) آپ نے نماز ظہر پڑھائی جب انسان کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور عصر کی نماز پڑھائی جب انسان کا سایہ اس سے دگنا ہو گیا اور مغرب کی نماز غروب شفق سے تھوڑی دیر پہلے پڑھائی اور عشاء کی نماز تہائی رات کے وقت پڑھائی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَوْرٌ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: «صَلِّ مَعِيَ» فَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ، وَالْعَصْرَ حِينَ كَانَ فِيهِ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، وَالْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، وَالْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، قَالَ: ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ كَانَ فِيهِ الْإِنْسَانُ مِثْلَهُ، وَالْعَصْرَ حِينَ كَانَ فِيهِ الْإِنْسَانُ مِثْلَيْهِ وَالْمَغْرِبَ حِينَ كَانَ قُبَيْلَ غَيْبُوتِ الشَّفَقِ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ: ثُمَّ قَالَ: «فِي الْعِشَاءِ أَرَى إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ.

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں فجر کے سوا باقی نمازوں کے اول اور آخر اوقات بیان کر دیے گئے ہیں؛ البتہ عشاء کا آخر وقت دوسری روایات کے مطابق نصف لیل ہے اور یہی صحیح ہے۔ ② عصر کے اول وقت کی تفصیل بحث کے لیے دیکھیے حدیث: ۵۰۳۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شوق اور اہتمام کا پتہ چلتا ہے کہ وہ احکام شرعیہ کو سیکھنے میں کس قدر سرگرم تھے۔ ④ عالم دین کی ذمہ داری ہے کہ وہ ناواقف لوگوں کو مسائل شرعیہ سے آگاہ کرے اور تقسیم کا ایسا انداز اختیار کرے کہ جس سے مسئلہ آسانی سے اور جلدی سمجھ میں آجائے اور عوام کے ذہنوں میں راسخ ہو جائے۔

باب ۸- عصر کو جلدی پڑھنا مسنون ہے (المعجم ۸) - بَابُ تَعْجِيلِ الْعَصْرِ

(التحفة ۳۲)

۵۰۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ۵۰۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ

۵۰۶- أخرجه البخاري . مواقيت الصلاة ، باب وقت العصر ، ح : ۵۴۵ عن قتيبة . ومسلم . المساجد . باب اوقات الصلوات الخمس ، ح : ۶۱۱ من حديث ابن شهاب به . وهو في الكبرى . ح : ۱۴۹۴ .

۶- کتاب المواقیت

نماز عصر کے وقت کا بیان

عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةَ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا لَمْ يَطْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا.

☀️ فائدہ: حدیث کا مقصد عصر کی نماز جلدی پڑھنا ہے، یعنی مثل اول ہوتے ہی پڑھ لیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے سے مراد ان کے گھر کا صحن ہے جو دیوار سے گھرا ہوا تھا۔ دو پہر کو پورے صحن میں دھوپ ہوتی تھی اور جیسے جیسے سورج ڈھلتا جاتا تھا، مغربی دیوار کا سایہ صحن میں پھیلتا جاتا تھا، لیکن دیوار چونکہ بہت زیادہ اونچی نہ تھی اس لیے ابھی صحن میں دھوپ باقی رہتی تھی، مشرقی دیوار پر سایہ چڑھ نہ پاتا تھا کہ وہ مغربی دیوار کے ایک مثل ہو جاتا تھا اور اس وقت نماز قائم کر دی جاتی تھی۔

۵۰۷- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الرَّهْرِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الدَّاهِبُ إِلَى قُبَاءٍ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: فَيَأْتِيهِمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَقَالَ الْآخَرُ: وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

۵۰۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ادا فرماتے پھر جانے والا قباء تک جاتا۔ (زہری اور اسحاق میں سے) ایک نے کہا: وہ ان کے پاس پہنچتا تو ابھی وہ نماز عصر پڑھ رہے ہوتے تھے۔ اور دوسرے نے کہا: اور سورج ابھی اونچا ہوتا تھا۔

☀️ فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی چیز کا سایہ ایک مثل ہوتے ہی عصر کی نماز ادا فرما لیتے تھے جب کہ قباء والے کام کاج اور دیگر مصروفیات کی بنا پر نماز کچھ دیر سے پڑھتے تھے۔ گویا سورج زرد ہونے سے پہلے پہلے نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے مگر افضل یہی ہے کہ مثل اول ہوتے ہی نماز پڑھ لی جائے کیونکہ یہ نبی ﷺ کا فعل ہے۔

۵۰۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ

۵۰۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۵۰۷- أخرجه البخاري، مواقیت الصلاة، باب وقت العصر، ح: ۵۴۸، ۵۵۱، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالعصر، ح: ۶۲۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹/۱۰ مختصراً، والكبرى، ح: ۱۴۹۵.

۵۰۸- أخرجه مسلم، عن قتيبة (انظر الحديث السابق)، والبخاري، ح: ۵۵۱ من حديث ابن شهاب به، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۹۵.

۶- کتاب المواقیت ..... نماز عصر کے وقت کا بیان

ابن شہاب، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيْثُ وَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ادا فرماتے تھے جب کہ سورج کافی بلند اور تیز ہوتا تھا۔ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والا عوالی کو جاتا تو سورج ابھی اونچا ہوتا تھا۔

☀️ **فائدہ:** عوالی سے مراد مدینے کی وہ مضافاتی بستیاں ہیں جو مدینہ منورہ کے بلند اطراف میں آباد تھیں۔ وہ کم از کم دو میل اور زیادہ سے زیادہ آٹھ میل تک دور تھیں۔

۵۰۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ أَبِي الْأَبْيَضِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيَاضًا مُحَلَّقَةً.

۵۰۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں عصر کی نماز پڑھاتے تو سورج سفید اور بلند ہوتا تھا۔

۵۱۰- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أَمَامَةَ بْنَ سَهْلِ يَقُولُ: صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ قُلْتُ: يَا عَمَّ! مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّيْتَ؟ قَالَ: الْعَصْرَ، وَهَذِهِ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّتِي كُنَّا نُصَلِّي.

۵۱۰- ابو امامہ بن سہل بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر ہم نکلے حتی کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ہم نے انہیں عصر کی نماز پڑھتے پایا۔ میں نے کہا: چچا جان! یہ کون سی نماز آپ نے پڑھی ہے؟ انہوں نے فرمایا: عصر کی۔ اور یہ اللہ کے رسول ﷺ کی نماز ہے جو ہم (آپ کے ساتھ) پڑھتے تھے۔

☀️ **فائدہ:** خلفائے بنو امیہ ظہر کی نماز عموماً لیٹ پڑھا کرتے تھے حتی کہ آخروقت آجاتا تھا۔ اس واقعے کے وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ خلفاء کی اتباع میں وہ بھی نماز لیٹ کرتے تھے۔ جب

۵۰۹- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۳۱/۳، ۱۶۹، ۱۸۴، ۲۳۲ من حديث منصور بن المعتمر به.

۵۱۰- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت العصر، ح: ۵۴۹، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالعصر، ح: ۶۲۳ من حديث عبدالله بن المبارك به.

۶- کتاب المواقیت ..... نماز عصر کے وقت کا بیان

انھیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز جلدی پڑھا کرتے تھے تو انھوں نے تاخیر چھوڑ دی۔

۵۱۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلْقَمَةَ الْمَدَنِيُّ [قَالَ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: صَلَّيْنَا فِي زَمَانِ عَمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ثُمَّ انْصَرَفْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَنَا: أَصَلَّيْتُمْ؟ قُلْنَا: صَلَّيْنَا الظُّهْرَ. قَالَ: إِنِّي صَلَّيْتُ الْعَصْرَ فَقَالُوا لَهُ: عَجَلْتَ فَقَالَ: إِنَّمَا أَصَلِّي كَمَا رَأَيْتُ أَصْحَابِي يُصَلُّونَ.

۵۱۱- حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور (گورنری) میں نماز پڑھی پھر ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف چلے۔ ہم نے انھیں نماز پڑھتے پایا۔ جب وہ فارغ ہوئے تو ہمیں کہنے لگے: تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا: ہم نے ظہر کی نماز پڑھی ہے۔ وہ کہنے لگے: میں نے تو عصر کی نماز پڑھی ہے۔ لوگوں نے کہا: آپ نے جلدی کی ہے۔ انھوں نے فرمایا: میں تو اس طرح نماز پڑھتا ہوں جس طرح میں نے اپنے ساتھیوں کو پڑھتے دیکھا ہے۔

☀️ فائدہ: ان تمام روایات سے یہ بات صراحتاً معلوم ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز وقت شروع ہوتے ہی پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور یہی سنت ہے۔ اگرچہ سورج زرد ہونے سے پہلے پہلے نماز ادا کرنا بلا کراہت جائز ہے مگر اولیٰ نہیں لہذا عصر کی نماز اول وقت میں پڑھنی چاہیے۔ کسی مصروفیت کی بنا پر کبھی کبھار لیٹ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۹) - بَابُ التَّشْدِيدِ فِي تَأْخِيرِ

الْعَصْرِ (التحفة ۳۳)

۵۱۲- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ بْنُ إِيَّاسٍ ابْنِ مُقَاتِلِ بْنِ مُسْمَرَجِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِالْبَصْرَةِ حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ: أَصَلَّيْتُمْ الْعَصْرَ؟

۵۱۲- حضرت علاء بن عبدالرحمن نے کہا کہ وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بصرہ میں ان کے گھر گئے جب کہ وہ (علاء) ظہر سے فارغ ہوئے تھے۔ اور حضرت انس کا گھر مسجد کے ساتھ ہی تھا۔ جب ہم آپ کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے عصر کی


۵۱۱- [إسناده حسن] أبو علقمة هو عبدالله بن محمد بن عبدالله بن أبي فروة الأموي.

۵۱۲- أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التكبیر بالعصر، ح: ۶۲۲ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۹۷.

نماز عصر کے وقت کا بیان

نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا: نہیں، ہم تو ظہر کی نماز پڑھ کر آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر عصر کی نماز پڑھو۔ ہم اٹھے اور عصر کی نماز پڑھی۔ جب ہم فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”یہ منافق کی نماز ہے۔ وہ بیٹھا عصر کی نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو وہ اٹھتا ہے چار ٹھونگے (چونچیں) مارتا ہے اور اس دوران میں اللہ کا ذکر بھی نہیں کرتا مگر تھوڑا۔“

قُلْنَا: لَا، إِنَّمَا انْصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنَ الظُّهْرِ قَالَ: فَصَلُّوا الْعَصْرَ، قَالَ: فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ جَلَسَ يَرْتُبُ صَلَاةَ الْعَصْرِ حَتَّىٰ إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنِي الشَّيْطَانِ قَامَ فَتَفَرَّ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا».

 فوائد و مسائل: ① سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہونے سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ غروب کے قریب ہوتا ہے اس وقت سورج کے پجاری اس کی پوجا کرتے ہیں یہ شیطانی کام ہے اس لیے مندرجہ بالا لفظوں سے بیان فرمایا۔ بعض اہل علم نے اسے حقیقت پر محمول کیا ہے کہ طلوع، غروب اور استوا (سر پر ہونے) کے قریب شیطان سورج کے پاس آ کھڑا ہوتا ہے اس طرح کہ سورج اس کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تاکہ سورج کے پجاری اس کی بھی پوجا کریں۔ شاید اسی بنا پر مسلمانوں کو ان اوقات میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم. ② ”چار ٹھونگے (چونچیں) مارتا ہے۔“ چونکہ سورج تقریباً غروب ہو رہا ہوتا ہے اس لیے وہ جلدی جلدی نماز پڑھتا ہے۔ دیکھنے میں ایسے لگتا ہے جیسے کوا ٹھونگے مار رہا ہے۔ ارکان کے اذکار اور ادب بھی صحیح طرح نہیں پڑھتا کیونکہ رغبت نہیں ہوتی لہذا کچھ پڑھا گیا، کچھ رہ گیا۔ چونکہ رکعتیں چار ہیں لہذا چار ٹھونگے کہا گیا ہے۔ ان میں سجدے کو آٹھ ہیں مگر جلد جلد کرنے کی وجہ سے گویا دونوں مل کر ایک ٹھونگا مارنے کے برابر ہوئے۔ ③ مومن کی نماز اطمینان، خشوع و خضوع اور اذکار مسنونہ سے مزین ہوتی ہے۔

۵۱۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَلِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الَّذِي تَفَوُّتَهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وَتَرَ ۵۱۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جس سے عصر کی نماز رہ جائے وہ یوں سمجھے کہ اس کے اہل و عیال اور گھر بار لٹ گئے۔“

۵۱۳- أخرجه مسلم، المساجد، باب التغليظ في تفويت صلاة العصر، ح: ۶۲۶ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۹۸.

۶- کتاب المواقیت - نماز عصر کے وقت کا بیان

أَهْلُهُ وَمَالَهُ .

☀️ فائدہ: نوآمد کے لیے دیکھیے حدیث: ۴۷۹.

باب: ۱۰- نماز عصر کا آخری وقت

(المعجم ۱۰) - آخِرُ وَقْتِ الْعَصْرِ

(التحفة ۳۴)

۵۱۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آپ کو نماز کے اوقات بتلانے کے لیے آئے۔ جبریل آگے کھڑے ہوئے، رسول اللہ ﷺ ان کے پیچھے اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے۔ اس طرح آپ نے ظہر کی نماز اس وقت پڑھی جب سورج ڈھلا، پھر جب ہر شخص کا سایہ اس کے برابر ہو گیا (سایہ زوال کے علاوہ) تو جبریل پھر آئے اور اسی طرح کیا جس طرح (ظہر کے وقت) کیا تھا، یعنی جبریل آگے ہو گئے، رسول اللہ ﷺ ان کے پیچھے اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے۔ اس طرح عصر کی نماز پڑھی۔ پھر جب سورج غروب ہو گیا تو جبریل آئے، آگے کھڑے ہوئے، رسول اللہ ﷺ ان کے پیچھے اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے چنانچہ (اس طرح) مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر جب سورج کی سرخی غائب ہو گئی تو جبریل آئے، آگے کھڑے ہوئے، رسول اللہ ﷺ ان کے پیچھے اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے۔ اس طرح عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر جب فجر کی روشنی پھوٹی تو جبریل آئے، آگے کھڑے ہو گئے۔ ان کے پیچھے رسول اللہ ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کے پیچھے لوگ کھڑے ہو گئے اور

۵۱۴- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ وَاصِحٍ: حَدَّثَنَا قُدَامَةُ - يَعْنِي ابْنَ شِهَابٍ - عَنْ بُرَيْدٍ - هُوَ ابْنُ سِنَانٍ - عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ جِبْرِيلَ نَتَمَى النَّبِيَّ ﷺ يُعَلِّمُهُ مَوَاقِيتَ الصَّلَاةِ فَتَقَدَّمَ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَأَتَاهُ حِينَ كَانَ الظِّلُّ مِثْلَ شَخْصِهِ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ، فَتَقَدَّمَ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ أَتَاهُ جِبْرِيلُ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَتَقَدَّمَ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ فَتَقَدَّمَ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ فَتَقَدَّمَ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ


۵۱۴- [صحیح] أخرجه الحاكم ۱/۱۹۶ من حديث عمرو بن بشر الحارثي عن برد بن سنان به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۰۷، وللحديث شواهد، انظر، ح: ۵۲۷ وغيره.

## ۶- کتاب المواقیت

نماز عصر کے وقت کا بیان

فجر کی نماز ادا کی۔ پھر دوسرے دن جبریل اس وقت آئے جب ہر آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو گیا اور اسی طرح کیا جس طرح کل کیا تھا اور ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر آئے جب ہر آدمی کا سایہ اس کے قد سے دگنا ہو گیا اور اسی طرح کیا جس طرح کل کیا تھا اور عصر کی نماز پڑھی۔ پھر آئے جب سورج غروب ہو گیا اور اسی طرح کیا جس طرح کل کیا تھا اور مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہم سو گئے پھر اٹھے (مگر وہ ابھی نہ آئے تھے) ہم پھر سو گئے پھر اٹھے تو جبریل آئے اور اسی طرح کیا جس طرح کل کیا تھا اور عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر آئے جب فجر پھیل گئی تھی اور روشنی ہو گئی تھی اور ستارے گھنے نظر آ رہے تھے اور اسی طرح کیا جیسے کل کیا تھا اور صبح کی نماز پڑھی۔ پھر فرمایا: (آج اور کل کی) دو نمازوں کا درمیانی وقت ہر نماز کا وقت ہے۔

فَصَلَّى الْعِدَاةَ، ثُمَّ آتَاهُ الْيَوْمَ الثَّانِي حِينَ كَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ مِثْلَ شَخْصِهِ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعَ بِالْأَمْسِ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ آتَاهُ حِينَ كَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ مِثْلَ شَخْصِهِ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ بِالْأَمْسِ فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ آتَاهُ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ بِالْأَمْسِ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، فِيمَا نَأْتَانَا نِمْنَا ثُمَّ فُئِمْنَا ثُمَّ فَاتَاهُ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ بِالْأَمْسِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ آتَاهُ حِينَ امْتَدَّ الْفَجْرُ وَأَضْبَحَ وَالنُّجُومُ بَاقِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ بِالْأَمْسِ فَصَلَّى الْعِدَاةَ، ثُمَّ قَالَ: «مَا بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ وَقْتُ».

 فائدہ: یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جابر بھی موقع پر موجود تھے جب کہ مشہور یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام کا تعلیم اوقات کے لیے آنا کئی زندگی کی بات ہے۔ ممکن ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کسی اور صحابی سے سنا ہو یا مدینہ منورہ میں بھی ایسا واقعہ ہوا ہو۔ حدیث نمبر ۵۰۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہاں بھی یہ دونوں احتمال ہیں مگر اغلب یہ ہے کہ یہ واقعہ مدینہ منورہ میں پیش آیا تھا کیونکہ باجماعت نماز مکہ میں نہیں مدینہ منورہ میں ہوتی تھی۔ مزید فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: ۵۰۳۔

(المعجم ۱۱) - مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ الْعَصْرِ (التحفة ۳۵)  
باب: ۱۱- جس نے عصر کی دو رکعات پالیں  
(اس نے نماز پالی)

۵۱۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ ابْنِ

۵۱۵- أخرجه مسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، ح: ۱۶۵/۶۰۸ من حديث معتمره، وهو في الكبرى، ح: ۱۰۱.

## ۶- کتاب المواقیب ..... نماز عصر کے وقت کا بیان

طَاوُسُ، عَنِ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، أَوْ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ».

ہونے سے پہلے پڑھ لیں یا صبح کی ایک رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے پڑھ لی تو اس نے نماز پالی۔“

 فوائد و مسائل: ① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا آغاز معتبر ہے نہ کہ اختتام یعنی جس نے نماز وقت میں شروع کر لی اور کم از کم ایک رکعت وقت پر پڑھ لی تو اس کی نماز ادا سمجھی جائے گی نہ کہ قضا۔ ② اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو نماز کے دوران میں سورج کے طلوع یا غروب ہونے سے نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ نماز جاری رکھے اور مکمل کرے۔ جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے۔ احناف نے فرق کیا ہے کہ فجر کی نماز پڑھتے پڑھتے سورج طلوع ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ مکروہ وقت نماز کے اندر شروع ہو گیا البتہ عصر کی نماز میں سورج غروب ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ غروب سے پہلے بھی مکروہ وقت ہی تھا۔ لیکن یہ استدلال اور فرق بہت سی احادیث کے خلاف ہے اور یہ ایک قیاسی بات ہے جو نص کے مقابلے میں معتبر نہیں اسی لیے اہل علم نے اسے قبول نہیں کیا۔ ③ احناف نے اس اعتراض سے بچنے کے لیے اس حدیث کے معنی یہ کیے ہیں کہ جس شخص نے ایک رکعت کا وقت پالیا اس پر پوری نماز کا پڑھنا فرض ہے۔ مگر بعض روایات میں یہ صراحت ہے: [قَلْبَتِيَّمْ صَلَاتَهُ] ”وہ اپنی نماز پوری کرے۔“ دیکھیے: (صحیح البخاری، مواقیب الصلاة، حدیث: ۵۵۶) حدیث: ۵۱۷ میں بھی یہ صراحت موجود ہے۔ یہ الفاظ ان کی اس تاویل کو رد کرتے ہیں۔ ④ اس حدیث میں عصر کی دو رکعت پانے کا ذکر ہے جب کہ دیگر روایات میں ایک رکعت کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، مواقیب الصلاة، حدیث: ۵۷۹، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۰۸) لہذا دو رکعت مل جائیں یا ایک، حکم یہی ہے۔

۵۱۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ

۵۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص سورج غروب ہونے سے قبل عصر کی نماز سے ایک رکعت پالے یا سورج طلوع ہونے

۵۱۶- أخرجه مسلم، ح: ۱۶۲/۶۰۷، (انظر الحديث السابق) من حديث معمر بن راشد، والبخاري، مواقب الصلاة، باب من أدرك ركعة من العصر قبل الغروب، ح: ۵۵۶ من حديث أبي سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۰۳، ورواه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ۹۸۵ عن محمد بن عبد الأعلى به.



۶- کتاب المواقیب

نماز عصر کے وقت کا بیان

سے قبل صبح کی ایک رکعت پالے تو یقیناً اس نے وہ نماز پالی۔“

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ، أَوْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَقَدْ أَدْرَكَ».

۵۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص عصر کی نماز کی پہلی رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے پالے تو وہ باقی نماز پوری کرے اور جب صبح کی نماز کی پہلی رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے پالے تو وہ باقی نماز پوری کرے۔ (اس کی نماز فاسد نہ ہوگی)۔“

۵۱۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ أَوَّلَ سَجْدَةٍ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلَيْتِمَ صَلَاتَهُ، وَإِذَا أَدْرَكَ أَوَّلَ سَجْدَةٍ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلَيْتِمَ صَلَاتَهُ».

۵۱۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے صبح کی نماز کی ایک رکعت طلوع شمس سے قبل پالی تو اس نے ساری نماز صبح پالی اور جس نے عصر کی نماز کی ایک رکعت غروب شمس سے پہلے پالی تو اس نے پوری نماز عصر پالی۔“

۵۱۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، وَعَنِ الْأَعْرَجِ يُحَدِّثُونَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ».


۵۱۷- أخرجه البخاري، ح: ۵۵۶ (انظر الحديث السابق) عن أبي نعيم الفضل بن دكين به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۰۴، ومسلم، ح: ۶۰۷ من طريق آخر عن أبي سلمة به، كما تقدم في الحديث السابق.

۵۱۸- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب من أدرك من الفجر ركعة، ح: ۵۷۹، ومسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، ح: ۱۶۳/۶۰۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶/۱، والكبرى، ح: ۱۵۰۲.

## ۶- کتاب المواقیت نماز مغرب کے وقت کا بیان

۵۱۹- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنِ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَدِّهِ مُعَاذٍ: أَنَّهُ طَافَ مَعَ مُعَاذِ ابْنِ عَفْرَاءَ فَلَمْ يُصَلِّ فَقُلْتُ: أَلَا تُصَلِّي؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ، وَلَا بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

۵۱۹- حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کیا اور (دو رکعت) نماز نہ پڑھی۔ میں نے کہا: آپ (طواف کی دو رکعت) نماز نہیں پڑھیں گے؟ وہ فرمانے لگے: تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”عصر کے بعد (نفل) نماز نہ پڑھی جائے حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور صبح کے بعد بھی (نفل) نماز نہ پڑھی جائے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔“

 فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف الاسناد ہے تاہم نماز عصر اور نماز فجر کے بعد طواف کرنے کی صورت میں طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا جائز ہے جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے بنی عبدمناف! کوئی شخص رات یا دن میں جس وقت بھی اس گھر کا طواف کرنا اور نماز پڑھنا چاہے تم اسے منع نہ کرنا۔“ (سنن أبي داود، المناسك، حدیث: ۱۸۹۳) بنا بریں اس فرمان نبوی سے معلوم ہوا کہ بیت اللہ میں عصر کے بعد اور اسی طرح فجر کے بعد طواف جائز ہے چنانچہ اس کے بعد ان ممنوعہ اوقات میں طواف کی دو رکعتیں بھی جائز ہوں گی البتہ عصر اور فجر کے بعد مطلق نفل نماز پڑھنے کی ممانعت دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، حدیث: ۵۸۶؛ وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۸۷۷) مگر فرض یا نفل شدہ نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ ظہر رہتی ہو تو عصر کے بعد بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ صبح کی سنتیں رہتی ہوں تو فجر کی نماز کے بعد بھی پڑھی جاسکتی ہیں، اسی طرح تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ اس مسئلے کی وضاحت کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۸۶ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ۱۲) - أَوَّلُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ باب: ۱۲- نماز مغرب کا اول وقت

(التحفة ۳۶)

۵۲۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ

۵۲۰- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے نمازوں

۵۱۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۱۹/۴ من حديث شعبة به \* نصر مستور، وفيه علة أخرى، انظر الإصابة: ۴۲۸/۳ ت: ۸۰۳۹.

۵۲۰- أخرجه مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ۱۷۶/۶۱۳ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۱۵.

نماز مغرب کے وقت کا بیان

کے اوقات کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”ہمارے پاس آئندہ دو دن ٹھہرو۔“ آپ نے (پہلے دن) بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے فجر ہوتے ہی اقامت کہی اور آپ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ پھر جونہی سورج ڈھلا تو آپ نے انھیں اقامت کا حکم دیا اور ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر جب سورج کو سفید دیکھا (تپش دوپہر سے کم ہوئی) تو اقامت کا حکم دیا اور عصر کی نماز پڑھی۔ پھر جب سورج کا آخری کنارہ ڈوب گیا تو اقامت کا حکم دیا اور مغرب کی نماز پڑھائی۔ پھر جب سورج کی سرخی غائب ہوگئی تو عشاء کی اقامت کہلوائی۔ پھر اگلے دن اسے (تاخیر کا) حکم دیا اور فجر کو روشنی میں پڑھا۔ پھر ظہر کو ٹھنڈا کیا اور خوب اچھی طرح ٹھنڈا کیا۔ پھر عصر کی نماز پڑھی جب کہ سورج ابھی سفید تھا (زرد نہ ہوا تھا)۔ ویسے پہلے دن سے مؤخر کیا۔ پھر شفق (سرخ) غائب ہونے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر آپ نے ان (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) کو حکم دیا تو انھوں نے عشاء کی اقامت کہی جب کہ تہائی رات گزر چکی تھی اور آپ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر فرمایا: ”کہاں ہے وہ شخص جس نے نمازوں کے اوقات کے بارے میں پوچھا تھا؟ (اسے لایا گیا تو آپ نے فرمایا: تمہاری نمازوں کے اوقات ان (دو دنوں کی نمازوں) کے درمیان میں ہیں جو تم نے دیکھے۔“

السُّورِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: «أَقِمَّ مَعَنَا هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ» فَأَمَرَ بِإِلَّآ فَأَقَامَ عِنْدَ الْفَجْرِ فَصَلَّى الْفَجْرَ، ثُمَّ أَمَرَهُ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَمَرَهُ حِينَ رَأَى الشَّمْسَ بَيَضَاءً فَأَقَامَ الْعَصْرَ، ثُمَّ أَمَرَهُ حِينَ وَقَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَمَرَهُ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَمَرَهُ مِنَ الْعِدِّ فَنَوَّرَ بِالْفَجْرِ ثُمَّ أَبْرَدَ بِالظُّهْرِ وَأَنْعَمَ أَنْ يُبْرَدَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيَضَاءً وَأَخَّرَ عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَصَلَّاهَا ثُمَّ قَالَ: «أَيُّنِ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ وَقْتُ صَلَاتِكُمْ مَا بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ».

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے ملتی جلتی کئی روایات گزر چکی ہیں۔ ایک حدیث کے اجمال کو دوسری حدیث کی تفصیل سے حل کیا جاسکتا ہے۔ ② مغرب کی نماز کے اول وقت کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ غروب شمس ہے اور آخری وقت غیوب شفق ہے۔ ③ دین کے ضروری مسائل سے آگہی ہر مسلمان پر فرض ہے

## ۶- کتاب المواقیت نماز مغرب کے وقت کا بیان

لہذا خوب اہتمام اور ذوق شوق سے انہیں سیکھنا چاہیے۔ ④ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر نماز کا ایک افضل وقت ہے اور ایک وقت جواز و اختیار ⑤ عملی مشق و وضاحت کا بلوغ ترین نمونہ ہے۔ ⑥ کسی مصلحت شرعیہ کے پیش نظر نماز کو اول وقت سے مؤخر کرنا جائز ہے۔

(المعجم ۱۳) - تَعَجِيلُ الْمَغْرِبِ

باب: ۱۳- مغرب کو جلدی پڑھنا

(التحفة ۳۷)

۵۲۱- بخوالم کے ایک شخص سے روایت ہے جو نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے (فرماتے ہیں کہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نبی ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر مدینہ منورہ کے دور دراز علاقوں میں اپنے گھر والوں کی طرف واپس لوٹتے (تو اتنی روشنی ہوتی تھی کہ) وہ تیر چلاتے تو تیر کرنے کی جگہ دیکھ سکتے تھے۔

۵۲۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَسَانَ بْنَ بِلَالٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَسْلَمٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَرْجِعُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَرْمُونَ وَيُبْصِرُونَ مَوَاقِعَ سَهَامِهِمْ.

☀️ فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے جس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز سورج غروب ہوتے ہی شروع کر دینی چاہیے اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھنی چاہئیں ورنہ نماز پڑھتے پڑھتے اندھیرا ہو سکتا ہے۔ ② یہاں اصل مدینہ شہر مراد ہے، اردگرد کی بستیاں نہیں کیونکہ وہ تو کئی کئی میل دور تھیں۔

باب: ۱۴- مغرب کو تاخیر سے پڑھنا

(المعجم ۱۴) - تَأْخِيرُ الْمَغْرِبِ

(التحفة ۳۸)

۵۲۲- حضرت ابولبرہ غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو مُحَمَّصِ مقام میں عصر کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا: ”تحقیق یہ نماز تم سے پہلے لوگوں (بنی اسرائیل) پر مقرر کی گئی تھی مگر وہ اسے ضائع کر بیٹھے (بروقت ادا نہ کی)۔ جو آدھی سے پابندی سے بروقت ادا

۵۲۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَيْرِ بْنِ نَعِيمٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنِ ابْنِ هُبَيْرَةَ، عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ، عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعَصْرَ بِالْمُحَمَّصِ قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ

۵۲۱- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵/ ۳۷۱ عن محمد بن جعفر عن شعبة به .

۵۲۲- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ۲۹۲/ ۸۳۰ عن قتيبة به .

۶- کتاب المواقیت ..... نماز مغرب کے وقت کا بیان  
 عُرِضَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوهَا ،  
 وَمَنْ حَافِظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَلَا  
 صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتَّى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ  
 وَالشَّاهِدُ: النَّجْمُ.

☀️ فوائد و مسائل: ① مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ ستارے غروب سے کچھ دیر بعد نظر آنے لگتے ہیں، لہذا مغرب کو دیر سے بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ مگر اس استدلال میں کمزوری ہے اس لیے کہ اگر یہ مطلب مراد ہو تو مغرب کی نماز کو دیر سے پڑھنا واجب ہوگا کیونکہ اس سے قبل نماز کی نفی کی گئی ہے، جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب سے سورج غروب ہوتے ہی اذان کے بعد نوافل ادا کیا کرتے تھے اور یہ ترغیب صحیح بخاری جیسی مستند کتاب کی روایات سے ثابت ہے۔ (صحیح البخاری، التہجد، حدیث: ۱۱۸۳) لہذا اس حدیث میں طلوع شاہد سے غروب شمس کا وقت مراد ہے کیونکہ غروب شمس ستاروں کے نظر آنے کا سبب ہے، نیز (ستارہ) سے مراد بھی تمام ستارے نہیں بلکہ وہ چمک دار ستارہ مراد ہے جو غروب شمس کے ساتھ ہی نظر آنے لگتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ② اس حدیث سے نماز عصر کی فضیلت اور عظمت معلوم ہوتی ہے کہ گزشتہ امتوں پر بھی یہ فرض کی گئی اور انھیں اس کی محافظت کا حکم دیا گیا۔ ③ نماز عصر کو پابندی سے وقت پر ادا کرنے والے کے لیے دہرا اجر ہے۔

باب: ۱۵- مغرب کا آخری وقت (المعجم ۱۵) - آخِرُ وَفْتِ الْمَغْرِبِ  
 (التحفة ۳۹)

۵۲۳- أَحْبَبْنَا عَمْرُو بْنَ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ شُعْبَةُ: كَانَ قَتَادَةُ يَرْفَعُهُ أَحْيَانًا وَأَحْيَانًا لَا يَرْفَعُهُ، قَالَ: «وَقْتُ صَلَاةِ الظُّهْرِ مَا لَمْ يَخْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ نُورُ

۵۲۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے..... (راوی حدیث) شعبہ کہتے ہیں کہ قتادہ مذکورہ روایت کو کبھی مرفوع بیان کرتے ہیں اور کبھی مرفوع بیان نہیں کرتے..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ظہر کی نماز کا وقت باقی رہتا ہے جب تک عصر کا وقت شروع نہ ہو اور عصر کی نماز کا وقت باقی رہتا ہے جب تک سورج زرد نہ ہو اور مغرب کی نماز کا وقت باقی رہتا ہے جب تک سرخی کی زیادتی ختم نہ ہو اور عشاء کا وقت باقی رہتا ہے

۵۲۳- أخرجه مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ۱۶۲/۶۱۲ من حدیث شعبہ بہ.

۶- کتاب المواقیت ..... نماز مغرب کے وقت کا بیان

الشَّفَقُ، وَوَقْتُ الْعِشَاءِ مَا لَمْ يَنْتَصِفِ اللَّيْلُ جب تک رات نصف نہ ہو اور صبح کا وقت باقی رہتا ہے  
وَوَقْتُ الصُّبْحِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ. جب تک سورج طلوع نہ ہو۔“

☀ فائدہ: مغرب کا آخری وقت سورج کی سرخی غائب ہونے تک ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ واحد فقیہ ہیں جنہوں نے شفق کے معنی سرخی کی بجائے سفیدی کیے ہیں جو سرخی کے بعد ہوتی ہے مگر یہ لغت اور عرف کے خلاف ہے۔ ان کے شاگرد بھی ان سے متفق نہیں ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ موقوفاً مروی ہے وہ فرماتے ہیں: [الشَّفَقُ الْحُمْرَةُ] ”شفق سے مراد سرخی ہے۔“ (سنن الدارقطنی (محقق): ۵۸۸/۱) دراصل یوں معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے مغرب کے وقت کو فجر کے وقت پر قیاس کیا ہے۔ فجر کا وقت بالاتفاق سفیدی سے شروع ہوتا ہے۔ قیاس کی فوج یہ ہے کہ دونوں نمازیں رات کے اول اور آخر کنارے کی نمازیں ہیں لہذا ایک جیسی ہونی چاہئیں مگر صریح نص کی موجودگی میں قیاس ناقابل تسلیم ہے۔

۵۲۴- أَخْبَرَنَا عَبْدُهُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَحْمَدُ ابْنُ سَلِيمَانَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ بَدْرِ بْنِ عُمَانَ قَالَ: أَمَلَى عَلَيَّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ سَائِلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا فَأَمَرَ بِإِلَالٍ فَأَقَامَ بِالْفَجْرِ حِينَ انْشَقَّ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالظُّهْرِ حِينَ زَالَتْ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُولُ: انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ أَعْلَمُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْمَغْرِبِ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْعِشَاءِ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْفَجْرِ مِنَ الْعَدِ حِينَ انْصَرَفَ وَالْقَائِلُ يَقُولُ: طَلَعَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَخَّرَ

۵۲۳- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جو آپ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں سوال کر رہا تھا۔ آپ نے اسے کچھ جواب نہ دیا (بلکہ) جو نبی فجر (پو) پھٹی آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے صبح کی اقامت کہی۔ پھر جب سورج ڈھلا تو آپ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے ظہر کی اقامت کہی اور کہنے والا کہتا تھا کہ دن نصف ہو گیا ہے جب کہ آپ خوب جانتے تھے۔ پھر آپ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے عصر کی اقامت کہی جب کہ سورج کافی بلند تھا۔ پھر آپ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے مغرب کی اقامت کہی جو نبی سورج غروب ہوا۔ پھر آپ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے عشاء کی اقامت کہی جب سرخی غائب ہوئی۔ پھر آپ نے انہیں اگلے دن فجر (کی اقامت) کا حکم دیا۔ جب (نماز سے)

۵۲۴- أخرجه مسلم، ح: ۱۷۸/۶۱۴ من حديث بدر بن عثمان، انظر الحديث السابق.

۶- کتاب المواقیب..... نماز مغرب کے وقت کا بیان

الظُّهْرَ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ، ثُمَّ آخَرَ الْعَصْرَ حِينَ انْصَرَفَ وَالْقَائِلُ يَقُولُ: إِحْمَرَّتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ آخَرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى كَانَ عِنْدَ سُقُوطِ الشَّفَقِ، ثُمَّ آخَرَ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ: «الْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ».

فارغ ہوئے تو کہنے والا کہتا تھا کہ سورج طلوع ہو گیا۔ پھر ظہر کی نماز کو گزشتہ کل کی عصر کے وقت کے قریب تک مؤخر کیا۔ پھر عصر کو مؤخر کیا حتیٰ کہ جب فارغ ہوئے تو کہنے والا کہتا تھا: سورج سرخ ہو گیا۔ پھر مغرب کو مؤخر کیا حتیٰ کہ سرخی غائب ہونے کو تھی۔ پھر عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کیا۔ پھر فرمایا: ”نمازوں کے اوقات ان دو دنوں کی نمازوں کے درمیان ہیں۔“

۵۲۵- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلِيمَانَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلِيمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ بَشِيرِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ، فَقُلْنَا لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَذَلِكَ زَمَنُ الْحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَالَتْ الشَّمْسُ وَكَانَ الْفَيْءُ قَدَرَ الشَّرَاكِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ الْفَيْءُ قَدَرَ الشَّرَاكِ وَظِلُّ الرَّجُلِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْعَدِ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ الظِّلُّ طُولَ الرَّجُلِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ

۵۲۵- بشیر بن سلام نے کہا کہ میں اور حضرت محمد بن علی (باقر) رضی اللہ عنہما حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور ان سے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں بتائیے اور یہ حجاج بن یوسف کا دور تھا۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھی جب سورج ڈھل گیا اور ابھی سایہ تھے کے برابر تھا۔ پھر عصر کی نماز پڑھی جبکہ سایہ آدمی کے قد اور ایک تہ سے کے برابر تھا (ایک مثل سے ایک تہ سے کی مقدار کے برابر بڑا تھا)۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی جب سورج غروب ہو گیا۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی جب سرخی غائب ہوئی۔ پھر فجر کی نماز پڑھی جب فجر طلوع ہوئی۔ پھر اگلے دن ظہر کی نماز پڑھی جب سایہ آدمی کے قد کے برابر تھا۔ پھر عصر کی نماز پڑھی جب آدمی کا سایہ دگنا ہو گیا اور اتنا وقت باقی تھا کہ ایک اونٹ سوار درمیانی تیز چال سے ذوالحلیہ پہنچ سکتا تھا، پھر مغرب کی نماز پڑھی جب سورج ڈوب چکا تھا، پھر عشاء کی نماز تہائی

۵۲۵- [صحیح] حسین بن بشیر مستور، لم یوثقه غیر ابن حبان، وللحدیث شواہد کثیرة، وفي رواية أبي داود: "ولم يعد إلى أن يسفر" فالإسفار منسوخ.

۶- کتاب المواقیت نماز مغرب کے وقت کا بیان

كَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ مِثْلِيهِ قَدَرٌ مَا يَسِيرُ الرَّابِئُ  
سَيَّرَ الْعَتَقِ إِلَى ذِي الْحُلَيْفَةِ، ثُمَّ صَلَّى  
الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى  
الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِ اللَّيْلِ -  
شَكَ زَيْدٌ - ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ.

☀️ نوائد و مسائل: ① ”سایہ تمسے کے برابر تھا۔“ یعنی دیواروں کی مشرقی جانب ابھی معمولی سا سایہ آیا تھا جیسے دیوار کے ساتھ ساتھ تمسہ بچھا دیا جائے، یعنی باریک سی لائن کی طرح، گویا سورج ڈھلتے ہی۔ ② عصر کی نماز کے وقت یہی تمسہ مثل اول سے زائد تھا، یعنی معمولی سا سایہ جو تمسے کی موٹائی کے برابر تھا۔ ③ مغرب کی نماز کا آخری وقت غروبِ شفق ہے جیسا کہ گزشتہ احادیث میں صراحت سے ذکر ہے مگر چونکہ مغرب کا وقت مختصر ہوتا ہے اس لیے عموماً غروبِ شمس ہی کے ساتھ پڑھ لی جاتی ہے جیسا کہ اس حدیث میں دوسرے دن بھی غروبِ شمس ہی کے ساتھ پڑھنے کا ذکر ہے اس لیے بعض فقہاء نے کہہ دیا کہ مغرب کی نماز کا اول و آخر وقت ایک ہی ہے لیکن صحیح بات وہ ہے جو پیچھے بیان ہوئی۔

(المعجم ۱۶) - كَرَاهِيَةُ النَّوْمِ بَعْدَ صَلَاةِ  
الْمَغْرِبِ (التحفة ۴۰)

باب: ۱۶- مغرب کی نماز کے بعد سونے  
کی کراہت

۵۲۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا  
يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ: حَدَّثَنِي  
سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي  
بَرْزَةَ، فَسَأَلَهُ أَبِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ؟ قَالَ: كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ  
الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولَى حِينَ تَدْخُرُ  
الشَّمْسُ، وَكَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ حِينَ يَرْجِعُ  
أَحَدُنَا إِلَى رَحْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ

۵۲۶- حضرت سیار بن سلامہ بیان کرتے ہیں کہ  
میں (اپنے والد کے ساتھ) حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہما کے  
پاس گیا۔ میرے والد محترم نے ان سے پوچھا کہ رسول  
اللہ ﷺ فرض نماز کیسے پڑھا کرتے تھے؟ انھوں  
نے فرمایا: آپ ظہر کی نماز جسے تم اولی (پیشین) کہتے ہو  
اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھلتا تھا اور عصر کی  
نماز اس وقت پڑھتے تھے کہ (نماز کے بعد) ہم میں  
سے کوئی شخص مدینے کی انتہائی دور والی مضافاتی بستی

۵۲۶- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب ما يكره من السمر بعد العشاء، ح: ۵۹۹ من حديث يحيى القطان،  
ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها وهو التغليس . . . الخ، ح: ۶۴۷ من حديث سيار  
ابن سلامة به، ورواه ابن ماجه، ح: ۶۷۵ عن محمد بن بشار به.



## ۶- کتاب المواقیب

نماز عشاء کے وقت کا بیان

میں اپنے گھر واپس پہنچ جاتا تھا جبکہ سورج ابھی زندہ ہوتا تھا اور میں بھول گیا کہ مغرب کے بارے میں انھوں نے کیا فرمایا۔ اور آپ اچھا سمجھتے تھے کہ عشاء کی نماز کو جسے تم عتمہ (اندھیری) کہتے ہو دیر سے پڑھیں۔ اور آپ عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور بعد میں باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ اور آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو آدھی اپنے ہم نشین کو پہچان سکتا تھا۔ اور آپ ﷺ ساٹھ سے سو آیات تک (نماز فجر میں) تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ، وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخَّرَ الْعِشَاءَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْعَتَمَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا، وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ وَكَانَ يَقْرَأُ بِالسُّنَنِ إِلَى الْمِائَةِ.

🌅 فوائد و مسائل: ① مغرب کی نماز کے بعد سونا اس لیے منع ہے کہ اس سے عشاء کی نماز فوت ہو جانے کا خطرہ ہے اور بعد میں باتیں کرنا اس لیے منع ہے کہ اس سے فجر کی نماز وقت یا جماعت سے رہ جانے کا خدشہ ہے۔ ② ظہر کو بعض لوگ اولیٰ کہتے تھے اور عصر کو آخرہ کیونکہ عصر بعد میں پڑھی جاتی ہے اور ظہر پہلے۔ فارسی میں بھی ظہر کو اسی لیے ”پیشین“ اور عصر کو ”دیگر“ کہا جاتا ہے۔ عشاء چونکہ اندھیرے میں پڑھی جاتی ہے اس لیے بعض لوگ اسے عتمہ (اندھیرے کی نماز) کہتے تھے پھر وہ مغرب کو عشاء کہہ دیتے تھے۔ اس سے آپ نے سختی سے منع فرمادیا کیونکہ اس سے مغرب اور عشاء کے احکام میں اشتباہ پیدا ہوتا تھا۔

(المعجم ۱۷) - أَوَّلُ وَقْتِ الْعِشَاءِ  
باب: ۱۷- عشاء کی نماز کا اول وقت  
(التحفة ۴۱)

۵۲۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ریل ﷺ زوال شمس کے وقت نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد (ﷺ)! اٹھیے اور ظہر کی نماز پڑھیے جب سورج ڈھل گیا۔ پھر ٹھہرے حتیٰ کہ جب آدھی کا سایہ اس کے برابر ہو گیا تو وہ عصر کی نماز کے لیے آپ

۵۲۷- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ابْنِ حُسَيْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: جَاءَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ

۵۲۷- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في مواقيت الصلاة، عن النبي ﷺ، ح: ۱۵۰ من حديث ابن المبارك به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وله شواهد كثيرة، منها ما أخرجه الطبراني في الأوسط: ۴۰۳، ۴۰۴، ح: ۶۷۸۳، وقال الهيثمي في المجمع: ۱/ ۳۰۴ "إسناده حسن".

۶- کتاب المواقیب ..... نماز عشاء کے وقت کا بیان

کے پاس آئے اور کہا: اے محمد (ﷺ)! اٹھیے اور عصر کی نماز پڑھیے۔ پھر کچھ دیر ٹھہرے حتیٰ کہ جب سورج غروب ہو گیا تو پھر آئے اور کہا: اے محمد (ﷺ)! اٹھیے اور مغرب کی نماز پڑھیے۔ آپ اٹھے اور مغرب کی نماز پڑھی جب سورج پورا ڈوب گیا۔ پھر ٹھہرے حتیٰ کہ جب سرخی غائب ہو گئی تو پھر آپ کے پاس آئے اور کہا: (اے محمد!) اٹھیے اور عشاء کی نماز پڑھیے۔ آپ اٹھے اور آپ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر آپ کے پاس آئے جب صبح کو فجر کی روشنی چمک اٹھی اور کہا: اٹھیے اے محمد (ﷺ)! اور نماز پڑھیے۔ آپ اٹھے اور صبح کی نماز پڑھی۔ پھر اگلے دن آپ کے پاس آئے جب ہر آدمی کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور کہا: اٹھیے اے محمد (ﷺ)! اور نماز پڑھیے تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے جب آدمی کا سایہ دگنا ہو گیا اور کہا: اٹھیے اے محمد (ﷺ)! اور نماز پڑھیے۔ تو آپ نے عصر کی نماز پڑھی پھر وہ مغرب کی نماز کے لیے آپ کے پاس آئے جب سورج غروب ہوا کل والے وقت پر ہی اور کہا: اٹھیے اور نماز پڑھیے تو آپ نے مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر وہ عشاء کی نماز کے لیے آپ کے پاس آئے جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر چکا تھا اور کہا: اٹھیے اور نماز پڑھیے تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر وہ صبح کی نماز کے لیے آپ کے پاس آئے جب خوب روشنی ہو چکی تھی اور کہا: اٹھیے اور نماز پڑھیے تو آپ نے صبح کی نماز پڑھی۔ پھر جبریل کہنے لگے: تمام نمازوں کا وقت ان دونوں کی نمازوں کے درمیان میں ہے۔

حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: قُمْ يَا مُحَمَّدًا! فَصَلِّ الظُّهْرَ حِينَ مَالَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ مَكَتَ حَتَّى إِذَا كَانَ فِيءِ الرَّجُلِ مِثْلُهُ جَاءَهُ لِلْعَصْرِ فَقَالَ: قُمْ يَا مُحَمَّدًا! فَصَلِّ الْعَصْرَ، ثُمَّ مَكَتَ حَتَّى إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ جَاءَهُ فَقَالَ: قُمْ يَا مُحَمَّدًا! فَصَلِّ الْمَغْرِبَ، فَقَامَ فَصَلَّاهَا حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ سَوَاءً، ثُمَّ مَكَتَ حَتَّى إِذَا ذَهَبَ الشَّفَقُ جَاءَهُ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّ الْعِشَاءَ فَقَامَ فَصَلَّاهَا ثُمَّ جَاءَهُ حِينَ سَطَعَ الْفَجْرُ فِي الصُّبْحِ فَقَالَ: قُمْ يَا مُحَمَّدًا! فَصَلِّ الصُّبْحَ فَقَامَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الْغَدِ حِينَ كَانَ فِيءِ الرَّجُلِ مِثْلُهُ فَقَالَ: قُمْ يَا مُحَمَّدًا! فَصَلِّ، فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ جَاءَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ كَانَ فِيءِ الرَّجُلِ مِثْلِهِ فَقَالَ: قُمْ يَا مُحَمَّدًا! فَصَلِّ الْعَصْرَ، ثُمَّ جَاءَهُ لِلْمَغْرِبِ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَفَتَا وَاحِدًا لَمْ يَزُلْ عَنْهُ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ جَاءَهُ لِلْعِشَاءِ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّ الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَهُ لِلصُّبْحِ حِينَ أَسْفَرَ جِدًّا فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّ فَصَلَّى الصُّبْحَ فَقَالَ: «مَا بَيْنَ هَذَيْنِ وَقْتُ كُلِّهُ».

۶- کتاب المواقیب ..... نماز عشاء کے وقت کا بیان

☀️ فائدہ: عشاء کا اول وقت وہی ہے جو مغرب کا آخری وقت ہے، یعنی غروب شفق۔ (تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے حدیث: ۵۲۳)

(المعجم ۱۸) - تَعَجِيلُ الْعِشَاءِ  
باب: ۱۸- عشاء کی نماز جلدی پڑھنا  
(التحفة ۴۲)

۵۲۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَسَنِ قَالَ: قَدِمَ الْحَجَّاجُ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ، وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ يُبْضَاءُ نَقِيَّةً، وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ أَحْيَانًا، كَانَ إِذَا رَأَاهُمْ قَدِ اجْتَمَعُوا عَجَلًا وَإِذَا رَأَاهُمْ قَدِ أَبْطَأُوا أَخْرَجَ.

۵۲۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز دوپہر کے وقت پڑھتے تھے اور عصر کی نماز پڑھتے تو سورج (زردی سے) صاف اور سفید ہوتا تھا اور مغرب کی نماز پڑھتے جب سورج ڈوب جاتا اور عشاء کی نماز (مختلف اوقات میں پڑھتے)۔ جب دیکھتے کہ سب جمع ہو گئے ہیں تو جلدی پڑھ لیتے اور جب دیکھتے کہ انھوں نے تاخیر کی ہے تو دیر سے پڑھتے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① [الْهَاجِرَةِ] ”نصف النہار“ سے مراد زوال کے فوراً بعد ہے۔ ② عشاء کی نماز میں ٹکٹ لیل (تہائی رات) تک تاخیر مستحب ہے مگر نمازیوں کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر لوگ کام کاج والے ہوں جنہیں جلدی نیند آ جاتی ہے تو اول وقت میں پڑھ لی جائے تاکہ وہ نماز باجماعت سے محروم نہ ہوں۔ اگر فارغ قسم کے لوگ ہیں جو دیر سے سوتے ہیں تو ٹکٹ لیل تک تاخیر کر لی جائے، مزید مجبوری ہو تو نصف رات تک تاخیر کر لیں۔ اس سے زیادہ تاخیر تو صرف اضطراری حالت ہی میں ہو سکتی ہے، مثلاً: کسی کو نیند آ گئی اور وہ سویا رہ گیا اور نماز نہ پڑھی گئی، تو وہ صبح تک پڑھ لے۔ گویا وقت استحباب ٹکٹ لیل تک، وقت جواز نصف لیل تک اور وقت اضطرار فجر طلوع ہونے تک ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۱۹) - بَابُ الشَّفَقِ (التحفة ۴۳)

باب: ۱۹- شفق (غروب آفتاب کے بعد

کی سرخی) کا بیان

۵۲۸- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت صلاة المغرب، ح: ۵۶۰، مسلم، المساجد، باب استحباب التكبير بالصبح في أول وقتها... الخ، ح: ۲۳۳/۶۴۶ عن محمد بن بشار به.

۶- کتاب المواقیت


نماز عشاء کے وقت کا بیان

۵۲۹- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انھوں نے فرمایا: میں سب لوگوں سے زیادہ اس نماز یعنی عشاء کے وقت کو جانتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز تیسری رات کا چاند غروب ہونے پر پڑھتے تھے۔

۵۲۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِمِيقَاتِ هَذِهِ الصَّلَاةِ عِشَاءِ الْآخِرَةِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيهَا لِسُقُوطِ الْقَمَرِ لِثَلَاثَةِ.

۵۳۰- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! بلاشبہ میں اس نماز یعنی عشاء آخرہ کے وقت کو سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز تیسری رات کا چاند غروب ہونے پر پڑھتے تھے۔

۵۳۰- أَخْبَرَنَا عُمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَعْلَمُ النَّاسِ بِوَقْتِ هَذِهِ الصَّلَاةِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيهَا لِسُقُوطِ الْقَمَرِ لِثَلَاثَةِ.

 نوآند و مسائل: ① تیسری رات کا چاند تقریباً اڑھائی گھنٹے کے بعد غروب ہوتا ہے۔ ② ان احادیث کی شفق سے کوئی مناسبت نظر نہیں آتی کیونکہ شفق تو تیسری رات کے چاند سے بہت قبل غروب ہو جاتی ہے۔ اصل میں یہ اشارہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اس موقف کی طرف ہے کہ شفق سے سفیدی مراد ہے نہ کہ سرخی جیسا کہ ان کی اس ترویج [ذکر ما یستدل بہ علی أنّ الشفق البیاض] (السنن الكبرى للنسائی: ۴۷۲/۱) سے ظاہر ہوتا ہے۔ مگر سفیدی بھی اس سے بہت پہلے ختم ہو جاتی ہے لہذا اس سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کا استدلال غیر واضح ہے۔ واللہ اعلم۔ صحیح بات یہ ہے کہ شفق سے مراد سورج غروب ہونے کے بعد افق پر ظاہر ہونے والی سرخی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقلمی شرح سنن النسائی: ۵۷۷/۴-۶۰)

باب: ۲۰- عشاء کی نماز دیر سے پڑھنا مستحب ہے

(المعجم ۲۰) - مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَأْخِيرِ الْعِشَاءِ (التحفة ۴۴)

۵۲۹- [صحیح] انظر الحديث الآتي .  
۵۳۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب وقت العشاء الآخرة، ح: ۴۱۹، والترمذي، الصلاة، باب ما جاء في وقت صلاة العشاء الآخرة، ح: ۱۶۵، ۱۶۶ من حديث أبي عوانة به، وصححه أبو بكر بن العربي والنوي.

۵۳۱- حضرت سیار بن سلامہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد محترم حضرت ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔ میرے والد محترم نے ان سے کہا: بتائیے رسول اللہ ﷺ فرض نمازیں کیسے پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ دوپہر کی نماز (ظہر) جسے تم اولیٰ (پیشین) کہتے ہو اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ ہم میں سے کوئی شخص (آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد) مدینے کی انتہائی دور والی مضافاتی بستی میں اپنے گھر کو جاتا تھا تو اس وقت بھی سورج زندہ ہوتا تھا اور میں بھول گیا کہ مغرب کے بارے میں آپ نے کیا فرمایا؟ اور آپ عشاء کی نماز جسے تم عتمہ کہتے ہو دیر سے پڑھنا اچھا سمجھتے تھے اور عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور بعد میں ہاتیں کرنا ناپسند فرماتے تھے اور صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو آدمی اپنے ہم نشین کو پہچان سکتا تھا اور آپ ساٹھ سے سو آیات تک نماز میں تلاوت فرماتے تھے۔

۵۳۱- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلِيَّ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، فَقَالَ لَهُ أَبِي: أَخْبِرْنَا كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ؟ قَالَ: كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولَى حِينَ تَدْحُضُ الشَّمْسُ، وَكَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى رَحْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ قَالَ: وَنَسِيتُ مَا قَالَ لِي فِي الْمَغْرِبِ قَالَ: وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ تُؤَخَّرَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْعَتَمَةَ قَالَ: وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْتَقِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ وَكَانَ يَقْرَأُ بِالسُّتَيْنِ إِلَى الْمِائَةِ.

فائدہ: فوائد و مسائل کے لیے دیکھیے حدیث: ۵۲۶۔

۵۳۲- جناب ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے پوچھا: کون سا وقت آپ زیادہ مناسب سمجھتے ہیں کہ میں اس میں عشاء کی نماز پڑھوں؟ خواہ امام ہوں یا اکیلا؟ انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت امین عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک

۵۳۲- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ وَيُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَيُّ حِينٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ أُصَلِّيَ الْعَتَمَةَ إِمَامًا أَوْ خَلْوًا؟ قَالَ: بَسِمِعْتُ ابْنَ

۵۳۱- [صحیح] تقدم، ح: ۴۹۶، ۵۲۶.

۵۳۲- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب النوم قبل العشاء لمن غلب، ح: ۵۷۱، ومسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ۶۴۲/۲۵۰ من حديث ابن جريج به.

رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کو مؤخر کیا حتیٰ کہ لوگ سو گئے پھر جاگے (مگر آپ ابھی تک تشریف نہ لائے تھے لہذا) پھر سو گئے پھر جاگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پکارا: (اے اللہ کے رسول!) نماز! نماز! (نماز کے لیے تشریف لائے!) عطاء نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نبی ﷺ تشریف لائے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں اب بھی آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے گر رہے تھے اور آپ نے اپنا ہاتھ سر کی ایک جانب رکھا ہوا تھا پھر آپ نے اشارہ کیا۔ (ابن جریج نے کہا:) میں نے عطاء سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے اپنا دست مبارک کس طرح سر پر رکھا ہوا تھا؟ عطاء نے میرے سامنے اس طرح اشارہ کیا جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کیا تھا۔ عطاء نے اپنی انگلیاں کچھ کھولیں پھر انھیں سر پر رکھا کہ آپ کی انگلیوں کے کنارے سر کے اگلے حصے تک پہنچتے تھے پھر اس (عطاء) نے اپنی انگلیاں ملا لیں اور انھیں اس طرح سر پر سے گزارا کہ آپ کے انگوٹھے کان کے اس کنارے کو لگے جو چہرے کی جانب ہے پھر کپٹی اور ماتھے کے کنارے کو لگے۔ وہ ذرہ بھر بھی کمی بیشی نہ کرتے تھے بلکہ بالکل اسی طرح پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انھیں حکم دیتا کہ وہ ضرور اسی وقت نماز پڑھا کریں۔“

عَبَّاسٌ يَقُولُ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ بِالْعَتَمَةِ حَتَّى رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَيْقَظُوا وَرَقَدُوا وَاسْتَيْقَظُوا، فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ! قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ الْآنَ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى شِقِّ رَأْسِهِ [قَالَ: وَأَشَارَ] فَاسْتَبْتُ عَطَاءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، فَأَوْمَأَ إِلَيَّ كَمَا أَشَارَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَبَدَّدَ لِي عَطَاءٌ بَيْنَ أَصَابِعِهِ بَشِيءٍ مِنْ تَبْدِيدٍ، ثُمَّ وَضَعَهَا فَانْتَهَى أَطْرَافُ أَصَابِعِهِ إِلَى مُقَدِّمِ الرَّأْسِ ثُمَّ ضَمَّهَا يَمْرُ بِهَا كَذَلِكَ عَلَى الرَّأْسِ حَتَّى مَسَّتْ إِبْهَامَاهُ طَرَفَ الْأُذُنِ مِمَّا يَلِي الْوَجْهَ ثُمَّ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ الْجَبِينِ لَا يَقْضُرُ وَلَا يَبْطِشُ شَيْئًا إِلَّا كَذَلِكَ ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ لَا يُصَلُّوهَا إِلَّا هَكَذَا.

فوائد ومسائل: ① ”لوگ سو گئے۔“ اس سونے سے مراد وہ نیند ہے جس سے شعور اور ادراک ختم نہیں ہوتا

جسے ہماری زبان میں اوگھ کہتے ہیں، یعنی سخت اوگھ آگئی، بیٹھے، کھڑے اور لیٹے تمام حالتوں میں یہ حالت طاری

## ۶- کتاب المواقیت

ہوسکتی ہے کیونکہ یہاں حقیقی نیند جس سے اوراک اور انسانی شعور ختم ہو جاتا ہے مراد لینا درست نہیں لگتا کیونکہ اس میں وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ وہ جس حالت میں بھی آئی ہو۔ ④ رسول اللہ ﷺ نہا کر تشریف لائے تھے اور اپنے سر کے بالوں سے پانی نچوڑ رہے تھے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے اشارے سے سمجھا یا اور تفصیل سے ہاتھ گزار کر واضح کیا۔ سر کے لمبے بالوں سے اسی طرح پانی نچوڑا جاتا ہے۔ ⑤ ”اگر خطرہ نہ ہوتا“ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مقتدی حضرات کوتا خیر میں مشقت ہو تو نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے ورنہ دیر سے پڑھنا اچھا ہوگا۔ نمازوں کے اوقات کی وسعت دراصل لوگوں کی مجبوریوں کے پیش نظر ہے۔ واللہ اعلم۔ ⑥ سلف صالحین نمازوں کو ان کے اولیٰ اور افضل اوقات میں پڑھنے کا اہتمام کرتے تھے۔ ⑦ مفتی پر لازم ہے کہ اپنے فتوے کو قرآن و سنت کے دلائل سے مزین کرے اور مسائل کے لیے ضروری ہے کہ وہ جواب کو نہایت توجہ اور انہماک سے سنے تاکہ وہ اچھی طرح سمجھ کر مکالمہ آگے بیان کر سکے۔ ⑧ امت محمدیہ کی فضیلت ہے کہ نماز عشاء کو صرف اس امت کے ساتھ خاص کیا گیا ہے جیسا کہ سنن ابوداؤد کی روایت میں ہے: **وَفَإِنَّا كُمْ قَدْ فَضَّلْتُمْ بِهَا عَلَى سَائِرِ الْأُمَّمِ، وَلَمْ نُصَلِّهَا أُمَّةً قَبْلَكُمْ** [یقیناً تمہیں اس نماز (عشاء) کے ذریعے سے تمام امتوں پر فضیلت دی گئی ہے تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔] (سنن ابی داؤد، الصلاة، حدیث: ۴۲۱)

۵۳۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز مؤخر کی حتیٰ کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے پکارا۔ اے اللہ کے رسول! نماز کے لیے تشریف لائیے۔ عورتیں اور بچے سو گئے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو پانی کے قطرے آپ کے سر سے گر رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے: ”یہ ہے عشاء کی نماز کا اصل وقت! اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خطرہ نہ ہوتا۔“

۵۳۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَامَ عَمْرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَنَادَى: **الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوُلْدَانُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمَاءُ يَقْطُرُ مِنْ رَأْسِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «إِنَّهُ الْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشَقُّ عَلَى أُمَّتِي».**

۵۳۳- [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البخاري، التمني، باب ما يجوز من اللؤ، ح: ۷۲۳۹ من حديث عمرو بن دينار به.

۶- کتاب المواقیب

۵۳۴- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کو دیر سے پڑھا کرتے تھے۔

۵۳۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤَخِّرُ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ.

۵۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میں اپنی است کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انہیں عشاء کی نماز مؤخر کرنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔“

۵۳۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنْ أَشَقُّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ وَالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

باب: ۲۱- عشاء کی نماز کا آخری وقت

(المعجم ۲۱) - آخِرُ وَقْتِ الْعِشَاءِ

(التحفة ۴۵)

۵۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز مؤخر کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو پکارا کہ عورتیں اور بچے سو گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”تمہارے علاوہ کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا۔“ اور ان دنوں مدینہ منورہ کے علاوہ کہیں نماز نہ پڑھی جاتی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا: ”اس نماز کو سرخی غائب ہونے سے لے کر تہائی رات تک پڑھو۔“ یہ الفاظ ابن حمیر کے ہیں۔

۵۳۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَمِيرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَبْلَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ [ح]: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ بِالْعَتَمَةِ فَنَادَاهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَامَ النِّسَاءُ وَالصَّبِيَانُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «مَا يَنْتَظِرُهَا غَيْرُكُمْ» وَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّي يَوْمَئِذٍ إِلَّا

۵۳۴- أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ۶۴۳، عن قتيبة به.

۵۳۵- أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ۲۵۲، من حديث سفیان بن عیینة به.

۵۳۶- أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والظهور... الخ، ح: ۸۶۲، من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ۶۳۰، من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۱۶.



۶- کتاب المواقیت

نماز عشاء کے وقت کا بیان

بِالْمَدِينَةِ ثُمَّ قَالَ: «صَلُّوْهَا فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغِيْبَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ». وَاللَّفْظُ لِابْنِ حَمِيْرٍ.

☀️ نوائد و مسائل: ① عشاء کا افضل وقت تہائی رات، وقت جواز نصف رات اور وقت اضطرار طلوع فجر تک رہتا ہے۔ (مزید نوائد کے لیے دیکھیے حدیث: نمبر ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰) ② چھوٹا بڑے کو کسی کام پر تنبیہ کر سکتا ہے۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قدر شوق سے جماعت میں حاضر ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کے بچے بھی باجماعت نماز کے لیے حاضر ہوتے۔ یہ چیز ان کی اعمال صالحہ پر شدید حرص اور اشتیاق پر دلالت کرتی ہے۔

۵۳۷- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز کو مؤخر فرمایا حتیٰ کہ بہت رات گزر گئی اور مسجد والے (خصوصاً عورتیں اور بچے) سو گئے، پھر آپ تشریف لائے اور نماز پڑھائی اور فرمایا: ”بلاشبہ یہی ہے اس کا (اصل) وقت اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خطرہ نہ ہوتا۔“

۵۳۷- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ ح: وَأَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْمُغْبِرَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ عَنْ أُمِّ كُلْثُومِ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: أَعْتَمَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتَّى ذَهَبَ عَامَةٌ اللَّيْلِ وَحَتَّى نَامَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى وَقَالَ: «إِنَّهُ لَوْ قَفَّتْهَا لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي».

☀️ فائدہ: ”بہت رات“ اس سے مراد اکثر رات نہیں کیونکہ نصف رات کے بعد تو وقت جواز نہیں رہتا۔ صحیحین (بخاری اور مسلم) کی احادیث میں صراحت ہے کہ نصف رات ختم نہ ہوئی تھی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، مواقیت الصلاة) حدیث: ۶۰۰، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۳۰) لہذا اس سے مراد رات کا کافی حصہ ہے۔ اصل وقت سے مراد یہ ہے کہ اگر نیند کا لحاظ نہ رکھا جائے تو نماز آدھی رات کو ہونی چاہیے تھی، جس طرح ظہر کی نماز دو پہر کو ہوتی ہے مگر نیند کا لحاظ رکھتے ہوئے اب اس کا افضل وقت تہائی رات تک ہے۔

۵۳۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: ۵۳۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے

۵۳۷- أخرجه مسلم، ح: ۲۱۹/۶۳۸ (انظر الحديث السابق) من حديث حجاج بن محمد به.

۵۳۸- أخرجه مسلم، ح: ۶۳۹ (انظر الحديثين السابقين) عن إسحاق بن إبراهيم، والبخاري، مواقیت الصلاة، ۴۴

## ۶- کتاب المواقیب

نماز عشاء کے وقت کا بیان

انہوں نے فرمایا: ہم ایک رات بہت دیر تک عشاء کی نماز کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے۔ جب تہائی یا اس سے کچھ زیادہ رات گزر گئی تو آپ تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا: ”تم ایسی نماز کا انتظار کر رہے ہو جس کا انتظار تمہارے علاوہ کسی اور دین والے نہیں کر رہے ہیں اور اگر میری امت پر اس وقت نماز پڑھنا بوجھل نہ ہوتا تو میں یقیناً انہیں اس وقت نماز پڑھاتا۔“ پھر آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے اقامت کہی پھر آپ نے نماز پڑھائی۔

أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَضُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَكُنَّا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِعِشَاءِ الْآخِرَةِ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ فَقَالَ حِينَ خَرَجَ: «إِنَّكُمْ تَنْتَظِرُونَ صَلَاةَ مَا يَنْتَظِرُهَا أَهْلُ دِينٍ غَيْرِكُمْ وَلَوْلَا أَنْ يَتَّقَلَ عَلَى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ». ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَدِّنَ فَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى.

فائدہ: مزید فوائد و مسائل کے لیے دیکھیے: حدیث: ۴۸۳، ۵۳۷۔

۵۳۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف نہیں نکلے حتیٰ کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا، پھر آپ تشریح: ۱۱۰، ۱۱۱، انہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو) نماز پڑھائی، پھر فرمایا: ”لوگ تو نماز پڑھ کر سو گئے مگر تم نماز ہی میں رہے جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے اور اگر کمزوری کی کمزوری اور بیماری کی بیماری مد نظر نہ ہوتی تو میں اس نماز کو نصف رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔“

۵۳۹- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ ثُمَّ لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَصَلَّى بِهِمْ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَأَنْتُمْ لَمْ تَزَلُوا فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظِرْتُمْ الصَّلَاةَ، وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسَقَمُ السَّقِيمِ لَأَمَرْتُ بِهَذِهِ الصَّلَاةِ أَنْ تُؤَخَّرَ إِلَيَّ شَطْرَ اللَّيْلِ».

۵۴۰- حضرت حمید بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس

۵۴۰- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا

«باب النوم قبل العشاء لمن غلب، ح: ۵۷۰ من حديث نافع به.»

۵۳۹- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصلاة، باب وقت صلاة العشاء، ح: ۶۹۳ عن عمران بن موسى الليثي به، وأخرجه أبو داود، ح: ۴۲۲ من حديث داود بن أبي هند به. \* عبد الوارث هو ابن سعيد.


۵۴۰- أخرجه البخاري، الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد، ح: ۶۶۱ من حديث

## ۶- کتاب المواقیت

نماز عشاء کے وقت کا بیان

ﷺ سے پوچھا گیا: کیا نبی ﷺ نے انگوٹھی بنوائی؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! آپ نے ایک رات عشاء کی نماز تقریباً نصف رات تک مؤخر کی۔ جب نماز پڑھ چکے تو آپ نے اپنا چہرہ ہماری طرف کیا اور فرمایا: ”تم جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے نماز ہی میں رہے۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں اب بھی آپ کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ علی، یعنی ابن حجر کی حدیث کے الفاظ ہیں: ”نصف رات تک۔“

إِسْمَاعِيلُ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا؟ قَالَ: نَعَمْ، أَخَّرَ لَيْلَةَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَلَمَّا أَنْ صَلَّى أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ [ثُمَّ] قَالَ: «إِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظِرُ مُوَهَا» قَالَ أَنَسٌ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبَيْصِ خَاتَمِهِ. فِي حَدِيثِ عَلِيِّ - وَهُوَ ابْنُ حُجْرٍ -: إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ.

 فوائد و مسائل: ① ”لوگ نماز پڑھ کر سو گئے۔“ جب کہ تم عشاء کی نماز کی وجہ سے نیند اور آرام کو مؤخر کرتے ہو اور صرف نماز کے انتظار میں جاگتے ہو لہذا مغرب سے عشاء کی نماز تک کا وقت ثواب کے لحاظ سے نماز کی طرح ہے۔ اگر نماز سے نماز عشاء مراد ہے تو لوگوں سے مراد مدینہ منورہ کی دوسری مساجد کے لوگ ہوں گے جہاں نماز عشاء جلدی پڑھ لی جاتی تھی۔ اس صورت میں یہ مسجد نبوی کے نمازیوں کی فضیلت ہے۔ ② ”انگوٹھی کی چمک“ نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی، گنبد بھی چاندی کا تھا۔ یہ انگوٹھی آپ نے مہر لگانے کے لیے بنوائی تھی۔ معلوم ہوا کہ مرد انگوٹھی پہن سکتا ہے لیکن شرط ہے کہ چاندی کی ہو نہ کہ سونے کی۔ واللہ اعلم۔ ③ انگوٹھی کے نگینے پر نام وغیرہ کندہ کروایا جاسکتا ہے۔ ④ وعظ و نصیحت کرتے وقت امام کا مقتدیوں کی طرف متوجہ ہونا مسنون عمل ہے۔

باب: ۲۲- عشاء کی نماز کو عتمہ (اندھیرے کی نماز) کہنا

(المعجم ۲۲) - الرُّخْصَةُ فِي أَنْ يُقَالَ لِلْعِشَاءِ الْعَتَمَةُ (التحفة ۴۶)

۵۴۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۵۴۱- أَخْبَرَنَا عْتَبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگ اذان کہنے اور

قَرَأَتْ عَلَيَّ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ح: وَالْحَارِثُ

◀ إسماعيل بن جعفر به .

۵۴۱- أخرجه البخاري، الأذان، باب الاستهام في الأذان، ح: ۶۱۵، ومسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها... الخ، ح: ۴۳۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۸/۱، والكبرى، ح: ۱۵۲۱.

## ۶- کتاب المواقیت - نماز عشاء کے وقت کا بیان

ابن مسکین قراءۃً علیہ وَاَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُمَيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النَّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهْمُوا وَلَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي التَّمْجِيرِ لَأَسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ عَلِمُوا مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا».

صف اول میں کھڑے ہونے کی فضیلت جان لیتے تو پھر قرعہ اندازی کے سوا کوئی چارہ کار نہ پاتے اور ضرور (ان دو چیزوں کے لیے) قرعہ اندازی کرتے۔ اور اگر لوگ جان لیتے کہ ظہر کی نماز جلدی پڑھنے میں کیا فضیلت ہے تو ایک دوسرے سے آگے بڑھتے۔ اور اگر عتمہ (عشاء) اور صبح کی نماز کی فضیلت جانتے تو ضرور حاضر ہوتے، خواہ گھٹ کر آنا پڑتا۔“

🌞 نوادہ مسائل: ① اس حدیث سے اذان اور پہلی صف کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے آدمی صف اول میں تب ہی کھڑا ہو سکتا ہے جب وہ مسجد میں پہلے آئے گا اور یہ بذات خود ایک فضیلت والا کام ہے، نیز امام کے قریب کھڑا ہونے سے اسے قراءت اچھی طرح سننے کا موقع ملے گا اور نماز میں اس کی توجہ اور خشوع و خضوع زیادہ ہوگا۔ ② اس حدیث سے نماز عشاء اور فجر کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان میں مشقت زیادہ ہے اس لیے کہ یہ نیند کے اوقات ہیں ③ جائز امور میں قرعہ اندازی درست ہے۔

(المعجم ۲۳) - الْكَرَاهِيَةُ فِي ذَلِكَ  
باب: ۲۳- عشاء کی نماز کو عتمہ کہنا  
مکر وہ ہے  
(التحفة ۴۷)

۵۴۲- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلِيمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ - هُوَ الْحَقَرِيُّ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لَيْدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَغْلِبَنَّكُمْ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ هَذِهِ فَإِنَّهُمْ يُعْتَمُونَ عَلَى الْإِبِلِ وَإِنَّهَا الْعِشَاءُ».

۵۳۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اعراب (بدوی لوگ) تمہاری اس نماز (عشاء) کے نام کے سلسلے میں تم پر غالب نہ آجائیں۔ وہ اونٹوں کی وجہ سے اس نماز کو مؤخر کرتے ہیں۔ بلاشبہ اس نماز کا نام عشاء ہے۔“

۵۴۲- أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ۶۴۴ من حديث سفیان الثوري به. وهو في الكبرى، ح: ۱۵۲۲.

۶- کتاب المواقیت ..... نماز فجر کے وقت کا بیان

۵۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ”یہ اعرابی (بدوی لوگ) تمہاری اس نماز کے نام (کے معاملے) میں تم پر غالب نہ آجائیں۔ خرددار! بلاشبہ یہ عشاء ہے۔“

۵۴۳- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمُنْبَرِ: «لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ أَلَا إِنَّهَا الْعِشَاءُ».

☀️ فوائد و مسائل: ① پچھلے باب والی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عتمہ فرمایا ہے اور ان دور روایات میں اس سے روکا گیا ہے لہذا یاد تو پہلی روایت ہی سے پہلے کی ہوگی یا عتمہ کہنا جائز تو ہوگا مگر مناسب نہیں، یعنی مکروہ تنزیہی ہوگا کیونکہ قرآن مجید میں اس نماز کا نام صراحاً عشاء ہے۔ اگر نام بدل گیا تو عشاء کی نماز کے احکام مجبول ہو جائیں گے۔ ② اعراب (بدوی لوگ) صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے تھے کہ عشاء کو عتمہ کہتے تھے بلکہ وہ مغرب کی نماز کو عشاء کہتے تھے۔ یہ تو قطعاً درست نہیں کیونکہ پھر تو عشاء کی نماز کے احکام مغرب پر جا لگیں گے اور بہت پیچیدگی پیدا ہو جائے گی۔ عشاء کو عتمہ کہنا تو وصف کی بنا پر ہے اس لیے اس میں کچھ نرمی ہے مگر مغرب کو عشاء کہنا قطعاً درست نہیں ہے۔ ③ اعراب سے مراد وہ لوگ ہیں جو صحرا میں الگ تھلگ رہتے تھے۔ شہروں اور بستوں سے دور اور ان کی تہذیب سے نفور۔ انہیں بدوی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ فصاحت و بلاغت اور خالص عربی زبان کے ماہر تھے۔

(المعجم ۲۴) - أَوَّلُ وَقْتِ الصُّبْحِ

(التحفة ۴۸)

۵۴۴- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى

۵۴۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی جب صبح آپ کے لیے واضح ہو گئی۔

۵۴۳- انظر الحديث السابق، وأخرجه مسلم من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۲۳.

۵۴۴- أخرجه مسلم، الحج، باب حجة النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح: ۱۲۱۸ من حديث حاتم به مطولاً، وهذا طرف منه، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۲۵.

۶- کتاب المواقیت ..... نماز فجر کے وقت کا بیان

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصُّبْحَ حِينَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ .

☀️ فائدہ: صبح کی نماز کا اول وقت بلا اختلاف صبح صادق ہے۔ صبح صادق سے مراد روشنی کی وہ سفید پٹی ہے جو افق کے ساتھ ساتھ پھیلی ہوتی ہے۔ پھیلنے سے پہلے جب چند شعاعیں نیچے سے اوپر کو اٹھتی ہوئی نظر آتی ہیں وہ صبح کاذب ہے۔ صبح کاذب نماز میں معتبر ہے نہ روزے میں بلکہ صبح صادق ہی اصل صبح ہے۔ روشنی واضح ہونے سے یہی مراد ہے۔

۵۴۵- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ : حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ : أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا مِنَ الْغَدِ أَمَرَ حِينَ انْتَشَقَّ الْفَجْرُ أَنْ تَقَامَ الصَّلَاةُ، فَصَلَّى بِنَا فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَسْفَرَ ثُمَّ أَمَرَ فَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِنَا، ثُمَّ قَالَ: «أَيُّنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ وَقْتُ» .

۵۴۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے صبح کی نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا۔ جب اگلے دن صبح ہوئی تو جو نبی پوچھتی آپ نے حکم دیا کہ نماز کی اقامت کہی جائے اور ہمیں نماز پڑھائی۔ جب اگلا دن ہوا تو آپ نے روشنی ہونے دی۔ پھر آپ نے حکم دیا تو نماز کی اقامت کہی گئی اور آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر آپ نے فرمایا: ”کہاں ہے وہ شخص جو نماز کے وقت کے بارے میں سوال کرتا تھا؟ ان دونوں کے درمیان وقت ہے۔“

فائدہ: پوچھنے سے مراد بھی صبح صادق ہی ہے۔

(المعجم ۲۵) - أَلْتَفَلَيْسُ فِي الْحَضَرِ (التحفة ۴۹)

باب: ۲۵- حضرت میں نماز صبح اندھیرے میں پڑھنی چاہیے

۵۴۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ

۵۴۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے

۵۴۵- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۱۳/۳ من حديث إسماعيل بن علية عن حميد الطويل به، ورواه يحيى القطان (أحمد: ۱۸۲/۳)، ومحمد بن عبدالله (أيضاً: ۱۸۹/۳) عن حميد به، وللحديث شواهد كثيرة. # إسماعيل هو ابن جعفر في هذا السند، وهذا الحديث في الكبرى للنسائي، ح: ۱۵۲۶ .

۵۴۶- أخرجه البخاري، الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم، ح: ۸۶۷، ومسلم، المساجد، باب استحباب التكبير بالصبح في أول وقتها... الخ، ح: ۲۳۲/۶۴۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۵/۱، والكبرى، ح: ۱۵۲۸ .

۶۔ کتاب المواقیت نماز فجر کے وقت کا بیان

يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ - رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو عورتیں اپنی چادروں میں لپی ہوئی گھروں کو واپس جاتی تھیں اور الصُّبْحِ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرِفَنَّ مِنَ الْعَلَسِ .

🌞 نوآند و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز عمومی طور پر اندھیرے میں شروع فرماتے اور اندھیرے ہی میں مکمل فرمالیے، لہذا جب عورتیں پردے میں واپس جاتیں تو اندھیرے کی وجہ سے ان کی چال ڈھال کا اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ انھیں پہچانا جاسکے۔ ② عورتوں کی پہچان عموماً چال ڈھال سے ہوتی ہے کیونکہ وہ ہمیشہ پردے میں رہتی ہیں، لہذا یہ کہنا کہ وہ چادروں کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں غلط ہے۔ اگر یہ وجہ ہو تو پھر وہ دوپہر کو بھی نہ پہچانی جائیں کیونکہ چادر میں تو اس وقت بھی ہوں گی۔ دراصل وجہ اندھیرا ہی ہے اس لیے بھی کہ اس روایت میں صراحتاً یہی علت بیان کی گئی ہے۔ ③ عورتیں کسی بھی نماز کے لیے مسجد میں آ سکتی ہیں۔ بعض حضرات کا رات اور دن کی نماز اور بوڑھی اور جوان عورت میں فرق کرنا بے دلیل ہے۔

۵۴۷۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عورتیں حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزَّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّ النِّسَاءُ يُصَلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الصُّبْحِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ فَيَرَّجِعْنَ فَمَا [يَعْرِفُهُنَّ] أَحَدٌ مِنَ الْعَلَسِ .

(المعجم ۲۶) - أَلْتغْلِيسُ فِي السَّفَرِ  
میں پڑھنی چاہیے  
(التحفة ۵۰)

۵۴۸۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی

۵۴۷۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التكبیر بالصبح في أول وقتها . . . الخ، ح: ۶۴۵/۲۳۰ من حديث سفیان بن عیینة، والبخاري، الصلاة، باب: في كم تصلي المرأة من الثياب؟، ح: ۳۷۲ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۲۷.

۵۴۸۔ أخرجه البخاري، صلاة الخوف، باب التكبیر والغسل بالصبح . . . الخ، ح: ۹۴۷ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۲۹.

۶- کتاب المواقیب ..... نماز فجر کے وقت کا بیان

ابن زید عن ثابت، عن أنس قال: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بَعْلَسٍ وَهُوَ قَرِيبٌ مِنْهُمْ، فَأَعَارَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ» مَرَّتَيْنِ «إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُتَذَرِّينَ» .

جب کہ آپ خیبر کے یہودیوں سے قریب تھے پھر آپ نے ان پر حملہ کیا اور دو دفعہ فرمایا: "اللہ اکبر! خیبر ویران ہوا۔" (پھر فرمایا:) "بلاشبہ جب ہم کسی قوم کے صحن (میدان) میں اتر پڑتے ہیں تو ان ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بہت بری ہو جاتی ہے۔"

☀️ فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ نے حملہ صبح کے بعد کیا کیونکہ آپ صبح کی اذان کا انتظار فرماتے تھے۔ اگر اذان سنتے تو حملہ نہ کرتے تاکہ وہاں مسلمان حملے میں نہ مارے جائیں اور اگر اذان نہ سنتے تو حملہ کر دیتے کہ سب کافر ہیں۔ ② "خیبر ویران ہوا۔" یہ پیش گوئی ہو سکتی ہے جو واقعاً پوری ہوئی۔ دعا بھی ہو سکتی ہے پھر معنی ہوں گے "خیبر ویران ہو جائے۔" یہ جملہ بطور فال بھی ہو سکتا ہے کیونکہ جب نبی ﷺ خیبر پہنچے تو وہ آگے سے ٹوکرے اور کدالیں لے کر آ رہے تھے۔ ③ جن کفار کو پہلے اسلام کی دعوت دی جا چکی ہو ان پر چڑھائی کرنا جائز ہے۔ ④ دشمن کا سامنا کرتے وقت اللہ اکبر کہنا مسنون عمل ہے۔

(المعجم ۲۷) - بَابُ الْإِسْفَارِ (التحفة ۵۱) باب: ۲۷- فجر کی نماز روشنی میں بھی پڑھی جا سکتی ہے

۵۴۹- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ» .

۵۴۹- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "صبح (کی نماز) کو روشن کرو۔"

۵۵۰- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَسَانَ

۵۵۰- حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم انصار کے کئی بزرگوں سے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ

۵۴۹- [سناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب وقت الصبح، ح: ۴۲۴، وابن ماجه، الصلاة، باب وقت صلاة الفجر، ح: ۶۷۲ من حديث ابن عجلان به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۳۰، وصححه الترمذي، ح: ۱۵۴، وابن حبان، والحديث منسوخ كما تقدم، ح: ۵۲۵.

۵۵۰- [سناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۴/ ۲۵۱، ح: ۴۲۹۴ من حديث ابن أبي مريم عن أبي غسان محمد بن مطرف به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۳۱، والحديث منسوخ كما تقدم في الحديث السابق.



۶- کتاب المواقیب ..... نماز فجر کے وقت کا بیان

قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَصِمِ بْنِ  
عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَيْبِدٍ، عَنْ  
رِجَالٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا أَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ  
أَعْظَمُ بِالْأَجْرِ».

نے فرمایا: ”فجر کی نماز پڑھتے پڑھتے تم جس قدر بھی  
روشنی کرو گے، وہ تمہارے لیے ثواب میں اضافے کا  
ذریعہ ہے۔“

☀️ فوائد ومسائل: ① ”روشن کرو“ کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ دیر کر کے پڑھو۔ یہ اگرچہ جائز ہے مگر افضل نہیں  
کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا طریقہ اندھیرے میں نماز پڑھنے کا تھا جیسے کہ اوپر بیان ہوا اس لیے اس روایت  
کے کچھ اور مفہوم بھی بیان کیے گئے ہیں مثلاً: نماز اندھیرے میں شروع کر کے لمبی قراءت کی جائے حتیٰ کہ روشنی  
ہو جائے۔ دوسری روایت کے ترجمے میں یہی مفہوم اختیار کیا گیا ہے اور یہ آپ کے عمل کے مطابق بھی ہے۔ یا  
روشنی سے مراد افق (آسمان کے کنارے) پر روشنی ہے نہ کہ زمین پر یعنی نماز اس وقت پڑھی جائے جب مشرقی  
افق روشن ہو جائے البتہ زمین پر اندھیرا ہی ہوگا۔ یہ مفہوم بھی آپ کے طرز عمل سے مطابقت رکھتا ہے۔ یا یہ حکم  
ان مساجد کے لیے ہے جن میں بڑا مجمع ہوتا ہے ہر قسم کے نمازی ہوتے ہیں اور وہ جلدی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ یا  
یہ حکم چاندنی راتوں کے لیے ہے تاکہ صبح کے طلوع ہونے کا یقین ہو جائے۔ یا یہ حکم چھوٹی راتوں سے خاص ہے  
تاکہ لوگ آسانی سے جماعت کے ساتھ مل جائیں جتنے مقتدی زیادہ ہوں گے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوگا۔ واللہ  
اعلم۔ ② دوسری روایت کا مطلب یہ ہے کہ نماز اندھیرے میں شروع ہو جائے پھر پڑھتے پڑھتے روشنی ہو  
جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تو زیادہ ثواب والی بات ہے مگر بعد میں کم از کم اتنا وقت سورج طلوع ہونے تک  
ضرور ہونا چاہیے کہ اگر ضرورت پڑے تو نیا وضو کر کے مسنون طریقے سے دوبارہ نماز باجماعت دہرائی جاسکے۔  
مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیں۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ مَنْ أَدْرَكَ رَحْمَةً مِنْ  
صَلَاةِ الصُّبْحِ (التحفة ۵۲)  
باب: ۲۸۔ جس شخص نے صبح کی نماز  
سے ایک رکعت پالی.....؟

۵۵۱- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ  
وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ:  
حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ:  
۵۵۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی  
ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے صبح کی نماز سے ایک  
رکعت سورج طلوع ہونے سے قبل پالی تو اس نے نماز پا

۵۵۱- [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/ ۷۷۴ عن يحيى بن سعيد القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۸۵، وهو في  
الكبرى، ح: ۱۵۳۵، وأخرجه البخاري، ح: ۵۷۹، ومسلم، ح: ۶۰۸ من حديث الأعرج به.

۶- کتاب المواقیت

نماز فجر کے وقت کا بیان

لی اور جس شخص نے عصر کی نماز سے ایک رکعت سورج غروب ہونے سے قبل پالی تو اس نے نماز پالی۔“

حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا، وَمَنْ أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا».

۵۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے فجر کی ایک رکعت طلوع آفتاب سے قبل پالی تو اس نے نماز پالی اور جس شخص نے عصر کی ایک رکعت غروب آفتاب سے قبل پالی تو اس نے نماز پالی۔“

۵۵۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الرَّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رُكْعَةً مِنَ الْفَجْرِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا، وَمَنْ أَدْرَكَ رُكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا».

🌞 فائدہ: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۵۱۵ اور اس کے فوائد و مسائل ملاحظہ فرمائیں۔

باب: ۲۹- صبح کی نماز کا آخری وقت

(المعجم ۲۹) - آخِرُ وَقْتِ الصُّبْحِ

(التحفة ۵۳)

۵۵۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز پڑھتے تھے جب سورج ڈھلتا تھا۔ اور آپ عصر کی نماز تمھاری ان دو (ظہر اور عصر کی) نمازوں کے درمیان میں پڑھتے تھے۔ اور مغرب کی نماز پڑھتے جب سورج غروب ہوتا اور

۵۵۳- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي صَدَقَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعَصَرَ

۵۵۲- أخرجه مسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، ح: ۶۰۹ من حديث ابن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۳۳.

۵۵۳ [صحيح] أخرجه أحمد: ۱۲۹/۳ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۳۲ رواية محمد بن عبد الأعلى، وإسناده حسن. \* أبو صدقة اسمه توبة، وثقه الذهبي، وروى عنه شعبة، وهو لا يروي إلا عن ثقة عنده غالباً، وللحديث شواهد.

۶- کتاب المواقیت ..... جماعت کے ساتھ ایک رکعت پڑھنے والے سے متعلق احکام و مسائل

بَيْنَ صَلَاتَيْكُمْ هَاتَيْنِ، وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ قَالَ عَلَى إِثْرِهِ: وَيُصَلِّي الصُّبْحَ إِلَى أَنْ يَنْفَسِحَ الْبَصْرُ.

عشاء کی نماز پڑھتے جب سرخی غائب ہو جاتی۔ پھر انھوں نے اس کے بعد فرمایا کہ آپ صبح کی نماز سے اس وقت فارغ ہوتے جب نظر دور تک دیکھنے لگتی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس دور میں لوگ عصر کی نماز تاخیر سے پڑھنے لگے تھے اس لیے فرمایا کہ آپ کی عصر کی نماز تمھاری آج کل کی ظہر اور عصر کے درمیان ہوتی تھی، یعنی تمھاری موجودہ عصر سے بہت پہلے پڑھ لیتے تھے۔ ② ”نظر دور تک دیکھنے لگتی۔“ صبح کی نماز کا آخری وقت نہیں بلکہ آپ کی نماز کے اختتام کا وقت تھا، گویا صبح کی نماز کا مختار وقت ختم ہو جاتا۔

(المعجم ۳۰) - مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ الصَّلَاةِ (التحفة ۵۴)

باب: ۳۰- جس نے کسی نماز کی ایک رکعت پالی

۵۵۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ».

۵۵۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔“

۵۵۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَهَا».

۵۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔“

۵۵۶- أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ

۵۵۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی

۵۵۴- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب من أدرك من الصلاة ركعة، ح: ۵۸۰، ومسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلاة، ح: ۶۰۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بحين): ۱۰/۱، والكبرى، ح: ۱۵۳۷.

۵۵۵- أخرجه مسلم، ح: ۶۰۷ (انظر الحديث السابق) من حديث عبيد الله بن عمر به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۳۶.

۵۵۶- أخرجه مسلم من حديث الأوزاعي به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۳۸.

۶- کتاب المواقیت ..... جماعت کے ساتھ ایک رکعت پڑھنے والے سے متعلق احکام ومسائل

الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا هِشَامُ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ سَمَاعَةَ - عَنْ مُوسَى ابْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ».

۵۵۷- أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبٍ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَهَا».

۵۵۸- أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمِ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ أَوْ غَيْرِهَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ».

۵۵۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَهَا».

۵۵۷- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۱۵۳۹، وقال النسائي: "لا نعلم أحداً تابع أباً المغيرة على قوله عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة، والصواب عن أبي سلمة عن أبي هريرة، وهذه علة غير قاذحة، وللحديث شواهد كثيرة جداً.

۵۵۸- [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات والسنة فيها، باب ماجاء فيمن أدرك من الجمعة ركعة، ح: ۱۱۲۳ من حديث بقية به، وللحديث شواهد كثيرة عند الدارقطني وغيره، راجع تسهيل الحاجة في تخريج سنن ابن ماجه، ح: ۱۱۲۱.

۵۵۹- [صحیح] انظر الحديث السابق.

۶- کتاب المواقیت ..... جماعت کے ساتھ ایک رکعت پڑھنے والے سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا إِلَّا أَنَّهُ يَقْضِي مَا فَاتَهُ».

رکعت پالی، اس نے نماز پالی مگر جتنی نماز اس سے رہ گئی ہے اسے پوری کرے گا۔

عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا إِلَّا أَنَّهُ يَقْضِي مَا فَاتَهُ».


 فوائد و مسائل: ① اس سے قبل کی احادیث صبح اور عصر کے بارے میں تھیں۔ اس باب کے تحت آنے والی احادیث عام نماز کے بارے میں ہیں کہ جس نماز کی بھی ایک رکعت وقت میں پڑھ لی جائے اور باقی رکعات بھی ساتھ پڑھ لی جائیں تو اگرچہ باقی رکعات وقت کے بعد ادا ہوئی ہیں مگر آغاز کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز، قضا کی بجائے ادا معتبر ہوگی۔ ② مزید یہ معلوم ہوا کہ نماز کے آخری وقت میں جو مسافر ہے، وہ سفر کی نماز ادا کرے گا اور جو اس وقت مقیم ہے، وہ گھر کی نماز پڑھے گا، خواہ بعد ہی میں پڑھے۔ اس وقت موت آ جائے تو وہ نماز معاف ہو جائے گی اور اگر اس وقت کوئی بالغ ہو جائے یا حیض رک جائے یا مجنون تندرست ہو جائے تو وہ نماز ان پر واجب ہوگی بشرطیکہ ایک رکعت کا وقت باقی ہو۔ ③ جمعہ کی نماز میں اگر کوئی شخص ایک رکعت میں مل جائے تو وہ جمعہ کی نماز پڑھے گا اور اگر ایک رکعت سے کم میں ملے تو اس حدیث کی رو سے جمعے کی بجائے ظہر کی چار رکعت پڑھے گا، مگر علمائے احناف کے نزدیک اگر جمعہ کی نماز کا سلام پھیرنے سے قبل کسی وقت بھی مل جائے تو جمعہ کی نماز (دو رکعت) ہی پڑھے گا۔ مذکورہ احادیث میں ایک رکعت کی تصریح ہے، لہذا انص کے مقابلے میں عقلی دلیل غیر معتبر ہے۔ ④ اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ ایک رکعت پالے، باقی بعد میں پڑھے تو کہا جائے گا کہ اس نے نماز باجماعت پڑھی ہے اگرچہ شروع سے ساتھ ملنے والا اور یہ شخص ثواب جماعت میں برابر نہیں ہو سکتے۔ ⑤ اگر کوئی شخص ایک رکعت کا وقت پائے تو اس پر وہ نماز واجب ہوگی اگر کم پائے تو نماز واجب نہ ہوگی۔ احناف کا خیال ہے کہ اگر تکبیر تحریر کا وقت پالے تب بھی نماز واجب ہوگی مگر یہ قول ان احادیث کے خلاف ہے۔ ⑥ بعض اہل علم نے یہاں ”رکعت“ کو رکوع کے معنی میں اور ”صلاة“ کو رکعت کے معنی میں کر کے یہ مفہوم نکالا ہے کہ جس شخص نے امام کے ساتھ رکوع پالیا اس نے رکعت پالی، مگر سوچنے کی بات ہے کہ کیا یہ معنی ایک خالی الذہن شخص کی سمجھ میں آتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تمام الفاظ کے حقیقی معانی کو چھوڑ کر مجازی معنی مراد لینے کی دلیل کیا ہے؟ بغیر دلیل کے تاویل درست نہیں۔ بعض احادیث میں [رَكْعَةً وَاحِدَةً] کے لفظ بھی ہیں جو اس تاویل کا صراحتاً رد کرتے ہیں۔ باقی رہی اس مسئلے کی تحقیق کہ رکوع کی رکعت معتبر ہے یا نہیں؟ تو وہ اپنے مقام پر آئے گی۔ إن شاء الله.

۶- کتاب المواقیت

(المعجم ۳۱) - السَّاعَاتُ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا (التحفة ۵۵)

باب: ۳۱- وہ اوقات جن میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے

۵۶۰- حضرت عبد اللہ صناہجی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان کا سینگ بھی ہوتا ہے۔ پھر جب سورج بلند ہو جاتا ہے تو شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔ پھر جب سورج سر پر آ جاتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ مل جاتا ہے اور جب سورج ڈھل جاتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تو شیطان پھر اس سے آ ملتا ہے اور جب غروب ہو جاتا ہے تو شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے روکا ہے۔“

 فوائد و مسائل: ① احادیث میں پانچ اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے: عین طلوع کے وقت حتیٰ کہ سورج بقدر نیزہ بلند ہو جائے۔ ② نصف النہار کے وقت، یعنی جب سورج عین سر پر ہو۔ ③ سورج کے زردی مائل ہونے سے لے کر غروب تک۔ ④ نماز فجر کے بعد حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔ ⑤ عصر کے بعد۔ تمام علماء ان اوقات میں بلا سبب فرائض و نوافل پڑھنے کی حرمت کے قائل ہیں۔ ہاں اگر کوئی سببی نماز ہو، جیسے ضروری نماز جو پڑھ نہ سکا ہو، تحیۃ المسجد وضو کی سنتیں، نماز کسوف، نماز استسقاء، طواف کی دو رکعتیں اور فرض نماز کی دوبارہ ادائیگی جبکہ مسجد میں موجود ہو اور نماز کی اقامت ہو جائے وغیرہ تو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ ائمہ ثلاثہ سوائے فرائض کے باقی تمام نوافل، خواہ سببی ہوں یا غیر سببی، کی ممانعت کے قائل ہیں اور ان کی دلیل یہی ممانعت والی روایات کا عموم ہے جبکہ امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رضی اللہ عنہ ان ممنوعہ اوقات میں ہر اس نفل کی ادائیگی کے جواز کے قائل ہیں جس کی کوئی وجہ اور سبب ہو۔ ان کا کہنا ہے کہ جب دو عموم آپس میں متعارض ہوں تو دیکھا جائے گا کہ کس عموم میں تخصیص ہوئی ہے لہذا جو عموم تخصیص سے محفوظ ہے اسے کمزور عموم یعنی العموم الخصوص پر مقدم کیا جائے گا۔ اس اصول کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب اس

۵۶۰- [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في الساعات التي تكره فيها الصلاة، ح: ۱۲۵۳ من حديث زيد به، وهو في الموطأ (بيحيى): ۱/ ۲۱۹، والكبرى، ح: ۱۵۴۲.

## ۶- کتاب المواقیت ..... نماز کے ممنوعہ اوقات کا بیان

ممانعت سے فوت شدہ نماز مستثنیٰ ہے جو کہ یاد آنے یا بیدار ہونے پر پڑھ لی جاتی ہے جب بھی یاد آئے یا جب بھی بیدار ہو کیونکہ حدیث میں اس کی اجازت ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ سے فجر کی دو سنتیں طلوع شمس کے بعد پڑھیں اور نوافل کی قضا آپ ﷺ نے عصر کے بعد ادا کی لہذا جب ان مکروہ اوقات میں ان مذکورہ نمازوں کے پڑھنے کی اجازت شریعت میں ہے اور ان صورتوں کو مستثنیٰ کر لیا گیا ہے تو اس قسم کے دیگر نوافل جو اسباب کی وجہ سے پڑھے جاتے ہیں تو ان کی تخصیص کیوں نہیں ہو سکتی؟ اس لیے انسان جب بھی مسجد میں داخل ہو بلا کراہت تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے ایسے ہی دیگر ضروریات کی بنا پر پڑھی جانے والی نمازوں کو ان ممنوعہ اوقات میں پڑھنا جائز ہوگا کیونکہ ان کی ادائیگی کے وقت اسباب پیش نظر ہوتے ہیں لہذا کسی وقت کی قید کے بغیر جب بھی اسباب کا تقاضا ہو نوافل پڑھنے جائز ہیں کیونکہ اگر اسباب کو نظر انداز کر دیا جائے تو بہت سے دینی مصالح ترک ہو جائیں گے اور یہ شریعت کا مزاج نہیں۔ اس طرح تمام دلائل کا تعارض رفع ہو جاتا ہے اور اس مسئلے میں وارد مختلف احادیث پر عمل بھی ممکن ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتاویٰ شیخ الإسلام: ۱۸۷/۳۳) و توضیح الأحکام شرح بلوغ المرام: ۳۹۲/۱ والفقہ الإسلامی وأدلته: ۵۲۳/۱ و شرح النسائی للإتیوبی: ۲۹۹/۷ ① شیطان کا طلوع اور غروب کے وقت سورج کے ساتھ مل جانا اس لیے ہے کہ لوگ ان اوقات میں سورج کی پوجا کرتے ہیں حدیث میں ہے: [وَجَبَّيْنَهُ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ] 'اس وقت کفار سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔' (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۸۳۲، وإرواء الغلیل: ۲۳۷/۲) شیطان چاہتا ہے کہ میری بھی پوجا ہو لہذا وہ سورج اور اس کی پوجا کرنے والوں کے درمیان سورج کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے۔ اور عین استواء کے وقت نماز سے ممانعت کی علت بھی حدیث میں منقول ہے فرمایا: [فَإِنَّهُ جَبَّيْنَهُ نُسَجَّرُ جَهَنَّمَ] "کیونکہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔" (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۸۳۲) یہ تو حقیقی معنی ہیں اور اس میں کوئی چیز خلاف عقل یا بعید نہیں البتہ بعض لوگ اسے استعارے پر محمول کرتے ہیں۔ ② ان تین اوقات میں نفل نماز سے روکا گیا ہے نہ کہ رہ جانے والی فرض نماز سے وہ تو پڑھی جاسکتی ہے جب بھی یاد یا جاگ آجائے۔ لیکن عصر کے بعد ممانعت کے وقت کی ایک دوسری حدیث میں تخصیص وارد ہے اور وہ وہ وقت ہے جب سورج زردی مائل ہو جائے یعنی اس وقت کوئی نماز بلا وجہ پڑھنے سے ممانعت ہے ہاں! جب تک عصر کے بعد سورج چمکتا اور روشن رہے زردی مائل نہ ہوا ہو مطلقاً نوافل پڑھے جاسکتے ہیں اس کی دلیل آئندہ آنے والی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث (۵۷۴) ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۵۷۴، وإرواء الغلیل: ۲۳۷/۲) و شرح سنن النسائی للإتیوبی: ۳۶۳/۷ ③ شیخ البانی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مذکورہ حدیث ان الفاظ: [فَإِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا فَإِذَا زَالَتْ فَارْقَهَا] کے علاوہ صحیح ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۲۳۸/۲)

۶- کتاب المواقیت

۵۶۱- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: تین اوقات ایسے ہیں جن میں اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں نماز پڑھنے یا میت کے دفنانے سے منع کیا ہے: جب سورج روشن ہو کر طلوع ہو رہا ہو حتیٰ کہ بلند ہو جائے اور جب سورج سر پر کھڑا ہو حتیٰ کہ ڈھل جائے اور جب سورج غروب ہونے کے قریب ہو حتیٰ کہ غروب ہو جائے۔

۵۶۱- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبِرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَارِزَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ، وَحِينَ تَضَيِّقُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ.

☀️ فوائد و مسائل: ① امام احمد رضی اللہ عنہ نے ظاہر الفاظ کی بنا پر کہا ہے کہ ان تین اوقات میں میت کو دفن کرنا منع ہے جب کہ دیگر اہل علم نے اس سے جنازہ مراد لیا ہے کیونکہ نماز سے مناسبت نماز جنازہ کی ہو سکتی ہے نہ کہ دفن کرنے کی، مگر [نَقْبِرُ فِيهِنَّ مَوْتَانَا] کے الفاظ سے دفن کے بجائے نماز جنازہ مراد لینا بعید معلوم ہوتا ہے۔ ② سورج کا سر پر کھڑا ہونا عرفی لحاظ سے ہے ورنہ حقیقت میں سورج نہیں رکتا بڑی تیزی سے حرکت کرتا رہتا ہے۔

(المعجم ۳۲) - النَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ (التحفة ۵۶)

باب: ۳۲- صبح کی نماز کے بعد نفل پڑھنا منع ہے

۵۶۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے عصر (کی نماز) کے بعد نماز پڑھنے سے روکا ہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور صبح (کی نماز) کے بعد بھی نماز سے روکا ہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔

۵۶۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

۵۶۱- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها، ح: ۸۳۱ من حديث موسى بن علي، وابن ماجه، ح: ۱۵۱۹ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۴۳.

۵۶۲- أخرجه مسلم، ح: ۸۲۵ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۲۲۱، والكبرى، ح: ۱۵۴۵.



۶- کتاب المواقیت نماز کے منوعہ اوقات کا بیان

☀️ فائدہ: نماز سے نفل نماز مراد ہے، فرائض اور نفل شدہ نماز کی قضا ان اوقات میں درست ہے۔ مزید دیکھیے، حدیث: ۵۱۹ اور اس کا فائدہ۔

۵۶۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ وَكَانَ مِنْ أَحَبِّهِمْ إِلَيَّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

۵۶۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے بہت سے اصحاب النبی ﷺ سے سنا ہے ان میں حضرت عمر بھی شامل ہیں اور وہ مجھے ان سب میں سب سے زیادہ محبوب ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے روکا ہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد بھی نماز پڑھنے سے روکا ہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔

باب: ۳۳- سورج کے طلوع ہوتے وقت

نماز پڑھنا منع ہے

(المعجم ۳۳) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ

عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ (التحفة ۵۷)

۵۶۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَحَرَى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا».

۵۶۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص قصداً طلوع و غروب شمس کے وقت نماز نہ پڑھے۔“

☀️ فائدہ: گویا ان اوقات میں قصداً نماز شروع کرنا درست نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص پہلے سے نماز پڑھ رہا ہے اسی دوران میں سورج طلوع ہو جائے یا غروب ہو جائے یا سر پر آجائے تو نماز فاسد نہ ہوگی وہ نماز جاری رکھے۔

۵۶۵- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

۵۶۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۵۶۳- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها، ح: ۸۲۶ من حديث هشيم، والبخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ۵۸۱ من حديث قتادة به.

۵۶۴- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب لا تتحرى الصلاة قبل غروب الشمس، ح: ۵۸۵، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها، ح: ۸۲۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۲۰/۱.

۵۶۵- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۹/۲ من حديث عبيد الله بن عمر به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۴۶، ۱۱.

۶- کتاب المواقیت ..... نماز کے ممنوعہ اوقات کا بیان

حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ،  
عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ  
يُصَلَّى مَعَ طُلُوعِ الشَّمْسِ أَوْ غُرُوبِهَا.

(المعجم ۳۴) - النَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ نِصْفِ  
النَّهَارِ (التحفة ۵۸)

باب: ۳۴- عین نصف النہار کے وقت  
نماز کی ممانعت

۵۶۶- أَخْبَرَنَا حَمِيدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا  
سُفْيَانٌ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنْ مُوسَى بْنِ  
عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ  
يَقُولُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
بِنَهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نُقْبِرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا  
حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَارِعَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ،  
وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظُّهَيْرَةِ حَتَّى تَمِيلَ،  
وَحِينَ تَضَيَّفُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ.

۵۶۶- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
وہ فرماتے ہیں: تین اوقات ایسے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ  
نے ان میں ہمیں نماز پڑھنے اور میت کے دفن کرنے  
سے روکا ہے: جب سورج روشن ہو کر طلوع ہو رہا ہو حتیٰ کہ  
بلند ہو جائے اور جب دوپہر کے وقت سورج سر پر کھڑا  
ہو حتیٰ کہ ڈھل جائے اور جب وہ غروب کے وقت کے  
قریب ہو حتیٰ کہ غروب ہو جائے۔

☀️ فائدہ: مجموعی طور پر پانچ وقت نماز کے لیے مکروہ ہیں: ① طلوع ② استوا ③ غروب ④ بعد از صبح ⑤ بعد از  
عصر جبکہ سورج زردی مائل ہو چکا ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۵۶۰۔

(المعجم ۳۵) - النَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ  
الْعَصْرِ (التحفة ۵۹)

باب: ۳۵- عصر کی نماز کے بعد (نفل)  
نماز منع ہے

۵۶۷- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ:  
حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدِ سَمِعَ  
أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۵۶۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد  
نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے

◀️ والحدیث متفق علیہ من نافع، انظر الحدیث السابق.

۵۶۶- [صحیح] تقدم، ح: ۵۶۱، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۴۸.

۵۶۷- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۶/۳، ۷، عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۴۹. \* اس عینہ  
صرح بالسماع (الحمیدی: ۷۳۱)، وللحدیث شواهد كثيرة.

۶- کتاب المواقیت نماز کے ممنوعہ اوقات کا بیان

وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى الطَّلُوعِ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى الْغُرُوبِ .  
اور عصر کے بعد غروب شمس تک نماز سے منع فرمایا ہے۔

☀️ فائدہ: عصر اور صبح کے بعد مطلقاً نفل نماز سے روک دیا گیا ہے کیونکہ اگر ان اوقات میں نفل نماز کی اجازت ہوتی تو لازماً طلوع اور غروب کے وقت بھی نماز پڑھی جانی تھی اس لیے کہ طلوع اور غروب کی حتمی روایت تو مسجد کے اندر سے (یا گھروں میں بھی) ممکن نہیں ہے۔ غالباً اسی امکان کو ختم کرنے کے لیے مطلقاً روک دیا گیا۔

۵۶۸- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَبْرُقَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ» .  
۵۶۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں حتیٰ کہ سورج صاف طلوع ہو جائے اور نہ عصر کے بعد نماز ہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔“

۵۶۹- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ نَمِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، بِنَحْوِهِ .  
۵۶۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اسی قسم کی روایت بیان کرتے ہیں۔

۵۷۰- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ، عَنْ طَاوُسٍ،  
۵۷۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

۵۶۸- أخرجه البخاري، مواقف الصلاة، باب: لا تتحرى الصلاة قبل غروب الشمس، ح: ۵۸۶، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها، ح: ۸۲۷ من حديث ابن شهاب به، وهو في الكبرى، ح: ۴۶۵ .

۵۶۹- [صحيح] انظر الحديث السابق .

۵۷۰- [صحيح] أخرجه الدارمي: ۱/ ۱۱۵، ح: ۴۴۰ من حديث سفيان بن عيينة به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۹، وللحديث شواهد كثيرة .

۶- کتاب المواقیت نماز کے ممنوعہ اوقات کا بیان

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

۵۷۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو غلط فہمی ہو گئی (جو وہ لوگوں کو عصر کے بعد نماز پڑھنے سے روکتے ہیں) جب کہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا: ”تم قسداً طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز نہ پڑھو کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔“

۵۷۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرَّمِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عَنَسَةَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَوْهَمَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَتَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ».

☀️ نوائد و مسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا عصر کے بعد لوگوں کو نماز سے روکنا رسول اللہ ﷺ کی صریح نبی کی بنا پر تھا اور وہ عصر کے بعد مغرب تک کے وقت میں نماز پڑھنا ناجائز سمجھتے تھے لیکن اگر دلائل کا جائزہ لیا جائے تو عصر کے بعد نوافل پڑھنے کے بارے میں قدرے تفصیل ہے۔ وہ اس طرح کہ عصر سے مغرب تک کے پورے وقت میں نوافل پڑھنا ناجائز نہیں ہے بلکہ جب سورج زردی مائل ہو جائے تو اس کے بعد غروب آفتاب تک کا وقت، وقت ممنوع ہے ورنہ جب تک سورج چمک رہا ہو عصر کے بعد بھی نوافل جائز ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہی مقصد تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو نبی کا مطلب سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے وہ اس کا مطلب یہ سمجھے ہیں کہ عصر سے مغرب تک کا پورا وقت، وقت ممنوع ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ سورج زرد ہونے کے بعد سے غروب تک کے وقت میں نوافل پڑھنا ممنوع ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موقف کی تائید آئندہ باب میں آنے والی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث (۵۷۳) سے بھی ہوتی ہے۔ ② شیطان کے سینگوں میں سورج طلوع ہونے کی بحث کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ۵۶۰۔

۵۷۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا ۵۷۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ

۵۷۱- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب لا تحروا بصلواتكم طلوع الشمس ولا غروبها، ح: ۸۳۳ من حديث وهو في الكبرى، ح: ۳۷۰ مختصراً.

۵۷۲- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ۵۸۳ من حديث يحيى القطان، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها: ۸۲۹ من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۵۰.

۶- کتاب المواقیت ..... نماز کے ممنوعہ اوقات کا بیان

يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخْرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَشْرِقَ، فَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخْرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغْرُبَ».

کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جب سورج کی نکیہ طلوع ہونے لگے تو نماز مؤخر کر دو حتیٰ کہ خوب روشن ہو جائے اور جب سورج کی نکیہ غروب ہونے لگے تو نماز مؤخر کر دو حتیٰ کہ غروب ہو جائے۔“

☀ فائدہ: کسی وجہ اور سب کے بغیر عین طلوع اور غروب کے وقت نماز شروع کرنا درست نہیں ہے ہاں! اگر پہلے سے پڑھ رہا ہے تو جاری رکھے جیسے کہ احادیث: ۵۵۱ تا ۵۵۹ میں ذکر ہے۔

۵۷۳- حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا کوئی گھڑی دوسری گھڑی سے زیادہ قرب والی ہے؟ یا کوئی ایسی گھڑی ہے جس میں خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، تحقیق اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے سب سے زیادہ قریب نصف رات کے بعد ہوتا ہے۔ اگر تم طاقت رکھو کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں میں شامل ہو تو ضرور ایسا کرو کیونکہ اس نماز میں فرشتے حاضر اور موجود ہوتے ہیں۔ یہ وقت طلوع شمس تک رہتا ہے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور یہ کافروں کی عبادت کا وقت ہے لہذا اس وقت نماز چھوڑ دو حتیٰ کہ سورج ایک نیزے کے بقدر اونچا ہو جائے اور اس کی شعاعیں ختم ہو جائیں۔ پھر نماز کا وقت آجاتا ہے اور

۵۷۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَّاسٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو يَحْيَىٰ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ وَصَمْرَةُ ابْنُ حَبِيبٍ وَأَبُو طَلْحَةَ نَعِيمُ بْنُ زِيَادٍ قَالُوا: سَمِعْنَا أَبَا أَمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَمْرُو بْنَ عَبْسَةَ يَقُولُ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ مِنْ سَاعَةٍ أَقْرَبَ مِنَ الْأُخْرَى؟ أَوْ هَلْ مِنْ سَاعَةٍ يُبْتَغَىٰ ذِكْرُهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِنَّ أَقْرَبَ مَا يَكُونُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْعَبْدِ جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَحْضُورَةً مَشْهُودَةً إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ،

۵۷۳- [سنادہ صحیح] تقدم، ح: ۱۴۷، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۴۴، وأخرجه ابن خزيمة: ۲/ ۱۸۲، ح: ۱۱۴۷ من حديث معاوية بن صالح به مختصراً.

۶- کتاب المواقیت ..... نماز عصر کے بعد غروب شمس سے قبل نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان

فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ وَهِيَ سَاعَةٌ صَلَاةِ الْكُفَّارِ فَدَعِ الصَّلَاةَ حَتَّى تَرْتَفِعَ قَيْدُ رُمُحٍ وَيَذْهَبَ شِعَاعُهَا ثُمَّ الصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مَشْهُودَةٌ حَتَّى تَعْتَدِلَ الشَّمْسُ اِعْتِدَالَ الرُّمُحِ بِنِصْفِ النَّهَارِ فَإِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَتُسَجَّرُ فَدَعِ الصَّلَاةَ حَتَّى يَفِيءَ الْفَيْءُ ثُمَّ الصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مَشْهُودَةٌ حَتَّى تَغِيْبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغِيْبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَهِيَ صَلَاةُ الْكُفَّارِ .

فرشتے حاضر ہوتے ہیں حتیٰ کہ سورج دوپہر کے وقت نیزے کی طرح سیدھا سر پر آجاتا ہے تو اس وقت جہنم کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کی آگ بھڑکائی جاتی ہے، چنانچہ تم نماز چھوڑ دو حتیٰ کہ سایہ ڈھل جائے پھر نماز کا وقت آجاتا ہے اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور یہ کافروں کی نماز کا وقت ہے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① اگرچہ وقت ہونے کے لحاظ سے تمام اوقات برابر ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قرب اور بعد کے لحاظ سے ان میں فرق پڑ جاتا ہے، جیسے آدھی رات کے بعد اللہ کی رحمت قریب آ جاتی ہے حتیٰ کہ تہائی رات باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ خود آسمان دنیا پر تشریف لاتا ہے، اس لیے یہ وقت خصوصی قرب کا وقت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: [عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ] ”رات میں قیام کیا کرو، یہ تم سے پہلے بھی نیک لوگوں کی عادت رہی ہے۔“ (جامع الترمذی، الدعوات، حدیث: ۳۵۴۹) و صحیح الترغیب للآلبانی: (۳/۳۹۹) ② اس روایت سے نماز کے لیے تین اوقات مکروہ ثابت ہوتے ہیں: طلوع شمس، استواء شمس اور غروب شمس، جب کہ دیگر روایات میں بعد از عصر جبکہ سورج زردی مائل ہو چکا ہو جیسا کہ اگلی حدیث میں اس کی تحقیق آ رہی ہے اور بعد از صبح بھی نماز سے روکا گیا ہے۔ سب روایات پر عمل ضروری ہے۔ ③ عبادت میں کفار کی مشابہت اختیار کرنا منع ہے۔

(المعجم ۳۶) - الرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ

الْعَصْرِ (التحفة ۶۰)

۵۷۴- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ الْأَجْدَعِ، عَنْ عَلِيٍّ

۵۷۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ سورج سفید صاف اور بلند ہو۔

۵۷۴- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من رخص فيهما إذا كانت الشمس مرتفعة، ح: ۲۷۴، من حديث منصور بن المعتمر، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۲.

۶- کتاب المواقیت \_\_\_\_\_ نماز عصر کے بعد غروب شمس سے قبل نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان

قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَلَاةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الشَّمْسُ بَيَضَاءَ نَفِيَّةٍ مُرْتَفِعَةً.

☀️ فائدہ: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ سورج کے زروی مائل ہونے سے قبل جبکہ وہ روشن اور چمک دار ہو نوافل پڑھے جاسکتے ہیں۔ حدیث میں وارد یہ استثنا [إِلَّا أَنْ تَكُونَ الشَّمْسُ بَيَضَاءَ نَفِيَّةٍ مُرْتَفِعَةً] ”مگر یہ کہ سورج سفید صاف اور بلند ہو۔“ قابل اعتبار و حجت ہے۔ اس سے حدیث: [لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ] ”عصر کے بعد کوئی نماز درست نہیں جب تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے۔“ کی تخصیص ہو جاتی ہے اس لیے عصر کے بعد نوافل پڑھنا جائز ہے۔ یہ عمل بعض صحابہ اور کثیر تابعین سے بھی مروی ہے۔ احادیث و آثار کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (محلی ابن حزم: ۲۷۲/۲-۲۷۵، و شرح سنن النسائي للإتيوبي: ۳۲۶/۲-۳۲۷) لہذا اس استثنا کو شاذ قرار دینا درست نہیں ہے اور نہ احناف کا یہ کہنا درست ہے کہ اس وقت قضا وغیرہ تو پڑھی جاسکتی ہے جب کہ سورج کے زرد ہونے کے بعد یہ بھی نہ پڑھی جائے، نیز اس توجیہ کی کوئی پختہ دلیل بھی نہیں ہے اور یہ فرق دیگر عموماً کی روشنی میں ناقابل عمل ٹھہرتا ہے۔ حدیث میں ہے: [مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا] (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۸۳) ”جو کوئی نماز پڑھنا بھول جائے یا اس سے سویا رہ جائے تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب بھی یاد آئے (یا بیدار ہو) اسی وقت پڑھ لے۔“ لہذا سورج چمک رہا ہو یا زروی مائل ہونا شروع ہو جائے، دونوں صورتوں میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

۵۷۵- أَحْبَبْنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاں عصر کے بعد دو رکعتیں کبھی نہیں چھوڑیں۔  
قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ.

☀️ فائدہ: اسے رسول اللہ ﷺ کا خاصہ کہا گیا ہے لیکن یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ بعض صحابہ اور تابعین نے بھی یہ رکعتیں پڑھی ہیں جیسے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق ملتا ہے کہ یہ بھی عصر کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

۵۷۵- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب ما يصلى بعد العصر من الفوائت ونحوها، ح: ۵۹۱ من حديث يحيى القطان، ومسلم، صلاة المسافرين، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي ﷺ بعد العصر، ح: ۲۹۹/۸۳۵ من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۵۳.

۶- کتاب المواقیت ----- نماز عصر کے بعد غروب شمس سے قبل نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان

۵۷۶- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا صَلَّى هُمَا.

۵۷۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی عصر کی نماز کے بعد میرے ہاں تشریف لاتے تو یہ دو رکعتیں ضرور پڑھتے۔

۵۷۷- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ مَسْرُوقًا وَالْأَسْوَدَ قَالَا: نَشْهَدُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ عِنْدِي بَعْدَ الْعَصْرِ صَلَّى هُمَا.

۵۷۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی عصر کی نماز کے بعد میرے پاس ہوتے تو یہ دو رکعتیں ضرور پڑھتے۔

۵۷۸- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَلَّاتَانِ مَا تَرَكَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِي سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكَعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكَعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

۵۷۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دو نمازیں اللہ کے رسول ﷺ نے میرے گھر میں کبھی نہیں چھوڑیں، خفیہ نہ علانیہ۔ فجر سے قبل دو رکعتیں اور عصر کے بعد دو رکعتیں۔

۵۷۹- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَزْمَةَ

۵۷۹- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان دو رکعات کے

۵۷۶- [صحیح] وهو متفق عليه، من حديث الأسود، انظر الحديث الآتي: (۵۷۸)، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۵۴

۵۷۷- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب ما يصلى بعد العصر... الخ، ح: ۵۹۳، ومسلم، صلاة المسافرين، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي ﷺ بعد العصر، ح: ۳۰۱/۸۳۵، انظر الحديث السابق: (۵۷۵) من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۵۵.

۵۷۸- أخرجه مسلم، ح: ۸۳۵ عن علي بن حجر، والبخاري، ح: ۵۹۲ (انظر الحديث السابق: ۵۷۵) من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۳.

۵۷۹- أخرجه مسلم عن علي بن حجر به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۵۶



۶- کتاب المواقیت \_\_\_\_\_ نماز عصر کے بعد غروب شمس سے قبل نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَتْ: إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهِمَا قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ إِنَّهُ شَغِلَ عَنْهُمَا أَوْ نَسِيَهُمَا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَتَيْتَهَا.

بارے میں پوچھا جو اللہ کے رسول ﷺ عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ تو انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ یہ دو رکعتیں عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ پھر ایک دن کسی مصروفیت میں آپ سے یہ دو رکعت رہ گئیں یا آپ بھول گئے تو آپ نے عصر کے بعد انہیں پڑھا۔ اور آپ جب کوئی نماز ایک دفعہ پڑھ لیتے تو اس پر پابندی فرماتے تھے۔

☀️ فائدہ: عصر کے بعد رسول اللہ ﷺ کے دو رکعت پڑھنے کی یہ توجیہ ہے کہ ایک دن آپ کی ظہر کے بعد والی سنتیں مصروفیت کی وجہ سے رہ گئیں وہ ادا فرمائی تھیں اور بعد ازاں اپنی عادت طیبہ کے مطابق اس پر دوام فرمایا۔ یہ حدیث بھی ان حضرات کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ ممنوعہ اوقات میں کوئی بھی سبھی نماز پڑھی جاسکتی ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے ظہر کی دو رکعتوں کی عصر کے بعد قضا ادا کی۔ اور مسند احمد کی روایت کے آخر میں جو یہ اضافہ منقول ہے: [أَفَنَقُضِيهِمَا إِذَا فَاتَتَا؟ قَالَ: ((لَا))]" کیا ہم بھی ان کی قضا ادا کر لیا کریں جب یہ دو رکعتیں رہ جایا کریں تو فرمایا: ”نہیں۔“ سند اضعیف اور ناقابل حجت ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة) مسند الإمام أحمد: ۳۳/۲۷۷ لہذا رہ جانے والی نماز عصر کے بعد ادا کی جاسکتی ہے۔ یہ صرف آپ ہی کی خصوصیت نہیں ہے کیونکہ مذکورہ الفاظ ضعیف ہیں مزید برآں یہ کہ جب تک سورج روشن اور چمک دار ہو تو مطلقاً نوافل بھی پڑھے جاسکتے ہیں جیسا کہ پیچھے تفصیل گزر چکی ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۸۰- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي بَيْتِهَا بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ مَرَّةً وَاحِدَةً وَأَنَّهَا ذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: «هُمَا رَكْعَتَانِ كُنْتُ أُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الظُّهْرِ فَشَغَلْتُ عَنْهُمَا حَتَّى صَلَّيْتُ الْعَصْرَ».

۵۸۰- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں صرف ایک دفعہ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ انھوں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ وہ رکعتیں ہیں جو میں ظہر کے بعد پڑھا کرتا ہوں۔ آج میں ان سے مصروف رہا حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا اور مجھے عصر پڑھنی پڑی۔“

۶- کتاب المواقیت ..... نماز عصر کے بعد غروب شمس سے قبل نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان

۵۸۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ :  
أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ : حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ  
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ  
قَالَتْ : سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ  
قَبْلَ الْعَصْرِ فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ .

۵۸۱- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے  
رسول ﷺ (ایک دن) عصر سے پہلے (ظہر کے بعد)  
کی دو رکعتوں سے مصروف رہے تو آپ نے انھیں عصر  
کے بعد ادا فرمایا۔

☀️ فائدہ: عصر کے بعد نوافل پڑھنا جائز ہے جب تک کہ سورج زرد نہ ہو جیسا کہ پیچھے تفصیل گزر چکی ہے۔  
دیکھیے حدیث: ۵۷۴ اور ۵۷۹ کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ۲۷) - الرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ  
غُرُوبِ الشَّمْسِ (التحفة ۶۱)

باب ۳۷: - غروب شمس سے قبل نماز  
کی رخصت

۵۸۲- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ :  
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ : حَدَّثَنَا أَبِي :  
حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ قَالَ : سَأَلْتُ  
لَا حَقَّ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ  
فَقَالَ : كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يُصَلِّيهِمَا  
فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ : مَا هَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ  
عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ ؟ فَاضْطَرَّ الْحَدِيثُ  
إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ : إِنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ  
فَسُغِلَ عَنْهُمَا فَرَكَعَهُمَا حِينَ غَابَتِ  
الشَّمْسُ ، فَلَمْ أَرَهُ يُصَلِّيهِمَا قَبْلَ وَلَا بَعْدُ .

۵۸۲- حضرت عمران بن حدیر نے حضرت لاحق  
سے غروب شمس سے قبل کی دو رکعتوں کے بارے میں  
پوچھا تو انھوں نے فرمایا: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما یہ  
دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے  
انھیں پیغام بھیجا کہ غروب آفتاب کے وقت یہ دو رکعتیں  
کیسی ہیں؟ بات حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو انھوں  
نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ یہ دو رکعتیں عصر سے پہلے  
پڑھا کرتے تھے۔ (ایک دن) آپ مصروفیت کی بنا پر  
نہ پڑھ سکے تو آپ نے غروب شمس کے وقت (عصر کے  
بعد) یہ دو رکعتیں پڑھ لیں۔ میں نے اس دن کے سوا  
کبھی آپ کو یہ دو رکعتیں پڑھتے نہیں دیکھا۔ اس سے  
پہلے نہ بعد۔

☀️ فوائد و مسائل: ① [فَاضْطَرَّ الْحَدِيثُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ] [بات ام سلمہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی۔] یہ معنی لفظ

۵۸۱- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۶/۳۰۶ عن وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۵۸

۵۸۲- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۱۵۵۸، وللحديث طرق كثيرة جدًا.

۶- کتاب المواقیت ..... اذان مغرب کے بعد نماز مغرب سے قبل نوافل پڑھنے کا بیان

”الحدیث“ کو مرفوع پڑھنے کی صورت میں ہیں۔ جب اسے منصوب پڑھیں تو معنی یہ ہوں گے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کی یا انھیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا سہارا لینا پڑایا یا اس بارے میں بات کرنی پڑی وغیرہ۔ (۵) اس روایت سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رکعتیں وہ نہیں ہیں جو آپ عصر کے بعد بالدرام ادا فرمایا کرتے تھے جیسا کہ حدیث کے ان آخری الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے: ”میں نے اس دن کے سوا کبھی آپ کو یہ دو رکعتیں پڑھتے نہیں دیکھا اس سے پہلے نہ بعد“ بلکہ یہ دو رکعتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور دن غروب شمس سے قبل ادا فرمائی ہوں گی جو عصر کی نماز کی عصر سے قبل کی دو رکعتیں ہو سکتی ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ نفس وہی دو رکعتیں ہوں جو آپ عصر کے بعد باقاعدہ پڑھا کرتے تھے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بعد میں ان کی ادائیگی کی نفی کرنا ان کے علم کی حد تک ہے اس سے نفس مسئلہ کی نفی نہیں ہوتی۔ لیکن زیادہ صحیح پہلی بات ہی معلوم ہوتی ہے۔ مزید دیکھیے: (شرح سنن النسائي للإتيوبي: ۲۱۲/۷) کیونکہ اس کی تائید حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گزشتہ حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں سورج کے روشن اور چمک دار رہنے تک نماز کی اجازت ہے لہذا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا بعد میں ان دو رکعتوں کو باقاعدہ اس وقت میں ادا کرنا ان کا اپنا اجتہاد ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عذر کی بنا پر ادا کی ہوں گی۔ واللہ اعلم.

باب: ۳۸- (نماز) مغرب سے پہلے نماز

پڑھنے کی رخصت

(المعجم ۳۸) - الرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ

الْمَغْرِبِ (التحفة ۶۲)


۵۸۳- ابوالخیر سے روایت ہے کہ حضرت ابوتیمم جیشانی مغرب (کی نماز) سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کے لیے اٹھے۔ میں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے کہا: انھیں دیکھیے یہ کون سی نماز پڑھ رہے ہیں؟ انھوں نے ان کی طرف توجہ فرمائی تو انھیں (نماز پڑھتے) دیکھا تو انھوں نے فرمایا کہ ہم یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں پڑھا کرتے تھے۔

۵۸۳- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُفَيْلٍ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَيْسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ: أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيَّ قَامَ لَيْلِرَكَعٍ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَقُلْتُ لِعَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنْظِرْ إِلَيَّ هَذَا أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي؟ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَرَأَاهُ

۵۸۳- أخرجه البخاري، التمهجد، باب الصلاة قبل المغرب، ح: ۱۱۸۴ من حديث يزيد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۴.

۶- کتاب المواقیب ..... صبح کی سنتوں کا بیان


فَقَالَ: هَذِهِ صَلَاةٌ كُنَّا نُصَلِّيْهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

 فوائد و مسائل: ① ان دو رکعتوں کو نماز مغرب سے پہلے والی سنتیں کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی رغبت دلایا کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انھیں کثرت سے پڑھا کرتے تھے مگر وقت کم ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ متروک ہو گئیں اس لیے ابوالخیر کو تعجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے محدثین اور اہل حدیث کو جو متروک سنتوں کو زندہ کرتے ہیں۔ احتاف بلا وجہ ان سنتوں کے خلاف ہیں کہ ان کے پڑھنے سے نماز مؤخر ہو جائے گی حالانکہ دو ہلکی رکعتوں سے کیا فرق پڑتا ہے؟ بلکہ تکثیر جماعت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں فرمان رسول ﷺ ہے: [يَبِيْنُ كُلُّ اَذَانِيْنَ صَلَاةٍ] (صحیح البخاری، الأذان، حدیث: ۶۲۳، وصحیح مسلم، صلاة المسافرین، حدیث: ۸۳۸) ”ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے۔“ اور فرمایا: [صَلُّوْا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ] (صحیح البخاری، التہجد، حدیث: ۱۱۸۳) ”نماز مغرب سے پہلے نماز پڑھو۔“ یہ صحیح بخاری کی روایت ہے اور کیا چاہیے؟ مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

(المعجم ۳۹) - الصَّلَاةُ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ (التَّحْفَةُ ۶۳)  
باب: ۳۹- صبح طلوع ہونے کے بعد نماز (سنت فجر)

۵۸۴- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۵۸۴- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب فجر طلوع ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ صرف دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

 فائدہ: یہ نماز فجر کی دو سنتیں ہیں جو انتہائی مؤکدہ ہیں۔ انھیں آپ نے حضر میں چھوڑا نہ سفر میں بلکہ ایک دفعہ فجر کی نماز قضا ہوگئی تو آپ نے دن چڑھے نماز پڑھی مگر ان دو سنتوں کو نہ چھوڑا۔ پہلے یہ پڑھیں پھر فرض پڑھے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۸۱) یاد رہے کہ طلوع فجر سے طلوع شمس تک ان دو

۵۸۴- أخرجه مسلم، صلاة المسافرین، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما... الخ، ح: ۷۲۳ عن أحمد بن عبدالله، والبخاري، الأذان، باب الأذان بعد الفجر، ح: ۶۱۸ من حديث نافع به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۵۹.

۶- کتاب المواقیب ..... نماز فجر تک نفل نماز پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل  
 رکعتوں کے علاوہ نفل نماز جائز نہیں۔

باب: ۴۰- صبح کی نماز تک نفل نماز  
 پڑھی جاسکتی ہے

(المعجم ۴۰) - إِبَاحَةُ الصَّلَاةِ إِلَى أَنْ  
 يُصَلِّيَ الصُّبْحُ (التحفة ۶۴)

۵۸۵- حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ  
 کے رسول! (سب سے پہلے) آپ پر کون ایمان لایا؟  
 آپ نے فرمایا: ”ایک آزاد (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) اور  
 ایک غلام (حضرت بلال رضی اللہ عنہ)۔“ میں نے کہا: کیا کوئی  
 وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں دوسرے وقت سے زیادہ قرب  
 والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں رات کا آخری نصف“  
 لہذا تم نماز پڑھو جس قدر تم چاہو یہاں تک کہ تم صبح کی  
 نماز پڑھو پھر سورج طلوع ہونے تک رک جاؤ جب تک  
 کہ وہ ڈھال کی طرح رہے۔ جب وہ پھیل جائے تو  
 جس قدر چاہو نماز پڑھو حتیٰ کہ ستون اپنے سائے پر کھڑا ہو  
 جائے۔ پھر رک جاؤ حتیٰ کہ سورج ڈھل جائے کیونکہ  
 دوپہر کے وقت جہنم بھڑکایا جاتا ہے پھر جس قدر چاہو  
 نماز پڑھو حتیٰ کہ عصر کی نماز پڑھ لو پھر رک جاؤ حتیٰ کہ  
 سورج غروب ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے دو سیٹلوں  
 کے درمیان طلوع و غروب ہوتا ہے۔“

۵۸۵- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ  
 سُلَيْمَانَ وَأَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا : حَدَّثَنَا  
 حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ أَيُّوبُ : حَدَّثَنَا  
 وَقَالَ الْحَسَنُ : أَخْبَرَنِي شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ  
 عَطَاءٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ طَلْحٍ، عَنْ عَبْدِ  
 الرَّحْمَنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ  
 عَبْسَةَ قَالَ : أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ :  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ ! مَنْ أَسْلَمَ مَعَكَ ؟ قَالَ : « حُرٌّ  
 وَعَبْدٌ » قُلْتُ : هَلْ مِنْ سَاعَةٍ أَقْرَبُ إِلَى اللَّهِ  
 عَزَّ وَجَلَّ مِنْ أُخْرَى ؟ قَالَ : « نَعَمْ جَوْفُ  
 اللَّيْلِ الْآخِرِ فَصَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتَّى تُصَلِّيَ  
 الصُّبْحَ ، ثُمَّ أَنْتَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَمَا  
 دَامَتْ » وَقَالَ أَيُّوبُ : « فَمَا دَامَتْ كَأَنَّهَا  
 حَجَفَةٌ حَتَّى تَنْتَشِرَ ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتَّى  
 يَقُومَ الْعُمُودُ عَلَى ظِلِّهِ ثُمَّ أَنْتَ حَتَّى تَزُولَ  
 الشَّمْسُ ، فَإِنَّ جَهَنَّمَ تُسَجَّرُ نِصْفَ النَّهَارِ  
 ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ  
 أَنْتَ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ  
 قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَتَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ »

۵۸۵- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الساعات التي نكرو فيها الصلاة،  
 ح: ۱۲۵۱، ح: ۱۳۶۴ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۶۰. # ابن البيلماني ضعيف، ولبعض الحديث  
 شاهد عند مسلم، ح: ۸۳۲، صلاة المسافرين، باب إسلام عمرو بن عبسة وغيره.

۶- کتاب المواقیت ..... بیت اللہ میں نماز اور نوافل وغیرہ کے اوقات سے متعلق احکام و مسائل

🌅 فائدہ و مسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سند اضعیف قرار دیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث کے بعض حصے کے شاہد صحیح مسلم میں موجود ہیں جبکہ دیگر محققین نے انہی شواہد کی بنا پر اسے صحیح قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت سند اضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۲/۲۳۷، و صحیح سنن أبي داود (مفصل) للالبانی، رقم: ۱۱۵۸، و سنن ابن ماجہ للذکور بشار عواد، حدیث: ۱۲۵۱) بنا بریں بعض الفاظ کی ضروری وضاحت مناسب معلوم ہوتی ہے۔ ”جب تک وہ ڈھال کی طرح رہے۔“ یعنی سورج کی ٹکلیا صاف نظر آئے، نظر نہ چندھیائے۔ ② پھیل جانے سے مراد ہے شعاعوں کا پھیلنا کہ اس کی طرف دیکھا نہ جاسکے۔ ③ ستون کے سائے پر کھڑا ہونے کا مطلب ہے: سورج سر پر آجائے اور سایہ ختم ہو جائے۔ مکہ مکرمہ میں تخت گرمیوں میں ایسا ہو جاتا ہے۔ ④ ”یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھ لو۔“ اس سے مراد طلوع فجر ہے یا صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک کا درمیانی وقت؟ اس میں اختلاف ہے۔ اگرچہ بعض روایات کے ظاہر الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ اس سے طلوع فجر کے بعد کا وقت ہے لیکن اس میں اور اس مفہوم کی دیگر صحیح روایات میں اجمال ہے۔ تفصیلی روایات سے یہ ابہام رفع ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ وقت صبح کی نماز کے بعد کا ہے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا موقف ہے اور اس کی دلیل اسی حدیث کے مندرجہ ذیل الفاظ ہیں: [فَصَلِّ مَا بَدَأَكَ حَتَّى تَصَلِّيَ الصُّبْحَ] یا طلوع فجر کے بعد عام نوافل کی ممانعت پر دلالت کرنے والی روایات کو نہی تنزیہ پر محمول کر لیا جائے، اگرچہ بعض نے ممانعت کی ان تمام روایات کو ناقابل حجت قرار دیا ہے اور اس کے لیے یہی مذکورہ روایت قرینہ صارفہ بن جائے بہر حال تب بھی جواز ہی نکلتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا ترجمہ الباب سے یہی رجحان معلوم ہوتا ہے۔ یہ تو ہے جواز کا مسئلہ لیکن افضل یہ ہے کہ بلا ضرورت و سبب فجر کی ہلکی دو سنتوں کے علاوہ کوئی اور نفل نہ پڑھے جائیں جیسا کہ حدیث: ۵۸۳ سے ظاہر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح سنن النسائي للإبوابي: ۲۲۲/۲۲۳) ⑤ سورج کا شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہونے کا مطلب پہلے واضح کیا جا چکا ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۵۶۰)

(المعجم ۴۱) - إِيَابَةُ الصَّلَاةِ فِي  
 السَّاعَاتِ كُلِّهَا بِمَكَّةَ (التحفة ۶۵)  
 باب: ۴۱- مکہ مکرمہ میں تمام اوقات میں  
 نماز پڑھنا جائز ہے

۵۸۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنصُورٍ: ۵۸۶- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۵۸۶- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، المناسك، باب الطواف بعد العصر، ح: ۱۸۹۴، والترمذي، الحج، باب ماجاء في الصلاة بعد العصر . . . الخ، ح: ۸۶۸، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الرخصة في الصلاة بمكة في كل وقت، ح: ۱۲۵۴ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۶۱، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، و صححه الحاكم على شرط مسلم: ۴۴۸/۱، ووافقه الذهبي

۶- کتاب المواقیب ..... سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ أَبِي الزُّبَيْرِ  
 قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بَابَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ  
 جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يَا بَنِي  
 عَبْدٍ مَنَافٍ! لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ  
 وَصَلَّى آيَةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ».

🌞 فائدہ: فقہائے محدثین نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ بیت اللہ میں نفل نماز کے لیے کوئی وقت مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہ شرف و عظمت کی جگہ ہے۔ لوگ وہاں ہر وقت مستفید ہوتے ہوں۔ وہاں کسی بھی وقت کی نماز غیر مسلمین کے مشابہ نہیں ہو سکتی لہذا صرف طواف کے بعد ہی دو رکعتوں کی اجازت نہیں بلکہ مطلقاً نوافل پڑھنے کی رخصت ہے جیسا کہ اس مفہوم کی مؤید حدیث ابن حبان میں بایں الفاظ آتی ہے: [يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! إِنْ كَانَ إِلَيْكُمْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ فَلَا أَعْرِفَنَّ أَحَدًا مِنْهُمْ أَنْ يَمْنَعَ مَنْ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ أَيَّ سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ] ”اے بنی عبدالمطلب! اگر تمہارے پاس کوئی اختیار آجائے تو میں ان میں سے کسی (صاحب اختیار) کو نہ جانوں جو منع کرے اس شخص کو جو بیت اللہ میں دن یا رات کی کسی گھڑی میں نماز پڑھتا ہے۔“ (صحیح ابن حبان: ۴۲۰/۴، حدیث: ۱۵۵۲) اس حدیث سے ان مکروہ اوقات میں عام نوافل پڑھنے کی بھی اجازت ہے لہذا اس حدیث سے نبی کی احادیث کی تخصیص کی جائے گی۔ اس طرح سب روایات پر عمل ہو جائے گا۔ لیکن احتاف نے نبی کی روایات کی بنا پر اس حدیث اور اس مفہوم کی دیگر احادیث کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ آپ نے حرم کے متولی حضرات کو نمازیوں کو مسجد میں داخل ہونے سے روکنے سے منع کیا ہے نہ کہ نمازیوں کو ہر وقت نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ مگر یہ اوپر کی صحیح صریح حدیث کے خلاف ہے نیز اس سے صریح جواز کی روایات کا ترک لازم آتا ہے۔ کیا اس سے بہتر نہیں کہ عام نبی کی روایات کو ان روایات سے خاص کر کے سب پر عمل کیا جائے؟ غور فرمائیں۔ احادیث میں چونکہ صرف بیت اللہ کی تخصیص ہے اس لیے اس اجازت میں حرم یا پورا مکہ شامل نہیں ہے یہاں مکہ سے بظاہر بیت اللہ ہی مراد ہے جیسا کہ احادیث میں آتا ہے اور جس حدیث میں پورے مکہ کا استثنا ہے وہ سنداً ضعیف ہے اس کی سند میں عبد اللہ بن مؤمل ضعیف راوی ہے۔ واللہ اعلم.

باب: ۴۲- مسافر ظہر اور عصر کی نمازیں

کس وقت اکٹھی کرے؟

(المعجم ۴۲) - أَلْوَقْتُ الَّذِي يَجْمَعُ فِيهِ

الْمُسَافِرُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ (التحفة ۶۶)

۶- کتاب المواقیت ..... سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۵۸۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک مؤخر کرتے پھر اترتے اور دونوں کو اکٹھا کرتے اور اگر سفر شروع کرنے سے قبل سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر سواری فرماتے۔

۵۸۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ، ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ.

 فوائد و مسائل: ① مسافر اگر ظہر اور عصر اور اسی طرح مغرب اور عشاء کو جمع کرنا چاہے تو اس کی تین صورتیں ہیں: ایک جمع تقدیم ہے یعنی ظہر کی نماز کے ساتھ عصر کو یا مغرب کے ساتھ عشاء کو جمع کر لیا جائے۔ دوسری صورت ہے جمع تاخیر، یعنی ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ اور مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھا جائے۔ تیسری صورت جمع صوری ہے یعنی ظہر کی نماز کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے اول وقت میں، اسی طرح مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو اول وقت میں پڑھا جائے۔ یہ تینوں صورتیں جائز ہیں، اس لیے کہ نبی ﷺ سے یہ ساری ہی صورتیں ثابت ہیں۔ بنا بریں پہلی دو صورتوں کا انکار کر کے صرف جمع صوری ہی پر اصرار کرنا، اس یسر (آسانی) کو ختم کرنا ہے جو شریعت کی طرف سے دی گئی ہے۔ ② مذکورہ حدیث کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں جمع صوری کا بیان ہے لیکن الفاظ حدیث اس کی تائید نہیں کرتے۔ اس میں ظہر کو عصر کے وقت پڑھنے کا ذکر ہے تو اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ آپ نے جمع تاخیر کی ہے، یعنی ظہر کو عصر کے وقت میں عصر کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور اس سے بھی مزید تصریح کے ساتھ الفاظ آتے ہیں فرمایا: [أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى أَنْ يَدْخُلَ وَقْتُ الْعَصْرِ] ”آپ ﷺ نے ظہر کو اس حد تک مؤخر کیا کہ عصر کا وقت داخل ہو گیا۔“ دیکھیے: (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۷۰۴) اسی طرح دیگر روایات میں آتا ہے کہ سورج ڈھلنے کے بعد آپ سفر کا آغاز فرماتے تو ظہر کے ساتھ عصر کی نماز بھی پڑھ لیتے (یعنی جمع تقدیم کر لیتے)۔ اس حدیث میں اختصار ہے جس کی وضاحت دوسری احادیث سے ہو جاتی ہے۔ اگلی احادیث میں ان ساری صورتوں کا بیان آ رہا ہے، البتہ حج کے دوران عرفات میں ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھنا متفق علیہ ہے اور یہ جمع تقدیم ہوگی۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۲۱۸)

۵۸۷- أخرجه البخاري، التقيصير، باب: إذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس صلى الظهر ثم ركب، ح: ۱۱۱۲، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر، ح: ۷۰۴ عن قتيبة بن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۶۲.



۶- کتاب المواقیب \_\_\_\_\_ سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۵۸۸- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم غزوہ تبوک کے سال (۹ ہجری میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے ظہر کی نماز کو مؤخر فرمایا، پھر باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر اکٹھی پڑھیں۔ پھر اندر چلے گئے، پھر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء اکٹھی کر کے پڑھیں۔

۵۸۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ تَبُوكَ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَأَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ.

☀️ فائدہ: اس میں بظاہر جمع تاخیر کا بیان ہے۔

باب: ۴۳- جمع کرنے کے طریقے کی وضاحت

(المعجم ۴۳) - بَيَانُ ذَلِكَ (التحفة ۶۷)

۵۸۹- جناب کثیر بن قاروندا سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت سالم بن عبد اللہ سے ان کے والد محترم (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کی دوران سفر کی نماز کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ سفر کے دوران میں نمازوں کو جمع کرتے تھے؟ تو انھوں نے بتایا کہ حضرت صفیہ بنت ابی عبید میرے والد محترم کے نکاح میں تھیں۔ انھوں نے والد محترم کو لکھا، جب کہ آپ اپنی

۵۸۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ قَارُونَدا قَالَ: سَأَلْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ صَلَاةِ أَبِيهِ فِي السَّفَرِ، وَسَأَلْتُهُ هَلْ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ فِي سَفَرِهِ؟ فَذَكَرَ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ كَانَتْ تَحْتَهُ فَكَتَبَتْ إِلَيْهِ، وَهُوَ فِي زُرَاعَةٍ

۵۸۸- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، ح: ۷۰۶ من حديث أبي الزبير به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۴۳، والكبرى، ح: ۱۵۶۳.

۵۸۹- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۱۵۶۴، وللحديث شواهد كثيرة، انظر، ح: ۵۹۶ وغيره. \* كثير بن قاروندا، روى عنه جماعة، ووفقه ابن حبان.

۶- کتاب المواقیت

سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

زمین میں تھے کہ میں دنیا کے دنوں میں سے آخری اور آخرت کے دنوں میں سے پہلے دن میں ہوں۔ (یعنی قریب المرگ ہوں آپ تشریف لائیے۔) چنانچہ آپ فوراً سوار ہوئے اور بڑی تیزی سے ان کی طرف چلے حتیٰ کہ جب نماز ظہر کا وقت ہوا تو ان سے مؤذن نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! نماز پڑھ لیجیے۔ لیکن آپ نے توجہ نہ فرمائی حتیٰ کہ جب دو نمازوں (ظہر اور عصر) کا درمیان ہوا تو اترے اور فرمایا: اقامت کہو اور جب میں (ظہر کی) نماز سے سلام پھیر لوں تو پھر (عصر کی) اقامت کہہ دینا۔ اس طرح نمازیں پڑھیں۔ پھر دوبارہ سوار ہوئے حتیٰ کہ جب سورج غروب ہو گیا تو مؤذن نے آپ سے کہا کہ نماز پڑھ لیجیے۔ آپ نے فرمایا: جس طرح ظہر اور عصر میں کیا تھا اسی طرح اب کرنا حتیٰ کہ جب تارے گہرے اور گھنے ہو گئے تو اترے پھر مؤذن سے کہا: اقامت کہو۔ پھر جب میں (مغرب کی نماز سے) سلام پھیر لوں تو (عشاء کے لیے) اقامت کہہ دینا۔ اسی طرح دونوں نمازیں پڑھیں۔ پھر فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب تم میں سے کسی کو کوئی ایسا کام پڑ جائے جس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو وہ اس طرح نمازیں پڑھے۔“

لَهُ: أَنِّي فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الْآخِرَةِ، فَرَكِبَ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ إِلَيْهَا حَتَّى إِذَا حَانَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ قَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ: الصَّلَاةُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! فَلَمْ يَلْتَفِتْ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ نَزَلَ فَقَالَ: أَقِمُّ فَإِذَا سَلَّمْتُ فَأَقِمُّ فَصَلَّى ثُمَّ رَكِبَ حَتَّى إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ: الصَّلَاةُ فَقَالَ: كَفَعَلِكَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ سَارَ حَتَّى إِذَا اسْتَبَكَّتِ النُّجُومُ نَزَلَ ثُمَّ قَالَ لِلْمُؤَذِّنِ: أَقِمُّ فَإِذَا سَلَّمْتُ فَأَقِمُّ فَصَلَّى ثُمَّ انصَرَفَ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمْ الْأَمْرُ الَّذِي يَخَافُ فَوْتَهُ فَلْيُصَلِّ هَذِهِ الصَّلَاةَ».

☀️ فائدہ: اس حدیث میں احتمال ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جمع تقدیم کی یا تاخیر یا پھر صوری؟ تینوں کا احتمال ہے تاہم حدیث: ۵۹۲ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جمع تاخیر کی تھی۔

باب: ۳۳- جس وقت متیم بھی دو نمازیں اکٹھی پڑھ سکتا ہے

(المعجم ۴۴) - الْوَقْتُ الَّذِي يَجْمَعُ فِيهِ الْمُتَمِيمُ (التحفة ۶۸)

## ۶- کتاب المواقیت


سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۵۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

میں نے نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں آٹھ رکعتیں اکٹھی اور سات رکعتیں اکٹھی پڑھیں۔ آپ نے ظہر کو مؤخر کیا اور عصر کو جلدی پڑھا، اسی طرح مغرب کو مؤخر کیا اور عشاء کو جلدی پڑھا۔

۵۹۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا، آخَرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ العَصْرَ وَآخَرَ المَغْرِبَ وَعَجَّلَ العِشَاءَ.

 فوائد و مسائل: ① حدیث میں وارد یہ الفاظ: [آخَرَ الظُّهْرَ..... وَ عَجَّلَ العِشَاءَ] مدرج ہیں۔ یہ جابر بن زید کا اپنا کلام ہے جو انھوں نے اپنے گمان کے طور پر بیان کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ نہیں ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم کی تفصیلی روایات سے پتا چلتا ہے، نیز محقق کتاب نے بھی تخریج میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے لہذا انھیں بنیاد بنا کر جمع حقیقی کی نفی نہیں کی جاسکتی جیسا کہ بعض لوگ اسے جمع حقیقی کی بجائے جمع صوری قرار دیتے ہیں یہ بات صحیح نہیں، حدیث کے الفاظ اس کی تائید نہیں کرتے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلہ الأحادیث الصحیحہ، حدیث: ۲۷۹۵) نبی ﷺ کا یہ عمل حالت اقامت یعنی مدینہ منورہ کا ہے۔ گویا آپ نے اس موقع پر بغیر کسی سبب کے دو نمازیں اکٹھی کر کے پڑھیں۔ استفسار پر آپ نے اس کی وضاحت یہ فرمائی: ”تا کہ میری امت کو مشقت نہ ہو۔“ (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۷۰۵) اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ متمم شخص بھی ضرورت کے پیش نظر دو نمازیں اکٹھی کر کے پڑھ سکتا ہے لیکن تساہل، کاروباری مشاغل اور عادات کے طور پر ایسا کرنا کبیرہ گناہ ہے، عام حالات میں اس کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

۵۹۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

انھوں نے بصرہ میں ظہر اور عصر کو اس طرح پڑھا کہ ان کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں تھا اور مغرب اور عشاء کو بھی اسی طرح پڑھا کہ ان کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں تھا۔ آپ نے یہ کام کسی مصروفیت کی بنا پر کیا تھا، نیز انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ

۵۹۱- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْبُ بْنُ

أَصْرَمَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هَلَالٍ: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَبِيبٍ - عَنْ عَمْرٍو ابْنِ هَرِيمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ صَلَّى بِالْبَصْرَةِ الْأُولَى وَالْعَصْرَ لَيْسَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ، وَالْمَغْرِبَ

۵۹۰- أخرجه البخاري، أبواب التطوع، باب من لم يتطوع بعد المكتوبة، ح: ۱۱۷۴، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، ح: ۷۰۵/۵۵ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبير، ح: ۳۷۶، قوله "أخبر الظهر... الخ" مدرج من كلام جابر بن زيد أبي الشعثاء كما في صحيح البخاري وصحيح مسلم وغيرهما.

۵۹۱- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب تأخير الظهر إلى العصر، ح: ۵۴۳، ومسلم وغيره من حديث جابر ابن زيد، انظر الحديث السابق، وهو في الكبير، ح: ۱۵۶۵.

۶- کتاب المواقیت \_\_\_\_\_ سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

وَالْعِشَاءَ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ، فَعَلَ ذَلِكَ مِنْ شُغْلٍ وَزَعَمَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ الْأُولَى وَالْعَصْرَ ثَمَانِ سَجَدَاتٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ.

میں ظہر اور عصر کی آٹھ رکعات پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں تھا۔

☀️ فائدہ: اس روایت کا مفہوم بھی سابقہ روایت والا ہی ہے یعنی یہ بظاہر جمع تاخیر تھی۔ ایسا کبھی کبھار ہونا چاہیے بالخصوص جبکہ واقعی مصروفیت بھی ہو جیسا کہ آپ سے بھی ایک ہی دفعہ ثابت ہے۔

(المعجم ۴۵) - الْوَقْتُ الَّذِي يَجْمَعُ فِيهِ الْمَسَافِرُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ  
باب: ۴۵- مسافر مغرب و عشاء کی نمازیں  
کس وقت جمع کرے؟  
(التحفة ۶۹)

۵۹۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قُرَيْشٍ قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ إِلَى الْحَمِي، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ هَبْتُ أَنْ أَقُولَ لَهُ: الصَّلَاةُ، فَسَارَ حَتَّى ذَهَبَ بِيَاضُ الْأُفُقِ وَفَحَمَةُ الْعِشَاءِ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ عَلَى إِثْرِهَا ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ.

۵۹۲- قریش کے ایک بزرگ اسماعیل بن عبدالرحمن نے کہا: میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حمی (مدینہ منورہ سے قریب ایک چراگاہ) تک رہا۔ جب سورج غروب ہو گیا تو میں ڈرتا ہی رہا کہ آپ سے کہوں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ چلتے رہے حتیٰ کہ مغربی کنارے کی سفیدی ختم ہو گئی اور عشاء (رات) کی سیاہی آ گئی۔ پھر آپ اترے اور مغرب کی نماز تین رکعات پڑھیں، پھر اس کے بعد عشاء کی دو رکعات پڑھیں، پھر فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

☀️ فائدہ: ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جمع تاخیر کی ہے یعنی مغرب کا وقت ختم ہو جانے کے بعد اور عشاء کا وقت آ جانے پر دونوں نمازیں پڑھی تھیں۔ گویا سفر میں جمع تاخیر بھی جائز ہے کیونکہ اس میں سہولت ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۹۲- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۲/۲، والحميدي (ح: ۶۸۱ بتحقيقي) عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى: ۱۵۷۰. \* إسماعيل (ابن أبي ذؤيب) ثقة، وابن أبي نجیح مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ۷/۷۴)، وعن، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي: (۵۹۶).

۶- کتاب المواقیب


سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۵۹۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں چلنے کی جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کو مؤخر کرتے حتیٰ کہ اسے اور عشاء کی نماز کو اکٹھا پڑھتے۔

۵۹۳- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ ابْنِ أَبِي حَمْرَةَ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ.

۵۹۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورج غروب ہوا تو رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے مگر آپ نے دونوں نمازیں (مقام) سرف میں جمع کیں۔

۵۹۴- أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ إِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: غَابَتِ الشَّمْسُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ فَجَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِسَرَفٍ.

 فائدہ: سرف ایک مقام ہے جو مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلے پر ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنا فاصلہ طے کرنا مغرب کے وقت کے اندر تو ممکن نہیں لہذا یہ لازماً جمع تاخیر ہے جو سفر میں بلا ریب جائز ہے۔

۵۹۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب چلنے کی جلدی ہوتی تو آپ ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک مؤخر کرتے، پھر دونوں کو

۵۹۵- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَادٍ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ

۵۹۳- أخرجه البخاري، التقصير، باب تصلي المغرب ثلاثاً في السفر، ح: ۱۰۹۱ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر، ح: ۷۰۳/۴۵ من حديث الزهري به.

۵۹۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الجمع بين الصلاتين، ح: ۱۲۱۵ من حديث يحيى بن محمد به. \* أبو الزبير مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ۷/۷۴) وغيره، وعنن، ولم أجد تصريح سماعه.

۵۹۵- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر، ح: ۷۰۴/۴۸ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۶۶.

۶- کتاب المواقیت \_\_\_\_\_ سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

اکٹھا پڑھتے۔ اسی طرح مغرب کی نماز کو مؤخر کرتے حتیٰ کہ جب سرخی غائب ہو جاتی اسے اور عشاء کی نماز کو اکٹھا پڑھتے۔

عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا عَجَلَ بِهِ السَّيْرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ العَصْرِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا، وَيُؤَخِّرُ المَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَيَبِينَ العِشَاءَ حَتَّى يَغِيبَ الشَّفَقُ.

فائدہ: اس روایت میں بھی جمع تاخیر ہے۔

۵۹۶- حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سفر میں نکلا۔ آپ اپنی زمین میں جانا چاہتے تھے۔ اتنے میں ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: تحقیق صفیہ بنت ابوعبید (ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی) بہت تنگ (تکلیف میں) ہیں، جلدی چلیں تاکہ آپ انھیں (زندگی میں) مل سکیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما جلدی چلے اور ان کے ساتھ قریش کے ایک اور بزرگ بھی سفر کر رہے تھے۔ سورج غروب ہو گیا مگر انھوں (ابن عمر رضی اللہ عنہما) نے نماز نہ پڑھی جب کہ میں نے آپ کو ہمیشہ دیکھا تھا کہ آپ نماز کی بہت پابندی کرتے تھے۔ جب آپ نے زیادہ دیر کی تو میں نے کہا: نماز پڑھ لیجئے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! آپ نے میری طرف دیکھا اور چلتے رہے حتیٰ کہ جب سرخی غائب ہوئے تو کہوئی تو آپ اترے اور مغرب کی نماز پڑھی، پھر عشاء کی اقامت کہلوائی جب کہ سرخی غائب ہو چکی تھی اور ہمیں عشاء کی نماز پڑھانی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چلنے کی

۵۹۶- أَخْبَرَنَا مَخْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الوَلِيدُ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ يُرِيدُ أَرْضًا لَهُ فَأَتَاهُ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ لَمَّا بِهَا، فَانظُرْ أَنْ تُدْرِكَهَا فَخَرَجَ مُسْرِعًا وَمَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُسَاطِرُهُ، وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ وَكَانَ عَهْدِي بِهِ وَهُوَ يُحَافِظُ عَلَى الصَّلَاةِ، فَلَمَّا أَبْطَأْتُ قُلْتُ: أَلصَّلَاةَ يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَأَلْتَمَسْتُ إِلَيْهِ وَمَضَى حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى المَغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ العِشَاءَ وَقَدْ تَوَارَى الشَّفَقُ فَصَلَّى بِنَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا عَجَلَ بِهِ السَّيْرُ صَنَعَ هَكَذَا.

۵۹۶- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الجمع بين الصلاتين، ح: ۱۲۱۳ من حديث ابن جابر، ومسلم، ح: ۷۰۳ (انظر الحديث السابق) من حديث نافع به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۶۹.

۶- کتاب المواقیت \_\_\_\_\_ سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل  
جلدی ہوتی تو آپ ایسے کیا کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: اس روایت میں بظاہر جمع صوری کا ذکر ہے جب کہ پچھلی روایات میں جمع تاخیر کا، گویا دونوں جائز ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان روایات کو تعدد واقعہ پر محمول کیا ہے، یعنی کبھی نمازیں جمع حقیقی کی صورت میں اور کبھی جمع صوری کی شکل میں ادا کیں، لہذا اس طرح روایات میں کوئی تعارض نہیں رہتا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۲/۴۵۰، ۴۵۱، حدیث: ۱۱۰۹) نیز بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اہلیہ مدینے میں تھیں اور آپ مکہ میں تو اس طرح مدینہ پہنچنے تک تین دن لگے تھے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی للإتیوبی: ۲۴۳/۷)

۵۹۷- حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ مکرمہ سے آئے۔ اس رات آپ چلتے رہے حتیٰ کہ شام ہو گئی۔ ہم نے سمجھا کہ آپ نماز بھول گئے ہیں۔ ہم نے آپ سے کہا: نماز پڑھیے! آپ چپ رہے اور چلتے رہے حتیٰ کہ قریب تھا کہ سرخی غائب ہو جاتی، پھر آپ اترے اور مغرب کی نماز پڑھی، اتنے میں سرخی بھی غائب ہو گئی، پھر آپ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے ہی کیا کرتے تھے جب آپ کو چلنے کی جلدی ہوتی تھی۔

۵۹۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْعَطَّافُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ، فَلَمَّا كَانَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ سَارَ بِنَا حَتَّى أُمْسَيْنَا، فَظَنَنَّا أَنَّهُ نَسِيَ الصَّلَاةَ فَقُلْنَا لَهُ: الصَّلَاةَ، فَسَكَتَ وَسَارَ حَتَّى كَادَ الشَّفَقُ أَنْ يَغِيبَ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، وَغَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: هَكَذَا كُنَّا نَصْنَعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ.

۵۹۸- حضرت کثیر بن قاروندانے کہا کہ ہم نے حضرت سالم بن عبداللہ سے سفر کی نماز کے بارے میں پوچھا، ہم نے کہا: کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں نمازوں کو جمع کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: نہیں سوائے مزدلفہ کے۔ پھر وہ چونکے اور کہنے لگے: ان کے نکاح میں صفیہ بنت ابو عبیدہ تھیں۔ انھوں نے آپ کو پیغام بھیجا:

۵۹۸- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ قَارَوْنَدَانَ قَالَ: سَأَلْنَا سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ فَقُلْنَا: أَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَجْمَعُ بَيْنَ شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ: لَا، إِلَّا بِجَمْعِ ثُمَّ أَنْتَبَهَ فَقَالَ:

۵۹۷- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۱۵۶۸.

۵۹۸- [صحیح] تقدم، ح: ۵۸۹.

## ۶- کتاب المواقیت

سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

کہ میں دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں ہوں چنانچہ آپ سوار ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ وہ بہت تیزی سے چلے حتیٰ کہ نماز کا وقت آ گیا۔ مؤذن نے آپ سے کہا: اے ابوعبدالرحمن! نماز پڑھ لیجیے۔ آپ چلتے رہے حتیٰ کہ جب دو نمازوں کا درمیانی وقت آ گیا تو آپ اترے اور مؤذن سے کہا کہ اقامت کہو۔ جب میں ظہر کی نماز سے سلام پھیروں تو اسی جگہ اقامت کہہ دینا۔ اس نے اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز دو رکعت پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر اسی جگہ عصر کی اقامت کہلوائی اور عصر کی نماز دو رکعت پڑھیں پھر سوار ہو گئے اور خوب تیز چلے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ مؤذن نے کہا: اے ابوعبدالرحمن! نماز پڑھیے۔ آپ نے فرمایا: جس طرح تو نے پہلے کیا ہے اسی طرح کرنا۔ پھر آپ چلتے رہے حتیٰ کہ ستارے گھنے ہو گئے تو اترے اور فرمایا کہ اقامت کہہ پھر جب میں (نماز مغرب سے) سلام پھیروں تو پھر تکبیر کہنا۔ اس نے اقامت کہی تو آپ نے مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں پھر اس نے اسی جگہ اقامت کہی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر آپ نے سامنے کی طرف ایک دفعہ سلام کہا پھر کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو ایسا کام پڑ جائے جس کے ضائع ہونے کا اسے خطرہ ہو تو وہ اس طرح نماز پڑھے۔“

كَانَتْ عِنْدَهُ صَفِيَّةُ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أُنِّي فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الْآخِرَةِ، فَرَكِبَ وَأَنَا مَعَهُ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى حَانَتْ الصَّلَاةُ فَقَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ: الصَّلَاةُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! فَسَارَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ نَزَلَ فَقَالَ لِلْمُؤَذِّنِ: أَقِم، فَإِذَا سَلَّمْتُ مِنَ الظُّهْرِ فَأَقِمِ مَكَانَكَ، فَأَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ أَقَامَ مَكَانَهُ فَصَلَّى الْعَصْرَ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكِبَ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ: الصَّلَاةُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! فَقَالَ: كَفَيْكَ الْأَوَّلِ، فَسَارَ حَتَّى إِذَا اشْتَبَكَتِ النُّجُومُ نَزَلَ فَقَالَ: أَقِم، فَإِذَا سَلَّمْتُ فَأَقِم، فَأَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا ثُمَّ أَقَامَ مَكَانَهُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ سَلَّمَ وَاحِدَةً تَلْقَاءَ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمْ أَمْرٌ يَخْشَى فَوْتَهُ فَلْيُصَلِّ هَذِهِ الصَّلَاةَ».

فائدہ: مزید دیکھیے حدیث: ۵۸۹۔

باب: ۴۶- کس حالت میں دو نمازیں

اکٹھی پڑھ سکتا ہے؟

(المعجم ۴۶) - الْحَالُ الَّتِي يُجْمَعُ فِيهَا

بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ (التحفة ۷۰)



۶۔ کتاب المواقیت سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۵۹۹۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانُ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

۵۹۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سفر پر جانے کی جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو جمع فرماتے۔

۶۰۰۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ أَوْ حَزَبَهُ أَمْرٌ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

۶۰۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو چلنے کی جلدی ہوتی یا کوئی مسئلہ آپ کو بے چین کرتا تو آپ مغرب اور عشاء کو جمع فرماتے۔

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت صحیح ہے البتہ اس روایت کے الفاظ [أَوْ حَزَبَهُ أَمْرٌ] ”یا کوئی مسئلہ آپ کو بے چین کرتا۔“ کو محققین نے شاذ قرار دیا ہے۔ محقق کتاب نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ جملہ صرف مجھے یہاں ہی ملا ہے کسی اور جگہ نہیں ملا۔ دیکھیے: (صحیح سنن النسائي للألباني، حدیث: ۵۹۸)

۶۰۱۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

۶۰۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ میں نے دیکھا جب نبی ﷺ کو چلنے کی جلدی ہوتی تو آپ مغرب اور عشاء کو جمع فرماتے۔

☀️ فائدہ: گویا سفر کی حالت میں آدمی دو نمازیں اکٹھی پڑھ سکتا ہے اور یہ اتفاقی مسئلہ ہے۔

(المعجم ۴۷) - أَلْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ (التحفة ۷۱) باب: ۴۷۔ حضر میں دو نمازیں جمع کرنا

۵۹۹۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر، ح: ۷۰۳/ ۴۶ من حديث مالك، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۱۴، والكبرى، ح: ۱۵۷۲.

۶۰۰۔ [إسناده صحيح، غريب] قوله: "أو حزه أمر" لم أجده إلا هاهنا، والله أعلم.

۶۰۱۔ أخرجه البخاري، التفسير، باب الجمع في السفر بين المغرب والعشاء، ح: ۱۱۰۶، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر، ح: ۷۰۳/ ۴۴ من حديث سفيان بن عيينة به.

۶- کتاب المواقیب ..... سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۶۰۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر کسی خوف اور سفر کے ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھیں، اسی طرح مغرب اور عشاء کی نمازیں بھی اکٹھی پڑھیں۔

۶۰۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ.

☀️ فائدہ: دیکھیے نوائد حدیث: ۵۹۰۔

۶۰۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مدینہ منورہ میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء بغیر کسی خوف اور بارش کے اکٹھی کر کے پڑھیں۔ کہا گیا: کیوں؟ انھوں نے فرمایا: تاکہ آپ کی امت پر تنگی نہ ہو۔

۶۰۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ وَاسْمُهُ عَزْوَانُ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِالْمَدِينَةِ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ قِيلَ لَهُ: لِمَ؟ قَالَ: لِئَلَّا يَكُونَ عَلَى أُمَّتِهِ حَرَجٌ.

۶۰۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے آٹھ اور سات رکعتیں اکٹھی پڑھی ہیں۔

۶۰۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْنَاءِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا.

۶۰۲- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، ح: ۴۹ / ۷۰۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱ / ۱۴۴، والكبرى، ح: ۱۵۷۳.

۶۰۳- أخرجه مسلم (انظر الحديث السابق)، ح: ۵۴ / ۷۰۵ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۷۴.

۶۰۴- [صحيح] تقديم، ح: ۵۹۰، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۳.

۶- کتاب المواقیت ..... سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل  
 ﷻ فائدہ: اس مفہوم کی روایت پیچھے گزر چکی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۵۹۰۔

(المعجم ۴۸) - الْجَمْعُ بَيْنَ الظُّهْرِ  
 وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ (التحفة ۷۲)  
 باب: ۴۸- عرفات میں ظہر اور عصر کی  
 نمازیں جمع کرنا

۶۰۵- أَخْبَرَنِي إِبرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ، فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنِمْرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقُضَاءِ فَرُجِلَتْ لَهُ، حَتَّى إِذَا انْتَهَى إِلَى بَطْنِ الْوَادِي خَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ أَدَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

۲۰۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے حتیٰ کہ عرفہ پہنچ گئے۔ آپ نے اپنا خیمہ وادی نمرہ میں لگا ہوا پایا۔ آپ اس میں اترے حتیٰ کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے حکم دیا آپ کی اونٹنی قصواء پر پالان کسا گیا حتیٰ کہ جب آپ وادی کے پیٹ میں پہنچ گئے تو لوگوں کو خطبہ دیا پھر بلال نے اذان کہی پھر اقامت کہی۔ آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر انھوں نے اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان دونوں کے درمیان کچھ نہیں پڑھا۔

ﷻ فائدہ: عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں ظہر کے وقت میں جمع کرنے اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت میں جمع کرنے پر ساری امت کا ہر دور میں اتفاق رہا ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(المعجم ۴۹) - الْجَمْعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ (التحفة ۷۳)  
 باب: ۴۹- مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی  
 نمازیں جمع کرنا

۶۰۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيدٍ، أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ

۲۰۶- حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھیں۔

۶۰۵- أخرجه مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، ح: ۱۲۱۸ من حديث حاتم به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۷۵.

۶۰۶- أخرجه البخاري، المغازي، باب حجة الوداع، ح: ۴۴۱۴ من حديث مالك، ومسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة... الخ، ح: ۱۲۸۷/۲۸۵ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۷۶.

۶- کتاب المواقیت ..... سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا.

☀️ فائدہ: مغرب کا وقت عرفات میں ہو جاتا ہے مگر شریعت کا حکم ہے کہ مغرب کی نماز مزدلفہ میں پڑھی جائے نہ کہ عرفات میں اور مزدلفہ پہنچنے پہنچنے لا محالہ عشاء کا وقت ہو جاتا ہے اس لیے یہ دونوں نمازیں عشاء کے وقت میں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔

۶۰۷- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ حَيْثُ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا أَتَى جَمْعًا جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: فَعَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَا الْمَكَانِ مِثْلَ هَذَا.

۶۰۷- حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا جب وہ عرفات سے واپس لوٹے اور جب وہ مزدلفہ آئے تو انھوں نے مغرب اور عشاء کو جمع کیا۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے اس مقام پر ایسے ہی کیا تھا یعنی یہ دو نمازیں اکٹھی پڑھی تھیں۔

۶۰۸- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ.

۶۰۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھیں۔

۶۰۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۶۰۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی دو نمازیں جمع کر

۶۰۷- [صحیح] تقدم طرفه، ح: ۴۸۲، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۷۷.

۶۰۸- أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة... الخ، ح: ۲۸۶/۷۰۳، بعد، ح: ۱۲۸۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۴۰۰.

۶۰۹- أخرجه البخاري، الحج، باب من يصلي الفجر بجمع؟، ح: ۱۶۸۲، ومسلم، الحج، باب استحباب زيادة التعليل بصلاة الصبح يوم النحر بالمزدلفة... الخ، ح: ۲۹۲/۱۲۸۹ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۷۸.

۶- کتاب المواقیت

غزاور حضرت میں نماز جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

ابن یزید، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ إِلَّا بِجَمْعٍ وَصَلَّى الصُّبْحَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ وَفْتِهَا.

کے پڑھتے نہیں دیکھا مگر مزدلفہ میں۔ آپ نے اس دن صبح کی نماز (اپنے معمول کے) وقت سے پہلے پڑھی۔

☀️ نو آمد و مسائل: ① یہ عجیب بات ہے کیونکہ نبی ﷺ مزدلفہ سے قبل عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع کر چکے تھے۔ اس پر مطلع نہ ہونا اچھے کی بات ہے۔ لیکن انسان، انسان ہے ان کے علم میں یہ بات نہ آئی ہوگی یا یہ ذہول اور نسیان کا نتیجہ ہوگا جو ہر انسان کو لاحق ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں سفر میں دو نمازیں جمع کرنا نبی ﷺ کا معمول تھا۔ کثیر صحابہ سے آنے والی روایات میں اس کا ذکر ہے لہذا ان کی نفی یہاں معتبر نہیں۔ پھر یہ اصول ہے کہ نفی پر اثبات مقدم ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی اس نفی کا تعلق صرف ان کی ذات کی حد تک ہے کیونکہ دوسروں کے پاس مزید علم کی بات ہے اس لیے اسے قبول کیا جائے گا۔ واللہ أعلم۔ ② ”وقت سے پہلے پڑھی۔“ اس سے مراد نبی ﷺ کا معمول کا وقت ہے کیونکہ عموماً طلوع فجر اور صلاۃ فجر کے درمیان وضو، غسل اور فجر کی سنتوں کا فاصلہ ہوا کرتا تھا۔ اس دن آپ نے فجر کی نماز طلوع فجر کے ساتھ ہی پڑھ لی تا کہ وقف کے لیے زیادہ وقت مل سکے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں صراحتاً طلوع فجر کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الحج، حدیث: ۱۶۸۳، وصحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۳۱۸)

باب: ۵۰- (مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو)

(المعجم ۵۰) - كَيْفَ الْجَمْعُ (التحفة ۷۴)

کیسے جمع کیا جائے؟

۶۱۰- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: اور نبی ﷺ نے عرفات سے واپسی پر انھیں اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھایا ہوا تھا کہ جب نبی ﷺ (عرفات اور مزدلفہ کے درمیان آنے والی) گھائی پر پہنچے تو آپ اترے اور پیشاب کیا۔ پھر میں نے لوٹے سے پانی ڈالا اور آپ نے ہلکا سا وضو فرمایا۔ میں نے آپ سے گزارش کی کہ نماز پڑھ لیجئے۔ آپ نے فرمایا: ”نماز آگے ہوگی۔“ جب مزدلفہ تشریف لائے تو مغرب کی

۶۱۰- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ وَمُحَمَّدِ ابْنِ أَبِي حَزْمَلَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْدَفَهُ مِنْ عَرَفَةَ، فَلَمَّا أَتَى الشَّعْبَ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ أَهْرَاقَ الْمَاءِ قَالَ: فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنْ إِدَاوَةٍ فَتَوَضَّأَ وَضُوءًا خَفِيفًا، فَقُلْتُ لَهُ: الصَّلَاةُ، فَقَالَ: «الصَّلَاةُ

۶۱۰- [صحیح] أخرجه أحمد: ۵/۲۰۰ عن سفیان بن عیینة به مختصراً، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۷۹، وللحديث طرق عند البخاري ومسلم والبعوي في مسند الحب بن الحب أسامة بن زيد، ح: ۲۶۰-۲۸.

۶- کتاب المواقیت ..... سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

أَمَّا مَكَ « فَلَمَّا أَتَى الْمُزْدَلِيَةَ صَلَّى الْمُعْرَبِ ، نماز پڑھائی ، پھر صحابہ رضي الله عنهم نے سوار یوں سے پالان  
ثُمَّ نَزَعُوا رِحَالَهُمْ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ . وغیرہ اتارے پھر آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔

☀️ فوائد و مسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ مغرب اور عشاء کی نمازوں کے درمیان اگر کچھ فاصلہ ہو جائے  
مثلاً: پالان اتارنا، سامان سنبھالنا یا کچھ کھاپی لینا تو اس سے جمع میں حرج نہ ہوگا جیسا کہ حدیث میں ذکر ہے۔  
② اگر سواری کا جانور طاقت ور ہو تو اس پر اپنے پیچھے کسی کو بٹھا لینا جائز ہے۔ اگر جانور اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو  
پھر درست نہیں کیونکہ یہ جانور پر ظلم ہوگا۔ ③ وضو میں کسی سے استعانت لینا جائز ہے۔ ④ مزدلفہ پہنچنے سے قبل  
راستے ہی میں مغرب کی نماز ادا کرنا جائز نہیں۔ ⑤ اگر دو نمازیں اکٹھی کرنی ہوں تو ان کے درمیان سنن رواتب  
پڑھنے کی ضرورت نہیں، صرف فرض پڑھے جائیں گے۔

(المعجم ۵۱) - فَضْلُ الصَّلَاةِ لِمَوَاقِيَتِهَا  
(التحفة ۷۵)  
باب: ۵۱- نمازوں کو ان کے اصل اوقات  
پر پڑھنے کی فضیلت

۶۱۱- أَحْبَبْنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا  
يَحْيَى : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ  
الْعِزَّارِ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ  
يَقُولُ : حَدَّثَنَا صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ - وَأَشَارَ  
إِلَى دَارِ عَبْدِ اللَّهِ - قَالَ : سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ تَعَالَى ؟ قَالَ :  
«الصَّلَاةُ عَلَى وَفْتِهَا ، وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ،  
وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ» .

۶۱۱- حضرت ابو عمرو شیبانی نے حضرت عبداللہ بن  
مسعود رضي الله عنه کے گھر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ہمیں  
اس گھر کے مالک نے بیان فرمایا کہ میں نے اللہ کے  
رسول ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند  
ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وقت پر نماز پڑھنا، والدین سے  
حسن سلوک کرنا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔“

☀️ فائدہ: باب کا مقصد یہ ہے کہ اصل یہی ہے کہ ہر نماز اپنے وقت پر پڑھی جائے، سوائے عرفات اور مزدلفہ  
کے کہ وہاں نمازیں جمع کرنا شرعی حکم ہے اور سفر میں بھی دو نمازوں کو جمع کرنا مشروع ہے۔ سفر میں بھی افضل ہر  
نماز کو وقت ہی پر پڑھنا ہے۔ سفر میں جمع کرنا رخصت ہے، افضل نہیں۔ اسی طرح حضر میں کبھی کسی عذر کی بنا پر  
جمع کر لینا بھی رخصت ہے، بہر حال ہر نماز کو حسب امکان اپنے وقت ہی پر ادا کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

۶۱۱- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها، ح: ۵۲۷، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون  
الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال، ح: ۱۳۹/۸۵ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۸۰.


۶- کتاب المواقیت ..... سفر اور حضر میں نمازیں جمع کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۶۱۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وقت پر نماز قائم کرنا والدین سے حسن سلوک کرنا اور اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد کرنا۔“

۶۱۲- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ النَّخَعِيُّ: سَمِعَهُ مِنْ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ؟ قَالَ: «إِقَامُ الصَّلَاةِ لَوْ قُتِلَ بِهَا، وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۶۱۳- حضرت محمد بن منشر بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمرو بن شرحبیل کی مسجد میں تھے کہ جماعت کے لیے اقامت کہی گئی۔ پھر لوگ ان کا انتظار کرنے لگے۔ (وہ آئے تو) انھوں نے فرمایا: میں وتر پڑھ رہا تھا۔ انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا اذان فجر کے بعد وتر پڑھ سکتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، بلکہ اقامت کے بعد بھی پھر انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دن آپ نماز فجر سے سوئے رہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا پھر آپ نے نماز ادا فرمائی۔ یہ لفظ یحییٰ کے ہیں۔

۶۱۳- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ وَعَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّبِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ فِي مَسْجِدِ عَمْرٍو بْنِ شَرْحِبِيلٍ، فَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَجَعَلُوا يَنْتَظِرُونَهُ، فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أُوتِرُ قَالَ: وَسئِلَ عَبْدُ اللَّهِ هَلْ بَعْدَ الْأَذَانِ وَتَرٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ وَبَعْدَ الْإِقَامَةِ، وَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى. وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى.

 فوائد و مسائل: ① اس روایت میں امام نسائی رضی اللہ عنہ کے دو استاد ہیں: یحییٰ بن حکیم اور عمرو بن یزید۔ مذکورہ بیان یحییٰ بن حکیم کا ہے جبکہ آپ کے شیخ عمرو بن یزید نے اس حدیث کو بالمعنی روایت کیا ہے۔ ② ثابت ہوا کہ اگر وترہ جائیں تو صبح کی نماز پڑھنے تک انھیں ادا کیا جاسکتا ہے لیکن اس سے وتر کے وجوب یا فرضیت پر استدلال نہیں ہو سکے گا کیونکہ قضا جیسے فرائض و واجبات کی ادا ہوتی ہے ایسے ہی نوافل اور ہر مؤکد عمل کی بھی

۶۱۲- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهذا طرف منه .

۶۱۳- [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲/ ۴۸۰، ۴۸۱ من حديث يحيى بن حكيم به مختصراً، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۸۱. \* محمد بن المنشر رواه عن أبي مسرة الكوفي عمرو بن شرحبيل الهمداني عن عبدالله بن مسعود كما تدل عليه رواية البيهقي، وإليه أشار المزني في تهذيب الكمال.

۶- کتاب المواقیت - نیندا اور سہوکی وجہ سے اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

ہو سکتی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی سنتوں کی قضا عصر کے بعد ادا کی۔ صبح کی سنتیں سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھ سکے وہ سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لے۔“ (جامع الترمذی، حدیث: ۳۳۳، و السلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، رقم: ۲۳۶۱) ظاہر ہے ظہر اور فجر کی سنتیں واجب نہیں ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح وتر باوجود واجب نہ ہونے کے فجر کی نماز تک پڑھے جاسکتے ہیں۔

(المعجم ۵۲) - فَيَمْنَن نَسِي صَلَاةً

باب: ۵۲- جو آدمی نماز بھول جائے تو.....؟

(التحفة ۷۶)

۶۱۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَرَبَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا».

۶۱۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی کوئی نماز بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے۔“

فائدہ: معلوم ہوا فرض نماز کی قضا کے لیے کوئی وقت مکروہ نہیں ہے، جب بھی یاد آئے یا بیدار ہو نماز پڑھ لے۔ یہ جمہور اہل علم کا موقف ہے۔ اوقات مکروہ والی روایت بلا سبب نفل نماز کے لیے ہے البتہ احتاف کا خیال ہے کہ طلوع، غروب، اور استوا کے اوقات میں نماز کو مؤخر کیا جائے مگر بہت سی روایات جو پیچھے گزر چکی ہیں ان اوقات میں فرض نماز پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں۔

(المعجم ۵۳) - فَيَمْنَن نَامَ عَنْ صَلَاةٍ

باب: ۵۳- جو آدمی نماز سے سویا رہے تو.....؟

(التحفة ۷۷)

۶۱۵- أَخْبَرَنَا حَمِيدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ الْأَحْوَلِ عَنْ قُتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سُمِّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَرْقُدُ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ يَغْفُلُ عَنْهَا

۶۱۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو نماز سے سویا رہتا ہے یا غافل ہو جاتا ہے (بھول جاتا ہے)۔ آپ نے فرمایا: ”اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اسے یاد

۶۱۴- أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ۳۱۴/۶۸۴ عن قتيبة، والبخاري، مواقيت الصلاة، باب من نسي صلاة فليصل إذا ذكر... الخ، ح: ۵۹۷ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۸۶.

۶۱۵- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصلاة، باب من نسي الصلاة أو نسيها، ح: ۶۹۵ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۸۵، وأخرجه مسلم، انظرا السابق، من حديث قتادة به.



۶- کتاب المواقیت ..... نیند اور سوکوی وجہ سے اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: «كَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا» . آئے نماز پڑھ لے۔“

۶۱۶- حضرت ابوققادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ کبھی ہم نماز سے سوئے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”نیند آجانے میں قصور اور کوتاہی نہیں۔ کوتاہی تو یہ ہے کہ آدمی جاگتا ہوا نماز نہ پڑھے چنانچہ جب تم میں سے کوئی نماز بھول جائے یا اس سے سویا رہ جائے تو جب اسے یاد آئے (یا جاگے) تو اسی وقت نماز پڑھ لے۔“

۶۱۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: ذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوْمَهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا» .

۶۱۷- حضرت ابوققادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نیند آجانے میں کوتاہی نہیں۔ کوتاہی تو اس شخص میں ہے جس نے اگلی نماز کا وقت آنے تک نماز نہ پڑھی حالانکہ وہ جاگ رہا تھا۔“

۶۱۷- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ سَلِيمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِيمَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتَّى يَجِيءَ وَفَتْ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى حَتَّى يَنْتَبِهَ لَهَا» .

☀️ فوائد و مسائل: ① اس روایت میں نیند آنے کو کوتاہی اور قصور شمار نہیں کیا گیا جب کہ اس باب کی پہلی حدیث میں ”کفارہ“ کے الفاظ ہیں۔ ظاہر ہے کفارہ تو کسی غلطی کے بعد ہی ہوتا ہے گویا نیند کا آنا بذات خود تو کوتاہی یا غلطی نہیں مگر سستی، غفلت اور عدم محافظت جو نیند کا سبب ہیں، کوتاہی کے ذیل میں آتے ہیں۔ ② ”اگلی نماز کا وقت آنے تک“ عام طور پر پچھلی نماز کا وقت اگلی نماز کا وقت آنے سے ختم ہوتا ہے اس لیے یوں کہا اور نہ مقصد نماز کا وقت ختم ہونا ہے، مثلاً: صبح کی نماز کا وقت ختم ہوتا ہے تو کسی فرض نماز کا وقت شروع نہیں ہوتا، چنانچہ وقت ختم ہونے تک صبح کی نماز نہ پڑھنا جرم اور گناہ ہے البتہ جہاں شریعت نے تاخیر کی رخصت دی ہے وہاں یہ

۶۱۶- [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في النوم عن الصلاة، ح: ۱۷۷ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۸۲، وأخرجه مسلم، ح: ۶۸۱. انظر الحديث السابق وغيره من حديث ثابت به مطولاً.

۶۱۷- أخرجه مسلم، من حديث سليمان بن المغيرة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۸۳.

۶- کتاب المواقیت ..... نیندا اور سہوکی وجہ سے اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

حدیث لاگو نہیں ہوگی، مثلاً: مسافر دو نمازیں جمع کر سکتا ہے۔ کبھی تاخیر واجب ہوتی ہے جیسے مزدلفہ میں مغرب کی نماز دیکھیے: (صحیح البخاری، الحج، حدیث: ۱۶۷۵، و صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۳۱۸)

(المعجم ۵۴) - إِعَادَةُ مَا نَامَ عَنْهُ مِنَ الصَّلَاةِ لَوْ قُتِبَتْ مِنَ الْعَدِ (التحفة ۷۸)

باب: ۵۴- جس نماز سے سویا رہا، اگلے دن اس نماز کے وقت دوبارہ پڑھنا

۶۱۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رِيَّاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، لَمَّا نَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَلْيُصَلِّهَا أَحَدُكُمْ مِنَ الْعَدِ لَوْ قُتِبَتْ».

۶۱۸- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب صحابہ صبح کی نماز سے سوئے رہ گئے تھے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا تھا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ کل کو تم یہ نماز اس کے وقت پڑھنا۔

فائدہ: اس روایت سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی نماز قضا ہو گئی تو آج قضا ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اگلے دن اصل وقت پر دوبارہ قضا ادا کرنا ہوگی، مگر یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ فوت شدہ نماز کی قضا ایک ہی دفعہ ہوگی۔ اس کی تائید دیگر عموماً اور دلائل سے ہوتی ہے۔ مثلاً: «فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا» یعنی سونے یا بھول جانے کی صورت میں آپ نے یاد آنے پر صرف اسی نماز کو پڑھنے کا حکم دیا ہے، مزید کچھ نہیں فرمایا۔ بعض روایات میں ہے: «لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ» [اس کا صرف یہی کفارہ ہے۔] اس حدیث میں حصر ہے، یعنی مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ پھر مزید غور کیا جائے تو یہ بات بھی ذہن میں آتی ہے کہ دن رات میں باقاعدہ صرف پانچ نمازیں ہی فرض ہیں، آئندہ روز اس کی دوبارہ قضا ادا کرنے سے تو چھ بن جائیں گی اور یہ عام مسلمہ اصول دین کے خلاف ہے، اس لیے لامحالہ ایسا مفہوم مراد لینا ہوگا کہ جس سے تمام دلائل میں تطبیق ہو جائے۔ مزید برآں یہ کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے بھی اگلے روز اسی نماز کی دوبارہ قضا ادا کرنے کی نفی کی ہے جیسا کہ درج ذیل ترجمہ الباب سے ظاہر ہوتا ہے: «بَابُ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا، وَلَا يُعِيدُ إِلَّا تِلْكَ الصَّلَاةَ» لہذا ان معروضات کی روشنی میں امام نسائی رضی اللہ عنہ کا ترجمہ الباب میں بیان کردہ استدلال محل نظر ہے۔ رہا یہ کہ دوبارہ قضا کی جو صریح روایت آتی ہے جس میں آپ نے یہ حکم دیا: «فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ صَلَاةً»

۶۱۸- [سنادہ صحیح] أخرجه أحمد: ۳۰۹/۵ عن أبي داود الطيالسي به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۸۴، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۹۰، وانظر الحديثين السابقين.

۶- کتاب المواقیب ..... نیندا اور سہوکی وجہ سے اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

الْعَدَاةِ مِنْ غَدٍ صَالِحًا فَلْيَقْضِ مَعَهَا مِثْلَهَا] ”لہذا جس نے تم میں سے آئندہ کل صبح کی نماز عافیت کی حالت میں پالی تو وہ اس کے ساتھ مزید ایسی ہی نماز ادا کر لے۔“ (ضعیف سنن أبي داود للألباني، حدیث: ۴۳۸) تو وہ شاذ اور ناقابل حجت ہے۔ اس روایت کے صحیح معنی یہ ہیں کہ کل کو تم نماز وقت پر پڑھنا آج کی طرح تاخیر نہ کرو یا یعنی لیٹ پڑھنے کی عادت نہیں ہونی چاہیے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (فتح الباری: ۹۳/۲)

۶۱۹- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا نَسِيتَ الصَّلَاةَ فَصَلِّ إِذَا ذَكَرْتَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾». [طه: ۱۴].

۶۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نماز بھول جاؤ تو جب یاد آئے پڑھ لو کیونکہ اللہ تعالیٰ (قرآن مجید میں) فرماتا ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾“ اور میری یاد آنے پر نماز قائم کرو۔“

قَالَ عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا بِهِ يَعْلَى. مُخْتَصَرًا. عبد الاعلی نے کہا: ہمیں یہ روایت حضرت یعلیٰ نے اختصار کے ساتھ بیان کی۔

☀️ فائدہ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (طہ: ۲۰) اس کے ایک معنی ہیں: ”مجھے یاد کرنے کے لیے نماز پڑھو۔“ دوسرا ترجمہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ ایک قراءت میں [لِلذِّكْرِ] بھی پڑھا گیا ہے۔ اس کے معنی ہیں: نماز یاد آنے پر یا معنی ہیں: نصیحت حاصل کرنے کے لیے۔

۶۲۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً

۶۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص نماز بھول جائے تو اسے چاہیے کہ اسے یاد آنے پر پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾“ اور میری یاد آنے پر نماز پڑھو۔“

۶۱۹- أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ۶۸۰ من حديث الزهري به مطولاً.

۶۲۰- أخرجه مسلم، من حديث ابن وهب به، انظر الحديث السابق.

۶- کتاب المواقیت ..... فوت شدہ نماز کی قضا سے متعلق احکام و مسائل

فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ .

۶۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص نماز بھول جائے تو اسے جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: [أَقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرِ] ”یاد آنے پر نماز قائم کرو۔“ معمر کہتے ہیں کہ میں نے امام زہری سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح قراءت فرمائی تھی؟ انھوں نے کہا: ہاں۔

۶۲۱- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: (وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي) قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ: هَكَذَا قَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

باب: ۵۵- فوت شدہ نماز کی قضا کیسے دی جائے؟

(المعجم ۵۵) - بَابُ: كَيْفَ يَقْضِي الْفَائِتُ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ۷۹)

۶۲۲- حضرت ابو مریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم ساری رات چلتے رہے۔ جب صبح طلوع ہونے کو تھی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترے اور سو گئے اور لوگ بھی سو گئے۔ ہمیں اس وقت جاگ آئی جب سورج ہم پر طلوع ہو چکا تھا، چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے اذان کہی پھر آپ نے فجر کی دو سنتیں پڑھیں، پھر آپ نے اسے حکم دیا تو اس نے اقامت کہی پھر آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر ہمیں بیان کیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا۔

۶۲۲- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَسْرَبْنَا لَيْلَةً فَلَمَّا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَتَامَ وَنَامَ النَّاسُ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِالشَّمْسِ قَدْ طَلَعَتْ عَلَيْنَا، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُؤَذِّنَ فَأَذَّنَ ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا [بِمَا] هُوَ كَائِنٌ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ.

۶۲۱- [صحیح] انظر الحديثين السابقين .

۶۲۲- [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۹/ ۲۷۴، ح: ۶۰۱ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۸۷، وحسنه الهيثمي في مجمع الزوائد: ۳/ ۲۶۲، وللحديث شواهد.

## ۶- کتاب المواقیت

فوت شدہ نماز کی قضا سے متعلق احکام و مسائل

☀️ نوائد و مسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ اگر مجموعی طور پر نماز رہ جائے، یعنی اذان ہونہ جماعت تو قضا اذان اور جماعت کی صورت میں ہوگی جیسے کہ ادا ہوتی ہے، مگر یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ صحرا کا واقعہ ہے جہاں متعلقین کے علاوہ کوئی اذان نہ سنتا تھا، اب جب کہ جگہ جگہ مساجد ہیں اور مساجد میں لاؤڈ سپیکر بھی ہیں تو اب قضا میں علانیہ اذان کہنا اور جماعت کروانا غلط فہمی اور مذاق کا سبب ہوگا لہذا آبادی میں اگر ایسا ہو جائے تو دوسری مساجد (اسی آبادی یا اردگرد کی آبادیوں) کی اذان کافی ہوگی، ہاں بغیر لاؤڈ سپیکر اذان کہہ کر باجماعت نماز پڑھنا، اگر ممکن ہو تو یہ بہتر ہے وگرنہ الگ الگ صرف تکبیر کہہ کر پڑھی جاسکتی ہے الایہ کہ کوئی آبادی الگ تھلگ ہو، دیگر آبادیوں سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو اور نہ وہاں کی اذان کی آواز دوسری آبادیوں میں سنی جاتی ہو تو وہاں اس حدیث پر عمل ہو سکتا ہے، یعنی تب اذان کہنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔ موقع محل کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ② فجر کی سنتیں مؤکلمہ ہیں لہذا اگر وہ جائیں تو طلوع شمس سے پہلے یا بعد میں ان کی قضا دی جائے۔ اگر فرض اور سنتیں دونوں رہ گئے ہوں تو دونوں کی قضا دی جائے۔ اس طرح دیگر نمازوں کے نوافل یا سنن وغیرہ کی بھی وقت کے بعد قضا دی جاسکتی ہے، خواہ سونے کی وجہ سے رہ جائیں یا بھولنے سے جیسا کہ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے، رہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مسند احمد والی حدیث جس میں قضا دینے سے روکا گیا ہے تو وہ سنداً ضعیف ہے۔ واللہ اعلم۔

۶۲۳- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَحُبِسْنَا عَنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَاسْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيَّ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَلَّا

۶۲۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز نہ پڑھ سکے۔ یہ بات میرے لیے بہت تکلیف دہ تھی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انھوں نے اقامت کہی تو آپ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، پھر اقامت کہی تو آپ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی، پھر اقامت کہی تو آپ نے ہمیں مغرب کی نماز

۶۲۳- [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الرجل تفوته الصلاة بأنتهن يبدأ، ح: ۱۷۹ من حديث أبي الزبير به مختصراً، وقال: ليس بإسناده بأس إلا أن أبا عبيدة لم يسمع من عبدالله يعني ابن مسعود، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۸۹، وانظر الحديث الآتي: (۱۴۰۵)، العلة الثانية عن عنة أبي الزبير، وتقدم حال تدليس، ح: ۵۹۴.

۶- کتاب المواقیت فوت شدہ نماز کی قضا سے متعلق احکام و مسائل

پڑھائی، پھر اقامت کہی تو آپ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی، پھر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”روئے ارض پر تمہارے علاوہ کوئی جماعت (اس وقت) اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کر رہی ہے۔“

اللہ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرُكُمْ».

☀️ نوامد و مسائل: ① یہ جنگ خندق کا واقعہ ہے۔ کفار کے خطرے کے پیش نظر نمازیں نہ پڑھی جاسکیں۔ ایک دن صرف عصر کی نماز فوت ہو گئی تھی وہ اور واقعہ ہے۔ یہ جنگ کئی دن جاری رہی تھی۔ ② فوت شدہ نماز کی قضا واجب ہے اگرچہ وہ کسی دینی مصروفیت کی بنا پر رہے گی ہو جیسا کہ جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ۔

۶۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن دوران سفر میں) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آخر رات میں پڑاؤ ڈالا اور ہم نہ جاگے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا۔ (جاگنے پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر آدمی اپنی سواری کا سر پکڑے (یہاں سے کوچ کرے) کیونکہ اس مقام میں شیطان ہمارے پاس رہا ہے۔“ ہم نے اسی طرح کیا (وہاں سے نکل گئے۔) پھر آپ نے پانی منگوا یا اور وضو کیا، پھر دو رکعتیں (سنت فجر) پڑھیں، پھر جماعت کی اقامت کہی گئی اور آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔

۶۲۴- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: عَرَسْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهِ فَإِنَّ هَذَا مَنْزِلٌ حَضَرْنَا فِيهِ الشَّيْطَانُ» قَالَ: فَفَعَلْنَا فَدَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ أَقِيَمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ.

۶۲۵- حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر میں (آخر رات میں سوتے وقت) فرمایا: ”اس رات کون ہمارے لیے فجر کی نماز کا خیال رکھے گا؟ کہیں ہم نماز سے سوئے ہی نہ رہ جائیں۔“

۶۲۵- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ

۶۲۴- أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ۳۱۰/۶۸۰ عن يعقوب به، وهو في الكبرى، ح: ۱۵۸۸.

۶۲۵- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/ ۸۱ من حديث حماد بن سلمة به.

۶- کتاب المواقیب ..... فوٹ شدہ نماز کی تقاضے متعلق احکام و مسائل

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ پھر وہ طلوع شمس کی جہت کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو سلا دیا حتیٰ کہ انھیں سورج کی گرمی نے جگایا۔ تب وہ اٹھے۔ آپ نے فرمایا: ”وضو کرو۔“ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور دوسرے لوگوں نے بھی فجر کی سنتیں پڑھیں۔ پھر سب نے فجر کی نماز (باجماعت) پڑھی۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي سَفَرٍ لَهُ: «مَنْ يَكْلُونَا اللَّيْلَةَ لَا نَزْفُدُ عَنِ الصَّلَاةِ، عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ». قَالَ بِلَالٌ: أَنَا، فَاسْتَقْبَلَ مَطْلَعِ الشَّمْسِ فَضْرِبَ عَلَى آذَانِهِمْ حَتَّى أَيْقَظَهُمْ حَرُّ الشَّمْسِ فَقَامُوا، فَقَالَ: «تَوَضَّؤُوا» ثُمَّ أَدَّنَ بِلَالٌ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَصَلَّوْا رَكَعَتِي الْفَجْرِ ثُمَّ صَلَّوْا الْفَجْرَ.

۶۲۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ شروع رات میں چلے پھر آخر رات آپ نے پڑاؤ ڈالا۔ آپ بروقت جاگ نہ سکے حتیٰ کہ کچھ یا سارا سورج طلوع ہو گیا، چنانچہ آپ نے فوراً نماز نہ پڑھی حتیٰ کہ سورج بلند ہو گیا تو آپ نے نماز ادا فرمائی اور یہ (نماز فجر) صلاۃ وسطیٰ ہے۔

۶۲۶- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِيمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَذْلَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَوْمًا عَرَّسَ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ بَعْضُهَا، فَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى اِزْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى وَهِيَ صَلَاةُ الْوُسْطَى.

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس میں صلاۃ وسطیٰ کی جو تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد نماز عصر ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۴۷۳، ۴۷۴) باقی باتیں دوسری روایات سے ثابت ہیں۔ ② ظاہر تو یہ ہے کہ اس باب کی جملہ روایات ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں۔ اجمال اور تفصیل کا فرق ہے، سوائے حدیث: ۶۲۳ کے کہ وہ جنگ خندق کا واقعہ ہے البتہ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک سے زائد واقعات ہوں۔ واللہ اعلم.

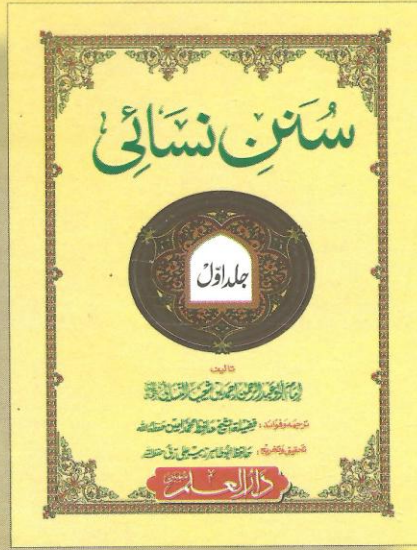


۶۲۶- [إسناده ضعيف لشذوذه] وهو في الكبرى، ح: ۳۵۵. \* حبيب هو ابن أبي حبيب، صدوق يخطيء، وتامیذہ أبو حبيب.









[www.minhajusunat.com](http://www.minhajusunat.com)



**DARUL ILM**

**PUBLISHERS & DISTRIBUTORS**

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),  
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)

Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231

fax :(+91-22) 2302 0482

E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

مکمل سیٹ - ₹ 2500/-